

سَعَادَةُ الدَّارِينَ

فِي

الصَّلَاةِ عَلَى سَيِّدِ الْكَوْنِينَ أَرَدُو



عَلَّامَةُ الْوُسْفِ بْنِ سَمْعِيلَ نَهْبَانِي قُدْسِ سِرِّهِ الْعَزِيزِ

مَكْتَبَةُ حَامِدِيَّة

گنج بخش روڈ ۵ لاہور

درود و سلام کے موضوع پر علامہ یوسف بن اسماعیل نہبانی

کی شہرہ آفاق کتاب

سعادة الدارين

فی

الصلاة علی سید الکونین

حصہ اول

مصنفہ

علامہ یوسف بن اسماعیل نہبانی قدس سرہ العزیز

مترجم

علامہ مفتی عبد القیوم خان صاحب

شیخ الحدیث مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور



مکتبہ جامعہ اسلامیہ گنج بخش روڈ لاہور

جلد حقوق سکتی ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	_____	سعادت دارین
مصنف	_____	علامہ یوسف بن اسماعیل بہانی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم	_____	علامہ مفتی محمد عبدالقیوم خان صاحب
نظر ثانی	_____	محمد انوار الاسلام رضوی
مطبع	_____	گنج شکر
سن طبع	_____	۱۴۰۹ھ ۱۹۸۸ء
اشاعت	_____	بار اول
تعداد	_____	ایک ہزار
قیمت	_____	روپے

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	بیش لفظ	۲۳
۲	تعارف مصنف	۶۲
۳	فضائل درود و سلام	۶۹
۴	درود و سلام کے موضوع پر بھی جانے والی کتابیں اور ان کے مستفید کا مختصر تعارف و تبصرہ	۷۷
۵	وجہ تالیف	۷۷
۶	ماخذ کتاب	۷۸
۷	ترتیب کتاب - (یہ کتاب ایک مقدمہ و نئی ابواب، اور خاتمہ پر مشتمل ہے)	۸۱
۸	مقدمہ - (پندرہ مسائل پر مشتمل ہے جن کا تعلق درود شریف پڑھنے سے ہے)	۸۲
۹	پہلا مسئلہ (اللہ کے ذکر کے بعد حضور پر درود و سلام کی ابتدا کرنی چاہیے)	۸۲
۱۰	ازالہ شبہ (درود و سلام حضور علیہ السلام پر پڑھا جاتا ہے یہ اللہ کی عبادت کیسے بن گیا؟ جب کہ عبادت اللہ کا حق ادا کرنے کا نام ہے)	۸۳
۱۱	دوسرا مسئلہ - صلوٰۃ میں لفظ سیدنا کو زائد کرنے کے بیان میں	۸۵
۱۲	ایک شبہ یہ کیا حضور علیہ السلام نے سیدنا کو اپنے اہم گرامی سے پہلے بڑھانے کو ناپسند فرمایا تھا۔ یہ تو انج کی بنا پر تھا۔ نیز منہ پر خوشامد کو ناپسند فرمایا وغیرہ۔ {	۸۵
۱۳	ازالہ شبہ - اس مسئلہ پر مکمل اور مسلسل بحث	۸۵
۱۴	تیسرا مسئلہ - ایک درود شریف کے بارے میں وارد تمام صحیح روایات کو جمع کرنے کے بیان میں	۹۱

- ۱۵ ایک سوال اور اس کا جواب۔ ۹۵
- ۱۶ چوتھا مسئلہ۔ صلوٰۃ وسلم سے حضور علیہ السلام کو فائدہ پہنچتا ہے یا نہیں؟ ۱۰۲
- ۱۷ ایک عجیب و غریب مثال۔ ۱۰۵
- ۱۸ ایک اور مثال۔ ۱۰۹
- ۱۹ ایک سوال۔ ۱۱۱
- ۲۰ الجواب۔ ۱۱۲
- ۲۱ نیکیاں بڑھنے کی بہترین تمثیل۔ ۱۱۹
- ۲۲ ایک اور تمثیل۔ ۱۲۰
- ۲۳ چوتھا مسئلہ۔ ۱۲۲
- ۲۴ حضور علیہ السلام پر درود شریف پڑھنے سے دوچند ثواب ملنے کا سبب۔ ۱۲۸
- ۲۵ پانچواں مسئلہ۔ ۱۲۸
- ۲۶ درود شریف کو سلام سے الگ کرنا۔ ۱۲۹
- ۲۷ ایک سوال اور اس کا جواب۔ ۱۲۹
- ۲۸ چھٹا مسئلہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم اور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا استعمال۔ ۱۳۲
- ۲۹ ساتواں مسئلہ۔ آپ پر کم از کم کتنا زیادہ درود شریف پڑھے؟ ۱۳۲
- ۳۰ آٹھواں مسئلہ۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر جو صلوٰۃ وسلم بھیجتا ہے اعداد و شمار کا اس ۱۳۳
- میں کوئی دخل نہیں۔
- ۳۱ نواں مسئلہ۔ حضور علیہ السلام پر آپ کی آل کا نام لیے بغیر درود شریف پڑھنا۔ ۱۳۴
- ۳۲ ایک سوال اور اس کا جواب۔ ۱۳۴
- ۳۳ دسواں مسئلہ۔ آپ پر درود شریف غفلت سے نہیں، حضور قلب سے پڑھا جائے۔ ۱۳۶
- ۳۴ عجیب نکتہ۔ ۱۳۸

۲۵ فائدہ۔

۱۳۹

۳۶ گیارہواں مسئلہ۔ کیا حضور علیہ السلام پر درود شریف مطلقاً قبول ہوتا ہے یا نہیں؟

۱۴۰

۳۷ کیا درود شریف قطعی قبول ہوتا ہے؟

۱۴۲

۳۸ بارہواں مسئلہ۔ جنت درود شریف پڑھنے سے بڑھتی ہے۔

۱۵۲

۳۹ تیرہواں مسئلہ۔ کیا درود شریف پڑھنے والے کو اس تعداد کے مطابق ثواب ملے گا۔

۱۵۴

جس کے مطابق وہ درود شریف پڑھتا ہے۔

۴۰ چودہواں مسئلہ۔ فرضی یا نفلی صدقہ افضل ہے یا آپ پر درود پڑھنا۔

۱۵۶

۴۱ پندرہواں مسئلہ۔ قرآن مجید پڑھنا افضل ہے یا حضور پر درود شریف پڑھنا۔

۱۶۱

۴۲ فائدہ۔ استغفار افضل ہے یا درود شریف؟

۱۶۱

۴۳ پہلا باب۔ آیت اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الْخ کے

۱۶۱

متعلق علما کی آراء۔

۴۴ تتمہ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھنے کا حکم۔

۱۸۱

۴۵ پہلا مذہب ابن جریر طبری وغیرہ کا ہے کہ یہ مستحب ہے۔

۱۸۲

۴۶ دوسرا مذہب۔ قاضی ابو محمد بن نصر اور ابن عبد البر کا ہے کہ یہ فی الجملہ واجب حدیث میں نہیں۔

۱۸۲

۴۷ تیسرا مذہب امام ابو حنیفہ، امام مالک و زاعی، الثوری، ابن حزم قرطبی کا ہے کہ عمر بھر

۱۸۲

میں ایک مرتبہ واجب ہے۔

۴۸ چوتھا مذہب یہ ہے کہ نماز میں واجب ہے۔

۱۸۲

۴۹ پانچواں مذہب یہ ہے کہ پہلے تشہد میں واجب ہے یہ قول اشعری و اسحق بن راہویہ کا ہے۔

۱۸۲

۵۰ چھٹا مذہب یہ ہے کہ نماز میں واجب ہے مگر کوئی مقام متعین نہیں یہ قول ابو جعفر

۱۸۳

الہاقر کا ہے۔

۵۱ ساتواں مذہب یہ ہے کہ کثرت سے پڑھنا واجب ہے۔ تعداد کی قیہ نہیں مالکیہ

۱۸۳

میں سے ابو بکر بن بکیر کا یہی مسلک ہے۔

۵۲ آنکھوں مذہب یہ ہے کہ جب بھی حضور کا ذکر کیا جائے درود شریف پڑھا واجب ہے ۱۸۳

طحاوی، حنفی، اعلیٰ، اسفرائینی اور مالکیہ میں سے ابن العربی کا یہی مسلک ہے۔

۵۳ حضور علیہ السلام پر سلام پڑھنے کا حکم۔ ۱۸۷

۵۴ حضور کے علاوہ دوسروں پر درود و سلام بھیجنے کا حکم۔ ۱۸۸

۵۵ باب ثانی۔ نبی کریم علیہ السلام پر درود و سلام پڑھنے کی فضیلت احادیث کی روشنی میں۔ ۱۹۰

۵۶ حرف ہمزہ۔ ۱۹۱

۵۷ حرف باء، حرف تاء۔ ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷

۵۸ حرف الجیم۔ ۲۰۶

۵۹ حرف الحاء۔ ۲۰۷

۶۰ حرف الخاء۔ ۲۰۸

۶۱ حرف الدال۔ ۲۰۹

۶۲ حرف الراء۔ ۲۱۰

۶۳ حرف الزاء۔ ۲۱۱

۶۴ حرف السين۔ ۲۱۲

۶۵ حرف الشین۔ ۲۱۳

۶۶ حرف الصاد۔ ۲۱۵

۶۷ حرف الضاد۔ ۲۱۶

۶۸ حرف العین۔ ۲۱۷

۶۹ حرف القاف۔ ۲۱۸

۷۰ حرف الکاف۔ ۲۲۳

۲۲۷	۱، حرف اللام
۲۳۰	۲، حرف المیم
۲۳۸	۳، حرف الواو
۲۳۸	۴، حرف الیاء
۲۳۹	۵، تتمہ
۲۵۲	۶، تیسرا باب - اقوال انبیاء علیہم السلام پر درود بھیجنے کے بیان میں
۲۸۴	۷، چوتھا باب - درود و سلام سے متعلق لطائف و حکایات کے بیان میں
۲۸۵	۸، پہلا طیف
۲۹۳	۹، دوسرا طیف
۲۹۵	۱۰، بشارت نبوی
۲۹۷	۱۱، تیسرا طیف
۳۰۰	۱۲، چوتھا طیف
۳۰۲	۱۳، پانچواں طیف
۳۰۶	۱۴، چھٹا طیف
۳۰۹	۱۵، ساتواں طیف
۳۱۲	۱۶، آٹھواں طیف
۳۱۳	۱۷، نواں طیف
۳۱۴	۱۸، دسواں طیف
۳۱۷	۱۹، گیارہواں طیف
۳۱۷	۲۰، بارہواں طیف
۳۱۷	۲۱، تیرہواں طیف

۳۱۸	۹۲ چودہواں لطیفہ -
۳۱۹	۹۳ پندرہواں لطیفہ -
۳۲۰	۹۴ سولہواں لطیفہ -
۳۲۲	۹۵ سترہواں لطیفہ -
۳۲۵	۹۶ آٹھارہواں لطیفہ - یہ مشاہدہ نیند میں نہیں بیداری کا ہے -
۳۲۶	۹۷ اُنیسواں لطیفہ -
۳۲۸	۹۸ بیسواں لطیفہ -
۳۲۹	۹۹ اکیسواں لطیفہ -
۳۳۰	۱۰۰ بائیسواں لطیفہ -
۳۳۱	۱۰۱ تیسواں لطیفہ -
۳۳۲	۱۰۲ چوبیسواں لطیفہ -
۳۳۳	۱۰۳ پچیسواں لطیفہ -
۳۳۴	۱۰۴ چھیسواں لطیفہ -
۳۳۵	۱۰۵ ستائیسواں لطیفہ -
۳۳۶	۱۰۶ اٹھائیسواں لطیفہ -
۳۳۷	۱۰۷ انتیسواں لطیفہ -
۳۳۸	۱۰۸ تیسواں لطیفہ -
۳۳۹	۱۰۹ اکتیسواں لطیفہ -
۳۴۰	۱۱۰ بتیسواں لطیفہ -
۳۴۱	۱۱۱ قنتیسواں لطیفہ -
۳۴۲	۱۱۲ چونتیسواں لطیفہ -

۳۳۷	۱۱۳ چیتیسواں لطیفہ -
۳۳۸	۱۱۴ چیتیسواں لطیفہ -
۳۳۹	۱۱۵ مینیسواں لطیفہ -
۳۴۰	۱۱۶ ارقیسواں لطیفہ -
۳۴۱	۱۱۷ انا لیسواں لطیفہ -
۳۴۳	۱۱۸ چالیسواں لطیفہ -
„	۱۱۹ اکتالیسواں لطیفہ -
۳۴۵	۱۲۰ بیالیسواں لطیفہ -
۳۴۶	۱۲۱ تینتالیسواں لطیفہ -
۳۴۸	۱۲۲ چوالیسواں لطیفہ -
۳۴۹	۱۲۳ پنتالیسواں لطیفہ -
۳۵۰	۱۲۴ چھیالیسواں لطیفہ -
۳۵۱	۱۲۵ سینتالیسواں لطیفہ -
„	۱۲۶ اڑتالیسواں لطیفہ -
۳۵۲	۱۲۷ انسچاسواں لطیفہ -
„	۱۲۸ بیچاسواں لطیفہ -
•	۱۲۹ اکیاونواں لطیفہ -
۳۵۳	۱۳۰ باونواں لطیفہ -
„	۱۳۱ تیرہن واں لطیفہ -
۳۵۴	۱۳۲ چترن واں لطیفہ -
„	۱۳۳ پچیسواں لطیفہ -

۳۵۴	۱۳۴ چھپن وال طیفہ
۳۵۵	۱۳۵ ستاون وال طیفہ -
"	۱۳۶ اٹھاون وال طیفہ -
"	۱۳۷ اٹھاون وال طیفہ -
۳۵۶	۱۳۸ ساٹھواں طیفہ -
۳۵۷	۱۳۹ اکٹھواں طیفہ -
"	۱۴۰ باسٹھواں طیفہ -
"	۱۴۱ تریسٹھواں طیفہ -
۳۵۸	۱۴۲ چونسٹھواں طیفہ -
"	۱۴۳ پینسٹھواں طیفہ -
۳۵۹	۱۴۴ چھپاسٹھواں طیفہ -
"	۱۴۵ سترسٹھواں طیفہ
"	۱۴۶ اسیٹھواں طیفہ
"	۱۴۷ اترسٹھواں طیفہ -
۳۶۰	۱۴۸ سترسٹھواں طیفہ -
۳۶۱	۱۴۹ اکترسٹھواں طیفہ -
"	۱۵۰ بہترسٹھواں طیفہ -
"	۱۵۱ تہترسٹھواں طیفہ
۳۶۲	۱۵۲ چوہترسٹھواں طیفہ
"	۱۵۳ پچھترسٹھواں طیفہ
۳۶۳	۱۵۴ چھترسٹھواں طیفہ -

۳۶۴	۱۵۵ سترواں لطیفہ -
"	۱۵۶ اٹھترواں لطیفہ -
۳۶۵	۱۵۷ اٹھاسی واں لطیفہ، اٹھاسی واں لطیفہ -
۳۶۶	۱۵۸ اکیاسی واں لطیفہ
"	۱۵۹ بیاسی واں لطیفہ -
۳۶۷	۱۶۰ تراسی واں لطیفہ -
۳۶۹	۱۶۱ چوراسی واں لطیفہ -
"	۱۶۲ پچاسی واں لطیفہ
۳۷۰	۱۶۳ چھیاسی واں لطیفہ -
"	۱۶۴ ستاسی واں لطیفہ
"	۱۶۵ اٹھاسی واں لطیفہ -
۳۷۱	۱۶۶ نواسی واں لطیفہ
۳۷۲	۱۶۷ لطیفہ نمبر ۹
۳۷۳	۱۶۸ اکیانوواں لطیفہ
۳۷۴	۱۶۹ بانوواں لطیفہ
۳۷۵	۱۷۰ ترانوواں لطیفہ
۳۷۶	۱۷۱ چورانوواں لطیفہ
"	۱۷۲ پچانوواں لطیفہ
"	۱۷۳ چھیانوواں لطیفہ -
۳۷۷	۱۷۴ ستانوواں لطیفہ
"	۱۷۵ اٹھانوواں لطیفہ -

۳۷۷	۱۷۶ تنانواں لطیفہ -
۳۷۸	۱۷۷ سوواں لطیفہ
۳۷۹	۱۷۸ ایک سوا ایک واں لطیفہ
"	۱۷۹ ایک سود و نم واں لطیفہ -
"	۱۸۰ ایک سو سو نم واں لطیفہ -
۳۸۰	۱۸۱ ایک سو چار واں لطیفہ -
۳۸۱	۱۸۲ ایک سو پانچواں لطیفہ -
۳۸۳	۱۸۳ ایک سو چھٹا لطیفہ -
۳۸۷	۱۸۴ ایک سو اتواں لطیفہ -
"	۱۸۵ ایک سو اٹھواں لطیفہ
"	۱۸۶ ایک سو نو واں لطیفہ -
"	۱۸۷ ایک سو دسواں لطیفہ
۳۸۸	۱۸۸ ایک سو گیارہواں لطیفہ -
۳۸۹	۱۸۹ ایک سو بارہواں لطیفہ -
۳۹۱	۱۹۰ ایک سو تیرہواں لطیفہ
۳۹۲	۱۹۱ ایک سو چودواں لطیفہ
۳۹۴	۱۹۱ ایک سو پندرہواں لطیفہ
۳۹۵	۱۹۲ ایک سو سولہواں لطیفہ
"	۱۹۳ ایک سو ستارہواں لطیفہ
۳۹۷	۱۹۴ ایک سو اٹھارہواں لطیفہ
۳۹۸	۱۹۵ ایک سو انیسواں لطیفہ -

- ۱۹۶ ایک سو بیسواں لطیفہ - ۴۰۱
- ۱۹۷ ایک سو اکیسواں لطیفہ - ۴۰۲
- ۱۹۸ ایک سو بائیسواں لطیفہ - اُونٹ کا درود پڑھنا - ۴۰۵
- ۱۹۹ ایک سو تیسواں لطیفہ - وزنِ شعری ترک ہو سکتا ہے مگر درود شریف ترک نہیں کیا جاسکتا - ۴۰۶
- ۲۰۰ ایک سو چوبیسواں لطیفہ - ابو محمد کُنیت رکھ کر درود شریف پڑھنا - "
- ۲۰۱ ایک سو پچیسواں لطیفہ - حضور پر درود اور صحابہ پر تبرکات - ۴۰۷
- ۲۰۲ تنبیہ : صحابہ رسول کو بُرا بھلا کہنے کی مذمت - ۴۰۸
- ۲۰۳ اس سلسلہ میں چند سبق آموز حکایات و واقعات - "
- ۲۰۴ شیخین کا گستاخِ ذلت آمیز موت کا شکار - ۴۱۰
- ۲۰۵ شیخین کا دشمن نگاہِ علی میں مرود - ۴۱۱
- ۲۰۶ صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کے دشمن کا سرِ قلم - ۴۱۳
- ۲۰۷ شیخین کے گستاخ کے ہاتھوں میں بیڑیاں - ۴۱۴
- ۲۰۸ شیخین کے دشمن سے خُدا و مُصطفیٰ بیزار ہیں - ۴۱۵
- ۲۰۹ شیخین کے گستاخ کی قبر میں اُڑ دھا - ۴۱۷
- ۲۱۰ شیخین کا گستاخ خنزیر بن گیا - "
- ۲۱۱ شاتمِ شیخین پر بھڑوں کا حملہ - ۴۱۸
- ۲۱۲ آگ کی بھٹی سُنّی کے لیے جنتِ رافضی کے لیے جہنم - "
- ۲۱۳ شیخین کو ردِ رسول سے جُدا کرنے کا عبرت ناک انجام - ۴۲۲
- ۲۱۴ چالیس گستاخِ زندہ در گور ہو گئے - "
- ۲۱۵ ایسی ہی ایک اور کہانی اہم شعرائی کی زبانی - ۴۲۵
- ۲۱۶ نمازی سے کھیلنے والے کا انجام - ۴۲۶

- ۴۲۶ صحابہ کرام کی گستاخی کرنے والا خنزیر۔
- ۴۲۷ ۲۱۸ عارف شعرانی کا بیان۔
- ” ۲۱۹ مقام صحابہ محب طبری سے شریف کا دلچسپ مکالمہ۔
- ۴۲۹ ۲۲۰ عارف شعرانی کا اس پر تبصرہ۔
- ” ۲۲۱ صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کی مدح سرائی بزبان علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ۔
- ۴۳۰ ۲۲۲ صحابہ کے خلاف تعصب سے روکیا ہی۔
- ” ۲۲۳ امام اساوی کا خواب مکہ۔
- ۴۳۳ ۲۲۴ عقائد اہل سنت بزبان الغزالی رحمۃ اللہ علیہ۔
- ” ۲۲۵ پہلی عقیدت اہل سنت کلمہ شہادت کے بارے میں پاکی۔
- ۴۳۵ ۲۲۶ حیات و قدرت باری تعالیٰ۔
- ” ۲۲۷ صفت علم۔
- ۴۳۶ ۲۲۸ صفت ارادہ۔
- ۴۳۷ ۲۲۹ سننا دیکھنا۔
- ” ۲۳۰ کلام باری تعالیٰ۔
- ۴۳۸ ۲۳۱ افعال باری تعالیٰ۔
- ۴۳۹ ۲۳۲ رسالت کا مفہوم۔
- ۴۴۰ ۲۳۳ امام ابوالقاسم الاسفرائینی کا بیان۔
- ۴۴۲ ۲۳۴ پانچواں باب
- ” ۲۳۵ کن کن مقامات پر درود و سلام پڑھنا جائز ہے۔
- ۴۴۳ ۲۳۶ درود و سلام کے خاص اوقات۔
- ۴۴۵ ۲۳۷ جمعہ کے دن کثرت درود و سلام افضل ہے۔

- ۲۳۸ پیر اور جمعرات کو درود و سلام کے لیے جمع ہونا، اور بلند آواز سے درود شریف پڑھنا۔ ۴۴۶
- ۲۳۹ علامہ الجمل کا تبصرہ۔ ۴۴۷
- ۲۴۰ فائدہ۔ ۴۴۹
- ۲۴۱ علامہ الغبنانی کا تبصرہ۔ ۴۵۰
- ۲۴۲ شفاعت کی اقسام۔ ۴۵۲
- ۲۴۳ سکر کے لیے وسیلہ مانگنے کا فائدہ۔ ۴۵۳
- ۲۴۴ مقام محمدؐ کا مطلب۔ ۴۵۴
- ۲۴۵ شفاعت کبریٰ کے علاوہ۔ ۴۵۷
- ۲۴۶ شفاعت کا مفہوم امام غزالی کی نظر میں اور اس کی عمدہ مثال۔ ۴۵۸
- ۲۴۷ امام رازی اور معنی شفاعت۔ ۴۶۰
- ۲۴۸ فائدہ : اذان کے آگے پیچھے درود و سلام پڑھنا۔ ۴۶۱
- ۲۴۹ درود و سلام کے دیگر مقامات۔ ۴۶۲
- ۲۵۰ درود و سلام بھولنے پر لوگوں کا احتجاج۔ ۴۶۶
- ۲۵۱ بارگاہِ عرشِ پناہ میں حاضری۔ ۴۶۹
- ۲۵۲ صدیق و فاروق کی خدمت میں سلام۔ ۴۷۲
- ۲۵۳ نعت شریف۔ ۴۷۶
- ۲۵۴ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت۔ ۴۷۸
- ۲۵۵ امام ابن حجر کا تبصرہ۔ ۴۸۰
- ۲۵۶ امام نووی کا فتویٰ۔ ۴۸۱
- ۲۵۷ حدیث میری قبر کو عید نہ بناؤ کا مطلب۔ ۴۸۲
- ۲۵۸ حیاتِ انبیاء علیہم السلام۔ ۴۸۲

- ۴۸۴ امام بیہقی کا جواب -
- ۴۸۵ امام سبکی کا ایمان افروز قول -
- ۴۸۶ روضہ اقدس کی قندیلیں -
- ۴۹۲ قاضی عیاض کا ارشاد -
- ۴۹۳ حرمین کے علاوہ دوسرے مقامات کو ہدیہ بھیجنا -
- ۴۹۶ درود و سلام کے دیگر مواقع -
- ۴۹۷ درود شریف بوقتِ دعا -
- ۴۹۹ قاضی بیضاوی کا ارشاد -
- ۵۰۰ شیخ ابوبکر الکنامی کا بیان -
- ۵۰۱ امام نووی کا ارشاد -
- ۵۰۲ ختم قرآن پر درود و سلام -
- ۵۰۳ حدیث پڑھتے وقت درود و سلام -
- ۵۰۴ ابوعروہ کا ارشاد -
- ۵۰۵ وکیع بن جراح کا فرمان -
- ۵۰۶ تحریر میں درود و سلام -
- ۵۰۷ علامہ ابن الصلاح کا ارشاد -
- ۵۰۸ امام احمد بن حنبل پر اعتراض اور اس کا جواب -
- ۵۰۹ حافظ سخاوی کا ارشاد -
- ۵۱۰ فتویٰ لکھتے وقت درود و سلام -
- ۵۱۱ اختتامِ جلسہ پر صلوٰۃ و سلام -
- ۵۱۲ طاعون کے وقت درود و سلام -

- ۲۸۰ امام قسطلانی کا ارشاد ۔
 ۵۱۰
 ۲۸۱ بے گناہ بری ہو گیا ۔
 ۵۱۲
 ۲۸۲ خطوط میں درود و سلام
 ۵۱۶
 ۲۸۳ جب کان بجنے لگے تو درود و سلام پڑھے ۔
 ۲۸۴ جب پاؤں سو جائے ۔
 ۲۸۵ جب کسی بھولی ہوئی شے کو یاد کرنا چاہے ۔
 ۵۱۷
 ۲۸۶ بازار اور دعوت کی طرف جاتے وقت ۔
 ۲۸۷ خوشی اور تعجب کے وقت ۔
 ۵۲۰
 ۲۸۸ عارف باللہ شیخ محمد النجیب شافعی کا عجیب فتویٰ ۔
 ۵۲۵
 ۲۸۹ امام شافعی کے دلائل و جواب ۔
 ۵۲۶
 ۲۹۰ توحید بطرز دیگر ۔
 ۵۲۷
 ۲۹۱ علامہ ابن عبد البر کا ارشاد ۔
 ۵۲۸
 ۲۹۲ علامہ ابن القیم کی تصریح ۔
 ۵۳۱
 ۲۹۳ قائلین و جواب کے دلائل ۔
 ۵۳۲
 ۲۹۴ مسلک امام احمد بن حنبل ۔
 ۵۳۵
 ۲۹۵ ازالہ وہم ۔
 ۵۴۰
 ۲۹۶ خطیب بغدادی کا تبصرہ ۔
 ۵۴۲
 ۲۹۷ سوال ۔
 ۵۴۳
 ۲۹۸ حدیث ابن مسعود سے نفی وجوب پر استدلال کرنے والوں کا رد ۔
 ۵۴۵
 ۲۹۹ تیسرا جواب ۔
 ۳۰۰ چوتھا جواب ۔

۵۴۶	۳۰۱ ایک اور اعتراض اور اس کا رد ۔
"	۳۰۲ حدیث عبد اللہ ابن عمر سے استدلال کا جواب ۔
۵۴۷	۳۰۳ حضرت علی کی روایت کا تجزیہ ۔
۵۴۸	۳۰۴ حدیث فضالہ کی توضیح ۔ سوال
"	۳۰۵ سوال ۔
"	۳۰۶ جواب ۔
"	۳۰۷ سوال ۔
"	۳۰۸ جواب
۵۴۹	۳۰۹ سوال
"	۳۱۰ جواب
"	۳۱۱ سوال
"	۳۱۲ جواب
"	۳۱۳ سوال
۵۵۰	۳۱۴ جواب
"	۳۱۵ سوال
"	۳۱۶ جواب
۵۵۱	۳۱۷ سوال
"	۳۱۸ جواب ۔
"	۳۱۹ سوال
"	۳۲۰ جواب
۵۵۲	۳۲۱ اعتراض

۳۲۲ جواب

۵۵۲

۳۲۳ وجوب درود کے دلائل -

"

۳۲۴ پہلی دلیل -

"

۳۲۵ اس استدلال پر سوال -

۵۵۴

۳۲۶ ان سوالوں کے جوابات -

۵۵۵

۳۲۷ وجوب کی دوسری دلیل -

۵۵۶

۳۲۸ وجوب درود کی تیسری دلیل

۵۵۷

۳۲۹ اس حدیث پر اعتراضات -

۵۵۸

۳۳۰ اس کے کئی جوابات ہیں -

"

۳۳۱ تیسرا اعتراض -

۵۵۹

۳۳۲ جواب -

"

۳۳۳ چوتھا اعتراض -

۵۶۰

۳۳۴ جواب -

"

۳۳۵ پانچواں اعتراض -

"

۳۳۶ جواب -

۵۶۱

۳۳۷ چھٹا اعتراض -

"

۳۳۸ جواب -

"

۳۳۹ وجوب درود کی چوتھی دلیل -

۵۶۲

۳۴۰ وجوب درود کی پانچویں دلیل -

۵۶۳

۳۴۱ وجوب درود کی چھٹی دلیل -

۵۶۴

۳۴۲ فصل جن مقامات پر درود شریف پڑھنا منع ہے -

۵۶۶

- ۳۴۳ چھٹا باب - ۵۶۹
- ۳۴۴ درود و سلام نہ پڑھنے پر تنبیہ و وعید - "
- ۳۴۵ ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب - ۵۷۸
- ۳۴۶ ہمارے اسلاف اور ادب رسول صلی اللہ علیہ وسلم - "
- ۳۴۷ امام ابن حجر مکی کا فتویٰ - ۵۷۹
- ۳۴۸ جواب - "
- ۳۴۹ ساتواں باب ۵۸۲
- ۳۵۰ سکر پر سلام کی فضیلت کے بیان میں - "
- ۳۵۱ تشہد میں سلام خطاب کی حکمت - ۵۸۳
- ۳۵۲ سوال - ۵۸۶
- ۳۵۳ جواب - "
- ۳۵۴ تنبیہ ۵۹۲
- ۳۵۵ سلام کے فوائد - ۵۹۳
- ۳۵۶ آٹھواں باب ۵۹۶
- ۳۵۷ درود شریف کن الفاظ سے پڑھنا چاہیے - "
- ۳۵۸ مستنث کو خواب میں تنبیہ - ۵۹۷
- ۳۵۹ پہلا درود ۵۹۹
- ۳۶۰ تنبیہ ۶۱۱
- ۳۶۱ سوال - ۶۱۲
- ۳۶۲ جواب - "
- ۳۶۳ سوال - "

۶۱۲	۳۹۳	جواب
۶۱۳	۳۹۵	سوال
۶۱۴	۳۹۶	جواب
۶۱۵	۳۹۷	سوال، جواب -
۶۱۶	۳۹۸	درود شریف - نمبر ۲
۶۱۷	۳۹۹	تیسرا درود شریف -
۶۱۸	۴۰۰	جسے حافظ سخاوی نے احادیث سے جمع کیا -
۶۱۹	۴۰۱	چوتھا درود شریف
۶۲۰	۴۰۲	سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا درود -
۶۲۱	۴۰۳	پانچواں درود شریف -
۶۲۲	۴۰۴	چھٹا درود شریف -
۶۲۳	۴۰۵	مذکورہ بالا درود شریف کے نمبر وار فوائد -
۶۲۴	۴۰۶	ساتواں درود شریف -
۶۲۵	۴۰۷	آٹھواں درود شریف -
۶۲۶	۴۰۸	نواں درود شریف -
۶۲۷	۴۰۹	دسواں درود شریف -
۶۲۸	۴۱۰	گیارہواں درود شریف -
۶۲۹	۴۱۱	دروید سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا -
۶۳۰	۴۱۲	بارہواں درود شریف - سیدنا زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما کا درود شریف -
۶۳۱	۴۱۳	تیرہواں درود شریف -
۶۳۲	۴۱۴	چودھواں درود شریف -

- ۳۸۵ پندرہواں درود شریف - امام شافعی رضی اللہ عنہ کا - ۶۵۹
- ۳۸۶ ضروری تنبیہ - ۶۶۱
- ۳۸۷ سولہواں درود شریف - ۶۶۲
- ۳۸۸ امام طبرانی اور ویدار مصطفیٰ - ۶۶۳
- ۳۸۹ سترہواں درود شریف - سید احمد رفاعی رضی اللہ عنہ کا - ۶۶۴
- ۳۹۰ اٹھارہواں درود شریف - (انہی کا) ۶۶۴
- ۳۹۱ انیسواں درود شریف - ۶۶۵
- ۳۹۲ بیسواں درود شریف - ۶۶۶
- ۳۹۳ اکیسواں درود شریف - ۶۶۶
- ۳۹۴ بائیسواں درود شریف - ۶۶۶
- ۳۹۵ تیسواں درود شریف - سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا - ۶۶۷
- ۳۹۶ چوبیسواں درود شریف - سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا - ۶۸۰
- ۳۹۷ پچیسواں درود شریف - یہ بھی سکر غوثیت کا بیان فرمودہ ہے - ۶۸۴
- ۳۹۸ چھبیسواں درود شریف - یہ بھی حضور غوث پاک کی طرف منسوب ہے - ۶۸۶
- ۳۹۹ ستائیسواں درود شریف - یہ بھی آپ کی طرف منسوب ہے - ۶۸۷
- ۴۰۰ اٹھائیسواں درود شریف - سیدی محی الدین بن العسکری کا - ۶۸۸
- ۴۰۱ انیسواں درود شریف امام جزدلی کا - ۶۹۰
- ۴۰۲ یہ تیسواں درود شریف - سیدی ابوالحسن شاذلی علیہ الرحمۃ کا - ۶۹۵
- ۴۰۳ یہ اکتیسواں درود شریف بھی انہی کا ہے - ۶۹۶
- ۴۰۴ تیسواں درود شریف بھی انہی کی طرف منسوب ہے - ۶۹۶
- ۴۰۵ تینتیسواں درود شریف - سیدی ابوالحسن البکری کا - ۷۰۱
- ۴۰۶ چونتیسواں درود شریف - سید شیخ برہان الدین ابراہیم الملوہبی الشاذلی رحمۃ اللہ کا - ۷۰۵

- ۴۰۷ پختیسواں درود شریف۔
- ۴۰۸ پختیسواں درود شریف۔ سیدی بہاوالدین نقشبندی کا۔
- ۴۰۹ سینتیسواں درود شریف۔
- ۴۱۰ اترتیسواں درود شریف۔ شیخ ابونبی کا۔
- ۴۱۱ انتالیسواں درود شریف۔ سیدی ابوالسعود الجارجی قدس سرہ کا۔
- ۴۱۲ چالیسواں درود شریف۔ سیدی محمد اشناوی کا۔
- ۴۱۳ اکتالیسواں درود شریف۔ سیدی محمد وفا شاذلی کا۔
- ۴۱۴ بیالیسواں درود شریف۔ یہ درود شریف بھی انہی کا ہے۔
- ۴۱۵ تتالیسواں درود شریف۔ سیدی علی وفا کا۔
- ۴۱۶ چوالیسواں درود شریف۔ ابوظاہر بن سیدی علی وفا قدس سرہا کا۔
- ۴۱۷ پنتالیسواں درود شریف۔ جو سیدی ابوالموہب کے دس درودوں کا مجموعہ ہے۔
- ۴۱۸ چھیالیسواں درود شریف اور درود خشتیہ۔
- ۴۱۹ سینتالیسواں درود شریف۔
- ۴۲۰ اڑتالیسواں درود شریف، سیدی عبداللہ بن اسعد الیافعی کا۔
- ۴۲۱ انچالیسواں درود شریف۔ یہ بھی انہی کا ہے۔
- ۴۲۲ پچاسواں درود شریف۔
- ۴۲۳ اکاون درود شریف۔
- ۴۲۴ باون درود شریف۔ شیخ السنوسی کا۔

جلد اول ختم

بیش لفظ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو دشر کے حکم کو مطلق رکھا

عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَكْثَرُ الصَّلَاةِ
عَلَيْكَ فَكَمْ أَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَوَاتِي فَقَالَ مَا شِئْتَ قُلْتُ
الرُّبْعَ قَالَ مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ
النِّصْفَ قَالَ مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ
أَجْعَلُ لَكَ صَلَوَاتِي كُلَّهَا قَالَ إِذَا تَكْفَى هَتَكَ وَيَغْفِرُ لَكَ
ذَنْبُكَ (رواه الترمذی ج ۲ مشکوٰۃ ص ۸۶)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے
عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ پر درود پڑھتا ہوں تو کتنا وقت
کے لیے مقرر کروں فرمایا جتنا چاہو میں نے کہا چوتھا حصہ فرمایا جتنا
چاہو اگر درود کا وقت بڑھا دو تو تمہارے لیے بہتر ہے میں نے کہا
آدھا وقت؟ فرمایا جتنا چاہو اگر درود کا وقت بڑھا دو تو تمہارے لیے
بہتر ہے میں نے کہا دو تہائی وقت؟ فرمایا جتنا چاہو لیکن اگر درود کا
وقت بڑھا دو تو تمہارے لیے بہتر ہے میں نے کہا میں سارا وقت
درود ہی پڑھوں گا فرمایا تب تو تمہارے غموں کے لیے کافی ہے اور
تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

مذکورہ حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت ابی بن کعب درود شریف پڑھنے کے وقت کا تعین چاہتے ہیں کتنا درود شریف پڑھوں اور سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جتنا تم چاہو قیٰنِ زِدَّتْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ اگر درود بڑھا دو تو تمھارے لیے بہتر ہے۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن حضور علیہ السلام خوش خوش تشریف لائے فرمایا جبریل میرے پاس تشریف لائے اور کہا آپ کا رب فرماتا ہے۔
 اَمَّا يُرِضُنْكَ يَا مُحَمَّدٌ اَنْ لَا يُصَلِّيَ ترجمہ: اے محمد کیا آپ اس پر راضی نہیں
 عَلَيْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا صَلَّيْتُ کہ تمھاری امت میں سے جو کوئی تم پر درود
 عَلَيْهِ عَشْرًا وَلَا يُسَلِّمُ عَلَيْكَ اَحَدٌ یہ بھیجے میں اس پر دس سلام نازل کروں۔
 مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا۔

حمہ فضالہ بن عبید کہتے ہیں نبی علیہ السلام تشریف فرما تھے ایک شخص آیا نماز پڑھی اور دُعا مانگی:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ ، اَللّٰهُمَّ

بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ ، اَللّٰهُمَّ

فَقَعَدَتْ فَاَحْسَدَ اللّٰهُ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ وَصَلَّى عَلٰی نَبِيِّہٗ اِذْ عَاثَ ، جب نماز پڑھتے ہو

بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان اس کی حمد و ثناء بیان کرو پھر مجھ پر درود بھیج! پھر اس سے

دُعا مانگ۔ کہتے ہیں پھر ایک اور صاحب آئے نماز پڑھی اللہ کی حمد بیان کی وَصَلَّى عَلٰی

النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا، نبی علیہ السلام

نے اس سے فرمایا:

اَيُّهَا النَّصَلِيُّ اُدْعُ تُجِبْ ۔ ترجمہ: اے نمازی دُعا مانگ! قبول

(ترمذی، ابوداؤد، نسائی، تہذیب)

مشکوٰۃ ص ۸۶

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے : فرمایا۔

إِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوفٌ ترجمہ: جب تک تم اپنے نبی کریم صلی
بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجو بلاشبہ
لَا يَصْعَدُ مِنْهَا شَيْءٌ تمہاری دُعا زمین و آسمان کے درمیان
حَتَّى تَصِلَ عَلَى نَبِيِّكَ - مُعلق رہتی ہے۔ اور ذرہ بھر اوپر

شیخ محقق
کا ارشاد

(ترمذی، مشکوٰۃ ص ۸) نہیں جاسکتی (قبول نہیں ہوتی)۔
شیخ اجل اکرم عبدالوہاب متقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسکین (عبدالحق) کو مدینہ طیبہ

کی زیارت کے لیے روانگی کے وقت دواغ کرتے ہوئے فرمایا۔

یہ بات ذہن میں رکھو اور آگاہ رہو کہ اس راہ میں اداۓ فرض کے بعد کوئی
عبادت حضور سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کے برابر نہیں ہے
تمہیں چاہیے کہ اپنا سارا وقت اس میں صرف کرو، کسی اور کام میں مشغول نہ ہو۔ عرض کیا۔
یہاں اس کے لیے کوئی معین تعداد بھی ہے فرمایا یہاں عدد معین کرنے کی ضرورت نہیں۔
اس قدر پڑھو کہ ہر وقت اسی سے رطب لسان رہو حتیٰ کہ انہیں کے رنگ میں رنگے
جاؤ اور اس میں مستغرق رہو۔

وہ کتنا بد نصیب انسان ہوگا جو صلوٰۃ و سلام سے منع کرے آقائے دو جہاں
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو بخیل قرار دیا جس کے سامنے آپ کا تذکرہ ہو اور وہ
آپ پر درود شریف نہ پڑھے۔ ارشاد فرمایا :۔

أَبْخَيْلٌ الَّذِي مَنَّ ترجمہ: بڑا کبخوس وہ ہے جس کے
ذَكَرْتُ عِنْدَهُ فَلَحَّ سامنے میرا ذکر ہوا اور اس نے
يُصَلِّي عَلَى - مجھ پر درود نہ پڑھا۔

(ترمذی، احمد، مشکوٰۃ، ص ۸۷)

اذان کے وقت صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا پس منظر

صلوٰۃ و سلام جب بھی پڑھا جائے باعثِ برکت و فوز و فلاح ہے لیکن اذان کے بعد باقاعدہ طور پر درود شریف پڑھنے کا سلطان الناصر صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ کے دور سے آغاز ہوا۔

امام عبد الوہاب شہرانی قدس سرہ کشف الغمہ عن جمیع الاممۃ میں رقمطراز ہیں:

قال شیخنا رضی اللہ عنہ ترجمہ: ہمارے شیخ نے فرمایا مؤذن جس طرح

لم یکن التسلیم الذی درود و سلام پڑھتے ہیں نہ حضور علیہ السلام

یفعله المؤذنون فی ایام حیاتہ کے دور میں تھا نہ خلفائے راشدین

والمخلفاء الراشدین قال کان کے زمانہ میں۔ فرمایا۔ وافض نے مصر

فی ایام السرافض بمصر میں اپنے دورِ حکومت میں اذان کے

شرعوا التسلیم علی بعد خلیفہ اور اس کے وزیروں پر سلام

الخلیفۃ ووزرائہ بعد پڑھنا شروع کر دیا یہاں تک کہ الحاکم

الاذان الی ان تو فی باسم اللہ کے مرنے کے بعد لوگوں نے

الحاکم باسم اللہ وولوا اختہ اس کی بہن کو والی بنا لیا اور اس پر

فسلموا علیہا وعلی وزرائہا اور اس کی خواتین وزیروں پر سلام

من النساء فلما تولى الملك العادل پڑھنے لگے جب بادشاہ عادل صلاح

صلاح الدین ایوبی فابطل الدین ایوبی برسرِ اقتدار آئے، ان بدعتوں

هذه البدع واما المؤمنین کو ختم کر کے ان کی جگہ تمام شہروں اور

بالصلوة والتسليم علی رسول اللہ دیہات کے مؤذنوں کو نبی علیہ السلام

صلی اللہ علیہ وسلم بدل قلک البعد پر درود و سلام پڑھنے کا حکم دیا سو

واما بہا اہل الامصار والقضا فجزا اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔
 اللہ بخیر!۔
 قدرے لفظی تبدیلی کے ساتھ یہی بات حافظ جلال الدین سینیوٹی رحمۃ اللہ نے

تاریخ الخلفاء میں لکھی ہے۔ دیکھو صفحہ ۸، ۳ طبع کراچی، نیز القول البدیع للسخاوی۔
 اذان سے پہلے درود و سلام بدعت ہے اس لیے کہ پہلے پڑھنے کا

سوال ثبوت نہیں؟

جواب پھر تو نماز میں یا دو ایک دوسرے موقعوں پر ہی درود و سلام جائز ہوگا۔
 کیونکہ جب کوئی شخص درود و سلام پڑھنا چاہے گا آپ اس سے خصوصی طور پر اسی
 وقت پڑھنے کا ثبوت مانگیں گے اور چونکہ ہر ہر وقت کا تفصیلی حکم تو صراحتہً تبلاً ناممکن
 نہیں، لہذا درود و سلام ان تمام اوقات میں معطل و ناجائز ہوگا۔ جن کا خصوصی حکم
 حدیث پاک سے معلوم نہیں حالانکہ اس کا اُمت میں کوئی بھی قائل نہیں پس آپ کا
 ضابطہ خلافِ شرع اور خالص بدعت ہے حق وہی ہے کہ درود و سلام جب پڑھیں
 حکم قرآن و سنت پر عمل ہے اور جب منع کریں قرآن و سنت کی مخالفت، اور بدعت
 سیئہ ہے نیز یہ سوال صرف درود و سلام پر ہی نہیں ہوگا ہر نفلی عبادت مثلاً نفلی
 نماز نفلی روزہ، نفلی صدقہ، تلاوت قرآن وغیرہ سب پر یہ جاہلانہ سوال ہوگا کہ اس
 وقت اس دن حضور علیہ السلام نے یہ کام کب کیا تھا؟ ثبوت لاؤ۔

ہم اذان سے قبل درود و سلام پر اصرار و الزام
درود و سلام اور اذان جھوٹ دیتے ہیں اور آپ کے ساتھ مل کر اذان

کے بعد درود و سلام پڑھتے ہیں جس کا حکم حدیث شریف میں ہے۔
 حضرت عبداللہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا:

إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا ترجمہ: جب مؤذن کی آواز سنو تو تم بھی

مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ اِیْ طَرَحِ کھو پھر مجھ پر درود پڑھو، جس
 فَاتَهُ مِنْ صَلَّی عَلَی نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ
 صَلَّوۃُ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِا اس کے بدلے اس پر دس مرتبہ رحمت
 عَشْرًا ثُمَّ سَلُّوا اللہَ لَی نازل فرماتا ہے پھر میرے لیے اللہ
 الْوَسِیْلَةَ فَاتَّہَا سے مقام وسیلہ مانگو، وہ جنت میں
 مَنَزِلَۃٌ فِی الْجَنَّةِ ایک ایسا درجہ ہے جو خدا کے بندوں
 لَا یَبْتَغِیْ اِلَّا یَعْبُدُ مِنْ میں سے صرف ایک کے ثایان شان
 عِبَادِ اللہِ وَارْجُوا اَنْ ہوگا اور مجھے اُمید ہے کہ وہ (مستحق)
 اَکُوْنَ اَنَا هُوَ فَمَنْ سَالَ میں ہی ہوں جس نے میرے لیے وسیلہ
 لَی الْوَسِیْلَةَ حَلَّتْ مانگا اس کے لیے میری شفاعت لازم
 عَلَیْہِ الشَّفَاعَةُ ہوگئی۔ (صحیح مسلم شریف جلد ۱ ص ۱۸۶)
 مشکوٰۃ ص ۶۵ - ۶۶

عام طور پر یہ واویلا کیا جاتا ہے کہ اذان سے پہلے درود و سلام جائز
 پھنس گئے نہیں حالانکہ یہ انکار بلا دلیل سینہ زوری اور خالص بدعت ہے کہ قرآن
 کے مطلق حکم کو مقید کرنا ہے مگر اہل سنت کو چاہیے کہ کہیں، چلیے اس حدیث شریف
 کے مطابق اذان کے بعد ہی درود شریف پڑھا کریں، مگر منکرین حضرات تو کسی اذان کے
 بعد بھی درود و سلام پڑھنے کا شدت سے انکار کرتے ہیں اور کبھی نہیں پڑھتے، معلوم
 ہوا، پہلے پیچھے کا شور فضول مچا رکھا ہے وہ میں ہی درود و سلام کے منکر اور ذکر رسول
 سے الٹے ہیں۔

سوال ہم اذان کے بعد درود و سلام کے منکر نہیں، مگر ہم بلا لی اذان چاہتے
 ہیں، یعنی درود شریف دل میں بغیر لاؤ دسیکر تم سیکر پر پڑھتے ہو

اور ہم سپیکری درود شریف سے انکار کرتے ہیں؟

جب بلا لی اذان چاہتے ہیں تو حضرت بلال کی طرح بغیر سپیکر کے اذان

جواب دیا کریں، انہوں نے کبھی بھی سپیکر پر اذان نہیں دی، اور اگر آپ سپیکری اذان نہیں چھوڑ سکتے تو ہم سپیکری درود و سلام بھی نہیں چھوڑ سکتے۔

سوال یہ سپیکری درود و سلام کب سے نکل آیا؟

جواب جب سے سپیکری اذان نکلی ہے جب سے سپیکری تلاوت و تقریر نکلی ہے۔

سوال ہم تو اذان کے بعد بھی درود ابراہیمی پڑھیں گے۔ کہ حدیث سے یہی

ثابت ہے؟

ہم نے آپ کو درود ابراہیمی سے کب روکا ہے مگر یہ جواب نے فرمایا

جواب کہ اذان کے بعد یہی درود شریف ثابت ہے یہ خالص آپ نے جھوٹ

بولا ہے اور جھوٹ بولنا خالص بدعت ہے۔ آپ اذان کے بعد پڑھا جانے والا درود

شریف، درود ابراہیمی قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے۔ درود ابراہیمی صرف نماز

میں افضل ہے اور اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ رہا نماز کے علاوہ، سو تحریر و تقریر

دونوں میں نہ تو کسی محدث، فقیہ، مفسر اور مؤرخ و سیرت نگار نے درود ابراہیمی کا

عام استعمال کیا ہے نہ یہ ممکن ہے۔ تمام اُمت کے اہل فکر و نظر علیہ

السلام علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ الفاظ سے درود و سلام پڑھتے

اور لکھتے ہیں۔ دُنیا بھر کا کوئی اپنے مسلک کا ہی عالم بتا دیں جس نے تحریر و تقریر میں درود

ابراہیمی کا التزام کیا ہو۔ کوئی کتاب بتا دیں اور منہ مانگا انعام مجھ سے حاصل کریں۔

سوال تو کیا درود ابراہیمی کی فضیلت کا آپ انکار کرتے ہیں؟

جناب فضیلت کا انکار نہیں مگر صرف نماز میں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ

جواب نماز میں السلام علیہ ایہا النبی پہلے آچکا ہے اور قرآن میں درود و سلام

دونوں کا مستقل حکم ہے۔ پس نمازیں دونوں حکموں پر عمل ہو جاتا ہے، مگر نماز کے علاوہ صرف درود ابراہیمی سے قرآنی حکم صَلُّوْا پر عمل ہوگا اور سَلَامٌ عَلَیْہِمْ پر نہیں ہوگا جب کہ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یا رسول اللہ سے دونوں حکموں پر عمل ہو جاتا ہے۔

یہ من گھڑت درود ہے | جی ہاں! اس لیے کہ یہ قرآنی حکم کے عین مطابق ہے صَلُّوْا
درود بھیجو! ہم نے کہا الصَّلٰوۃُ، سَلَامٌ عَلَیْہِمْ نے
کہا وَالسَّلَامُ عَلَیْہِ اس نبی پر، ہم نے کہا عَلَیْكَ یا رَسُولُ اللہ۔ اے ایمان والو!
اس نبی پر درود اور خوب سلام بھیجو! ہم کہتے ہیں الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ
یا رَسُولَ اللہ اے رسولِ خدا آپ پر درود و سلام ہو۔ بتائیے یہ من گھڑت ہے۔
یا قرآنی حکم کے عین مطابق؟

سوال بنایا تو تم نے ہی ہے۔؟

جواب جب اللہ نے الفاظ مقرر نہیں کئے اور حضور ﷺ کے نماز کے لیے درود ابراہیمی بتایا مگر نماز کے علاوہ اس کو متعین نہ فرمایا ہم نے منشا قرآن کے مطابق پڑھ دیا۔

سوال ہوا تو پھر تمہارا ہی گھڑا ہوا؟

جواب جناب یہ ہمارا گھڑا ہوا نہیں بلکہ یہی مقدس درود شریف ہے جو حضور ﷺ کے صحابہ کرام آپ کی خدمت میں عرض کرتے تھے یہی وہ مقدس درود و سلام ہے جو تمام مسلمانوں میں بمع شجر و حجر مروج و معمول بہ تھا چنانچہ حضرت علی فرماتے ہیں۔
کہ میں مکہ شریف میں حضور ﷺ کے ہمراہ شہر سے باہر نکلا۔ فَمَا اسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ
وَلَا شَجَرٌ اِلَّا هُوَ يَقُولُ السَّلَامُ عَلَیْكَ یا سَیِّدُ اللہ۔ سامنے جو بھی پہاڑ
یا فضا آتا وہی عرض کرتا۔ السَّلَامُ عَلَیْكَ یا رَسُولَ اللہ۔ اے رسولِ خدا آپ پر
سلام ہو۔ (ترمذی شریف۔ دارمی شریف۔ مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۰)۔ سیرت ابن ہشام

صفحہ ۲۳۲ ج ۱۔ البدایہ والنہایہ لابن کثیر صفحہ ۱۳۲ ج ۶۔

سوال پھر یہ تو شجر و حجر کا درود و سلام ہوا؟

شجر و حجر نے ان الفاظ سے سرکار کو سلام کیا جن سے فرشتے اور صحابہ کرام **جواب** سرکار کی خدمت میں عرض کرتے تھے۔

(۲) شجر و حجر آپ منکرین سے بہتر تھے کہ ذکر رسول کے شیدا کی تھے۔ منکر نہ تھے۔ جناب شجر و حجر میں کوئی گستاخ رسول نہیں ہوتا۔ نہ کافر ہوتا ہے۔

(۳) جناب! رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام ان پیارے کلمات کو حزر جان سمجھتے تھے جن سے آج کے بد بخت انسانوں کو نفرت ہے۔

حضرت عبداللہ، ابن عمر رضی اللہ عنہما جب کسی سفر سے واپس آتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر حاضر ہو کر کہتے: "السلام علیک یا رسول اللہ۔ السلام علیک یا ابابکر السلام علیک یا ابتاہ"۔ یا رسول اللہ! آپ پر سلام ہو۔ ابوبکر! آپ پر سلام ہو۔ اباجی! آپ پر سلام ہو۔

وکان ابن عمر اذا قدم من سفر آتی قبر انشی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال السلام علیک
یا رسول اللہ السلام علیک یا ابابکر السلام
علیک یا ابتاہ؛ مصنف ابوبکر عبدالرزاق بن ہشام صنعانی (ولادت

۱۲۶ وفات ۲۱۱) ج ۳ ص ۵۷۶

امام مسلم اپنی صحیح میں مزے لے
صحابہ کرام کا والہانہ نعرہ رسالت لے کر نبی کریم علیہ السلام کی ہجرت اور مدینہ

منورہ میں حضور کے نزول فرمائی اور استقبال کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچتے ہیں
فصعد الرجال والنساء تمام مرد اور عورتیں مکانوں پر چڑھ گئے

رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑا تھا اتنے میں یہود کے علماء میں سے ایک بڑا عالم دھیرا آیا اور اس نے کہا اَلَسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدُ۔ اے محمد! آپ پر سلام ہو۔ میں نے اسے ایسا دھکا مارا کہ وہ گرنے کے قریب ہو گیا۔ اس نے مجھ سے پوچھا، آپ مجھے دھکا کیوں دے رہے ہیں؟ میں نے کہا اَلَا تَقُولُ یَا سَئُولَ اللّٰهِ یَا سَئُولَ اللّٰهِ کیوں نہیں کہتا ہے۔ اس پر یہودی نے کہا ہم تو ان کو اسی نام سے پکاریں گے، جو ان کے گھر والوں نے رکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک میرے گھر والوں نے میرا نام محمد رکھا ہے الخ صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۴۶۔ گویا آپ نے بات کو طول دینا مناسب نہ سمجھا، البتہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کے طرزِ عمل کو غلط نہ فرمانا اور ان کو زہر نہ کرنا ان کے عمل کی تائید ہے۔

فقہاء کرام سے

حنو علیہ السلام کے روضہ انور کی طرف مناسب فاصلے پر اس طرح کھڑا ہو۔ جیسے نماز میں اور سکر کی حسین و جمیل صورت کا تصور کرے، گویا حنو علیہ السلام اپنی لحد میں سوئے ہوئے ہیں زائر کو جانتے اور اس کا کلام سُنتے ہیں تُحَرِّقُوْا پھر کہے اَلَسَّلَامُ عَلَیْكَ مَا نَبِیُّ اللّٰهِ وَ سَاحَۃُ اللّٰهِ وَ بَسَ کَا شَہ۔ آخر تک فتاویٰ عالمگیری ص ۲۶۵ ج ۱۔

اللہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ ”اُورادِ فتحیہ“ جو ان کی کتاب اتبایہ فی سلاسل اولیاء اللہ کے آخر میں منسلک ہے، میں اَلَسَّلَامُ وَ اَلَسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَئُولَ اللّٰهِ وَالَا دُرُّ وَ دُ شَرِیفُ شَرِّہ مختلف الفاظ میں لکھا ہے صفحہ ۱۸۲۔

فرمائیے شاہ صاحب بھی پکے بدعتی تھے؟ جو القابات آپ اہل سنت کو دیتے ہیں، ان سے شاہ صاحب کو بھی نوازیں گے لیکن آپ کے لیے کیا مشکل ہے۔ جو شخص قرآن میں تحریف اور احادیث رسول کا برملا انکار کر سکتا ہے سو پچارے شاہ ولی اللہ کی حیثیت اس کے سامنے کیا ہے۔

تبلیغی دیوبندی حضرات کے لیے | مدرسہ دیوبند کے شیخ الحدیث و صدر المدرسین کانگریس کے سربراہ

لیڈر جناب حسین احمد مدنی فرماتے ہیں: عرب کے وہابیہ خبیثہ کی زبان سے بارہا سنا کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کو سخت منع کرتے ہیں اور اہل حریم پر سخت نفرین اس ندا و خطاب پر کرتے ہیں اور ان کا استہزاء اڑاتے ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں حالانکہ ہمارے مقدس بزرگان دین اس صورت اور جملہ صورت درود شریف کو اگرچہ بصیغہ خطاب و ندا کیوں نہ ہوں مستحب و مستحسن جانتے ہیں اور اپنے متعلقین کو اس کا امر کرتے ہیں، "الشہاب الثاقب ص ۶۵ دیوبند۔ اب خدا ہی جانتا ہے ان لوگوں کے دلوں میں کیا ہے اور زبانوں سے کیا کہتے ہیں۔ یا منافقت سے کام لیتے ہیں کم از کم آج کل تو ان کے متعلقین "وہابیہ خبیثہ" سے بھی چار قدم گھٹیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آج کل فرماتے ہیں اذان کے بعد درود شریف کا کوئی منکر نہیں نہ یہ مسئلہ اختلافی ہے ہم صرف اذان سے پہلے جائز نہیں سمجھتے حالانکہ یہ بھی خالص جھوٹ اور بدعت ہے اصل صورت حال وہ ہے جسے ہر مسلمان جانتا ہے۔ جس کی ترجمانی علامہ زینی دحلان رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔

منفی مکہ مکرمہ علامہ زینی دحلان
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

منکرین کی اصل غرض

وَيَمْنَعُونَ مِنَ الصَّلَاةِ عَلَيْهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمَنَاسِرِ ۖ بِرِازَانِ بَعْدَ الْمَنَاسِرِ وَدِرْوَازِ بَعْدَ الْمَنَاسِرِ
 بَعْدَ الْإِذَانِ حَتَّى آتَى رَجُلًا كَرْتَةً فِي مِثَالِ تَكْرِيهِ أَنْ يَكُونَ نِيكَ دَلِ
 صَالِحًا كَانَ أَتَى وَكَانَ مُؤَدِّنَا ۖ نَابِيَا مُؤَدِّنَا تَحَابَّ اس نِي اِذَانِ
 وَصَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الْإِذَانِ ۖ بَعْدَ الْإِذَانِ
 كَانَ الْمَنَعَةُ مِنْهُمْ فَأَلْوَاهِي ۖ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ (نَجْدِي) ۖ كَيْ
 إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْوَهَّابِ ۖ كَارِئِدْ ۖ اسے پکڑ کر نجدی کے پاس
 فَأَمَرَهُ أَنْ يُقْتَلَ فَقُتِلَ ۖ لے آئے اس نے اس کے قتل کا
 (فتنۃ الوہابیہ ص ۷۷) حکم دیا پس وہ قتل کر دیا گیا۔

طبع استنبول ترکی ۱۰

بدعت کی تحقیق لغوی و شرعی

اس کا اصل مادہ ب۔ د۔ ع یعنی بَدَعُ ۖ اسی سے يَذْعَةُ بنا ہے۔
 کوئی شے ایجاد کرنا۔ بغیر نمونہ و مثال کے بنانا۔ دیکھو المنجد ص ۹۶۔

امام راغب فرماتے ہیں :-
 الْيَذْعَةُ فِي الْمَذْهَبِ إِذَا تَرَجَمَ دِينَ فِي بَدْعٍ كَمَا مَطْلَبُ هُـ
 قَوْلٍ لَمْ يَسْتَنْ قَائِلُهَا ۖ اِیسی بات کہنا (یا کرنا) کہ کہنے والا
 وَ قَائِلُهَا فِيهِ بِصَاحِبِ ۖ (یا کرنے والا) جس میں صاحب شریعت

الشَّرِيعَةِ وَأَمَّا تِلْكَ الْمُتَقَدِّمَةُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَاطَرِيقَةٍ نَدَانِي - نَدَ اس
وَأَصُولِيهَا الْمُتَقَدِّمَةُ - كِي كَزَشْتَه مَثَالُوهَا اَوْر مَقْرَرَه اَصُولُوهَا

(مفردات صفحہ ۳۷) سے موافقت کرے۔
طبع مصر

حدیث پاک سے

حضرت بلال بن الحارث المزنی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا :-

مَنْ أَحْلَى سُنَّةً مِّنْ سُنَّتِي تَرْجَمَهُ بِرَجْسٍ مِّنْ مِّمْرِى سُنَّتُوهَا مِيں سَ
قَدْ أُمِيتَتْ بَعْدِي فَإِنَّ كُوْنِي سُنَّتْ جَسَ مِيْرَ سَ بَعْدَ مَرْدَه كَرْدِيَا
لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلَ أَجْوِيٍّ مِّنْ كِيَا تَحَا زَنْدَه كَرْدِي تَوْبَه شَكْ اس
عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ كَ لِيْ سَ اَنَا هِيَا اَجْر و ثَوَاب هِيَا
مِنْ أَجْوَرِهِمْ شَيْئًا جَتْنَا اس پَرِ عَمَل كَرْنِ وَا لَ كَ
وَمِنْ ابْتَدَعَ بِدْعَةٍ لِيْ سَ عَمَل كَرْنِ وَا لَوهَا كَ اَجْر و ثَوَاب
مُضِلَّةٌ لَا يَرْضَاهَا مِيں ذَرَا بَرَابَر كَمِي كُنْ بَغِيْر - اَوْر جَسْ نَ
اللَّهُ وَرَأْسُ سُوْلُهُ كَانَ عَلَيْهِ كُوْنِي كَمْرَاه كُنْ بَدْعَتْ نَكَالِي جَوَاللَّهُ اَوْر
مِنَ الْوُثْمِ مِثْلُ آثَامٍ اس كَ رُسُوْل صَلِي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَا لَهِ سَلَام كُو
مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ پَسَنْد نَهِيْ سَ، اُس پَرِ اَن تَمَام لوگوں كَ
ذَلِكَ مِنْ أَوْثَانِهِمْ كُتَاهُوں كَ بَرَابَر كُتَاهُوں پَرِ سَ كَا جَنُوهَا
شَيْئًا - نَ اس پَرِ عَمَل كِيَا اَوْر اس سَ اَن
كَ كُتَاهُوں مِيں ذَرَه بَرَابَر كَمِي نَه هُو كِي؟

(ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۳۰)

محدثین کرام سے علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں :-

الْبِدْعَةُ يَذَعَتَانِ، فَحَسُنُوهُمَا تَرْجَمَةً بِإِدْعَتِ كِي دَوَقْمِيسِ هِيَسِ۔ اچھی اور
وَمَذْمُومَةٌ فَمَا وَافَقَ بُرَى۔ جو سنت کے موافق ہو وہ اچھی اور
السُّنَّةُ فَهُوَ كَحُسُودَةٍ وَ پسنیدہ ہے اور جو سنت کے خلاف ہو
مَا خَابَهَا فَهُوَ مَذْمُومَةٌ وہ بُرَى ہے۔ (فتح الباری
علی ہامش البخاری ص ۱۰۸۱ ج ۲-۲)

الدر المختار میں ہے :-

هِيَ اِعْتِقَادُ خِلَافِ الْمَعْرُوفِ تَرْجَمَةً بِجَوَازِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
عَنِ الرَّسُولِ لَا يَمْعَانِدَةٌ سے مشہور وثابت ہے اس کے خلاف
بَلْ يَنْشُوعُ شُهْمَةٌ۔ عقیدہ رکھنا۔ ضد و تعصب سے نہیں
بلکہ کسی شبہ کی بنا پر ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں۔ بدعت کبھی واجب
ہوتی ہے جیسے گمراہ فرقوں کے خلاف دلائل قائم کرنا اور کتاب و سنت کے سمجھنے
کے لیے علم نسحو حاصل کرنا، اور کبھی مستحب ہوتی ہے جیسے اصطبل اور مدر سے قائم کرنا۔
اور وہ تمام اچھے کام جو حضور علیہ السلام کے زمانہ میں نہ تھے۔ کبھی مکروہ ہوتی ہے۔
جیسے مساجد کی زینت و زیبائش۔ کبھی مباح۔ جیسے اچھے مشروبات اور اچھے لباس
میں توسیع شامی ص ۵۶۰ ج ۱۔

سُنَّتِ حَسَنَةٌ یَا بَدْعَتِ حَسَنَةٌ؟ | پس جو چیز اچھی ہے اور نئی ہے مگر اسلام
کے عمومی مزاج اور مقاصد کے خلاف نہیں

اسے آپ اس وجہ سے چاہیں تو بدعت حسنہ کہیں کہ وہ خاص جزوی صورت میں
دور نبوی میں نہ تھی جیسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کرام کو باقاعدہ
ایک امام کی اقتدا میں نماز تراویح ادا کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا یَا نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ

ہذیہ۔ یہ بدعت کتنی اچھی ہے۔ بخاری، مشکوٰۃ ص ۱۱۵۔ خواہ سنت حسد کہہ دیں جیسے
اس روایت میں ہے

مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ تَرْجُمَةً حَسَنَةً لَمْ يَأْكُلْ لَحْمَ الْبَقَرَةِ
سُنَّةَ حَسَنَةٍ فَلَهُ أَجْرُهَا رَاجِعٌ كَمَا سَأَلَ اس كَا ثَوَابَ مَلَأَ كَا اور اس
وَاجَرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ كے بعد بھی جو کوئی اس پر عمل کرے گا۔
مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ اس کے ثواب میں کوئی کمی کیے بغیر
أُجُورِهِمْ شَيْءٌ اس راجع کرنے والے کو اس کا
ثواب ملے گا۔

(صحیح مسلم مشکوٰۃ ص ۳۳)

در حدیث یگرا | مولوی ثناء اللہ امرتسری اہل حدیث فتاویٰ ثنائیہ ص ۵۷ ج ۱
پر لکھتے ہیں: اصل مسکوت عنہ میں جواز و اباحت ہے۔ فتاویٰ
رشیدیہ میں اس سوال کے جواب میں کہ نمازی کے آگے جوتا رکھنا جائز ہے یا مکروہ
ص ۲۷۶ ج ۲۔ پر لکھتے ہیں۔ اس کی کوئی کراہت منقول نہیں لہذا کچھ حرج نہیں۔
ہماری عرض | ہم بھی یہی گزارش کرتے ہیں کہ جس بات کی شریعت میں ممانعت ثابت
ہو۔ زبردستی اس کو بدعت اور حرام کہنا بجائے خود حرام اور جرم
ہے احکام شرع کو دنیا کمانے اور پست مالی اغراض کے لیے مسخ نہ
کیجیے عوام کو خدا و رسول کے ذکر سے بیگانہ نہ کیجیے کہ ان جذبات کے خاتمہ سے
اندیشہ ہے کہ بچارے خود بھی موجودہ عربوں کی طرح یہود و ہنود کے پنجہ کو استبداد
میں جکڑے نہ جائیں کہ شیطان کی اپنے چیلوں کو پُر زور ہدایت ہے۔

بقول اقبال مرحوم

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں کبھی رُوحِ محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو

سامراج کے پٹھو۔ ذکرِ مُصطفیٰ کے دشمن

علامہ سید احمد بن زینی دحلان مفتی مکہ اپنی کتاب ”الدرر السنیۃ فی الرد علی الوهابیۃ“ کے ص ۴۱ پر لکھتے ہیں :-

كَانَ يَنْهَى عَنِ الصَّلَاةِ عَلَى تَرْجَمَةٍ (مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ نَجْدِي) نَبِيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِرَدِّ دُرٍّ يُرْطَنُ مِنْ مَنَعِ وَيَتَأَذَّى مِنْ سَمَاعِهَا وَيَنْهَى كَرَمَاتِهَا أَوْ دُرٍّ وَدُشْرِيفِ سَنِّ كَرَمِجِدٍ عَنِ الْآتِيَانِ بِهَا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ هُوَ مَا تَحْتَا جَمْعَهُ كِي رَاتِ مِينَارِوَلٍ بِرٍ وَعَنِ الْجَهْرِ بِهَا عَلَى بَلَدِ آوَاذٍ سَ دُرٍّ وَدُشْرِيفِ الْمَنَارِوَلِ وَيُؤْذِي مَنَ يَعْلَمُ ذَلِكَ بِرْطَنُ مِنْ مَنَعِ كَرَمَاتِهَا أَوْ رَجْوَالِيسَا وَيَعَاقِبُهُ أَشَدَّ الْعِقَابِ حَتَّى كَرَّ لَ سَخْتِ تَرِينِ سَنَّا دِيَتَا تَحَا۔
أَنَّهُ قَتَلَ رَجُلًا أَعْمَى كَانَ مُؤَذِّنًا يَهَا تَمَكُّ كَمَا اس نَ اِيَكِ خُوشِ آوَاذِ صَالِحًا إِذَا صَوَّتَ حَسَنَ نَهْمَاءُ نَابِيْنَا مَتَقَى مُؤَذِّنَ كُوَصَرَفِ اس لِيْ
عَنِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى قَتَلَ كَرَمَاتِهَا وَهُوَ (عَاشِقُ مُصْطَفَى) مَنَعِ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَارَةِ كَرَنَ كَ بَاوَجُودِ مَنَارِهِ بِرَبِّي عَلَيْهِ السَّلَامُ
بَعْدَ الْإِذَانِ فَلَمْ يَنْتَهَ بِرَ إِذَانِ كَ بَعْدِ دُرٍّ وَدُشْرِيفِ بِرْطَنًا
وَإِذَا بِالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ سَوَجْدِي نَ اس كُوَقْتِ كَرَنَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَا حَكَمَ دِيَا۔ اُوَرِ اس كُوَقْتِ كَرَمَاتِهَا
فَامَرَ بِقَتْلِ فَقَتِلَ “ كِيَا “

پس ہے :- تیری مہل بھی گئی چاہنے والے بھی گئے
شب کی آہیں بھی گئیں صبح کے نالے بھی گئے

شریعت کا قاعدہ یہ ہے کہ جب تک کسی بات سے منع نہ کیا جائے وہ جائز اور مباح رہتی ہے یعنی شرع مظہر کا منع نہ کرنا ہی جواز کے لیے کافی دلیل ہے۔
قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا تُرْجَمَةً: اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ
عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبَدِّلَكُمْ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں
تَسْأَلُكُمْ وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا بُرْمِ لگیں اور انہیں اس وقت پوچھو
حِينَ يُنْزِلُ الْقُرْآنُ تُبَدِّلُكُمْ گے کہ قرآن اتر رہا ہے تو تم پر ظاہر
حَقًّا اللَّهُ عَنْهَا وَاللَّهُ غَفُورٌ کر دی جائیں گی۔ اللہ انہیں معاف
تَرْحِيمٌ۔ (المائدہ ۱۰۱) کر چکا ہے اور اللہ بخشنے والا بڑا ہے۔
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا ارشاد گرامی ہے :-

إِنَّ اللَّهَ فَرَضَ فَرَائِضَ تَرْجِمَةٌ: بے شک اللہ تعالیٰ نے کچھ فرائض
 فَلَا تَصِيعُوهَا وَحَرَّمَ حُرْمَاتًا مقرر فرمائے ہیں ان کو مت صنائع
 فَلَا تَتَّهِكُوهَا وَحَدَّ حَدُودًا کرو اور کچھ چیزوں کو حرام کیا ہے ان
 فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَهَآؤَسْكَتَ کے پاس مت بھٹکو کچھ حدود مقرر کی
 عَنْ أَشْيَاءٍ مِنْ غَيْرِ میں ان سے تجاوز مت کرو۔ اور
 نَسِيَانٍ فَلَا تَبْعَثُوا کچھ چیزوں کے متعلق خاموشی اختیار
 هُنَّ مَا، (دارقطنی مشکوٰۃ ص ۳۲) کی ہے بغیر اس کے کہ اسے مجہول لاحق

ہوئی ہو پس ان کی کمرید نہ کرو کیا

قرآن کی اس آیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درج بالا فرمان سے معلوم ہوا کہ جن چیزوں کا حکم شریعت میں آجائے، ان پر عمل کرنا واجب ہے اور جن امور سے منع کیا گیا ہے ان کو اپنانا حرام ہے۔ اور جن کا حکم بھی نہ ہو اور ممانعت بھی نہ ہو۔ تو وہ بات اپنے اصل پر رہتے ہوئے جائز ہے۔ پس کرنے والے سے نہ پوچھیں کہ اس کی دلیل کیا ہے بلکہ منع کرنے والے کا فرض ہے کہ اپنے دعویٰ پر کوئی شرعی ثبوت پیش کرے دلیل جواز کے لیے نہیں۔ حرام، مکروہ اور بدعت کئے کے لیے دیکار ہے یا پھر فرض و واجب کے لیے۔

عید میلاد امام راغب اصفہانی عید کا معنی لکھتے ہیں

يستعمل العيد في كل يوم عید کا لفظ ہر خوشی والے دن کے

فیہ مستقر۔ (مفردات راغب مشق) لیے بولا جاتا ہے۔

ہر دور میں عموماً اور آج کل خصوصاً ہر قوم اپنے قومی محسنوں کے ایام ولادت و وفات پر خصوصی پروگرام تشکیل دیتے اور ان کی یاد مناتے اور ان کے کارناموں کا تذکرہ کرتے ہیں، اس لیے مسلمان بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم میلاد دھوم دھام سے مناتے ہیں۔ کچھ بد نصیب لوگ اپنے فرقوں کے اماموں اور مولویوں کے ایام تو زور شور سے مناتے ہیں اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے مگر جوں ہی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم منایا جائے۔ پوری طاقت اس کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ یہ خدائی پروگرام ہے جو کسی کے ختم کے ختم نہیں ہو سکتا اسی لیے شرمندگی اور خفت مٹانے کے لیے بجائے میلاد النبی کے سیرۃ النبی کے نام سے جلسے اور کانفرنسیں منعقد کرتے ہیں اور بجائے آپ کی مدح و تعریف کے تنقیص شان کر کے اپنی نصیبی کا سامان مہتیا کرتے ہیں، اور اب تو خیر سرکاری وفاقی و صوبائی میلاد کانفرنسوں میں

شرکت فرما کر نذرانے وصول فرماتے۔ اعلیٰ ہوٹلوں میں ٹھہرتے اور ہوا کی جہاز کی مفت سیر کرتے ہیں۔ کہتے ہیں صحابہ کرام کو ہم سے کئی گنا زیادہ آپ سے محبت تھی لیکن انہوں نے کبھی یہ عید نہیں منائی اگر یہ نیکی کا کام ہوتا تو صحابہ کرام کبھی اس سے محروم نہ رہتے لہذا بدعت ہے۔ ملخصاً۔ جو اباعرض یہ ہے کہ عید میلاد النبی پر مسلمان جائز طریقے سے جو خوشی کا اظہار کرتے ہیں وہ ان کے ایمان کا تقاضا ہے آپ حضرات مختلف ناموں سے وقتاً فوقتاً جو کانفرنسیں کرتے ہیں ان پر بے تحاشا روشنی اور دیگر لوازمات کا جو اہتمام ہوتا ہے اس کے لیے تداعی ہوتی ہے کیا یہ تمام امور خصوصاً اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے دور میں ہوتے تھے؟ اگر جواب نفی میں ہے تو ان پر بھی برساکریں اور ان کو بھی بند کرنے کی کوشش کریں۔ آپ اپنے لیے اپنے فرقے کے لیے اور اپنے پیشواؤں کے نام پر آٹے دن کانفرنسیں منعقد کریں۔ لاکھوں روپیہ ان پر صرف کریں تو وہ سب دین کے نام پر بغیر کسی ثبوت کے جائز اور کار ثواب، اور اگر مسلمان دین کے مرکز، ایمان کی جان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے اظہار کے طور پر تقریبات منائیں تو بدعت۔ دونوں میں وجہ فرق واضح کریں۔

ایہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسلام میں عیدیں صرف دو ہیں، تیسری کسی عید **دو عیدیں** کا نام و نشان نہیں، یہی تیسری عید کا نام و نشان بھی آپ کو بتا دیتے ہیں تاکہ سند رہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت کریمہ **الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ** الخ پڑھی۔ ان کے پاس ایک یہودی تھا اس نے کہا اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس کے نزول کے دن کو عید بنا لیتے۔ تو ابن عباس نے فرمایا :-

قَالَتْهَا نَزَلَتْ فِي يَوْمٍ عِيدَيْنِ ۔ یہ آیت جس دن نازل ہوئی اس دن دو عیدیں تھیں ایک جمعہ کی عید و دوسری عید

عَرْفَةُ

کی عید۔ (ترمذی مشکوٰۃ ص ۱۲۱)

آپ تو اسی غم میں گھلتے جا رہے تھے کہ عید میلاد النبی سے تین عیدیں ہو جائیں گی مگر حضور علیہ السلام نے تو ہر جمعہ کو عید قرار دے کر سال بھر میں عیدین کے علاوہ ۵۲ عیدیں مزید قرار دے دیں۔ فرمائیے اسلام میں عیدیں دو ہیں یا سال بھر میں ۵۴ اور عید میلاد کے سمیت تقریباً ۵۵؟

سوال عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یوم پیدائش مناتے ہیں مسلمان نہیں مناتے؟
جواب غلط ہے۔

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر ہے یعنی جب بھی کوئی مسلمان قرآن کی متعلقہ آیات کی تلاوت کرتا ہے۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر کرتا ہے اور یہی میلاد ہے اگر خصوصی طور پر ان کی میلاد بھی منائی جائے تو بالکل جائز ہے۔

ذکر کی لغوی تحقیق

محافل ذکر کا ثبوت

امام راغب اصفہانی نے لغات قرآن پر لکھی جانے والی اپنی شہرہ آفاق کتاب میں لفظ ذکر کی تحقیق اس طرح کی ہے (۱) کسی چیز کی جان پہچان کو ذہن میں حاضر کرنا۔ (۲) کسی بات کو یا کسی چیز کو دل میں حاضر کرنا۔ ذکر کی دو قسمیں ہیں (۱) ذکر زبانی (۲) ذکر قلبی۔ دلو کی پھر دو قسمیں ہیں (۱) بھولنے کے بعد یاد رکھنا۔ (۲) اور بغیر بھولے یاد رکھنا ہمیشہ یاد رکھنا۔ ہر قول کو بھی ذکر کہتے ہیں۔ ذکر کا ایک معنی ہے شرف و بزرگی۔ ذکر بھی پہلے نازل شدہ کتابیں۔ ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ الخ وغیرہ۔
(مفردات راغب ص ۱۷۸)

جب ذکر کے متعدد معنی ہیں تو جو معنی جہاں مناسب ہوگا وہی وہاں مُراد ہوگا۔

ذکر سے منع کرنے والے بڑے ظالم

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ذکر کا متعدد مقامات پر حکم دیا ہے :-
 وَادْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُرْحَمُوا : اللہ کا کثرت سے ذکر کرو تاکہ
 تُفْلِحُوا - (الجمعة آیت) کامیابی سے ہمکنار رہو۔

کہتے ہیں اس آیت میں ذکر سے مُراد خطبہ جمعہ ہے۔ ”معاذ اللہ! قرآن پر اس سے بڑھ کر کیا ستم ہوگا کہ اس کی تعلیم و احکام کا علیہ ہی بدل دیا جائے اور اس کے ساتھ وہ سلوک کیا جائے جو کفار کو کرنا چاہیے اس آیت سے پہلے ہے۔“

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ - جب نماز جمعہ ادا کر دی جائے۔

تو کیا نماز جمعہ کے بعد تمام مسلمانوں کو حکم ہو رہا ہے کہ اللہ کا کثرت سے ذکر کرو یعنی خطبہ جمعہ پڑھو! لا حول ولا قوة الا باللہ۔ کیا نماز جمعہ کے بعد خطبہ جمعہ ہوتا ہے اور کیا تمام لوگ اس کو پڑھتے ہیں۔ ہاں اللہ جہالت و تعصب سے بچائے اور قرآن کریم کی تحریف سے محفوظ فرمائے۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذَكَّرَ فِيهَا اسْمُهُ جِوَاللہ کی مسجدوں میں اس کے نام
 وَتَسْعَى فِي خَسَابٍ مَّا أَفْلَحَكَ کے ذکر سے منع کرے اور انہیں بریل
 مَّا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا کرنے کی کوشش کرے ایسے لوگوں
 الَّذِينَ يَفِينُ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا كَوْخَدًا مِنْ دَرَعٍ بغير مسجدوں
 حِزْبِي وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ میں آنے کا کوئی حق نہیں، ان کے
 عَذَابٌ عَظِيمٌ
 (البقرہ آیت ۱۱۴)

یہ آخرت میں بڑا عذاب ہے“

اسماجد میں اللہ کے ذکر سے منع کرنے والے اللہ سے

ذکر بالجہر حدیث سے

ڈریں اور بار بار اس آیت کو پڑھیں۔ شائد ان کی قسمت

میں توبہ ہو، اور عذاب عظیم سے اب بھی بچنے کی صورت نکل آئے، الہی ایسا ہی کرے۔ آمین۔

حدیث قدسی میں ہے، اللہ کا ارشاد ہے:

اِنْ ذَكَرْتَنِي فِي مَلَاذِكْرَتِهِ تَرْجَمُهُ اِذَا رُبِنْدَهٗ مَجْلِسٍ فِي مِثْرَا ذِكْرِكِرْ

فِي مَلَاذِكْرَتِهِ خَيْرٌ مِنْهُمْ - گامیں اس کا اس سے بہتر مجلس (یعنی

(بخاری و مسلم) فرشتوں کی مجلس) میں ذکر کروں گا۔

آنکھیں چیر کر دیکھیں مجلس ذکر کا نام ہی ہے یا کسی اور کا، فقہاء و علماء کرام نے بلند و آہستہ

ذکر کی فضیلت اور اولویت میں تو اختلاف کیا ہے مگر کسی نے بدعت و حرام تو

کسی صورت کو قرار نہیں دیا۔ علامہ شامی فرماتے ہیں ”ذلک یختلف باختلاف

الاشخاص والاحوال“ زیادہ بہتر کون سی صورت ہے؟ یہ ذکر کرنے والوں اور

حالات کے بدلنے سے بدل جاتی ہے ”فتاویٰ شامی ص ۶۶۰“ ذکر جہر افضل ہے

جب کہ مفطر یعنی حد سے بڑھ کر نہ ہو درمیانی آواز ہو۔ آدھی رات کو جب دنیا سوئی

ہو، کوئی شخص سپیکر کی قل آواز پر ذکر جہر کرے یا نماز باجماعت ہو رہی ہو۔ یا ہسپتال یا

تعلیمی اداروں میں اسی طرح بے ہنگم با آواز بلند ذکر کرنا شروع کر دے تو اسے

کون بہتر کہے گا۔؟ یاد رکھیے کہ کھانا جائز ہے مگر ایک حد تک، پینا، سونا، نماز پڑھنا

روزہ وغیرہ تمام نیکی کے کام ہیں مگر حدود اللہ سے تجاوز کر جائیں تو یہی اعمال بجا

نیکی کے معصیت بن جاتے ہیں مثلاً کھانے پینے اور سونے میں تجاوز۔ مکروہ اوقات

میں نماز، رات کے وقت یا عید و تشریق کے روزے، چُپ کا روزہ، مقرر رکعات

سے گھٹانا بڑھانا۔ سب گناہ بن جائیں گے پس ذکر بالجہر کی بھی حدود ہیں ان کے

اندہر ہی اس کی اجازت ہو سکتی ہے مگر آپ حضرات تو کسی صورت میں بھی ذکر یا بھر گوارا ہی نہیں کرتے۔ جیسے حضور کے زمانہ کے منکر تسمعونہ لهذا القرآن والغوا فیہ۔ کہ قرآن کو نہ سنو اور شور برپا کر دو۔“

منکرین حضرات سے گزارش آپ کا دعویٰ ہے عمل بالحدیث، لیکن آپ کا عمل ہے۔ مخالفت حدیث۔ یہ تضاد ختم کر دیں یا نام بدل دیں یا عمل کریں۔ حدیث کی کتابوں کی چند سرخیاں دیکھیں پھر تفصیل آئے گی۔ باب الذکر بعد الصلوٰۃ۔ صحیح بخاری ص ۱۱۶ ج ۱۔ صحیح مسلم ص ۲۳۷ ج ۱۔ مشکوٰۃ شریف ص ۸۸۔ باب جافی فضل الذکر ترمذی ص ۱۷۳ ج ۲۔ باب فضل الذکر ابن ماجہ ص ۲۷۷۔ باب الذکر بعد تسلیم نسائی ص ۱۳۲ ج ۱۔ موطا امام مالک ص ۷۲ وغیرہا۔

اور اب تفصیل حضرت عباس بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔
 اِنَّ رَفَعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ ترجمہ: جب لوگ فرض نماز سے فارغ
 حِينَ يَتَصَرَّفُ النَّاسُ مِنْ ہو جائیں تو بآواز بلند ذکر کرنا رسول
 الْمَكْتُوبَةِ كَانَ عَلَى عَهْدِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رواج تھا اور ابن عباس فرماتے
 وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُنْتُ أَعْلَمُ ہیں میں ذکر کی آواز سن کر پہچان جاتا
 إِذَا الصَّرَفُوا بِذَلِكَ إِذَا تَمَّ تھا کہ جماعت ہو چکی ہے۔
 سَمِعْتُهُ“

(صحیح بخاری شریف ص ۱۱۶۔ ص ۱۔ صحیح

مسلم ص ۲۱۷-۲۲۷ ج ۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

إِذَا سَلَّمَ مِنْ صَلَاتِهِ يَقُولُ جب اپنی نماز سے سلام پھیرتے تو
 بِصَوْتِهِ الْأَعْلَى - لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ بآواز بلند فرماتے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔
 اللَّهُ يَبْ

(مشکوٰۃ ص ۸۸۔)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ
ذکر کرنے والا زندہ، نہ کرنے والا مردہ | روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مِثْلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ تَرْجَمُهُ رَجُلًا حَيًّا
 وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ مِثْلُ
 مُرْدَةٍ كِي هِيَ - (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے
مخل ذکر حدیث پاک سے
 بندے کے اس یقین کے ساتھ ہوں ہوں جو وہ مجھ سے رکھتا ہے اور جب وہ میرا ذکر
 کرتا ہے میں اس کے پاس ہوتا ہوں۔

فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ تَرْجَمُهُ رَجُلًا حَيًّا
 فِي نَفْسِي وَإِنْ ذَكَرَنِي
 فِي مَلَأٍ ذَكَرْتُهُ (مراد ہے پوشیدہ) اور اگر وہ مجلس
 فِي مَلَأٍ خَيْرٍ میں میرا ذکر کرے گا تو میں اس سے
 بَہْتَرُ مِثْلٍ میں اس کا ذکر کروں گا
 یعنی فرشتوں کی مجلس میں۔

(بخاری، مسلم ص ۳۴۹ ج ۱ - مشکوٰۃ)

ص ۱۹۶ ج ۱

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا:

إِنَّ لِلَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى تَرْجَمُهُ رَجُلًا حَيًّا تَكَ اللَّهُ تَعَالَى كَيْ بَرَّ

مَلَائِكَةً سَيَّارَةً فُضِّلُوا فَضِيلَتِ وَاللَّيْلِ الْكَثِيفَةِ وَاللَّيْلِ الْكَثِيفَةِ
 يَتَّبِعُونَ بِجَالِسِ الذِّكْرِ فرشتے ہیں۔ جو ذکر کی مجلسوں کو ڈھونڈتے
 فَإِذَا وَجَدُوا مَجْلِسًا رہتے ہیں پھر جب ان کو ذکر کی کوئی
 فِيهِ ذِكْرٌ قَعَدُوا مجلس مل جاتی ہے یہ بھی ذکر والوں
 مَعَهُمْ وَحَفَّ بَعْضُهُمْ کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور پرول سے
 بَعْضًا بِأَجْنِحَتِهِمْ حَتَّى ایک دوسرے کو ڈھانپ لیتے ہیں۔
 يَمْلَأُوا مَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السَّمَاءِ یہاں تک کہ آسمان دنیا تک تمام فضا
 الدُّنْيَا فَإِذَا تَفَرَّقُوا عَرَجُوا کو پُر کر دیتے ہیں (راتے زیادہ ہوتے)
 وَصَعَدُوا إِلَى السَّمَاءِ قَالَ جب اہل محل اُٹھ کر چلے جاتے ہیں۔
 فَيَسْأَلُهُمُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ تو یہ فرشتے (بھی)، اوپر کو چلے جاتے
 جَلَّ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ ہیں فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا
 مِنْ آيِنَ جَنَّتُمْ فَيَقُولُونَ ہے، حالانکہ وہ ان کو خوب جانتا ہے
 جَبْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادِكَ کہاں سے آئے ہو؟ وہ کہتے ہیں۔
 فِي الْأَرْضِ يُسَيِّجُونَكَ وَ النبی زمین پر تیرے بندوں کے ہاں
 يُكْسِرُونَكَ وَيُهْلِكُونَكَ سے ہو کر آنے ہیں جو تیری تسبیح
 وَيَحْسِدُونَكَ وَيَسْأَلُونَكَ (سبحان اللہ کہنا) تیری تحمید (اللہ اکبر کہنا)
 قَالَ وَمَاذَا يُسْأَلُونَ تیری تمہیل (لا الہ الا اللہ کہنا) اور
 قَالُوا يَسْأَلُونَكَ جَنَّتِكَ تیری تحمید (الحمد للہ کہنا) کہ ہے
 قَالَ وَهَلْ رَأَوْا جَنَّتِي تھے۔ اور تمہ سے مانگ رہے
 قَالُوا لَا أَمَّا رَبِّي قَالَ تھے۔ فرماتا ہے کیا مانگ رہے
 كَيْفَ لَوْ رَأَوْا جَنَّتِي تھے کہتے ہیں تمہ سے تیری جنت

[صحیح مسلم ص ۳۵۲ ج ۲]

صحیح بخاری ص ۴۸ ج ۲

تہذیب و تمدن

امام مسلم نے ایک عنوان باندھا ہے۔

تلاوت قرآن اور ذکر کے لیے جمع ہونے کی فضیلت

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے تو وہاں موجود اہل مجلس سے (پوچھا تم کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا ہم اللہ کے ذکر کے لیے بیٹھے ہیں، انہوں نے کہا: کیا قسم کیا اسی مقصد کے لیے بیٹھے ہوئے ہو؟ انہوں نے کہا خدا کی قسم صرف اسی لیے، فرمایا سنو! میں تمہیں جھوٹا سمجھ کر قسم نہیں دے رہا اور میں تم سب سے کم حصہ کی حدیثیں بیان کرتا ہوں۔

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْدَجَ عَلَى
أَيِّكَ عِلْقَةٍ كَيْفَ تَشْرِيْفُ لَانِ.

حَلَقَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ فرمایا کس لیے بیٹھے ہو؟ انہوں نے
مَا يَجْبِسُكُمْ؟ قَالُوا أَحْبَسَنَا عرض کیا، ہم اللہ کا ذکر کرنے کے لیے
نَذْكُرُ اللَّهَ وَنُحَمِّدُهُ اور اس کے اس شکر کی ادائیگی کے
لِيَا هَذَا أَنَا لِلدِّسْلَامِ لیے بیٹھے ہیں کہ اس نے ہم کو اسلام
وَمَنْ عَلَيْنَا بِهِ فَقَالَ راستہ بتلایا اور اس نے ہم پر
اللَّهِ مَا أَحْبَسَكُمْ احسان کیا تو حضور علیہ السلام نے
إِنَّا ذَاكَ قَالُوا اللَّهُ فرمایا خدا کی قسم کیا اسی بات نے
مَا أَحْبَسَنَا إِلَّا ذَاكَ تم کو یہاں ٹھہرایا ہے، صحابہ کرام نے
قَالَ أَمَا إِنِّي لَمُ أَتَّصِلُكُمْ عرض کیا بخدا اسی جذبہ نے ہمیں
لِيُفَسِّهَ لَكُمْ إِنَّهُ أَنَا فِي یہاں ٹھہرایا ہے فرمایا تو سنو! کہ
جِبْرِيلُ وَأَخْبَرَنِي میں نے کسی تہمت کی بنا پر تمہیں قسم
إِنَّ اللَّهَ يُبَاهِي بِكُمْ نہیں دی جبریل نے اگر مجھے بتایا کہ
الْمَلَائِكَةُ - اللہ تعالیٰ تم پر اپنے ملائکہ کے سامنے

فخر فرما رہا ہے“

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا :-

رَبِّ أَقْعُدْ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ ترجمہ: جو لوگ صبح کی نماز سے سورج
اللَّهُ مِنْ صَلَوةِ الْغَدَاةِ نکلنے تک اللہ کا ذکر کرتے ہیں ان کے
حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ أَحَبُّ ساتھ بیٹھنا مجھے اولادِ اسماعیل علیہ
إِلَى مَنْ أَنَّ أُخْتِيَ أَرْبَعَةَ السلام کے چار غلام آزاد کرنے سے
مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ وَلَا نَ زیادہ محبوب ہے اور جو لوگ نماز عصر

نَعْدُ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ نماز مغرب تک اللہ کا ذکر کرتے ہیں
 اللہ مِنْ صَلَاةِ ان کے ساتھ بیٹھنا مجھے چار غلاموں کو
 الْعَصْرِ اِلٰی اَنْ تَغْرِبَ آزاد کرنے سے بڑھ کر پسند ہے
 الشَّمْسُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ (ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۸۹)
 اَعْيَقَ اَرْبَعَةً

سوال : قرآن کریم میں ہے :-

وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تَرْجُمَ : اپنی نماز میں بہت اونچی آواز
 تُخَافُتُ بِمَا وَابْتَغِ بَيْنَ سے قسراں نہ پڑھو اور نہ اسے آہستہ
 ذَلِكَ سَبِيلًا - پڑھو، اور ان کے بچوں بیچ اعتدال
 کی راہ اختیار کرو

دیکھو آیت میں اللہ تعالیٰ نے صریحاً ذکر جہری کی ممانعت کی ہے ۔

جناب اس آیت میں جس طرح ذکر جہری کی ممانعت ہے اسی طرح

جواب : ذکر سبیری کی بھی ممانعت ہے اور درمیانی راہ اختیار کرنے کا حکم دیا
 گیا ہے۔ ہم یہی کہتے ہیں کہ جہر مضبوط سے بچنا چاہیے اور درمیانہ جہر اختیار کرنا چاہیے۔
 تاکہ تکلف، تصنع اور ریا و ایذا وغیرہ عوارض سے محفوظ رہے۔ اسلام کے مزاج
 میں ہی اعتدال ہے۔ یہ دین افراط و تفریط سے بالکل مبرا ہے۔ ویسے منکرین کو یہ
 آیت چنداں مفید نہیں کیونکہ وہ ہر ذکر سے منع کرتے ہیں اور جہر متوسط سے بھی چڑھتے
 ہیں۔ حالانکہ صحابہ کرام ہمیشہ خدا کا ذکر خواہ تلاوت قرآن کی صورت میں ہو یا اس کے
 علاوہ، بلند آواز سے کیا کرتے تھے چنانچہ امام ترمذی نے حضرت عبداللہ ابن عباس
 جہر سے کیوں منع کیا گیا ہے رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے۔

وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلَا تَجْهَرُ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

يَمْلَأُكَ وَلَا تُخَافُ رَوَيْتَ هِيَ كَأَيْتِ كَرِيمٍ وَلَا تَجْهَرُ
يَمَّا قَالَ نَزَلَتْ بِمَكَّةَ يَمْلَأُكَ وَلَا تُخَافُ يَمَّا
كَانَ سَأَلَ سُوْلُ اللهِ إِذَا رَفَعَهُ نَدَىٰ نِيْ نَمَازِ كَوْزِيَادَه بَلَنَدِ آوَاذِ سَيِّدِ
صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ نَدَىٰ نِيْ نَمَازِ كَوْزِيَادَه آهِسْتَهُ "فَرَمَا يَٰ هَٰذَا حَكْمُكَ مَكْرَمُ
سَبَبُهُ الْشُّدُّ كَوْنٌ مِّنْ أَسْرِ وَقْتُ نَازِلٍ هُوَ أَجِبُ سُوْلُ
وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ كَرِيمٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَنَدِ آوَاذِ سَيِّدِ
جَآئِيْهِ فَاَنْزَلَ اللهُ مَجِيْدُ تِلَاوَتِ فَرَمَاتِيْهِ أَوْرَاسِ كِي
وَلَا تَجْهَرُ يَمْلَأُكَ حَاقِقُ وَاضِحُ فَرَمَاتِيْهِ، تَوْمُشْتَرِكِيْنَ حَضَرُ
فَيَسَّبُ الْقُرْآنُ وَمَنْ كُوْمُجِيْ كَالِيَا دِيْتِيْهِ أَوْرَاسِ كُوْزَا نَزَلِ
أَنْزَلَهُ وَمِنْ جَآئِيْهِ وَلَا كَرْنِيْ وَالِيْ غَمَا كُوْمُجِيْ، أَوْرَجُوْا سَ كُو
تُخَافُ يَمَّا عَنْ لِيْ كَرَأِيَا (جَبْرِيلُ)، اس كُوْمُجِيْ، تَوَالِدُ تَعَالَى
أَصْحَابُكَ يَأْنِ تَسْمَعُهُمْ نِيْ اس وَقْتُ يَٰ حَكْمُ نَازِلِ فَرَمَا وَلَا
حَتَّىٰ يَأْخُذُوا عَنْكَ تَجْهَرُ يَمْلَأُكَ نِيْ نَمَازِيْ
الْقُرْآنُ " هَذَا حَدِيثُ اتْنِيْ بَلَنَدِ آوَاذِ سَيِّدِ كَرَأِيَا نِيْ نَمَازِيْ
حَسَنٌ " كَرَأِيَا كُوْمُجِيْ كَالِيَا دِيْتِيْهِ أَوْرَاسِ كُوْزَا نَزَلِ
(جامع ترمذی ص ۱۴۲ ج ۲) اسے نازل کرنے والے کو بھی، اسے
لے کر آنے والے کو بھی وَلَا تُخَافُ يَمَّا
اور اسے اپنے صحابہ کرام کے
سامنے آہستہ بھی نہ پڑھو، تاکہ وہ سن
سکیں، اور آپ سے قرآن سیکھ
سکیں۔

معلوم ہوا کرتے تھے مگر کفار کا غلبہ تھا اور وہ اس پیاری پیاری آواز کو سننا گوارا نہ کرتے تھے اور خدا اور رسول و جبریل کو گالیاں دیتے تھے۔ بدتمیزیاں کرتے اور مسلمانوں کو ستاتے تھے، اس لیے درمیانی آواز سے ذکر کرنے کا حکم دیا تاکہ ذکر بھی ہوتا رہے اور اپنوں کو آواز بھی پہنچتی رہے، اور کفار کے کانوں تک آواز نہ پہنچے کہ وہ گالیاں دیتے اور بدتمیزیاں کرتے تھے۔ با آواز بلند ذکر سے منع کرنے والے سوچیں کہ وہ منکرین مکہ کا کردار تو ادا نہیں کر رہے۔ اور ذکر کرنے والے صحابہ کرام کا کیا آپ بھی ذکر کی آواز سن کر خدا اور رسول و جبریل علیہما السلام کو گالیاں دیں گے۔ اور ذکر کرنے والوں کو ستائیں گے۔

ذکر کی اقسام | امام راغب اصفہانی نے ذکر کے چند معنی تحریر کیے ہیں۔ کسی چیز کی جان پہچان کو ذہن میں حاضر کرنا۔ کسی بات کو دل میں حاضر کرنا۔ ذکر کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) دل کا ذکر۔ (۲) زبان کا ذکر۔ دونوں کی پھر دو قسمیں ہیں۔ (۱) بھول جانے کے بعد یاد کرنا۔ (۲) بھولے بغیر یاد رکھنا۔ ہر بات کو بھی ذکر کہا جاتا ہے۔ زبانی ذکر کی مثال قرآن میں ہے :

أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ تَرْجِمَةٌ : ہم نے تمہاری طرف ایسی کتاب
ذکر رکھ۔
آمارنی جس میں تمہارا ذکر ہے۔

یونہی :

هَذَا ذِكْرٌ مُبَارَكٌ تَرْجِمَةٌ : یہ بابرکت ذکر ہے جسے ہم نے
آنزَلْنَا۔
آمارا ہے۔

ایسے ہی :

هَذَا ذِكْرٌ مِّنْ مَّعِيَ وَ تَرْجِمَةٌ : یہ میرے ساتھیوں کا بھی ذکر

ذِكْرُ مَنْ قَبْلِي۔ سے اور مجھ سے پہلوں کا بھی۔

انزل علیہ الذکر من ترجمہ: کفار کہتے ہیں، ہم میں سے اسی

بیتنا۔ پر یہ ذکر یعنی قرآن نازل ہوتا تھا۔

ذکر بمعنی شرف و بزرگی۔ ذکر بمعنی کتب سابقہ۔ ذکر بمعنی رسول وغیرہ: دیکھو مفردات

امام راغب ص ۱۷۸۔ طبع مصر لہذا جو معنی جہاں مناسب ہوگا مراد لیا جائے گا۔

ایک کی جگہ آنکھیں بند کر کے دوسرا مفہوم لینا یا ایک مفہوم ہر جگہ مراد لینا نری
جہالت اور خدا کے کلام میں تعارض و تضال پیدا کرنا ہے۔

ایک علمی لطیفہ | ہم اوپر قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ لکھ آئے ہیں۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ

مَسَاجِدَ اللَّهِ يَذْكُرُ فِيهَا

اسْمَهُ وَاسْعَى فِي خَدَائِهِمَا

اس آیت کریمہ کو بار بار پڑھیں اور مانعین ذکر کی ہمت کی داد دیں۔

ہم ذکر سے منع نہیں کرتے بلکہ بلند آواز سے، خاص وقت پر، خاص صورت
سوال میں ذکر کرنے سے منع کرتے ہیں؟

جواباً عرض ہے کہ دل میں اللہ کا ذکر کرنے سے نہ کسی نے کبھی منع کیا ہے۔

جواب نہ یہ ممکن ہے۔ کفار کے جہنم میں بھی اگر کوئی مسلمان دل میں خدا کا ذکر

کرے تو کسی کو کیا معلوم کہ یہ اللہ کا ذکر کر رہا ہے ذکر سے منع تو وہ کرے گا جو

ذکر کی آواز سُننے اور ذکر کیفیت دیکھے۔ اس کے سوا تو نہ کسی مُنکر کو ذکر کا پتہ چلے۔

نہ وہ کسی کو ذکر سے منع کرے یعنی ذکر کی آواز سُننے بغیر کوئی ذکر سے منع نہیں

کر سکتا اور آواز اس وقت تک سن نہیں سکتا۔ جب تک ذکر کرنے والا بلند آواز

سے ذکر نہ کرے۔ پس اس آیت کریمہ سے مسلمانوں کا طریق یہ معلوم ہوتا ہے

کہ وہ اللہ کا ذکر بلند آواز سے کرتے ہیں اور کفار کا یہ طریق بتایا گیا ہے کہ وہ اس سے منع کرتے ہیں۔ اللہ ہم کو نفس و شیطان کے شر و وسوسہ سے محفوظ رکھے اور ذکر میں لذت نصیب فرمائے۔

دارمی شریف کی حدیث اور محفل ذکر

مانعین ذکر نے حدیث کی کتاب ”دارمی“ سے ایک روایت اپنی دانست میں ذکر کے خلاف نقل کی ہے اس پر تبصرہ سے پہلے دارمی کے حوالہ سے ایک دو باتیں ہو جائیں۔

مالک بن مغول کہتے ہیں مجھے امام شعبی نے کہا:-

مَا حَدَّثْتُكَ هُوَ لَا عَنْ رَسُولٍ تَرْجَمُهُ: يَهْدِي لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ شِئْتُمْ اَنْ تَعْلَمُوْا مَا قَالُوْا بِرَاٰيِهِمْ اَسَ لَوْ اَوْرَدَ اسَ كَ خِلَافٍ جَوَّابًا قَالِيْهِ فِي الْحَشِيَّةِ - (دارمی ص ۶۰) اپنی رائے سے کہیں اسے پھینک دو۔

چونکہ محفل ذکر اور ذکر کے فضائل ہم نے قرآن اور حدیث کے حوالہ سے ثابت کر دیئے ہیں لہذا یہی قابل عمل ہیں اور چونکہ مانعین نے جو کچھ کہا محض اپنی جاہلانہ و متعصبانہ رائے سے کہا لہذا ناقابل التفات ہے۔ قابل رد ہے کیونکہ قرآن و سنت کے خلاف جو بھی ہے بُری بدعت ہے گمراہی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ و محفل ذکر

منکرین ذکر کو جب قرآن کریم اور صحاح ستہ کی کسی حدیث سے اپنی مفید

مطلب دلیل ہاتھ نہ لگی تو بجائے اس کے کہ فیصلت ذکر و اہل ذکر کے قائل ہوتے اور ضد تعصب کو خیر باد کہتے، گرتے کو تنکے کا سہارا، کے مصداق ”دارمی“ کے حوالہ سے ایک مقطوع و مدس روایت کا سہارا لینے کی کوشش کرنے لگے، آپ بھی روایت اور پھر ہمارا تبصرہ اور پھر معاندین کی کسمپرسی اور لاعلمی کا عبرت ناک انجام ملاحظہ فرمائیں حکم بن مالک کہتے ہیں، ہم کو عمر بن یحییٰ نے خبر دی کہ میں نے اپنے باپ یحییٰ کو سنا جو اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں یہاں معلوم نہیں کہ یحییٰ کے باپ کون اور کس درجہ کے بزرگ ہیں۔ اور روایت حدیث میں ان کا پلہ کیا ہے؟ لہذا روایت مدس ہے بہر حال یحییٰ کے باپ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دروازے پر صبح کی نماز سے پہلے بیٹھا کرتے تھے جب وہ گھر سے نکلتے تو ہم بھی ان کے ساتھ مسجد کی طرف چل پڑتے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری تشریف لائے اور ہم سے پوچھنے لگے۔ کیا ابو عبدالرحمن (عبداللہ بن مسعود) تمہارے پاس آچکے ہیں؟ ہم نے کہا جی نہیں وہ بھی ہمارے ہمراہ بیٹھ گئے، یہاں تک کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے، تو ہم سب ان کی خاطر کھڑے ہو گئے۔ حضرت ابو موسیٰ نے ان سے کہا اے ابو عبدالرحمن! میں نے ابھی ابھی مسجد میں ایک نئی بات دیکھی ہے اور خدا کا شکر ہے کہ میرے خیال میں کام نیک ہے۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ ابو موسیٰ نے کہا اگر آپ زندہ رہے تو آپ بھی دیکھ لیں گے میں نے مسجد میں کچھ لوگ دیکھے ہیں جو حلقے بنا کر بیٹھے ہیں اور نماز کا انتظار کر رہے ہیں ہر حلقہ میں ایک شخص ہے۔ ان کے ہاتھوں میں کنسکر ہیں ایک شخص کہتا ہے سو بار اللہ اکبر پڑھو! تو وہ سو مرتبہ اللہ اکبر کہتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے لا الہ الا اللہ سو مرتبہ کہو، تو وہ سو مرتبہ لا الہ الا اللہ کہتے ہیں پھر وہ کہتا ہے سو مرتبہ سبحان اللہ کہو، تو وہ سو مرتبہ سبحان اللہ کہتے ہیں۔ (ابن مسعود) نے کہا، آپ نے ان سے کیا کہا؟ فرمایا میں نے ان سے کچھ نہیں کہا۔ مجھے آپ کی رائے اور فیصلہ کا انتظار تھا تو آپ نے فرمایا تم نے ان کو یہ حکم کیوں

نہ دیا کہ وہ اپنی خطائیں شمار کرتے، اور میں ان کو ضمانت دیتا کہ ان کی کوئی نیکی ضائع نہیں ہوگی پھر آپ ان میں سے ایک حلقہ میں تشریف لائے اور ہم بھی ساتھ تھے ان کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا، یہ کیا کر رہے ہو؟ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔ انہوں نے کہا اے ابو عبد الرحمن! یہ کسکریں جن سے تکبیر تملیل اور تسبیح شمار کرتے ہیں۔ فرمایا اپنے گناہوں کا شمار کرو۔ میں اس بات کا ذمہ دار ہوں کہ تمہاری کوئی نیکی ضائع نہیں کی جائے گی، لے اُمتِ محمد! کم نصیبو! تمہاری ہلاکت کتنی جلدی آرہی ہے یہ ہیں تمہارے نبی کے صحابہ کرام، کثیر التعداد۔ اور یہ ہیں حضور کے کپڑے، جو ابھی بوسیدہ نہیں ہوئے اور حضور کے برتن جو ابھی ٹوٹے نہیں۔ اس خدا کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، کیا تم اس راہ پر ہو جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے زیادہ سیدھی ہے۔ کیا گمراہی کا دروازہ کھولنا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا، ابو عبد الرحمن! ہم نے صرف نیکی کا ارادہ کیا ہے فرمایا کتنے نیکی کا ارادہ کرنے والے ہیں جنہوں نے نیکی پالی ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا تھا، کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں جائے گا، اور میں نہیں جانتا! اللہ کی قسم کہ شاید ان میں سے اکثر تم میں سے ہوں، پھر آپ (ابن مسعود) چلے گئے۔ عمرو بن سلمہ نے کہا میں نے ان حلقوں والے اکثر لوگ دیکھے کہ نیروان کی جنگ میں (جو حضرت علی اور خوارج کے درمیان ہوئی تھی) غار جیوں کے ساتھ ہو کر ہم پر نیزے برسار رہے تھے۔

(سنن دارمی ص ۶۰-۶۱)

چند غور طلب باتیں :-

(۱) یہ لوگ نماز فجر سے پہلے مسجد میں مختلف حلقے بنا کر بیٹھتے تھے اور ہر حلقہ میں ایک شخص مخصوص تعداد میں مخصوص کلمات کا ورد کرتا تھا۔ جب کہ ہمارا حلقہ ذکر ایک ہی ہوتا ہے اور ایک مسجد میں کئی حلقے نہیں ہوتے۔

- (۲) وہ کنکروں پر تعداد گنتے تھے جب کہ ہم ایسا نہیں کرتے۔
- (۳) حضرت ابن مسعود نے ذکر کو ناپسند کیا، نہ ان کلمات کو، بلکہ یہ فرمایا کہ بے حساب ذکر کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارا ذکر و اجر ضائع نہیں کرے گا۔ تعداد اپنی طرف سے متعین کر لینا ضروری بھی نہیں مناسب بھی نہیں۔
- (۴) آپ کے بزرگوں نے مختلف اوراد و وظائف کی جو تعداد مقرر کر رکھی ہے۔ اس پر بھی اس روایت سے زد پڑتی ہے کبھی آپ نے ان سے بھی کہا۔
- (۵) یہ مرفوع حدیث نہیں، جب کہ قرآن کریم اور صحیح ترین مرفوع حدیثوں میں بعض نمازیوں، حاجیوں، مجاہدوں، روزہ داروں، علما و اسخیا، قراء کے بارے میں شدید ترین وعیدیں ہیں، کیا ان سے یہ تمام نیک کام برس ہو گئے۔ نہیں برگز نہیں۔ بعض عوارض غلط ہوں تو ان کی درستی کرنی چاہیے۔ اصل نیک بہر حال نیک ہے اس سے منع کرنا نیک سے منع کرنا ہے جو نیک لوگوں کا کام نہیں۔

محافل ذکر یا علمی حلقے؟

کہا گیا ہے کہ حدیث پاک میں جن محافل ذکر کی فضیلت آئی ہے ان سے مراد درس و تدریس

کے علمی حلقے ہیں اس سلسلہ میں اولاً عرض ہے کہ ذکر کے متعدد معانی ہیں، اور ہر معنی کے لیے مناسب موقع و محل ہے کسی جگہ اگر ذکر سے علمی درسی حلقہ ہوں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ دوسرے مقام پر ذکر کی محفل مراد نہ ہو سکے ہر معنی کا اپنا مناسب محل ہوتا ہے۔ ثانیاً۔ دروغ گو را حافظہ بتا شد۔ اگر حدیث شریف میں مذکور محافل ذکر سے مراد، درس و تدریس اور وعظ کی علمی مجلسیں مراد ہیں تو ان کے خلاف حضرت ابن مسعود کے ریمارکس کا کیا مطلب؟ کیا وہ ان کی مخالفت کرتے تھے۔

مسلم نوجوانوں سے | آپ نے جو محافل ذکر شروع کر رکھی ہیں، وہ بڑی بابرکت ہیں۔ نوجوانوں کے ذکر و عمل پر ان کے گہرے

پاکیزہ اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ وہ ”ابو ازم“ سے ہٹ کر شرعی فکر و عمل کو اپنا رہے ہیں۔ نماز ذکر اور درود و سلام جیسے نیک کاموں میں شرکت سے ان کے سینے منور اور اعمال پاکیزہ ہو رہے ہیں۔ خدا اور رسول کے بھرت ذکر نے ان میں خدا اور رسول کی محبت اور جذبہ اطاعت کے چراغ روشن کر دیئے ہیں۔ اس سے ان کی زندگیوں میں پاکیزہ انقلاب آ رہا ہے۔ وہ نیکی کے طلب گار اور بدی سے بیزار ہیں۔ ان میں اطاعت محبت، مودت، اخوت اور صداقت کے جذبات ابھر رہے ہیں۔ جس سے شیطان برہم ہے، مایوس ہے اور سرسیمہ ہے، اور مختلف بہانوں سے ان پاکیزہ محافل کے خلاف سازش پا رہی ہے اور خدا و مصطفیٰ کے ذکر کے مٹانے پر تگ و دو میں دیوانہ وار کوشاں ہے۔

وَاللّٰهُ مُتِمِّمٌ نُّوْبِهِۦ ۖ وَلَکُمْ کَرَامَۃٌ اَلْکَافِرُوْنَ - اللہ کو اپنا نور پورا کرنا ہے پڑے جلتے رہیں مشکریں -

ہفتہ وار محافل ذکر منعقد کریں | ہم تمام نوجوانانِ ملت سے بالخصوص اور عام مسلمانوں سے بالعموم مخلصانہ درخواست کرتے ہیں کہ ہر مسجد میں ہفتہ وار مجالس ذکر و درود و سلام کا اہتمام کریں اس

میں خصوصی دلچسپی لیں۔ محض خدا و مصطفیٰ کی رضا کے لیے کسی طعن و طنز یا صلہ و مناش کی پروا نہ کئے بغیر اس فرض کی ادائیگی میں لگے رہیں اور یاد رکھیں کہ ایک شخص کو راہ راست پر لے آنا دنیا بھر کی دولت سے بہتر ہے۔ انشاء اللہ اسی طرح حق کی روشنی پھیلے گی اور گمراہی کی نحوست ختم ہو جائے گی۔

یہ چین معمور ہو گا نغمہ توحید سے شب گریزاں ہو گی آخر جلاوتِ نابینا کون ہے

امام یوسف بن اسماعیل نہبانی رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی یوسف بن اسماعیل نہبانی ہے۔ نہبان "عرب بادیہ نشینوں کا ایک قبیلہ ہے جو سرزمین فلسطین کے شمال میں واقع شہر اجزام میں رہتا ہے۔ یہ شہر حیفہ سے مسلک ہے جو بیروت کے مصافات "عکا" سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ کی پیدائش اسی شہر اجزام میں ۱۲۶۵ھ میں ہوئی۔ وہیں ابتدائی تعلیم و تربیت حاصل کی، اور اپنے والد ماجد اسماعیل بن یوسف رحمہ اللہ سے قرآن کریم حفظ کیا۔ والد ماجد کی عمر انہی سال کے لگ بھگ تھی۔ اس کے باوجود عقل و حواس اور قوتِ حافظہ لا جواب تھی۔ عبادات شاقہ اور تلاوت قرآن مجید پر آخر دم تک کاربند رہے۔ ہر تین دن کے بعد قرآن کریم ختم کرتے تھے۔ بعد میں اور ترقی ہوئی اور ہفتہ بھر میں تین مرتبہ ختم قرآن کرتے۔ انہی کمالات و فضائل کا فیضان تھا۔ کہ علامہ نہبانی علم و عمل کے نورانی سانچے میں ڈھلتے چلے گئے۔ جب گھر بڑا حوال پاکیزہ ہو تو اس میں پڑان چڑھنے والے نو نہال رشد و ورع اور علم و معرفت کے آسمان پر مہر ماہ بن کر چمکتے ہیں۔ محض وعظ و تلقین سے قوموں کی تربیت نہیں ہو سکتی، جب تک علم کے ساتھ عملی سیکر سامنے نہ ہوں۔

جب آپ حفظ قرآن سے فارغ ہوئے تو والد ماجد نے آپ کو مزید علوم و فنون کے حصول کے لیے عالم اسلام کی مایہ ناز مادر علمی جامعہ ازہر شریف میں بھیج دیا۔ آپ بروز ہفتہ یکم محرم الحرام ۱۲۸۳ھ کو جامع ازہر میں داخل ہوئے۔ جہاں آپ نے چاروں مذاہب دہنوی، شافعی، مالکی، حنبلی، کے یگانہ روزگار متبحر اساتذہ کرام سے سر ' زبان و ادب اور شرعی علوم و فنون حاصل کیے۔ تحصیل علم میں حد و درجہ ذوق و محنت کا مظاہر کیا اور چھ سال کی محنت شاقہ کے بعد ماہِ رجب ۱۲۸۹ھ میں تمام علوم متداولہ سے فارغ ہو گئے۔ اور مسلمانوں کی عظمت و رفعت کو واپس لانا اور مسلمانوں کو جہالت و بد عقیدگی سے نکالنے کے لیے اپنی زندگی کو وقف کر دیا۔ جب آپ کے علمی و عملی کمالات کا شہر و دور دور تک پہنچا اور دین کی توضیح و تشریح نیز مسلک

حق اہل سنت کی تائید و ترویج میں آپ کے قلمی شہ پارے اکناف و اطراف میں پھیلنے لگے اور آپ اہل علم و فضل کے مرجع عام بن گئے۔ تو حکومت شام نے آپ کے علمی مقام و مرتبہ اور ذاتی وجاہت سے متاثر ہو کر آپ کو بیروت میں ”محکمہ الحقوق العلیا“ کا وزیر بنالیا۔ ان تمام ذمہ داریوں کو بہترین طریقہ سے نبھانے کے ساتھ ساتھ انتہائی عبادت گزار اور پلحنت شعار تھے۔ پابندی وقت پر نماز باجماعت ادا کرنا، بلاناغہ تلاوت قرآن کریم، اللہ کے ذکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود و سلام اور باقی اوراد و وظائف میں کبھی کوتاہی نہ کرتے۔ مخلوق خدا کی بھلائی اور حاجات رومی ملی ملکی ذمہ داریاں نہایت تندہی سے پوری کرتے۔ فرائض، واجبات اور سنن و مستحبات کی ادائیگی میں کبھی کوتاہی نہ ہوتی۔ یہی وہ جدوجہد سے بھرپور زندگی تھی جسے ان کی زندہ کرامت قرار دیا جا سکتا ہے۔ ولایت ترک دنیا کا نام نہیں، علمی و عملی میدان میں خلوص و لہیت کے جذبات سے سرشار ہو کر جہد مسلسل کرتے رہنا۔ حق کی حمایت میں باطل سے ہمیشہ برسرِ پیکار رہنا اور باطل جس رنگ میں سامنے آئے، جن ہتھیاروں سے مسلح ہو کر سامنے آئے اُسے ایمانی بصیرت اور مومنانہ فرست سے پہچاننا اور اس کے مکمل قلع قمع کے لیے مصروف جہاد رہنا ہی اصل ولایت ہے۔ اسی سے اللہ کا قرب اور مخلوق میں قبولیت عامہ کا اعزاز حاصل ہوتا ہے۔ یہی اوصاف ہیں جن سے اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو مزیں فرماتا ہے۔

علامہ نہانی میں مرمومن کے یہ تمام اوصاف حمیدہ ہم کو نمایاں نظر آتے ہیں اس علمی اور عملی مصروفیات کے ساتھ ساتھ آپ نے مذہب حق اہل سنت و جماعت کی تائید و ترویج اور مذہب باطلہ (سجدیہ، خارجیہ، رافضیہ وغیرہ) کی تردید میں قابل قدر علمی و تحقیقی کتابیں تحریر فرمائیں نظم و نثر دونوں میدانوں کے شہسوار تھے۔ جس مسئلہ پر قلم اٹھایا تحقیق و تدقیق اور تشریح و توضیح کا حق ادا کر دیا، اور دیکھنے والا حیرت زدہ رہ جاتا ہے کہ جو کام بڑے بڑے ادارے نہ کر سکے تھا آپ

کے ہاتھوں سے خُدا نے کروا دیئے۔ بے شک یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مدد و رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت اور اولیائے اُمت کی برکت و اعانت سے ہی ہو سکتا ہے اور بے شک ایسی ایسی نابغہ روزگار ہستیوں کا وقتاً فوقتاً اُمت مرحومہ میں ظہور پذیر ہونا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان معجزہ ہے۔

علامہ بہانی کی چند مشہور تصانیف :-

۱۔ الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر (چودہ ہزار احادیث کا عظیم ذخیرہ جو تصانیف علامہ میں اعظم و انفع ہے)

۲۔ قرۃ العینین علی منتخب الصحیحین - (تین ہزار احادیث کا مجموعہ اور ان پر فاضلانہ حواشی)

۳۔ جوامع البحار فی فضائل نبی المختار - (چار ضخیم جلدوں میں فضائل مصطفوی کا عظیم الشان مجموعہ)

۴۔ وسائل الاصول الی شمائل الرسول (اردو ترجمہ آجکل عام دستیاب ہے)

۵۔ قرۃ العین من بیضاوی والجلالین -

۶۔ شواہد الحق فی الاستغاثۃ بسید الخلق -

۷۔ حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین -

۸۔ انوار المحمدیہ مختصر المواہب اللدنیہ -

۹۔ افضل الصلوات علی سید السادات -

۱۰۔ الاحادیث الاربعین فی وجوب طاعة امیر المؤمنین -

۱۱۔ النظم البدیع فی مولد النبی الشفیع -

۱۲۔ الحمزۃ الالفیہ فی مدح سید الانبیاء -

۱۳۔ الاحادیث الاربعین فی فضائل سید المرسلین -

۱۴۔ الاحادیث الاربعین فی امثال افصح العالمین -

۱۵۔ قصیدۃ سعادۃ الہاد فی موازنۃ بانۃ سعاد -

- ۱۶۔ مثال نعل الشریف ۔
- ۱۷۔ سعادة الدارين في الصلوة على سيد الكونين ۔
- ۱۸۔ المسابقات الجياد في مدح سيد العباد ۔
- ۱۹۔ خلاصة الكلام في ترجيح دين الاسلام ۔
- ۲۰۔ ہادی المرید الی طرق الاسانید ۔
- ۲۱۔ الفضائل المحمدیہ ۔
- ۲۲۔ الورد الشافی ۔
- ۲۳۔ المردوۃ القرائیۃ فی الاستغاثۃ باسماء اللہ الحسنیۃ ۔
- ۲۴۔ المجموعۃ الغیبانیۃ فی المدائح النبویۃ ۔
- ۲۵۔ نجوم المہدین فی معجزاتہ والرد علی اعداء اخوان الشیاطین ۔
- ۲۶۔ ارشاد البحار فی تحذیر المسلمین من مدارس النصارى ۔
- ۲۷۔ جامع الشئنا ۔
- ۲۸۔ مفرخ الکروب ۔
- ۲۹۔ جذب الاستغاثات ۔
- ۳۰۔ احسن الوسائل فی نظم اسماء النبی کامل ۔
- ۳۱۔ کتاب الاسماء فیما سیدنا محمد من الاسماء ۔
- ۳۲۔ البرہان السد فی اثبات نبوۃ سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔
- ۳۳۔ دلیل التجار الی اخلاق الاخیار ۔
- ۳۴۔ الرحمۃ المہدۃ فی فضل الصلوة ۔
- ۳۵۔ حن الشرعۃ فی مشروعیۃ صلوۃ الظهر بعد الجمعہ ۔
- ۳۶۔ التحذیر من اسماذ الصید والتقذیر ۔

- ۳۷۔ تنبیہ الافکار بحکمہ اقبال الذیہ علی الکفار۔
- ۳۸۔ سبیل النجاة۔
- ۳۹۔ سعادة الانام فی اتباع دین الاسلام۔
- ۴۰۔ القصیدۃ الرائیة الکبریٰ۔
- ۴۱۔ الرائیة الصغریٰ فی ذم البدعة و مدح السنة الغراء۔
- ۴۲۔ تحائف المسلم۔
- ۴۳۔ تہذیب النفوس فی ترتیب دروس۔
- ۴۴۔ جامع کرامات الاولیاء۔
- ۴۵۔ العقود واللویہ فی المداخل النبویة۔
- ۴۶۔ الاربعین من احادیث سید المرسلین۔
- ۴۷۔ الدلالات الواضحات شرح دلائل الخیرات۔
- ۴۸۔ المبشرات۔
- ۴۹۔ صلوة الثناء علی سید الانبیاء۔
- ۵۰۔ القول الحق فی مدح سید المخلوق۔
- ۵۱۔ الصلوات الالفیہ فی الکمالات المحمدیہ۔
- ۵۲۔ ریاض الجنۃ فی اذکار کتاب السنۃ۔
- ۵۳۔ الاستغاثۃ الکبریٰ باسماء اللہ الحسنیہ۔
- ۵۴۔ جامع الصلوات علی سید السادات۔
- ۵۵۔ الشرف المویذ لآل محمد۔
- ۵۶۔ صلوات لا ینحار علی النبی المختار۔
- ۵۷۔ البشائر الایمانیہ فی المبشرات المناویہ۔

کچھ اس کتاب کے بارے میں جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں علامہ نبہانیؒ کی جس عربی کتاب ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے اس کا نام ہے ”سعادة الدارين في الصلاة على سيد الكونين“ کتاب کافی ضخیم ہے۔ بڑے سائز پر باریک عربی ٹائپ کے صفحات پر مشتمل ہے جس میں درود و سلام کے مسئلہ اور اس کے متعلقات کو بڑی شرح و بسط کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ موضوع کے ہر پہلو پر کھل کر گفتگو کی گئی ہے۔ علمائے متقدمین و متاخرین نے اب تک اس سلسلہ میں جو کام کیا ہے اس کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔ جو پہلو توضیح طلب تھے ان کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ انداز بیان صاف اور عام فہم ہے۔ عبارت آسان اور شستہ ہے اہل علم کے تمام مذاہب و مذاہب کی تفصیل بیان کر دی گئی ہے۔ دلائل قرآن و حدیث اور آثار سلف سے دیئے گئے۔ مزید توضیح کی غرض سے علمی نکات اور پختہ تاریخی واقعات و حکایات کو بھی مناسب مقامات پر نقل کیا گیا ہے۔ مصنف علامہ نے اس موضوع پر لکھی گئی اپنی دوسری کتابوں کا تحقیقی مواد بھی انتہائی جامعیت کے ساتھ اس کتاب میں شامل کر دیا ہے۔ گویا جس نے درود و سلام کے موضوع پر علامہ کی یہ کتاب پڑھ لی اس نے نہ صرف سلف و خلف کے علمی کام پر عبور حاصل کر لیا، بلکہ خود مصنف علامہ کی اس موضوع پر لکھی گئی دوسری کتابوں کا علمی مواد بھی حاصل کر لیا۔

اعتذار مترجم ایسی کتاب کو دوسرے زبان میں منتقل کرنا کافی مشکل کام ہے جس نے پوری کوشش کی ہے کہ کتاب کا مضمون اسی طرح اردو زبان میں منتقل ہو جس طرح اصل کتاب میں بیان کیا گیا ہے۔ تاہم کم علمی اور کثرت مشاغل دو ایسی مجبوریاں ہیں جو حصول مقصد میں رکاوٹ بن سکتی ہیں اس لیے اہل علم سے عاجزانہ گزارش ہے کہ اس سلسلہ میں کوئی کمزوری محسوس کریں۔ تو درگزر سے کام لیں اور مترجم کو اطلاع کریں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کی تصحیح کر لی جائے۔ اللہ ان کو جزائے خیر دے گا۔ جہاں تک نفس مضمون کا تعلق ہے اس کا مکمل ترجمہ پیش کر دیا گیا۔ لیکن مصنف علامہ نے کتاب کے آخر میں اپنے طویل نعتیہ قصائد کا جو اضافہ فرمایا تھا ان کا ترجمہ دو وجہ سے نہ ہو

سکا۔ اول یہ کہ اس سے کتاب کا حجم بہت بڑھ جاتا، جب کہ نفس موضوع پر کوئی اضافہ نہ ہوتا۔ دوم یہ کہ اتنے طویل قصائد کا ترجمہ کرنے کے لیے بہت وقت درکار تھا، جو یہاں مشکل تھا۔ اس لحاظ سے کتاب کو اصل موضوع تک رکھنا ہی قرین مصلحت سمجھا گیا، اور قصائد کے ترجمہ سے تعرض ہو گیا۔

علامہ یوسف بن اسماعیل نہانی تقریباً پچاس سال کی عمر میں ۱۳۵۰ھ میں فوت ہوئے۔

علامہ نہانی کی وفات

علامہ نہانی بارگاہ نبوت میں

علامہ یوسف نہانی اللہ کے مقبول بندے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے شیدائی تھے۔ بارگاہ الوہیت و رسالت میں حد درجہ مؤدب تھے۔ اسی لیے عمر بھر نجدیوں کے خلاف قلمی جہاد فرماتے رہے۔ عقائد اہل سنت کی حفاظت اور مذہب حق کی تبلیغ و تشریح ہی ان کا مقصد زندگی تھا۔ بلاشبہ متحدہ ہندوستان میں مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی، علامہ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی، مولانا شاہ فضل الرسول بدایونی، حجاز مقدس میں علامہ سید احمد بن زینی علان، علامہ شیخ سلیمان بن عبد الوہاب نجدی، اور علامہ یوسف بن اسماعیل نہانی وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین گزشتہ صدی میں ناموس رسالت کے پاسبانوں کے سخیل تھے جنہوں نے زبان و قلم سے دینِ مصطفویٰ کی بے نظیر خدمت اور عزت و احترامِ نبوت کی حفاظت و صیانت فرمائی۔ حق یہ ہے کہ انہی بزرگوں کا صدقہ ہے۔ جو آج مختلف صورتوں میں ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر سو غلغلہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ان عاشقانِ شمع رسالت کو اُمتِ مرحومہ کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے اور عین ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق و ہمت عطا فرمائے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیل سے کتاب کے مصنف مترجم اور ناشر و قاری کی مغفرت فرمائے اور سب کو حضور علیہ السلام کی شفاعت و حمایت نصیب فرمائے۔ آمین۔ و صلی اللہ علیٰ خیر خلقہ و نور علیہ سیدنا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین و باریک وسلم۔

نوٹ: امام یوسف بن اسماعیل نہانی رحمہ اللہ کے متعلق تمام معلومات ان کی کتاب ”جامع کرامات الاولیاء“ کے پیشِ نظر سے حاصل کی گئی ہیں جو محقق ابراہیم مطوہ عوم مدرس جامعہ ازہر مصر نے تحریر فرمایا ہے۔ مطبوعہ مصر ۱۴۱۴ھ۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الہی! میں ہر اس لفظ کے ساتھ تیری تعریف کرتا ہوں جو تیری عظمت و جلال کے لائق اور تیرے بے پایاں فضل و کرم کے نمر اور ہے، ہر اس نعمت پر جو تیرے خزانے جو د و عطا سے میرے یا تیری مخلوقات میں سے کسی بھی فرد کے لئے ظہور پذیر ہوئی خصوصاً اس ذاتِ بابرکات پر جو تیری مسلسل نعمتوں کا واسطہ اور تیرے ثمراتِ کرم میں سے ثمرِ اولین ہے یعنی سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جن کو مبعوث فرما کر تو نے تمام مخلوق پر انعام فرمایا اور انہیں سب جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور ان کے ذریعہ سے ہمیں اپنے سیدھے دین اور صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی فرمائی اور جن کو تو نے تمام فضائل عطا فرمائے اور ہر فضیلت والے پر فضل فرماتے ہوئے فرمایا:-

وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا

اور جیسا کہ تو نے ان کو اپنے فضل و کرم سے ممتاز فرمایا اور اپنے اس فرمان سے

مخصوص فرمایا:-

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ
عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا
تَسْلِيمًا

”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے
اس غیب کی خبریں دینے والے (نبی)
پر درود بھیجتے ہیں اسے ایمان والو! تم بھی
ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو“

الہی! ان پر ایسا درود بھیج جو سب سے افضل اور نفع بخش ہو، تیری تمام نعمتوں کو
شامل اور وسیع تر ہو، سب سے خوبصورت اور جامع ہو، سب سے بہتر اور نوبتو ہو
سب سے روشن اور تابندہ ہو، سب سے کامل اور بلند مرتبہ ہو، جس کا مرتبہ تیرے
نزدیک سب سے اونچا ہو اور جو تجھے ہر لحاظ سے محبوب ہو ایسا درود جو تلا ہوا

ہو تیری طرف سے اتنے ہی سلام کے ساتھ نہ درود سلام سے زائد نہ سلام درود پر فائق، درود و سلام جو تیرے فیض و کرم کے اس چشتے سے جاری ہوا جو ختم نہ ہو گا اور نازل ہوا تیرے محبوب ترین بندے ابوالقاسم ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تیری مخلوق کے برابر اور تیرے کلمات کی سیما ہی کے برابر بے ابتداء اور بلا انتہا کہ اگر تمام جہانوں کو باریک ترین اجزاء میں تقسیم کر دیا جائے تو وہ اجزاء بھی ختم ہو جائیں لیکن تیرے رب کے کلمے ختم نہ ہوں بلکہ یہ اجزاء ان کے عشر عشر بھی نہ پہنچیں، لمحہ بہ لمحہ آپ پر کامل فضل و کرم کا نزول ہوتا رہے، پہلے مجموعے سے اسے قرب دی جائے یہاں تک کہ اس نورانی سلسلہ کی کڑیاں ابد الابد تک مسلسل پہنچ جائیں اور اعداد و شمار کے تمام مراتب ختم ہو جائیں اور اعداد ان کے احاطہ کرنے سے عاجز آجائیں، ایسا درود جو سب سے افضل ہو جیسے آپ تمام مخلوق میں فضل میں اور آپ کی آل اور اصحاب سب پر اور ہر اس شخص پر جو آپ کے دین میں کی حفاظت میں آگیا۔

اما بعد! اللہ کی کتاب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث، علماء کے اقوال اور صحاح کی اخبار سے سند و استدلال کی روشنی میں امت کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام افضل ترین اور مفید ترین عبادات ہیں ہے اسی لئے علمائے کرام نے اس کی شان کا پاس و لحاظ رکھا اور اس کے بارے میں کتابیں اور رسالے تالیف کئے اور اس کے فوائد و فضائل بیان فرمائے، حافظ سخاوی نے اپنی کتاب القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع میں لکھا ہے کہ اس موضوع پر بہت لوگوں نے کتابیں لکھیں ہیں مثلاً اسماعیل القاضی ابوبکر بن ابوعاصم البزلی اور ابوعبد اللہ النمیری المالکی نے اپنی تالیف الاعلام بفضل الصلوٰۃ علی النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام، اور ابو محمد حبیر بن محمد حبیر بن ہشام جو کہ ابن بشکوال کے شاگرد قابل وثوق اور صاحب فضل و دین تھے، ۷۳۲ھ میں فوت ہوئے اور ابوعبد

بن اقیم الخبلی نے کتاب جلام الافہام میں اور اتنا ج ابو حفص عمر بن علی الفا کھانی المالکی نے جو عمدہ وغیرہ کے شاعر ہیں کتاب الفجر المنیر فی الصلوٰۃ علی البشیر والسنذیر میں اور ابو القاسم بن احمد بن ابی القاسم بن بنون القرشی التونسی المالکی عصری الشباب احمد بن یحییٰ بن فضل اللہ نے کتاب فضل السلیم علی النبی الکریم میں اور ابو العباس احمد بن معد بن عیسیٰ بن وکیل التجیبی الاندلسی الاقلیشی الحافظ نے کتاب الوارثاۃ المختصۃ بفضل الصلوٰۃ علی النبی المختار میں اور اشہاب بن ابی حجلہ شاعر الحنفی نے کتاب دفع النقمہ فی الصلوٰۃ علی نبی الرحمہ اور المجذیر ذابا و لغوی صاحب القاموس وسفر السعاده وغیرہ نے کتاب الصلوات والبشر فی الصلوٰۃ علی سید البشر میں، حافظ سخاوی فرماتے ہیں ان تمام کتابوں کا میں نے مطالعہ کیا ہے اور ابو الحسن بن فارس لغوی اور ابوالشیخ بن حبان الحافظ اور ابو موسیٰ المدینی الحافظ اور ابو القاسم بن شکوال الحافظ نے کتاب القربۃ الی رب العالمین بالصلوٰۃ علی محمد سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم وصحبہ جمیعین اور الضیاء ابو عبد اللہ المقدسی الحافظ صاحب المختارہ وغیرہ اور ابو احمد الدیلمی الحافظ، کہا جاتا ہے کہ ان کی کتاب کا نام کشف الغمہ بالصلوٰۃ علی نبی الرحمہ ہے اور ابوالاعین عبد الصمد بن عبد الوہاب بن عساکر اور ابو الفتح بن سید الناس الیمری الحافظ اور المحب الطبری الحافظ اور ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن التجیبی الحافظ نزہت تلمستان نے اپنی کتاب اربعین حدیث میں، انکی وفات ۵۹۱ھ میں ہوئی، ان مفسرین کا ذکر میں نے کسی نہ کسی واسطہ سے حاصل کردہ معلومات کی بنا پر کیا ہے کیونکہ براہ راست مجھے ان تک رسائی نہ تھی۔

پہلی دو کتابیں ذرا سہل دو چھوٹے چھوٹے رسالے ہیں لیکن تیسری کتاب نسبت ان دو کے زیادہ مفید مطلب ہے، تکرار اور ذکر اسناد کی وجہ سے اس کا حجم بڑا ہے اور پختگی کتاب میں زیادہ تر عجیب وغریب نکات کا بیان ہے مگر وہ اتنے انوکھے نہیں ہیں و

ان میں سے کچھ کامیں نے صرف اس لئے ذکر کر دیے ہیں کہ وہ بذاتِ خود ثقہ تھے لیکن
 بظاہر اس کے حال سے یہی مترشح ہوتا ہے کہ علمِ حدیث اس کا فن نہ تھا اور پانچویں
 کتاب اپنے موضوع پر اپنے کی کتاب ہے لیکن اس میں غیر متعلقہ مباحث کثرت سے
 پائے جاتے ہیں جیسا کہ مصنف کی عادت ہے اور چھٹی کتاب بارہ بابوں پر مشتمل ہے
 پہلے پانچ باب موضوع سے متعلق ہیں اور باقی کچھ کتاب المناک اور بعض سیرتِ نبوی سے
 متعلق ہیں اور ساتویں کتاب میں مصنف نے اس موضوع سے متعلق آیہ کریمہ (اِنَّ
 اللہَ وَ مَلَائِکَتَهُ اَوَّیَّ) پر تفصیلی گفتگو کی ہے اور دوسرے فوائد کا ذکر کیا ہے اور
 آٹھویں کتاب چند اوراق پر مشتمل ہے جس میں چالیس حدیثیں جمع کی ہیں اور نویں کتاب کی
 وجہ تصنیف یہ ہے کہ طاعون کی وبا پھوٹ پڑی تھی، سو یہ کتاب دراصل ذکرِ طاعون،
 اس کے واقعات اور اس سے متعلقہ اشعار پر مشتمل ہے لیکن اس کے شروع میں مصنف
 نے ایک مقدمہ لکھا ہے جو درودِ اسلام اور اس کے متعلقات پر مشتمل ہے اور
 یہ مقدمہ کل کتاب کی ایک تہائی سے زائد ہے اور دسویں کتاب بڑی نفیس ہے اس میں
 متعلقہ احادیث پر نقد و جرح کی گئی ہے اور احادیثِ غریبہ اللفظ پر بحث کی گئی ہے ہر حال
 کتاب لائقِ توجہ ہے مصنف نے کتاب کا خاتمہ غارِ ثور کے بیان پر کیا ہے کیونکہ اس
 کتاب کی وجہ تصنیف جیسا کہ مصنف نے وضاحت کی ہے ایک جماعت کے ہمراہ غارِ
 ثور کی زیارت کا پروگرام تھا، اللہ تعالیٰ ہمیں اور ان کو دگنا، چوگنا اجر عطا فرمائے، اس کتاب
 کے خطبہ میں مصنف نے اس موضوع پر کچھ ایسی کتابوں کا ذکر بھی کیا ہے جن کو میں نے
 دیکھا نہیں مثلاً حافظ ابو نعیم، تقی الدین السبکی، جمال بن حجلہ وغیرہ کی تصانیف اور اسی طرح
 میں نے ابوالعباس احمد بن الفضل بن احمد الاصفہانی الجصاص کے حالات میں لکھا دیکھا
 ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام پر ایک کتاب لکھی جس کا انکشاف انہوں
 نے اپنی موت سے پہلے ۵۶۶ھ میں کیا تھا اور حافظ مسالین الدین محمد بن احمد بن عبد اللہ ثمالی

الحنبلی کے حالات میں ہے کہ انہوں نے درود شریف پر ایک کتاب لکھی ہے جسے میں نے نہیں دیکھا، علامہ سخاوی فرماتے ہیں بہر حال ان تمام کتابوں میں زیادہ اچھی اور مفید ترین پانچویں کتاب یعنی ابن القیم کی کتاب (جلاء الافہام) ہے، علامہ سخاوی فرماتے ہیں جب میں کتاب "القول البدیع" سے فارغ ہوا تو مجھے اپنے بعض محدثین کرام کہ جن کے علم و فضل کا دنیا میں شہرہ ہے کی کچھ تصانیف کا پتہ چلا، ایک کتاب کا نام ہے "الرقم المعلم" جس میں ان مقامات کا ذکر ہے جہاں جہاں (بالخصوص) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام پڑھا جاتا ہے اور اس بحث لکھی اس کتاب (القول البدیع) میں شامل کر دیا گیا ہے، سخاوی کہتے ہیں میں نے اس کتاب "الرقم المعلم" کا مطالعہ کیا ہے مجھے دو یا تین مقامات سے ہی کچھ فوائد حاصل ہوئے ہیں، بہر حال مصنف نے فقہائے کرام کا کلام سب سے زیادہ نقل کیا ہے اور وہ مصنف ہیں جناب قطب خضری صاحب، ان کا اور ان کی کتاب کا ذکر اللوار المعلم کے نام سے آرہا ہے علامہ سخاوی نے فرمایا کہ مجھے اپنے ایک معتمد علیہ عالم نے بتایا کہ اس نے ابن جملہ کی کتاب کو دیکھا تھا جو درود و سلام ہی کے موضوع پر تھی وہ بڑی ضخیم کتاب تھی اور اسی کی ایک میں تھی اور جب اس کتاب کے نسخے شائع ہوئے تو مکہ معظمہ کے محدث اور حافظ ابن قند نے ابن بشکوال کی کتاب کا ایک نسخہ مجھے ارسال کیا جو دو جلدوں پر مشتمل تھا اس میں ہر روایت پوری سند کے ساتھ درج تھی اور مزید جس چیز کی ضرورت تھی وہ میں نے درج کر دی، پھر میں نے ابن فارس کی کتاب دیکھی جو صرف چار ورق پر مشتمل تھی اور میں نے ابوالیمین بن عساکر کی مسند دیکھی جس کی دو جلدیں تھیں اور میں نے شیخ ابو عبد اللہ محمد بن موسیٰ بن نعمان کا رسالہ الفوائد المدینیہ فی الصلوٰۃ علیٰ خیر البریہ دیکھا ہے جس سے میں نے استفادہ بہت کیا ہے الخ علامہ سخاوی نے حدیث و فقہ کی ان کتابوں کا ذکر کرنے کے بعد جو کتاب مذکورہ اشوال البدیع لکھنے وقت ان کے پر مطالعہ رہیں، فرمایا، علامہ سید محمد رفیع زبیدی نے شرح الاحیاء میں اس

بحث کے بعد کہ جمعہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے صلوٰۃ و سلام پڑھنا مستحب ہے فرمایا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والوں نے آپ پر مختلف الفاظ اور کلمات سے بکثرت درود بھیجا ہے اور خاص اس موضوع پر چھوٹی بڑی بہت سی کتابیں لکھی ہیں اس موضوع پر سب سے بڑی کتاب جو میں نے دیکھی ہے وہ ہے شیخ عبد الجلیل بن محمد بن عظیم قیروالی کی تنبیہ الاثم جو ایک ضخیم جلد میں ہے، مصنف نے اس میں عجیب و غریب مباحث ذکر فرمائے ہیں اور متاخرین میں سے قطب کامل سیدی محمد المعطی بن عبد الحاق بن عبد القادر بن قطب ابو عبد اللہ محمد اشرفی النادلی نے کئی جلدوں میں یہ طویل بحث فرمائی ہے رحمۃ اللہ تعالیٰ مختصر کتابوں میں سے قطب ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان الخزولی قدس سرہ نے جو آٹھویں صدی ہجری کے آخر میں گزرے ہیں، کی دو کتابیں دلائل الخیرات اور شوارق الانوار ہیں، امام جزولی کے زمانہ میں شیراز کے ایک صاحب نے بھی اسی نام (دلائل الخیرات) اور طرز پر ایک کتاب لکھی مگر اللہ تعالیٰ نے قبولیت و شہرت کا جو مقام الخیرات کی کتاب کو عطا فرمایا وہ کسی دوسری کتاب کو حاصل نہ ہو سکا، ہر خاص و عام کو اس کتاب سے محبت و الفت ہو گئی، علماء نے شرحیں اور حاشیے لکھ لکھ کر اس کے قبول و شرف کا اعتراف کیا اور یہ سب کچھ صرف اس لئے ہوا کہ مصنف کی نیت نیک تھی اور آپ سے خلوص دل سے محبت کرتے تھے اور میں نے متعدد بزرگوں سے یہ بات سنی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کسی کا مقام و مرتبہ معلوم کرنا ہو تو اس کی تالیفات اور شاگردوں کو دیکھو اور متاخرین میں سے بیونس کے ایک شخص ہاروشی نے بھی آپ کی پیروی کرتے ہوئے ایک کتاب کنوز الاسرار لکھی جو اس موضوع پر عجیب کتاب ہے میں نے یہ کتاب اس کے ایک دوست سے حاصل کی ہے اسی طرح ان کی پیروی کرتے ہوئے شیخ قطب سیدی عبد اللہ بن ابراہیم حبیبی جو طائف میں ٹھہرے ہوئے ہیں نے ایک کتاب مشارق الانوار لکھی ہے جس میں صلوٰۃ و سلام کے وہ تمام الفاظ جمع کر دیئے ہیں جن کو سلف صالحین نے استعمال فرمایا

یہ کتاب اس سلسلہ میں اچھی تالیف ہے پھر خود ہی آپ نے اس کی ایک نفیس شرح بھی لکھی ہے جسے ہم نے ان سے سنا ہے متاخرین میں سے سرحد مباح کے رہنے والے ایک صاحب کو میں نے دیکھا ہے جو شامخ کے نام سے مشہور تھے انہوں نے ایک چھوٹی سی کتاب تالیف کی جس میں اچھے اچھے صیغے استعمال کئے ہیں اور ہمارے شیخ شہاب الملوی مرحوم کا ایک رسالہ ہے جس میں انہوں نے وہ چالیس صیغے جمع کر دیئے ہیں جو انہوں نے اپنے شیخ القطب التہامی قدس سرہ سے سنے تھے (اور) ہم نے (بھی) وہ صیغے ان سے سن کر حاصل کر لئے ہیں، حصولِ برکت کی امید پر میں بھی ان کے طریقہ پر چلا، سو میں نے اس سلسلہ میں دو رسالے تالیف کئے ہیں پہلا ہے اتحاف اہل الصفا، جس میں مغل نے بعض وہ صیغے جمع کئے ہیں جو سلف و خلف سے مجھ تک پہنچے اور دوسرا رسالہ ہے الفیوضات الالہیۃ جس میں میں نے عجیب و غریب نئے نئے صیغے لکھے ہیں جن سے عقل دنگ رہ جائے جب اسے ایک عارف نے دیکھا تو انہوں نے اس کے حسن ترتیب اور عجیب و غریب لغات کی بنا پر اس کا نام قلموس الصلوات رکھ دیا، اور ہمارے شیخ المشائخ السید مصطفیٰ البکری قدس سرہ نے اسی طریق پر سات صیغوں پر مشتمل ایک رسالہ تحریر فرمایا جس کا نام انہوں نے دلائل القرب رکھا ہے جسے ان کے متعلقین حفظ کر لیتے ہیں اور میں نے اس رسالہ کی شرح کر دی، اور درود شریف کے وہ صیغے جو قطب اکبر محی الدین ابن العربی قدس سرہ کی طرف منسوب ہیں وہ عجیب و غریب ہیں جن کے موزوں امرار کچھ دہی لوگ جانتے ہیں جو ذوق و معرفت میں شیخ کے قریب ہیں ان میں سے کچھ کی میں نے تشریح کر دی ہے شیخ اکبر ہی کی طرز پر قطب شمس الدین البکری نے بھی تین صیغے لکھے ہیں، میں نے ان کی شرح لکھی ہے جس کا نام ہے حقیق المدام المختوم البکری اس سلسلہ میں (صلوۃ و سلام) کے بہترین صیغے وہ ہیں جو سیدی قطب عبدالسلام بن متیش قدس سرہ کی طرف منسوب ہیں،

مرید کے لئے یہی منتہائے مراد ہے۔ جب ہر درجہ اس درود شریف کو بار بار پڑھتے تو اس میں اتنے فضائل ہیں جن کا شمار مشکل ہے، یہ (صیفی) ماسوا سے بے نیاز کر دیتے ہیں اور ان صیفیوں کی تشریح و تفسیر مغرب و مشرق کے ایک سے زائد ائمہ نے فرمائی ہے ان کی تشریح میں بہترین تشریح جو میں نے دیکھی ہے شیخ سید عبداللہ ساکن طائف کی تشریح ہے اور یہ (در اصل) دو تشریحیں ہیں ایک چھوٹی ہے اور اصل کے ساتھ اس طرح مل گھل گئی ہے کہ دیکھنے والا متن و تشریح میں امتیاز نہیں کر سکتا، دوسری تشریح طویل ہے کسی حصوں میں اور چند اوراق میں، میں نے بھی انکی تشریح لکھی ہے لیکن مرید اگر ان صیفیوں پر اکتفا نہ کرے اور اس کا جی زیادہ کا شوق رکھے تو اسے لازمی طور پر دلائل الخیرات پڑھنی چاہئے اور ہر جمعہ کے دن اسے ختم کرنا چاہئے، صبح شروع کرے اور زوال سے پہلے ختم کر دے، یہی کافی ہے اور اگر کام کاج میں مشغول ہو تو اس کی ایک چوتھائی پراکتفا کرے کیونکہ اس کی ہر چوتھائی پانچ سو صیفیوں پر مشتمل ہے اور اس قدر پڑھنا شغل کے لئے درمیانہ درجہ ہے، رہی مختصر اور بڑے صیفیوں کے بارے میں یہ بحث کہ فلاں لفظ ایک مرتبہ پڑھنے سے دس اور سو اور دو سو اور پانچ سو اور ہزار اور دو ہزار اور دس ہزار اور بیس ہزار اور اسی ہزار اور ایک لاکھ اور پانچ لاکھ غلام آزاد کرنے وغیرہ کے برابر ثواب ملتا ہے سو اس پر متعدد علمائے کرام نے کتابیں تالیف فرمائی ہیں اور بعض باتوں کی طرف میں نے اتحاف الصفا میں اشارہ کر دیا ہے، پھر علامہ زبیدی فرماتے ہیں کہ حافظ ابوالخیر محمد بن عبدالرحمن بن خواوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب القول البدیع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوة و سلام کے بارے میں بہترین کتاب ہے، زبیدی کا کلام ختم ہوا۔

وجہ تالیف

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کی فضیلت اور کیفیات پر ہر زمانہ میں بڑے بڑے علمائے کرام نے جن کا ذکر سخاوی اور زبیدی کے کلام میں اوپر کر چکا ہے اور دوسرے علمائے کرام مثلاً امام قسطلانی شہاب ابن حجر البیہقی، شیخ عبدالحق دہلوی، سید محمود الکروبی المدنی اور احمد بن ثابت المغزی اور شرف الدین شعبان القرشی اور دلائل الخیرات کے شارحین اور سیدی مصطفیٰ البکری وغیرہ جن کا ذکر آ رہا ہے نے کتابیں لکھی ہیں میں نے برسوں پہلے اپنی کتاب افضل المصلوات علی سید السادات کی تالیف میں ان حضرات کی اقتدا کی اور جب میری کتاب اکثر بلاد اسلامیہ میں پھیل گئی اور حضور علیہ السلام کی برکت سے اسے قبولیت تامہ حاصل ہوئی تو اس دوران مجھے صلوٰۃ و سلام کے موضوع پر بہت سی قابل اعتماد کتابیں حاصل ہو گئیں جن میں مجھے بہت سے فضائل و فوائد حاصل ہوئے اور بڑے بڑے درود و سلام کی مشکل کیفیات پر آگاہی ہوئی جن سے کتاب افضل المصلوات عالی تھی اور باوجود کثرت فضل و قدر کے جو کمی رہی تھی رہ گئی سو میں نے یہ کتاب تالیف کی تاکہ یہ اس کا نقش ثانی بن جائے حالانکہ فی الواقع یہ نقش ثانی نہیں، اول ہے (کیونکہ مستقل تالیف ہے) اور انشاء اللہ یہ کتاب اس موضوع پر قابل اعتماد تالیف ہوگی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کے موضوع پر جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں اور دوسری بہت سی قابل اعتماد علمی کتابوں میں جو فضائل و فوائد بکھرے پڑے تھے وہ سب میں نے اس کتاب میں جمع کر دیئے ہیں اور میں نے بہت سے فوائد جلیلہ اپنی طرف سے بھی لکھ دیئے ہیں اور میں نے ہر بحث پر مکمل اور سیر حاصل کلام کیا ہے کہ اس کتاب کے ہوتے ہوئے کسی دوسری کی ضرورت نہ پڑے گی۔ کتابوں کے علاوہ میں نے جو قول نقل کیا ہے اس کی نسبت اس کے قائل کی طرف کر دی ہے اور یونہی جو بات درود شریف پر لکھی گئی کتابوں

سے نقل کی ہے اس کا مکمل حوالہ دے دیا ہے ماسوا ان چار بنیادی کتابوں کے جن کا ذکر آرہا ہے کیونکہ بسا اوقات میں عام نکات کی ان کی طرف نسبت نہیں کرتا کیونکہ میں نے ان سے بڑے بڑے مباحث نقل کئے ہیں جب کسی بات کو کسی دوسری کتاب کی طرف منسوب نہ کروں (سمجھ لینا چاہئے کہ) وہ انہی سے ماخوذ ہے سب سے یا کسی ایک سے۔

جاننا چاہئے کہ جب کہوں کہ فلاں نے یہ کہا ہے (تو اس کا مطلب ہوگا) کہ میں نے وہ بات براہ راست اس کی کتاب سے نقل کی ہے اور جو نقل بالواسطہ ہوگی، میں اس کی نشاندہی کروں گا۔ انشاء اللہ! تم اس کتاب میں عجیب حوالے اور منقولات و معقولات کا قابل قدر ذخیرہ اور بڑے بڑے علماء کی جامع عبارات اور اولیاء اللہ کے روشن اشارات اور مقبول عام کلام دیکھو گے کہ اس سے پہلے کسی ایک کتاب میں ان کو جمع نہ پاؤ گے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف اور اس سے متعلق قیمتی فوائد پر مشتمل ہوں

ماخذ کتاب

اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کے متعلق ان کتابوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو اس کتاب کے لئے اصل الاصول (بنیادی ماخذ) ہیں ان میں سے اکثر اذرعہود میں ملتا ہے بہت مشکل ہے، میں نے دور و نزدیک ہر جگہ ان کی تلاش کی جہاں ان کے ملنے کی امید تھی وہاں بھی اور جہاں ملنے کا وہم و گمان بھی نہ تھا وہاں بھی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے یہ مشکل میرے لئے آسان فرمادی اور وہ کتابیں مل گئیں۔

القول البديع في الصلوة على الحبيب الشفيع للحافظ
ابن عبد الله محمد بن عبد الرحمن السخاوي المصري الشافعي،
اور یہ صحیح نسخہ ہے جسے میں نے خود مصنف پر پڑھا ہے اور اس پر متعدد مقامات پر
مصنف کے ہاتھ سے لکھے ہوئے نوٹ ہیں اور:

سالك الحفاز الى مشارع الصلوة على النبي المصطفى، للإمام شهاب الدين
الحق سطلاني الشافعي جو چشتی کے شاگرد تھے اور امام شہاب الدین احمد بن حجر مکی شافعی
کی کتاب الدر المنثور في فضل الصلوة والسلام علی صاحب مقام محمود
اور امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد ابن یقیم خلیلی (الجزیری) کی کتاب جلاء الافهام
فی فضل الصلوة والسلام علی سیدنا محمد خیر الانام اور علامہ قطب جعفری
شافعی کی کتاب الوار المعلم في مواطن الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم
اور امام ابو محمد جبرین محمد القرطبی مالکی کی کتاب الملاذ والاعتصام في كيفية الصلوة
والسلام علی سیدنا محمد خیر الانام علی افضل الصلوة والسلام اور
عارف باللہ ابو الفضل قاسم الرصاع مغربی مالکی کی کتاب تحفة الاخيار في الصلوة
على النبي المختار اور محمد بن سمیع خلیلی انطاکی کی کتاب مطالع الانوار في
الصلوة على النبي المختار اور عارف باللہ عبد اللہ ہاروشی مالکی کی کتاب كنوز الاسرار في
الصلوة على النبي المختار اور شہاب احمد ملوی شافعی کا رسالہ الشهاب ان
کیفیات فاضلہ کے بیان میں جو انہوں نے اپنے مشائخ سے پائیں اور عارف باللہ سید
محمود کردی قادری شافعی نزہی مدیر مہنورہ کی دو کتابیں ادل الخیرات اور کتاب الباقیات
الصالحات اور شرف الدین شعبان قرشی مصری کی کتاب شفاء الاستقام اور عارف باللہ

شیخ احمد ثابت مغربی مالکی کی کتاب التفکر والاعتبار فی فضل الصلوٰۃ علی
النبی المختار اور شیخ عبد الجلیل قیروانی کی کتاب تنبیہ الانام فی بیان علوم مقام
نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور عارف باللہ سید محمد عثمان میرغنی خفی کی کتاب
فتح الرسول اور مفتاح بابہ للدخول لمن اراد الیہ الوصول،
 اور دلائل الخیرات کی تحریریں جو بڑے بڑے علماء نے لکھی ہیں مثلاً محمد المہدی الفاسی مالکی
 شیخ سلیمان حمل شافعی اور ہائے شیخ حسن العدوی المالکی اور شرح عارف باللہ شیخ عبد الغنی
 النابلسی علی صلوٰۃ سیدنا عبد القادر الجیلانی اور صلوات سیدنا احمد بدوی للعارف باللہ
 السید عبد الرحمن العیدروس اور عارف صاوی کی شرح صلوات المدرس اور
 اس کتاب کے جامع (النبہانی) کی کتاب فضل الصلوات علی سید السادات۔ ان کتابوں
 میں خوبصورت ترین اور جامع ترین اور اس فن میں افضل ترین اور مفید ترین کتاب ہے
القول السدید، الزبیدی نے شرح الاحیاء میں کہا ہے کہ یہ کتاب اس سلسلہ
 میں لکھی گئی سب کتابوں میں بہترین کتاب ہے اور اس سے منسلک ہے کتاب
مساک الخفار اور اس کے بعد اس کا خلاصہ الدر المنصور اور اس کے بعد جلال الافہام
 جس کے متعلق حافظ سخاوی نے اس موضوع پر لکھی گئی کتابوں کے نام ترتیب وار
 ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ میری معلومات کے مطابق یہ کتاب ان سب میں بہترین
 اور مفید ترین تصنیف ہے اسی لئے میں نے ان چار کتابوں کو اپنی اس تصنیف کی بنیاد
 قرار دیا ہے اور میں نے ان کتابوں کو کھنگالنا شروع کیا تاکہ ہر بحث سے متعلق فوائد
 ان سے نقل کر کے اپنی تصنیف میں لکھنا جاؤں اور اس سلسلہ میں مجھے جو بھی قابل
 ذکر چیز ملی اسے میں نے لے کر اس کے مختلف بابوں میں تقسیم کر دیا اور اس کے ساتھ
 وہ بہت سی باتیں جمع کر دیں جن کی کمی تھی کچھ ان کتابوں سے جن کا ذکر کر
 دیا ہے اور کچھ ان کے علاوہ ہیں، علمی اور قابل اعتماد بہت سی کتابیں جن سے استفادہ

کہنا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم اور اپنے نبی کی برکت سے میرے لئے آسان فرمادیا
حوالہ دیتے وقت ان کتابوں کا نام ذکر کر دیا جائے گا حتیٰ کہ جہاں تک میری معلومات
کا تعلق ہے میری یہ کتاب اس موضوع پر لکھی گئی تمام کتابوں سے اللہ کے فضل و توفیق سے
بہترین کتاب ہے اور اللہ ہی احسان فرمانے والا ہے اور اس کا نام میر نے سعادت
الدارین فی الصلوٰۃ علی سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم رکھا ہے اور
اسے ایک مقدمہ، دس ابواب اور خانہ پر مرتب کیا ہے، مقدمہ
ترتیب کتاب | درود شریف سے متعلق پندرہ مسائل پر مشتمل ہے،

باب اول : باب اول آیہ کریمہ :

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ صَلَّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

کی تفسیر اور علمائے کرام کی اس سے متعلق تشریح و توضیح پر مشتمل ہے۔

باب دوم : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کی فضیلت احادیث مبارکہ کی
روشنی میں

باب سوم : نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی فضیلت انبیائے کرام علیہم السلام اور
علمائے کرام کے اقوال کی روشنی میں ہے۔

باب چہارم : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ کی فضیلت لطائف و حکایات کی روشنی
میں

باب پنجم : صلوٰۃ و سلام پڑھنے کے خاص مقامات

باب ششم : حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود نہ پڑھنے پر حرج کہ آپ کا اسم گرامی
ذکر کیا جائے، وعید کے بیان میں۔

باب ہفتم : حضور علیہ السلام پر سلام کی فضیلت کے بیان میں۔

باب ہشتم : درود شریف کی جو کیفیت آپ سے ثابت ہے یا صحابہ کرام یا تابعین

عظام اور ان کے بعد آنے والے اس دینِ مبین کے آئمہ کرام حتی الامکان روایات اور ان کے مخارج بھی بیان ہوں گے ان کے فوائد کی تشریح اور قائلین کی تصریح بھی ہوگی۔

باب نہم : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بحالتِ بیداری و خواب دیدار کرنا اور آپ پر کثرت سے صلاۃ پڑھنا سب سے بڑا فائدہ یہی ہے۔

باب دہم : حضور علیہ السلام پر درود کے فوائد و ثمرات اور خاتمہ، آیات قرآنیہ اور اذکار نبویہ اور ان سے متعلق عظیم الشان فوائد جو علمائے امت سے مروی ہیں اور میں خدائے عظیم و برتر، عرشِ کریم کے مالک سے دستِ بدعا ہوں کہ اس کتاب سے عام فائدہ ہو اور وہ اس کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور حق تعالیٰ اس کو اپنی رضا مندی سے پیوست فرمائے اور دنیا و آخرت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرِ کرم اس کے شامل حال رہے۔ آمین!

مقدمہ

مقدمہ پندرہ مسائل پر مشتمل ہے جن کا تعلق آپ پر درود و شریف پڑھنے سے ہے پہلا مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بعد آپ پر صلوٰۃ کی ابتداء کرنی چاہئے۔ شرح دلائل الخیرات میں بسم اللہ کے بعد مصنف کے قول "وصلی اللہ علی سیدنا محمد النبی الامی وعلی آلہ وصحبہ وسلم اور یہ بات ذکر کرنے کے بعد کہ درود و شریف خطوط سے پہلے بھی ہونا چاہئے اور شفاء شریف کی وہ عبارتیں نقل کرنے کے بعد چوتھیں باب میں آرہی ہے فرمایا کہ (درود و شریف سے ابتدا کرنے سے مقصد یہ ہے کہ برکت حاصل ہو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے: **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَيُبْدَأُ بِهِ وَيَا صَلَوةَ عَلَيَّ فَهُوَ أَقْطَعُ مِنَ الْحَقِّ مِنْ كُلِّ بَرَكَةٍ** ہر وہ کلام جس کی ابتدا اللہ کا ذکر اور مجھ پر درود پڑھ کر ہو۔

کی جائے وہ ہر قسم کی برکت سے محروم ہے: دوسری روایت ہے:-
 كُلُّ آمَنٍ ذِي بَالٍ لَا يَبْدَأُ فِيهِ بِذِكْرِ اللَّهِ شَعْرًا بِالصَّلَاةِ
 عَلَىٰ فَهْوٍ أَقْطَعُ الْكُتْمِ،
 ”ہر بمقصد کام جو اللہ کے ذکر اور پھر مجھ پر درود سے شروع نہ کیا جائے
 وہ ہر بھلائی سے خالی ہو جاتا ہے۔“

اوصاف پر بکثرت درود پڑھنے کو غنیمت سمجھتے ہوئے اور آپ کے ذکر کو اللہ کے
 ذکر کے ساتھ جمع کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فرمان: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ
 (اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا) کی پیروی کرتے ہوئے (کیونکہ) ایک بڑی
 جماعت نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ کا یہ معنی نقل کیا
 ہے کہ (اللہ فرماتا ہے) جہاں میرا ذکر ہو گا تمہارا بھی میرے ساتھ ہو گا (اور کتاب کے
 شروع میں اس لئے بھی درود شریف ہونا چاہئے) تاکہ حضور کے حقوق جو امت پر واجب
 ہیں ان میں سے کچھ تو ادا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان آپ ہی واسطہ
 ہیں اور تمام نعمتیں جو بندوں کو ملتی ہیں جن میں سب سے بڑی نعمت اسلام کی طرف
 ہدایت ہے آپ ہی کی برکت اور آپ ہی کے ہاتھ سے ملتی ہے اور آپ کا ارشاد
 گرامی ہے:-

لَا يَشْكُرُ اللَّهَ مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ

”وہ شخص اللہ کا شکر گزار نہیں بن سکتا جو لوگوں کا شکر گزار نہ بنے۔“

اصلی تقاضوں سے روگردانی کر کے رسمی طور پر بندگی بجا لانا دراصل بندگی کی نفی
 ہے لہذا یہ ارشاد تمہیل حکم کے لئے بیخ ترین ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 پر صلوٰۃ بھیجا ہر کارِ خیر سے بڑھ کر نیکی ہے

ازالہ شبہ | دراصل یہ نہیں ہو سکتا کہ غیر خدا کا حق پورا کر کے بندہ اللہ تعالیٰ کا مقرب

بن جائے جب ہم کہتے ہیں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الْاُمِّیِّ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
 پر صلوٰۃ نازل فرما تو یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حق پورا کرنا ہوا اور عبادات میں اصل یہ ہے
 کہ اللہ تعالیٰ کا قرب صرف اس کا حق سبجا لاکر حاصل کیا جائے (نہ کہ حضور کا حق
 سبجا لاکر) لیکن چونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام پڑھنا اللہ تعالیٰ ہی کے حکم
 سے ہے لہذا یہ بھی دراصل اللہ تعالیٰ ہی کا امر سبجا لانا ہے یہ ایسے ہی ہے جیسے
 اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کرنے کو فرمایا اب ان کا
 شرف اسی میں تھا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم سبجا لاتے اور ابلیس لعین کا توہین امیر رویہ ہی
 تھا کہ اس نے اللہ سبحانہ کے حکم کی خلاف ورزی کی اور یہاں اللہ تعالیٰ کے جس
 فرمان پر عمل کرنا مقصود ہے وہ ہے آیہ کریمہ :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
 ”اے ایمان والو! درود بھیجو حضور پر اور خوب خوب سلام“

تسلیح و دلائل الخیرات کی بات ختم ہوئی۔

میں کہتا ہوں، تسلیح کی اس توضیح کی کوئی ضرورت نہیں کہ حضور علیہ السلام پر
 درود و سلام پڑھنے کو اس سجدے سے تشبیہ دی جائے جو فرشتوں نے حضرت آدم
 علیہ السلام کو کیا تھا کیونکہ ان دونوں میں فرق واضح ہے کیونکہ آدم علیہ السلام کو سجدہ
 کرنا بظاہر ان کی عبادت تھی لیکن حضور علیہ السلام پر درود و سلام پڑھنے میں یہ ظاہری
 احتمال بھی ممکن نہیں بلکہ اس میں لفظ اللّٰهُمَّ سے اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوا ہے اور
 اس سے دعا کی جارہی ہے اور یہ بھی ایک قسم کا ذکر ہی ہے اور اس سے اس بات
 کا اظہار ہوا ہے کہ آنحضور کو اللہ تعالیٰ کی حاجت ہے اسی لئے تو اللہ تعالیٰ سے
 آپ کے لئے صلوٰۃ طلب کی جارہی ہے کہ وہ آپ پر ایسی رحمت نازل فرمائے جو
 آپ کے شایان شان ہو اور آپ سے اس قسم کا تعلق جوڑنا صورتاً بھی وہ عبادت نہیں

ہو سکتی جس کے لائق اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جیسا کہ (بظاہر) سجدہ آدم سے یہ احتمال پیدا ہو سکتا ہے اور اس بات کا اظہار کرتا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں اس لئے آپ کے لئے اللہ تعالیٰ سے صلوٰۃ و سلام نازل فرمانے کی درخواست کی جاتی ہے، "صلوات و سلام کے مشروع ہونے کی سب سے بڑی حکمت یہ ہے تاکہ کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نہ کہہ بیٹھے جیسا کہ بعض انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور دیگر بزرگوں کے بارے میں ایسے دعوے کر دیئے گئے پس اس بات کا اظہار کہ آپ اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں اس لئے آپ پر صلوٰۃ و سلام بھیجنے کی اس سے دعا کی جاتی ہے آپ کی الوہیت کے مانع ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات سے بچالیا کہ کوئی شخص آپ کی ذات میں دعویٰ الوہیت کر سکے۔ آپ کے ظاہری فضائل اور روشن معجزات اتنی کثرت سے ہیں جو حد و شمار سے باہر ہیں جب کہ لوگوں نے دوسرے انبیائے کرام اور اولیائے عظام کے بارے میں الوہیت کا دعویٰ کر دیا حالانکہ حضور علیہ السلام کے اور ان کے فضائل میں کوئی مناسبت ہی نہیں۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

دوسرا مسئلہ صلوٰۃ میں لفظ سیدنا کو رائج کرنے کے بیان میں

ایک تشبیہ! (علامہ سخاوی) نے قول البدیع میں فرمایا، مجد الدین فیروز آبادی نقوی نے اس سلسلہ میں جو بحث کی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ اکثر لوگ یوں کہتے ہیں:-
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

سو اس میں بحث ہے، درود شریف میں یہ لفظ ظاہر ہے کہ رسول پاک سے سن کر نہیں بولا جاتا اور نہ کسی حدیث صحیح سے یہ ثابت ہے، بلکہ درود شریف کے علاوہ تو آپ کو جس شخص نے سیدنا کہہ کر پکارا، آپ نے اس پر ناراضگی کا اظہار فرمایا

جیسا کہ حدیث مشہور ہے،

اسکا ازالت آپ کی ناراضگی تو اضع کی بنا پر بھی ہو سکتی ہے یا اس لئے کہ منہ پر تعریف کرنے کو آپ نے پسند نہیں فرمایا (کہ اس سے خوشامد کی بُرائی ہے) اور بھی وجوہات ہو سکتی ہیں ورنہ حضور علیہ السلام کی صحیح حدیث ہے:-

أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ (بخاری و مسلم)

”میں اولادِ آدم کا سردار ہوں۔“

اور آنجناب نے حضرت سعد بن معاذ کے لئے صحابہ کرام سے فرمایا:-

قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ (بخاری)

اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔“

امام نسائی نے بابِ عملِ الیوم واللیلہ میں نقل کیا ہے کہ حضرت سہل بن حنیف نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا یا مَسِّدِیٰ اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا تھا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ، یہ کھلے اور روشن دلائل ہیں اس بات پر کہ آپ کے اسمِ گرامی کے ساتھ فقط سیدنا لگانا جائز ہے منع کرنے والے کو کسی دلیل کا سہارا لینا پڑھے گا بہر حال وہ دلائل ان احتمالات کے ہوتے ہوئے منکر کو مفید نہیں۔

ایک عظیم الشان بات جو عرصے سے میرے ذہن میں محفوظ ہے علامہ الاستوی رحمہ اللہ کا یہ قول ہے کہ شیخ عزیز الدین بن عبد السلام نے تشہد میں محکمہ سے پہلے لفظ سیدنا کا لانا یوں بیان فرمایا تھا کہ افضل یا تو یہ صوت ہے کہ ادب کا راستہ اختیار کر لیا جائے یا اگر تکمیل کی جائے، پہلی صوت میں لفظ سیدنا لانا مستحب ہے دوسری میں نہیں کیونکہ حضور علیہ السلام کا فرمان ہے قُولُوا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ یٰعْنٰی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کما کہ پھر حافظ سخاوی نے فرمایا کہ نمازیوں کے یوں کہنے سے کہ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اس حکم کی تعمیل بھی ہو گئی ہو اللہ تعالیٰ نے ہم کو دیا ہے
 ہے (صلوٰۃ علیہ) اور ایک زائد خبر بھی ہو گئی ہو واقعہ کے عین مطابق ہے (کیونکہ آپ فی الواقع
 سیدنا ہیں) اور یہی آپ کا ادب ہے پس یہ طریقہ افضل ہے اس سے کہ لفظ سیدنا
 کو ترک کر دیا جائے اور یہی حقیقت و اشکاف ہوتی ہے، حضرت عبداللہ ابن مسعود کی
 اس مرفوع و موقوف روایت سے جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے اور یہی بات صحیح ترین ہے
 روایت یہ ہے أَحْسِنُوا الصَّلَاةَ عَلَى سَيِّدِكُمْ (اپنے نبی پر بہترین درود بھیجو)
 امام شمس الرملی اور امام الشہاب ابن حجر اس بات پر متفق ہیں کہ درود میں صَلُّوْا عَلَیْہِ السَّلَام
 کا اسم گرامی تشدید میں آئے یا کسی اور موقع پر اس سے پہلے لفظ سیدنا زائد کرنا مستحب
 اور شیخ محمد الفاسی نے المسرات تشریح و دلائل الخیرات میں فرمایا، صحیح یہ ہے کہ درود شریف
 ہو یا فیصلے صَلُّوْا عَلَیْہِ السَّلَام کا اسم گرامی آجائے اس سے پہلے لفظ سیدنا اور مَوْلَانَا
 کا اضافہ کرنا یا کوئی اور لفظ لانا جو آپ کی عزت و توقیر و تعظیم پر دلالت کرے بالکل جائز ہے
 بلکہ اس کو ترجیح ہے، ہاں عبادات جیسے (تلاوت) اور روایات میں اسم پاک جس طرح
 ثابت ہے اسی طرح رہے گا اور اس پر کمی بیشی نہ کی جائے گی) امام البرزلی نے فرمایا
 اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ آپ کے اسم گرامی سے پہلے ہر ایسا لفظ لایا جاسکتا ہے
 جس میں بزرگی و تعظیم و توقیر کا معنی پایا جائے یہاں تک کہ ابن العربی نے ایسے الفاظ کی
 تعداد سو سے بھی زائد بتائی ہے اور مفتاح الفلاح کے مصنف نے فرمایا بخبر دار! جو
 سیدنا کا لفظ ترک کر دے کیونکہ اس میں وہ اسم اور مؤزیں جو صرف انہی لوگوں پر رکھتے ہیں
 جو ہمیشہ اس پر عمل پیرا ہیں اور امام سیوطی سے حدیث لَا تُسَيِّدُونِي فِي الصَّلَاةِ
 (درود میں مجھے سید نہ کہو) کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا، یہ مراد نہیں، سیوطی
 نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو جب درود شریف پڑھنے کا طریقہ
 بتا دیا تو سیدنا کا لفظ آپ نے اس لئے نہیں بولا کہ آپ کو فخر و غرور مالپند تھا اسی لئے

آپ نے ارشاد فرمایا اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَ لَا فَخْرَ (میں اولادِ آدم کا سر دار ہوں مگر مجھے اس پر کوئی فخر نہیں) رہ گئی ہماری بات تو ہم پر تو آپ کی تعظیم و توقیر بہر حال فرض ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہم کو حضور کا نام لے کر پکارتے سے منع فرمایا، ارشاد ہے۔
 لَا تَجْعَلُوْا دُعَاۗءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاۗءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (القرآن)
 ”رسول پاک کو اس طرح نہ بلاؤ جس طرح (عامیانا انداز میں) ایک دوسرے کو بلا تے ہو“

ایشیخ الخطاب نے فرمایا: جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے اور جس پر میرا عمل ہے وہ یہ ہے کہ درود شریف ہو یا کوئی اور موقع، حضور کے نام کے ساتھ سیدنا کہتا ہوں فرمایا جس چیز پر ساری امت کا عمل ہے وہ یہ ہے کہ جن جن مقامات پر (قرآن و حدیث) میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے وہاں ہونا چاہئے جہاں جہاں نہیں ہوا وہاں نہیں ہونا چاہا، تاکہ جہاں تک ہو سکے الفاظ میں تبدیلی نہ ہو اور ہم کسی پیشی کے از کتاب سے بچے رہیں تاکہ آپ کا طریقہ تعظیم محفوظ رہے یہی بات سیدی احمد زروق نے فرمائی ہے پھر شیخ الخطاب فرماتے ہیں اسی بنا پر دلائل الخیرات کے مصنف شاذلی نے حضور کا اسم گرامی لفظ سیدنا کی زیادتی کیے بغیر درج فرمایا ہے ہاں ابو اسمائے گرامی آپ سے منقول نہیں وہاں یہ لفظ استعمال فرمایا ہے بہر حال یہ تفصیل بکھنے میں ہے، رہی بات زبان سے بولنے کی تو بہتر یہی ہے کہ نقل سے ثابت ہو یا نہ ہو آپ کا اسم گرامی لفظ سیدنا سے خالی نہیں ہونا چاہئے یہ ہے خلاصہ ہاروشی کی کتاب کنوز الاسرار اور عمر الفوقی کی کتاب الرماح کا۔

صاحب کنوز الاسرار نے ایشیخ الخطاب کا منہ جہ بالا قول نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ ہمارے شیخ العیاضی حفظہ اللہ سے درود شریف میں لفظ سیدنا زائد کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے جواب میں فرمایا ”یہ تو عبادت ہے“ میں کہتا ہوں یہی

نو واضح حقیقت ہے کیونکہ درود شریف پڑھنے والے کی نیت بھی تو آپ کی تعظیم و
تکبیر ہی کی ہوتی ہے جب حقیقت یہ ہے تو لفظ سیدنا کو ترک کرنے کا کوئی مطلب
نہیں کیونکہ یہ تو عین تعظیم ہے الخ۔

علامہ ابن حجر نے اپنی کتاب الدر المنثور میں فرمایا ہے :-
”حضور کے اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے لفظ سیدنا ناکر کرنے
میں اختلاف ہے“

درود شریف کے متعلق مجد الدین فیروز آبادی اللغوی نے کہا کہ ظاہر ہی ہے
کہ یہ لفظ نہ بولا جائے اور اسی کو کافی مانا جائے جو اس سلسلہ میں وارد ہوا ہے اور
الاسنوی نے کہا مجھے یاد پڑتا ہے کہ شیخ عمر الدین بن عبدالسلام نے اس مسئلہ کی
بنا اس پر رکھی کہ افضل یہ ہے کہ امر کی تکمیل ہو یا ادب کی راہ اختیار کی جائے دوسری
صورت میں لفظ سیدنا مستحب ہو گا الخ۔ اور شرح الارشاد وغیرہ میں میراج جان بھی
اسی طرے رہا ہے کیونکہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ لوگوں کی امامت فرما رہے تھے تو آپ کی آمد کا علم ہونے پر پیچھے ہٹ کر
گئے لیکن آپ نے ان کو اپنی جگہ رہنے کا حکم فرمایا لیکن انہوں نے تعمیل سے معذرت
کر لی پھر نماز سے ناغہ ہو کر آپ نے اس کی وجہ دریافت فرمائی تو انہوں نے اس بات
کا اظہار کیا کہ ادب کا تقاضا یہی تھا، عرض کیا حضور! ابو قحافہ کے بیٹے کو یہ سزاوار
نہ تھا کہ رسول اللہ کے آگے کھڑا ہوتا، پس نبی علیہ السلام نے ان کی تائید و توثیق
فرمائی، اس میں دلیل ہے کہ ادب کی راہ چلنا اس امر کو بجا لانے سے بہتر ہے جس
میں جزم و تاکید معلوم نہ ہو، پھر میں نے ابن تیمیہ کا ایک فتوے دیکھا جس میں لفظ سیدنا
کو ترک کرنے پر طویل گفتگو کی گئی تھی اور بعض ثنوا فاعوا حناف نے اس کا رد فرمایا
تھا اور طویل مذمت کی تھی اور وہ درحقیقت اسی قابل تھا اور حضرت عبداللہ بن

مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع و موقوف (دونوں طرح سے) صحیح حدیث مروی ہے:

حَتَّيْمُنَا الصَّلَاةَ عَلَى سَبِيكَ

”اپنے نبی پر بہترین مسلولہ بھیجو“

اور انہوں نے اس کی پوری کیفیت بیان فرمائی ہے اور اس میں یہ لفظ بھی موجود ہے عَلٰی سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ اور یہ حدیث دونوں صورتوں کو شامل ہے خواہ درود شریف پڑھو یا ویسے آپ کا نام لو، محقق جلال الدین اعلیٰ نے فرمایا کہ حضور کا لفظ سید کے ساتھ ادب سے ذکر کرنا شرعاً مطلوب ہے پس صحیحین کی حدیث میں کہ حضور علیہ السلام نے حضرت سعد بن معاذ کے آنے پر فرمایا تھا قُمْ مَوْأَلًا سَيِّدِ كُنَّا اُپِنے سردار کی خاطر کھڑے ہو جاؤ یعنی سعد بن معاذ کی خاطر، اور ان کی سیادت علم اور دین کی وجہ سے تھی اور جب درود شریف پڑھنے والا کہتا ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ”اے اللہ! رحمت نازل فرما ہمارے آقا محمد پر تو اس میں ایک تو تعمیل امر الہی ہوئی اور ایک زائد بات کی خبر بھی ہو گئی جو فی الواقع حق ہے یعنی آپ کا ادب و احترام، پس یہ صورت لفظ سیدنا کو ترک کرنے کے بہ نسبت افضل ہے جیسا کہ حدیث سابق سے ظاہر ہے، ابن حجر کا کلام ختم ہوا۔

میں کہتا ہوں اس مسئلہ میں جن روایات سے استدلال کیا جاسکتا ہے ایک روایت وہ بھی ہے جسے ابن حجر نے اپنی کتاب کے آخر میں ذکر کیا ہے جہاں یہ بحث کی ہے کہ حضور علیہ السلام کے اسم گرامی یا آپ کی کنیت سے آپ کو پکارنا حرام ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اس کے نبی کو ہدیہ پیش کیا جائے اور ان کی عزت و تعظیم کی جائے اور ان کی سیادت کا اقرار کیا جائے اور حق یہ ہے کہ آپ کو سیدنا کہنا ہر حال میں

بہتر ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

تیسرا مسئلہ

ایک درود شریف کے بارے میں واہتمام صحیح روایات کو جمع کرنے

کے بیان میں

علامہ ابن حجر نے اپنی تالیف الدر المنثور میں امام تودوسی کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ:-
”احادیث صحیحہ میں جتنے الفاظ درود شریف کے ضمن میں آئے ہیں سب کو جمع کر لینا چاہئے، پس یوں کہے:-

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى

مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَ

عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَأَسْرَ وَاجِهِ وَ

ذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ

وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى

مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَ

أَسْرَ وَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ

عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ

فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ

مُجِيدٌ۔

ترجمہ: اے الہی! محمد پر درود بھیج جو امی نبی
ہیں اور آپ کی آل اور ازواج اور اولاد
پر جیسا تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم
علیہ السلام پر اور ان کی آل پر اور برکت
نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کہ
امی نبی ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل
پر اور آپ کی بیویوں پر اور آپ کی اولاد پر
جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم
علیہ السلام اور آپ کی آل پر تمام جہانوں میں
بیشک تو قابل تعریف بزرگ ہے۔

کتاب الاذکار میں حرف صلی علی محمد کے بعد اتنا اضافہ کیا ہے عَبَدَاءُ

فَرَسُولِكَ اور نماوی میں لفظ و بَارِكْ کے بعد النبی الامتی کے الفاظ ساقط کر

دیئے ہیں آل پر اعتراف کیا گیا ہے کہ بعض اور الفاظ کا اضافہ بھی ہونا چاہیئے تھا۔

مثلاً اَنَا وَاجِبُ كَعْدِ اُمَمَاتِ الْمُؤْمِنِينَ اور ذُرِّيَّتِي كَعْدِ اَهْلِ بَيْتِي
اور وَبَارِكُ كَعْدِ ثَرْتِ عَبْدِي لَكَ وَرَسُوْلِكَ اور پہلے میں فِي
الْعَلَمَيْنِ اور بَارِكُ سے پہلے اِنَّكَ حَمِيدٌ تَجْمِيْدٌ اور اسی طرح وَتَسْحَتُمُ
عَلَى مُحَمَّدٍ الْخِمْ اور صَلِّ عَلَيْنَا مَعَهُمْ تشہد کے آخر میں کیونکہ ترمذی
وغیرہ میں یہ الفاظ آئے ہیں۔ امام الاذرعی نے بھی وہی اعتراض کیا ہے جو ابھی
ابھی امام نووی سے ہم نقل کر آئے ہیں کہ تشہد میں جو جو الفاظ مختلف روایات میں
آئے ہیں ان کو جمع کر لینے سے وہ شان پیدا ہو جاتی ہے جو کسی ایک حدیث پر عمل کرنے
سے پیدا نہیں ہوتی پس اولیٰ یہ ہے کہ جامع روایات کو لے لیا جائے اور جو جو
الفاظ ثابت ہوں ان کو ایک مرتبہ کہہ لیا جائے ان سے پہلے بعض خیال یہی بات
کہہ چکے ہیں۔ الغرض جماعت نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ یہ بھی پڑھنا چاہئے اِنِّیْ
ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَبِیْرًا کَثِیْرًا تاکہ دونوں روایتیں جمع ہو جائیں میں
نے حاشیہ الايضاح کی بحث الوقت میں اس کی تردید کی ہے تو اس قسم کے مباحث
وہیں دیکھ لیں تاکہ امام نووی نے جس بات کا اشارہ فرمایا ہے اس کی صحت آپ
پر منکشف ہو جائے۔ اور الاسنوی کا یہ اعتراض کہ اس سے تو لازم آئے گا کہ تشہد
کے بارے جتنی احادیث ہیں ان کو بھی جمع کیا جائے اس کا جواب میں نے شرح
العباس میں دے دیا ہے، یہیں سے فرق معلوم ہو جاتا صلوة وسلام اور قرأت میں
کہ کسی امام نے یہ نہیں کہا کہ قرآن کریم کے ایک حرف میں جو مختلف الفاظ (حرکات
وسکونات کے فرق کے ساتھ) آئے ہوں ان سب کی تلاوت مستحب ہے اگرچہ
بعض نے پڑھنے سے بچنے کے وقت مشق کی غرض سے ان کی تلاوت جائز قرار دی ہے،
(عدم جواز کی) علت یہ بیان فرمائی ہے کہ ہمیں اس بات کا پابند کیا گیا ہے کہ قرآن مجید
کی تلاوت اس طریق پر کریں جس کا ثبوت حضور علیہ السلام سے مل جائے پس یہاں سے

لئے اس میں تبدیلی کرنے کا کوئی اختیار نہیں بخلاف درود شریف کے الفاظ کے کہ یہاں مقصود الفاظ نہیں بلکہ ان کے معانی ہیں، پس یہاں الفاظ کا لغین نہیں اور ہمارے لئے جائز ہے کہ ہر الیہ لفظ استعمال کریں جس میں معنی مطلوب زیادہ سے زیادہ پایا جائے اور مقصود مطلوب یہاں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی برکھ چڑھ کر تعظیم و توقیر ہے۔

جب یہ بات طے ہو گئی تو ظاہر ہی ہے کہ ایسے دو لفظ جو مترادف ہوں تو درود شریف پڑھنے والے کو اختیار ہے اس کو لے لے یا اس کو اور اگر مترادف نہ ہوں تو دیکھے دونوں الگ الگ معنی دے رہے ہیں تو دونوں کو لے لے اور اگر ایک لفظ دوسرے لفظ کا معنی بھی دے رہا ہے اور کچھ زیادتی بھی پائی جاتی ہے تو زیادتی والے لفظ کو اختیار کرے، یہ ساری بات اس صوت میں ہے کہ دونوں لفظ صحیح ہوں، اور اگر دو میں سے بچائے خود ایک غلط ہو تو اسے چھوڑ دیا جائے اور صحیح کو ترجیح دی جائے۔

چاہتا چاہئے کہ ہمدان مذہب یہ ہے کہ درود شریف میں وہ الفاظ متعین نہیں جو احادیث میں وارد ہیں اور کچھ لوگوں کی طرف سے کہا گیا ہے کہ وہی الفاظ متعین ہیں پہلی صوت میں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کافی ہے اور پونہی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کافی ہے کیونکہ جو دعا جملہ خبریہ کے الفاظ میں ہو اس میں زیادہ تاکید ہوتی ہے بخلاف الصَّلٰوة عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہ کے کہ یہ بالاتفاق جائز نہیں کیونکہ اس

لے یہ کہنا بے دلیل ہے کیونکہ لفظاً ذکر نہ ہونے سے یہ کیسے ثابت ہوا کہ حکم کی نیت میں بھی اسکی نسبت اللہ کی طرف نہیں۔ لاتعداد مقامات پر مسند الیہ مذکور نہیں ہوتا لیکن کلام صحیح ہوتا ہے کیونکہ متکلم کی نیت یا سیاق کلام سے یا کسی اور قرینہ سے اس کا تعین ہو جاتا ہے یہاں بھی صلاۃ کی نسبت اللہ کی طرف قرآن سے معلوم ہوتی ہے۔ ترجمہ

میں صلوات کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں، پس یہ الفاظ ان الفاظ کے حکم میں نہیں ہو سکتے جو حدیث سے ثابت ہیں۔

اسی لئے علامہ نیشاپوری نے فرمایا صَلَّيْتُ عَلَى مُحَمَّدٍ (میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا) کہنا کافی نہیں کیونکہ بندے کا اس مقام کو پالینا ممکن نہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرے کہ وہ حضور پر رحمت نازل فرمائے، پس اس صورت میں درود بھیجنے والا درحقیقت خود خدا تعالیٰ ہوا اور بندے کو صلوة بھیجنے والا صرف مجازی طور پر کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے آپ پر درود بھیجنے کی درخواست کرتا ہے۔ الدر المنثور کی عبارت ختم ہوئی۔

وہ عبارت جس کی طرف ابن حجر نے اشارہ کیا ہے وہ ان کے اس حاشیہ میں ہے جو ایضاح النووی پر انہوں نے لکھا ہے، باب المناسک میں نووی کے اس قول پر کہ منتخب دعاؤں میں سے ایک دعا یہ ہے :-

اللَّهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً
وَّ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً
وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔
الہی! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا کر اور
آخرت میں بھلائی عطا کر اور ہم کو آگ
کے عذاب سے بچا۔

اور ایک یہ ہے :-

اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي
ظُلْمًا كَثِيرًا وَ إِنِّي لَا أَعْفُو
الدُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاعْفُ عَنِّي
مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَ
اسْحَبْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ
الرَّحِيمُ۔
الہی! میں نے اپنی جان پر بہت زیادہ
ظلم کیا ہے (جرائم کر کے) اور گناہوں
کی مغفرت تیرے سوا کوئی کرنے والا
نہیں سو مجھے میرے لئے اپنی طرف سے
مغفرت فرما دے اور مجھ پر رحم فرما بیشک تو
ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

لفظ کثیراً میں ایک روایت کثیراً بھی ہے، مصنف ابن حجر نے فرمایا کہ دعائیں دونوں لفظ جمع کر لینے چاہئیں تاکہ زبان اقدس سے نکلا ہوا لفظ یقینی طور پر ادا ہو جائے کہ وہ ان دو میں سے ایک ہی ہوگا اور لفظ ماثور پر احتیاطاً ایک لفظ کی زیادتی سے وہ لفظ ماثور و منقول ہونے سے نکل نہیں جائے گا، اس توضیح سے ابن جماعہ کا یہ اعتراض بھی ختم ہو جائے گا کہ اس صورت میں سنت پر عمل نہیں ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں لفظ نہیں بولے اور مناسب یہی ہے کہ ایک بار ثار کے ساتھ دعا مانگے (کثیراً) اور ایک بار بار کے ساتھ (کثیراً) کہ اس صورت میں یقینی طور پر وہ لفظ ادا ہو جائے گا جو فی الواقع حضور نے بولا تھا، ابن حجر کا قول ختم ہوا۔

اب مصنف (ابن حجر) کے قول پر جو لفظ فی الواقع حضور علیہ السلام نے بولا ہے ایک مرتبہ پڑھ لینے سے ہی ادا ہو جائے گا کیونکہ اس میں دونوں لفظیں جمع ہو جائیں گی (بجلاف اس صورت کے جس کو ابن جماعہ نے ذکر کیا ہے۔ کیونکہ اس میں دونوں راہینوں پر عمل بھی کریں تب بھی جو لفظ فی الواقع منقول ہے وہ صرف ایک مرتبہ ہی آئے گا

ایک سوال اور اس کا جواب اگر تم یہ کہو کہ اس طویل بحث کی کوئی ضرورت نہیں اور دونوں روایتوں میں اختلاف کا یہ مطلب ہے کہ حضور علیہ السلام کی زبان مبارک سے دونوں الفاظ صادر ہوئے ہیں یہ بھی اور وہ بھی، لہذا جس لفظ کو ادا کیا، سنت ادا ہو گئی چاہے دوسرا نہ بھی ادا ہوا پس نہ تو دونوں الفاظ کو جمع کرنے کی ضرورت ہے اور نہ اس کی کبھی یہ کہے اور کبھی وہ میں کہتا ہوں یہ بھی کہا جاسکتا ہے لیکن ان دو حضرات نے جو کچھ ذکر کیا ہے اس میں محض زیادہ احتیاط ہے کیونکہ اس

بات کا احتمال بھی ہے کہ ایک روایت بالمعنی ہو اگرچہ یہ احتمال بعید ہے۔

الدرا المنفرد میں علامہ ابن حجر نے بعض حنا بلکہ کا جو نام لیا ہے اس سے مراد علامہ ابن القیم الجوزی ہیں جنہوں نے اپنی کتاب سبل الارافہام میں کہا، دسویں فصل ان دعاؤں اور اذکار کے قاعدہ میں جو مختلف طریقوں سے مروی ہیں جیسے نماز میں شمار اور تشہد کی قسمیں اور مختلف الفاظ سے منقول دعاؤں اور اذکار کی قسمیں جو رکوع اور مسجد سے میں اغتسال کے بعد پڑھی جاتی ہیں اور انہی میں سے ان الفاظ سے بحث بھی شامل ہے جو حضور علیہ السلام پر کلوۃ و سلام پڑھنے کے سلسلہ میں مروی ہیں، اس سلسلہ میں بعض متاخرین نے ایک اور راہ اختیار کی ہے اور وہ یہ کہ دعا مانگنے والے کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ ان تمام الفاظ کو جمع کر لے جو مختلف روایات میں آئے ہیں، ان کے خیال میں اس مسئلہ میں یہ بہترین قول ہے ان کی رائے میں بہتر یہ ہے کہ دعا مانگنے والا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جب یہ دعا مانگے :-
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا تَوْبُوْنَ کَیْفَ :-

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ الہی ! میں نے اپنی جان پر بہت
ظُلْمًا کَثِیْرًا کَبِیْرًا۔ بڑا ظلم کیا ہے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے والا یوں کہے :-

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الہی ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج
وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اَنْوَاجِ اور محمد کی آل پر اور آپ کی ازواج پر اور
وَذُرِّیَّتِهِ وَاٰرَاحِمِ مُحَمَّدًا آپ کی اولاد پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
وَاٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَسْرَاقِہٖ پر رحم فرما اور محمد کی آل پر اور آپ کی ازواج
وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی پر اور آپ کی اولاد پر جیسے تو نے رحم فرمایا
اِبْرٰہِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰہِیْمَ ابراہیم اور آل ابراہیم پر۔

اور لفظ رحمت اور برکت میں بھی یوں ہی کرے۔ اور دعائے استخارہ میں کہے:-

اللّٰهُمَّ اِن كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ
هٰذَا اَلْاَمْرُ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ
وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ وَ
عَاجِلِ اَمْرِيْ وَ اٰجِلِيْهِ -

الہی! اگر تیرے علم میں یہ کام میرے دین
روزی اور انجام کار اور جلد یا بدیر (دنیا و
آخرت میں) بہتر ہے تو اسے کر دے۔

تاکہ راوی کی وجہ سے الفاظ میں جو شک پیدا ہو گیا ہے وہ دور ہو جائے اور
اس ضمن میں آپ کے اصل الفاظ ادا ہو جائیں اور مختلف الفاظ سے جو دعائیں منقول
ہیں وہ جمع ہو جائیں اور کچھ دوسرے لوگوں نے ان سے سخت اختلاف کیا ہے
اور کہا کہ یہ بات چند وجوہ سے ضعیف ہے۔

اولاً: اس لئے کہ یہ ایک ایسی جدید بات ہے جس کی طرف کوئی مشہور امام

نہیں گیا۔
ثانیاً: اس لئے کہ جو شخص یہ بات کہتا ہے وہ لازماً یہ کہہ رہا ہے کہ نمازی
ان تمام طریقوں سے نماز شروع کرے جو حدیث پاک سے ثابت ہیں اور تمام قسم
کی نشانات التحیات میں پڑھے اور اپنے رکوع و سجود میں وہ تمام کلمات ادا کرے جو
اس سلسلہ میں وارد ہوئے ہیں حالانکہ یہ بات قطعاً باطل ہے کیونکہ یہ لوگوں کے
عمل کے خلاف ہے اور کسی عالم نے اس کو بہتر نہیں کہا اور یہ بدعت ہے اور
اگر تمام کلمات نہیں پڑھتا تو یہ اس کے اپنے قول میں تناقض ہے اور وہ ہم مرتبہ
باتوں میں فرق کرتا ہے۔

ثالثاً: اس قائل کے نزدیک نمازی اور تلاوت کرنے والے کو نماز کے اند
اور باہر تمام قرائتیں اور الفاظ جمع کرنا مستحب ہونا چاہئے حالانکہ سب جانتے ہیں
کہ عبادت و تدبیر کے طور پر جو قرآن نماز کے اند یا باہر پڑھا جائے اس میں یہ اسرار

قرآنوں کو ادا کرنا بہتر نہیں، ہاں بقاری کبھی کبھار دوسری قرآن میں صرف اس خیال سے پڑھ سکتا ہے کہ وہ محفوظ رہیں اور ان کے دائرہ علم میں وہ آجائیں اور ذہن نشین ہو جائیں اور بوقت ضرورت حاضری جاسکیں پس یہ ایک مشق اور تربیت ہے کوئی کار ثواب نہیں کہ ہر قاری و تالی قرآن کے لئے مستحب ہو، باری ہمہ قرآنوں میں لوگوں نے بہت کچھ کلام کیا ہے جس کا یہ مقام نہیں بلکہ تلاوت کرنے والے کو اجازت ہے کہ وہ جس حرف کے ساتھ چاہے تلاوت کرے اور اگر وہ کبھی اس حرف سے پڑھنا چاہے اور کبھی اس سے تو یہ بھی جائز ہے اور اسی طرح دعا کرنے جب ایک مرتبہ یوں کہے فَلَمَنْتُ لَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا اور دوسری مرتبہ کَبِيرًا تو یہ جائز ہے اور یونہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دو پڑھنے والا کبھی ایک حدیث سے ثابت الفاظ استعمال کرے اور کبھی دوسری سے تو جائز ہے اسی طرح حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد پڑھے تو یہ بھی جائز ہے اور چاہے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد پڑھ لے اور چاہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ والی تشہد پڑھ لے اور اگر چاہے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا والی تشہد پڑھ لے اور یونہی شمار (سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ) میں اگر چاہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے پڑھے اور چاہے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے شروع کرے اور چاہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی شمار سے نماز شروع کرے اور چاہے تو باری باری سب سے نماز شروع کرے (کبھی اس سے کبھی اس سے) یونہی جب شروع سے سر اٹھائے تو قنوت میں خواہ یوں کہہ لے اَللّٰهُمَّ تَبَّالَكَ الْحَمْدُ خواہ یوں تَبَّالَكَ الْحَمْدُ اور یہ مستحب نہیں کہ سب کو جمع کرے اور امام شافعی رحمہ اللہ اور دوسرے کئی آئمہ کرام نے اس حدیث سے جسے صحاح اور سنن کی کتابوں میں ذکر کیا گیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اَنْزِلَ الْقُرْآنُ

عَلَى سَبْعَةِ أَحْرَفٍ (قرآن سات حرفوں پر نازل کیا گیا ہے) یہ استدلال کیا ہے کہ تشدد وغیرہ میں وہ تمام قسمیں جائز ہیں جو حدیث سے ثابت ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام نے ان سات میں سے ہر قسم کو پڑھنا جائز قرار دیا ہے اور یہ بھی فرمادیا کہ یہ کافی ثنائی ہے اور سب جانتے ہیں کہ ان تمام قسموں سے پڑھنے کا مطلب یہی ہے کہ علی سبیل الابدل پڑھے نہ کہ سب کو بیک وقت جمع کرے، یہی صحابہ کرام کا معمول تھا۔

رالعیاء: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایک وقت میں ان سارے حروف کو جمع نہیں فرمایا بلکہ کبھی آپ نے یوں فرمایا اور کبھی یوں (ناکہ تنگی نہ ہو مثلاً شمار، تشدد، اور رکوع و سجود وغیرہ میں پڑھے جانے والے الفاظ پس اتباع نبوی کا تقاضا بھی یہی ہے کہ سب الفاظ جمع نہ کئے جائیں بلکہ بدل بدل کر کہے جائیں اور یارادی کو شک ہوا کہ آپ نے کون سے الفاظ فرمائے ہیں اب اگر دعایا مانگنے والے کے نزدیک بعض الفاظ کو ترجیح حاصل ہے تو انہی کو اختیار کرے اور اگر ترجیح کسی کو نہیں تو اسے اختیار ہے دو میں سے جسے چاہے لے لے بہر حال اس کے لئے سب کو جمع کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ ایک تیسری صحت ہے جو آنحنور کی کسی روایت سے ثابت نہیں پس ان تمام الفاظ کو بیک وقت جمع کرنے سے تودعا کرنے والے کا اصل مقصد ہی باطل ہو جاتا ہے کیونکہ مقصد تو تھا آپ کی اتباع کرنا لیکن کر وہ رہا ہے جو آپ نے قطعاً کیا ہی نہیں۔

ایک مروی لفظ کو ترجیح دینے کی مثال حدیث استخارہ ہے راوی کو شک ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هَذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَ مَعَاشِيْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِيْ يٰ عَاقِبَةُ اَمْرِيْ کے بجائے آپ نے وَعَاجِلِ اَمْرِيْ وَ اَجَلِيْ فرمایا تھا (یہ عبارت مع ترجمہ گزر چکی ہے) اور صریح لفظ پہلا ہے (عَاقِبَةُ اَمْرِيْ) کیونکہ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَ اَجَلِيْ ہی تو مضمون ہے دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةُ اَمْرِیْ کا، پس معاش اور جلد یا بدیر

انجام کو جمع کرنا تکرار ہے بخلاف معاش اور عاقبت کے کہ ان کو جمع کرنے میں تکرار نہیں کیونکہ معاش دنیا کا مسئلہ ہے اور عاقبت موعود۔

اسی قبیل سے وہ حدیث ہے جس میں حضور نے فرمایا:-

مَنْ قَدَّ عَشْرًا يَأْتِ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ

عَصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ (مسلم)

جس شخص نے سورہ کہف کی پہلی دس آیتیں پڑھیں وہ فتنہ دجال

سے بچ گیا۔

اب اس روایت میں اختلاف ہے، کچھ نے کہا کہ سورہ کہف کی پہلی دس آیتیں اور کچھ نے کہا کہ آخری دس آیتیں اور دونوں ہی صحیح مسلم کی روایتیں ہیں لیکن ترجیح اس روایت کو ہے جس میں سورہ کہف کی اول دس آیتوں کا آیا ہے کیونکہ صحیح مسلم میں دجال کے بیان میں حضرت لو اس بن سمعان کی روایت میں ہے:-

فَإِذَا اسْرَأَيْتُمُوهُ فَاقْرَءُوا عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ

”پھر جب تم اس کو دیکھو تو سورہ کہف کی ابتدائی آیتیں پڑھو۔“

اس روایت میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور یہ دلیل ہے اس بات کی کہ جس

نے اول سورہ کہف کا نام لیا ہے اس نے بات یاد رکھی ہے اور جس نے سورہ کہف کی آخری آیتوں کی روایت کی ہے اس نے یاد نہیں رکھی۔

خامساً : مقصود تو ہوتا ہے بہتر عبارت سے معنی ادا ہو جائے پس جب کسی ایک مناسب عبارت کے ساتھ معنی ادا ہو جائے تو مقصد حاصل ہو گیا لہذا متعدد عبارتیں جمع کرنے کی ضرورت نہیں۔

سادساً : دو میں سے ایک لفظ دوسرے پر دلالت کر دیتا ہے، لہذا

بدل اور بدل دونوں کو جمع کرنا بہتر نہیں جیسا کہ باقی مقامات پر بھی ایسا ہوتا ہے واللہ

تعلیٰ علم۔ علامہ ابن القیم کا کلام ختم ہوا۔

میں نے علامہ حافظ سیوطی علیہ الرحمہ کی کتاب الریاض النبیقہ فی اسماء خیر الخلیقہ میں لفظ نبی کی بحث میں جو کچھ دیکھا ہے وہ بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (مسئلہ) الاسنوی نے تمہید میں کہا، اگر تشدد میں نمازی نے کہا سَلَامٌ عَلَی النَّبِیِّ اَوْ اَشْهَدُ اَنَّ التَّوْحِیْدَ یَا اَحْمَدُ تَوْحِیْدًا یَہ نَا کَافِی ہُوَ کَافِیونکہ اس میں رسالت و نبوت کا اقرار نہیں اور اگر نبی کی جگہ رسول کہہ دیا یا اس کا عکس کر دیا تو علماء کے قول کے مطابق یہ بھی کافی نہیں کیونکہ ذکر و اذکار کے الفاظ توفیقی ہوتے ہیں اس کی دلیل حدیث برابر ہے جس میں سونے سے پہلے کی دعا ہے سیوطی کا کلام ختم ہوا۔

اور حدیث وہ ہے جسے امام بخاری نے کتاب الدعوات وغیرہ میں ذکر کیا ہے
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَيْتَ
 مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وَضُوءَكَ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ
 الْأَيْمَنِ وَقُلِ اللَّهُمَّ اسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ
 أَمْرِي إِلَيْكَ وَالْحَاجَاتُ ظَهَرَتْ إِلَيْكَ رَهْبَةً وَرَغْبَةً
 إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَى مِنْكَ إِلَّا
 إِلَيْكَ أَمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَسْرَلْتَ
 وَنَبَيْكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ فَإِنْ مِتُّ عَلَى الْفِطْرَةِ
 وَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَقُولُ فَقُلْتُ اسْتَذْكِرْهُنَّ
 وَبِإِسْمِكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ قَالَ لَا وَبِئِكَ
 الَّذِي أَرْسَلْتَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم اپنے بستر پر آنا چاہو تو مکمل وضو

کر لو پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ جاؤ اور کہو، الہی! میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کیا اور اپنا معاملہ تیرے حوالے کیا اور اپنی پشت پناہ تجھے بنایا تیرے خوف سے اور تیری طرف رغبت کرتے ہوئے تیری گرفت سے تیرے بغیر نہ کوئی جائے پناہ ہے نہ جائے نجات، میں تیری بھیجی ہوئی کتاب پر ایمان لایا اور تیرے بھیجے رسول پر۔

اب اگر تو مگر کیا تو فطرت (اسلام پر) مرا، ان کلمات کو سب سے آخر میں کہنا، میں نے عرض کیا میں اسی طرح یاد کرونگا بِرَسُولِكَ الَّذِي

اَنْرَسَلْتَ فرمایا، نہیں وَ نَبِيِّكَ الَّذِي اَنْرَسَلْتَ، شیخ الاسلام علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے النبی کی جگہ الرسول کہنے والے کا جو رد فرمایا ہے اولیٰ یہ ہے کہ اس کی یہ حکمت بیان کی جائے کہ الفاظ اذکا توقیفی ہوتے ہیں اور ان کے وہ خصائص و اسرار ہیں جن میں قیاس کا دخل نہیں پس لازم ہے کہ جو لفظ روایت میں وارد ہوا ہے اس کی حفاظت کی جائے، امام المارزی کا قول مختار بھی یہی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو لفظ وارد ہوا ہے اسی کو رہنے دینا چاہئے کیونکہ بسا اوقات ثواب و خیرات کا تعلق انہی حروف سے ہوتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ انہی حروف کی وحی حضور کی طرف کی گئی ہو پس یہی حروف ادا کرنے متعین ہوں۔ الخ یہ کلام بھی ابن قیم کی تائید کر رہا ہے جو کہ عزین جماعۃ کی بات کے مطابق ہے۔

صلوٰۃ و سلام سے حضور علیہ السلام کو فائدہ پہنچتا ہے یا نہیں؟
چوتھا مسئلہ | ابن حجر نے الدر المنثور میں کہا، اس کا تمام تر فائدہ درود شریف

پڑھنے والے کو ہے کیونکہ کثرت درود اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا عقیدہ صحیح اور نیت خالص ہے اس سے محبت کا اظہار ہوتا ہے دائمی اطاعت نصیب ہوتی ہے اور اس وسیلہ مجلیلہ کا احترام پیدا ہوتا ہے پس یہی آپ کی وہ محبت و توقیر ہے

ہو ایمان کا سب سے بڑا شعبہ ہے کہ اسی میں حضور علیہ السلام کا شکر یہ ادا ہوتا ہے جو ہم پر واجب ہے کیونکہ حضور علیہ السلام کے ہم پر عظیم احسانات ہیں کہ آپ نے ہم کو جہنم سے بچایا اور دائمی نعمتوں سے سرفراز فرمایا سو درود پڑھنے والا درحقیقت اپنے لئے دعا کر رہا ہے اور اپنی ہی ذات کی تکمیل کر رہا ہے کیونکہ جب ہم آپ پر صلوٰۃ اور دو بھیتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم پر صلوٰۃ (رحمت) بھیجتا ہے اور اس لئے کہ ہم آپ کا ذکر اسی لئے تو کرتے ہیں کہ خود اللہ نے آپ کا ذکر ہمارے سامنے کیا ہے لہذا آپ کا ذکر ذکر کرنے والا خود خدا تعالیٰ ہے اور جس کو جس سے محبت ہو اکثر اسی کا ذکر کرتا ہے فرمایا، حاصل کلام یہ کہ حضور پر صلوٰۃ بھیجنے میں آپ کا بھی فائدہ ہے کہ آپ کے لئے حاصل شدہ درجات کے ساتھ مزید ترقی درجات کی دعا کی جاتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی کوئی حد نہیں اور آپ مقامات قرب اور منازل عروج میں ہمیشہ ترقی پر پہنتے ہیں جب ایسا ہے تو لازم ہے کہ آپ کی امت کے صلوٰۃ و سلام بھیجنے سے آپ کے درجات میں مزید ترقی ہو کہ عظمت و بزرگی کی کوئی انتہا نہیں اور درود شریف پڑھنے والے کا فائدہ وہ ہے جس کا ذکر گزر چکا ہے اور جس نے صلوٰۃ و سلام کا فائدہ صرف پڑھنے والے کے ساتھ مخصوص کیا ہے اس کا مقصد محض ترغیب پیدا کرنا ہے اور پڑھنے والے کو اس کمال کے حاصل کرنے پر آمادہ کرنا ہے جو صرف درود شریف سے حاصل ہو سکتا ہے یہ مطلب نہیں کہ حضور کو اس سے کوئی فائدہ ہوتا ہی نہیں اور جن لوگوں کا یہ خیال ہے جیسا کہ ان کے کلام سے اشارہ معلوم ہوتا ہے تو یہ بالکل شاذ اور حقیقت سے بعید ہے اور ایسا کیونکر ہو سکتا ہے جب کہ حدیث مشہور میں آپ کا فرمان ہے

تَسْأَلُوا اللَّهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ فَإِنَّهَا لَا تَكُونُ إِلَّا لِعَبْدٍ
أَمْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ فَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ
شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

”پھر اللہ سے میرے لئے وسیلہ مانگو کیونکہ مقام وسیلہ بندے ہی کے لئے ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں پس جس نے میرے لئے وسیلہ مانگا، قیامت کے دن اس کے لئے میری شفاعت ثابت ہوگی۔“
 (ابن حجر نے) فرمایا، کہا گیا ہے کہ حضور علیہ السلام کو ان کے رب نے امت کا احسان نہیں رکھا بلکہ اس کے عوض آپ کو حکم دیا کہ آپ امت پر صلوٰۃ بھیجیں (دعا فرمائیں) فرمان باری ہے:-

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ
 ”ان کے حق میں دعا فرمائیں، بے شک آپ کی دعا ان کے لئے باعث سکون ہے۔“
 کتاب مسالک الخفا للقسطلانی کتاب الصلوات والبشر میں ہے (فائدہ) ہمارا حضور کے لئے دعا کرنا اور آپ کے لئے ان چیزوں کا سوال کرنا جن کا ذکر حدیث میں ہے مثلاً وسیلہ اور درجہ وسیعہ وغیرہ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے یہ سب کچھ آپ کے لئے واجب کر دیا ہے ممکن ہے اس لئے ہو کہ جب آپ کا کوئی امتی آپ پر صلوٰۃ بھیجتا ہے اور آپ کے حق میں اس کی وہ دعا قبول ہو جاتی ہے تو حضور کے ان تمام درجات و مقامات میں اضافہ اور ترقی ہو جاتی ہے لہذا آپ پر درود بھیجنا (گویا) آپ کی حاجت براری کرنا ہے اور آپ کا حق ادا کرنا ہے اور اس کی کثرت سے اللہ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے پس اس میں کوئی بُعد و استحالة نہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات اور عظمت میں نیک بندوں کی مثال اور ملائکہ کی دعاؤں سے اضافہ کرے اور ان کی دعا و التجا سے آپ کا اجر دگنا کر دے اور آپ کے مراتب بلند فرما دے کہ اللہ تعالیٰ کی عطاؤں کی حد نہیں اور وہ کمی کو قبول نہیں کرتیں، اسکو سمجھو!

علامہ احمد بن المبارک نے کتاب اللابیر کے تیسرے باب میں فرمایا:-
 ”میں کہتا ہوں کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے درود و سلام سے نفع

ہوتا ہے یا نہیں؟ کیونکہ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے تیسری عید الغریزین اللہ با
 رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو درود شریف کا اس لئے حکم نہیں دیا کہ اس سے
 حضور علیہ السلام کو فائدہ مقصود ہے بلکہ ہمیں درود شریف کا جو حکم دیا گیا ہے اس سے ہر
 ہم کو فائدہ پہنچانا مقصود ہے جیسے کسی کے غلام ہوں پس اس نے اپنی زرعی زمین کی طرف
 دیکھا کہ اس جیسی زرخیز زمین کہیں نہ تھی سو اس نے ترس کھا کر وہ زمین اپنے غلاموں
 کو عطا کر دی کہ یہ تمام فصل تمہاری ہے اور اس زمین کے تم بلا شرکت غیرے مستقل مالک
 ہو یہی حال ہے حضور علیہ السلام پر ہمارے درود پڑھنے کا کہ اس کا سارا اجر و ثواب ہمارے
 لئے ہے بعض اوقات جب درود شریف کے اجر و ثواب کا نور چمکنا اور نور مصطفیٰ سے
 مل جاتا ہے تو تم اس کو دیکھو گے جیسے کوئی شے غیر کی طرف نہیں بلکہ اپنے اصل کی طرف
 لوٹ رہی ہے کیونکہ وہ اجر و ثواب جو مسلمانوں کو ملتے ہیں قطعاً ایمان کی بدولت ملتے
 ہیں جو ان کے سینوں میں محفوظ ہے اور ان میں جو نور ایمان ہے وہ نور مصطفیٰ صلی اللہ
 علیہ وسلم کا عکس ہے پس ہم کہتے ہیں کہ اجر و ثواب حاصل ہوتے ہیں آپ کی طرف سے حاصل
 ہوتے ہیں۔

عجیب و غریب مثال: محسوسات میں اسکی ایک ہی مثال ہے اور وہ ہے سمندر اور
 بارش کی مثال کہ بارش کے ذریعہ سیراب ہوتے ہیں اور سمندر میں جاگرتے ہیں لیکن چونکہ بارش کا پانی
 بھی بادلوں اور ہواؤں کے ذریعے سمندر ہی سے آتا ہے لہذا یہی دیاؤں اور سیلابوں کا پانی
 جب سمندر میں گرتا ہے تو یوں نہیں کہا جاتا کہ اس سے سمندر میں اضافہ ہو گیا۔
 میں کہتا ہوں بعض علماء نے اس بات پر کہ حضور درود شریف سے فائدہ حاصل
 کرتے ہیں یوں استدلال کیا ہے کہ جیسے حنت میں خدمت گاروں سے فائدہ حاصل
 کریں گے وہاں کے پھل اور دوسری نعمتوں سے فائدہ حاصل کریں گے جو بہتوں میں
 رکھ کر آپ کی خدمت میں پیش کئے جائیں گے اسی طرح آپ ان انوار اور اجور سے

بھی مستفید ہوتے ہیں جو درود و سلام کے لفظوں میں موجود ہوتا ہے فرق اتنا ہے کہ کھانے کی اشیاء جن برتنوں میں ہوتی ہیں وہ ہاتھوں سے اٹھائے جاتے ہیں اور درود و سلام جن برتنوں میں ہوتے ہیں وہ حروف کہلاتے ہیں اور ان کے حامل ہاتھ نہیں زبان ہوتی ہے، کہا کہ حضور کی دنیاوی زندگی میں آخری حقیقی زندگی کے مقابلہ میں کوئی زیادتی نہیں پائی جاتی کہ قیاس کرنا منع ہو، پھر فرمایا کہ وہ خادم اور غلمان کہاں سے آئے ہیں وہ بھی تو آپ ہی کے نور سے بنے ہیں بلکہ جنت اور جو کچھ اس میں ہے سب حضور ہی کے نور سے ہے اس عالم کا قول اس وقت صحیح ہوتا جب وہ خدمت گار آپ کی ذات سے جدا ہوتے اور ہمارا ایمان آپ سے جدا ہوتا حالانکہ ایسا نہیں فرمایا جس کو حضور کی کیفیت معلوم ہو گئی اسے راحت ملی، فرمایا تم دیکھو گے کہ ایک شخص دلائل الخیرات پڑھتا ہے جب حضور علیہ السلام پر درود شریف پڑھنا چاہتا ہے اپنے ذہن میں آپ کا تصور بٹھالیتا ہے اور جو خیریں آپ کو مطلوب ہیں مثلاً وسیلہ اور بلند درجہ اور مقام محمود وغیرہ جن کا ذکر ہر صلاۃ میں ہے اور اپنا تصویروں جاتا ہے جیسے مذکورہ باتیں اللہ تعالیٰ سے مانگ رہا ہے اور دل میں یہ فرض کر لیتا ہے کہ اللہ اسے قبول فرمائے گا اور اس کے کہنے پر وہ سب کچھ اپنے نبی کو دے دیگا اب اس کے ذہن میں یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ اس کی ذات سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بڑا فائدہ حاصل ہوا ہے پس یہ خوشی سے پھولے نہیں سماتا اور قرآن کریم زیادہ پڑھنے لگتا ہے اور صلوٰۃ و سلام میں اضافہ کر دیتا ہے اور اسے بلند آواز سے پڑھتا ہے اور یہ صوت اس کے دل کی رگیں پھولنے سے صاف نظر آتی ہے اور اس پر خشوع طاری ہو جاتا ہے اور اس پر بڑی رفت طاری ہو جاتی ہے اور اسے خیال گزرتا ہے کہ اب اس حال پر ہے جس سے اوپر کوئی حال نہیں حالانکہ ایسا سوچ کر وہ بہت بڑی خطا کا ارتکاب کر رہا ہے پس وہ اپنے اس درود سے خدا کے کسی مقام تک

نہیں پہنچ سکتا کیونکہ یہ سب اس کا اپنا خیال ہے اور اس کی فکر میں یہی تصور گھوم رہا ہے حالانکہ اس کا خیال باطل ہے اور باطل کا اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں اللہ تعالیٰ سے تو اس چیز کا تعلق ہوتا ہے جو خود حق ہو، یوں کہ جب آدمی آنکھ کھولے تو اسے واقعہ میں وہ چیز نظر آئے جو چیز ایسی ہوگی اس کا تعلق تجسسانہ کے ساتھ ہوگا اور ہر وہ چیز جو آنکھوں سے نظر نہ آئے وہ باطل ہے اور باطل کا اس کی ذات پاک سے کوئی تعلق نہیں، پس حضور علیہ السلام پر درود شریف پڑھنے والے کو اس آفت عظیمہ سے بچنا چاہئے کہ اکثر لوگ اس کو سمجھتے نہیں اور گمان کرتے ہیں کہ یہ شیرینی اور رزق جو ان کو حاصل ہو رہی ہے اللہ کی طرف سے ہے حالانکہ یہ محض شیطان کی طرف سے ہوتی ہے تاکہ وہ اس کے سبب ان کو حق سبحانہ سے ہٹا دے اور ان کے درمیان مزید دوری پیدا کر دے لہذا درود و سلام پر آمادہ کرنے والی چیز صرف آپ کی محبت و عظمت ہونی چاہئے نہ کوئی اور رتبہ یہ نور شعلہ بار ہوگا جیسا کہ اس کا بیان گزرا ہے اور اگر جذبہ محرکہ آدمی کا اپنا ذاتی مفاد ہو تو اس صورت میں وہ پردے میں ہو جائے گا اور اس کا اجر و ثواب کم ہو جائے گا جیسے کہ گزر چکا ہے اور یوں بھی کہ اگر صلاۃ و سلام پڑھنے کا جذبہ محرکہ حضور علیہ السلام کو فائدہ پہنچا رہا ہے تو پھر یہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے نہ ہوا اور نہ ہی اسکی بارگاہ میں پہنچا جیسا کہ اس کا بیان گزر چکا ہے اللہ ہی توفیق دینے والا ہے الخ۔ اور علامہ شیخ علی حراز مبنی العربی برادۃ المغربی الفارسی رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب جواهر المعانی فی فیض سید ابی العباس المتین جانی کے آخر میں فرمایا کہ میں نے اپنے شیخ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ثواب ہدیہ کرنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اس کا یہ جواب دیا: تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ حضور علیہ السلام تمام مخلوق سے بالکل بے پرواہ ہیں نہ آپ کو کسی کے صلاۃ و سلام کی ضرورت ہے نہ ہدیہ و ایصالِ ثواب کی اور وجہ اس کی ایک تو یہ ہے

کہ آپ کو اپنے رب کے سوا کسی کی احتیاج ہی نہیں دوسری یہ کہ اللہ نے آپ پر وہ بے پایاں فضل فرما دیا ہے کہ جس کی بنا پر آپ فضل و کمال کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہو چکے ہیں جس تک کسی اور کی رسائی ممکن ہی نہیں، یہ سب کچھ ہوتے ہوئے آپ کسی سے مزید کچھ چاہتے ہی نہیں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اس پر گواہ ہے:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ

اور عنقریب تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

اور یہ عطا الہی اگرچہ آپ کو اتنی آسانی سے حاصل ہو گئی (مگر اسے معمولی نہ سمجھنا چاہئے) تاہم اس کی حقیقت و غایت کے ادنیٰ درجہ کو معلوم کرنے کے لئے عقلیں قاصر ہیں، اعلیٰ ترین درجے کا خود اندازہ کر لیں، بیشک آپ کو حق تعالیٰ اپنی ربوبیت کے شایانِ شان فضل عطا کرتا ہے اور آپ کے درجہ و مرتبہ پر اتنا فیضان کرتا ہے جتنی اس کی بارگاہ میں آپ کی شان و منزلت ہے۔

اب اس عطا کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جو مرتبہ لامحدود سے دائرہ ہوتی ہے اور جتنا زیادہ آپ پر اللہ کا بڑا فضل و کرم اتنی اس کی عظمت۔ اب اس انعام الہی کا کیا انداز ہو سکتا ہے اور اس کی وسعت کو عقلیں کیونکر پاسکتی ہیں اسی لئے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا" اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے، اور آپ کا کم از کم مرتبہ غنیابہ ہے کہ آپ کی بعثت سے لے کر قیامت تک آپ کا طوقِ رسالت و غلامی گھلے میں ڈال کر جو عمل کرنے والا اللہ تعالیٰ کے لئے نیک عمل کرنے کا آپ کو اس عمل کا اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا کرنے والے کو اور جس قدر بڑا بڑھے گا پس اتنا دسجہ پا لینے کے بعد آپ کو کسی کے ثواب کی کوئی ضرورت نہیں، اس سے تو آپ کو وہ غنایاں مل گیا جس کی کوئی حد نہیں یہ ہے آپ کا کم تر غنایاں پس کیا خیال ہے تمہارا اس خفیہ کبر و فضلِ عظیم کے متعلق جس کا اندازہ اقطاب کی عقلوں سے

بھی نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ دوسرے لوگ (اس کو سمجھ سکیں) جب یہ بات سمجھ گئے تو اب تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ حضور علیہ السلام کو درود پڑھنے والوں کے درود کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ درود شریف اس لئے لازم ہو کہ اس سے آپ کو کوئی نفع حاصل ہو جائے اور آپ کو اس کی حاجت بھی نہیں کہ کوئی شخص نیک اعمال کر کے آپ کو ثواب کا ہدیہ پہنچائے اور یہ جو نیک اعمال کا ثواب آپ کو ہدیہ بھیجا جاتا ہے جس سے وہم ہوتا ہے کہ آپ کی عظمت میں اضافہ ہو گا یا آپ کو اس سے نفع ہو گا۔

ایک اور مثال | اس کی مثال بالکل ایسے ہی ہے کہ کوئی شخص قلم سے ایک نقطہ سیاہی کا اس عظیم الشان سمندر میں ٹپک دے جس

کا طول و عرض و عمق دس ہزار سال کی مسافت کا ہو اور پھر یہ خیال کرے کہ اس سے سارا سمندر سیاہی بن جائے گا اور اس میں کچھ اضافہ ہو جائے گا، پس اس سمندر کو اس نقطہ کی کیا ضرورت ہے اور اس میں کیا اضافہ ہو گا؟

جب تمہیں حضور علیہ السلام کا مرتبہ غنا معلوم ہو گیا اور وہ مقام بھی جو آپ کے رب کے ہاں آپ کا ہے تو اب جان لیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو آپ پر درود بھیجنے کا حکم اس لئے دیا ہے کہ اس سے وہ ان کو آپ کا مرتبہ بلند دکھائے جو اس کی بارگاہ میں ہے اور عظمتِ شان اور تمام مخلوق پر آپ کی شانِ برکزیگی واضح فرمائے تاکہ ان کو یہ حقیقت جناب سے کہ وہ کسی عمل کرنے والے کا عمل آپ کے وسیلہ کے بغیر قبول نہیں فرماتا، پس جو شخص اللہ تعالیٰ کا قرب اور توجہ آپ کے وسیلہ کے بغیر آپ کی جناب سے منہ موڑ کر اور حکمِ خداوندی کو پس پشت ڈال کر طلب کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب اور انتہائی لعن و مہمکار اور دوری کا مستحق ہوتا ہے اس کی ساری محنت رائیگاں گئی اور اس کا عمل گھاسے کا رہا اور اللہ کی بارگاہ میں صرف آپ ہی وسیلہ ہیں اور اس کے لئے لازم ہے کہ آپ پر صلوٰۃ و سلام پڑھا جائے

اور آپ کی شریعت پر عمل کیا جائے، پس آپ پر درود پڑھنے سے ایک تو آپ کی عظمت
 شان کا پتہ چلا کہ بے تعلّے کی بارگاہ میں آپ کا رتبہ کیا ہے اور اس سے ہمیں یہ
 تعلیم بھی دی جاتی ہے کہ آپ کا وسیلہ تمام مقاصد و مطالب کے حصول کے لئے
 ضروری ہے اور کوئی مقصد نہیں، یہ ہے کمالِ غنا جس کو بعض لوگ آپ کا نفع گمان
 کرتے ہیں جیسا کہ ہم ذکر کر آئے ہیں۔

رہا آپ کو ہر یہ ثواب پہنچانے کا مسئلہ تو اس میں بھی ایک حکمت تو یہی سمجھ میں آتی
 ہے جو ہم نے اوپر صلوٰۃ و سلام کے سلسلہ میں بیان کی ہے یعنی آپ کو اس کی چنداں ضرورت
 نہیں (بلکہ ضرورت خود میں ہے) یہ میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا ہے
 پھر ایک اور مثال سمجھے جو آپ کو ایصالِ ثواب کے سلسلہ میں بیان کی جاتی ہے۔
 ایک عظیم الشان وسیع و عریض سلطنت کا بادشاہ ہو، اسکی سلطنت میں مال و
 دولت کی ریل پیل ہو، خزانے لامحدود بے شمار ہوں، ہر خزانے کا طول و عرض آسمان
 سے زمین تک ہو، ایسا ہر خزانہ یا قوت، سونا چاندی، غلہ وغیرہ مالیات سے بھرا
 ہوا ہو۔ پھر ایک فقیر فرض کیجئے جس کے پاس اس کی ساری حکومت میں مثلاً دو
 روٹیوں کے سوا کچھ نہیں، پس اس نے بادشاہ کا سنا اور اس کے دل میں بادشاہ
 کی محبت و عظمت شدت سے جاگزیں ہوئی، پس اس نے اس بادشاہ کی تعظیم و محبت
 سے سرشار ہو کر ایک روٹی اس کو دے دی اور بادشاہ بڑا کرم گستر ہے، سو اس
 میں کوئی شک نہیں کہ بادشاہ کے سامنے جس کے مال و دولت کی کوئی حد نہیں
 اس ایک روٹی کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے؟ اس کے ہاں تو اس روٹی کا ہونا نہ ہونا برابر
 ہے پھر بادشاہ کو اپنے وسیع کرم سے فقیر کی فرحت اور اس کی اس تک و دو کی غرض
 و غایت معلوم ہوئی اور اسے اس کی سچی محبت اور اس کے دل میں اپنی عظمت کا
 علم ہوا اور یہ بھی کہ اس نے اسے روٹی کا تذکرہ صرف اسی مقصد کے لئے پیش

کیا ہے اور اگر اس کے پاس کچھ زیادہ ہوتا تو وہ اسے بھی نذر کر دیتا اس وجہ سے
 بادشاہ اس فقیر سے بھی خوشی و مسرت کا اظہار کرتا ہے اور اس کے نذرانے
 سے بھی کہ اس کے دل میں بادشاہ کی عظمت اور سچی محبت ہے یہ خوشی کچھ اس وجہ
 سے نہیں ہوتی کہ بادشاہ کو اس روٹی سے فائدہ ہوا ہے بہر حال اب وہ اس روٹی
 کے عوض اس کو اتنا کچھ دے گا کہ وہ اس کو شمار نہ کر سکے (یہ سب کچھ) اس کی سچی محبت
 اور تعظیم کی وجہ سے ہوا، نہ اس لئے کہ بادشاہ نے روٹی سے فائدہ حاصل کیا اسی
 تقدیر و مثال سے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہر یہ ثواب کا مسئلہ سمجھ لیجئے
 رہا آپ کا اس سے مستغنی ہونا تو اس کا ذکر سمندر کی مثال سے بھی گزر چکا ہے اور
 سمندر سے ایک قطرہ سیاہی سے بھی اور رہا آپ کو ایصالِ ثواب کا مسئلہ تو اسکی
 مثال یہی بادشاہ کو روٹی بطور تحفہ پیش کرنے کی ہے جس کا ذکر ہوا، سیدی ابوالعباس کا
 کلام ختم ہوا۔

ایک سوال | خاتم الحقیقین علامہ شیخ محمد بن سلیمان الحرطی الشافعی رحمہ اللہ کے
 فتاویٰ میں ہے کہ ان سے پوچھا گیا، عبارت سوال
 یہ ہے (سائل کہتا ہے) میں نے الجہلی کے رسالہ میں جس میں سالکین کے اخلاق
 بیان کئے گئے ہیں لکھا دیکھا کہ ان (سالکین) کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید
 محبت ہوتی ہے یہاں تک کہ بعض سالک اپنے نیک اعمال کی ابتداء ہی اس
 نیت سے کرتے ہیں کہ ان کا ثواب کلیتہً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ پیش کیا
 جائے گا اور ان کے دل میں یہ خیال تک نہیں آتا کہ حضور کی نذر کے بغیر بھی ان
 کو کچھ حاصل ہو سکتا ہے پھر اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر کچھ صدقہ کر دیں تو اسی
 نیت سے اس کو قبول کر لیتے ہیں اور اگر آپ ان کو کچھ نہ دیں تو اس پر بھی بہت زیادہ
 خوش ہوتے ہیں (کہ محبوب کی خدمت پر طلبِ معاوضہ چہ معنی) اور اس حسنِ خلق

میں جو مٹھا س ہے اسے آدمی کچھ اپنے دل میں ہی محسوس کر سکتا ہے اس کا اندازہ لگانا ناممکن ہے اور اس چیز کی اگرچہ آپ کو کوئی احتیاج و ضرورت نہیں تاہم اس میں آپ کا ادب ہے جس سے شریعت انکار نہیں کرتی الخلیفہ کیا ہم جیسے گنہگاروں کو اس بات میں ان علمائے کرام کی پیروی کرنی جائز ہے؟ حالانکہ یہ امر مسلم ہے کہ حج کے بغیر کسی عبادتِ بدنی میں نیابت (دوسرے کو اپنا قائم مقام کرنا) جائز نہیں اور علماء یہ بھی فرماتے ہیں کہ قرآن مجید پڑھنے والا اپنی قرأت کا مثل ثواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ کرے یا آپ کے نامہ اعمال میں جمع کرے اور نفسِ قرأت کا ثواب ہدیہ نہ کرے اور جب اس میں آپ کے صحابہ اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اضافہ کرنا چاہے تو کیا اس میں تبعاً تعمیم کرے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا دوسروں کو مثل ثواب ہدیہ کرے، افادہ فرمائیے؟

الجواب جان لیجئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بھی امتی نیک کام کرے اس کے ثواب میں کسی کیے بغیر آپ کو اس کام کا اجر ملے گا اس میں اس بات کی ضرورت نہیں کہ اس کی ابتداء کے وقت آپ کو ہدیہ ثواب پیش کرنے کی نیت کرے، علامہ قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں امام شافعی علیہ الرحمہ کا یہ قول نقل کیا ہے:-

”کوئی بھی امتی نیک کام کرے، اس میں اصل حضور ہی ہیں۔“

کتاب تحقیق التنصۃ میں مصنف نے فرمایا:-

”اہل ایمان کی تمام نیکیاں اور اعمال صالحہ پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہ اعمال میں لکھے جاتے ہیں اور ان کے اجر و ثواب میں اس

قدر اضافہ کیا جاتا ہے جس کا اندازہ صرف اللہ ہی جانتا ہے کیونکہ قیامت تک جو ہدایت پاتا اور عمل صالح کرتا ہے گا آپ کو اس کا ثواب حاصل ہوتا رہے گا اور اس کے شیخ کو بھی یونہی اجر ملتا رہے گا جس نے اسے نیک کام پر لگایا اور شیخ کے شیخ کو اس کا دگنا ثواب ملے گا، شیخ ثالث کو چار گنا اور شیخ رابع کو آٹھ گنا، یوں درجہ بدرجہ ثواب بڑھتا جائے گا اسی سے پہلے بزرگوں کی پیچھے آنے والوں پر فضیلت معلوم ہو جاتی ہے، پس جب حضور علیہ السلام کے بعد دس مرتبے فرض کئے جائیں تو آپ کے اجر میں ایک ہزار چوبیس درجے اضافہ ہوگا، پھر جب دسویں آدمی کی وجہ سے گیارہویں نے ہدایت حاصل کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اجر دو ہزار اڑتالیس درجے تک پہنچ جائے گا اسی طرح جوں جوں ایک امتی بڑھتا جائے گا آپ کا پہلا اجر دو گنا ہو جائے گا یہ سلسلہ ابدالاً بآباد تک اسی طرح چلتا رہے گا جیسا کہ بعض محققین نے فرمایا ہے^۱

خدا اجر جزیل عطا کرے سیدی علی وفا کو جنہوں نے فرمایا ہے

فَلَا حُسْنَ إِلَّا مِنْ فَحَاسِنِ حُسْنٍ

وَلَا مُحْسِنَ إِلَّا لَكَ حَسَنَاتٍ

”جہاں کہیں حسن پایا جاتا ہے وہ آپ ہی کے حسن کا پرتو ہے اور نیکی کرنے والا کوئی بھی ہو، آپ کو اس کی نیکیاں ملیں گی“ اے

اسی سے جواب دیا جائے گا اس اشکال کا جو قاری قرآن کے آپ کے لئے ترقی

۱۔ کیا خوب فرمایا! حضرت بریلوی قدس سرہ نے لایو تہذیب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بہتی ہے کو بین میں نعمت رسول اللہ کی

شرف کی دعا مانگنے سے پیدا ہوتا ہے حالانکہ وہ اس حقیقت سے باخبر ہے کہ آپ
ہر قسم کے شرف و بزرگی میں کامل ہیں تو گویا دعا کرنے والے نے دیکھ لیا کہ اس کی
قرأت کے قبول ہونے میں ضمناً اس کے استاد کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا اور یونہی
ادھر چلتے جاتے یہ سلسلہ معلمِ اقل صلے اللہ علیہ وسلم تک بڑھتا چلا جائے گا اور اجر و
ثواب اسی تناسب سے بڑھتا جائے گا جس کا طویل بیان مواہب کے حوالہ سے ہم
ادھر کر آئے ہیں، علامہ الشیرازی نے اس کے حاشیہ میں فرمایا کہ :-

”مصنف کا یہ کہنا کہ آپ کو ایک ہزار چوبیس درجہ زیادہ ثواب ملے گا شاید اس
کی صورت یہ ہو کہ ہر عامل کو جو گنا، چوگنا اجر ملتا ہے وہ اس سے نچلے درجے
والے کے اجر و ثواب سے مل کر آپ کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے مثلاً آٹھ میں
سے چوتھے کے نامہ اعمال میں جو ثواب لکھا جائے گا، آپ کے ثواب میں اس
کا ثواب بھی لکھا جائے گا اور اس سے نیچے والے یعنی اول، دوم اور سوم نمبر والوں
کا ثواب بھی۔“ (شیرازی کا کلام ختم ہوا)

اس عبارت مواہب کی شرح میں علامہ زرقانی نے بھی حرف بحرف یہی
کچھ تحریر فرمایا ہے اور علامہ ابن حجر نے الربیع نووی کی حدیث نمبر ۳ کی شرح میں
اضافات کثیرہ (بہت زیادہ بڑھانا) پر طویل کلام فرمایا ہے اگر تفصیل درکار ہو تو اس کی
طرف رجوع کیجئے۔

علامہ ابن حجر نے حاشیۃ الايضاح میں اتنا ہی کلام میں فرمایا :-
”اس حدیث سے بعض متاخرین نے یہ استنباط کیا ہے کہ قرأت کے بعد
دعا مانگنا اس کے ثواب کو ہمارے آثارِ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے مختص کر
دیتا ہے اور اس سے آپ کے شرف میں اضافہ ہوتا ہے مطلب یہ کہ اس سے
دعا قبول ہوتی ہے اور اس پر ثواب ملتا ہے اور جب امت میں سے کسی کو اطاعت پر ثواب

ماتا ہے تو اس کے معلم کو بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے اور یونہی اس کے معلم کے معلم کو اور اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے اور سب کا ثواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں پہنچتا ہے اور یہی مطلب ہے آپ کے شرف میں زیادتی کا اگرچہ آپ کا شرف کامل ہو چکا ہے پس معلوم ہوا کہ جو شخص زیادتی طلب کرتا ہے وہ مثلاً آپ کے پیروکاروں خصوصاً علماء کے درجاتِ عالیہ و مراتبِ علیہ میں اضافہ مانگ رہا ہے اور اسی سے تردید ہو جاتی ہے اس بات کی جو اہلِ یقینی نے اپنے فتاویٰ میں لکھی ہے اور اس کے بیٹے علم الدین نے باپ کے حوالے سے کہی ہے کہ بلادِ یوں نہیں کہنا چاہئے کہ الہی جو ہم نے پڑھا ہے اس کو حضور علیہ السلام کے شرف میں زیادہ کر دے، شیخ الاسلام المناوی اور اشتمس القاماتی نے ان کی مخالفت کی ہے اور لکھا کہ ایسا کہنا بہتر ہے مگر محقق ابن الہمام اور ہمارے شیخ شیخ الاسلام زکریا نے ان سے موافقت کی ہے، میں نے ان سب کی عبارات فتاویٰ میں ذکر کر دی ہیں ان کو وہیں دیکھ لیں یہ بہت اہم ہیں، اس مسئلہ میں کافی کچھ غلط سلط باتیں ہوئی ہیں سو ان سے بچیں۔“

حاشیہ ایضاً کی عبارت ختم ہوئی۔“

۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰

۴ اجارہ کی بھرت میں گرز چکا ہے کہ ایصالِ ثواب کو درود شریف سے کوئی

تعلق نہیں ہے اور کتاب منہاج کے متن میں ہے کہ میت کو صدقہ اور دعائے قائم
ہونا ہے خواہ وارث کی طرف سے ہو یا اجنبی کی طرف سے، تحفہ میں کہا، اس پر اجماع
ہے اور صدقہ سے میت کو فائدہ ہونے کا مطلب ہے گویا اس (میت) نے
(زندگی میں) خود صدقہ کیا ہے اور امام نے اس بات کو حقیقت سے دور بتایا ہے اور
وجہ یہ بتائی کہ اس (زندہ) کو تو اس بات کا حکم ہی نہ تھا، پھر اسکی خود ہی یہ تاویل کی کہ
صدقہ تو اسی کی طرف سے ہو گا جس نے کیلئے ہے ہاں! میت کو اس کی برکت ملے گی
ابن عبد السلام نے اس کا یہ کہہ کر رد کیا ہے کہ جو کچھ علماء نے ذکر کیا ہے یعنی یہ کہ صدقہ
میت کی طرف سے سمجھا جائے گا یہاں تک کہ اس کے لئے اس کا ثواب بھی لکھا جائے
گا، یہی تو سنت ظاہری معنی ہے۔ الخ

اسی سے معلوم ہوا کہ جو شخص کوئی عبادت کر کے یوں کہے: الہی! اس عبادت کا
ثواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دے تو یہ صحیح ہے، ہاں! بغیر دعا آپ کو ثواب
ایصال کرنے کی نیت کرنا ہے تو اس میں تفصیل ہے، اگر وہ صدقہ یا دعا ہے تو صحیح ہے
ورنہ نہیں، یہی ہمارا راجح مذہب ہے، اس کے علاوہ دوسری صورتوں میں احتیاط
ہے شاید الجہلی سمجھا ہو کہ ہمارے مذہب راجح میں اختلاف ہے اور میں نے اپنی
کتاب فتح الفتح بالخیر کے آخر میں علامہ ابن نجیم الحنفی کی کتاب البحر المائق شرح کتر الدقا
کی عبارت نقل کر دی ہے اور اسی سے متعلق ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان
لَا يَصُومُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ قَدْ لَا يَصِلُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ
”کوئی کسی کی طرف سے نہ روزہ رکھے نہ نماز پڑھے“

تو اس کا مطلب یہی ہے کہ ایک کے ادا کرنے سے دوسرا اس فریضے سے
سبکدوش نہیں ہو سکتا جب تک ہر آدمی خود ادا نہ کرے اس کا ثواب سے کوئی
نہیں، نماز پڑھی، روزہ رکھا یا صدقہ کیا اور اس کا ثواب کسی دوسرے کو بخش دیا خواہ

زندہ ہو یا میت جائز ہے اور ان کا ثواب اس کو پہنچتا ہے، یہی مذہب ہے اہل سنت و جماعت کا، یونہی یہ مسئلہ بدائع میں لکھا ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شروع سے کسی اور کی نیت کرے یا پہلے اپنے لئے کا رخ کرے اور پھر اس کا ثواب کسی کو ایصال کر دے دونوں صورتوں میں کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ علماء کا کلام مطلق ہے پھر ابن نجیم نے کہا:-

”علمائے کلام سے بظاہر ہی مترشح ہوتا ہے کہ یہاں فرض اور نفل میں کوئی فرق نہیں جب کسی نے فرض نماز ادا کی اور اس کا ثواب کسی اور کو ہدیہ کر دیا تو یہ صحیح ہے اس کے ذمہ وہ فرض باقی نہ رہا کیونکہ عدم ثواب سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ وہ اس کے ذمہ سے ساقط بھی نہ ہو اور میں نے ایسا لکھا ہوا بھی نہیں پایا“

ابن نجیم کا کلام ختم ہوا۔ اور میں نے اپنی کتاب مذکور (فتح الفتح بالخیر) کے آخر میں علاوہ دوسرے اقوال کے علامہ ابن حجر کا قول بھی حاشیۃ الايضاح سے نقل کیا ہے کہ حضور علیہ السلام کی طرف سے حج کرنا جیسا کہ بعض لوگوں کا دستو ہے ہمارے نزدیک جائز نہیں اور اکثر علماء کا یہی مسلک ہے کہ کیا ہے کہ حج کرنے کے بعد اس کا ثواب آپ کے لئے کر دینا بہتر ہے، الخ لیکن اگر یہ بطور دعا نہ ہو تو علماء کی یہ تصریح اس کی تردید کرتی ہے کہ ہر سچی کرنے والے کا ثواب اس حد تک بڑھ چڑھ کر کہ اس کا اندازہ لگانا محال ہے، حضور علیہ السلام کے حصے میں آتا ہے کیونکہ آپ کو امت کے اعمال حسنہ پر دو چندان ثواب ملتا ہے (تفصیل گزر چکی ہے) جب اتنا زیادہ ثواب آپ کو حاصل ہو جاتا ہے تو اب آپ کو ثواب پہنچانے کی ضرورت نہیں، ہماری یہ بات دوسروں کی طرف سے بعض صورتوں میں قربانی کے جواز کے متنافی نہیں کیونکہ وہ مالی عبادت ہے جس میں نیابت جائز ہے بخلاف حج کے

کہ یہ اصلاً عبادتِ بدنہ ہے اور مال کی ضرورت کو پیشِ نظر رکھیں تو تبعاً مالی ہوگی۔
حاشیۃ الايضاح کی عبارت ختم۔

کہا گیا ہے جو نقل کیا گیا ہے اس کا قائل ابن حجر کا شیخ ابوالحسن البکری ہے
اور یہ قول نووی کی ایضاح کی تشریح مختصر میں ہے، ہمارے شیخ محمد سعید سنبل کے
ایک فتوے میں ہے کہ جو شخص کوئی نیک کام اپنے لئے کرے اور کہے: اللہ! یا
اس کا ثواب فلاں کے لئے کر دے تو ثواب اس تک پہنچ جاتا ہے خواہ وہ زندہ
ہو یا مردہ الخ۔

میں نے اس مسئلہ پر اپنی کتاب فتح الفتح بالغیر میں طویل کلام کیا ہے لیکن
کی طرف رجوع کریں اور اس میں بھی کوئی فرق نہیں کہ اعمالِ مذکورہ کے حصولِ ثواب
کی دعا رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہو یا کسی اور کے لئے جیسے ہماری
سابقہ تخریر سے واضح ہے اور اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کسی اور کے
لئے مستقل طور پر دعا مانگی جائے یا آپ کے تابع کر کے اور سائل کا یہ کہنا کہ کیا ہم
جیسے لوگوں کو ان کی اقتدار کرنا جائز ہے؟ الخ جواب یہ ہے کہ ہاں ایہ جائز ہے
اور ممنوع یہ ہے کہ کسی کی طرف سے عبادتِ بدنی کرے، رہا عبادت کے
بعد یہ دعا مانگنا کہ اس کا ثواب فلاں کو پہنچے تو اس کا کوئی مانع نہیں جیسا کہ بیان ہوا
اور جس صورت میں اختلاف ہے وہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے لئے عمل کرے
اس صورت میں اس قائل کی بات مان لینا بھی جائز ہے، ابن حجر کا حوالہ گزر چکا
ہے جس میں انہوں نے اس کو مذہبِ اہل سنت و جماعت بتایا ہے، اور
شرح المنہج عن شرح المسلم میں ہے کہ علماء کی بہت سی جماعتیں اس طرف گئی ہیں کہ
میت کو تمام عبادات کا ثواب پہنچاتا ہے، روزہ ہو، قرأت ہو یا کوئی اور الخ۔
واللہ اعلم۔ علامہ کروی کے فتاویٰ کی عبارت ختم ہوئی۔

اور انہیں نووی کی شرح لائن حجر کے جس طویل کلام کی طرف رجوع کرنے کا کہا تھا
میں نے اس کی طرف رجوع کیا ہے ابن حجر نے حضور علیہ السلام کے فرمان :-

مَنْ هَتَمَ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ تَعَالَى عِنْدَهُ
حَسَنَةً كَامِلَةً وَإِنْ هَتَمَ بِهَا فَحَسِبَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ
تَعَالَى عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِينَ
إِلَى أَسْعَفِ كَثِيرَةٍ۔

”جس نے نیکی کا ارادہ کیا لیکن عمل نہیں کیا اللہ تعالیٰ اپنے ہاں
اس کی ایک کامل نیکی لکھ دے گا اور اگر نیکی کا ارادہ کیا اور اس پر عمل
بھی کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض دس سے لے کر سات سو
نیکیوں تک (حسبِ محوص) دو چند بڑھائے گا۔“

اور دو چند بڑھانے کا مسئلہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے۔

نیکیاں بڑھانے کی بہترین تمثیل | بعض نے کہا کہ اس روایت میں کثیرہ
کا لفظ اگرچہ نکرہ ہے (جس میں تعین

مشکل ہے) تاہم معرفہ سے زیادہ جامع ہے، بنا بریں اس کا مطلب ہوگا، ہر ممکن
حد سے زیادہ تر، اس کا بیان یہ ہے کہ مثلاً ایک آدمی نے گندم کا ایک دانہ صدقہ
کیا تو اللہ کے فضل و کرم سے یہی اس کو کافی ہے اگر دانہ لینے والے نے اس
دانہ کو موسم کے مطابق بہترین زمین میں آبپاشی کر کے بویا، فصل تیار ہوئی، اس
کو کاٹا پھر تمام حاصل شدہ دانے اسی طرح عمدگی سے زمین میں بومیئے اور
یونہی یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہا تو دیکھ لیجئے ایک دانے سے بڑھتے بڑھتے
غلے کے پہاڑوں جیسے ڈھیر لگ جائیں گے اسی طرح دانہ بھر نقدی کے باسے
میں بھی کیا جائے گا، فرض کیجئے، اس نے بہت نفع آور چیز خریدی اور بڑے بازار

میں جا کر بیچی اور یونہی یہ تجارت قیامت تک ہوتی رہی تو وہ ذرہ بھر نقدی دنیا بھر کو سمیٹ لے گی، اسی طرح ہر سچی کو سمجھ لیں اور اسی طرح گردش سے جو دولت طہنتی ہے یوں بھی سمجھ سکتے ہیں کہ ایک شخص نے فقیر کو ایک روپیہ صدقہ دیا، فقیر نے وہ روپیہ دوسرے فقیر پر صدقہ کر دیا، اس نے تیسرے پر اور اس نے آگے چھتے پر اور اسی طرح یہ سلسلہ آگے تک چلتا رہا اب پہلے کو ایک روپیہ خرچ کرنے پر دس کا ثواب بھی ہو گا اور دوسرے کو جو دس کا ثواب ہوا وہ بھی ملے گا کیونکہ جو کوئی اچھی شئی قائم کرے اسے اس کا ثواب بھی ہوتا ہے اور اس پر آگے عمل کرنے والے کا بھی اب دوسرے کو ایک روپیہ خرچ کرنے پر دس کا ثواب ہوا ہے لہذا پہلے کو بھی دس روپے کا ثواب ہو گا اور ہر روپیہ خرچ کرنے پر چونکہ دس کا ثواب ہوتا ہے لہذا اسے ایک سو روپے کا ثواب ہوا، پھر جب دوسرے فقیر نے ایک روپیہ خرچ کیا تو اسی قاعدے سے اس کو بھی سو روپے کا ثواب ملا جس کی رو سے پہلے کو ملا تھا، اب اسی قاعدے سے پہلے کا سو روپیہ ہزار ہو گیا، پھر جب تیسرے فقیر نے ایک روپیہ صدقہ کیا تو اس کو ایک سو کا ثواب ملا اور دوسرے فقیر کو ہزار کا اور پہلے کو دس ہزار کا، پھر جب چوتھے فقیر نے روپیہ خرچ کیا تو اس کو بھی سو روپے کا ثواب ملا، تیسرے کو ایک ہزار کا اور دوسرے فقیر کو دس ہزار روپے کا اور پہلے کو ایک لاکھ روپیہ صدقہ کرنے کا، یہ سلسلہ یونہی جاری رہے گا جس کا اندازہ اللہ ہی جانتے۔

ایک اور تمثیل | اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی ایک مثال یوں بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نیکو کار کی چھوٹی بڑی نیکیوں کا حساب فرمائے گا

تو اس کو گراں قدر صلہ و اجر عطا فرمائے گا، مثلاً:-
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ
يُحْيِي وَيُمِيتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں
اسی کا ملک اور اسی کی تعریف، وہی زندہ کدے اور وہی مائے اسی
کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔“

جب یہ ثنائیہ کلمے بازار کے شور و غل میں بلند کئے جائیں تو لاکھوں نیکیاں
ملیں، لاکھوں گناہ نابود ہوں اور قائل کئے لئے جنت میں گھر بنے جیسا کہ روایت
میں وارد ہے، پس جب کسی انسان کے نامہ اعمال میں بڑی نیکیاں ہونگی تو اللہ
تعالیٰ چھوٹی بڑی سب کی گراں قدر جزا دے گا جیسا کہ اس کا فرمان ہے:-
وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔

”اور ہم ضرور ان کو ان کے عمل کا بہترین اجر دیں گے۔“
اور یہ سب تو ہمارے علم و سمجھ کی باتیں ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا شکر
کرنا تو ممکن ہی نہیں۔ الخ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں یہ روایت نقل کی ہے کہ
جب یہ آیت نازل ہوئی:-

مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَتَتْ نَبَاتٍ سَبْعَ سَنَابِلٍ ۚ
”ان لوگوں کی مثال جو اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کریں ایک دانے
کی سی ہے جس نے سات بالیں اگائیں۔“

توضو علیہ السلام نے فرمایا، یا اللہ! میری امت کو اور زیادہ عطا فرما تو یہ آیت نازل ہوئی:-
مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضِعَّهُ
لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً۔

”کون ہے جو اللہ کو اچھا قرض دے پھر وہ اس کے لئے اسے بہت
زیادہ بڑھا دے۔“

پھر آپ نے فرمایا، الہی! میری امت کو اور زیادہ عطا فرما تو یہ آیت نازل ہوئی:-
 إِنَّمَا يُؤْتِي الضَّيِّقُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ

”عزیم و سہمت والوں کو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا۔“

امام احمد نے یہ روایت نقل فرمائی کہ بیشک اللہ تعالیٰ ایک نیکی کو دو لاکھ نیکیوں تک بڑھا دے گا، پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:-
 وَإِنْ تِلْكَ حَسَنَةٌ يُضَاعَفُهَا وَيُؤْتِيكَ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا
 ”اگر ایک نیکی ہوئی تو اللہ تعالیٰ اسے دو چند کر دے گا اور اپنے پاس

سے اجر عظیم عطا فرمائے گا۔“

اور فرمایا جب اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرماتا ہے تو اس کا اندازہ کون کر سکتا ہے؟
 اور ابن ابی حاتم نے یہ روایت نقل کی ہے:-

مَنْ أَرْسَلَ نَفَقَةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى وَاقَامَ
 فِي بَيْتِهِ فَلَهُ بِكُلِّ دِينَهِمْ سَبْعُمِائَةٍ دِينَهِمْ

”جس نے راہِ خدا میں خرچ بھیجا اور اپنے گھر میں ٹھہرا تو اس کے

لئے ہر دینم کے بدلے سات سو دینم ہوں گے۔“
 وَمَنْ غَزَا بِنَفْسِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى فَلَهُ بِكُلِّ

دِينَهِمْ سَبْعَةُ أَلْفٍ دِينَهِمْ

”اور جس نے راہِ خدا میں اپنی جان سے جہاد کیا تو اس کے لئے

ہر دینم کے بدلے سات ہزار دینم ہوں گے۔“

اور ابو داؤد نے یہ روایت بیان کی ہے:-

إِنَّ الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ وَالصِّيَامَ وَالذِّكْرَ يُضَاعَفُ

عَلَى النَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ سَبْعُمِائَةٍ مِائَةٍ مِائَةٍ

”بے شک نماز اور سلام اور روئے سجدہ اور ذکر و چند کیے جاتے ہیں اور خدا میں
خروج کرنے پر سات سو گنا“

اور ترمذی میں ہے:-

مَنْ دَخَلَ الشُّوقَ فَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ
لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْخَزَائِنُ يُحْيِي وَيُمِيتُ
بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.

”جو آدمی بازار میں داخل ہوا اور کہے: کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا جو
ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا ملک ہے اور اسی کی تعریف
وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے اسی کے ہاتھ میں بہتری اور وہ ہر چیز پر قدرت
رکھتا ہے“

كُتِبَ اللَّهُ تَعَالَى لَهُ أَلْفُ أَلْفِ حَسَنَةٍ وَمَحَافِئُهُ
أَلْفُ أَلْفِ سَيِّئَةٍ وَرَفَعَهُ لَهُ أَلْفُ أَلْفِ دَرَجَةٍ.

”اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس لاکھ نیکی لکھ دیتا ہے اور اتنے ہی
گناہ مٹا دیتا ہے اور اسی قدر درجے بڑھا دیتا ہے

اس روایت کی سند میں کمزوری ہے اور ایک حدیث ضعیف میں یہ بھی آیا ہے
کہ جس نے کہا: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ كُتِبَ اللَّهُ لَهُ مِائَةُ أَلْفِ
حَسَنَةٍ وَعِشْرِينَ أَلْفِ حَسَنَةٍ اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک لاکھ نیکی لکھ دیتا ہے اور بیس
ہزار نیکی۔ ابن حجر کی شرح الرعین کی عبارت ختم ہوئی۔

میں کہتا ہوں ترمذی کی حدیث جس کا ذکر ہوا ہے ابن عمر سے مروی ہے
اور اس کے الفاظ یہ ہیں:

مَنْ دَخَلَ الشُّوقَ فَقَالَ بِصَوْتٍ مُرْتَفِعٍ لَا إِلَهَ إِلَّا

اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ الْحَمْدُ
 جو بازار میں داخل ہو کر بلند آواز سے کہے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ
 لے، شاید کاتب سے "بصوت مرتفع" کے لفظ چھوٹ گئے ہیں یا یہ کوئی
 دوسری روایت ہوگی۔

یہ حقیقت پیش نظر رہے کہ عامل کے لئے نیکیوں کا طریق مذکور پر دو چند
 بڑھا ہر سطح کے عالموں کے لئے ہے اور ہر درجے میں یہ ترقی ہوتی ہے، اسی
 تفصیل سے جس کا ذکر کر دیا گیا ہے پس حضور علیہ السلام تک یہ سلسلہ اسی وقت
 پہنچے گا جب اس کا ثواب عقلی اعداد و شمار کی حدود سے تجاوز کر چکا ہوگا اور یہ
 حال تو آپ کے ایک عام امتی کی نیکی کا ہے اور عوام کی حالت یہ ہے کہ ان
 کے ایمان و عمل میں کوئی خاص ترقی نہیں ہوتی جو نگاہ خداوندی میں کوئی وقت رکھتی
 ہو اور جس میں بلند مرتبہ پانے کی صلاحیت ہو اور دو چند ہونے کا استحقاق رکھتی ہو
 اب تمہارا کیا خیال ہے ان اکابر امت اور خواص ملت کے بارے میں جن کی نیکیاں
 اللہ کے حضور خصوصی مقام حاصل کر چکی ہیں؟ اور کیا خیال ہے آپ کا رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کی نیکیوں کے بارے میں؟ بے شک عقل اس سلسلہ میں جب بھی کسی بلند
 درجے کا تصور کرے گی اجر و ثواب کے اس درجے کے کروڑوں حصے کو بھی گہر نہیں
 پہنچ سکتی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تیار کر رکھا ہے۔

چوتھا مسئلہ

حضور علیہ السلام پر درود شریف پڑھنے سے دو چند ثواب ملنے کا سبب
 امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب احیاء العلوم کے ایک طویل مقالہ کی شرح میں

شائع کرنے فرمایا کہ حضور علیہ السلام پر پڑھا جانے والا درود اس لئے بڑھتا ہے کہ درود شریف بجائے خود ایک نیکی نہیں بلکہ کئی نیکیوں کا مجموعہ ہے کیونکہ:

- ۱۔ اس سے پہلے تو اللہ تعالیٰ پر ایمان کی تجدید ہوتی ہے۔
- ۲۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔
- ۳۔ پھر آپ کی تعظیم کی تجدید ہوتی۔
- ۴۔ پھر آپ کے لئے عزت و عظمت طلب کرنے سے تجدید عنایت ہوتی ہے۔
- ۵۔ پھر یوم قیامت پر ایمان کی تجدید اور کئی قسم کی کرامات۔
- ۶۔ پھر اللہ کے ذکر کی تجدید ہوتی ہے اور نیکیوں کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔

۷۔ پھر آپ کی آل کے ذکر کی تجدید ہوتی ہے کیونکہ آل کی نسبت بھی آپ ہی کی طرف ہے۔

۸۔ ان سے اظہار محبت کی تجدید ہوتی ہے جب کہ خود حضور علیہ السلام نے ہجر اس کے کسی چیز کا اپنی امت سے سوال نہیں کیا کہ آپ کے اہل قرابت سے محبت کی جائے۔ (إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ)

- ۹۔ پھر اس میں دوران دعا عاجزی کرنا اور گڑگڑانا ہے اور دعا عبادت کا منفرد ہے۔
- ۱۰۔ پھر اس میں تجدید اعتراف ہے کہ تمام اختیار اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہم جلالتِ قدر و مرتبہ رحمتِ خداوندی کے محتاج ہیں۔

پس یہ دس نیکیاں ان کے سوا ہیں جن کا شریعت نے ذکر کیا ہے مثلاً یہ کہ ایک نیکی دس کے برابر ہے اور برائی ایک کی ایک ہی رہے گی وغیرہ الخ میں کہتا ہوں شائع کرنے جو چھٹا فائدہ تحریر فرمایا ہے کہ درود شریف سے

ذکر خدا کی تہجد ہوتی ہے اسے یوں کہنا چاہئے کہ خسوع علیہ السلام پر درود شریف
 پڑھنا ذکر خداوندی کی افضل ترین قسموں میں سے ہے وجہ گزشتہ چکی ہے، سیدی احمد
 بن عطاء اللہ الاسکندری نے اپنی کتاب مفتاح الفلاح فی ذکر اللہ الکریم
 الفتح کے شروع میں فرمایا، ذکر کی ایک قسم وہ بھی ہے جس میں دعائیہ الفاظ
 ہوں مثلاً:-

سَبَّحْنَاكَ تَوَخَّضْنَا اِنْ نَسِينَا اَوْ اَخْطَا نَا الْاٰیۃ
 ”الہی! اگر ہم سے بھول چوک ہو جائے تو اس پر گرفت نہ فرمانا“

اور یونہی:-

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
 ”الہی! ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج“

پس ذکر کی یہ قسم قلب مبتدی میں اس ذکر سے زیادہ اثر کرتی ہے جس کے
 ضمن میں دعا و مناجات نہ ہو کیونکہ مناجات کرنے والا اپنے دل کو اس ذات
 کے قریب سمجھتا ہے جس سے وہ مناجات کر رہا ہے اور یہی چیز اس کے دل میں
 اثر پیدا کرتی اور خوف خدا پیدا کرتی ہے۔ الخ اور سیدی عارف باللہ سید مصطفیٰ
 البکری نے اپنی کتاب: المنهل العذب السائغ لواردة فی ذکر
صلوات الطریق واورادہ میں یہی عبارت اس بات پر بطور استشاد پیش فرمائی
 ہے کہ جو ذکر مناجات کو متضمن ہو زیادہ مفید ہے۔

علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ الدر المنضوٰی میں فرماتے ہیں:-

اللہ تعالیٰ کی اپنے نبی علیہ السلام پر یہ بھی کرم نوازی ہے کہ آپ سے اس
 نے یوں محبت فرمائی کہ مثلاً اس نے آپ کا ذکر اپنے ذکر کے ساتھ شاد و تین میں
 کیا، آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت، آپ کی محبت کو اپنی محبت قرار دیا، یونہی

آپ پر درود و سلام کے ثواب کو اپنے ذکر کے ساتھ ملا دیا تو جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

فَاذْكُرُونِيْ اَذْكُرْكُمْ
”تم مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں گا۔“

اور فرمایا:

اِذَا ذَكَرْتَنِيْ عَبْدِيْ فِيْ نَفْسِهِ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ وَاِذَا
ذَكَرْتَنِيْ فِيْ مَلَاۗءُ ذَكَرْتُهٗ فِيْ مَلَاۗءُ خَيْرٍ مِّنْهُ۔

جب میرا بندہ اپنے دل میں میرا ذکر کرے، میں بھی اس کا ذکر اپنی خلوتِ خاص میں کرتا ہوں اور جب وہ میرا ذکر عام لوگوں کے مجمع میں کرتا ہے تو میں اس کا ذکر اس سے بہتر مجلس میں کرتا ہوں۔“

جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے، یونہی حق سبحانہ نے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کیا، ایسے طور کہ بندے کا آپ پر درود پڑھنا قبول فرمایا اور قبولیت بھی کیسی کہ جو آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ صلوٰۃ نازل فرماتا ہے، یونہی جب کوئی آپ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ سلام بھیجتا ہے اور اسی سے اس سوال کا جواب بھی معلوم ہو گیا کہ جب ہر نیکی کا اجر دس گنا دیا جاتا ہے جیسا کہ نص قرآنی سے ثابت ہے پھر آپ پر درود پڑھنے میں کیا خصوصی اضافہ ہوا؟ اس کی توضیح یہ ہے کہ اس میں خصوصی اضافہ ہوتا ہے اور وہ یوں کہ اس کی جزا میں اس کے جنت میں دس درجے بلند ہوتے ہیں اور یہ دس جے اللہ تعالیٰ کی اس صلوٰۃ کے عوض ہیں جو ایک درود کے جواب میں وہ دس مرتبہ نازل فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا بندے کو ایک مرتبہ یاد کر لینا دونا دون نیکیوں سے بڑھ کر ہے، علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے اسی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اس کے ساتھ دس درجے بلندی، دس گنا ہوں کا ازالہ اور دس نیکیوں کا

نامہ اعمال میں لکھا جانا بھی ملا دیا ہے اور یہ بھی کہ گویا اس نے دس غلام آزاد کئے ہیں پس اس عبادت کے ثمر پر غور کیجئے اور اس کی دوسری نیکیوں پر دونا دون انتبازی بزرگی ملاحظہ فرمائیے شاید یہی چیز آپ کو کثرتِ صلوٰۃ و سلام پر آمادہ کر دے اور آپ دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کر کے کامیاب و کامران ہو جائیں۔ الخ

پانچواں مسئلہ

درود شریف کو سلام سے الگ کرنا | حدیث کعب وغیرہ سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ صلوٰۃ

کو سلام سے الگ کرنا مکروہ نہیں، اسی طرح سلام کو صلوٰۃ سے علیحدہ کرنا بھی جائز ہے اس لئے کہ سلام کی تعلیم صلوٰۃ سے پہلے دی گئی ہے پس تشدید مدت تک صرف سلام پڑھا جاتا رہا اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اذکار وغیرہ میں اس کے مکروہ ہونے کی تصریح فرمائی ہے اور دلیل یہ پیش فرمائی کہ آیت میں حکم دونوں کا ساتھ ساتھ آیا ہے سخاوی نے فرمایا: میں کہتا ہوں محل نزاع اس مقام پر ہے جہاں تنہا صلوٰۃ پر اکتفا کرنا ثابت نہیں مثلاً قنوت، علاوہ ازیں ہمارے شیخ ابن حجر نے کراہت میں سکوت فرمایا ہے اور فرمایا اس میں نظر ہے ہاں یہ مکروہ ہے کہ صرف صلوٰۃ ہی پڑھنا ہے اور سلام بالکل نہ پڑھے لیکن اگر کسی ایک وقت صلوٰۃ پڑھی اور دوسرے وقت میں سلام پڑھے لیا تو حکم خداوندی پرمحل ہو گیا الخ

صاحب کتاب جوہر المعانی فرماتے ہیں، میں نے اپنے شیخ سیّدی عارف باللہ ابو العباس الیقجانی رضی اللہ عنہ سے صرف درود شریف پڑھنے کے بارے میں سوال کیا ایسے مقام پر جہاں سلام سے ابہام پیدا ہوتا ہو تو آپ نے جواب میں فرمایا ایسی صورت غیب سے پیدا ہو جاتی ہے اور یہ کسی مرتب کی ترتیب سے پیدا نہیں

ہوتی اور قواعد معلومہ سے خارج ہے اور حضور علیہ السلام سے بعض کیفیات ایسی بھی ثابت ہیں جن میں صرف درود آتا ہے سلام نہیں ہوتا اور یہ کیفیات نبویہ بطور عبادت ثابت ہیں لہذا قول فقہار لائق التفات نہیں، والسلام۔ اور بعض لوگوں نے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے اپنی کتاب ”جذب القلوب الی ديار المحبوب“ میں فرمایا:-

”جس صیغہ میں سلام نہ آیا ہو اس میں اپنی طرف سے ملا لینا چاہئے کیونکہ اکثر علماء کے نزدیک اس آیت کریمہ (إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ الْإِنَّمٰی کی رو سے بظاہر درود شریف کو سلام سے انک کرنا مکروہ ہے اگرچہ بعض نے اس میں کچھ گفتگو کی ہے لیکن اس کے خلاف اولیٰ ہونے پر تو ہر حال سب کا اتفاق ہے۔“

ایک سوال اور اس کا جواب | رہی یہ بات کہ حضور علیہ السلام نے جب صحابہ کرام کو تعلیم دی تھی تو اس میں صرف صلاۃ کا ذکر تھا، سلام نہ تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ سلام کا صحابہ کرام کو پہلے ہی علم تھا جیسا کہ بعض حدیثوں میں آیا ہے علیٰ ہذا القیاس! صرف سلام پڑھنا بھی مکروہ ہو گا یا کم از کم خلاف اولیٰ تو ہو گا ہی، اکثر عجبی صرف علیہ السلام پر ہی اکتفا کرنے کے عادی ہیں حالانکہ عربی کتابوں میں ایسا بہت کم ہے اور اکثر مفسرین متقدمین و متاخرین نے اپنی کتابوں میں صیغہ صلے اللہ علیہ وسلم کا التزام کر رکھا ہے جو بڑا مختصر، بہت خوبصورت اور مقصد کو ادا کرنے والا ہے الخ اور یہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہتر ہے کیونکہ اس میں واضح طور پر اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں۔

چھٹا مسئلہ: صلے اللہ علیہ وسلم اور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا استعمال

عبدالرحمن بن ہدیٰ ”صلے اللہ علیہ وسلم کو مستحب سمجھتا تھا اور وہ علیہ السلام“

کا لفظ نہیں بولتا تھا کیونکہ ”علیہ السلام“ دنیا سے انتقال کر جانے والوں کا سلام ہے، روایت کیا اس کو بشکوال وغیرہ نے، ”القول البدیع“ اور ابو الطیب الغفری الشامی نے اپنی کتاب و مراد اهل الصفا فی الصلوة علی المصطفیٰ، صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدمہ میں جو کہا اس کی عبارت یہ ہے :-

فی صحیح البخاری وغیرہ عن ابی سعید الخدری
رضی اللہ عنہ قال قلنا یا رسول اللہ هذا السلام
علیک قد عرفناہ فکیف نصلی علیک الحدیث المراد
بقولہم هذا السلام قد عرفناہ ونحوہ معا تقدّم
ذکرہ ہوما علمہم فی لشہد السلام علیک ایتھا النبی و
رحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

”صحیح بخاری میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ ہم نے کہا یا رسول اللہ! یہ سلام تو ہم پہچان گئے جو آپ پر پڑھا جاتا ہے
تو اب صلوٰۃ آپ پر کیسے بھیجیں؟ صحابہ کا یہ کہنا کہ یہ سلام تو ہم پہچان گئے
اور اس سے ملتے جلتے الفاظ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے، اس سے
مراد وہ سلام تھا جو آپ نے ان کو تشہد میں سکھایا تھا یعنی السلام
علیک و رحمۃ اللہ و برکاتہ

یہ قول بہیقی کا ہے شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی نے فرمایا :-

السلام کی یہی تفسیر ظاہر ہے الخ اور اسی بنا پر جب کوئی شخص رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز کے علاوہ صلاۃ و سلام پڑھنا چاہے اور یوں کہے اللہم
صل علی محمد و السلام علیہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ یا آپ کے ذکر پاک
کے وقت کہے السلام علیہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ یہ بہتر ہے

اور موافق ہے اور اس پر بڑا اجر و ثواب ملے گا اگرچہ عام طور پر زبانوں پر یہی مشہور و معروف چلا آ رہا ہے کہ صلوٰۃ بھی کی طرح سلام بھی خدا تعالیٰ کے سپرد کیا جائے مثلاً آپ کے ذکر کے وقت کہا جاتا ہے ”صلی اللہ علیہ وسلم“ اور جیسے کہا جاتا ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ سَلِّمْ ابوالطیب الغفری کی عبارت ختم ہوئی۔

ابن حجر نے اپنی کتاب الدر المنصورہ کے مقدمہ میں فرمایا:-

ابن عفرہ نے عبد السلام سے نقل کیا کہ اتنا کہنا کافی ہے: صلی اللہ علیہ وسلم اور کچھ دوسرے حضرات نے اس پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے اور کہا ہے کہ تسلیماً کا لفظ زیادہ کرنا ضروری ہے گویا ان صاحب نے ظاہری لفظ سلمو تسلیماً سے یہ مسئلہ نکالا ہے حالانکہ یہ استنباط صحیح نہیں جیسا کہ معمولی غور و فکر سے یہ بات ظاہر ہو جائے گی الخ

پھر ابن حجر نے اسی کتاب کے تیسرے فصل میں فرمایا:-

نماز سے باہر صیغہ طلب (اَللّٰهُمَّ صَلِّ) کو استعمال کرنا بجائے خبر کے افضل ہے کیونکہ تشدد کے بعد بھی یہی آیا ہے اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ محدثین نے کتب حدیث میں کیوں خبر کو استعمال کیا؟ (صلی اللہ علیہ وسلم) تو اس کا جواب یہ دیا گیا کہ ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس طرح بات کریں جسے وہ سمجھ سکیں۔ کتب حدیث جب پڑھی جاتی ہیں تو ان کے سننے کے لئے عام لوگ اکٹھے ہو جاتے ہیں اور اگر ان کے سامنے صیغہ طلب استعمال کیا جائے تو اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں وہ یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ ہمارے پڑھے بغیر اللہ کی طرف سے حضور علیہ السلام پر صلوٰۃ و سلام نازل ہی نہیں ہوتا پس ایسا صیغہ لایا گیا جس سے ان کے ذہن میں یہ بات بٹھ جائے کہ آپ کو رحمت خداوندی (ان کے طلب کرنے سے پہلے ہی) حاصل ہے تو ان الفاظ سے عوام کی غلط فہمی دور ہو جائے گی علاوہ ازیں اس میں بھی منمنا طلب کا

معنی پایا جاتا ہے جس کے ہم مامور ہیں۔ (صلوٰۃ) انتہی، اس سے تقریباً ایک صفحہ پہلے فرمایا، جاننا چاہئے کہ ہمارے مذہب کی رو سے نماز میں حضور علیہ السلام پر درود و سلام بھیجنے کے سلسلہ میں وہی الفاظ متعین نہیں جو روایات میں وارد ہوئے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ الفاظ متعین ہیں۔ پہلی صورت میں یہ بھی کافی ہے اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اور یہ بھی صَلِّ اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ صحیح مذہب یہی ہے کیونکہ جو دعا خیر کے الفاظ سے کی جائے اس میں زیادہ تاکید ہوتی ہے بخلاف الصَّلٰوة عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ (صلی اللہ علیہ وسلم) (رسول اللہ پر درود ہوا) کے، کہ یہ بالاتفاق ناجائز ہے کیونکہ اس میں صلوٰۃ کی نسبت اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف نہیں پس یہ ان الفاظ میں سے نہیں جو شرح میں وارد ہوئے ہیں اسی لئے امام نیشاپوری نے کہا ہے کہ صَلَّیْتَ عَلٰی مُحَمَّدٍ (میں نے محمد پر صلاۃ بھیجی) کافی نہیں کیونکہ بندے کا مرتبہ اس سے قاصر ہے بلکہ اسے اللہ سے سوال کرنا چاہئے کہ وہ ذات پاک آپ پر صلوٰۃ نازل فرمائے پس اس وقت حقیقتاً صلاۃ بھیجنے والا اللہ تعالیٰ ہوگا اور بندے کو صلوٰۃ بھیجنے والا کہنا مجاز ہوگا اور صلوٰۃ کی نسبت بندے کی طرف محض اس لئے ہوگی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے آپ پر صلوٰۃ بھیجنے کا سوال کر رہا ہے صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ وسلم۔

سوال مسئلہ

آپ پر کم از کم کتنا زیادہ درود و تشریف پڑھے | متعدد حدیثوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان آیا ہے: اَعِثُّوْا مَعَ الصَّلٰوةِ عَلٰی وَاٰلِہٖ وَسَلٰمٍ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ وَ لَیْلَتِہَا۔

”مجھ پر کثرت سے درود بھیجنا جو خاصاً جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات“
 ابو طالب مکی نے کہا: کم از کم کثرت کی حد تین سو مرتبہ ہے، حافظ سخاوی نے
 کہا، مجھے اس قول کی سند نہیں ملی، ہو سکتا ہے انہوں نے یہ قول کسی بزرگ سے
 لیا ہو یا تو تجربوں کی بنا پر یا ویسے ہی یا ان لوگوں کی رائے ہو جن کا خیال ہے
 کہ کثرت کی کم از کم حد تین سو سے حاصل ہوتی ہے جیسے کہ ایسا ہی ایک قول
 متواتر کی تعریف میں بیان کرتے ہیں کہ کم سے کم حد تو اتر تین سو دس سے کچھ
 اوپر ہے اور اس سلسلہ میں سینکڑوں سے اوپر کی تعداد کو لغو اور زائد قرار دیتے ہیں،
 اور علم حقیقی اللہ ہی کے پاس ہے اور امام شعرانی کی کتاب کشف الغمہ سے میں نے
 اپنی کتاب فقل القلوت میں یہ حوالہ نقل کیا ہے کہ:-

”یعنی علماء رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام پر صلوٰۃ و سلام
 کی کم از کم کثرت یہ ہے کہ سات سو مرتبہ درود شریف ہر روز آپ پر
 بھیجے اور ۱۰۰ مرتبہ ہر رات۔“

کچھ دوسرے حضرات نے فرمایا کہ کم از کم کثرت کی حد یہ ہے کہ ۳۵۰ مرتبہ ہر دن
 اور ۳۵۰ مرتبہ ہر رات آپ پر درود شریف بھیجے۔

اکھٹواں مسئلہ

اللہ تعالیٰ جو اپنے بندے پر صلوٰۃ بھیجتا ہے اعداد و شمار کا اسمیں کوئی دخل نہیں!

عارف شعرانی رضی اللہ عنہ نے العہود الکبریٰ میں فرمایا کہ میں نے
 سیدی علی الخوام رحمہ اللہ کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ جو اپنے بندے پر صلوٰۃ بھیجتا ہے
 اس میں اعداد و شمار کا دخل نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ کی نہ کوئی ابتدا ہے نہ

انتہاء اس میں جو تعداد آجاتی ہے وہ تو درود بھیجنے والے بندے کی وجہ سے آتی ہے کیونکہ بندہ محدود اور زمانے کے ساتھ مقید ہے اور اللہ تعالیٰ نے اباوجود لا محدود ہونے کے بندے کی خاطر اور اس کی طرز پر نازل فرمایا اور یہ خبر دی کہ وہ بندے پر ایک درود کے عوض دس مرتبہ درود بھیجتا ہے، اس کو سمجھیے اور ہماری بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اپنے نبی پر درود بھیجے مثلاً یہ نہیں کہتا کہ الہی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں کیونکہ بندہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رتبے سے واقف ہی نہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے مقام کو کیسے معلوم کر سکتا ہے، پس معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کی تعداد ہمارے سوال پر مبنی ہے جو ہم اللہ تعالیٰ سے کرتے ہیں پس ہمارے لئے ایک مرتبہ سوال کرنا بھی کافی ہے۔

نواں مسئلہ

حضور علیہ السلام پر آپ کی آل کا نام لئے بغیر درود شریف پڑھنا

شیخ عبدالحق دہلوی

نے اپنی کتاب

جذب القلوب میں فرمایا کہ:-

درود شریف کے ذکر میں آپ کی آل کا ذکر عام طور پر شاید بغرض اختصار چھوڑ دیا جاتا ہے ورنہ لکھتے وقت اس کا اضافہ کرنا بہتر اور مستحب ہے جیسے کہ بعض نسخوں میں نظر آتا ہے اگرچہ ضمیر مجرور پر صرف جار کے اعادے کے بغیر عطف کرنا اگر نحو لوگ کے نزدیک جائز نہیں الخ اور ذخیرۃ الخیر کے مصنف نے کہا کہ صرف حضور علیہ السلام پر درود پڑھنے کی فضیلت وہ نہیں جو آپ پر اور آپ کی آل دونوں پر پڑھنے میں ہے کیونکہ آپ کی آل پر درود پڑھنا مستقل سنت ہے اور فرمان نبوی صحیح حدیثوں میں اس کی ترغیب میں وارد ہوا ہے اور آئمہ نے اس پر تصریح فرمائی ہے اور نبی صلی

اللہ علیہ وسلم سے جس قدر احادیث درود شریف کے متعلق ثابت ہیں ان سب میں بھی ابائے
چند آپ نے آل کے لئے درود شریف کی تعلیم دی ہے اور ابن الجوزی نے اپنی
کتاب مفتاح الحصن میں کہا ہے کہ صرف نبی علیہ السلام پر درود شریف پڑھنے پر اتنا
کو نامیری معلومات کے مطابق کسی مرفوع حدیث میں نہیں آیا ماسوائے سنن نسائی
کے کہ اس میں دعائے قنوت کے آخر میں جو درود شریف آیا ہے وہاں آل کا
نام نہیں آتا باقی جہاں کہیں بھی حضور علیہ السلام پر درود شریف آیا ہے ساتھ ہی بوا
عطف آل کا ذکر بھی موجود ہے الخ۔ اور بلاشبہ جو شخص عبادت میں سنت کو بجاتا
ہے وہ ترک کرنے والوں سے نہیں ہو سکتا اور صحیحین میں حضرت عقبہ بن عامر کی
حدیث میں ہے:-

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ الْحَدَّثُ

اور امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے

يَا آلَ بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ حُبُّكُمْ فَرَضٌ مِنَ اللَّهِ فِي الْقُرْآنِ أَنْزَلَهُ
يَكْفِيكُمْ مِنْ عَظِيمِ الْقَدْرِ أَنْتُمْ مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَا صَلَوةَ لَهُ

ترجمہ: اے رسول اللہ کے گھر والو! تمہاری محبت اللہ تعالیٰ نے

قرآن کریم میں فرض قرار دی ہے تمہاری عظمت و شان کو یہی بات کافی ہے
کہ جو تم پر درود نہ پڑھے اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔

اس سے ظاہر ہوا کہ جو شخص آپ کی آل پر درود شریف نہیں پڑھتا وہ ایک
بہت بڑی فضیلت اور عظیم الشان سنت کو ترک کر رہا ہے۔ و خیرۃ الخیر کی عبادت
نہم ہوئی۔

بہر حال درود شریف پڑھنا آپ کے اصحاب پر حدیثوں میں نہیں آیا تاہم

آل پر قیاس کرتے ہوئے بالاتفاق آپ کے اصحاب پر بھی صلوٰۃ پڑھنا مستحسن سمجھا گیا ہے جیسا کہ دلائل الخیرات کے شارحین اور دوسرے علما سے یہ بات ذکر کی ہے اور آٹھویں باب کے شروع میں صادمی علی الجلائین کے حوالہ سے یہ بات آ رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا بہتر طریقہ وہ ہے جس میں آپ کے آل اور اصحاب دونوں کا ذکر ہو اور علامہ سید محمود آلوسی آقندی مفتی بغدادی صاحب تفسیر روح المعانی نے شاعر عراق عبد الباقی آقندی فاروقی کے قصیدہ کی شرح الطراز المذہب فی شرح قصیدۃ مدح البائنا الاشہب کے آخر میں فرمایا:-

”بعض نے کہا ہے کہ آل کے لئے بھی صلوٰۃ کی دعا کرنی چاہئے

کیونکہ ان پر درود بھیجنے کا انتخاب نص سے ثابت ہے اور اصحاب کے لئے بھی کیونکہ یہ ان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں، کہا گیا ہے کہ اصحاب پر درود شریف پڑھنا اولیٰ ہے کیونکہ قیاس کی رو سے بھی صحابہ اس آل سے بہتر ہیں جس کو آپ کی صحبت میں سر نہ ہوئی ہو اور حضور علیہ السلام کی نگاہ کرم پڑ جانا آپ کے جسم النور کا جزو ہونے سے بہتر ہے کیونکہ جسم النور کا جزو بننے سے ذات کو شرف ملتا ہے اور ہماری گفتگو وصف ذاتی میں نہیں بلکہ اس وصف میں ہے جس سے علوم و معارف کا تعلق ہے۔“

آلوسی نے فرمایا: آپ جانتے ہیں یہ بات مطلقاً تسلیم نہیں کی جاسکتی اور میں نے الشہاب الرملی کے فتاویٰ میں یہ عبارت دیکھی ہے۔

اے اگر لفظ آل پر ہی غور کیا جائے تو یہ سوال سرے سے پیدا ہی نہیں ہوتا۔ قرآن کی رو سے آل وہ تمام لوگ ہوتے ہیں جو اس کے پیر کار ہوں اور اس کے اصولوں کا رنبہ ہوں لہذا قیامت تک کی ساری امت آپ کی آل ہے۔ تدبر مترجم

ایک سوال اور اس کا جواب | کیا آل کا نام لئے بغیر صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا مکروہ ہے جیسا

کہ شیخ خالد نے تشریح التوضیح میں ذکر کیا ہے یا نہیں؟ تو آپ نے جواب دیا: یہ مکروہ نہیں اور اکثر لوگوں نے اس کی تصریح کی ہے اور مجھے تو تشریح التوضیح میں یہ عبارت نظر نہیں آئی الخ۔

میں کہتا ہوں میں نے شیخ خالد کی کتاب تشریح التوضیح کی طرف رجوع کیا تو اس میں تو مجھے یہ بحث نہیں ملی بلکہ اس میں تو سلام کو چھوڑ کر تنہا درود پڑھنے کو مکروہ لکھا پایا شاید سائل کو وہم ہو گیا تھا جس کی بنا پر اس نے سوال میں یہ بات لکھ دی اور بلاشبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی آل کا ذکر کئے بغیر درود پڑھنا بہت بری فضیلت کو ترک کرنا ہے جیسا کہ گذر چکا ہے۔

دسواں مسئلہ

آپ پر درود شریف غفلت گنہیں حضور قلب سے پڑھا جائے

دلائل الخیرات کی شرح میں فرمایا کہ قاضی عیاض نے الاکمال میں ایک محقق کا جس کو انہوں نے دیکھا تھا یہ قول نقل فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ:۔

”جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اللہ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا۔“

اس آدمی کے حق میں ہے جو آپ پر محض ثواب کی نیت سے اخلاص کے ساتھ اور اس ذریعہ سے آپ کا حق ادا کرتا ہو آپ کی غفلت کی بنا پر محبت سے درود

بھیجے، اس کے لئے نہیں جو اس سے کوئی اپنی غرض حاصل کرنا چاہے یا اپنی دعا قبول کروانے کی امید پر پڑھے، قاضی عیاض فرماتے ہیں مجھے اس پر اعتراض ہے الخ۔

سیدی عبدالعزیز الدباغ نے کتاب الابریزہ کے باب سوم میں ایک سلسلہ کلام کے بعد فرمایا:-

اسی لئے تم دیکھو گے کہ دو شخص آپ پر درود شریف پڑھتے ہیں، اس کو تو تھوڑا سا اجر ملتا ہے اور اس کو اتنا اجر ملتا ہے جس کا بیان نہیں کیا جاسکتا اور نہ شمار کیا جاسکتا ہے

عجیب نکتہ اس کا سبب یہ ہے کہ پہلے شخص کی زبان سے حق تعالیٰ علیہ السلام پر درود کا لفظ غفلت کے ساتھ نکل رہا ہے اس کا دل مشاغل اور موانع سے بھرا پڑا ہے گویا اس کی زبان سے درود شریف الفت کی عادت کی بنا پر نکل رہا ہے اسی لئے اسے کم اجر ملا اور دوسرے کی زبان سے درود شریف محبت و تعظیم کے ساتھ نکلا ہے محبت اس لئے کہ وہ اپنے دل میں نبی علیہ السلام کی جلالت و عظمت کا تصور کرتا ہے اور یہ تصور بھی کرتا ہے کہ آپ ہر موجود کا سبب ہیں اور ہر نور آپ ہی کے نور سے ہے اور یہ کہ آپ ہی رحمت اور کائنات کے لئے ہدایت ہیں اور یہ کہ پہلے پھلوں سب کی رحمت اور مخلوق کی ہدایت آپ ہی کی طرف سے اور آپ ہی کے صدقہ سے ہے پس وہ آپ کی اس غرت و عظمت کے پیش نظر آپ پر درود شریف پڑھتا ہے نہ کہ کسی اور علت سے جس کا تعلق آدمی کے اپنے ذاتی مفاد سے ہو۔ اور تعظیم اس لئے کہ انسان دیکھے اس عظمت شان کی طرف اور یہ بھی سوچے کہ یہ آپ کو کیوں کر حاصل ہوئی اور کہ ایسی خصلتوں والے کی مدح و ثناء کیسے ہونی چاہئے۔

اور یہ کہ تمام مخلوق بھی ان میں سے ایک خصلت کے بیان کر لے سے قاصر ہے
 کیونکہ اوصاف حمیدہ کے حقائق آپ کی ذات پاک میں اس عروج و ترقی پر ہیں
 کہ ان کی کیفیات کا ادراک بھی فکر انسانی سے ممکن نہیں چہ جائیکہ بالفعل ان کا بیان
 کر کے پس حجب زبان آدمی سے نبی علیہ السلام پر درود شریف نکلنے سے تو اس
 کا اجر حضور علیہ السلام کے قدر و مرتبہ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے مطابق ہی
 مرتب ہوتا ہے کیونکہ اس درود شریف کا محرک اور اس پر آمادہ کرنے والی چیز محض
 آپ کی ہی قدر و منزلت ہے لہذا درود شریف پر جو اجر و ثواب ملتا ہے اس کا دار و مدار
 بھی جذبہ محرک کے مطابق ہوگا پہلے شخص کے درود پڑھنے میں جذبہ محرک اس کا
 ذاتی مفاد ہے لہذا اس کو ثواب بھی اسی کے مطابق ملے گا اور تمہارا رب کسی ظلم
 نہیں فرماتا، یہی حال اس عمل کا جو بندہ اپنے رب کے لئے بجا لاتا ہے جب اس
 نیک عمل میں جذبہ محرک رب تعالیٰ کی عظمت، جلال اور رفعت کبریائی ہو تو اس کا اجر
 بھی رب تعالیٰ کی عظمت کے مطابق ہوگا اور جب اس میں جذبہ محرک اور عمل پر آمادہ
 کرنے والی صرف بندہ کی اپنی غرض ہو اور اس کی اپنی ذات کی طرف لوٹنے والا
 مفاد ہو تو اجر و ثواب بھی اسی کے مطابق ہوگا۔ والسلام الخ۔

عاف باللہ سید محمود الکر دی الشیخانی نے اپنی کتاب "اول الخیرات" میں فرمایا
فائدہ احبان لیجئے کہ جو شخص اس حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حال استغراق،
 نیند، اور کم ہوشی یا غلبہ حال میں اس طور پر درود شریف پڑھے کہ اسے پتہ ہی نہیں
 چلتا کہ کیا کہہ رہا ہے تو ان حالات میں بھی اس کو ثواب ملتا ہے یہ محض آپ کی تعظیم
 احترام اور رفعت شان کے پیش نظر ہے اس کو سمجھئے، انشاء اللہ آپ ثواب پائیں
 گے۔ الخ۔

اور سید عبدالوہاب شعرانی نے طبقات میں سیدی ابوالہواہب الشاذلی کے حالات

میں ان کا یہ قول نقل فرمایا ہے :-

”میں نے سید العالَمین صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اس شخص پر جو ایک مرتبہ آپ پر درود بھیجے، کیا یہ بشارت اس کے لئے ہے جو حضور قلب سے درود شریف پڑھے؟ فرمایا نہیں ایہ تو ہر اس شخص کے لئے ہے جو غفلت سے مجھ پر درود بھیجے اور اللہ اہل کو بہاڑوں جتنے فرشتے عطا فرماتا ہے جو اس کے لئے دعا و استغفار کرتے ہیں لیکن اگر حضور قلب سے پڑھے تو اس کا ثواب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا“

گیارہواں مسئلہ

صاحب الدیر نے؟
حضرت پر درود شریف مطلقاً مقبول ہوتا ہے یا نہیں؟

فرمایا اور میں نے خود آپ کو فرماتے سنا کہ علماء کا یہ فرمانا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھ جانے والا درود قطعاً مقبول ہوتا خواہ کسی کی طرف سے ہو، آپ نے فرمایا، بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا افضل ترین عمل ہے مگر قطعی قبولیت صرف پاک نفس اور پاک دل سے پڑھے جانے والے درود کی ہوتی ہے کیونکہ جب درود شریف کسی پاک انسان کی زبان سے نکلتا ہے تو تمام خامیوں سے پاک ہوتا ہے مثلاً غور، ریاء اور دوسری بہت سی خامیاں لیکن نیک نفس اور پاکیزہ دل میں ایسی کوئی خامی نہیں ہوتی، یہی مطلب ہے اس فرمان نبوی کا جو دوسری حدیث میں آیا

”مَنْ نَزَلَ إِلَهُ إِلَّا اللَّهُ كَمَا أَوْه جَنَّتْ فِي دَخْلٍ هَوَا“

مطلب یہی ہے کہ جب اس کی ذات اور دل پاک ہو گیا کیونکہ اسی صورت میں کہنے والا یہ کلمہ خلوص دل سے کہے گا الخ۔

فرمایا، اس کے باوجود جب تم اس کی بادشاہی کی شان اور قہر کا غلبہ دیکھو اور یہ کہ قلب اس کی دو انگلیوں کے درمیان ہے جیسے چاہے اسے پھیر دے اور خوبصورت کر دکھائے، اس کی نگاہیں اس کے بُرے اعمال اسی طرح جس طرح آپ کا قلب چاہتا ہے یہاں تک کہ اس کو یقین ہو جائے کہ یہ حالت پہلی حالت بہتر ہے والعیاذ باللہ! تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے وہی شخص نڈر ہو گا جسے دنیا و آخرت کا خسارہ منظور ہو، واللہ اعلم!

فرمایا، یہ سب کچھ پو شیخ رضی اللہ عنہ نے قبولیت درود کے بارے میں فرمایا، شک و شبہ سے بالاتر ہے۔

اسی مسئلہ کے بارے میں ولی صالح، عالم راجح سیدی محمد بن یوسف السنوسی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا، سائل نے لکھا کہ میں نے بعض فقہاء کو یہ کہتے سنا ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر جس حال میں بھی درود پڑھا جائے مقبول ہے تو شیخ مذکور نے اسے جواب دیا کہ یہ بات ابو اسحاق شاطبی شاطبیہ نے کہی تھی، اس پر شیخ سنوسی نے یہ اشکال پیش کیا تھا کہ اگر حضور پر درود شریف پڑھنے کو قطعی مقبول قرار دے دیا جائے تو پھر درود پڑھنے والے کے حسن خاتمہ کا قطعی حکم لگایا جائے گا، حالانکہ اس کا بالاتفاق کسی کو علم نہیں، پھر آپ نے اس اشکال کے نو دہی دو جواب دیئے جو دونوں محض عقلی احتمال ہیں جن پر کوئی شرعی دلیل نہیں لہذا قابل قبول نہیں۔ پہلا جواب یہ دیا کہ قطعی قبول ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے والے کے حسن خاتمہ کا فیصلہ فرما دیا تو آپ پر درود پڑھنا ایسی نیکی ہوئی جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بلا شک و شبہ مقبول ہے بخلاف دوسری نیکیوں کے کہ ان کی قبولیت قطعی نہیں، چاہے

بجائے والہا حالت ایمان میں رہا ہو، اس جواب پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ

کیا درود شریف قطعی قبول ہوتا ہے؟

درود شریف اور دیگر نیکیوں میں یہ تفریق تو قیفی ہے جس کا علم شرع ہی سے معلوم ہو سکتا ہے پس تمام ترک و شش اس بات کی ہونی چاہئے کہ اس تفریق پر شائع کی طرف سے جو نص وارد ہوئی ہے اس کی معین طور پر نشاندہی کی جائے اگر ایسی کوئی نص ہے تو ٹھیک ہے ورنہ امور شرع میں غفلیات کا کوئی دخل نہیں۔

دوسرا جواب یہ دیا کہ قطعی قبول ہونے کا مطلب ہے کہ جب درود شریف کسی محبت رسول کی زبان سے نکلتا ہے تو اس کی قبولیت قطعی ہے لہذا یہ شخص آخرت

میں اس درود سے فائدہ حاصل کرے گا چاہے عذاب میں تخفیف کی صورت میں ہو جب کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے دائمی جہنمی ہونے کا فیصلہ کر رکھا ہے پھر

اس کو ابولسب کے انگوٹھے (انگلی) کے سورلخ سے سیراب ہونے اور پیر کے دن اس سے تخفیف عذاب پر قیاس کیا کیونکہ ابولسب نے اس لونڈی کو

آزاد کیا تھا جس نے اسے ولادت نبوی کی بشارت دی تھی اور ابوطالب نے حضور کی محبت سے یہ فائدہ اٹھایا کہ آخرت میں اس کو سب سے ہلکا عذاب ہوگا

اور ظاہر ہے کہ اگر حضور علیہ السلام کا وسیلہ نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے پچھلے طبقہ میں ہوتا۔ کہا کہ جب حضور سے طبعی محبت جو اللہ کے لئے نہ تھی سے یہ فائدہ

حاصل ہوا تو پھر اس آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے مومن کی محبت اور درود شریف پڑھنے کی کیسی کچھ شان ہوگی یعنی یہ قیاس اخروی ہے (ذیوی نہیں) اس پر یہ اعتراض

ہے کہ کتاب و سنت کی بہت سی دلیلیں موجود ہیں اس بات پر کہ کافروں کے اعمال ضائع کر دیئے جاتے ہیں اور آخرت میں ان پر اجر نہیں ملے گا اور قبولیت کے لئے

ایمان شرط ہے اور ابوطالب و ابولسب اس عمومی حکم سے بواسطہ نص نکل چکے

ہیں پس یہ قیاس سے متعلق نہیں اس لئے دوسروں کو ان پر قیاس نہیں کیا جاسکتا
 کیونکہ علم اصول میں یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ مقیس علیہ خلاف عقل نہ ہو اور حافظ سیوطی
 رحمہ اللہ نے الدرر المنتثرة فی الاحادیث المشتملة میں اس حدیث پر
 کلام کرتے ہوئے کہ ”مجھ پر میری امت کے اعمال پیش کئے گئے تو کچھ مقبول تھے
 اور کچھ مردود سوائے درود کے“ کہ وہ صرف مقبول ہی تھا فرمایا مجھے اس کی
 سند کا پتہ نہیں چلا اور کتاب ”تیسیر الطیب من الخبیث“ کے مصنف نے
 کہا کہ یہ حدیث جو زبانِ زو عام ہے کہ تمام اعمال میں کچھ مقبول ہوتے ہیں اور کچھ مردود
 سوائے مجھ پر پڑھے گئے درود کے کہ وہ مقبول ہی ہوتا ہے، مردود نہیں ہوتا۔
 ابن حجر کے قول کے مطابق ضعیف ہے اور سید سمودی نے اپنی کتاب
 میں اس روایت پر یوں تبصرہ کیا ہے:-

”یہ حدیث کہ تمام اعمال میں کچھ مقبول ہوتے ہیں اور کچھ مردود سوائے
 درود کے کہ وہ صرف مقبول ہی ہوتا ہے، مردود نہیں ہوتا۔“

ابن حجر نے کہا ضعیف اور صاحب التمیز نے بھی کہا ہے کہ یہ کہنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجا ہوا دود ختم نہیں

ہوتا یہ ابوسلیمان دارانی کا کلام ہے اور یہ کلام اس کی کتاب الاجیاز میں موجود ہے
 ہمسائے شیخ نے فرمایا، مجھے اس کا پتہ نہیں چلا اور دراصل ابوالدرداء کے اس
 قول سے لیا گیا ہے کہ ”جب تم اللہ تعالیٰ سے اپنی کسی حاجت کا سوال کرو تو
 اس کی ابتداء نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سے کرو پس بے شک اللہ کے کرم
 سے یہ بعید ہے کہ اس سے دو حاجتیں مانگی جائیں تو ایک کو پوری کر دے اور
 دوسری کو رد فرما دے الخ“ اس کا شیخ جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ ابوالخیر شمس الدین
 محمد بن عبد الرحمن بن محمد سخاوی رحمہ اللہ المقاصد الحسنہ کے مصنف ہیں اور یہ بات

انہوں نے بہت سی ایسی حدیثوں پر بحث کے دوران کہی ہے جو لوگوں کی زبان پر
عموماً سنی جاتی ہیں، جب تم نے یہ بات سمجھ لی تو تمہیں معلوم ہو گا کہ درود شریف کی
قطعی قبولیت پر کوئی دلیل نہیں، ہاں اس کے قبول ہونے کی سب سے بڑھ کر امید
ہو سکتی ہے اس اور اس جیسی باقی نیکیوں میں قبولیت کا ظن غالب ہوتا ہے واللہ
تعالیٰ اعلم، الابرین کی عبارت ختم ہوئی۔

اور شیخ علامہ شہاب الدین اقلیوبی شافعی نے صلوٰۃ القلیوبی کے مقدمہ
میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی فضیلت میں چند احادیث اور ان کے فوائد ذکر
کرنے کے بعد فرمایا :-

”یہ درود شریف تمام عبادات میں آسان ترین عبادت ہے اور
اللہ الملک الجلیل کے زیادہ قریب ہے اور ہر ایک کی طرف سے مقبول
ہر حال میں مقبول، پاپ ہے پڑھنے والا مخلص ہو یا ریاکار، یہی قول زیادہ
صحیح ہے“ الخ

اور علامہ سید احمد دحلان نے اپنی کتاب تقریب الاصول فی تسہیل الوصول
لمعرفة الرب والرسول جل جلالہ صلی اللہ علیہ وسلم میں علامہ سید عبدالرحمن
بن مصطفیٰ العیدروس سے نقل فرمایا کہ انہوں نے اپنی کتاب مرآۃ الشموس
فی مناقب آل العیدروس میں ذکر فرمایا کہ آخری زمانہ میں عبادات ختم ہو جائی
گی اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کا ذریعہ حضور علیہ السلام پر درود بھیجنے کے
علاوہ کچھ نہیں ہو گا، خواہ نیند میں ہو، خواہ بیداری میں اور یہ کہ تمام اعمال مقبول یا مردود
ہو سکتے ہیں سوائے درود شریف کے کہ وہ عظمت رسول کی وجہ سے قطعاً مقبول
ہے اور اس پر علماء کا اتفاق بیان کیا الخ۔ اور سید احمد دحلان نے اس عبارت سے
پہلے لکھا ہے، جب آدمی کو کوئی شیخ مرشد ملے تو حضور علیہ السلام کے وہ اذکار

جو آپ سے ثابت ہیں دوسرے اور اس سے افضل ہیں اور اس کو مقتضب الحداد کی کتاب الورد واللطیف کافی ہے کیونکہ اس میں جو اذکار و اوراد ہیں وہ حدیث نبوی سے ثابت ہونے والے چولی ٹکے اذکار ہیں اسی طرح اسے تلاوت قرآن مجید اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا کافی ہے الخ۔ اور الدر المنصور میں ہے: امام رازی نے آیت:-

اِذَا حُيِّنْتُمْ يَنْتَبِهَاتٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنِّ مِنْهَا اَوْ سُدُّوْهَا
”جب تمہیں کسی طرح سلام کیا جائے تو تم اس سے بہتر جواب دو یا کم از کم اسی کو لوٹا دو۔“

اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب کو یہ حکم دیا ہے کہ جب ان کو کوئی سلام کہے تو وہ اس کے مقابلہ میں بہتر جواب دیں یا اسی کو لوٹا دیں، پھر حق سبحانہ و تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجیں، فرمان باری تعالیٰ ہے:-
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْنَا
”اے ایمان والو! ان پر مسلاۃ بھیجو!“

اور اللہ کی طرف سے مسلاۃ کا معنی ہے رحمت پس اس کا حق تعالیٰ سے آپ کے لئے طلب کرنا آپ پر تحیت ہے، اب یہ امر خداوندی اس بات کو واجب کرتا ہے کہ آپ بھی جواب میں ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے رحمت طلب فرمائیں اور یہی مطلب ہے شفاعت کا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مردود نہیں ہو سکتی لہذا ضروری ہوا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی شفاعت سب کے لئے قبول فرمائے اور یہی مقصود ہے الخ ملخصاً۔ اور علامہ شیخ محمد علاؤ الدین الحسکفی نے الدر المختار علی تنویر الابصار کی شرح میں فرمایا: الناجی نے کنز العفاۃ میں لکھا ہے کہ کبھی کبھی کلمہ توحید عیسیٰ عظیم شئی بھی رد ہو جاتی ہے حالانکہ وہ سب سے بڑا اور سب سے افضل ہے اس حدیث کی رو سے

جسے مہنبہائی وغیرہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

”جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اور وہ قبول ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے اسی سال کے گناہ معاف کر دے گا۔“

پس آپ نے امید کو قبولیت کے ساتھ مشروط فرمادیا ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی نے اس کے حاشیہ میں فرمایا: رد ہونے کا مطلب ہے قبول نہیں ہوتا، قبول ہونے کا مطلب ہے غرض مطلوب کاشی متعلق پر مرتب ہو جانا، جیسے عبادت پر ثواب کا مرتب ہونا اور کسی عبادت کو اس کی شرائط و ارکان کے ساتھ پورا کرنے سے لازم نہیں کہ وہ قبول بھی ہو جائے جیسا کہ مصنف نے واجب کی بحث میں تصریح بھی فرمادی ہے اس لئے کہ قبول ہونے کی شرط بہت مشکل ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

إِنَّمَا يَنْتَقِبِلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ

اللہ صرف پرہیزگاروں کو قبول فرماتا ہے۔“

یعنی قبولیت موقوف ہے سچے ارادے پر، پھر مولیٰ تعالیٰ جس کو چاہے محض اپنے فضل سے ثواب عطا فرمائے نہ اس لئے کہ ایسا کرنا اللہ تعالیٰ پر واجب ہے کیونکہ بندہ جو نیک کام کرتا ہے اپنے فائدے کے لئے کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمام جہاں والوں سے بے پرواہ ہے، ہاں اہل ایمان کہیں اللہ تعالیٰ نے کسی عبادت پر ثواب کا وعدہ فرمادیا کسی دکھ اٹھانے پر یہاں تک کہ کانٹا چھیننے پر جو کسی مومن کو راہِ خدا میں چھینا ہے محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ضرور ثواب پاتا ہے کیونکہ اللہ کا وعدہ سچا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے :-

إِنِّي لَا أَصْنِعُ عَمَلًا غَائِلًا مِنْكُمْ

بے شک میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہیں کروں گا۔
 اس بنا پر بعض اعمال اگر قبول نہیں ہوئے تو اسکی وجہ یہ ہے کہ وہاں قبولیت
 کی تمام شروط نہیں پائی جاتیں مثلاً نماز میں عدم خشوع یا رونے میں اعضا کو گناہوں
 سے نہ بچانا یا زکوٰۃ اور حج میں مال کا حلال نہ ہونا یا اخلاص نہ ہونا اور اسی طرح دیگر
 عوارض ہیں اس بنا پر درود شریف کبھی رد ہو جاتا ہے اس کا مطلب بھی یہی ہے
 کہ پڑھنے والے میں کوئی ایسا عارض اور مانع موجود ہے لہذا کوئی اجر نہیں ملتا
 جیسا کہ گزرا، یا اس نے غافل دل کے ساتھ پڑھا تھا یا دکھلا فے کو پڑھا جیسے
 کلمہ توحید جو اس سے بھی افضل ہے اگر کوئی شخص نفاق یا ریا کے ساتھ ادا کرے
 قبول نہیں ہوگا اور اگر ان عوارضات سے خالی ہو تو ظاہر ہے وہ قطعاً مقبول ہوگا
 کیونکہ سچا وعدہ اسی طرح پورا ہو سکتا ہے جیسے دوسری عبادات اور یہ سب اللہ
 کے فضل سے ہے لیکن بہت سے علماء کے کلام میں یہ تصریح ملتی ہے کہ درود
 شریف مطلقاً مقبول ہے، مگر جمع میں مصنف فرماتے ہیں :-
 ”دعا سے پہلے درود شریف پڑھنا قبولیت سے زیادہ قریب ہے اس
 دعا کے حق میں جو اس کے بعد ہے کیونکہ ایسا نہیں ہوتا کہ کریم بعض حصے کو قبول
 کر لے اور بعض کو رد الخ“

ایسا ہی ابن ملک وغیرہ کی شرح میں لکھا ہے، علامہ قاسمی دلائل الخیرات
 کی شرح (مطالع المسرات) میں فرماتے ہیں :-

شیخ ابواسحاق نے شرح الفیہ میں فرمایا، رسول اللہ صلی علیہ وسلم پر درود
 قطعاً مقبول ہوتا ہے پس جب اس کے ساتھ کوئی سوال مل کر جوڑا بن جائے
 تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ بھی مقبول ہو جاتا ہے اور یہی مطلب بعض سلف
 صالحین سے مذکور ہے ان کی اس بات پر شیخ سنوسی وغیرہ نے یہ اشکال پیش

کیا ہے کہ اس کی کوئی سند نہیں پائی گئی، وہ کہتے ہیں اگرچہ قبولیت قطعی تو نہیں تاہم ظن غالب اور امید قوی میں تو شک ہی نہیں الخ۔

دلائل الخیرات کی پہلی فصل میں فرمایا، ابوسلمان دارانی نے کہا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت طلب کرنا چاہے تو اسے پہلے نبی علیہ السلام پر درود بھیجنا چاہئے پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے اور آخر میں بھی نبی علیہ السلام پر درود شریف پڑھے پس بے شک اللہ تعالیٰ دونوں درود شریف قبول فرمائے گا اور اس کے کرم سے بعید رہے کہ جو چیز درمیان میں ہے اسے فرمائے اس کی شرح میں قاسمی کہتے ہیں: بعض کے نزدیک ابوسلمان کا مکمل کلام

یہ ہے۔
”کہ ہر نیکی میں قبول و رد کا احتمال ہوتا ہے، ہاں! حضور علیہ السلام پر درود شریف پڑھنا ایک ایسی نیکی ہے جس میں قبولیت ہی قبولیت ہے ورنہ نہیں“
الباجی نے ابن عباس سے روایت کی:-

”جب اللہ تعالیٰ سے دعا کرو تو اس میں نبی علیہ السلام پر درود شریف بھی پڑھو، کیونکہ آپ پر درود پڑھنا مقبول ہے اور اللہ سبحانہ کے کرم سے یہ بات بعید ہے کہ بعض کو قبول فرمائے اور بعض کو رد فرمائے“

پھر باجی نے یہی بات شیخ ابوطالب مکی اور حجت الاسلام امام غزالی سے بھی نقل کی ہے، العراقی نے کہا: میرے خیال میں یہ حدیث مرفوع نہیں بلکہ ابوالدرداء پر موقوف ہے، جو شخص مزید معلوم کرنا چاہے اسے شرح دلائل کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ اس سے جو چیز ظاہر ہوتی ہے وہ تو یہی ہے کہ قطعی قبولیت سے مراد ہے کہ درود کبھی رد نہیں ہوتا حالانکہ کلمہ شہادت کبھی رد بھی ہو جاتا ہے اسی لئے سنو وغیرہ نے یہ اشکال پیش کیا ہے اور وہ مفہوم جس پر کلام سلف کو محمول کرنا چاہئے

یوں ادا ہو سکتا ہے کہ :-

”جب درود شریف دعا ہے اور دعا کبھی مقبول ہوتی ہے کبھی مردود اور اللہ تعالیٰ کبھی تو مانگنے والے کو عینہ وہ چیز عطا فرماتا ہے جس کی اس نے دعا کی ہے اور کبھی اپنی حکمت کی بنا پر دوسری چیز عطا فرما کر اس کی دعا قبول فرماتا ہے تو درود شریف اس عموم سے نکل گیا کیونکہ اس میں صرف قبول ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى نَبِيِّ

يُصَلُّونَ فعل مضارع ہے جس میں استمرار تجددی پایا جاتا ہے، ابتداء میں جملہ اسمیہ ہے جو مفید تاکید ہے پھر اس کی ابتداء رات سے کرتا زیادہ تاکید پیدا کر رہا ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ سبحانہ ہمیشہ اپنے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا رہتا ہے، پھر اللہ سبحانہ نے اپنے مومن بندوں کو بھی اس حکم دے کر ان پر بہت بڑا احسان فرمایا کہ اس سے ان کو زیادہ فضل و ثمر حاصل ہو ورنہ حضور علیہ السلام اپنے رب سبحانہ کے درود کی وجہ سے باقی سب سے مستغنی ہیں (آپ کو کسی کے درود کی کوئی ضرورت نہیں) لہذا مومن کی درود سے متعلق اپنے رب سے دعا کرنا قطعی مقبول ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود خیر دے رہا ہے کہ وہ بھی آپ پر صلاۃ بھیجتا ہے۔ بخلاف دوسری دعاؤں و عبادات کے کہ ان میں ایسی کوئی خیر نہیں) اس آیت میں ایسی کوئی بات نہیں پائی جاتی جس سے معلوم ہو کہ مومن کو درود پر ثواب ہو گا یا نہیں بلکہ آیت کا معنی صرف یہ ہے کہ یہ طلب اور دعا مردود نہیں مقبول ہے، رہ گئی ثواب کی بات، سو وہ عدم عوارض کے ساتھ مشروط ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں پس معلوم ہوا کہ سلف کے کلام میں کوئی اشکال نہیں اور اس قبولیت پر قوی دلیل موجود ہے اور وہ ہے حق تعالیٰ کا خیر دینا جس میں کوئی شک نہیں پس اس تحریر پر عظیم کو غنیمت سمجھئے جو الفتح العظیم کے فیض کا نتیجہ ہے۔“

علامہ ابن عابدین کی عبارت ختم ہوئی۔

ہمارے شیخ حسن العدوی نے دلائل الخیرات کی شرح میں امام سنوسی اور سیّدی

احمد زروق کا قول نقل کرنے کے بعد فرمایا:-

”حضرت علیہ السلام پر درود پڑھنا دلوں کو منور کرتا ہے اور شیخ کے بغیر اللہ تعالیٰ علام الغیوب تک پہنچ جاتا ہے، اب سوال یہ ہے کہ کیا دلوں کو منور کرنا اس وقت ہے جب اخلاص اور محبت سے پڑھا جائے اور اس نیت سے کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت بڑا وسیلہ ہیں لہذا آپ کے حق عظیم کو ادا کرنا فرض ہے یا بہ نیت ریاضت پڑھنا بھی مفید ہو سکتا ہے؟“

امام شاطبی اور سنوسی نے قطعی فیصلہ دیا ہے کہ درود پڑھنے والے کو ثواب حاصل ہوتا ہے چاہے ریاضت کی نیت کرے، یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ درود شریف روزے کی طرح ہے کہ ان دونوں میں ریاضت کا کوئی دخل نہیں، اور یہ دونوں باقی اعمال سے مستثنیٰ ہیں، حدیث قدسی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابنِ آدم کا ہر عمل اس کے اپنے لئے ہوتا ہے سوائے روزے کے کہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا

دوں گا۔“

لیکن علامہ امیر نے اپنے حاشیہ پر عبد السلام میں بعض محققین سے نقل کر کے یہ تحقیق فرمائی ہے کہ درود شریف میں دو پہلو ہیں ایک پہلو تو ہے حضور علیہ السلام تک اس کے پہنچنے کا، سوا اس پہلو سے تو کوئی شک ہی نہیں کہ آپ کو درود شریف پہنچتا ہے، دوسرا پہلو ہے پڑھنے والے تک اس کے ثواب پہنچنے کا، اس کی کیفیت باقی اعمال کی طرح ہے کہ اس کا دار و مدار غلو عن نیت پر ہے اور یہی بات حق ہے کیونکہ تمام عبادات میں اخلاص مطلوب ہے اور عدم اخلاص کی ہر عبادت میں مذمت کی جاتی ہے۔

سیدی ابوالعباس التیجانی نے کتاب جواہر المعانی میں فرمایا:-

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے بڑھ کر سود مند و سیلہ اور عوام کے حق میں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی سب سے بڑی امید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنے کے سوا اور کچھ نہیں، اگرچہ علماء نے اس کی قطعی قبولیت میں اختلاف کیا ہے، کچھ کہتے ہیں اس کی قبولیت قطعی ہے اور کچھ کہتے ہیں باقی اعمال کی طرح اس کی قبولیت بھی قطعی نہیں اور ہم جو کچھ کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ درود شریف قطعاً مقبول ہے اور اس سلسلہ میں ہماری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے جو تم پر درود بھیجے میں اس پر درود بھیجوں گا اور جو تم پر سلام بھیجے میں اس پر سلام بھیجوں گا اور یہ سچا وعدہ ہے جس کے خلاف نہیں ہو سکتا اور اللہ سبحانہ بندے کی حیثیت نہیں دیکھتا بلکہ اس پر محبت عنایت کو دیکھتا ہے جو اس کو اپنے نبی سے ہے اور اس بات کو دیکھتا ہے کہ جو اس کے نبی پر درود بھیجے وہ اس کی جزا دینے پر قائم ہے، وہ بندے کے بھیجے ہوئے درود کو یونہی جانے نہیں دیتا اور یہی مطلب ہے قبولیت کا الخ۔

اور یہ جو فرمایا کہ ہم کہتے ہیں درود شریف قطعاً مقبول ہے اس سے مراد یہ ہے کہ جب وہ ضرور و ریاء سے محفوظ ہو، اس کی دلیل جواہر المعانی کے آخر میں مصنف کے قول "الہی! حضور علیہ السلام پر چار درود قبول فرما، رد نہ فرمانا" کی شرح میں سید ابوالعباس کا یہ فرمانا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ درود بھیجنے والا یہ دعا مانگ رہا ہے کہ حضور علیہ السلام پر اس کا درود مقبول ہو، مردود نہ ہو اور مقبول وہ ہوتا ہے جس میں امر شرع سے ظاہری و باطنی مطابقت ہو، چاہے درود بھیجنے والے کی نیت ثواب کی ہو اور جس درود میں پڑھنے والا کسی امر مطلوب میں کوتاہی کرے وہ مردود ہے اور شریعت کی طرف سے یہ علت مطلوبہ صرف درود کے لئے ہے باقی اعمال میں نہیں، ہاں! فرض نماز

کی شرط یہ ہے کہ امر شرع کے مطابق ہو کیونکہ اگر نماز میں فساد آگیا تو تمام اعمال فاسد ہو جائیں گے جن میں درود شریف بھی شامل ہے اور حضور علیہ السلام پر انسان کے درود شریف سے مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے مولیٰ تعالیٰ کا حکم بجالائے، اللہ کی تعظیم کرے اور اس کے رسول کی تعظیم کرے اور درود وغرور و ریا سے محفوظ ہو، پانی کے استعمال پر قیاد ہوئے کی صورت میں جنابت و نجاست کی آلودگی سے پاک ہو۔ اب ان شرائط کے ساتھ درود شریف صحیح ہے چاہے ثواب کا ارادہ بھی ہو یا اگر کوئی شخص درود شریف محض اللہ کی تعظیم، رسول اللہ کی عظمت اور آپ کی محبت و شوق سے پڑھے اور ثواب کا خیال ہی نہ کرے تو وہ سب سے کامل اور اعلیٰ ہے اور اس میں دلیل ہے کہ جس درود میں کوئی علت پائی جائے وہ مقبول نہیں الخ

بارہواں مسئلہ

جنت درود شریف پڑھنے سے بر طہنتی ہے کتاب الابرار کے گیارہویں باب میں

کہا اور میں نے شیخ رضی اللہ عنہ سے یہ فرماتے سنا۔

بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا ہی ان فرشتوں کا ذکر ہے جو جنت کے ارد گرد رہتے ہیں اور حضور علیہ السلام پر درود پڑھنے کی ایک برکت یہ ہے کہ جب بھی فرشتے یہ ذکر کرتے ہیں جنت کی وسعت بر طہنتی جاتی ہے پس نہ تو وہ آپ کے ذکر سے جدا ہوتے ہیں اور نہ جنت بڑھنے سے رکتی ہے پس وہ اپنے پیچھے جنت کو کھینچتے چلے جاتے ہیں اور جنت بڑھنے سے رکتی نہیں یہاں تک کہ ملائکہ مذکورین تسبیح کی طرف منتقل ہو جائیں اور وہ تسبیح کی طرف منتقل نہ ہوں گے یہاں تک کہ حق سبحانہ و تعالیٰ اجنت میں اہل جنت کے لئے تجلی ظاہر فرماتا۔

پس جب ان کے لئے تجلی ظاہر فرمائے گا اور وہ فرشتے اس کو دیکھ لیں گے جن کا ذکر ہوا تو وہ تسبیح میں لگ جائیں گے، پھر جب وہ تسبیح میں مشغول ہو جائیں گے جنت بکھری جائے گی اور اہل جنت کے مراتب و منازل مقرر ہو جائیں گے، اور اگر وہ پیدا ہوتے ہی تسبیح میں مصروف ہو جاتے تو جنت ذرا بھی نہ بڑھتی پس یہ سب حضرات صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کی برکت سے ہوا اور میں نے شیخ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ تسبیح اور دوسرے اذکار کی بجائے جنت درود شریف سے کیوں بڑھنے لگی تو آپ نے فرمایا، اس لئے کہ جنت دراصل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بنی ہے پس اس کو حضور سے ایسے ہی محبت ہے جیسے بچے کو باپ سے ہوتی ہے اور جب وہ آپ کا ذکر سنتی ہے تو اس میں حسنی آجاتی ہے اور وہ اگر آپ کے پاس آنا چاہتی ہے کیونکہ آپ سے اس کو سیرابی حاصل ہوتی ہے، پھر آپ نے چوپائے کی مثال دی جسے اپنی غذا، چارہ اور جو کا اشتیاق ہو اور وہ سخت بھوکا ہو پھر اس کے پاس بولا اے عیسیٰ، جب وہ ان کو سونگھے گا تو قریب ہوگا، جب اس سے دور کیا جائے گا تو وہ بھی پیچھے پیچھے چلتا جائے گا یہاں تک کہ ہم اس کو پکڑ لیں گے۔ یہی حال ان فرشتوں کا ہے جو جنت کے ارد گرد اس کے دروازوں پر حضور علیہ السلام کے ذکر اور درود میں مشغول ہوتے ہیں پس جنت کو اس کا شوق پیدا ہوتا ہے اور وہ ان کی طرف چل پڑتی ہے اور چونکہ وہ اس کی چاروں طرف ہوتے ہیں لہذا جنت بھی چاروں طرف سے بڑھتی ہے، شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اگر اللہ تعالیٰ اس کے روکنے کا ارادہ نہ فرماتا تو وہ حضور علیہ السلام کی ظاہری زندگی میں ہی دنیا میں ظاہر ہو جاتی اور جہاں آپ تشریف لے جاتے، وہ بھی آپ کے ساتھ جاتی اور جہاں آپ رہتے وہ بھی رہتی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو آپ کے ساتھ نکل آنے سے روک دیا ہے تاکہ لوگوں کا آپ پر ایمان بالغیب رہے شیخ

رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جب حضور علیہ السلام اپنی امت کے ہمراہ داخل جنت ہوں گے تو جنت خوش ہو جائے گی اور اس کی فرحت و سرور کی کوئی حد نہ ہوگی پھر جب باقی انبیائے کرام اپنی امتوں کے ہمراہ جنت میں داخل ہوں گے تو وہ سکھنے اور تنگ ہونے لگے گی، وہ اس سلسلہ میں اس سے بات کریں گے تو وہ کہے گی نہیں تم سے، نہ تم مجھ سے۔ یہاں تک کہ وہ انبیائے کرام حضور سے مدد مانگیں گے اور آپ کے ذریعے یہ جھگڑا ختم ہوگا۔ ابریٹر کا کلام لفظی تقدیم و تاخیر کے ساتھ ختم ہوا۔

تیرہواں مسئلہ

کیا درود شریف پڑھنے والے کو اس تعداد کی مطابقت ملے گی کہ اس کے مطابق وہ درود شریف پڑھتا ہے

کتاب بغیۃ المسترشدين میں فرمایا:-

جب کوئی شخص یوں کہے کہ اللہ علیہ وسلم پر ایک ہزار مرتبہ درود بھیجے اور یا ایک ہزار مرتبہ سبحان اللہ یا مخلوق کی گنتی کے برابر، تو حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ انہی گنتی کے برابر اس کو ثواب مل جاتا ہے جیسا کہ ابن حجر نے اس کی تصریح کی ہے اور محمد الرملی نے اس میں تردید کیا ہے حالانکہ اس کا اس حدیث سے کوئی تعلق نہیں جس میں ارشاد ہے کہ:-

”ستجھے اتنا اجر ملے گا جتنا تیرا حصہ ہے۔“

بلکہ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کے فضل و باریع اور جو عظیم کے اضافہ سے ہے الخ شیخ سلیمان جبل نے اپنے حاشیہ علی المنہج میں کہا ہے کہ:-

بعض مشائخ نے الفا کمانی کے اس قول کے بارے میں جو اس نے شرح القطر میں لکھا ہے کہ ”اللہ کی جنتیں زمین سے اگنے والے دانوں اور بارش

کے قطروں کے برابر، یہ سوال کیا ہے کہ کیا اتنا کہہ لینے سے زمین سے گئے والے
دانوں اور بارش کے قطروں کے برابر درود لکھ دیا جائے گا؟ میں کہتا ہوں ابن
 بشکوال نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔
 ”جو شخص مجھ پر دن میں پچاس مرتبہ درود بھیجے، میں قیامت کے
 دن اس سے مصافحہ کروں گا۔“

ابوالفرج عبدوس نے ابوالمظفر سے یہ روایت ذکر کی ہے کہ میں نے ابن
 بشکوال سے پوچھا، اس کی کیفیت کیا ہوگی؟ تو انہوں نے کہا اس طرح کہے۔
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَخَمْسِيْنَ مَرَّةً
 ”اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پچاس مرتبہ درود بھیج۔“
 تو انشاء اللہ! یہ پچاس مرتبہ کہنے کا کافی ہو گا اور اگر اس کا تکرار کرے تو بہت
 بہتر ہے الخ۔

اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ حضور علیہ السلام اپنی ایک
 زوجہ مطہرہ کے پاس تشریف لے گئے تو آپ نے دیکھا کہ وہ تسبیح پڑھ رہی ہیں
 اور کنکریوں پر شمار کر رہی ہیں۔ فرمایا: میں ایک کلمہ بتاتا ہوں جو تمہارے چڑھے ہوئے
 تمام وظیفہ کے برابر ہے۔۔

سُبْحَنَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ الْحَدِّثُ
 یہ نص ہے اس بات پر کہ جس شخص نے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَلْفَ مَرَّةً
 یا عَدَدَ خَلْقِكَ کے الفاظ کے تو اس کے عوض ایک ہزار درود یا
 مخلوق کی کفنی کے برابر درود کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا الخ
 شیخ جمل کا کلام ختم ہوا۔

چودھواں مسئلہ

فرضی یا نفلی صدقہ افضل ہے یا آپ پر درود پڑھنا؟

ابو عبد اللہ رحمہ اللہ نے تحفۃ الانبیاء میں کہا کہ مجھے اس سلسلہ میں کوئی حدیث نہیں ملی، ہاں ایک اثر ملا ہے جسے بعض علماء نے ذکر کیا ہے لیکن اس کی سند نہیں بتائی گئی۔ ”تھنور علیہ السلام پر درود شریف بھیجنا فرضی و نفلی صدقہ سے افضل ہے۔“ اور دمشق کی جامع مسجد میں بعض علماء سے یہ سوال کیا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا صدقہ فرض سے افضل ہے یا صدقہ فرض درود سے افضل ہے تو انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا صدقہ فرض سے افضل ہے سائل نے کہا، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ پر درود پڑھنا اس صدقہ فرضی سے افضل ہو جائے جو مال میں واجب ہوتا ہے؟ اس پر شیخ نے فرمایا ہاں! ایک فرض وہ ہے جس کا اللہ نے ذکر فرمایا اور خود اس پر عمل بھی کیا اور اس کے فرشتے بھی اس کو بجالاتے ہیں اور دوسرا فرض وہ ہے جو اس نے اپنے بندے پر لازم کر دیا ہے اب یہ دوسرا فرض پہلے کی طرح کیونکر ہو سکتا ہے؟ حافظ سخاوی نے یہ قول اپنی کتاب القول البدیع میں بھی نقل کیا ہے اور اس کی توثیق کی ہے۔

پندرہواں مسئلہ

قرآن مجید پڑھنا افضل ہے یا حضور پر درود پڑھنا؟ علامہ جزیری نے اپنی کتاب مفتاح الحسن

کے آخر میں کہا کہ مجھ سے ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں یہ سوال کیا گیا کہ قرآن کریم اور درود

تشریف پڑھنے میں افضل کیلئے؟ تو میں نے جواب دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ان مقامات میں درود پڑھنا جہاں حکم آیا ہے تلاوت سے افضل ہے اور کوئی دوسری چیز اس کے قائم مقام نہیں ہو سکتی، اسے دوسرے مقامات، تو ان میں تلاوت قرآن افضل ہے اور درود تشریف و تلاوت قرآن پاک میں کثرت کرنی چاہئے ان میں کوئی تاہی کوئی محروم ہی کوئے گا۔ الخ۔

ابن حجر نے شرح العباب میں کہا:-
تلاوت قرآن بالعموم افضل ذکر ہے جو کسی وقت یا مقام سے مخصوص نہیں لیکن اس عمومی فضیلت سے جو چیز شرعی دلیل سے خاص ہو خواہ وہ دلیل بظاہر ضعیف ہو افضل ہوگی کیونکہ یہ شائع کا فیصلہ ہے الخ۔

ایضاح المناک کے حاشیہ کے چھٹے باب میں امام النووی کے اس قول پر کہ:-

”تفسیر مسئلہ یہ ہے کہ جب آدمی حضور علیہ السلام کی زیارت کی نیت سے چل پڑے تو راستے میں آپ پر کثرت سے درود سلام بھیجے، جب مدینہ منورہ کے درختوں اس کے حرم اور وہاں کی معروف چیزوں پر نگاہ پڑے تو حضور علیہ السلام پر کثرت سے درود سلام بھیجے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے کہ اسے آپ کی زیارت سے نفع ہو اور اس کو قبول فرمائے“

فرمایا، یہ جو مصنف نے کہا کہ حضور علیہ السلام پر کثرت سے درود سلام بھیجے، سوال یہ ہے کہ آیا بکثرت درود سلام افضل ہے یا تلاوت قرآن؟ یونہی جموعات یا اس جیسے دیگر مواقع اچھے جمعہ پیر پر کثرت سے درود سلام کی جو ترغیب آئی ہے تو کیا ان میں درود سلام پڑھنا افضل ہے یا سب مواقع یکساں ہیں؟ احتمال تو سب کے ہیں، جمعہ کے باسے میں علماء کا میلان آخری شوق کی طرف ہے اور ظاہر ہی ہے کہ آپ پر ان

مخصوص اوقات و مقامات پر درود و شریف پڑھنا نسبتاً افضل ہے کہ یہی بات مطلوب و مقصود ہے، علماء نے یہ بھی فرمایا کہ قرآن کریم پڑھنا عام ذکر و اذکار سے افضل ہے خاص سے نہیں اور درود و شریف خاص ہے عام ذکر نہیں۔ حاشیہ ایضاً کی عبادت ختم ہوئی۔

امام غزالی نے فرمایا: تلاوت قرآن ساری مخلوق کے لئے افضل ہے سوائے اس شخص کے کہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف جانے والا ہے کہ اس کا ہمیشہ ذکر کرتے رہنا بہتر ہے الخ۔

ذخیرۃ المعاد میں ہے بعض عارفین نے فرمایا: ذکر کا حال ذکر کے لحاظ سے بدلتا رہتا ہے پس یہاں قرآن کریم سے سچی محبت پائی گئی وہاں تلاوت قرآن افضل ہے اور جہاں دلی نگاہ کسی اور ذکر سے ہو گیا وہاں وہ افضل ہے۔ فرمایا کہ یہ درمیانہ اور عاقلانہ مسلک ہے کیونکہ بلاشبہ جب نفس تکبر و رجوت کی میل کچیل سے پاک ہو گیا، اخبار اور شہوات کی کدورتوں سے صاف ہو گیا اور اس کی نگاہوں سے ان کثافتوں کے پرے چاک ہو گئے جو نور بصیرت کو حقائق تک پہنچنے سے روکتے ہیں تو نگاہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان گہرے اور پوشیدہ حقائق تک پہنچ جاتی ہیں جو قابل انکشاف ہوں، ایسا پاکیزہ نفس انسان جس وقت اور جس قسم کا ذکر کرے خواہ وہ حضور علیہ السلام پر درود و سلام ہو، تلاوت قرآن ہو یا عام ذکر، سب مشرف بہ قبولیت ہوتا ہے کیونکہ ایسا انسان ان لوگوں میں سے ہو جاتا ہے جن کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے:-

”جو لوگ ہماری ذات و صفات کی معرفت میں جدوجہد کرتے ہیں

ہم ضرور ان کو ان راہوں پر چلا دیں گے جو ہماری طرف آتی ہیں“

پس اس کو حضور قرب میں کھلے دروازوں سے داخل ہو جانا چاہئے جیسے کہ

عنایت الہی اپنی تمام صفات کی طرف پکار پکار کر دعوتِ قطارہ دے رہی ہے پس انسان کو اپنا تمام وقت اسی مطلوب و مقصود کے حصول پر صرف کرنا چاہئے، سو اس کے حق میں بہتر یہ ہے کہ اپنی تمام تر توجہ حضورِ قلب کے ساتھ تلاوتِ قرآن پر مرکوز رکھنی چاہئے کہ قرآن ہی اپنے نازل کرنے والے کی تمام صفات کو بیان کرتا ہے، حقوقِ قرآن کی رعایت کرے، تلاوتِ قرآن کے حقوق پورے کرے اس کی عزت و حرمت کی حفاظت کرے جس کا اس کو حکم ہے۔

رہا حضور علیہ السلام پر درود بھیجنا، سو یہ طالبین کے لئے کامیاب ترین وسیلہ اور بزرگانِ سلف کے درجاتِ عالیہ تک پہنچانے والا مفید ترین ذریعہ ہے لہذا جہاں تک ممکن ہو کامل حضورِ قلب، مکمل توجہ اور آپ کی بارگاہِ عالیہ کے شایانِ شان ادبِ احترام کے ساتھ اس میں مصروف و مشغول رہنے کو غنیمت سمجھے، اور یہ جو کہا کہ بعض مخصوص اوقات میں خاص اذکار میں مشغول ہونا تلاوتِ قرآن سے افضل ہے تو یہ صحیح نہیں کیونکہ قرآنِ کریم بذاتِ خود تمام اذکار سے افضل ہے چنانچہ معتبر و مشہور احادیث اس پر شاہدِ ناطق ہیں، کیونکہ آپ کی پیروی کا اجر و ثواب ذکر میں مشغول ہونے سے بڑھ کر ہے جیسا کہ علماء نے اس کی تصریح کی ہے اور اس میں راز یہ ہے کہ تمام اذکار کو دراصل اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے مخلوق کی اندرونی پیچیدہ و پوشیدہ بیماریوں کا علاج بنایا ہے جو غیر اللہ کی طرف مسلسل منہمک رہنے سے قلب میں پیدا ہو جاتی ہیں، اور طبیب و دوا کا موقع محل اور طریقِ علاج خوب جانتا ہے، اسے معلوم ہوتا ہے کہ بیماری کو کیونکر جڑوں سے نکالا جاسکتا ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم طبیبِ عظیم اور حکیمِ اکرم ہیں، لہذا آپ کی اتباع ہی بزرگ تر اور لائق تر ہے اور کوتاہِ نظر لوگ خدا کے ہاں آپ کے مقام و مرتبہ کا اندازہ اپنے ظنِ فاسد و خیالی غیر محفوظ سے لگانا شروع کر دیتے ہیں حالانکہ جس ذاتِ بابرکات کے تمام احوال، علوم و ظنون (خیالات) کو اللہ تعالیٰ نے ہر غلطی سے محفوظ و معصوم

رکھا ہے اور جن کی ہر نقل و حرکت کی خود نگہبانی و سرپرستی فرمائی ہے ان کے اور ان لوگوں کے درمیان جن کو قدرت نے تیر خطار و نسیانی کا نشانہ بنایا اور طرح طرح کے شبہات سے امتحان و آزمائش میں ڈالا، عظیم الشان فرق ہے، پس جس آدمی کا ایمان ہے کہ آپ امام العارفین ہیں اور اسکی سچی معرفت رکھتا ہے جو ہر زمانہ میں ہر انسان کو نیک بنائی ہے اور جو مطلوب و مقصود ہے جس سے اللہ تعالیٰ کے ظاہری، باطنی، نبوی و اخروی انعام و اکرام کی اس پر پاداش ہوتی ہے اس نے آپ کے فہم، طنون، علوم اور کشفیات کی تصریح کی ہے اور اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ جو شخص آپ کے طریق تعلیم، سبیل اعمال، طرز ذکر و اذکار، طریقہ دعوت و تبلیغ اور اسلامی شریعت سے روگردانی کرے وہ محروم، بد بخت، گمراہ، گمراہ کن، انبیاء رسول کا تارک اور بدعتی ہے، اللہ تعالیٰ ہم کو آپ کی پیروی کی توفیق دے اور ہم کو آپ کا کامل تابعدار بنائے آمین۔

شیخ ابوالعباس البتجانی کا یہ قول ان کے شاگرد علی حراز نے جو اہر المعانی میں نقل کیا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے حضور سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

”جو تم پر درود بھیجے، میں اس پر درود بھیجتا ہوں۔“

اور جو حضور علیہ السلام پر درود بھیجے اس کا حق ہے کہ رب تعالیٰ اسے جہنم کا عذاب نہ دے، اس حقیقت سے فاسق و فاجر آدمی کے لئے تلاوت قرآن سے حضور علیہ السلام پر درود بھیجنا افضل ہے کیونکہ درود شریف کی شفاعت سے اس پر رضائے الہی کا فیضان ہوگا اور اس سے اس کے گناہ مٹ جائیں گے اور اس کی برکت سے وہ آخرت میں نیک بخت لگوں کے زمرہ میں داخل ہوگا، اور قرآن سے ایسا نہیں ہوگا کیونکہ قرآن بارگاہ الہیہ میں وسیلہ قرب ہے تاہم اس بارگاہ میں آنے والے پر لازم ہے کہ اس سے ذرہ بھر سو راوی نہ ہو، اگر کسی سے ذرہ بھی سو راوی ہو گئی تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت، دھتکار اور غضب کا مستحق ٹھہرے گا اس لئے کہ اہل قرآن

اہل اللہ ہیں لہذا دوسروں کی نسبت ان سے ذرہ بھر کوتاہی پر بھی دوسروں سے زیادہ مواخذہ ہوگا، ہاں! جس پر اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے مہربانی فرما سے اور وہ بچ جائے تو یہ دوسری بات ہے، اب تمہیں معلوم ہوگا کہ حضور علیہ السلام پر درود شریف پڑھنا فاسق کے حق میں تلاوت قرآن سے بڑھ کر مسودہ مند ہے کیونکہ قرآن مرتبہ نبوت ہے جو طہات، صفائی، پسندیدہ آداب کو مکمل بجالانے اور اخلاق روحانی سے متصف ہونے کا مقتضی ہے اسی لئے عام لوگ اس کی تلاوت سے بجائے قائم کے نقصان اٹھاتے ہیں کہ وہ اس کے آداب ملحوظ رکھنے سے قاصر رہتے ہیں، رہا حضور علیہ السلام پر درود پڑھنا، تو اس میں صرف یہ قید ہے کہ درود و سلام کا لفظ تعظیم کے ساتھ، شایان شان طور پر، طاہری طہارت مثلاً کپڑے، جسم اور جگہ کی صفائی کے ساتھ، ان الفاظ کے ساتھ ہو جن کی شرع میں اجانت ہے اور بغیر لحن (غلطی) کے ہو، تو اللہ رب العزت اس بات کا ضامن ہے کہ اس پر رحمت نازل فرمائے اور جس پر ایک بار بھی الشکی رحمت ہو گئی، اس کو عذاب نہیں ہوگا۔ الخ

فائدہ الشباب الرطی سے پوچھا گیا، استغفار افضل ہے یا درود شریف میں مشغول ہونا یا یہ فرق ہے کہ جس کی طاعت غالب ہو اس کے لئے درود افضل ہو اور جس کے گناہ زیادہ ہوں اس کے لئے استغفار؟
 قوانہوں نے جواب دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ و سلام میں مشغول رہنا استغفار میں مشغول ہونے سے مطلقاً افضل ہے۔ انتہی ملن فتاواہ۔

پہلا باب

آیۃ قرآن اللہ و ملائکته یصلون علی السَّیِّ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا اور اس
بارے میں علماء کی آراء!

امام بخاری نے صحیح بخاری کی کتاب التفسیر میں فرمایا:-
 ابو العالیہ کا قول ہے اللہ کا درود حضور پر یہ ہے کہ وہ فرشتوں کی مجلس میں آپ
 کی ثنا کرے اور فرشتوں کا درود آپ پر یہ ہے کہ وہ دعا کریں، ابن عباس نے فرمایا
 يُصَلُّونَ کا معنی ہے بِسْمِ كَوْن، برکت بھیجتے ہیں۔ پھر اپنی سند کے ساتھ حضرت
 کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ تک ذکر کیا کہ حضور علیہ السلام سے پوچھا گیا، یا رسول اللہ! آپ
 پر سلام پڑھنے کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو چکا، صلاۃ کیسے بھیجا کریں؟ آپ نے فرمایا
 یوں کہو:-

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
 وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى
 مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى
 آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ

”الہی! محمد پر درود بھیج اور محمد کی آل پر جیسے تو نے ابراہیم اور ان کی آل
 پر درود بھیجا ہے شک تو قابل تعریف بزرگ ہے۔ الہی! محمد پر برکت
 نازل فرما اور محمد کی آل پر جیسے تو نے ابراہیم اور ابراہیم کی آل پر برکت نازل
 فرمائی، بے شک تو قابل تعریف بزرگ ہے۔ الخ“

عارف صاومی نے اپنے حاشیہ جلالین میں اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا:
 اس آیت میں دلیل ہے اس بات کی حضور علیہ السلام رحمتوں کے مہبط او علی الاطلاق
 افضل المخلوق ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی اپنے نبی پر صلاۃ کا مطلب ہے اس کی رحمت جو
 آپ کی تعظیم کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور اللہ کی رحمت غیر نبی پر مطلق رحمت ہوتی ہے

جیسے فرمانِ باری ہے :-

هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُہٗ لِيُخْرِجَکُمْ
مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ،

”وہی تو ہے جو اپنے فرشتوں کے ہمراہ تم پر صلوٰۃ بھیجتا ہے تاکہ تم
کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لائے“

اب دونوں قسم کی صلوٰۃ میں فرق دیکھ لیجئے اور دونوں مقامات میں جو فضیلت
ہے وہ ملاحظہ فرمائیے اور فرشتوں کی صلوٰۃ حضور علیہ السلام کے لئے اس چیز کی دعا
ماگنا ہے جو آپ کے شایانِ شان ہے اور وہ رحمت ہے جو تعظیم کے ساتھ ملی ہوئی
ہو، اب حضور کی رحمت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے تابع ہو کر ہر شے کو شامل ہو گئی، پس
درود شریف تمام رحمتوں کا محل اور تجلیات کا منبع بن گیا اور فرمانِ باری یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ کا معنی ہے: آپ کے لئے اس چیز کی دعا کرو جو آپ
کے شایانِ شان ہے اور فرشتوں اور اہل ایمان کی صلوٰۃ میں حکمت یہ ہے کہ ان کو
فضل و ثمر حاصل ہو کیونکہ انہوں نے مطلق صلوٰۃ میں اللہ تعالیٰ کی اقتدار کی ہے
اور حضور کی تعظیم کا اظہار ہوا اور آپ کے مخلوق پر جو حقوق ہیں ان کا کچھ نہ کچھ بدلہ ہو
جائے کیونکہ انہیں جو بھی نعمت ملی ہے حضور ہی کے واسطے سے ملی ہے آپ
ہی سب سے بڑا وسیلہ ہیں اور جس کو کسی سے نعمت ملے اس پر فرض ہوتا ہے کہ
وہ بھی جواب میں اس کا بدلہ دے، پس تمام مخلوق کا آپ پر درود شریف بھیجنا آپ
کے فرض حقوق میں سے کچھ کا بدلہ دینا ہے الخ۔

قاضی عیاض نے فرمایا، اس پر اجماع ہے کہ اس آیت کریمہ میں نبی
علیہ السلام کی وہ عظمت و شان بیان کی گئی ہے جو کسی دوسری آیت میں نہیں
کی گئی الخ۔

حافظ سخاوی نے فرمایا: یہ آیت مدنی ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ قدر و منزلت بتا رہا ہے جو ملا را علیٰ میں اس کے حضور ہے کہ وہ ملائکہ مقربین میں آپ کی شمار کرتا ہے اور یہ کہ فرشتے آپ پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں پھر عالم سفلی کو حکم دیا کہ وہ بھی آپ پر صلوٰۃ و سلام بھیجیں تاکہ نیچے والی اور اوپر والی ساری مخلوق سب کی شمار آپ پر جمع ہو جائے پھر الفا کمانی کے حوالہ سے فرمایا کہ آیت میں صیغہ مضارع (يُصَلُّونَ) لایا گیا جو دوام و استمرار پر دلالت کرتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے ہمیشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ ہمیش درود بھیجتے ہیں حالانکہ اولین و آخرین کی انتہائی تمنائیں ہوتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ایک صلوٰۃ ہی ان کو حاصل ہو جائے (تو نہ ہے نصیب) اور ان کی قسمت میں یہ کہاں! بلکہ اگر عقل مند سے پوچھا جائے کہ ساری مخلوق کی نیکیاں تیرے صیغہ اعمال میں ہوں تجھے یہ پسند ہے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ایک صلوٰۃ تجھ پر نازل ہو جائے؟ تو وہ اللہ تعالیٰ کی ایک صلوٰۃ کو پسند کرے گا۔ پس تمہارا کیا خیال ہے اس ذات کے مقام کے بارے میں جن پر ہزار رب سبائے اور اس کے تمام ملائکہ ہمیشہ ہمیشہ درود بھیجتے ہیں تو کیونکر تحسین کی جا سکتی ہے بندہ مومن کی اس بات پر کہ وہ آپ پر کثرت سے درود نہیں بھیجتا یا اس سے غفلت کرتا ہے؟ الخ۔

امام سہل بن محمد بن سلیمان نے فرمایا:-

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو اس فرمانِ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَیْكَ جو شرفِ نجاست ہے زیادہ کامل اور جامع ہے اس شرف و بزرگی سے جو اس نے فرشتوں کو آدم علیہ السلام کے لئے مسجد کے حکم دے کر حضرت آدم کو نجاست تھا، کیونکہ اس تشریف و تکریم میں اللہ تعالیٰ نے کافر فرشتوں کے ساتھ شامل ہونا جائز نہ تھا اور یہاں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ

بھیجتے ہیں وہ خود بھی شامل ہے، پھر خبر دی کہ فرشتے بھی آپ پر صلاۃ بھیجتے ہیں پس وہ تشریف و تکویم جو اللہ کی ذات سے صادر ہوا اس تشریف سے بڑھ کر ہے جو صرف فرشتوں کے ساتھ منحصر ہے اور اللہ اس بارے میں ان کے ساتھ نہیں۔ مسابک الخفاف میں امام سہل کا مذکورہ بالا کلام نقل کرنے کے بعد اپنی سند متصل سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام پر پہلے خود درود پڑھنے کا ذکر فرمایا تاکہ پڑھنے والے مسلمانوں کو اس سے ترغیب ہو اور نہ پڑھنے والوں کو تنبیہ ہو، گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اپنے اس جلال و عظمت، بلند مرتبت، اور مخلوق سے غنی ہونے کے باوجود اپنے محبوب پر درود بھیجتا ہوں اور فرشتے باوجودیکہ اللہ کے ذکر میں مصروف ہیں اور اسکی بارگاہ میں عظیم الشان مرتبہ پر فائز ہیں، آپ پر درود بھیجتے ہیں تو تمہارا لوزیادہ حق ہے کہ آپ پر درود و سلام بھیجا کرو کیونکہ تم سب حضور کے محتاج ہو، آپ پر اللہ کی رحمتیں اور سلام ہو کیونکہ آپ نے تمہاری شفاعت فرمانا ہے اور اس لئے کہ آپ کی رسالت کی برکت سے تم نے دنیا و آخرت کا شرف پایا ہے، اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے آپ کو وہ جزاء دے جس کے آپ مستحق ہیں الخ۔

امام فخر الدین رازی کی تفسیر کبیر میں ہے:-

اگر یہ کہا جائے کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے حضور علیہ السلام پر درود بھیجتے ہیں تو ہمارے درود کی کیا ضرورت ہے؟ ہم کہتے ہیں ہم آپ پر اس لئے درود نہیں بھیجتے کہ آپ کو اس کی حاجت ہے، نہ تو آپ کو ہمارے درود کی حاجت ہے نہ فرشتوں کے درود کی، کیونکہ خود اللہ تعالیٰ آپ پر درود بھیجتا ہے ہاں ہم محض آپ کی تعظیم کے اظہار کی خاطر درود و سلام پڑھنے پر مامور ہیں جیسے اللہ سبحانہ نے ہم پر اپنا ذکر واجب کر دیا ہے حالانکہ اس کو ہمارے ذکر کی کوئی ضرورت نہیں وہ تو محض اظہارِ عظمت کے لئے ہم پر واجب ہے اور یہ بھی ہم پر اس کی

شفقت ہے تاکہ ہم اس کا ذکر کریں اور ثواب پائیں اسی لئے آنحضرت نے فرمایا:-
 جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ

رحمت نازل فرمائے گا۔ الخ

القسطلانی فرماتے ہیں، امام ابوالقاسم القشیری نے اپنی تفسیر میں آیت:-
 اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ يُصَلُّوْنَ عَلٰی الْمُرْسَلِیْنَ

کے تحت فرمایا، اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ امت کی طرف سے اس کے رسول کی
 بارگاہ میں کوئی نہ کوئی خدمت ہو جس کے عوض آپ کی طرف سے اسے نعمت شفاعت
 نصیب ہو اس لئے اللہ نے ان کو حضور علیہ السلام پر درود پڑھنے کا حکم دیا، پھر اللہ
 نے اپنے نبی کی زبانی ایک مرتبہ درود شریف بھیجنے کے عوض دس رحمتیں نازل فرمانے
 کا اعلان فرمایا، اس میں اشارہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی مزید عنایت کا محتاج رہتا
 ہے اور کسی وقت بھی اس سے مستغنی نہیں ہو سکتا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم اللہ تعالیٰ کی رحمت و سلامتی کے محتاج ہیں تو نبوت سے بڑھ کر کوئی رتبہ ہے
 ہی نہیں الخ۔

امام ابو محمد جبرین رحمہ اللہ القزطی نے اپنی کتاب الملاحذ والاعتصام میں
 آیت اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ يُصَلُّوْنَ الْوٰیۃ کے تحت حضرت عبداللہ ابن عباس
 کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ نبی علیہ السلام کی مغفرت فرماتا ہے اور فرشتے آپ کے لئے
 مغفرت کی دعا مانگتے ہیں، پھر فرمایا اے عام مسلمانو! صَلُّوْا عَلَیْہِ۔ فرمایا اس کا
 معنی ہے اپنے نبی کے لئے استغفار کرو۔ وَسَلُّوْا وَسَلِّمًا۔ الخ

الدر المنضود میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل فرمایا: اللہ تعالیٰ کا حضور علیہ السلام
 اور آپ پر صلاۃ بھیجنے والوں پر صلاۃ بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپ پر اور ان پر الواع و
 اقسام کی مغفرت و تکریم کی بارش کرتا ہے اور ان پر بہترین نعمتیں نازل فرماتا ہے۔

رہا ہمارا اور ملائکہ کا آپ درود شریف بھیجنا جیسا کہ آیہ کریمہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ الدّٰیۃ
میں بیان ہوا، سو وہ ایک سوال اور التجا ہے کہ آپ کو وہ کرامت عطا ہو اور رغبت
پیدا کرنے سے الخ۔

حافظ سخاوی فرماتے ہیں، میں نے امام ابواللیث مصطفیٰ الترمذی حنفی کے
مقدمہ کی شرح میں یہ عبارت پڑھی ہے :-

”اگر کہا جائے کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے توہم کو حکم
دیا کہ ہم نبی علیہ السلام پر درود و سلام بھیجیں اور ہم کہتے ہیں :

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ (الہی! محمد اور آل محمد پر

درود بھیج) پس ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ آپ پر صلوٰۃ بھیجے

اور ہم خود آپ پر صلوٰۃ نہیں بھیجتے یعنی اس طرح کہ آدمی کہے : اُصَلِّ

عَلٰی مُحَمَّدٍ ”میں محمد پر درود بھیجتا ہوں“ ہم کہتے ہیں اس لئے کہ

حضور علیہ السلام پاک صاف ہیں، آپ کی ذات میں کوئی عیب نہیں اور ہمارے

اندر کسی عیب اور نقائص میں پس اتنا بڑا عیب دار اور گنہگار شخص اس

ذات پاک کی مدح و ثناء کیونکر کر سکتا ہے اس لئے ہم اللہ تعالیٰ سے

سوال کرتے ہیں کہ وہ آپ پر درود بھیجے تاکہ رب طاہر کا درود نبی طاہر

پر ہو جائے، یونہی المرغینانی میں لکھا ہے الخ۔“

علامہ نیشاپوری کی کتاب ”اللطائف والحکم“ میں بھی یہی لکھا ہے، وہ فرماتے

ہیں :- درود شریف میں اتنا ہی کافی نہیں کہ آدمی کہے : صَلَّیْتَ عَلٰی مُحَمَّدٍ

کیونکہ بندہ اس قابل ہے ہی نہیں، بلکہ اپنے رب سے سوال کرے کہ وہ آپ پر صلوٰۃ

بھیجے تاکہ اللہ کی طرف سے درود ہو پس صلوٰۃ بھیجنے والا وحقیقت اللہ تعالیٰ سے

بندے کی طرف یہ نسبت مجازی ہے اس مناسبت سے کہ اس نے اللہ تعالیٰ

سے سوال کیا ہے الخ۔

ابن ابی حجلہ نے بھی کچھ اس طرف اشارہ کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ امت کو جو
 اللہ صلی علیہ وسلم کی تعلیم دی تو اس میں حکمت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے
 حضور علیہ السلام پر درود بھیجنے کا ہم کو حکم دیا تو ہم اس واجب کو ادا کرنے کے قابل تھے
 تو ہم نے یہ فریضہ اسی کی طرف پھیر دیا کیونکہ وہی بہتر جانتا ہے کہ آپ کے شایانِ شان
 درود شریف کیسے بھیجا جائے، یہ ایسے ہی ہے جیسے حضور علیہ السلام نے حمد باری
 تعالیٰ کے متعلق فرمایا:۔

لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ يٰ تَبَرُّ تَبَرُّ شَاكِرًا لَا يَكْفُرُ

اس سے بھی پہلے ابوالہیثم عساکریہ کہہ چکے ہیں:۔

کتنی اچھی بات کہی اس نے جس نے کہا، جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول
 پر درود بھیجنے کا حکم دیا اور ہم کو آپ پر درود بھیجنے کی فضیلت معلوم نہ تھی اور ہمیں اس بار
 میں اللہ سبحانہ کی حقیقی مراد کا علم نہ تھا اس لئے ہم نے درود شریف کو اسی کی طرف لوٹا
 دیا اور ہم نے کہہ دیا، الہی! تو ہی اپنے رسول پر درود و نازل فرما کیونکہ تو بہتر جانتا ہے
 کہ آپ کی شان کے لائق درود کون سا ہے اور تو ہی جانتا ہے کہ اس سے مراد
 کیا ہے، واللہ اعلم! سخاوی کی عبارت ختم ہوئی:۔

مذکورہ عبارت کے بعد سخاوی فرماتے ہیں کہ جب تم کو یہ سب معلوم ہو چکا تو اب
 تمہارا درود آپ پر اسی طرح ہونا چاہئے جیسے آپ نے تمہیں حکم دیا، اسی سے تمہارا
 قدر و منزلت آپ کی بارگاہ میں بڑھے گی، تم اپنے اوپر کثرتِ صلاۃ کو لازم کر لو اور
 ہمیشہ پڑھنا ضروری سمجھو اور اس بارے میں سب روایات جمع کرو کیونکہ آپ پر کثرت
 سے درود بھیجنا محبت کی ایک علامت ہے کیونکہ جس کو کسی سے محبت ہوتی ہے
 کثرت سے اس کا ذکر کرتا ہے، صحیح حدیث میں ہے:۔

”تم میں کسی کا ایمان کامل نہیں ہو سکتا تاہمکہ میں اس کو اپنے بابا
بیٹے اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو جاؤں“

اور اسلمی نے حقائق میں آیہ کریمہ: **إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ**
سے متعلق ابن عطاء کی یہ روایت بیان کی ہے کہ اللہ کی طرف سے صلوٰۃ بمعنی وصا
ملائکہ کی طرف سے رفعت اور امت کی طرف سے پیری و محبت ہے اور عبدالواحد
البساری نے کہا: تم جو حضور علیہ السلام پر درود بھیجتے ہو، کسی حد پر پہنچ کر یہ گز خیال نہ
کرنا کہ ہم صلوٰۃ و سلام بھیج کر حضور کے حقوق ادا کر رہے ہیں، ذرا صل تم اپنا حق ادا کر رہے
ہو کیونکہ حضور علیہ السلام کا حق اس سے بہت بڑا ہے کہ ساری امت بھی اس کو
ادا کر سکے کیونکہ حضور تو اللہ تعالیٰ کی رحمت میں ہیں، فرمان باری تعالیٰ ہے:-

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ

پس تمہارا درود بھیجنا حضور کے صدقہ سے اپنے لئے رحمت حاصل کرنا ہے الخ۔

پھر حافظ سخاوی فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے یہاں آپ کو نبی سے تعبیر
فرمایا، یہ نہیں فرمایا علیٰ محمد جیسے دوسرے انبیاء کے لئے فرمایا:

**يَا أَدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَارْزُقْ مِنْهَا
بِسَلَامٍ مِّنَّا وَبَرَاهِيمٍ وَقَدْ صَدَقْتَ الرَّؤْيَا۔ بِلَدَاوُدَ
إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ، نِعْمِي إِنِّي مُتَوَفِّيكَ
وَرَأَيْتُكَ الْهَاتِ، لِيُزَكِّرِيَا إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِفُلَادِمٍ
لِيُعْطِي خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ۔**

اور اس جیسی دوسری بہت سی مثالیں کیونکہ اس میں وہ بڑائی اور اعزاز ہے جو تمام
انبیائے کرام میں سے صرف آپ کے حصے میں آئی ہے اس سے آپ کا بلند مرتبہ
ہونا اور تمام انبیائے کرام پر فضل ہونا ظاہر ہوتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اپنے خلیل علیہ السلام کے ساتھ کیا تو خلیل کا ذکر تو ان کے نام سے کیا لیکن حبیب کا ذکر ان کے لقب سے کیا، فرمان باری ہے :-

إِنَّ أَوَّلَىٰ لَشَأْنٍ بِأَرْحَمِهِمْ لَكَذِبِينَ اتَّبِعُوهُ وَهَذَا السَّبِيلُ
 ابراہیم علیہ السلام سے قریب تر وہ لوگ ہیں جنہوں نے انجناب کی پیروی کی
 اور یہ غیب کی خبریں دینے والے (نبی) اور یہ بہت بڑی فضیلت ہے جسے علماء
 نے اہتمام سے ذکر کیا ہے اور اسے بزرگ تر فضیلت گروانا ہے اور اس کو بلند
 مرتبہ فرمایا اور جہاں جہاں آپ کا نام لے کر ذکر فرمایا وہاں کسی مصلحتیں اس کی متقاضی
 تھیں، اس نکتہ کو سمجھو الخ۔

قول البدیع میں بھی ہی فرمایا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آیت میں عبارت محدث
 ہے تقدیر عبارت یہ ہے :-

إِنَّ اللَّهَ يُصَلِّيُ وَمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ الْآيَةَ

”بے شک درود بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں“
 واللہ اعلم! فرمایا کہ فرشتوں کی تعداد اللہ ہی جانتا ہے کیونکہ ان میں کچھ ملائکہ مقرر ہیں
 ہیں، کچھ عرش اٹھانے والے اور ساتوں آسمانوں پر رہنے والے اور جنت و
 دوزخ کے داروغے اور اعمال پر نگران اور انسانوں کے محافظ جیسے فرمان باری ہے
 يَحْفَظُونَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ

اور سمندر، پہاڑوں، بادلوں، بارشوں، رحموں اور نطفوں پر مقرر اور صوتیں بنانے
 والے، جسموں میں روح بھونکنے، سنبھال پیدا کرنے، ہوا میں چلانے، افلاک نجوم
 کو گردش دینے والے، ہمارے صلوٰۃ و سلام نبی علیہ السلام تک پہنچانے والے،
 نماز جمعہ میں لوگوں کے نام لکھنے اور نمازیوں کی قرأت پر آمین کہنے والے، ربنا لک
 الحمد کہنے والے، نماز کا انتظار کرنے والے کے لئے دعا مانگنے والے، ان عورتوں

پر لعنت بھیجنے والے جو اپنے خاوندوں کے بستر چھوڑ کر ادھر ادھر منہ ماریں اور
 دیگر بہت سارے فرشتے جن کا ذکر صحیح حدیثوں میں آتا ہے اور ان میں سے اکثر
 ابوالشیخ ابن حبان الحافظ کی کتاب العظمت میں موجود ہیں اور تفسیر الطبری میں بطریق
 کثرت العدوی یہ حدیث مروی ہے کہ حضرت عثمان نے نبی علیہ السلام سے ان
 فرشتوں کی تعداد پوچھی جو ایک آدمی پر مقرر ہیں تو حضور علیہ السلام نے فرمایا، ہر آدمی
 کے ساتھ دس فرشتے دن کو اور دس ہی رات کو مقرر ہوتے ہیں۔ ایک دائیں، ایک
 بائیں، دو آگے پیچھے، دو ہونٹوں کے پاس جو صرف حضور علیہ السلام پر بڑھا جانے
 والا اور دشمنین محفوظ کرتے ہیں، اور دو اس کے پہلوؤں پر، ایک اور اس کی پیشانی
 پکڑے ہوتا ہے اگر عاجزی و انکساری کرے تو بلند کرتا ہے اور تکبر کرے تو نیچا دکھاتا
 ہے اور دشمنانِ نبی کی حالت میں اس کے منہ میں سانپ داخل ہونے سے
 بچاتا ہے اور کہا گیا ہے کہ ہر آدمی کے ساتھ تین سو ساٹھ فرشتے ہوتے ہیں اور
 جہانِ بالا و زیریں کا ایک ایک گوشہ ان فرشتوں سے بھرا ہوا ہے جو حکمِ خداوندی کی
 خلافِ دزدی نہیں کرتے اور وہی کچھ کرتے ہیں جس کا انہیں حکم ملتا ہے۔
 مستدرک حاکم میں عبداللہ بن عمر کی روایت سے یہ حدیث موجود ہے کہ بیشک
 اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے دس حصے کئے جن میں نو حصے فرشتے اور ایک حصہ
 ساری مخلوق۔ اور حدیث معراج جس کی صحت پر اتفاق ہے میں ہے کہ بیت المعمور میں
 ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں جب نکلتے ہیں تو دوبارہ نہیں لوٹتے اور ترمذی،
 ابن ماجہ اور ترمذی میں حضرت ابو ذر کی مرفوع حدیث ہے۔

”آسمان چڑھایا اور اسے چرچرانے کا حق ہے، اس میں چار انگل حکم بھی

ایسی نہیں جس پر کوئی نہ کوئی فرشتہ مسر سجدہ ہو۔“

اور طبرانی وغیرہ میں حضرت جابر اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوع حدیث ہے۔

سات آسمانوں میں ایسی جگہ نہیں، نہ قدم بھرنے، نہ بالشت بھرنے ہاتھ بھر جس میں کوئی نہ کوئی فرشتہ قیام کرنے والا، رکوع کرنے والا اور سجدہ کرنے والا نہ ہو اور معلوم ہے کہ قرآن شریف کی رو سے وہ سب جہاں کہیں ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے ہیں۔

یہ خصوصیت تمام نبیوں میں صرف ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے اور حضرت کعب کا بیان ہے کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، وہاں نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو رہا تھا، میں نے کہا، صبح ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں یہاں تک کہ وہ قبر انور کو گھیر لیتے ہیں، اپنے پس سے جھاڑ دیتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں یہاں تک کہ جب شام پڑتی ہے، یہ اوپر چلے جاتے ہیں اور ستر ہزار مزید اتر پڑتے ہیں یہاں تک کہ وہ قبر اطہر کو گھیرے میں لے لیتے ہیں اور اپنے پروں سے جھاڑ دیتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سلام بھیجتے ہیں، ستر ہزار صبح، ستر ہزار شام، یہاں تک کہ جب آپ کی قبر مبارک شق ہوگی تو آپ ستر ہزار فرشتوں کی معیت میں تشریف لائیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ آپ کی تعظیم و توقیر کریں گے، اس کو روایت کیا اسماعیل القاضی، ابن بشکوال اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور دارمی نے اپنی جامع کے باب ما اکرم اللہ تعالیٰ بہ نبیہ میں اور ابن المبارک نے الرقائق میں۔ القول البدیع کی عبارت ختم ہوئی۔

امام سحرانی نے اپنی کتاب لطائف المنن کے نویں باب میں فرمایا۔
مجھے احمد السمری نے بتایا کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ فرشتے نورانی قلموں سے ایک صحیفہ میں لکھتے جاتے ہیں ہر وہ لفظ جو حضور علیہ السلام پر درود پڑھنے والے لوگ زبان پر لاتے ہیں، ایک اور موقع پر مجھ سے فرمایا، میں نے ایک مرتبہ دیکھا کہ جو لفظ آدمی بولتا ہے، فرشتہ بناتا جاتا ہے جو اسی طرح اللہ کا ذکر کرتا ہے، پھر ہر

فرشتے کے ذکر کا ہر حرف بدستور فرشتہ بناتا ہے، پھر تیسرے دور کے فرشتوں کے ذکر سے بھی اسی طرح فرشتے بنتے جلتے ہیں اور یہ سلسلہ آگے تک چلتا ہی جاتا ہے، اگر انسانوں کی نگاہوں سے پرے اٹھ جائیں تو دیکھیں کہ اس طرح پیدا ہونے والے فرشتوں سے فضا بھری ہوئی ہے۔ شعرانی فرماتے ہیں مجھے معلوم ہے کہ اس قسم کا مشاہدہ صرف اس شخص کو حاصل ہو سکتا ہے جس کا نفس شہری کدوروں سے صاف ہو جائے یہاں تک کہ اس کا باطن فرشتوں کے باطن کی طرح ہو جائے اور جس کا باطن اس طرح پاک نہ ہو اس کی نگاہ سے اس قسم کے مشاہدے مستور رہتے ہیں، والحمد للہ رب العالمین۔

باب ثالث میں فرشتوں کی تعداد کے بارے میں وہ بیان آ رہا ہے جس سے عقلیں ذہن رکھ رہ جائیں اور علامہ شیخ حرازم بن العربی براءۃ المغربی الفاسی نے اپنی کتاب جواهر المعانی فی فیض سیدی ابی العباس الیتمانی میں شیخ کا یہ مقولہ نقل فرمایا ہے کہ:

”حدیث شریف میں ہے حب حضور علیہ السلام پر اس شان سے آئیہ کریمہ:
 اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ یُصَلُّوْنَ اَیُّ نَازِلٍ ہُوَ لَوْ حَضَرَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَہُ قَرَابَۃٌ
 بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمہارے صلاۃ و سلام سے بے نیاز کر دیا؛“

اور حافظ السخاوی نے الفاکہانی سے منقل کیا کہ جہاں تک ہم کو معلوم ہے قرآنی یا کہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر کسی اور پر صلوٰۃ نہیں بھیجی یہ وہ خصوصیت ہے جو آپ کے بغیر کسی اور نبی میں نہیں پائی جاتی الخ۔ (و فیہ نظر)

(ظاہر فتدبر۔ مترجم)

علامہ سیّد محمود آلوسی بغدادی نے تفسیر روح المعانی میں فرمایا:۔
 اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کے بغیر کسی امت کو یہ حکم نہیں دیا کہ وہ اپنے نبی پر درود و سلام بھیجے پس یہ امت محمدیہ کی خصوصیت ہے الخ۔

ابو عبد اللہ الرصاع نے اپنی کتاب: تحفۃ الاخیار فی فضل المصلوۃ
 علی الشی المختار میں کہا، آیہ کریمہ دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ
 نبی اکمل اور نور اول پر صلاۃ بھیجتا ہے اور اُسے سنتے والے تجھ پر لازم ہے کہ اپنے
 دل سے وہ خیال ختم کر دے جو تیرے خالق و مالک کے شایان شان نہیں کیونکہ تیرے
 ذہن میں صلاۃ کا تصویر ہے کہ زبان سے حضور پر درود پڑھے اور اپنے دل و زبان
 سے آپ کی شاکر کیے حالانکہ یہ اوصاف خالق کائنات کی شان کے لائق نہیں اور اس
 ذات سے ممکن نہیں جو مخلوق کی زبان سے منترہ و مبرک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے مشابہ
 کوئی نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں اگر تم نے یہ بتا ہو کہ وہ متکلم ہے تو یہ نہ سمجھ
 لینا کہ وہ تیری طرح کلام کرتا ہے، اعضا و زبان سے کیونکہ وہ بڑا انصاف پسند بادشاہ
 اس سے بہت بلند ہے بلکہ اس کا کلام قدیمی، ازلی، ابدی ہے اس کے آخر کی
 کوئی انتہا نہیں اور اس کے اقل کی کوئی ابتداء نہیں، اس کے کلام میں نہ آواز، نہ
 حرف، نہ تقطیع نہ تالیف اور نہ تو ضیع، بلکہ اس کا قول اور کلام اس کی صفات میں
 سے ہے پس اس کا قدیمی ہونا واجب ہے جیسے اس کی ذات، اسی طرح اس کی
 ایک ایک صفت مثلاً علم قدرت، ارادہ، سمع، بصر، حیات سب ازلی سرمدی اور ابدی
 ہیں، پس وہی عالم، خبیر، مدبر اور قدیم ہے، جس کی مثل کوئی نہیں اور وہی سنتا،
 دیکھتا ہے الخ۔

اسی طرح علامہ الوسی نے: یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوا
 تَسْلِيمًا کے تحت فرمایا: مولیٰ اجل جلالہ نے اہل ایمان کو بلایا، اہل حسان کو نہیں
 پکارا، گنہگاروں کی تسلی کے لئے اور کافروں کو اس لئے نہیں پکارا کہ وہ اپنی خست
 اور گھٹیا پن کی وجہ سے خطاب کے لائق ہی نہیں اور نہ ہی ہمارا باب کے ساتھ
 منہبات کے قابل ہیں، رہا یَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ

میں خطاب تو بہ محض زجر و توبیخ و عتاب و تنبیہ اور ان کے دلوں میں ندامت پیدا کرنے کے لئے اور رحمت خداوندی سے دور کرنے کے لئے ہے، الرصاص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اسم جلالت ذکر فرمایا ہے اور اسمائے حسنیٰ میں سے کوئی اور اسم گرامی ذکر نہیں فرمایا مثلاً یوں نہیں فرمایا اِنَّ الرَّبَّ یُصَلِّیْ وَغیرہ، اس لئے کہ اسم جلالت (اللہ) ہی تمام اسماء و صفات کا جامع ہے کیونکہ جب تم کہتے ہو اللہ تو تم نے قطعی یہ اعتراف کر لیا کہ وہ ایک ہی مجبود ہے۔ فرد بے نیاز، نیکوئی کرنے والا، کریم، بہت سخی، عظیم، رؤف اور رحیم وغیرہ ہے اب اگر اللہ تعالیٰ اپنا کوئی وصفی نام ذکر فرماتا جس سے اس کے حبیب کے لئے رحمت و عظمت ثابت ہوتی تو یہ وہم پیدا ہوتا کہ آپ پر صلاۃ و رحمت صرف اسی اسم وصفی کی وجہ سے ہے اور دوسرے اسمائے صفاتیہ کا اس سے کوئی پتہ نہ چلتا بخلاف اسم ذاتی (اللہ) کے جس کا مقتضی یہ ہے کہ صلاۃ و سلام اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات دونوں کی طرف سے ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سنور علیہ السلام پر رحمت اور صلاۃ اپنے تمام اسمائے حسنیٰ کے ساتھ بھیجی ہے اور اس کے ہر اسم مبارک نے اپنے حبیب کے لئے رحمت و عظیم کا اقتضا کیا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام بلند کی کامل عزت و عظمت کے اظہار کے لئے یہ انداز زیادہ بلیغ ہے گویا فرماں باری کا مطلب ہوا کہ رب بھی اپنے نبی پر صلاۃ بھیجتا ہے، رحمن بھی اپنے نبی پر صلاۃ بھیجتا ہے، الملک الدیان اپنے حبیب پر صلاۃ بھیجتا ہے، کریم اپنی معزز ترین مخلوق پر درود بھیجتا ہے، عظیم زمین و آسمان والوں کے آقا پر صلاۃ بھیجتا ہے، معلوم و نامعلوم تمام اسمائے حسنیٰ اسی طرح ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکال لئے جائیں اور اسم جلالت (اللہ) میں ان سب کو جمع کر لیا جائے اس سے دو فائدے ہوئے اول ایجاز و اختصار و دوم سنور علیہ السلام کی تعظیم و تکریم و بزرگی، اور الرصاص رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا: ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کے بہت سارے اسمائے مبارکہ اور صفاتِ عالیہ ہیں مگر یہاں انہی فرمایا، الرسول وغیرہ نہیں فرمایا۔ اس میں یہ راز مضمون ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے عام صفت جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مشرف فرمایا اور دیگر اپنے نبیوں کو آپ کے ساتھ شریک کیا اور بجز انبیائے کرام کے دوسرے کسی کو عطا نہیں فرمائی وہ ہے اللہ تعالیٰ کا آپ کو اپنے غیب پر مطلع اور بانجبر کرنا اور اپنے اسرار و رموز سے آپ کو آگاہ کرنا، مولیٰ تعالیٰ نے آپ کو اس بارے میں اتنا کچھ عطا فرمایا جو کسی کے حصے میں نہیں آیا۔ علم و عقل اور فہم و ادراک اس کا اندازہ کرنے سے قاصر ہے گو باریت العزت اس حقیقت کی طرف اشارہ فرما رہا ہے کہ جس طرح اس نے آنجناب کو علوم لدنیہ اور عطایائے ربانیہ سے مخصوص فرمایا کہ آپ کا شرف مقام ظاہر ہو، اسی طرح اس نے آپ کو درود شریف کے ساتھ مختص فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ اس کی بارگاہ میں حضور علیہ السلام کا کیا مرتبہ و مقام ہے۔

اس میں ایک اور اشارہ بھی ہے اور وہ یہ کہ جیسے رب تعالیٰ نے آپ پر اپنے اسم ذاتی (اللہ) کے ذریعہ درود بھیجا تاکہ تمام اسماء و صفات اس میں شامل ہو جائیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس اسم کا ذکر فرمایا جو سب کو عام پر مشتمل اور جامع ہے، گویا فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی پر درود بھیجتا ہے، اپنے رسول پر درود بھیجتا ہے، بے شک اللہ کریم ذات پر درود بھیجتا ہے اور بیشک اللہ رؤوف و رحیم پر صلوات بھیجتا ہے کیونکہ یہ صفات لفظی نبی پر اسی طرح جاری ہوتی ہیں جیسے اللہ کی صفات اسم جلالت (اللہ) پر جاری ہیں، تحفۃ الرصاع کی عبارت ختم۔
القول البدیع میں فرمایا، قول باری تعالیٰ سلمو تسلیماً میں مصد کے ساتھ سلام کی تاکید فرمائی گئی ہے حالانکہ صلوٰۃ کی اس طرح تاکید نہیں فرمائی گئی اس لئے کہ صلوٰۃ میں دو طرح سے تاکید چکی ہے ایک تو اس سے پہلے اَوَّلَ لَانَسَ سے

اور دوسرے صلوٰۃ کی نسبت اللہ اور فرشتوں کی طرف کرنے سے اور سلام میں ایسی کوئی وجہ نہیں پائی گئی لہذا بہتر تھا کہ اس کی تاکید مصدر سے کی جاتی۔ ”یہ توجہیہ الفا کمالی نے کی ہے۔“

حافظ ابن حجر نے کہا کہ جب صلوٰۃ کو لفظی طور پر مقدم کیا گیا تو اس میں زیادہ اہتمام پیدا ہو گیا اب سلام میں بھی مصدر لاکر تاکید پیدا کر دی گئی تاکہ دونوں کی اہمیت واضح ہو جائے اور یہ وہم پیدا نہ ہو کہ سلام کو بعد میں ذکر فرما کر اس کی اہمیت گھٹائی گئی ہے۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ اس کی وجہ کیا ہے کہ صلوٰۃ کی نسبت تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کی طرف کر دی گئی اور سلام کی نسبت ان کی طرف نہیں کی گئی حالانکہ اہل ایمان کو دونوں کا حکم فرمایا گیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس کا جواب یوں دیا جاسکتا ہے کہ سلام کے دو معنی ہیں ایک تحفہ و دیدہ اور دوسرا اطاعت و انقیاد پس مومنین کو تو ان دونوں کا حکم دیا کہ ان کی طرف سے یہ دونوں معنی صحیح ہیں لیکن اللہ اور فرشتوں کی طرف اطاعت و انقیاد کی نسبت جائز نہیں لہذا اس وہم کو ختم کرنے کے لئے ان کی طرف سلام کی نسبت نہیں فرمائی گئی۔ واللہ اعلم۔

جو احتمال ابن حجر نے ذکر کیا ہے اس کو امام جیسر بن محمد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں سَلِّمُوا نَسْلِنَا کا مطلب ہے کہ حضور علیہ السلام تم کو جس بات کا حکم دیں اس پر دل و جان سے راضی ہو، یہ بات پہلے بھی گزر چکی ہے۔ السخاوی نے کہا، سلام کے معنی میں اختلاف کیا گیا ہے، کچھ نے یہ معنی کیا کہ یا رسول اللہ! آپ پر وہ سلام ہو جو اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور تاویل یہ کی کہ آپ خیرات و برکات سے خلی نہ ہوں اور آپ ہمیشہ ناپسندیدہ باتوں اور آفات سے محفوظ رہیں کیونکہ ایسے امور میں اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی اسی توقع پر ذکر کیا جاتا ہے کہ اس میں خیر و برکت کے تمام معانی جمع ہیں اور خرابی و فساد کے عوارض

معدوم ہوتے ہیں، یہ بھی احتمال ہے کہ سلام بمعنی سلامتی ہو یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو برائی اور نقائص سے سلامت رکھے پس جب تم کہتے ہو اللّٰهُمَّ سَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ الہی! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ان کی دعوت، امت اور ذکر کے ہر نقص سے سلامتی رکھ دے تاکہ آپ لوگوں کو جو ایمان باللہ کی دعوت دیتے ہیں وہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ترقی کرتی جائے، آپ کی امت میں اضافہ ہو اور آپ کا ذکر بلند ہو، یہ قول امام بقیہ کا ہے الخ۔

فرمایا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سلام بمعنی مسالمت اور انقیاد ہو، فرمان باری تعالیٰ ہے:

فَلَا وَهَّيْكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ
ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيْمًا۔
”محبوب! تمہارے رب کی قسم یہ یوں نہیں ہو سکتے تا وقتیکہ تم کو اپنے
باسمہی جھگڑوں میں حاکم نہ مان لیں پھر تمہارے فیصلے پر دلوں میں کوئی
تنگی نہ پائیں اور خوشی خوشی تم تسلیم کر دیں الخ۔“
انفاسی نے شرح الدلائل میں فرمایا:

ابن عرف نے تسلیموا تسلیم کی تفسیر میں اپنے شیخ عبد السلام کا یہ قول نقل کیا ہے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے والا لفظ تسلیم کی تاکید نہیں لانا اور صرف یہ کہنا ہے
صلی اللہ علیہ علی آلہ وصحبہ وسلم، اور یہی کافی ہے کیونکہ درحقیقت یہاں دوسروں کو
یہ خبر دینا مقصود نہیں کہ اللہ درود و سلام بھیجتا ہے بلکہ اشارہ ہے کہ اخبار ان کے
معاصر الزہری کہا کرتے تھے کہ درود شریف پڑھتے وقت تسلیم کو بھی زیادہ کر لینا چاہئے
جیسا کہ آیت کریمہ میں ہے الخ۔

القول البدیع میں فرمایا کہ ماہ شعبان کی فضیلت میں ابن ابی الصیف الیمینی
کی بلا اسناد ایک روایت بیان کی جاتی ہے کہ شعبان المعظم نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم

پر درود پڑھنے کا مہینہ ہے کیونکہ درود شریف کی آیت مبارکہ اسی مہینہ میں نازل ہوئی تھی اور ابن لشکوال نے عبدوس الرازی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جس آدمی کو نیند کم آئے سوتے وقت آیت کریمہ: **إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا** پڑھ لیا کرے۔
 السخاوی نے کہا، اس آیت کریمہ کے فوائد میں سے جیسا کہ ابن ابی الدنیائے ابن ندیم سے نقل کیا، ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ جو آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کے پاس کھڑے ہو کر یہ آیت پڑھے: **إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا** پھر کہے **صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ** یہاں تک کہ ستر مرتبہ یہی کتا چلا جائے تو فرشتے اس کو پکارنا ہے **صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا فُلَانُ**! آج تیری کوئی حاجت پوری ہوئے بغیر نہ رہے گی۔
 ابن حجر المہندی نے بھی روایت اپنی کتاب الجواہر المنظمہ میں امام البہیقی کے حوالہ سے نقل فرمائی، پھر فرمایا، اس روایت میں حضور علیہ السلام کا نام لے کر پکارنے کے بواز پر کوئی دلیل نہیں کیونکہ ہمارے آئمہ نے اس کے حرام ہونے کی تصریح کر دی ہے، حرام صرف اس صوت میں ہے جب عامیانہ انداز سے ہو فرمان باری تعالیٰ ہے: **لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ^ﷺ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا**
 رسول کو اس عامیانہ انداز سے مت بلاؤ جس طرح ایک دوسرے کو بلاتے ہوئے۔

ہاں! آپ کو اس طرح پکارے مثلاً یا نبی اللہ! یا رسول اللہ! یہ حکم اس حدیث صحیح کے مخالف نہیں جس میں آتا ہے کہ:-

”ایک نابینا شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض پر دراز ہوا، اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ مجھے شفا عطا فرمائے، آپ نے اس کو اچھی طرح وضو کرنے اور یہ دعا مانگنے کا حکم دیا:-

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاتُوَجِّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
 نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتُوَجِّهُ بِكَ اِلَیَّ سَابِقِ فِی
 حَاجَتِی لِتَقْضِیَ لِیْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ، فَقَامَ
 وَقَدْ ابْصَرَ۔

”الہی! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں،
 تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی رحمت کے وسیلہ سے۔ اے محمد صلی
 اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں
 اپنی حاجت براری کے لئے، الہی! حضور علیہ السلام کی شفاعت میرے حق
 میں قبول فرما۔ پس وہ کھڑا ہوا تو مینا ہو چکا تھا۔“

یہ روایت اس حدیث کے خلاف اس لئے نہیں کہ حضور علیہ السلام صاحب
 حق ہیں آپ کو اختیار ہے جیسے چاہیں تصرف کریں کسی اور کو آپ پر قیاس نہیں کیا
 جاسکتا، ابن حجر نے فرمایا، سلف صالحین نے یہ دعا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وقت
 کے بعد بھی اپنی حاجات میں استعمال فرمائی ہے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے
 عند خلافت میں بعض صحابہ نے یہ دعا ان کے سامنے ایک حاجتمند کو سکھائی تھی اور
 وہ حاجت آپ سے متعلق تھی۔ ان صاحب نے اس پر عمل کیا اور مقصد حاصل کیا، ابن
 حجر کا کلام ختم ہوا۔

فرمایا تو تسل، استغاثہ، شفاعت اور توجہ میں کوئی فرق نہیں خواہ حضور علیہ السلام
 سے کیا جائے یا دیگر انبیاء علیہم السلام یا اولیائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے
 امام تقی الدین السبکی کا بھی اس میں اتفاق ہے الخ

میں نے الشہاب الرملی کے فتاویٰ میں دیکھا ہے کہ حضور علیہ السلام کا اسم
 گرامی لے کر پکارنا اس وقت حرام ہے جب اس کے ساتھ احترام و تعظیم کا کوئی قریب

نہ ہو، عبارت یہ ہے :-

”سوال کیا گیا کہ حضور علیہ السلام کو نام لے کر پکارتے کی حرمت کیا آپ کے زمانہ (حیات ظاہری) سے خاص ہے یا عام؟ اگر کہو عام ہے تو کیا اس صورت میں جب قرینہ تعظیم سے خالی ہو؟ اور اگر قرینہ تعظیم پایا جائے تو پھر حرام نہیں؟ مثلاً کہتا ہے یا محمد الوسیلہ (اے محمد! وسیلہ بنیے) یا محمد الشفاعۃ (اے محمد! شفاعت فرمائیے) یا محمد الحسب (اے محمد! کفایت فرمائیے) وغیرہ۔ تو فرمایا حرمت عام ہے لیکن حرام اس صورت میں ہے جب اس کے ساتھ تعظیم کا کوئی قرینہ نہ ہو، اور اگر قرینہ تعظیم موجود ہو جیسا کہ سوال میں ہے تو پھر حرام نہیں اور علماء کا حرام کہنا اسی صورت پر محمول ہے جب قرینہ تعظیم نہ ہو۔“ الخ

میں کہتا ہوں قرینہ تعظیم جہاں پایا جائے اس کی مثال میرے قصیدہ سہریہ

الغیۃ المسماة طیبۃ الغرام فی مدح سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے :-
 کُلُّ وَصْفٍ فِی الْعُلَمَیْنِ جَمِیْلٌ لَّکَ مَهْمَا تَعَدَّدَ الْأَسْمَاءُ
 قُلْتَ الْحَمْدُ یَا مُحَمَّدًا یَا أَحْمَدَ مِنْ کُلِّ حَامِدٍ وَ شَاءَ

”دنیا میں جو اوصاف حمیدہ ہیں جب بھی ان کا شمار ہو، وہ آپ کے لئے ہیں پس اے محمد! اے احمد! ہر مدح خواں کی حمد و ثناء آپ کیلئے۔“

تتمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پلوتہ و سلام پڑھنے کا حکم

القول البلیغ میں ہے ہمارے شیخ یعنی حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا :-
 درود شریف کے حکم کے بارے میں جہاں تک کلام علماء پر مجھے واقفیت ہو سکی

دس مذہب ہیں۔

پہلا مذہب ابن جریر طبری وغیرہ کا ہے کہ یہ مستحب ہے اور آریہ کرمہ میں جو امر آیا ہے وہ وجوب کے لئے نہیں، مذہب کے لئے ہے، بعض علماء نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ ایک سے زائد مرتبہ پڑھنا مستحب ہے اور یہی بات متین ہے واللہ اعلم۔ دوسرا مذہب یہ ہے کہ فی الجملہ واجب ہے کوئی تعداد مقرر نہیں لیکن کم از کم حد یہ ہے کہ ایک مرتبہ پڑھے۔ قاضی ابوالمحمد بن نصر نے کہا، حضور علیہ السلام پر درود پڑھنا واجب ہے۔ ابن عبد البر نے کہا، علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ حضور علیہ السلام پر درود بھیجنا فرض ہے ہر مومن پر کیونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

تیسرا مذہب یہ ہے کہ عمر بھر میں ایک مرتبہ واجب ہے خواہ نماز میں پڑھے یا اس کے علاوہ اسی طرح جس طرح کلمہ توحید یہی ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ، مالک، الثوری الاوزاعی رضی اللہ عنہم اجماع میں کا مذہب بتلایا جاتا ہے یعنی عمر بھر میں ایک مرتبہ واجب ہے کیونکہ امر مطلق تکرار نہیں چاہتا۔ قاضی اور ابن عبد البر نے کہا، جمہور امت کا یہی قول ہے ابن حزم کا مسلک بھی یہی ہے۔ القطرانی نے کہا، عمر بھر میں ایک مرتبہ واجب ہونے میں کوئی اختلاف نہیں اور یہ ہر وقت واجب ہے سنن مؤکدہ کی طرح۔ اس سے پہلے ابن ععلیہ نے بھی یہی کہا ہے کہ نبی علیہ السلام پر درود بھیجنا ہر حال میں سنن مؤکدہ کی طرح واجب جس میں ترک کی گنجائش نہیں اور اس سے وہی غفلت برتنے کا جو بے نصیب ہو۔

چوتھا مذہب یہ ہے کہ نماز کے آخری قعدہ میں تشہد اور سلام کے درمیان

واجب ہے۔

پانچواں مذہب یہ ہے کہ پہلے تشہد میں واجب ہے، یہ قول الشافعی اور

اسحق بن راہویہ کا ہے۔

چھٹا مذہب یہ ہے کہ نمازیں واجب ہے لیکن کوئی مقام معین نہیں، یہ قول ابو جعفر الباقر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

ساتواں مذہب یہ ہے کہ کثرت سے پڑھنا واجب ہے، تعداد کی کوئی قید نہیں۔ مالکیہ میں سے ابو بکر بن بکیر کا یہی مسلک ہے عبارت یہ ہے :-

”اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر فرض کر دیا کہ وہ حضور علیہ السلام پر صلوات و سلام بھیجے اور اس میں کوئی وقت متعین نہیں فرمایا پس واجب یہ ہے

کہ آدمی کثرت سے درود و سلام بھیجے اور غفلت کا شکار نہ ہو بعض مالکیہ نے کہا کہ حضور علیہ السلام پر درود پڑھنا اسلامی فرض ہے اس

میں کسی تعداد کی قید نہیں نہ ہی وقت معین ہے۔ واللہ اعلم“

آٹھواں مذہب یہ ہے کہ جب بھی حضور علیہ السلام کا ذکر کیا جائے طحاوی حنفیہ

کی ایک جماعت، الحلبی اور شیخ ابو حامد الاسفرائینی اور شافعیہ کی ایک جماعت کا یہی مسلک ہے، مالکیہ میں سے ابن العربی نے کہا، اسی میں زیادہ احتیاط،

اور طحاوی کی عبارت ہے کہ جب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سنے یا خود ذکر کرے

تو صلاۃ و سلام پڑھنا واجب ہے اور اس جماعت کی دلیل یہ ہے کہ آیہ کریمہ میں

امر ہے (صَلُّوا وَسَلِّمُوا) جو وجوب کو چاہتا ہے اور اس مقام پر ہمیشہ امر کو تکرار پر محمول

کیا جائے گا کیونکہ امر تکرار پر بھی دلالت کرتا ہے جیسا کہ امر متعلق ایک قول ہے اور

اسی لیے کہ فاکہانی نے یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد کہ بخیل وہ ہے جس کے سامنے

میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود بھیجے“ فرمایا یہ حدیث ان لوگوں کے قول کی

تائید کرتی ہے جو کہتے ہیں ”جب بھی حضور علیہ السلام کا ذکر کیا جائے درود بھیجنا

واجب ہو جاتا ہے“ اور میرا میلان بھی اسی طرف ہے اور ابوالہمین بن عساکر نے

کہا میں کہتا ہوں اللہ کا کلام حق ہے جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے اور ان
 لصوص سے جو بات میری سمجھ میں آتی ہے وہ یہی ہے کہ ہر مکلف پر واجب ہے
 کہ جب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرے یا سنے آپ پر درود پڑھتا
 واجب ہے، ایسا نہیں جیسا کہ بعض لوگوں نے دعویٰ کیا ہے کہ آیت کریمہ
 سے استنباب کا ثبوت ملتا ہے اور ان لوگوں کی طرح جن کا کمان ہے کہ درود
 شریف عمر بھر میں صرف ایک مرتبہ واجب ہے اور جو کچھ میں نے کہا ہے اس
 پر دلیل وہ حدیث ہے جو میں نے ذکر کر دی ہے کہ جب جبریل علیہ السلام نے نبی
 علیہ السلام سے عرض کیا تھا کہ آپ میری اس دعا پر آمین فرمائیں کہ جس شخص کے
 سامنے آپ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے وہ دور ہو جائے۔ اس میں
 حضور کی عظمت شان اور آپ کے حکم کی تکریم و تعظیم ہے کیونکہ اللہ سے دوری
 کا معنی ہے اس کی رحمت، قربت، درجات کی بلندی، گناہوں کے خاتمے اور
 نیکیوں میں اضافے اور طرح طرح کی دیگر عظمتوں سے دور ہونا اور جب یہ سب
 کچھ فوت ہو گیا تو گویا انعام و اکرام کے تمام مراتب فوت ہو گئے اور جس شخص نے آخرت
 میں اپنے لئے ان چیزوں کو ترجیح دی تو یقیناً اس نے اپنے لئے بدترین محرومی
 کو پسند کر لیا اور اپنے رب سبحانہ سے حجاب میں ہو گیا اور اس کی بارگاہ سے دور
 ہوا جو انتقام کا آخری درجہ ہے اسی لئے اس کا ذکر عذاب جہنم سے پہلے رکھا
 گیا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے :-

سَلَاٰنَهُمْ عَنْ تَرَاتُبِهِمْ لَمَخْجُوْنُوْنَ ثُمَّ اَنَّهُمْ لَصَالُوْا
 الْجَحِيْمِ -

”یوں نہیں ابے شک وہ (منکما) اس دن اپنے رب سے پڑے
 میں ہوں گے، پھر وہ جہنم رسید ہوں گے۔“

اس کی تائید یوں بھی ہوتی ہے کہ جو شخص حضور علیہ السلام کے ذکر کے وقت آپ پر درود شریف نہ پڑھے وہ والدین کے نافرمان اور ماہِ رمضان کی بے حرمتی کرنے والوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اس کا روزہ اور حرمت فرض عین ہے اور یہ میرے قول پر بڑی مضبوط دلیل ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرنا چاہیں اور مجھے ہمارے شیخ ابوالحسن ہمدانی نے جو اپنے وقت کے شیخ الفنون تھے اپنے شیخ امام ابراہیم ابن جبارہ اصولی سے اور انہوں نے اپنے شیخ امام عصر منظر مذہب السنۃ ابو بکر طوشی رحمہم اللہ سے یہ روایت بتائی کہ یہاں اتر کر اچھا ہوتا ہے پس جب بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے درود شریف پڑھنا واجب ہے اور یہی مذہب ہے شیخ ابوالحسن الاسفغانی کا الخ۔

فرمایا کہ جن لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ جب بھی حضور علیہ السلام کا ذکر کیا جائے آپ پر درود شریف پڑھنا واجب ہے ان میں پھر اس بات میں اختلاف ہے کہ آیا یہ فرض عین ہے جو ہر ایک پر فرض ہوتا ہے یا فرض کفایہ ہے کہ بعض کے بجالانے سے باقیوں سے ساقط ہو جائے، اکثر علماء پہلے مسک کے قائل ہیں اور جو دوسرے مسک کے قائل ہیں ان میں ابواللیث سمرقندی حنفی بھی شامل ہیں، ہمارے شیخ حافظ ابن حجر نے فرمایا کہ جو لوگ کہتے ہیں جب بھی حضور علیہ السلام کا ذکر کیا جائے درود شریف پڑھنا واجب ہے انہوں نے ان احادیث سے استدلال کیا ہے جن میں درود نہ پڑھنے والوں کو ناک خاک آلود ہو، رخت سے دور ہوا، بد بخت، بخیل، جفاکار وغیرہ فرمایا گیا ہے کیونکہ یہ سب مقتضی وعید ہیں کیونکہ جس عمل کے ترک پر شریعت میں وعید آئی ہو وہ اس کے وجوب کی دلیل ہے ان کا ایک معنوی استدلال یہ بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجنے کا حکم اس لئے آیا ہے کہ آپ کے احسان کا بدلہ ادا کیا جائے اور آپ کا احسان تو دائمی ہے لہذا جب بھی آپ کا ذکر کیا جائے، درود

شریف کی تاکید کی جائے گی، انہوں نے اس سے بھی استدلال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا

”رسول کے بلانے کو باہم ایک دوسرے کے بلانے کی طرح نہ ٹھہراؤ“

اب اگر آپ کا معاملہ بھی ایسا ہی ہو کہ جب آپ کا ذکر ہو درود پڑھنا واجب نہ ہو تو پھر آپ ایک عام آدمی کی طرح ہوتے اور اگر دعا رسول سے مراد وہ دعا (پکارنا) ہو جس کا تعلق رسول سے ہو تو ہمارے مقصد کی مزید تاکید ہو جاتی ہے، الحکیمی نے کہا جب ہم نے کہہ دیا کہ جب بھی حضور علیہ السلام کا ذکر کیا جائے، درود و سلام پڑھنا لازم ہے تو اب اگر مجلس ایک ہو اور مجلس بھی علمی اور روایت سنت کی ہو تو یہ کہنا ممکن ہو گا کہ جس شخص نے مجلس میں بار بار آپ کا ذکر اقدس سن کر درود و سلام سے غفلت کی اور اختتام مجلس پر ایک مرتبہ آپ پر صلاۃ و سلام بھیج دیا تو یہ کافی ہے کیونکہ جب پوری مجلس ہی آپ کے ذکر پاک کے لئے منعقد کی گئی تو ایک ہی حالت پائی گئی، یہ ایسے ہی ہے جیسے آپ کا اسم گرامی بار بار ذکر کیا جائے اور آخر میں درود و سلام پڑھ لیا جائے اور اگر ایسی مجلس نہیں تو میرے خیال میں جب بھی حضور کا ذکر کیا جائے، درود و سلام پڑھا جائے اور میں اس سلسلہ میں کسی تاخیر کا روادار نہیں کیونکہ حضور کا ذکر چھینکنے والے کے حق سے کسی طرح کم نہیں فرمایا، کہ جس شخص نے بھی آپ کا ذکر سن کر بھی درود و سلام نہ پڑھا اور پھر مستقبل میں توبہ و استغفار کے بعد پڑھ لیا تو ہم کو توفیق ہے کہ اس کا گناہ معاف ہو جائے گا اور اس کو قضا نہیں کیا جائے گا۔ واللہ اعلم!

نواں مسلک یہ ہے کہ ایک مجلس میں صرف ایک مرتبہ درود و سلام واجب ہے۔

چاہے آپ کا ذکر بار بار آئے۔ یہ بات زنجشیری نے بیان کی ہے۔

امام اوزاعی سے پوچھا گیا کہ ایک کتاب جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ایک بار بار ہو تو کیا ہر بار درود و سلام پڑھنا واجب ہے؟ انہوں نے کہا، ایک مرتبہ پڑھ لو کافی ہے۔ الترمذی نے بعض اہل علم کا قول نقل کیا ہے کہ جب کوئی شخص حضور علیہ السلام پر ایک مرتبہ درود پڑھے جب تک اس مجلس میں ہے، اسکو کافی ہے۔
 دسواں قول یہ ہے کہ ہر دعا میں درود شریف پڑھنا واجب ہے، القول البدیع مختصراً ختم ہوئی۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں امام شافعی کا وہ قول نقل کر دیا جائے جس کو بیہقی نے باسند ذکر کیا ہے۔ فرمایا کہ آدمی کہے یہ مکروہ ہے کہ کہے، رسول اللہ نے فرمایا بلکہ یوں کہنا چاہئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس میں حضور کی تعظیم ہے۔ عنقریب پانچویں باب میں یہ بات آرہی ہے کہ مقامات مذکورہ کے علاوہ کہاں کہاں درود شریف پڑھنے کی تاکید ہے۔

حضور علیہ السلام پر سلام پڑھنے کا حکم

حافظ سخاوی نے آیہ کریمہ پر کلام کرتے ہوئے فرمایا:-

معلوم ہونا چاہئے کہ حضور علیہ السلام پر سلام پڑھنے کا مرتبہ ترقی کرتے کرتے چند مقامات پر وجوب تک پہنچ جاتا ہے، پہلا مقام ہے آخری تشدد، امام شافعی نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ دوسرا مقام وہ ہے جس کو اعلیٰ نے نقل کیا ہے کہ جب بھی حضور علیہ السلام کا ذکر کیا جائے آپ پر سلام بھیجنا واجب ہے۔ اور مالکیہ میں سے الطوطوشی کی رائے وجوب پر قائم ہے، ابن فارس اللغوی نے سلام کو صلاۃ کے ساتھ فرضیت میں مساوی قرار دیا ہے وہ کہتے ہیں کہ آپ پر صلاۃ اور بونہی سلام بھیجنا فرض ہے۔ دلیل یہی فرمان باری تعالیٰ ہے، وسلموا تسلیماً (اور خوب خوب سلام بھیجو)

تیسرا قول یہ ہے کہ سلام کی نذر مانیں تو واجب ہے کیونکہ یہ بہت بڑی عبادت
اور حبیب القدر قربت ہے ویسے مالکیہ اور حنفیہ میں سے کسی نے یہ مسلک پیش نہیں
کیا۔ الخ۔

حضور ﷺ کے علاوہ دوسرے پر صلوٰۃ و سلام بھیجنے کا حکم

امام نووی نے الفاکار میں فرمایا:-

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجنے پر سب کا اجماع ہے اسی طرح مستقل طور
پر قابل ذکر ستیوں مثلاً دوسرا نبیائے کرام اور فرشتوں پر اس کے جواز و استحباب پر اجماع ہے
رہا غیر انبیاء پر مستقل طور پر صلوٰۃ بھیجنا تو اس کو ہمارے بعض اصحاب نے حرام قرار دیا ہے
اور بعض نے اسے خلاف اولیٰ کہا ہے اور صحیح مسلک جس پر علماء کی اکثریت ہے
یہ مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ یہ اہل بدعت کی علامت ہے اور ہم کو ان کی مشابہت سے
منع کیا گیا ہے۔ ہمارے اصحاب اہل سنت نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں اعتماؤ جس چیز
پر ہے وہ ہے سلف کا کردار اور زبان سلف پر صلوٰۃ انبیاء کے ساتھ مخصوص رہا
ہے جیسے ہم کہتے ہیں عزوجل اللہ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ تو جس طرح محمد عزوجل
نہیں کہا جاتا حالانکہ حضور عزیر بھی ہیں اور حبیل بھی۔ اسی طرح ابوبکر یا علی صلی اللہ
علیہ وسلم نہیں کہا جاتا اگرچہ اس کا معنی صحیح ہے۔ اس پر بھی علماء کا اتفاق ہے کہ
غیر انبیاء کو صلوٰۃ میں انبیاء کے تابع کر دینا جائز ہے پس یوں کہا جائے گا:-
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَأَتْبَاعِهِ وَأَتْبَاعِ أَتْبَاعِهِ
کیونکہ اس بارے میں صحیح احادیث موجود ہیں اور تشدید میں ہیں اس کا حکم دیا گیا ہے اور
سلف نماز کے باہر بھی ہمیشہ اس پر عمل پیرا رہے ہیں۔ رہا سلام تو اس کے بارے میں
ہمارے اصحاب میں سے شیخ ابو محمد البجونی نے فرمایا کہ یہ بھی صلوٰۃ کے حکم میں ہے۔

پس غائب کے لئے استعمال نہیں ہوگا اور انبیاء کے بغیر کسی اور پر مستقل نہیں ہوا جا سکتا، لہذا علی علیہ السلام نہیں کہا جاسکتا اس میں زندہ اور مردہ برابر ہیں، ہاں احقر کو سلام کے ساتھ مخاطب کیا جاسکتا، پس یوں کہا جاسکتا ہے سَلَامٌ عَلَيْكَ، سَلَامٌ عَلَيْكُمْ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَلِيُّكُمْ اس پر سب کا اجماع ہے۔

فرمایا کہ صحابہ، تابعین اور بعد والے علماء، عبادت گزار اور باقی نیک لوگوں کے لئے رحمۃ اللہ علیہ اور رضی اللہ عنہ کہنا مستحب ہے اور بعض علماء کا رضی اللہ عنہ کو صحابہ اور رحمۃ اللہ علیہ کو دوسروں کے لئے مخصوص کرنا ٹھیک نہیں۔ کہا کہ حضرت سلمان اور بی بی مریم نبی نہیں، پس جب ان کا ذکر ہو تو راجح یہ ہے کہ رضی اللہ عنہ کہا جائے اور بعض نے کہا کہ یہ کہنا چاہئے جلی اللہ علی الانبیاء وعلیہ یا علیہا وسلم، اور اگر علیہ یا علیہا السلام کہا تو ظاہر یہ ہے کہ کوئی حرج نہیں الخ ملخصاً۔

قاضی العیاض نے شعار شریف میں فرمایا کہ جس بات کی طرف محققین اور خود میرا بھی رجحان ہے وہ امام مالک اور سفیان ثوری رحمہما اللہ کا قول ہے، وہی ابن عباس سے مروی اور بہت سے فقہاء و متکلمین کا مسلک مختار ہے کہ انبیائے کرام کا جب ذکر ہو تو اس وقت غیر انبیاء پر صلوٰۃ نہ بھیجے کیونکہ یہ چیز انبیائے کرام کے ساتھ مختص ہے تاکہ ان کی عظمت و توقیر معلوم ہو، جیسے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے وقت تہنید، تقدس اور تعظیم اس کا خاصہ بن جاتی ہے اور کوئی دوسرا اس کا شریک نہیں ہوتا اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام کو صلوٰۃ و سلام کے ساتھ مختص کرنا واجب ہے اور کسی اور کو اس میں شریک نہ کرے جیسے اللہ کا حکم ہے: صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اور آپ کے سوا دیگر آدمہ وغیرہ کا ذکر خیر ان و رضا کے ساتھ کیا جائے گا جیسے کہ فرمان باری ہے: یَقُولُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُونَا بِالْإِیْمَانِ

اور فرمایا: **الَّذِينَ اتَّبَعُوا بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ** والخر
 نیز یہ ایک ایسی چیز ہے جو صدرِ اول میں نہ تھی جیسا کہ ابو عمر ان نے کہا، اس کو محض راضیوں
 اور شیعہ نے بعض آئمہ کے لئے ایجاد کیا پس ان کے ذکر کے وقت ان کو انبیاء
 کے ساتھ درود میں شریک کر لیا اور اس سلسلہ میں ان کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے
 برابر کر دیا، نیز اہل بدعت سے تشبہ منع ہے لہذا جس چیز کو وہ لازمی سمجھیں اس میں ان
 کی مخالفت واجب ہے اور نبی کے ساتھ آل و ازواج کے لئے صلاۃ کا ذکر
 بالبتح ہوگا نسبت آپ ہی کی طرف کی جائے گی، خاص ان کے لئے جائز نہیں۔
 فرمایا کہ حضور علیہ السلام کا کسی پر صلاۃ بھیجنا دراصل اس کے لئے دعا فرمانا اور توجہ
 فرمانا ہے اس میں تعظیم و توقیر مقصود نہیں، فرمان باری تعالیٰ ہے:-
لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا
 ”رسول کو آپس میں اس طرح نہ پکارو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔“

باب ثانی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھنے کی فضیلت احادیث کی روشنی میں
 میں نے ان احادیث کا انتخاب کتاب القول البدیع سے کیا ہے کیونکہ اس
 کے مؤلف حافظ سخاوی حفظ و ثقارت میں مشہور ہیں اور میں نے اس باب کو حروف
 معجم کے مطابق مرتب کیا ہے تاکہ ضبط اور مراجعت میں آسانی ہو، اصل معیت سے
 پہلے ان صحابہ کرام کے اسماء مقدسہ کا ذکر ضروری ہے جو حضور علیہ السلام پر صلاۃ و سلام
 سے متعلقہ احادیث کو روایت کرنے والے ہیں۔

ابن القیم اور القسطلانی نے کہا ان کے راوی ابو سعود الصاری البدری حضرت

کعب بن عجرہ، ابو حمید الساعدی، ابو سعید الخدری، طلحہ بن عبید اللہ، زید بن حارثہ،
یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابن الحارثہ، علی بن ابوطالب، ابو ہریرہ، بریدہ ابن الحصیب،
سہل بن سعد الساعدی، ابن مسعود، فضالہ بن عبیدہ، ابو طلحہ انصاری، انس بن مالک
عمر بن الخطاب، عامر بن ربیعہ، عبد الرحمن بن عوف، ابی بن کعب، اوس بن اوس،
حسن و حسین ابنا علی بن ابوطالب، فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، البراء بن
عازب، روبیع بن ثابت الانصاری، جابر بن عبد اللہ، ابو رافع مولیٰ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم، عبد اللہ بن ابی اوفی، ابو امامۃ الباہلی، عبد الرحمن بن بکر، ابو بردہ بن نیار،
عمار بن یاسر، جابر بن سمہ، ابو امامہ بن سہل بن حنیف، مالک بن الحویرث، عبد اللہ بن
خبر الزبیدی، عبد اللہ بن عباس، ابو ذر، وائلہ بن الاسقع، ابو بکر الصدیق، عبد اللہ
بن عمرو، سعید بن عمیر الانصاری، عن ابیہ عمیر البدی، حیان بن منقذہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہم اجمعین۔

قسط لانی نے فرمایا، یہ تعداد صحابہ یا تابعین پر مرسل اور موقوف روایات کے علاوہ
ہے جیسا کہ اپنے مقام پر یہ مفصل بحث عنقریب آرہی ہے، بعون اللہ تعالیٰ و قوتہ۔
اگرچہ ان میں کچھ روایات ضعیف بھی ہیں کیونکہ یہ حقیقت اپنی جگہ طے شدہ ہے کہ
فضائل و ترغیب کے مقام پر ان پر عمل کرنا مستحب ہے جیسا کہ نووی وغیرہ نے ذکر
فرمایا ہے اس کی تفصیل بھی احادیث کے بعد عنقریب آرہی ہے۔

حرف الہمزہ

اَنَا نَارُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہمارے پاس رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جب کہ ہم لوگ سعد بن عبادۃ کی مجلس میں تھے حضرت
بشیر بن سعد نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ آپ پر درود
بھیجیں، فرمائیں کہ ہم آپ پر کس طرح درود بھیجا کریں، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہمیں تمنا ہوئی کہ یہ صاحب ایسا سوال نہ کرتے
پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا، یوں کہو:-

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى
آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ
إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ

اور سلام کا طریقہ وہی ہے جو تمہیں سکھا دیا گیا ہے۔

مسلم عن ابی مسعود الانصاری، امام مالک فی الموطا، ابو داؤد، ترمذی، نسائی
بہیقی فی الدعوات، مسلم کے سوا باقیوں نے یہ اضافہ بھی کیا ہے: فِي الْعَالَمِينَ
إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ۔

ابو داؤد نے یہ فقرہ نقل نہیں کیا کہ سلام کا طریقہ وہی ہے جو تمہیں سکھا دیا

گیا ہے۔

آتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيْكَ شَخْصٍ نَبِيٍّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِي خَدَمَتْ
میں آیا اور عرض کرنے لگا، یا نبی اللہ! ہم آپ پر کس طرح صلوٰۃ بھیجیں؟ فرمایا یوں کہو:-
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ وَبَارِكْ
عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ۔

امام احمد عن طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ: جب تم سے کوئی نماز میں تشہد پڑھے
تو یوں کہے:- اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ
عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا وَآلَ مُحَمَّدٍ
كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحَّمْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ
إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ۔

الحاکم فی المستدرک شاہدا عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعاً۔
 جب تم میں کوئی مسجد میں داخل ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور یوں کہے
 ”اللہ! مجھے شیطان سے بچا“ ابو ہریرہ ابن ابی عاصم: جب تم مؤذن کی آواز سنو تو
 جو کچھ وہ کہتا ہے تم بھی کہو، پھر مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے
 اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہے پھر اللہ سے میرا
 وسیلہ مانگو، پس بے شک وہ جنت میں ایک منزل ہے جو کسی مرد خدا کے لئے ہی
 ہونی چاہئے اور مجھے امید ہے کہ وہ مرد زندہ ہی ہوں پس جس نے اللہ تعالیٰ سے
 میرے لئے وسیلہ مانگا، میری شفاعت اس کے لئے حلال ہو گئی ہوگی وغیرہ نے
 عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کیا اور حلال ہونے کا مطلب ہے واجب
 ہو گئی جیسا کہ متعدد روایات سے صراحتاً یہ ثابت ہے۔

حافظ سخاوی نے فرمایا: عمل کرنے والے کے لئے اس میں بشارت عظیمہ
 ہے کیونکہ آپ نے شفاعت حلال ہونے کی خوشخبری سنائی ہے اور یہ صرف آپ
 کے مسلمان انبیوں کے لئے ہوتی ہے۔ الخ۔

حسن بن عرفہ اور میری نے حسن بصری سے روایت کیا کہ فرمایا، جس نے
 مؤذن کی طرح زبان سے کہا اور جب مؤذن نے قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کہا تو
 یہ دعا کی:-

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ الصَّالِحَةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ صَلِّ عَلٰی

مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ وَابْلِغْهُ دَرَجَةَ الْوَسِيْلَةِ فِي الْجَنَّةِ

”اے اللہ! اس سچی دعا کے مالک اور قائم ہونے والی نماز کے رب! درود

بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تیرے بندہ خاص اور رسول ہیں اور ان کو جنت میں مقام
 وسیلہ پر فائز فرما۔“

وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت میں داخل ہو گیا، یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نے اسے پالیا اور الدینوری اور النیری نے یوسف بن اسباط سے روایت کیا کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ جب اقامت پڑھی جائے اور آدمی یہ دعا نہ کرے: اَللّٰهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ الْمُمْتَنَةِ السُّنْتِجَابِ لَهَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ مِنَ الْحُورِ الْعَيْنِ (اے الہی! اس کمال اور مقبول دعا کے مالک، محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج اور موٹی آنکھوں والی حوروں کو ہماری بیویاں بنا، تو خوبصورت موٹی آنکھوں والی حوریں کہتی ہیں، تم ہمارے بارے میں کتنے بے رغبت ہو۔

۱۔ ”جب مجھ پر سلام بھیجو تو تمام رسولوں پر سلام بھیجو کہ میں بھی رسولوں میں سے ہی ایک رسول ہوں۔“ اس روایت کو ابو نعیم نے تاریخ اصفہان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

۲۔ ”جب تم رسولوں پر درود بھیجو تو ان کے ساتھ مجھ پر بھی بھیجو کہ میں بھی رسولوں میں سے ایک رسول ہوں۔“ اس روایت کو دیلمی نے مسند الفردوس میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اور یہی روایت ابن ابی عامر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے۔

اس کی اسناد بہتر اور جدید ہے تاہم مرسل ہے۔ اس کو طبرانی وغیرہ نے حضرت ابو رافع مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

۳۔ ”جب تم سے کوئی نماز پڑھے تو سب سے پہلے اپنے رب کی حمد و ثناء کرے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، پھر اس کے بعد چاہے دعا مانگے۔“ اس کو ابو داؤد وغیرہ نے فضالہ بن عبید سے روایت کیا، دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز میں دعا مانگتے سنا، نہ اس نے اللہ تعالیٰ کی ثناء بیان کی اور نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا، اس شخص نے جلدی کی پھر آپ نے اس کو بلایا اور اس سے یا کسی دوسرے سے مخاطب ہو کر فرمایا جب تم سے کوئی نماز پڑھے..... آگے وہی الفاظ آد پر ذکر ہوئے، امام ترمذی وغیرہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۴۔ جب مجھ پر صلوٰۃ بھیجو تو بہترین صلوٰۃ بھیجو، تمہیں کیا معلوم کہ وہ مجھ پر پیش کی جاتی ہے، کہو الہی! اپنی صلوٰۃ، رحمت اور برکتیں سید المرسلین امام المتقین، خاتم النبیین اپنے بندے اور رسول، جو امام الخیر، قائد الخیر اور رسول رحمت ہیں، پر نازل فرما، الہی! آپ کو مقام محمود پر فائز فرما جس سے پہلے پچھلے سب آپ پر نازل کریں گے، اس روایت کو دیلمی نے مسند الفردوس میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

جب تم میں سے کوئی وضو سے فارغ ہو تو یہ کہے: اَشْهَدُ اَنْ
لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ پھر مجھ پر درود بھیجے، جب یہ کہے گا تو اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے، اس کو ابوالشیخ حافظ نے عبد الرحمن بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور ابونعیم نے تاریخ صفہان میں بیان کیا لیکن اتنا فرق ہے کہ ان کی روایت میں رحمت کی جگہ جنت کے دروازے کہا گیا ہے۔

۵۔ ”جب جمعرات کا دن آتا ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیجتا ہے جن کے ہمراہ چاندی کے صحیفے اور سونے کے قلم ہوتے ہیں جو جمعرات کے دن اور جمعہ کی رات ان لوگوں کی فہرست تیار کرتے ہیں جو سب سے زیادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجتے ہیں۔“ اس کو ابن بشکوال نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا۔

۶۔ ”جب جمعہ کا دن اور جمعہ کی رات ہو تو مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔“ اس کو امام شافعی رضی اللہ عنہ نے حضرت صفوان بن سلیم سے مسلاً روایت کیا۔
۷۔ جب تمہیں کوئی چیز بھول جائے تو مجھ پر درود بھیجا کرو انشاء اللہ تعالیٰ یاد آجائے۔

اس کو ابو موسیٰ المدنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
 ۸۔ "ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت بہت خوش و خرم تھے۔
 چہرہ اقدس سے مسرت کے آثار نمایاں نظر آرہے تھے تو صحابہ کرام نے عرض کیا
 یا رسول اللہ! آج آپ بہت خوش و خرم اور مسرور نظر آرہے ہیں، فرمایا ہاں! میرے
 پاس میرے رب کے ہاں سے ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا کہ آپ کی امت
 میں سے جو شخص آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر اس کے عوض دس
 نیکیاں لکھے گا اور اس کے دس گناہ مٹائے گا اور اس کے دس دے بلند فرما
 گا اور اس کی طرف ایسا ہی درود جواب میں بھیجے گا۔" اس کو امام احمد نے مسند میں
 ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

ابونعیم نے حلیہ میں یہی روایت اس طرح بیان کی کہ "ایک دفعہ ہم رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کسی وجہ سے بہت خوش تھے
 ہم نے پوچھا تو فرمایا خوش کیوں نہ ہوں ابھی ابھی جبریل علیہ السلام تشریف لائے
 اور مجھے بتایا کہ جو کوئی مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس
 نیکیاں لکھے گا اور اس کے دس گناہ مٹائے گا اور اس کو اسی جیسا کلام لوٹائے
 گا اور ابن شاہین نے اس پر اتنا اضافہ اور کیا کہ وہ شخص قیامت کے دن میرے
 روبرو کیا جائے گا۔"

۹۔ "میرے رب کا مجھ پر یہ عطیہ ہے کہ اس نے فرمایا محبوب تمہاری امت میں سے
 جو تم پر درود بھیجے میں اس پر دس جنتیں بھیجتا ہوں۔" اس کو ابن ابی عاصم نے عبد الرحمن
 بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۱۰۔ "تم میں سے جو مجھ پر زیادہ درود بھیجے گا، جنت میں اس کو زیادہ بیویاں ملیں گی"
 اس کو صاحب الدر المنظم نے ذکر کیا، حافظ سخاوی نے فرمایا مجھے اس روایت کا

اس سے پہلے پتہ نہ تھا۔

۱۱۔ ”تم میں سے جو مجھ پر زیادہ درود بھیجے گا وہ کل قیامت کو میرے سب سے زیادہ قریب ہوگا۔“ اس کو صاحب درود نے ذکر کیا، حافظ سخاوی نے فرمایا مجھے اس کی سند مل سکی نہ راوی۔

۱۲۔ ”مجھ پر ہر چاندنی رات اور روز روشن میں کثرت سے درود بھیج کر و بیشک تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔“ اس کو طبرانی نے اوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور ابن شکیال نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے اصل کے ساتھ روایت کیا کہ ”مجھ پر تمہارے لئے دعا اور استغفار کرتا ہوں“

۱۳۔ ”مجھ پر بکثرت درود بھیج کر دے کہ یہ تمہارے لئے ترکیب ہے اور جب اللہ سے سوال کرو تو وسیلہ کا سوال کرو کہ یہ جنت میں سب سے بلند درجہ ہے۔ اور یہ ایک شخص کے لئے مخصوص ہے اور مجھے امید ہے کہ میں ہی ہوں۔“ اس کو ابوالقاسم تمیمی نے ترمذی میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۱۴۔ ”مجھ پر بکثرت درود پڑھو بے شک اللہ تعالیٰ نے میری قبر کے پاس ایک فرشتہ مقرر فرما دیا ہے، جب میرا کوئی امتی مجھ پر درود بھیجتا ہے مجھ سے وہ فرشتہ کہتا ہے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، فلاں ابن فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے۔“ اس کو دہلیمی نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

نمبری نے حماد کوفی سے یہ روایت بیان کی کہ جب ہندہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے تو حضور علیہ السلام پر اس کا نام پیش کیا جاتا ہے۔

۱۵۔ ”مجھ پر جمع کے دن کثرت سے درود بھیجا کرو، جبریل علیہ السلام بھی ابھی میرے پاس میرے رب کا پیغام لے کر آئے تھے کہ روئے زمین پر جو بھی مسلمان آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، میں اور میرے فرشتے اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتے ہیں۔“ الطبرانی

وغیرہ عن انس رضی اللہ عنہ۔

۱۶۔ ہر جمعہ کو مجھ پر کثرت درود بھیجو، بیشک میری امت کا درود مجھ پر ہر جمعہ کو پیش کیا جاتا ہے جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجے گا اس کا درجہ میرے سب سے زیادہ قریب ہوگا۔ اس کو بیہقی نے ابو امامہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا۔

۱۷۔ مجھ پر ہر جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجو، بے شک جو مجھ پر روز جمعہ درود بھیجے اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ اس کو حاکم وغیرہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور کہا اس کی سند صحیح ہے۔

۱۸۔ ”مجھ پر شبِ نور اور روزِ روشن کو کثرت درود پڑھا کر وہ تمہاری طرف سے پیش کریں اور بے شک زمینِ انبیاء کے اجسام کو نہیں کھاتی اور ہر ابنِ آدم کو مٹی کھاتی ہے سوائے آخری حصے کے۔“ اس کو نمیری نے ابنِ شہاب زہری سے مسلاً روایت کیا۔

۱۹۔ ہر جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے صلاۃ بھیجا کر وہ حاضری کا دن ہے کہ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور جو کوئی مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے اسی وقت جب وہ فالسغ ہوتا ہے، راوی کہتے ہیں میں نے عرض کیا وفات کے بعد بھی؟ فرمایا وفات کے بعد بھی۔ بیشک اللہ نے زمین پر انبیاء کے جسم کھانا حرام کر دیا ہے، پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اس کو زندہ دیا جاتا ہے۔ اس کو ابنِ ماجہ نے ابو درار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، اس کے راوی ثقہ ہیں لیکن منقطع ہے اس کی سند متصل نہیں اور اس کو طبرانی نے

۱۔ اصل لفظ عجب الذنب ہے جس کا معنی کسی چیز کا آخری حصہ، دم کا پچھلا حصہ شاید اس سے مراد پڑھ کی ہڈی کا آخری حصہ ہو جہاں اجزائے اصلیہ ہوتے ہیں۔ (مترجم)

بھی انہی سے روایت کیا ہے اور الفاظ بھی قریب قریب ہی ہیں۔

۲۰۔ ”مجھ پر جمعہ اور جمعرات کو بکثرت درود بھیجا کرو مگر بے شک جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہے“ اس کو سیقی نے فضائل اوقات میں حضرت انس سے روایت کیا۔

۲۱۔ ”ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص حضور کی خدمت میں آیا اور سامنے بیٹھ گیا پھر کہنے لگا یا رسول اللہ! آپ پر سلام بھیجنے کا تو ہمیں علم ہو چکا اب نماز میں آپ پر صلاۃ کس طرح بھیجا کریں؟ فرمایا کہ حضور علیہ السلام خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہم چاہتے تھے کاش ایہ صاحب حضور سے سوال نہ کرتے پھر فرمایا جب تم لوگ صلاۃ بھیجنا چاہو تو یوں کہو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَآلِ اَبِیْ اَسْمٰی کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ وَآلِ اِبْرٰہِیْمَ اِنَّکَ خَمِیْدٌ تَجِیْدٌ“ اس کو امام احمد نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں، الدارقطنی اور البیہقی نے اپنے سنن میں ابن مسعود بدی رضى اللہ عنہ سے روایت کیا۔ ترمذی اور ابن خزمیہ اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا، دارقطنی نے کہا اس کی سند حسن متصل ہے، بیہقی نے کہا اس کی سند صحیح ہے۔

۲۲۔ ”مجھ پر کثرت سے صلاۃ بھیجا کرو کیونکہ قبر میں سب سے پہلے تم سے میرے بارے میں ہی سوال کیا جائے گا۔ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو القول البدیع میں بایں الفاظ ذکر کیا کہ حضور علیہ السلام سے روایت کی جاتی ہے لیکن مجھے اس کی سند معلوم نہیں ہو سکی۔

۲۳۔ کیا تم کو تمام لوگوں میں سبیل تر آدمی نہ بتاؤں؟ صحابہ کرام نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! فرمایا جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے

وہ نجیل ترین شخص ہے: اس کو ابن ابی عامر نے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
 ۲۴۔ ”میں تمہیں بہترین اور بدترین انسان نہ بتاؤں؟ سست ترین انسان اور کمینہ خصلت انسان اور سب سے بڑا چور؟ وہ جو اپنی نماز میں چوری کرے۔
 عرض کیا کیا حضور! نماز میں کس طرح چوری کرے گا۔ فرمایا، جو اس کا رکوع و سجود مکمل نہ کرے۔ اس کو ابو سعید خدری نے کتاب شرف المصطفیٰ میں انس بن مالک سے روایت کیا۔ کذا فی القول البدیع۔

۲۵۔ کیا میں تمہیں نجیل ترین اور در ماندہ ترین انسان نہ بتاؤں؟ جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے اور وہ جس کو رب تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا، اُدْعُوْنِی (مجھ سے دعا کرو) لیکن اس نے اس سے دعا نہ کی۔ اُدْعُوْنِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ عن انس رضی اللہ عنہ۔ حافظ سخاوی نے کہا مجھے اس کی سند نہیں ملی۔

۲۶۔ ”قیامت کے دن ہر مقام پر تم میں میرے قریب تر وہ ہوگا جو دنیا میں سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجے گا جو مجھ پر جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن درود بھیجے، اللہ اس کی ستوجاہتیں پوری فرمائے گا، نشتراخرت کی اور میں دنیا کی، پھر اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو مقرر فرماتا ہے جو اسے لے کر میری قبر میں پہنچاتا ہے جیسے تمہارے پاس شفعے لائے جاتے ہیں جس نے درود بھیجا مجھے وہ اس کا نام، نسب اور خاندان بتاتا ہے جسے میں اپنے محفوظ سفید رنگ کے حشر میں لکھ لیتا ہوں۔ اس کو بہیقی نے ”حیاء الانبیاء فی قبورہم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔“

۲۷۔ ”قیامت کے دن سب سے بڑھ کر میرے قریب وہ ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجے گا۔“ اس کو ترمذی نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا۔

اور کہا یہ روایت حسنِ غریب سے ۔

۲۸۔ ”بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہمارے پاس تشریف لائے، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ پر سلام کس طرح بھیجیں یہ تو ہمیں معلوم ہو چکا، یہ فرمایا: ہم آپ پر صلوٰۃ کس طرح بھیجا کریں؟ آپ نے فرمایا، یوں کہ: اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ۔

اس کو بخاری نے عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ عن کتبِ معمر و رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور طبرانی نے علم سے ثقہ راویوں کے ذریعہ روایت کیا ہے، اس کے الفاظ میں اتنا فرق ہے کہ آلِ ابراہیم کے بعد وَصَلِّ عَلَيْنَا مَعَهُ و بَارِكْ مِثْلَهُ اور آخر میں وَبَارِكْ عَلَيْنَا مَعَهُ ہے۔

۲۹۔ ”بے شک جبریل میرے پاس آئے اور کہا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں آپ کو خوشخبری نہ سناؤں اسکی جو آپ کے رب نے آپ کو آپ کی امت کی طرف سے عطا کیا اور اس کی جو آپ کے رب نے آپ کی امت کو آپ کی طرف سے عطا کیا؟ ان میں سے جو آپ پر ایک مرتبہ صلوٰۃ بھیجے، اللہ اس پر صلوٰۃ بھیجتا ہے اور جو آپ پر سلام بھیجے، اللہ اس پر سلام بھیجتا ہے۔“ اس کو ضیاء نے مختارہ میں عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ حافظ سخاوی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اس کے رجال بھی صحیح ہیں۔

۳۰۔ ”بے شک اللہ کے کچھ ملائکہ ہیں جو زمین میں پھرتے رہتے ہیں اور ذکر کے حلقے ڈھونڈتے ہیں، پھر جب وہاں آتے ہیں تو ان پر چھا جاتے ہیں پھر اپنے قائد اللہ کی بارگاہ میں آسمان کی طرف بھیج دیتے ہیں، وہ عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب!

ہم نیزے بندوں کے پاس آئے جو تیری نعمتوں کی تعظیم کرتے اور تیری کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور نیزے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اپنی آخرت اور دنیا کے لئے دعا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان پر میری رحمت پھیلا کر ڈھانپ دو، وہ عرض کرتے ہیں، الہی ان میں فلاں گناہ کا بھی تھا جو ویسے ہی ان میں آ ملا تھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس پر بھی میری رحمت کا سایہ کر دو کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جن کا تمہیں بد بخت نہیں رہنا۔ اس کو البراز نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اس کی سند اچھی ہے۔

۳۱۔ ”بے شک اللہ تعالیٰ کے گشت گمانے والے فرشتے ہیں جب ذکر کی مجلسوں کے پاس سے گزرتے ہیں ایک دوسرے سے کہتے ہیں، بیٹھ جاؤ! جب قوم دعا مانگتی ہے یہ ان کی دعا پر آمین کہتے ہیں جب یہ لوگ نبی علیہ السلام پر درود بھیجتے ہیں یہ بھی ان کے ساتھ درود بھیجتے ہیں یہاں تک کہ سب فارغ ہو جاتے ہیں، پھر ایک دوسرے سے کہتے ہیں ان لوگوں کو مبارک ہو کہ بخشے ہوئے واپس لوٹ رہے ہیں، اس کو ابوالقاسم نمیمی نے ترمذی میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۳۲۔ ”بیشک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو گھومتے رہتے ہیں اور میری امت کا مجھے سلام پہنچاتے ہیں۔“ اس کو امام احمد و غیرہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روا کیا اور حاکم نے صحیح الاسناد کہا۔

۳۳۔ ”اللہ کے کچھ فرشتے زمین میں چلتے پھرتے رہتے ہیں، میرا جو امتی مجھ پر درود بھیجے، یہ مجھ تک پہنچاتے ہیں۔“ اس کو دارقطنی نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۳۴۔ ”بے شک اللہ کے خاص نورانی فرشتے ہیں جو صرف جمعہ یا جمعرات کو زمین پر

آتے ہیں، ان کے ہاتھوں میں سونے کے قلم ہوتے ہیں اور چاندی کی دوائیں اور نور کے کاغذ، ان پر صرف وہ درود شریف لکھتے ہیں جو حضور علیہ السلام پر بھیجا جاتا ہے۔ اس کو دہلی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۳۵۔ کچھ لوگ مسجدوں کے اوتار ہوتے ہیں جن کے ہم نشین فرشتے ہوتے ہیں، اگر غائب ہوں تو وہ بھی کھوئے رہتے ہیں، اگر بیمار ہوں تو ان کی عیادت کرتے ہیں اگر ان کو دیکھیں تو مر جاسکتے ہیں، اگر کسی حاجت کے خواستگار ہوں تو ان کی مدد کرتے ہیں، جب بیٹھیں تو فرشتے ان کو پاؤں سے لے کر آسمان تک ڈھانپ لیتے ہیں ان کے ہاتھوں میں چاندی کے ورق ہوتے ہیں اور سونے کے قلم وہ حضور علیہ السلام پر پڑھا جانے والا درود لکھتے ہیں اور کہتے ہیں، ذکر کئے جاؤ اللہ تم پر رحم فرمائے، زیادہ کرو اللہ تمہیں زیادہ دے جب وہ ذکر شروع کریں ان کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور انکی دعا قبول کی جاتی ہے اور جو عین ان پر چھانکتی ہیں اللہ تعالیٰ ان پر متوجہ ہوتا ہے جب تک وہ کسی اور گفتگو میں مصروف نہ ہو جائیں یا ادھر ادھر بکھرنے جائیں جب وہ منتشر ہو جاتے ہیں تو زیارت کرنے والے فرشتے بھی اٹھ کر چلے جاتے ہیں اور ذکر کے حلقے تلاش کرنے لگتے ہیں۔ اس کو ابو قاسم بن بشکوال نے عقیب بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور صاحب الدرر المنظم نے بھی اس کو ذکر کیا ہے۔

حافظ سخاوی فرماتے ہیں، ابن ہبیرہ نے کہا، میں حضور علیہ السلام پر آنکھیں بند کئے درود شریف پڑھ رہا تھا پس میں نے اپنی ملکوں کے باہر ایک کاتب کو دیکھا جو حضور علیہ السلام پر میرا پڑھا جانے والا درود شریف کالی سیاہی سے کاغذ پر لکھ رہا ہے مجھے کاغذ پر وہ حروف نظر آئے تھے میں نے آنکھ کھول دی تاکہ اپنی نگاہ سے دیکھ لوں، میں نے دیکھا کہ وہ میری نگاہوں سے اوجھل ہو رہا تھا

یہاں تک کہ میں نے اس کے کپڑوں کی سفیدی دیکھ لی۔

۳۶۔ ”جب لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے، میں سب سے پہلے باہر آؤں گا جب وہ جمع ہوں گے، میں ان کا فائدہ ہوں گا، جب وہ خاموش ہوں گے، میں ان کا خطیب ہوں گا، جب ان کا حساب لیا جائے گا تو میں ان کا شفیع ہوں گا جب وہ مایوس ہوں گے، میں ان کو بشارت دوں گا اور عزت کا جھنڈا اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا اور حبیبیت کی چابیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی اور میں اللہ تعالیٰ کے حضور تمام اولادِ آدم سے بڑھ کر معزز ہوں اور اس پر کوئی فخر نہیں میرے آگے پیچھے ایک ہزار خادم پھریں گے جیسے چھپے ہوئی جو دعا کی جاتی ہے اس کے او آسمان (قبولیت) کے درمیان پر وہ ہوتا ہے یہاں تک کہ مجھ پر درود پڑھا جائے، پس جب مجھ پر درود پڑھا جاتا ہے تو پر وہ چاک ہو جاتا ہے اور دعا اوپر چلی جاتی ہے۔“

اس کو حافظ سخاوی نے القول البدیع میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے

بلا سند مرفوعاً ذکر کیا۔

۳۷۔ ”بے شک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جس کو قدرت نے تمام مخلوق کی آواز سننے کی طاقت دی ہے میری وفات کے وقت سے وہ میری قبر پر کھڑا رہے گا جو بھی شخص مجھ پر درود بھیجے گا، وہ فرشتہ کہے گا: یا محمد! آپ پر ملاں ابنِ ملاں نے درود بھیجا ہے، فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس آدمی پر ایک درود کے بدلے دس جنتیں نازل فرماتا ہے۔“ اس کو ابوالشیخ بن حبان نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۳۸۔ ”بے شک تم مجھ پر اپنے ناموں اور چہرے کے ساتھ پیش کئے جاتے ہو پس مجھ پر بہتر طور پر درود بھیجا کرو۔“ اس کو عبدالرزاق اور میری نے مجاہد کے واسطے سے مرفوعاً مسل ذکر کیا۔

۳۹۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ سفر و حضر میں نمازِ چاشت

پڑھتا رہوں اور تیر پڑھ کر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ کر سوؤں۔“ اس کو یحییٰ بن خالد اور ابن بشکوال نے اپنے طریق سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
 ۴۔ ”جس مسلمان کے پاس صدقہ نہ ہو تو اپنی دعا میں یہ کہے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ وَصَلِّ عَلٰی الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ یہی اس کی زکوٰۃ ہے اور فرمایا مومن نیکی سے سیر نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس کی آخری منزل جنت ہے۔“
 اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حرف الباء

۱۔ ”بچے کا دو ماہ تک روزانہ لا الہ الا اللہ کی گواہی، چار ماہ تک روزانہ اللہ پر پختہ ایمان آٹھ ماہ تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور دو سال کا ہونا اس کا روزنا اس کے ماں باپ کے لئے دعائے مغفرت ہوتا ہے پھر جب وہ پانی مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ماں کے پستان سے جنت کا چشمہ جاری فرما دیتا ہے جسے وہ پیتا ہے یہی اس کا کھانا پینا ہوتا ہے“ اس کو دہلی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سند ضعیف مرفوعہ کے ساتھ روایت کیا۔

۲۔ ”مکمل وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے، جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے۔“ اس کو دارقطنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور امام احمد وغیرہ نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ ان کی روایت میں یہ لفظ نہیں کہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا۔ حاکم نے کہا، اس کی سند صحیح ہے۔ حاکم نے بھی مذکورہ الفاظ ذکر نہیں کئے اسی طرح نسائی نے بھی اس کو حضرت علی سے روایت کیا۔

حرف التاء

۱۔ ”قیامت کے دن تین آدمی عرش خدا کے سایہ میں ہوں گے یہ وہ دن ہوگا جس میں اس کے سائے کے علاوہ کسی کا سایہ نہ ہوگا۔ عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کون ہوں گے؟ فرمایا، جس نے میرے کسی امتی کی تکلیف دور کی اور میری سنت زندہ کی اور مجھ پر کثرت سے درود بھیجا۔“ اس کو صاحب الدر المنظم نے ذکر کیا۔

حافظ سخاوی نے کہا، مجھے اس کی کوئی قابل اعتماد سند نہ مل سکی، ہاں صاحب الفردوس نے اس کو انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا ہے لیکن اسکی سند نہیں بتائی۔

حرف الجیم

۱۔ ”ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ کے چہرہ نور پر روشنی کے آثار نمایاں تھے، فرمایا، جبریل میرے پاس آئے اور کہا یا محمد! کیا آپ اس پر راضی نہیں کہ جو شخص آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، میں اس پر دس مرتبہ درود بھیجوں؟ اور جو آپ پر ایک مرتبہ سلام بھیجے، میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں۔“ اس کو حاکم نے اپنی صحیح میں ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور ابن حبان کے الفاظ یہ ہیں کہ تحضو علیہ السلام گھر سے نکلے تو بہت مسرور تھے، فرمایا میرے پاس فرشتہ آیا اور اس نے کہا یا محمد! اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا ہے کہ کیا آپ اس پر راضی نہیں۔۔۔۔۔ آگے وہی الفاظ ہیں جو اوپر مذکور ہوئے معمولی سا لفظی اختلاف ہے آخر میں یہ لفظ ہے بلیٰ ہاں! میرے رب میں راضی ہوں۔“

۲۔ ”سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے اپنے فقر و فاقہ اور تنگدستی کی شکایت کی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب اپنے گھر جاؤ تو سلام کہا کرو چاہے گھر میں کوئی ہو یا نہ ہو، پھر مجھ پر سلام کہو اور ایک مرتبہ بسم

ہو اللہ احدہ..... الخ پڑھو۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا اللہ تعالیٰ نے اس پر رزق وسیع کیا یہاں تک کہ اس کے رشتہ داروں، ہمسائیوں پر بھی کثرت رزق فرمائی اس کو ابو موسیٰ المدینی نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حرف الحاء

- ۱۔ "فرانس کی ادائیگی کا پختہ عزم کر لو کہ اس کا ثواب فی سبیل اللہ بین غزوات سے بڑا ہے اور بے شک مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجنا ان سب کے برابر ہے۔" اس کو دلمی نے مسند الفرووس میں عبد اللہ بن الجراد سے روایت کیا۔
- ۲۔ "آدمی کے بخیل ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ جب میرا ذکر اس کے سامنے کیا جائے مجھ پر درود نہ بھیجے۔" اس کو دلمی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
- ۳۔ "جہاں کہیں ہو مجھ پر درود بھیجو بے شک تمہارا درود مجھے پہنچتا ہے۔" اس کو طبرانی اور ابویعلیٰ نے سند حسن کے ساتھ حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

حرف الخاء

- ۱۔ "ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ باہر نکلے یہاں تک کہ ہم ایک چوک میں جا کھڑے ہوئے، ایک اعرابی آیا اور اس نے کہا: السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: علیک السلام! جب تم میرے پاس آئے تھے تو تم نے کیا کہا تھا، عرض کیا میں نے کہا تھا: اللہم صل علی محمد حتی لا تبقی صلوة اللہم بارک علی محمد حتی لا تبقی بركة اللہم سلی علی محمد حتی لا تبقی سلام اللہم سلام اللہم حتی لا تبقی رحمة اللہم! محمد پر صلوة بھیج یہاں تک کہ صلوة باقی نہ رہے۔ اللہ! محمد پر برکت بھیج یہاں تک کہ برکت باقی نہ رہے۔ اللہ! محمد پر سلام بھیج یہاں تک کہ

سلام باقی نہ رہے، الہی محمد پر رحم فرما یہاں تک کہ رحم باقی نہ رہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بے شک میں اتنے فرشتوں کو دیکھ رہا ہوں کہ افق بھر گیا ہے۔ اس کو انقول البدیع میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے آپ کا رخ اموال صدقات کی طرف تھا وہاں جا کر آپ قبلہ رخ ہو گئے اور سبز سجود ہو گئے اور طویل سجدہ کیا یہاں تک کہ میں گئے گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے سجدے میں ہی آپ کی روح قبض کر لی ہے، میں قریب ہوا، آپ نے سر مبارک اٹھایا، فرمایا کون؟ میں نے عرض کیا عبد الرحمن! فرمایا کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اتنا طویل سجدہ فرمایا کہ میں گمان گزرا شاید اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا ہے۔ فرمایا، جبریل میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے مجھے یہ بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جو تم پر درود بھیجے میں اس پر رحمت بھیجوں گا اور جو تم پر سلام بھیجے میں اس پر سلام بھیجوں گا۔ ایک روایت میں اتنا اضافہ کیا ہے کہ ”پھر میں نے اس کے حضور سجدہ شکر کیا۔“ اس کو امام احمد وغیرہ نے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، اور بیہقی نے خلافیات میں حاکم سے نقل کیا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور کہا سجدہ شکر سے متعلق اس روایت سے بڑھ کر مجھے صحیح تر کوئی روایت نہیں ملی۔

۳۔ ”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے باہر تشریف لے گئے اور کوئی دوسرا آدمی نہ تھا جو آپ کے پیچھے جاتا۔ حضرت عمرؓ نے سنا تو بہت گھبرائے اور ایک لوٹے میں پانی لے کر آپ کے پیچھے چل پڑے، دیکھا کہ آپ ایک حوض کے پاس سبز سجود ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ذرا بہت کر پیچھے کی طرف بیٹھ گئے یہاں تک کہ آپ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا، عمر! مجھے سبز سجود دیکھ کر تم نے اچھا کیا کہ پیچھے کو بہٹ گئے، میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا حضور! جو شخص آپ پر ایک مرتبہ

درود شریف بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہے اور اس کے دس درجے بلند فرماتا ہے، اس کو امام بخاری نے ابوبالمفرد میں انس بن مالک اور مالک بن انس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ قریب قریب انہی الفاظ کے ساتھ الضیالی نے المختارہ وغیرہ میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا حافظ سخاوی نے فرمایا، اس کی سند حبیہ ہے بلکہ بعض نے اسے صحیح قرار دیا ہے ۴۔ جبریل علیہ السلام ابھی ابھی اپنے رب عزوجل کا یہ پیغام سنا کہ میرے ہاں سے گئے ہیں کہ ”رہے زمین کا جو مسلمان بھی آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا میں اور میرے فرشتے اس پر دس مرتبہ صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔ پس جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو اور جب کبھی پر درود بھیجو تو سب نبیوں پر درود بھیجو کہ میں بھی رسولوں میں سے ایک رسول ہوں۔“ اس کو ابوالعلی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ ابوالفرج نے کتاب الوفا میں اس پر اتنا اضافہ کیا ہے کہ ”اس کے درود کی آخری منزل عرش سے اس پر ہوتی ہے۔ وہ درود شریف جس فرشتے کے پاس سے گزرتا ہے وہی بول اٹھتا ہے کہ اس قائل پر اسی طرح درود بھیجو جس طرح اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا ہے۔“

حرف الدال

۱۔ ”میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا، آپ کا چہرہ اقدس چمک رہا تھا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آج تک آپ کو اس قدر مسرور اور شگفتہ رونہیں دیکھا۔ فرمایا، خوش کیوں نہ ہوں اور چہرہ شگفتہ کیوں نہ ہو ابھی جبریل یہ پیغام لے کر آئے تھے کہ یا محمد! آپ کا جو امتی آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ اس کے عوض اس کے لئے دس نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے دس گناہ مٹاتا ہے اور اس کے صدقے سے دس درجے بلند فرماتا ہے اور فرشتہ اس پر اسی

طرح درود بھیجتا ہے جیسے اس نے آپ پر درود بھیجا، میں نے کہا جبریل ! وہ فرشتہ کون ہے؟ عرض کیا حضور اللہ تعالیٰ نے آپ کی پیدائش سے لے کر قیامت کے دن اٹھنے تک ایک فرشتہ مقرر فرما دیا ہے آپ کا جو بھی امتی آپ پر درود بھیجے، وہ فرشتہ کہتا ہے، اللہ تم پر بھی رحمت نازل فرمائے۔ اس کو طبرانی نے ابوطالبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۲۔ ”ہر دعا حجاب میں ہوتی ہے یہاں تک کہ اس کے اول اللہ تعالیٰ کی ثنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ہو، پھر دعا کرے اس کی دعا قبول ہوگی۔“ اس کو نسائی نے عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حرف المرء

۱۔ گزشتہ رات کو (خواب میں) عجیب چیز دیکھی، میں نے دیکھا کہ ملک الموت میرے ایک امتی کے پاس روح قبض کرنے آیا تو اس کے پاس اس کا اپنے والدین سے حسن سلوک آیا اور اس نے اسے واپس کر دیا اور میں نے اپنا ایک امتی دیکھا جس پر عذاب قبر مستط کر دیا گیا تھا، پس اس کا وضو آیا اور اس نے اس کو بچا لیا اور میں نے اپنا ایک امتی دیکھا جس کو شیاطین ڈرا رہے تھے، پس اللہ کا ذکر آیا اور اس نے اس کو ان سے بچایا اور میں نے اپنا ایک امتی دیکھا جس کو عذاب کے فرشتے ڈرا رہے تھے پس اس کا درود آیا اور اس نے اس کو ان کی دست برد سے بچا لیا اور میں نے اپنا ایک امتی دیکھا جس کی زبان شدت پیاس سے باہر نکلی ہوئی تھی جب بھی حوض کے پاس آتا اسے روک دیا جاتا، پس اس کے روزه آئے اور انہوں نے اسے پلایا اور سیراب کر دیا، اور میں نے اپنا ایک امتی دیکھا کہ انبیائے کرام حلقے بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں جب وہ کسی حلقے کے پاس آتا ہے، دھتکا رو یا جاتا ہے پس اس کے پاس اس کا غسل جنابت آیا اور اس

کا ہاتھ پکڑ کر میرے پاس بٹھا دیا اور میں نے اپنا ایک ایسا امتی دیکھا جس کے نگے
 بھی اندھیرا ہے، پیچھے بھی اندھیرا، دائیں بھی اندھیرا اور بائیں بھی اور بھی اندھیرا
 ہے اور نیچے بھی، پس اس کا حج اور عمرہ آئے اور اسے ظلمت سے نکال کر روشنی
 کی طرف لے آئے اور میں نے اپنا ایک امتی دیکھا کہ وہ اہل ایمان سے بائیں کرتا ہے
 لیکن وہ اس سے بولتے ہی نہیں پس اس کی صلہ رحمی آئی اور بولی، اسے اہل ایمان
 اس سے بات چیت کرو کہ یہ صلہ رحمی کیا کرتا تھا، پس انہوں نے اس سے کلام کیا
 اور مصافحہ کیا، اور میں نے اپنا ایک امتی دیکھا کہ اپنے ہاتھ سے آگ اس کی گرمی اور
 مشعلوں سے اپنے چہرے کو بچا رہا ہے پس اس کا صدقہ آیا اور چہرے کے آگے آڑ
 اور سر پر سایہ بن گیا، اور میں نے اپنا ایک امتی دیکھا کہ فرشتوں نے اس کو تمام اعضاء
 سے پکڑ رکھا ہے پس اس کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (نیکوں کی تلقین کرنا اور
 برائیوں سے منع کرنا) آیا اور اس کو ان کے ہاتھوں سے چھڑایا اور اس کو ملائکہ رحمت
 کے سپرد کیا۔ اور میں نے اپنا ایک امتی دیکھا جس کا نامہ اعمال بائیں طرف سے آ رہا
 تھا پس اس کا خوف خدا آیا اور اس کے نامہ اعمال کو پکڑ کر دائیں طرف کر دیا اور میں
 نے اپنا ایک امتی دیکھا جس کا میزان (نیکوں کا پترا) ہلکا ہو گیا ہے پس اس کی
 پچین میں مرنے والی اولاد آگئی اور اس نے اس کا میزان بھاری کر دیا، اور میں نے
 اپنا ایک امتی دیکھا جو جہنم کے کنارے کھڑا ہے پس اس کی خشیت الہی آئی اور اس
 کو وہاں سے بچا لیا اور میں نے اپنا ایک امتی جہنم میں ٹرھکتا دیکھا پس اس کے خوف
 خدا سے بننے والے آنسو آگئے اور انہوں نے اسے جہنم سے بچا نکالا، اور میں نے
 اپنا ایک امتی دیکھا جو پھر طبر کا نپ رہا تھا جیسے کھجور کی شاخ کا پتی ہے
 پس اس کے پاس مجھ پر پڑھا گیا اس کا درود آیا پس اسکی کپکپاہٹ کو سکون ہوا، اور
 میں نے اپنا ایک امتی دیکھا جس پر چہنت کے دروازے بند کر دیئے گئے ہیں پس

نے آپ کا تین مرتبہ آمین فرمانا سنا ہے، فرمایا، جب میں نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا
جبریل میرے پاس آئے اور بولے بد بخت ہو وہ شخص جس نے رمضان کو پایا، پھر
رمضان گزر گیا اور اس کی مغفرت نہ ہوئی میں نے کہا آمین! پھر انہوں نے کہا،
بد بخت ہو وہ جس نے ماں باپ دونوں یا ایک کو پایا اور پھر انہوں نے اسے جنت
میں داخل نہ کیا، میں نے کہا آمین! پھر وہ کہنے لگے، بد بخت ہو وہ جس کے سامنے
آپ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ پڑھے، میں نے کہا آمین! اس کو
امام بخاری نے الادب المفرد میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ حافظ سخاوی
نے فرمایا، یہ حدیث حسن ہے اور اس کو بہت سے محدثین نے حضرت جابر سے
روایت کیا۔ اسی طرح کعب بن عجرہ، مالک بن الحویرث، انس بن مالک، عمار بن
یاسر، ابن مسعود، ابن عباس، ابو ذر، بریدہ، ابو ہریرہ، جابر بن سمرہ، عبد اللہ بن الحارث
عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم جمعین سے ملتے جلتے الفاظ سے مروی ہے۔ اتنا
فرق ہے کہ بعض نے لفظ بعد کہا یعنی رحمت سے دور ہوا بعض نے کہا جہنم گیا
بعض رَغِمَ الْفُسُّ ذَاکَ خَاکَ آلودہوں کہا بعض نے کہا، اللہ اسے رحمت سے
دور کرے اَوْ دَا رَغِمَ اللہُ اَفْہُ اللہ اس کی ناک کو خاک آلود کرے رَغِمَ کا معنی خاک
ہے۔ یہ لغوی تحقیق ہے پھر اس لفظ کو ذلت کے معنی میں استعمال کیا جانے لگا۔

حرف الزاء

۱۔ مجھ پر درود پڑھ کر اپنی مجلسوں کو زینت دو بے شک تمہارا مجھ پر درود بھیجنا قیامت
کے دن نور ہوگا۔ اس کو ویلمی نے مسند الفردوس میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے
روایت کیا۔

۲۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان فرشتوں کی تعداد
پوچھی جو انسان پر مقرر کئے گئے ہیں، فرمایا ہر آدمی کے ساتھ دس فرشتے دن کو اور دس

فرشتے رات کو مقرر ہوتے ہیں۔ ایک دائیں طرف، ایک بائیں طرف، دو اس کے آگے پیچھے ہوتے ہیں، دو اس کے ہونٹوں پر مقرر ہوتے ہیں جو صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھا جانے والا درود محفوظ کرتے ہیں اور دو اس کی پیشانی پر، ایک اس کی پیشانی کے بال پکڑے ہوتا ہے اگر تو واضح کرے تو اس کو بلند کرتا ہے اور اگر تکیہ کرے تو پست کرتا ہے اور دسواں سونے کی حالت میں اس کے منہ میں سانپ داخل ہونے سے روکتا ہے۔“ اس کو الطبرانی نے اپنی تفسیر میں کتناہ عدی سے روایت کیا۔

۲۔ ”صحابہ کرام نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم آپ پر کس طرح درود بھیجا کریں۔ فرمایا یوں کہو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَ اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ اور سلام تو تمہیں معلوم ہو ہی چکا ہے۔“ اس کو الطبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۳۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، آپ پر مکمل درود کس طرح پڑھا جائے، فرمایا:-

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيِّهِ وَ صَلِّ عَلَيِّهِ كَمَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُصَلِّيَ عَلَيِّهِ۔

”اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج جیسا کہ تو نے ہم کو درود بھیجنے کا حکم دیا اور آپ پر اس طرح درود بھیج جس طرح بھیجنا چاہئے۔“

اس کو ابوسعید نے شرف المصطفیٰ میں روایت کیا۔

حرف الثانی

”بدبخت ہے وہ شخص جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔“

اس کو الطبری نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حرف الصاد

۱۔ مجھ پر درود بھیجو، اللہ تم پر رحمت بھیجے گا۔

اس کو ابن عدی نے اکمال میں اور النیر نے اپنے طریق پر ابن عمر و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا۔

۲۔ مجھ پر درود بھیجو! بیشک وہ تمہارے لئے دوچند کر دیا جائے گا۔

اس کو دبلی نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً ذکر کیا ہے۔

۳۔ ”مجھ پر درود بھیجو اور محنت سے دعا کرو، پھر کہو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ قَجِیْدٌ۔“

اس کو ابو نعیم وغیرہ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۴۔ ”اللہ تعالیٰ کے انبیاء و رسل پر درود بھیجا کرو بے شک اللہ نے ان کو بھی اسی طرح مبعوث فرمایا جیسے مجھے مبعوث فرمایا۔ صلی اللہ علیہ وسلم تسلیماً“

اس کو طبرانی وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۵۔ ”حافظ ابو موسیٰ المدینی کہتے ہیں، مجھے مستند طریقے سے بعض سلف کی بیات پہنچی ہے کہ اس نے آدم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا جو اس بات پر شکی تھے کہ ان کی اولاد ان پر بہت کم درود بھیجتی ہے۔“ صلی اللہ علی نبینا وعلی جمیع الانبیاء وسلم

۶۔ ”مجھ پر درود بھیجو، بے شک مجھ پر درود بھیجنا تمہارے (گناہوں کے) لئے کفار ہے اور زکوٰۃ (پاکیزگی) جو مجھ پر ایک درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر دس درودیں بھیجتا ہے۔“

اس کو ابن ابی عاصم نے الصلوٰۃ النبویہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، دوسری روایت میں آتا ہے۔ ”مجھ پر درود پڑھنا تمہارے لئے درجہ ہے۔“

”مجھ پر درود پڑھنا قیامت کے دن پطراط کے اندھیرے کے وقت نور ہو گا جو
 شخص چاہے کہ قیامت کے دن اس کا نام پورا پورا مانا جائے تو اسے مجھ پر کثرت
 درود پڑھنا چاہئے۔“

اس کو صاحب الدر المنظم نے ذکر کیا حافظ سخاوی کہتے ہیں مجھے یہ روایت
 معلوم نہیں ہو سکی۔

۷۔ ”مجھ پر درود بھیجنا پطراط پر نور ہو گا اور جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر اسی مرتبہ درود
 بھیجے اس کے اسی سہل کے گناہ (صغیرہ) بخش دیئے جاتے ہیں۔“

”اس کو ابن شاہین وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
 ۸۔ تمہارا مجھ پر درود پڑھنا تمہاری دعا کا محافظ، تمہارے رب کی رضا اور تمہارے
 اعمال کا تزکیہ ہے۔“

اس کو دیلمی اور قلیشی وغیرہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا

حرف المعین

۱۔ ”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے
 ہاتھ میں شمار کیا اور فرمایا، جبریل علیہ السلام نے اسی طرح میرے ہاتھ میں شمار کیا، اور
 جبریل نے کہا اسی طرح ان کلمات کو رب العزت سے لے کر آراہوں :-

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ

عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ قَبِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی

اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ قَبِيْدٌ اَللّٰهُمَّ وَتَرَحَّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ

كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ

فَجِيءَ اللَّهُمَّ وَتَحَنَّنَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ فَجِيءَ اللَّهُمَّ
وَسَلِّمْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
حَمِيدٌ فَجِيءَ -

اس کو ابن بشکوال وغیرہ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
۲۔ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے التحیات اس طرح سکھائی جس طرح آپہم
کو قرآن کریم کی کوئی سورت سکھایا کرتے تھے۔“

الَّتِي بَاتَ يَلَهُ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ
أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ
الْمُتَّقِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ
بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ
فَجِيءَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْنَا مَعَهُمُ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ بَيْتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
حَمِيدٌ فَجِيءَ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَيْنَا مَعَهُمْ - صَلَوَةُ اللَّهِ
وَصَلَوَةُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الرَّحْمَةِ السَّلَامُ عَلَيْكَ
أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ -

اللہ تعالیٰ اور اہل ایمان کی صلوات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو، اے نبی!
آپ پر اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔

اس کو دارقطنی اور ابو جعفر بن شاہین نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

اس کو ابن مسددی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔

اس کو یحییٰ ابن مغلہ نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۴۔ ایک شخص نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح درود پڑھنا چاہئے؟ انہوں نے کہا:-

اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ عَلَى سَيِّدِ
الْمُرْسَلِينَ وَإِمَامِ الْمُتَّقِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ

وَسَئُولِكَ الْخَيْرِ وَقَاتِدِ الْخَيْرِ اللَّهُمَّ
 اَبْعَثْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مَقَامًا مَخْمُومًا اَتَغْبِطُهُ الْاَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ
 وَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى اِبْرَاهِيمَ
 وَآلِ اِبْرَاهِيمَ اِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ۔

الہی! اپنی رحمتیں اور برکتیں سید المرسلین، امام المتقین، خاتم النبیین محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم پر نازل فرما جو تیرے بندے اور رسول ہیں، نہی و بھلائی کے قائد و پیشوا، الہی!
 قیامت کے دن ان کو مقام محمود پر فائز فرما تا کہ پہلے پچھلے سب آپ پر شک کریں الخ
 اس کو احمد بن یحییٰ وغیرہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

۵۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کی کیا رائے ہے اس فرمان باری
 تعالیٰ میں اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الْاَوَّلِیِّ تو نبی اکرم صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا، بے شک یہ پوشیدہ علم سے متعلق بات ہے اگر تم لوگ مجھ سے اس
 بارے میں سوال نہ کرتے تو میں تمہیں کچھ نہ بتاتا، بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے
 لئے دو فرشتے مقرر فرما دیئے ہیں، جس مسلمان کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور
 وہ مجھ پر درود بھیجے تو وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں، اللہ تیری مغفرت فرمائے، اور
 اللہ تعالیٰ اور فرشتے ان کے جواب میں آمین کہتے ہیں اور جس مسلمان کے سامنے
 میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے تو وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں، اللہ تیری
 مغفرت نہ کرے! اور اللہ اور اس کے فرشتے ان کے جواب میں فرماتے ہیں آمین،
 اس کو طبرانی وغیرہ نے ام السنینت الحسین بن علی رضی اللہ عنہم سے روایت کیا۔

۶۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ پر سلام پڑھنے کا طریقہ تو ہمیں معلوم
 ہو چکا، آپ پر صلوة کیسے بھیجا کریں؟ فرمایا یوں کہو:-

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَسَئُولِكَ وَاَهْلِ بَيْتِهِ

کَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ۔

اس کو اسمعیل القاضی نے ابراہیم بن یزید النخعی سے مسئلہ روایت کیا۔

۷۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ پر کس طرح درود بھیجا کریں؟
فرمایا یوں کہو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰسَرِہٖ وَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ
کَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآسَرِہٖ وَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ
کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مُّجِیْدٌ۔

اس کو بخاری و مسلم نے ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۸۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ پر سلام پڑھنے کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو
گیا، صلوٰۃ کیسے بھیجا کریں؟ فرمایا یوں کہو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی
اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مُّجِیْدٌ۔

اس کو نمیری نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

۹۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ پر کس طرح درود بھیجا کریں؟ فرمایا
یوں کہو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ وَآلِ
اِبْرٰہِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مُّجِیْدٌ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا
بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ وَآلِ اِبْرٰہِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مُّجِیْدٌ۔

اس کو نسائی، الخطیب وغیرہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور ابو داؤد

نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَآسَرِہٖ اَمَّہَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ
وَذُرِّیَّتِہٖ وَآہْلِ بَیْتِہٖ۔

۱۰۔ ”ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم آپ پر سلام بھیجیں تو ہم نے آپ پر سلام بھیجا، اب آپ پر درود کس طرح بھیجا کریں؟ فرمایا یوں کہو: **اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَسَلِّمْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَتَحَنَّنْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ تَجِيدٌ۔**

اس کو ابن مسدی نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔
 ۱۱۔ ”میں نے جبریل سے کہا، اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ کون سا عمل محبوب ہے؟ کہا، یا محمد! آپ پر صلوات بھیجنا اور علی بن ابی طالب سے محبت کرنا۔
 اس کو دیلمی نے مسند الفردوس میں علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۱۲۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ! یہ آپ پر سلام بھیجنا تو ہمیں معلوم ہو چکا ہے، آپ پر درود کیسے بھیجا کریں؟ فرمایا یوں کہو: **اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ۔**

اس کو بخاری، احمد، نسائی، ابن ماجہ، بیہقی اور ابن ابی عمیر نے ابو سعید خدری سے روایت کیا۔

۱۳۔ ”ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو جان چکے، آپ پر درود کیسے بھیجا کریں؟ فرمایا یوں کہو:

اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتَكَ عَلَى

سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَإِمَامِ الْمُتَّقِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ
 مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ إِمَامِ الْخَيْرِ وَرَسُولِ الرَّحْمَةِ
 اللَّهُمَّ اُبْعَثْ مَقَامًا تَحْمُودًا يَغْنِطُ بِهِ الْأَوَّلُونَ
 وَالْآخِرُونَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآبِلِهِ الْوَسِيلَةِ
 وَالذَّارِحَةِ الرَّفِيعَةِ مِنْ الْجَنَّةِ
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي الْمُصْطَفَيْنِ مَحَبَّةً وَفِي الْمُقَرَّبَيْنِ
 مَوَدَّةً وَفِي الْأَعْلَيْنِ ذِكْرًا أَوْفَالَ دَارَةِ
 وَالسَّلَامِ عَلَيْهِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ
 كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ
 إِنَّكَ حَسِيدٌ فَحَسِيدٌ -

اس کو ابن ابی عامر نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
 ۱۴۔ ”ہم نے کہا یا رسول اللہ! اللہ نے ہم کو سلام تو سکھا دیا، آپ پر صلوٰۃ کس
 طرح بھیجا کریں؟ آپ نے فرمایا یوں کہو:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
 عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَسِيدٌ فَحَسِيدٌ -

اس کو ابن جریر نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔
 ۱۵۔ ”ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمیں معلوم ہو گیا کہ کیسے آپ پر سلام بھیجا کریں
 اب فرمائیے کہ آپ پر ورد کس طرح پڑھا کریں؟ فرمایا یوں کہو: اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ
 وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلَى إِبْرَاهِيمَ
 وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَسِيدٌ فَحَسِيدٌ -

”اَللّٰہی! اپنی رحمتیں اور برکتیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آل محمد پر نازل فرما جیسے
تو نے اسے ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم پر نازل فرمایا۔“

۱۶۔ اس کو امام احمد و غیرہ نے بریدہ بن الخطاب سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ آپ پر سلام بھیجیں اور درود
بھیجیں سلام کا طریقہ تو معلوم ہو چکا ہے، درود کیسے بھیجا کریں؟ فرمایا یوں کہو:
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اِلٰہِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِلٰہِ اِبْرٰہِیْمَ
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی اِلٰہِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِلٰہِ اِبْرٰہِیْمَ۔
اس کو اسماعیل قاضی نے عبد الرحمن بن بشیر بن مسعود سے مسنداً روایت کیا۔

حرف الکاف

۱۔ ایک صحابی کہا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰہْلِ بَیْتِہٖ
وَعَلٰی اَسْرَ وَاٰجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ وَ اِلٰہِ اِبْرٰہِیْمَ اِنَّکَ
حَمِیدٌ مُّجِیدٌ وَ بَارِکٌ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰہْلِ بَیْتِہٖ وَ عَلٰی اَزْوَاجِہٖ
وَ ذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ وَ اِلٰہِ اِبْرٰہِیْمَ اِنَّکَ حَمِیدٌ
مُجِیدٌ۔

اس کو عبد الرزاق نے اپنی جامع میں ذکر کیا۔ ابن طاووس کہتے ہیں میرے والد بھی
ایسے ہی کہا کرتے تھے۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازیں فرمایا کرتے تھے:
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اِلٰہِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ
وَ اِلٰہِ اِبْرٰہِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اِلٰہِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَكْتَ عَلٰی
اِبْرٰہِیْمَ وَ اِلٰہِ اِبْرٰہِیْمَ اِنَّکَ حَمِیدٌ مُّجِیدٌ۔

اس کو امام شافعی نے کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۳۔ جب دو تہائی رات گزر جاتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوتے اور فرماتے، لوگو! اللہ کا ذکر کرو! اللہ کا ذکر کرو! زلزلہ لانے والی آگئی (راہِ حقیقت) اس کے پیچھے پیچھا کرنے والی آری ہے (مراوفاً) جو اس میں ہے اس کو موت آتی، جو اس میں ہے اس کو موت آتی۔ ابی بن کعب کہتے ہیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ پر کثرت سے درود بھیجتا ہوں، آپ فرمائیں! آپ پر کس قدر درود بھیجا کروں؟ فرمایا جتنا چاہو، میں نے عرض کیا، ایک چوتھائی وقت؟ فرمایا جو چاہو، اگر زیادہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا، آدھا وقت؟ فرمایا جتنا چاہو اگر اور زیادہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا، دو تہائی وقت؟ فرمایا جتنا چاہو، اگر زیادہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ کہتے ہیں، میں نے عرض کیا حضور! سارا وقت آپ پر درود پڑھتا رہوں گا، فرمایا، یتیر غم و الم و ذکر کرنے کو کافی ہے۔ اور تیرے گناہ بخش دیتے جائیں گے۔“

اس کو ترمذی اور حاکم نے روایت کیا اور صحیح قرار دیا اور احمد نے مختصر ذکر کیا۔
۴۔ ”ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کی کیا رائے ہے اگر میں تمام (جو فرض و اجبات سے بچ جائے) آپ پر درود بھیجتا رہوں؟ فرمایا جب تو اللہ تعالیٰ تمہاری دنیا و آخرت کی پریشانیاں دور کرنے کے لئے اسی کو کافی کر دے گا۔“

۵۔ اس حدیث کو بہت سے محدثین کعب وغیرہ سے مختصر اور طویل الفاظ میں ذکر کیا۔
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سلام بھیجتے، پھر فرماتے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْعَلْ لِيْ اَنْتَ اِلٰہی اَبْوَابِ رَحْمَتِكَ اَللّٰہی! میرے گناہ بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے، اور جب مسجد سے باہر آتے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سلام بھیجتے، پھر یہ دعا مانگتے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْعَلْ لِيْ اَبْوَابِ فَضْلِكَ

”الہی! میرے گناہ بخش دے اور میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔“

اس کو امام احمد وغیرہ نے حضور کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا، ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔ اسی قسم کی روایت طبرانی وغیرہ نے ابو حمید یا ابوسعید الساعدی رضی اللہ عنہما، اسی قسم کی روایت طبرانی وغیرہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کی۔ ایسی ہی روایت ابن السنی نے انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔ ایسی ہی ایک روایت ابن النجار نے علی رضی اللہ عنہ سے بیان کی اور ایسی روایت نسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔

۴۔ ”عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے تو: اللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ شَفَاعَتَهُ مُحَمَّدًا الْكُبْرَىٰ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ الْعُلَىٰ وَاعْطِهِ سُؤْلَهُ فِي الْاٰخِرَةِ وَالْاَوَّلَىٰ كَمَا اَنْتَ اَبْرَاهِيْمَ وَمُوسٰی۔“

”الہی! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت قبول فرما اور آپ کا اعلیٰ درجہ مزید بلند فرما اور آپ کو آخرت و دنیا میں جو آپ مانگیں عطا فرما جیسے تو نے ابراہیم و موسیٰ کو عطا فرمایا۔“

اس کو عبد بن حمید وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، حافظ سخاوی نے فرمایا، اس کی سند عمدہ، قوی اور صحیح ہے۔

۵۔ ”بنی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان کوئی تہ نہیں بیٹھتا تھا ایک دن ایک شخص آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے درمیان بٹھالیا، صحابہ کرام کو اس پر تعجب ہوا، جب وہ شخص چلا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ شخص اس طرح درود پڑھتا ہے۔“

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا تَحِبُّ وَتَرْضَى لَهُ (اور نحو هذا)
 ”الہی! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج جیسے تو ان کیلئے چاہے اور پسند کرے۔“
 اس کو القول البدریج میں الشفار لابن سبع کے حوالہ سے ذکر کیا۔ حافظ سخی بھی کہتے
 ہیں مجھے اس کی سند نہیں ملی اور اگر یہ ثابت ہو بھی جائے تو شاید حضور علیہ السلام کے
 پیش نظر اس شخص کی تالیف قلب ہو اور اس کا اسلام پر دائمًا ثابت قدم رہنا یا حاضرین
 کو اس طرح آپ پر درود بھیجنے کی ترغیب دینا وغیرہ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ابو بکر
 سے کوئی اور زیادہ آپ کے قریب یا زیادہ محبوب یا افضل ہو گا۔
 ۸۔ صحابہ کرام اس درود کو مستحب سمجھتے تھے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأَمِينِ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ
 اس کو اسماعیل القاضی نے یزید بن عبد اللہ سے روایت کیا۔
 ۹۔ ”آدمی کے بخیل ہونے کو یہ کافی ہے کہ اس کے آگے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود
 نہ بھیجے، صلی اللہ علیہ وسلم۔“
 اس کو سعید بن منصور وغیرہ نے حسن بصری سے مرسل روایت کیا، اس کے
 راوی ثقہ ہیں۔

۱۰۔ ”ہر دعا اس وقت تک رکی رہتی ہے جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجا
 جائے۔“

اس کو دیمبی نے مسند الفردوس میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
 ”ہر کلام جس کی ابتداء اللہ تعالیٰ کا ذکر کئے بغیر اور مجھ پر درود بھیجے بغیر
 کی جائے وہ برکت سے کٹ جاتا ہے اور نامکمل رہتا ہے۔“

اس کو دیمبی نے مسند الفردوس میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
 ۱۲۔ ”ہم لو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے کہ اچانک ایک شخص آیا اور

بولایا رسول اللہ کے نزدیک نہ عمل کون سا ہے؟ فرمایا سچی بات اور امانت ادا کرنا
میں نے عرض کیا حضور! فرمایا رات کی نماز اور دن کا روزہ۔ میں نے عرض کیا کچھ
مزید فرمائیے! فرمایا، کثرت سے ذکر کرنا اور کثرت سے مجھ پر درود بھیجنا۔ یہ فقر و فاقہ کو
ختم کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کچھ اور فرمائیے تو آپ نے فرمایا، جو شخص کسی
قوم کی امامت کرے تو ہلکی پھلکی نماز پڑھائے کیونکہ ان میں ضعیف العمر بھی ہوتے ہیں، بیمار
بھی ہوتے ہیں، بچے بھی ہوتے ہیں اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں۔“
اس کو ابو نعیم نے سمرۃ السدوانی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حرف اللام

۱۔ ”اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور نہ میری قبر کو عید اور مجھ پر صلوٰۃ بھیجو بیشک تمہارا
درود سلام مجھے پہنچتا ہے خواہ تم جہاں ہو۔“

اس کو بہت سے حفاظ نے ملتے جلتے الفاظ سے ذکر کیا ہے۔ حافظ سخاوی
نے کہا یہ حدیث حسن ہے ”سلاح المؤمن“ کے مصنف نے کہا، اس کا مطلب یہ
بھی ہو سکتا ہے کہ میری زیارت کثرت سے کیا کرو اور اسے عید کی طرح نہ بنالینا جو سلا
میں صرف دو مرتبہ آتی ہے۔ اس کی تائید اس فرمان نبوی سے بھی ہوتی ہے کہ ”اپنے
گھروں کو قبریں مت بناؤ“ مطلب یہ کہ گھروں میں نماز پڑھنا امت چھوڑ دو کہ انہیں قبرستان
بنا دو جہاں نماز نہیں پڑھی جاتی الخ۔

۲۔ ”مجھے سوار کے پیلے کی مانند نہ بنالینا، عرض کیا گیا، سوار کا پیالہ کیا مطلب؟ فرمایا
مسافر جب اپنی حاجت سے فارغ ہو جائے تو اپنے پیلے میں پانی ڈال لیتا،
اب اگر ضرورت پڑے تو اس سے وضو کرتا یا پیتا ہے ورنہ بہا دیتا ہے مجھے دعا کے
تشریع میں، درمیان میں اور آخر میں رکھو۔“

اس کو عبد بن حمید وغیرہ نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا

۳۔ ”نماز پاکی کئے اور مجھ پر درود پڑھے بغیر نہیں ہوتی۔“

اس کو دارقطنی وغیرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔

۴۔ تجس کا وضو نہ ہو، اس کی نماز نہیں ہوتی اور جو لسم اللہ پڑھے اس کا وضو نہیں ہوتا اور جو اپنے نبی پر درود نہ بھیجے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اور جو انصار سے محبت نہ رکھے اس کا درود قبول نہیں۔“

اس کو ابن ماجہ نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۵۔ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجے اس کا وضو نہیں ہوتا۔“

اس کو ابن ماجہ نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا (مطلب یہ کہ

اس وضو کی فضیلت کامل نہیں رہتی،

۶۔ جو قوم کسی مجلس میں بیٹھی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجے

چاہے وہ جنت میں داخل ہی کیوں نہ ہو جائے اس کو حسرت رہیگی جب اس کا

اجر و ثواب دیکھیں گے۔“

اس کو الدینوری وغیرہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا (حفظ

سناوی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے تین آدمی میرا چہرہ نہیں دیکھ سکیں گے۔ ماں باپ کا فرمان میری سنت کا

تارک درجہ اپنے سامنے میرا ذکر سن کر بھی مجھ پر درود نہ بھیجے اس کو القوال البیرع میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا روایت کیا

اور کہا مجھے اس کی سند نہیں ملی۔

۷۔ ”مجھ پر کٹا کٹا درود مست بھیجو! صحابہ نے عرض کیا، کٹا کٹا درود کیا ہے یا رسول

اللہ؟ فرمایا تمہارا یوں کہنا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اور بس، بلکہ یوں کہنا کہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔“

اس کو ابوسعید نے شرف المصطفیٰ میں بیان کیا۔ حافظ سخاوی نے کہا مجھے

اس کی سند نہیں ملی۔

۸۔ ”ہر شے کی طہات اور غسل ہوتا ہے اور مومنوں کے دلوں کی زنگ سے طہارت

مجھ پر درود بھیجتا ہے۔“

اس کو اقوال البدیع میں محمد بن قاسم سے مرفوعاً ذکر کیا۔

۹۔ ”جب یہ آیت نازل ہوئی: **إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الْمُرْسَلِينَ** یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ و سلیموا تسلیماً تو صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ آپ پر سلام پڑھنا تو ہمیں معلوم ہو چکا، آپ پر درود کس طرح بھیجا کریں؟ فرمایا یوں کہو: **اللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَواتِکَ وَ بَرَکاتِکَ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰی اِبْنِ اِیْمٍ اَنْتَ حَسْبُکَ فَجِیْدٌ**۔

اس کو اسماعیل القاضی نے الحسن سے مسطور روایت کیا اور اس کو ابن ابی شیبہ و سعید بن منصور نے بھی اسی طرح نقل کیا ہے اور دونوں مقامات پر آل کا اضافہ کیا ہے۔
۱۰۔ اُمّت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے جو شخص بھی آپ پر صلوٰۃ یا سلام بھیجے آپ کو پہنچا دیا جاتا ہے کہ فلاں آپ پر درود بھیجتا ہے اور فلاں آپ پر سلام بھیجتا ہے۔“
اس کو اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں یوں ہی موقوفاً ذکر کیا۔

۱۱۔ ”اَللّٰہِ یا مَن تَحْجَہُ سَے سوال کرتا ہوں اے اللہ! اے رحمن! اے رحیم! اے پناہ مانگنے والوں کی پنہ گاہ! اے ڈننے والوں کی جگہ! اے کمزوروں کے محافظ! اے غریبوں کی دولت! اے عظیم امید گاہ! اے ہلاکت سے بچانے والے! اے دُشمنوں کو ترانے والے! اے محسن! اے صاحبِ جمال! اے انعام فرمانے والے! اے فخر کرنے والے! اے عزت والے! اے زبردست! اے روشنی بخشنے والے! تو ہی وہ ذات ہے جس کو رات کی تاریکی، دن کی روشنی، سورج کی شعاع، درخت کی سرسبز امیٹ، پانی کی آواز اور جاندار کی روشنی سجدہ کرتی ہے۔ اے اللہ! تو اللہ ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ درود بھیج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تیرے بندے اور رسول ہیں اُو آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔“

اس کو دہلی نے مسند الفردوس میں عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔
 ۱۲۔ اے اللہ یقیناً تو نے اپنی رحمتیں اور برکتیں، مغفرت اور رضا، ابراہیم اور آل ابراہیم علیہ وسلم الصلوٰۃ والسلام پر نازل فرمائیں۔ اے اللہ ابیشک وہ (فاطمہ، علی حسن حسین) یہ بات آپ نے اس وقت فرمائی جب وہ حضرات آپ کی چادریں تلے تھے (مجھ سے ہیں اور میں ان سے پس اپنی رحمتیں اور برکتیں اور مغفرت اور رضا مجھ پر اور ان پر نازل فرما)۔

راوی حدیث واثمہ بن الاسقع کہتے ہیں، میں دروازے پر کھڑا تھا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان! مجھ پر بھی! فرمایا اے اللہ واثمہ پر بھی۔ اس کو دہلی نے مسند الفردوس میں حضرت واثمہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حرف المہم

۱۔ کوئی قوم جمع ہو کر منتشر ہو جائے اور نہ تو اللہ کا ذکر کرے اور نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے تو ان کا کھڑا ہو کر ایسا ہی ہے جیسے مردار بدبودار سے اٹھ کھڑے ہوئے ہوں۔“

اس کو طرابلسی وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ حافظ سخاوی کہتے ہیں اس کے رجال مسلم کی شرط پر رجال صحیح ہیں۔

۲۔ جو قوم کسی مجلس میں بیٹھے، نہ تو اللہ کا ذکر اس میں کریں اور نہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں، اللہ کی طرف سے ان پر قیامت کے دن سخت حسرت ہوگی چاہے تو عذاب دے اور چاہے تو معاف فرما دے۔“

اس کو امام احمد وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ ترمذی نے اس کو حسن کہا اور حاکم نے موقوفاً روایت کیا، اس کے الفاظ یہ ہیں: ”کوئی قوم کسی“

مجلس میں بیٹھے، پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر کئے اور اس کے نبی پر درود پڑھے بغیر منتشر ہو جائے
ان پر قیامت کے دن حسرت ہوگی اگرچہ جنت میں داخل ہو جائیں۔“

حاکم کے الفاظ کے قریب قریب طبرانی نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
۳۔ میرا جو اتنی صدقِ دل سے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اللہ اس پر دس مرتبہ
رحمت نازل فرماتا ہے اس کے صدقے دس دُجے بلند فرماتا ہے اور اس کے طفیل
اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس کے دس گناہ مٹا دیتا ہے۔“
اس کو ابنِ ابی عامر نے الصلوٰۃ میں ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا اور نسائی وغیرہ نے عمیر بن نیار رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں روایت کیا ہے۔
”میرا جو اتنی خلوصِ دل سے مجھ پر درود بھیجے اللہ اس کے عوض اس پر دس مرتبہ
رحمت نازل فرماتا ہے الخ۔“

اس کو طبرانی نے بھی انہی سے روایت کیا، اس کے راوی ثقہ ہیں قابلِ تراز
وغیرہ نے ثقہ راویوں سے نقل کیا ہے۔ ”جو مجھ پر دل سے درود بھیجے اللہ اس پر
دس رحمتیں نازل فرمائے گا الخ۔“

۴۔ ”جو دعا مانگی جائے اس کے اور آسمان کے درمیان پرودہ ہوتا ہے یہاں تک
کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ بھیجا جائے جب ایسا کیا جائے وہ پرودہ چاک ہو جاتا
ہے اور دعا داخل ہو جاتی ہے اور جب ایسا نہ کیا جائے، دعا لوٹ جاتی ہے۔“
اس کو بیہقی وغیرہ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۵۔ ”جو بندہ خدا کو نذی الحجہ کو شام کے وقت غرات میں پٹھرے، پھر ستون مرتبہ سورۃ
فاتحہ پڑھے اور سورۃ اخلاص ستون مرتبہ پڑھے اور یہ پڑھے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلِ
اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجَبِّدٌ ستون مرتبہ، پھر ستون مرتبہ یہ پڑھے۔“

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ
الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِسَيِّدِ الْخَيْرِ يُحْيِي وَيُمِيتُ
وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ترجمہ: ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے بغیر کوئی مستحق عبادت نہیں، وہ ایک
ہے کوئی اس کا شریک نہیں، اسی کی حکومت اور اسی کی تعریف اسی
کے ہاتھ میں بھلائی ہے، وہی زندہ کرے اور وہی مائے اور وہ ہر
چیز پر قادر ہے۔“

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے فرشتو! میرے اس بندے کی جزا کیا ہے؟ اس
نے میری تسبیح و تہلیل اور نسبت بیان کی میری ثناء اور میرے نبی پر درود بھیجا، میرے
فرشتو! گواہ رہنا کہ میں نے اسے بخش دیا اور اسکی شفاعت اس کے حق میں قبول
کی، اور اگر میرا بندہ مجھ سے یہ سوال کرے کہ میں تمام اہل وقوف و عرفات میں گھومنے
والوں کے حق میں اس کی شفاعت قبول کروں تو میں اس کی شفاعت قبول کر دوں گا۔
اس کو دہلی نے مسند الفرووس میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت
کیا۔ ایسا ہی باقی نے بھی روایت کیا۔

۶۔ ”جب بھی مسلمان ملاقات کریں، پھر مصافحہ کریں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود
بھیجیں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے ہی ان کے پہلے پچھلے گناہ بخش دیئے
جاتے ہیں۔“

اس کو حسن بن سفیان وغیرہ نے بیان کیا۔
۷۔ ”جو کوئی مجھ پر سلام بھیجے، اللہ تعالیٰ میری رُوح واپس کرتا ہے یہاں تک میں
اس پر جواب میں سلام کہتا ہوں۔“

اس کو امام احمد وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ابن عساکر اسنا حسن

کے ساتھ روایت کیا بلکہ نووی وغیرہ نے تو الاذکار میں اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

۸۔ مجب کوئی بندہ مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے تو فرشتہ اسے لے کر اوپر جاتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اسے تحفہ پیش کرتا ہے، پس ہمارا پروردگار تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے، اس کو میرے بندے صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف لے چلو تاکہ وہ پڑھنے والے کے لئے استغفار کریں اور اس سے اسکی آنکھ ٹھنڈی ہو۔

اس کو دینی نے مسند الفردوس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایا کیا۔
۹۔ جو شخص میرا ذکر کرے اور مجھ پر درود بھیجے، اللہ اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس کی دس خطائیں مٹا دیتا ہے اور اس کے دس درجے بڑھا دیتا ہے۔

اس کو نسائی وغیرہ نے بہتر سند کے ساتھ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
۱۰۔ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا، اس کے ہمراہ ایک ہرنی جسے اس نے شکار کرتے پکڑ لیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے جس نے ہر چیز کو فوت کو پالی دی

ہے اس ہرنی کو زبان دی تو وہ عرض پر داز ہوئی، یا رسول اللہ! میرے بچے ہیں جن کو میں دودھ پلاتی ہوں اس وقت وہ بھوکے ہوں گے اس شخص کو حکم دیں کہ یہ مجھے چھوڑ دے، میں اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آ جاؤں گی، آپ نے فرمایا، اگر واپس نہ آئی تو؟ کہنے لگی اگر میں واپس نہ آئی تو مجھ پر اللہ لعنت کرے اس کی طرح جس کے سامنے آپ کا ذکر ہوا اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے یا میں اس شخص کی طرح ہو جاؤں جو نماز پڑھ کر دعا مانگے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس کو چھوڑ دے، میں اس کا ضامن ہوں، پھر مرنی گئی اور (دودھ پلا کر) واپس لوٹ آئی۔

القول البدیع میں فرمایا اس کو ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں ذکر کیا ہے۔

۱۱۔ تمہارے دنوں میں افضل ترین دن جمعہ کا دن ہے اس میں آدم کی تخلیق ہوئی اور اسی میں ان کی وفات، اسی میں صور پھونکا جائے گا اور اسی میں قیامت کو اٹھنا

پس اس میں مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو بے شک تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب آپ کی وفات ہو جائے گی، پھر آپ پر ہمارا درود کیونکر پیش کیا جائے گا؟ فرمایا اللہ عزوجل نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔“

اس کو امام احمد وغیرہ نے اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، حاکم نے کہا یہ حدیث بخاری کی شرط پر صحیح ہے اور بہت سے حفاظ نے اسکی تصحیح کی ہے۔ ۱۲۔ یہ بھی جفا ہے کہ ایک شخص کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے، صلی

اللہ علیہ وسلم۔“

اس کو نمبر ۱۱ نے قنادہ سے مسلاً روایت کیا۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

۱۳۔ ”جو شخص کوئی بات کرنا چاہے اور وہ بات اس کو بھول جائے تو مجھ پر درود بھیجے امید ہے کہ مجھ پر درود پڑھنے کے بعد اس کو اپنی بات یاد آ جائے گی۔“

اس کو دیلمی نے عثمان بن ابی حرب الباہلی سے روایت کیا۔

۱۴۔ ”جو شخص اپنے بستر پر آئے اور تَبْرَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ سورہ ملک

پوری پڑھے، پھر لوں دعا مانگے، اے اللہ! عمل اور حرم کے رب! حرمت والے

شہر کے مالک! اگر کج رب! مقام کے رب! مشعر حرام کے مالک! ہر آیت کے صدقے

جسے تو نے ماہ رمضان میں نازل فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اقدس پر مدیہ و سلام

پہنچا۔ چار مرتبہ ہی کہے۔ اللہ تعالیٰ دو فرشتے مقرر فرمادیتا ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں آتے ہیں اور عرض کرتے ہیں، حضور! فلاں ابن فلاں آپ پر سلام اور

اللہ کی رحمت پیش کرتا ہے۔ میں جواب میں فرماتا ہوں میری طرف سے فلاں ابن فلاں

پر سلام اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔“

اس کو دیلمی نے مسند الفردوس میں اور الضیائی نے المختارہ میں ابو قریصہ رضی اللہ

عنہ سے روایت کیا، یہ بزرگ صحابی ہیں۔
 ۱۵۔ ”جو شخص یہ دعائیہ کلمات ہر فرض نماز کے بعد کہے قیامت کے دن اس کے لئے میری شفاعت ثابت ہوگی۔“

اللَّهُمَّ اَعْطِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَاجْعَلْ فِي الْمُصْطَفَيْنِ مَحَبَّتَهُ
 وَفِي الْعَلَمَيْنِ دَسَاجَتَهُ وَفِي الْمُقَرَّبِينَ دَاسِرَةً۔

ترجمہ:- ”اے الہی! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام وسیلہ عطا فرما اور برگزیدہ ہستیوں میں ان کی محبت ڈال دے اور سب جہانوں میں ان کا مرتبہ بلند کر اور مقربین میں ان کا مکان بنا دے۔“

اس کو طبرانی نے الکبیر میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا۔

۱۶۔ ”جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے، جہنم جائے گا۔“

اس کو دیلمی نے مسند الفردوس میں عبد اللہ بن جبر اور رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۱۷۔ ”جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر مکمل درود نہ بھیجے، نہ وہ مجھ سے، اور نہ میں اس سے۔ پھر آپ نے فرمایا، الہی! جو مجھ سے ملے اسے ملائے اور جو مجھ سے نہ ملے اسے جدا کر دے۔“

اس کو انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا جاتا ہے، حافظ سخاوی نے فرمایا مجھے اس کی سند نہیں ملی۔

۱۸۔ ”جس نے اسلام کا حج کیا اور میری قبر کی زیارت کی اور کسی غزوہ میں شرکت کی اور بیت المقدس میں مجھ پر درود بھیجا، اللہ اس سے اپنے فرشتوں کے بارے میں سوال نہیں فرمائے گا۔“

اس کو مجد النوی نے ذکر کیا اور ابوالفتح ازدی نے اسے آٹھویں فائدہ میں ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا۔

۱۹۔ جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا اور وہ مجھ پر درود بھیجنا بھول گیا، وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔

اس کو طبرانی اور طبری نے حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

۲۰۔ جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اسے مجھ پر درود بھیجنا چاہئے اور جس نے

مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے۔

اس کو امام احمد وغیرہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۲۱۔ جس کو یہ پسند ہو کہ اسے پورا پورا ناپ دیا جائے، جب وہ ہم اہل بیت پر

درود بھیجے تو یوں کہے :-

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَأَسْرَاجِهِ أَقْنَاتِ الْمُؤْمِنِينَ

وَذُرِّيَّتِهِ وَاهْلٍ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ

إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ۔

ترجمہ :- ”اللہ! محمد نبی امی اور آپ کی بیویوں پر جو اہل ایمان کی مائیں ہیں اور آپ

کی اولاد اور آپ کے اہل خانہ پر درود بھیج، جیسے تو نے ابراہیم کی آل پر رحمت

بھیجی، بے شک تو ہی ستودہ صفات بزرگ ہے۔“

اس کو ابو داؤد وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۲۲۔ جو چاہے کہ اس کو پورا پورا ناپ کر دیا جائے وہ جب ہم اہل بیت پر درود

بھیجے تو یہ کہے :-

اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَأَسْرَاجِهِ

أَقْنَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّتِهِ وَاهْلٍ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ

عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ۔

ترجمہ :- ”اللہ! اپنی رحمتیں اور برکتیں محمد نبی اور آپ کی ازواج امہات المؤمنین

اور آپ کی اولاد اور اہل بیت پر نازل فرما جیسے تو نے ابراہیم کی آل پر رحمت نازل فرمائی بیشک تو ہی لائق ستائش بزرگ ہے۔
 اس کو نسائی وغیرہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ اور ابن زبیر نے حضرت علی سے موقوف یہ روایت نقل کی ہے :-

”جسے پسند ہو کہ اسے پورا ناپ دیا جائے وہ اس آیت کو پڑھے :-
 سُبْحَنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ“

ترجمہ :- ”تمہارا رب پاک ہے، عزت کا مالک، اس سے جو یہ منکر بیان کرتے ہیں اور رسولوں پر سلام ہو اور سب تعریف اللہ کیلئے ہے جو جہانوں کا پروردگار ہے۔“
 ۲۳۔ ”جسے یہ پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو کر ملاقات کرے اسے مجھ پر کثرت درود بھیجنا چاہئے۔“

اس کو دہلی نے مسند الفردوس میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔
 ۲۴۔ ”جس نے مجھ پر دس مرتبہ سلام بھیجا کو یا اس نے ایک غلام آزاد کر دیا۔“
 اس کو شافعی ابن وہب سے روایت کیا۔

۲۵۔ ”جس نے ارواح میں سے روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اجسام میں سے جسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قبور میں سے قبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا، مجھے خواب میں دیکھے گا اور جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے قیامت کے دن دیکھے گا اور جس نے مجھے قیامت کے دن دیکھا، میں اس کی شفاعت کروں گا اور جسکی میں نے شفاعت کر دی وہ میرے حوض سے پیئے گا اور اللہ نے اس کا جسم آگ پر حرام کر دیا۔“

اس کو ابوالقاسم سبکی نے کتاب الدر المنظم فی المولدا المعظم میں ذکر کیا، حافظ

سناوی فرماتے ہیں، مجھے ابھی اس کی اصل سند نہیں مل سکی۔

۲۶۔ ”جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اس پر تیرہ رحمت نازل فرمائی۔
اس کو مسلم وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، یہی روایت بطبرانی
نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے معمولی لفظی تبدیلی کے ساتھ نقل کی ہے۔
۲۷۔ ”جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اللہ اس کے لئے دس نیکیاں لکھتا ہے،
اور اس کے دس گناہ مٹا دیتا ہے۔“

اس کو ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۲۸۔ ”جس نے مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجا، اللہ اس پر سو مرتبہ درود بھیجے گا اور
جس نے مجھ پر تلو مرتبہ درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اس پر ہزار مرتبہ درود بھیجے گا اور
جس نے جذب شوق سے زیادہ درود بھیجا، میں قیامت کے دن اس کے لئے
شفیع و شہید ہوں گا۔“

اس کو ابو موسیٰ مدینی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۲۹۔ ”جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اس کے
فرشتے اس کے عوض اس پر ستر مرتبہ درود بھیجتے ہیں۔“

اس کو امام احمد وغیرہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا
یہ حکم مرفوع ہے کیونکہ ایسی بات سے اجتہاد کا کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔
۳۰۔ ”جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے
اور اس کی دس خطائیں مٹائی جاتی ہیں اور اس کے دس مرتبے بلند کر دیئے
جاتے ہیں۔“

اس کو نسائی وغیرہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۳۱۔ ”جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے،

اور جو مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر سو مرتبہ رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں کے درمیان نفاق سے بری ہوتا اور نارہتم سے بری ہونا لکھ دیتا ہے اور قیامت کے دن اس کو شہداء کے پاس بٹھرائے گا۔

اس کو طبرانی نے اوسط اور صغیر میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔ جو مجھ پر روز بھیجے اس کا درود مجھ تک پہنچا دیا جاتا ہے اور میں بھی اس پر درود بھیجتا ہوں علاو ازیں اس کے خزانہ عمل میں دس نیکیاں رکھ دی جاتی ہیں اس کو طبرانی نے واسطیہ میں ہمسرا سنا کے ساتھ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۳۲۔ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اب آدمی کو اختیار ہے درود میں کچھ یا کثرت کرے۔

اس کو محمد بن جریر طبری وغیرہ نے عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ طبری نے اس کی تصحیح کی ہے۔

۳۳۔ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس کے لئے دس نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے ذریعے اس کی دس خطایں مٹاتا ہے اور دس درجے بڑھاتا ہے اور اس کو دس غلام آزاد کرنے کا اجر ملے گا۔

اس کو ابن ابی عاصم نے الصلاة میں برابر بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کیا۔

۳۴۔ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر سو مرتبہ رحمتیں نازل فرماتا ہے، اور جو مجھ پر ہزار مرتبہ درود بھیجے، جنت کے دروازے پر وہ میرے شانہ بشانہ ہوگا۔

اس کو صاحب الدر المنظم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بعض اکابر صحابہ کے حوالہ سے نقل کیا۔ حافظ سخاوی نے کہا مجھے ابھی تک اسکی اصل معلوم نہیں ہو سکی

۳۵۔ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر دس مرتبہ صلوٰۃ بھیجتے ہیں، اور جو مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اور اس کے

فرشتے اس پر سو مرتبہ صلوٰۃ بھیجتے ہیں، اور جو مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اور اس کے

کے ملائکہ اس پر ہزار مرتبہ درود بھیجتے ہیں اور جہنم کی آگ اس کے جسم کو نہیں چھو سکے گی۔
اس کو بخادی نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت لیا لیکن ماخذ کا ذکر نہیں کیا۔

۳۶۔ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اسے ایک فرشتے کے کو میری خدمت میں پیش کرتا ہے جو اسی کام پر مقرر ہے۔
اس کو طبرانی نے ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
۳۷۔ جو مجھ پر درود بھیجے، فرشتے انہی الفاظ سے اس پر درود بھیجتے ہیں، اب اس کی مرضی ہے تھوڑا درود بھیجے یا زیادہ۔

اس کو ابوالہمین ابن عساکر نے عامر بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اسی کو الضیاء المقدسی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔
۳۸۔ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتے ہیں۔ چاہے تو زیادہ پڑھے اور چاہے تو کم۔
اس کو ابن ابی عاصم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
۳۹۔ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے قیراط کے برابر اجر لکھے گا۔ (قیراط کو واحد کے برابر ہے)۔

اس کو عبد الرزاق نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
۴۰۔ جو مجھ پر ہر جمعہ کے دن چالیس مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس کے چالیس سال کے گناہ مٹا دیتا ہے اور جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے اور قبول ہو جائے اللہ اس کے اسی سال کے گناہ مٹا دیتا ہے اور جو شخص سو مرتبہ پڑھے، اللہ اس کے لئے پھر پھر پھر بنا دے گا، یہاں تک کہ وہ پھر پھر کو عبور کر لے گا۔
اس کو ابوالشیخ اور التیمی نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا سنا
کہتے ہیں، مجھے اس کی کوئی اصل مرفوع نہیں ملی۔

۴۱۔ جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر تنو مرتبہ درود بھیجے، اس کے انسی سال کے گناہ بخش دیئے جلتے ہیں۔ ابو محمد جبر نے کتاب الملاذ والاغتصام میں کہا، راوی کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، عرش کیا یا رسول اللہ! مجھ سے ابو مفضل نے آپ کی یہ حدیث بیان کی ہے کہ جو آپ پر جمعہ کے دن تنو مرتبہ درود بھیجے اس کی انسی سال کی خطائیں بخشی جاتی ہیں۔ فرمایا، ابو مفضل نے سچ کہا ہے۔ راوی کہا کرتے تھے لوگو! میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتا ہوں، ابو مفضل سے نہیں کیونکہ شیطان حضور علیہ السلام کی شکل میں نہیں آسکتا۔

۴۲۔ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس کے دونوں محافظوں (کرنا کا تبین) سے فرماتا ہے، اس کے تین دن تک کوئی گناہ نہ لکھیں۔

اس کو حافظ سخاوی نے القول البدیع میں روایت کیا اور کہا مجھے اس کی سند نہیں ملی۔

۴۳۔ جو شخص صبح ہوتے ہی مجھ پر دن مرتبہ درود بھیجے، وہ قیامت کے دن میری شفاعت پائے گا۔

اس کو طبرانی نے دو سندوں کے ساتھ روایت کیا، ایک ابو دردار رضی اللہ عنہ سے جو عمدہ ہے۔

۴۴۔ جو مجھ پر درود بھیجے میں قیامت کے دن اس کا شفیع ہوں گا۔

اس کو ابو حفص بن شاہین وغیرہ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۴۵۔ جو شخص مجھ پر دن میں ہزار مرتبہ درود بھیجے، وہ مرنے سے پہلے جنت میں اپنا ٹھکانہ بنکھ لے گا۔

اس کو الضیائی نے المختارہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

اور ابن شاہین نے انہی سے یہ روایت بایں الفاظ ذکر کی ہے: جو شخص مجھ پر درود

جمعہ ایک ہزار مرتبہ درود بھیجے، آخر تک یہی روایت ابو موسیٰ مدینی اور ابن النعمان وغیرہ نے بھی بیان کی ہے۔

۴۶۔ جو دن میں مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے لئے ایک لاکھ نیکیاں کھدواتا ہے اور ایک لاکھ گناہ معاف فرمادیتا ہے اور اس کے لئے ایک تلو مقبول صدقات لکھتا ہے اور جس نے مجھ پر درود بھیجا اور وہ مجھ تک پہنچ گیا تو میں اس پر صلوة بھیجوں گا اور وہ میری شفاعت پائے گا۔
اس کو ابو سعید نے شرف مصطفیٰ میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
۴۷۔ جو مجھ پر ہر روز سو مرتبہ درود بھیجے، اللہ اس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا، شتر آخرت کی اور تین ذیبا کی۔

اس کو ابن مندہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ حافظ ابو موسیٰ المدینی نے کہا، یہ حدیث غریب حسن اور الفردوس میں بلا اسناد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ مرفوع حدیث ہے کہ جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر سو مرتبہ درود بھیجا، اللہ اس کی سو حاجتیں پوری فرماتا ہے۔

۴۸۔ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اس کی سو حاجتیں پوری ہوں گی۔
اس کو التیمی نے ترمذی میں خالد بن طہمان سے روایت کیا، یہ منقطع روایت ہے یعنی اس کی اسناد متصل نہیں۔

۴۹۔ جو شخص مجھ پر میری قبر کے پاس درود بھیجے اس کو خود سننا ہوں اور جو درود سے مجھ پر درود بھیجے وہ مجھے بتا دیا جاتا ہے۔

اس کو ابو ایوب شیخ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، حافظ سخاوی نے فرمایا، اس کی سند عمدہ ہے جیسا کہ ہمارے بزرگ شیخ ابن حجر نے فرمایا۔

۵۰۔ جو مجھ پر میری قبر کے پاس درود بھیجے اس کو میں خود سننا ہے اور جو درود سے مجھ پر بھیجے تو اس پر اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو مقرر فرمادیتا ہے جو مجھ تک

پہنچا دیتا ہے اور یہ اس کے دنیا و آخرت کی حاجات حل کرنے کو کافی ہوتا ہے، اور قیامت کو میں اس کا گواہ یا شفیع ہوں گا (شک راوی کو ہے)۔“

اس کو العشاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۵۱۔ جو مجھ پر جمعرات اور جمعہ کو تنویم مرتبہ درود بھیجے، اللہ اس کی تلوہا جنتیں پوری فرمائے گا، شتر آخرت کی اور تیس دنیا کی اور اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے جو اس کو میری قبر میں داخل کرتا ہے جیسے تمہارے پاس تحفہ بھیجے جاتے ہیں، بیشک میری موت کے بعد بھی میرا علم اسی طرح ہے گا جس طرح زندگی میں ہے۔“ اس کو دیلمی نے مسند الفردوس وغیرہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۵۲۔ جو شخص صبح کی نماز پڑھ کر بات چیت سے پہلے مجھ پر تنویم مرتبہ درود بھیجے، اللہ اس کی تلوہا جنتیں پوری فرمائے گا، ان میں سے تین تلوہا جو پوری ہوں گی (دنیا میں) اور شتر (آخرت) کے لئے ذخیرہ ہوں گی اور یہی حال نماز مغرب کا ہے صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ پر درود کس طرح پڑھا کریں؟ فرمایا:-
 اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ
 اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيْمًا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی
 مُحَمَّدٍ حَتّٰی تَعْدَ مِائَةً۔

”اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تنویم مرتبہ تک درود بھیج۔“

اس کو احمد بن موسیٰ حافظ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
 ۵۳۔ جو کسی قسم کی نماز پڑھے اور مجھ پر اور اہلبیت پر درود نہ بھیجے، وہ مقبول نہ ہوگی۔“

اس کو دارقطنی اور یحییٰ نے ابو سعید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۵۴۔ جو مجھ پر روز جمعہ درود بھیجے، میرے ہاں قیامت اس کی نفاعت ہوگی۔ اس کو دارقطنی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔

۵۵۔ ”جو مجھ پر روز جمعہ انتہی مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس کے انتہی سالہ گناہ معاف فرمائے گا، عرض کیا یا رسول اللہ! آپ پر درود کس طرح بھیجا جائے؟ فرمایا یوں کہتو
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ الْمُسْتَجِي
 الْاُفْحِيْ اور اس پر گناہ ٹھکالے۔“

اس کو دارقطنی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، عراقی نے اسے حسن
 قرار دیا، ان سے پہلے عائشہ بن النعمان نے بھی اس کو حسن کہا، ایسی ہی روایت
 خطیب نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

۵۶۔ ”جو شخص جمعہ کے دن نماز عصر ادا کرے اور اٹھنے سے پہلے انتہی مرتبہ پڑھنے
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الْاُمِّيِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا
 اس کے انتہی سالہ گناہ بخشے جاتے ہیں اور اس کے لئے انتہی سال کی عبادت لکھی
 جاتی ہے۔“

اس کو ابن بشکوان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
 ۵۷۔ ”جو شخص مجھ پر شام کو درود پڑھے، صبح ہونے سے پہلے اس کی مغفرت کر دی
 جاتی ہے اور جو مجھ پر صبح کے وقت درود پڑھے، شام ہونے سے پہلے اس کی مغفرت
 کر دی جاتی ہے۔“

اس کو حافظ سخاوی نے القول البدیع میں بلا سند بتائے ذکر کیا۔
 ۵۸۔ ”جو لکھنے میں مجھ پر درود بھیجے، فرشتے برابر اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں
 جب تک اس تحریر میں میرا نام لیا جاتا ہے، ایک روزائیت میں ہے فرشتے برابر اس کے
 لئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔“

(مسلم اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم، طبرانی وغیرہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ۔)
 ۵۹۔ ”جس پر کوئی سختی آجائے وہ مجھ پر کثرت سے درود بھیجے بیشک یہ کہیں کھوٹا

اور مصیبتیں حل کرتا ہے۔“ (القول البدیع) سند ذکر نہیں کی۔

۶۰۔ مجس نے مجھ سے کوئی علمی بات لکھی اور اس کے ہمراہ مجھ پر درود بھی لکھ دیا اس کو اس وقت تک اجر ملتا ہے گا جب تک وہ تحریر پڑھی جانی رہے گی۔
اس کو دارقطنی وغیرہ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
۶۱۔ مجس نے کہا:-

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
وَأَلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
وَأَلِ إِبْرَاهِيمَ وَتَرَحَّمْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ۔

میں قیامت کو اس کی گواہی دوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔
اس کو بخاری نے الادب المفرد میں، اور طبر اور عقیلی نے الوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا، یہ حدیث حسن ہے اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔
۶۲۔ مجس نے کہا:-

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ
يَوْمَ الْقِيَمَةِ۔

ترجمہ:- الہی! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما اور ان کو قیامت کے دن
اپنے قرب میں ٹھکانہ عطا فرما۔
اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

اس کو امام احمد وغیرہ نے رویف بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے اور
اس کو ابن ابی ذبیان نے لفظ جنت کے اضافہ کے ساتھ روایت کیا۔ اسکی بعض
سندیں حسن ہیں، حافظ سخاوی نے کہا مقعد مقرب سے وسیلہ یا مقام محمود

یاعرش پر آپ کا بیٹھنا یا تہنہ بلند اور یا عظمت شان سب مراد ہو سکتے ہیں۔ (واللہ اعلم)
۶۲۔ جس نے یوں کہا: اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری طرف سے ایسی عزائے
خیر دے جس کے آپ حق وار ہیں۔ ستر فرشتے ہزار دن صبح کے وقت اس
کی خدمت میں جُت جلتے ہیں۔

اس کو ابو نعیم وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔
۶۳۔ جو شخص ۴۰ اذان سن کر یہ دعائے مانگے:-

اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ الثَّامَةِ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ
صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ عَنِّي بِرِضَا لَا سَخَطَ بَعْدَهُ۔

ترجمہ: اے اللہ! اس مکمل دعا اور قائم ہونے والی نماز کے مالک! محمد صلی اللہ
علیہ وسلم پر درود بھیج اور آپ سے اس طرح راضی ہو کہ پھر کوئی ناراض نہ رہے۔
اللہ اس کی دعا قبول فرماتا ہے۔

اس کو امام احمد وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انہی سے ابن وہب نے
اپنی جامع میں ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے:-

جُوْزُوْنِ كِي اَذَانِ سَنَكْرِ يَكِي اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ
الثَّامَةُ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ
وَاعْطِهِ الْوَسِيلَةَ وَالشَّفَاعَةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ "اے اللہ! اس پوری
دعا اور قائم ہونی والی نماز کے مالک! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج جو تیرے بندے اور
رسول ہیں اور آپ کو قیامت کے دن وسیلہ اور شفاعت عطا فرماتا۔ اس کے لئے میری
شفاعت حلال ہوگئی۔

۶۴۔ جو اذان سن کر یہ کہے:-

اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ الثَّامَةُ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ

اِنَّ مُحَمَّدَ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالْبَعْثُ مَقَامًا
مُحَمَّدٍ الَّذِي وَعَدْتَهُ۔

ترجمہ: ”اے اللہ! اس کامل دعا اور قائم ہونیوالی نماز کے مالک! محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور آپ کو مقام محمود پر فائز فرما، جس
کا تو نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے۔“

اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔“

اس کو بخاری و مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۶۵۔ جس نے کہا:۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَوةً تَكُوْنُ
لَكَ رِضًا وَّ لِحَقِّهٖ اَدَاً وَّ اَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ
وَالْمَقَامَ الَّذِي وَعَدْتَهُ وَاَجْزِلَهٗ عَنَّا
مِنْ اَفْضَلِ مَا جَزَيْتَ نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ
وَصَلِّ عَلٰی جَمِيْعِ اِخْوَانِهِ النَّبِيِّيْنَ وَالصّٰلِحِيْنَ
يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

ترجمہ: ”اے اللہ! محمد اور محمد کی آل پر ایسی رحمت نازل فرما جو تیری رضا کا باعث ہو
اور جس سے آپ کا حق ادا ہوا اور آپ کو وسیلہ اور وہ مقام عطا فرما جس کا
تو نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے اور آپ کو ہماری طرف سے وہ عظیم الشان
بخشاہ عطا فرما جو تو نے کسی نبی کو اس کی امت کی طرف سے عطا فرمائی ہے
اور آپ کے تمام برادرانِ کرام! سب علیہم السلام اور نیک بندوں پر رحمت
نازل فرما، اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے۔“
جو ہر جمعہ کو یہ دعاسات مرتبہ ملگے اس کے لئے میری شفاعت لازم ہو گئی۔“

اس کو قول البدیع میں روایت کیا اور فرمایا، اس کو ابن ابی عامر نے اپنی ایک تصنیف میں بیان کیا لیکن جو سند لکھی ہے وہ مجھے نہ مل سکی۔

۶۶۔ ”جو مجھ پر درود نہ بھیجے اس کا کوئی دین نہیں۔“

اس کو محمد بن حمدان مروزی نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۶۷۔ ”جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا وہ حبت کا راستہ بھول گیا۔“

اس کو ابن ماجہ وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور یحییٰ وغیرہ نے ابی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حرف الواو

۱۔ ”اُس کے لئے خرابی جو قیامت کو میرے دیدار سے محروم رہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا حضور! آپ کے دیدار سے کون محروم رہے گا؟ فرمایا بخیل! عرض کیا بخیل کون؟ فرمایا جو میرا نام سننے اور درود نہ بھیجے۔“

اس کو ثمر بن مصطفیٰ میں ابوسعید واعظ سے روایت کیا، کہا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سحری کے وقت کچھ سی رہی تھیں کہ سوئی گم ہو گئی اور چراغ گل ہو گیا، اتنے میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ کے نور سے سارا گھر لفقہ نور بن گیا۔ انکو سوئی مل گئی، عرض کیا حضور! آپ کا چہرہ اقدس کتنا نورانی ہے! فرمایا اس کی بربادی جو میری زیارت سے محروم رہے۔ احادیث

حرف الیاء

۱۔ ”لوگو! قیامت کے خوفناک مناظر اور ہیبت ناک مقامات سے محفوظ رہنے والا تم میں وہ ہو گا جو دنیا میں مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کا مجھ پر درود بھیجنا کافی تحفہ۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ الیاء اس کے باوجود اس نے ایمان والوں کو

حکم دیا تا کہ ان کو اس پر ثواب عطا فرمائے۔“

اس کو ابوالقاسم نعمانی نے اپنی ترغیب میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۲۔ اُسے علیؑ اچھے دو خصلتیں یاد کرو جنہیں جبریل علیہ السلام میرے پاس لائے ہیں۔ سحری کے وقت مجھ پر کثرت سے درود بھیجو اور مغرب کے وقت استغفار کرو، درود مجھ پر اور استغفار میرے صحابہ کے لئے۔ بے شک سحری اور مغرب کے اوقات اللہ کے گواہوں کے مخلوق خدا پر حاضر ہونے کے اوقات ہیں۔“

اس کو ابن بشکوال نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انہی کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ پر تشریف لے جانے لگے اور مجھے مدینہ منورہ رہ جانے والوں پر عامل بنا دیا اور فرمایا، علی! ان پر اچھی نیابت کرنا اور ان کے احوال لکھ کر مجھے بھیجتے رہنا۔ حضور اس سفر میں پندرہ دن رہے، پھر واپس تشریف لائے، میں خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا، علی! مجھ سے دو خصلتیں یاد کرو اللہ تعالیٰ تم پر درود بھیجتے رہے۔ ۳۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن محدثین اور علماء کو جمع کرے گا، وہ ہانپتے کانپتے اللہ تعالیٰ کے حضور آکھڑے ہوں گے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تم مدتِ عمر تک میرے نبی پر درود بھیجتے رہے ہو (فرشتوں سے ارشاد ہوگا) ان کو جنت کی طرف لے جاؤ۔ اس کو انیسری نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

تتمہ

ابو عبد اللہ الرضا ع مالکی نے تحفۃ الاحیاء فی فضل الصلوٰۃ علی النبی المختار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے فضائل میں وارد ہونے والی تمام احادیث ذکر کر کے فرمایا: بعض ضعیف الایمان لوگ بعض احادیث پر جرح و قدح کرتے رہتے ہیں، وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ حدیثیں صحاح

میں وارد نہیں ہوئیں حالانکہ ان کا یہ کہنا بد عقیدگی اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی
 شریعت پر عیب لگانا ہے۔ راہِ صواب یہ ہے کہ جس بات کو اکثر علما تسلیم کر لیں اسے
 تسلیم کر لیا جائے، کیونکہ آنجناب کی امت کی عدالت اس بات سے ان کو منع کرتی
 ہے کہ وہ سید المرسل پر جھوٹ بولیں جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ:
 ”جو شخص مجھ پر دانستہ جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔“
 عاشا وکلاً! کہ علمائے کرام جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم پر عمدہ جھوٹ بولیں اور علماء کو یہ بھی معلوم ہے ترغیب سے متعلق احادیث
 میں انکی کیا کچھ قدر افزائی فرمائی گئی ہے پھر بلاشبہ تمام احادیث جس حقیقت پر متفق
 ہیں وہ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام پر درود بھیجنا کا فضیلت اور اللہ کے ہاں قابلِ قدر
 نیکی ہے اور اس کی بارگاہ میں آپ معزز و مکرم ہیں اور بات قطعاً برحق ہے، کسی
 غفلت کو اس میں شک نہیں ہو سکتا، ہاں! قدرِ ثواب و بندگی و رجاء کے بیان میں
 روایات میں اختلاف ہے۔ الخ

حافظ اسحاقی اپنی کتاب ”قول البدیع“ کے آخر میں لکھتے ہیں:-
 شیخ الاسلام ابو زکریا النووی رحمہ اللہ کے کتاب الاذکار میں فرمایا،
 علمائے کرام، محدثین اور فقہاء کا فرمان ہے کہ فضائل ترغیب اور
 ترہیب کے باب میں حدیث ضعیف پر عمل کرنا جائز اور مستحب ہے بشرطیکہ
 ضعیف ہو، موضوع نہ ہو، رہے احکام مثلاً حلال حرام، بیع، نکاح اور
 طلاق وغیرہ تو ان میں صرف حدیث صحیح یا حسن پر ہی عمل کیا جائے گا ہاں
 ایسے مواقع پر کہیں بنا بر احتیاط حدیث ضعیف کو بھی لے لیا جائے تو دوسری
 بات ہے مثلاً جب کسی بیع یا نکاح کے مکروہ ہوئے پر حدیث ضعیف وارد
 ہوئی ہو تو بہتر یہی ہے کہ اس سے پرہیز کیا جائے لیکن واجب نہیں۔“
 (نووی کا کلام ختم ہوا)

ابن العربی مالکی نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حدیث ضعیف پر مطلقاً عمل نہ کیا جائے ہیں نے اپنے شیخ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کو بار بار یہ فرماتے سنا اور آپ نے میرے لئے اپنے ہاتھ سے یہ لکھا بھی ہے کہ ”حدیث ضعیف پر عمل کرنے کی تین شرطیں ہیں: ۱۔ ضعیف شدید نہ ہو، لہذا اس سے وہ روایتیں نکل جائیں گی جن کو صرف کسی جھوٹے راوی نے بیان کیا جس پر جھوٹا ہونے کی تہمت لگ چکی اور جو فحش غلطی کرے۔ ۲۔ کسی اصل عام کے تحت داخل ہو، پس اس سے وہ من گھڑت روایات نکل گئیں جن کی کوئی اصل سرے سے ہی نہیں۔ ۳۔ اس پر عمل کرتے وقت اس کے ثبوت کا عقیدہ نہ رکھتے تاکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی ایسی بات کی نسبت نہ ہو جائے جو فی الواقع آپ نے فرمائی نہیں۔ الخ۔“

حافظ سخاوی کہتے ہیں میں کہتا ہوں، امام احمد بن حنبل سے منقول ہے کہ وہ جب کوئی دوسری نہ ملے تو ضعیف حدیث پر عمل کرتے تھے بشرطیکہ وہاں کوئی معارض نہ ہو، ان سے مروی ہے کہ گو لوں کی رائے سے ضعیف حدیث مجھے زیادہ محبوب ہے اسی طرح ابن حزم نے لکھا ہے کہ تمام حنفیہ اس بات پر متفق ہیں کہ امام ابو حنیفہ کے نزد میں حدیث ضعیف پر عمل کرنا رائے اور قیاس سے بہتر ہے۔ امام احمد بن حنبل سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص کو شہر میں ایک محدث اور ایک صاحب رائے شخص ملا لیکن محدث کا حال یہ ہے کہ اس کو صحیح و سقیم روایتیں امتیاز کرنا بھی نہیں آتا، اب وہ شخص محدث سے مسئلہ پوچھے یا صاحب رائے سے؟ انہوں نے فرمایا صاحب رائے سے نہ پوچھے، محدث سے پوچھے۔

ابن عبد اللہ ابن مندہ نے ابو داؤد صاحب السنن سے جو امام احمد کے شاگرد ہیں سے میں نقل کیا کہ وہ (ابو داؤد) جب کسی مسئلہ میں قوی روایت نہ پائیں تو ضعیف روایت بھی نقل کر دیتے ہیں اور ان کے نزدیک ایسی روایت گوگوں کی رائے سے

زیادہ قوی ہے، پس نتیجہ یہ نکلا کہ حدیث ضعیف میں تین مذہب ہیں :-

- ۱۔ اس پر بالکل عمل نہیں کیا جائے گا۔
- ۲۔ اس پر مطلقاً عمل کیا جائے گا جب کہ اس مسئلہ میں دوسری کوئی روایت نہیں
- ۳۔ تیسرا مذہب جمہور کا ہے کہ فضائل میں اس پر عمل جائے گا، احکام میں نہیں جیسا کہ یہ بات شرائط کے ہر اد پہلے ذکر ہو چکی ہے، رہی موضوع روایت، سو اس پر کسی صوت بھی عمل کرنا یا روایت کرنا جائز نہیں، جہاں بھی اسے نقل کیا جائے ساتھ ہی اس کا موضوع ہونا بھی واضح کر دیا جائے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:-
مَنْ حَدَّثَ عَنِّي بِحَدِيثٍ مِثْرِي أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ
أَحَدُ الْكَاذِبِينَ۔

ترجمہ :- ”جو شخص مجھ سے کوئی ایسی حدیث بیان کرے جو اس کی رائے میں جھوٹی ہے تو دو میں سے ایک جھوٹا وہ بھی ہے“

اس کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اس جملہ میں اس شخص کے لئے کافی وعید شدید موجود ہے جو ایسی حدیث بیان کرے جسے وہ جھوٹا سمجھتا ہے چہ جائیکہ روایت موضوع ثابت ہو اور وہ اسکی تصریح نہ کرے۔ پھر سخاوی نقل کرتے ہیں کہ علامہ ابن الصلاح رحمہ اللہ نے (مقدمہ میں) صحیح کی تعریف کرنے کے بعد فرمایا: ”جب محدثین کرام یہ فرمائیں کہ یہ حدیث صحیح ہے تو اس کا معنی یہ ہونا ہے کہ اس کی سند باقی اوصاف مذکورہ کے ساتھ ساتھ متصل بھی ہے اس کی شرائط میں سے یہ شرط نہیں کہ نفس الامر میں بھی وہ قطعی الثبوت ہو فرماتے ہیں: ”لیونہی جب محدثین کرام کہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں تو یہ اس بات کی قطعیت نہیں کہ وہ نفس الامر میں ہے ہی جھوٹا۔ اس لئے کہ کبھی حدیث نفس الامر میں سچی ہوتی ہے اس سے مراد صرف یہ ہوتی ہے کہ اسکی

سند شرط مذکور کی رو سے صحیح نہیں، واللہ اعلم؛

جیسا کہ امام نووی نے بھی فرمایا ہے، جس شخص کو کوئی فضائل اعمال کی روایت پہنچے، اسے اس پر چلے ہے ایک ہی مرتبہ ہو عمل کرنا چاہئے تاکہ اس کی فضیلت کا مستحق ہو جائے، بالکل ہی ترک نہ کرے باسانی جتنا ہو سکے عمل کرے کیونکہ حضور علیہ السلام کا متفق علیہ صحیح فرمان ہے: ”جس چیز کا تمہیں حکم دوں، اس پر جہاں تک ہو سکے عمل کرو اور الخ۔“ حافظ سخاوی نے ایک مقام پر حسن بن عرفہ سے ان کی سند کے ساتھ ابو سلمہ،

جابر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

”جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی شے پہنچی جس میں فضیلت تھی، اس نے اسے اس امید پر قبول کر لیا کہ ثواب ملے گا، تو اللہ تعالیٰ اجر دے گا اگرچہ

فی الواقع ایسا نہ بھی ہو۔“

اس حدیث کے کئی شواہد ہیں۔ اس کتاب کا جامع (علامہ نہہانی) کہتا ہے کہ اس باب میں درود شریف کی فضیلت سے متعلق جتنی روایات ذکر کی گئی ہیں ان میں ان روایات کا ذکر نہیں کیا لیکن کے بارے میں حافظ سخاوی نے موضوع باخت ضعیف ہو کا ذکر کیا ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

اشہاب الرملی کے فتاویٰ میں ہے کہ ان سے اس بارے میں سوال کیا گیا کہ فضائل کے بارے میں حدیث ضعیف پر بھی عمل کیا جائے گا، کیا اس کا معنی یہ ہے کہ حدیث ضعیف سے حکم ثابت ہو سکتا ہے؟ اگر کو اس کا یہی مطلب ہے تو ابن دقیق العید کے اس قول کا کیا جواب ہو گا؟ انہوں نے حدیث ضعیف پر عمل کرنے کی شرط پر کلام کرتے ہوئے کہا کہ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس سے حکم بھی ثابت ہو سکے۔ انہوں نے جواب دیا کہ امام نووی نے اپنی متعدد تصانیف میں بیان کیا ہے کہ محدثین کا اس بات پر اجماع ہے

کہ فضائل وغیرہ کے باب میں بالخصوص ضعیف حدیث پر عمل کیا جائے گا اور ابن عبد البر نے کہا کہ فضائل سے متعلق حدیثوں میں کسی حجت کی ضرورت نہیں، اور حاکم نے کہا کہ میں نے ابو ذر یا الغبری کو یہ کہتے سنا کہ جو حدیث حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہ کرے اور کسی حکم کو واجب نہ کرے اور اس میں ترغیب یا ترہیب کا ذکر ہو، اس سے چشم پوشی کی جائے گی اور اس کی روایت کرنے میں نرمی برتی جائے گی یہی نے مدخل میں ابن ہدی کا قول نقل کیا ہے کہ جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حلال و حرام اور احکام سے متعلق روایت کرتے ہیں تو سند میں سختی کرتے اور راویوں پر تنقید کرتے ہیں اور جب فضائل، ثواب اور عقاب کے بارے میں روایت کریں تو سندوں میں نرمی اور راویوں کے بارے میں تسامح کرتے ہیں۔

امام احمد المیمونی سے ضعیف حدیثیں روایت کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ہم اس سلسلہ میں نرمی برت سکتے ہیں یہاں تک کہ کوئی ایسی روایت آجائے جس میں حکم آجائے (تو پھر نرمی نہیں برتیں گے) اور عیاش کی ابن اسحاق سے روایت کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس شخص سے ہم معارضی وغیرہ کی حدیثیں روایات لکھ لیتے ہیں اور جب حرام و حلال کی بات آجائے تو پھر ہم کو اتنی قوم چاہئے اور دونوں ہاتھ کی جائے چار انگلیوں کی مٹھی بند کی، اس سے معلوم ہوا کہ ابن دینق العید کا کلام کلام ائمہ کے مطابق ہے جو فضائل اعمال کے بارے میں ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ فضائل اعمال سے مراد ترغیب ترہیب اور ان سے متعلق قصص وغیرہ ہیں۔ شبابِ رملی کی عبارت ختم ہوئی۔

تیسرا باب

انوالہ اسباب علیہم السلام وعلیٰ ہذا علیہ السلام پر دو صحیح کی فضیلت کے بیان میں

سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے

موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی ”بے شک میں نے تمہارے اندر دس ہزار (کے برابر) قوت سماعت پیدا کی یہاں تک کہ تمہارے میرا کلام سنا اور دس ہزار (کے برابر) زبان دی یہاں تک کہ تمہارے مجھے جواب دیا اور تم مجھے سب سے بڑھ کر محبوب اور قریب ترین اس وقت ہو گے جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیج گئے۔“ اسے ابوالقاسم القشیری نے رسالہ میں بیان کیا ہے اور شفا رالاستقام میں حافظ ابو نعیم کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ”ایک خبر میں یہ بات آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی، اسے موسیٰ! اگر زمین میں میری حمد کرنے والے نہ ہوتے تو میں نہ آسمان سے قطرہ اتارتا، نہ زمین سے دانہ اگانا، اور بہت سی اشیاء کا ذکر فرمایا یہاں تک کہ فرمایا، موسیٰ! کیا چاہتے ہو کہ میں اس سے بڑھ کر تمہارے قریب ہو جاؤں جتنا تمہارا کلام تمہاری زبان سے، اور تمہارے دلی و سوسے تمہارے دل سے اور تمہاری روح تمہارے بدن سے اور تمہارا نور نظر آنکھ سے قریب ہے، عرض کیا جی ہاں یارب! فرمایا، تو میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجو“

اس کو حافظ سخاوی اور دلائل الخیرات کے شارحین نے اسی طرح نقل کیا ہے۔
مسائل الخفاء وغیرہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ موسیٰ! چاہتے ہو کہ قیامت کی پیاس سے محفوظ رہو؟ عرض کیا الہی ہاں، فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجو“ اس کو ابوالقاسم القشیری نے اپنی ترمذی میں کعب احبار سے روایت کیا۔ حافظ سخاوی فرماتے ہیں بعض خبروں میں بیان کیا جاتا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے اپنے اوپر ظلم کیا تھا، جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اسے پھینک دیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ اسے غسل بھی دیں اور اس کا جنازہ بھی پڑھیں کہ میں نے اس کو بخش دیا ہے۔ عرض کیا الہی! کس سبب سے؟ فرمایا۔ اس نے ایک دن تورات کھولی اس

میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی پایا، اس نے آپ پر درود بھیجا، میں نے اس کے بدلے اسے بخش دیا۔

ابو محمد جبر نے اپنی کتاب "الملاذ والاغتصام" میں کہا، یہ بھی مروی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے دریا عبور کرتے وقت دس مرتبہ اپنا عصا دریا پر مارا لیکن دریا نہ پھٹا پس اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر درود بھیجو، پس انہوں نے درود بھیجا اور دریا کو مارا تو دریا پھٹ گیا۔

کہتے ہیں یہ بھی مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور انہوں نے آنکھیں کھولیں تو سر پر وہ عرش پر اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا دیکھا، عرض کیا اے رب! کیا مجھ سے بڑھ کر بھی تیری بارگاہ میں کوئی معزز ہے؟ فرمایا ہاں! یہ نام تیری اولاد میں سے ایک نبی کا ہے جو تجھ سے بڑھ کر میرے ہاں معزز ہیں، اگر وہ نہ ہوتے تو میں نہ آسمانوں کو پیدا کرتا نہ زمین کو، نہ جنت کو نہ جہنم کو۔ پھر جب اللہ سبحانہ نے ان کی پسلی سے حوا کو پیدا کیا تو آدم علیہ السلام نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو ایک ایسی مخلوق کو دیکھا جس کے مشابہ کوئی مخلوق نہ تھی، اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام میں قوت شہوہ بھی پیدا کی تھی، انہوں نے عرض کیا الہی! یہ کون ہے؟ فرمایا حوا! عرض کیا ان کو میرا جوڑا بنا دیجئے۔ فرمایا تو اس کا مہر ادا کرو، عرض کیا ان کا مہر کیا ہے؟ فرمایا، اس نام والے پر دس مرتبہ درود بھیجا۔ عرض کیا، اگر میں نے ایسا کر لیا تو میرا جوڑا بن جائے گی؟ فرمایا ہاں! فرمایا کہ آدم علیہ السلام نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر دس مرتبہ درود بھیجا، یہ تھا مہر حضرت حوا رضی اللہ عنہا۔

اس کو صاحب الشرف نے روایت کیا۔ فرمایا کتاب الشرف کے علاوہ حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت ہے "جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور ان میں روح پھونکی تو انہوں نے آنکھیں کھولیں تو جنت کے

دروازے پر لکھا دیکھا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ عرض کیا اَللّٰہی! کیا مجھ سے بڑھ کر بھی کسی محترم و مکرم کو پیدا فرمائے گا؟ فرمایا ہاں! اُسے آدم، تیری اولاد میں سے ایک نبی ہوں گے۔ انہی کی وجہ سے میں نے جنت و جہنم پیدا کئے۔ پھر جب اللہ نے حوا کو پیدا فرمایا اور آدم علیہ السلام نے ایسی مخلوق دیکھی جو سب سے نرالی تھی اور انہیں شہوت رکھی، عرض کیا اَللّٰہی! یہ کیا ہے؟ فرمایا حوا، عرض کیا اَللّٰہی! اس کو میرا جوڑا بنا دے۔ فرمایا، مہر لاؤ! عرض کیا اس کا مہر کیا ہے؟ فرمایا، اس نام والے پر توں مرتبہ درود بھیجو! عرض کیا اے رب! اگر میں نے ایسا کیا تو میرا جوڑا بنا دے گا؟ فرمایا ہاں! پس انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر دس مرتبہ درود بھیجا اور یہی مہر تھا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا اس سے زیادہ گناہوں کو مٹاتا ہے جتنا پانی آگ کو، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنا سلام اُزا د کرنے سے افضل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جان قربان کرنے سے افضل ہے یا فرمایا فی سبیل اللہ تلوار چلانے سے۔

اس کو انیمہ جی اور ابن شکوال نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے موقوف فرمایا کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جمعہ کے دن سو مرتبہ درود بھیجے، قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے سوا ایسا نور ہو گا کہ اگر ساری مخلوق میں تقسیم کیا جائے تو سب کو کافی ہو۔ اس کو ابونعیم نے علیہ میں ذکر کیا۔

ابو محمد جبر و غیرہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ اگر مجھے ذکر خدا کے بھول جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو قرب خدا صرف درود مصطفیٰ کے ذریعہ حاصل کرتا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم! حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا، اپنی مجلسوں کو نبی صلی اللہ

علیہ وسلم پر درود سے زینت دو۔“ اس کو النعمیری نے ذکر کیا اور ابو محمد حبر نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے، ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہی جنت کا راستہ ہے“ اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”جو نماز میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجے اس کی کوئی نماز نہیں“ آپ نے زید بن وہب سے فرمایا اے زید! جب جمعہ کا دن ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک ہزار مرتبہ درود پڑھنا مت چھوڑو، یوں پڑھو۔
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأَوْفَى

اس کو التیمی نے ترغیب میں بیان کیا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا اس شخص کو، اس کے بیٹے کو اور اس کے پوتے کو اپنے دامن میں لے لیتا ہے، اس کو ابن بشکوال نے روایت کیا۔

ابو محمد حبر نے ابو سعید سے نقل کیا کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے یہ فرمان لکھا ”جمعہ کے دن علم پھیلاؤ، بے شک علم کی آفت بھلا دینا ہے اور جمعہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت درود بھیجنا عبادت ہے“ اس کو التیمی نے اپنی ترغیب میں اور النعمیری اور ابن بشکوال نے روایت کیا۔

ابو القاسم التیمی نے بھی ترغیب میں حضرت علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم سے روایت کیا، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنا اہل سنت کی علامت ہے۔
 مجد الدین فیروز آبادی نقوی نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جمعرات کے دن عصر کے وقت اللہ تعالیٰ فرشتوں کو آسمان سے زمین کی طرف اتارتا ہے ان کے ہمراہ چاندی کے صحیفے اور ہاتھوں میں سونے کے قلم ہوتے ہیں، اس دن، اس رات اور اگلے دن غروب آفتاب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف لکھتے رہتے ہیں۔“

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ آدمی اپنے خطبہ اور ہر امر مطلوب سے پہلے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی حمد و ثناء اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے اور کتاب الام میں فرمایا: میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ آدمی ہر حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجے۔

ابو محمد جبر نے عبد اللہ بن عیسیٰ کا قول نقل کیا ہے کہ کہا جاتا ہے: ”جس نے قرآن پڑھا، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا اور دعائیں مانگی تو یقیناً اس نے ہر مقام سے بھلائی سمیٹ لی۔“ اس کی نسبت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف کی گئی ہے۔
القول البدیع میں ابو غسان کا یہ قول نقل فرمایا کہ ”جو شخص دن میں ایک سو مرتبہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے وہ اس آدمی کی طرح ہے جو مدت دراز تک رات دن عبادت میں مصروف رہا۔“

ابن النعمان نے کہا: اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ نبی علیہ السلام پر درود بھیجنا تمام اعمال سے افضل ہے اور ایسی سے آدمی دنیا و آخرت کی کامرانی حاصل کر سکتا ہے۔
الحلیبی نے کتاب شعب الایمان میں فرمایا کہ نبی علیہ السلام کی تعظیم ایمان کا حصہ ہے اور اس بات کو ثابت کیا تعظیم کا درجہ محبت سے بلند ہے، پھر فرمایا: ہم پر فرض ہے کہ آپ سے محبت کریں، اپنی بزرگی مانیں، آپ کی عظمت کریں، اس سے بہت زیادہ جو کوئی غلام اپنے تاقی، اور کوئی بیٹا اپنے باپ کی کرتا ہے، فرمایا: یہی قرآن کا شمار ہے اور اسی کا حکم بار بار کتاب اللہ نے دیا ہے، اس کے بعد آیات واحاد اور صحابہ کرام کا حضور سے بڑا ذکر کیا جو آپ کی ہر حال اور ہر طریقہ سے کامل تعظیم اور بزرگی کے بین ثبوت ہیں، پھر فرمایا: یہ حال تو ان لوگوں کا تھا جن کو آپ کا دیدار نصیب ہوا۔ رہی آج کی بات، تو آپ کی تعظیم کی ایک صوت یہ ہے کہ جب بھی حضور کا ذکر کیا جائے۔ آپ پر درود و سلام پڑھا جائے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:-

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

ترجمہ: ”بلکہ اللہ اور اس کے فرشتے اس نبی کی خبریں دینے والے ہیں، پروردگار بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور توبہ و سلام“
اللہ تعالیٰ نے پہلے خبر دی کہ فرشتے بھی آپ پر درود بھیجتے ہیں، پھر بندوں کو حکم دیا کہ وہ بھی آپ پر درود و سلام بھیجیں، ان کو خبردار کرنے کے لئے، کہ فرشتے آپ کی تعریف کے پابند نہیں اس کے باوجود وہ انھن پر درود و سلام بھیج کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں پس ہم تو اس کے زیادہ مستحق، لائق اور حق دار ہیں۔“

عارف صاوی نے اپنے حاشیہ جلالین (تفسیر صاوی) میں فرمایا:-
”جان لیجئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے کے وجوب پر تمام علماء متفق ہیں، تعین واجب میں اختلاف کے بعد فرمایا، الحاصل نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا بغیر کسی مرشد و وسیلہ کے اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے کیونکہ اس میں شیخ و سند خود صاحب درود ہیں اس لئے کہ درود تشریف آپ پر ہی پیش کیا جاتا ہے اور بھیجنے والے پر اللہ تعالیٰ درود بھیجتا ہے بخلاف دوسرے اذکار کے کہ اگر ان میں کسی شیخ و مرشد کا وسیلہ نہ لیا جائے تو شیطان دخل انداز ہوتا ہے اور پڑھنے والے کو فائدہ نہیں ہوتا۔“

الحلیبی نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے سے مفقود اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل پیرا ہو کر اس کا قرب حاصل کرتا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر جو حق ہے اس کو ادا کرتا ہے۔

الغزبن عبد السلام نے کہا، ”ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا آپ کے لئے ہمارا شفاعت کرنا نہیں کیونکہ ہم جیسے ایسی با عظمت مہستی کی شفاعت کرنے کے قابل ہی

نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس ذات کا احسان ادا کرنے کا حکم دیا ہے جس نے ہم پر احسان و انعام فرمایا ہے، اب اگر ہم اس سے عاجز ہیں تو اس کے عوض ہم آپ کے لئے دعا کرتے ہیں چونکہ ہم اس عوض کو ادا کرنے سے عاجز تھے اور اللہ تعالیٰ کو ہمارے عجز کا علم تھا اس لئے اس نے ہماری رہنمائی فرمائی اور ہم کو آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا تاکہ ہمارا آپ پر درود و سلام بھیجنا آپ کے فضل و احسان کا عوض ہو جائے اس لئے کہ حضور کے احسان سے بڑھ کر کوئی احسان نہیں۔“

ابو محمد المرجانی نے کہا تیرے درود و سلام کا فائدہ چونکہ لوٹ کر تجھے ہی ہوتا ہے لہذا تیرا حضور پر درود پڑھنا درحقیقت اپنے لئے دے دے خیر کرنا ہے۔“

ابن العربی نے فرمایا حضور پر درود پڑھنے کا فائدہ اس شخص کی طرف لوٹتا ہے جو درود بھیجتا ہے، کیونکہ یہ اس کے صحیح العقیدہ ہونے، خلوص نیت، اطہار محبت، آپ کی دائمی اطاعت اور آپ کے وسیلہ جلیبہ کے احترام کی دلیل ہے۔“

حافظ سخاوی نے بعض علماء کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ایمان کے سب سے بڑے مدارج میں سے یہ بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی بنا پر، آپ کے حقوق ادا کرتے ہوئے اور آپ کی توقیر و تعظیم کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ پر درود و سلام بھیجا جائے اور اس پر مواظبت کی جائے تو یہ بھی آپ کا شکر ادا کرنا ہے اور آپ کا شکر ادا کرنا واجب ہے کہ آپ ہی کے صدقے ہم پر انعام و اکرام کی بارش ہوگی آپ ہی جہنم سے ہماری نجات اور جنت میں داخل ہونے کا سبب ہیں، آپ ہی کے طفیل ہم باسانی فوز و فلاح سے ہمکنار اور ہر قسم کی سعادت کے منور اور ہو سکتے ہیں، آپ ہی کے ذریعہ ہم بلند و بالا مراتب و مناقب تک بلاروک و ٹوک پہنچ سکتے ہیں۔۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ
أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ

وَالْحِكْمَةُ قَدِ اسْتَكْبَرَتْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَسِيَفِي
صَلَّى مُبِينٍ

ترجمہ: یقیناً اللہ نے اہل ایمان پر احسانِ عظیم کیا جب ان میں انہی میں سے
ایک ایسا رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں طے کرے اور ان کو پاک صاف کرتا
اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ وہ لوگ اس سے پہلے
کھلی گمراہی میں تھے۔

افلیشی نے کہا: جن پر اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے درود بھیجیں اور جن کو
اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں قربتِ عظیمہ سے مخصوص کرے، ان پر درود بھیجنے
سے بڑھ کر کون سا علم بلند مرتبہ، کو لسا و سیدہ زیادہ مستحق شفاعت اور کونسا عمل زیادہ
منفید ہو سکتا ہے؟ پس آپ پر درود بھیجنا سب سے بڑا نور ہے اور یہی وہ سودا
ہے جس میں نقصان نہیں، اور یہی اولیاء اللہ کا صبح و شام کا وظیفہ ہے پس اپنے
نبی پر ہمیشہ درود پڑھتے رہو اسی سے تم اپنی گمراہیوں کو پاک ہو گے، اسی سے تمہارا
عمل درست ہو گا اور اسی سے تمہاری آرزو پوری ہوگی، اسی سے تمہارے دل
کا نور ضیا بار ہو گا اور اسی سے تم اپنے رب کی رضا مندی حاصل کر سکو گے، اسی
سے خوف و ہراس کے دن (قیامت) کی دہشت سے مامون ہو گے، اللہ تعالیٰ
آپ پر اسی طرح سکوة و سلام نازل فرمائے جیسے اس نے آپ کو رسالت و خلعت
سے نوازا، اور آپ کو وہ کچھ سکھا دیا جو آپ نہیں جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے
حافظ سخاوی نے کہا: عراقی نے کہا، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر درود بھیجنے
والے پر صرف یہی نہیں کیا کہ ایک درود بھیجنے والے پر دس مرتبہ رحمت نازل فرما
بلکہ اس پر یہ اضافہ فرمایا کہ اس کے دس مرتبہ بلند فرمائے اور اس کے دس گنا
بھی درگزر فرمائیے جیسا کہ حدیث انس میں آتا ہے اور اس پر یہ اضافہ بھی کیا کہ

اس کو دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔

ان احادیث میں اس عبادت کے شرف پر دلالت ہے کہ اللہ تعالیٰ درود بھیجنے والے پر چند در چند رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اس کی نیکیاں بڑھانا اور برائیاں مٹانا ہے، اس کے درجات بلند فرماتا، اور گنہگاروں کو آزاد کرنے کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ پس سید السادات اور منبع السعادات پر کثرت سے درود بھیجو کہ یہی خوشیاں پلنے کا وسیلہ اور بیش بہا انعام و اکرام پلنے اور مصائب و آلام کی روک تھام کا ذریعہ ہے۔ تم حضور پر ایک مرتبہ جو درود بھیجتے ہو اس کے عوض تم پر آسمانوں اور زمین کا مالک دس مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ دس خطائیں معاف فرماتا اور دس وجہ بلند فرماتا ہے اور معزز فرشتے تجھ پر دارالمقام جنت میں رحمت بھیجتے ہیں۔ مسلی اللہ علیہ وسلم تسلیما کثیراً الخ۔

علامہ قسطلانی نے فرمایا حضور علیہ السلام پر درود بھیجنا اوقات و مقامات کے اختلاف کے ساتھ تمام عبادات میں جائز ہے۔ جمعہ، جماعت، خطبات اور نمازیں، دیگر تصرفات، یہاں تک کہ معاملات، خرید و فروخت، عقد نکاح میں بھی، خصوصاً سلوک میں افکار و دعوات کے اوقات میں کہ اسی سے ان کو شرف قبولیت حاصل ہو سکتا ہے۔

امام شافعی نے سلف صالحین کے اخلاق پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے تنبیہ المغترین اس میں فرماتے ہیں سلف صالحین کے اخلاق میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے سے کسی مجلس میں غافل نہیں ہوتے حضور علیہ السلام کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے کہ جو قوم کسی مجلس میں بیٹھے، نہ تو وہاں اللہ کا ذکر کرے اور نہ اس کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، قیامت کے دن اس پر ذلت و نحوست

مسلط ہوگی، اسی طرح آپ نے اپنی کتاب لواقح الانوار القدسیہ فی بیان العہود السعدیہ میں فرمایا، یہی وہ عظیم الشان عہد ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہم سے لیا گیا ہے کہ ہم رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر پانچ دن کثرت سے درود و سلام بھیجیں اور ہم اپنے بھائیوں کے سامنے اس کا اجر و ثواب بیان کریں اور آپ کی محبت کے اظہار کے پیش نظر ان کو اس میں کامل ترغیب دیں اور ان سے یہ بھی کہیں کہ روز و شب، صبح و شام ایک ہزار سے دس ہزار تک درود و سلام بھیجیں، یہ سب سے افضل عمل ہے، اگرچہ صحت درود کے لئے طہارت اس طرح شرط نہیں جس طرح نماز کے لئے شرط ہے، تاہم درود بھیجنے والے کو طہارت اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضری کا تصور ہونا چاہئے کیونکہ یہ بھی حق تعالیٰ سے بندے کی ایسی ہی مناجات ہے جس طرح رکوع و سجود والی نماز، درود بھیجنے والا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ قرب میں پہنچ کر اس سے سوال کرتا ہے کہ وہ ذات آپ اپنے نبی پر درود بھیجے اگرچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فضل و شرف اعلیٰ ہے کیونکہ وہی تو ہیں جنہوں نے درود بھیجنے کو مسنون قرار دیا تا کہ درود بھیجنے والے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت حاصل ہو پس جو شخص ہمارے بیان کئے ہوئے طریقہ پر مداومت کرے گا، اجر عظیم کا مستحق ٹھہرے گا اور یہی اعلیٰ ترین ذریعہ ہے قرب رسول حاصل کرنے کا موجودات میں کوئی ایسا نہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں اس طرح ربط و تعلق قائم فرمایا ہو جس طرح حضور سے قائم فرمایا، پس جس کسی نے بھی صدق دل، محبت اور خلوص نیت سے آپ کی خدمت کی۔ اس کے سامنے بڑے بڑے شہ زوروں کی گردنیں جھک گئیں اور تمام مسلمانوں نے اس کی تعظیم و تکریم کی۔ دنیا میں ویکہ لو جو شخص دنیاوی بادشاہوں کا مقرب ہو جائے، تمام لوگ اس کی تعظیم کرتے ہیں اور جو اپنے آقا کی خدمت کرے، تمام لوگ غلام اس کی خدمت کرتے ہیں، یہی طریقہ تھا ہمارے قائد اور شیخ، شیخ نور الدین الشافعی

کا۔ شونی ایک شہر ہے جو ہمارے سید احمد البیہی رضی اللہ عنہ کے شہر کے پاس ہے۔
الشونی اسی کی طرف منسوب ہے۔ عارف باللہ شیخ احمد الزواوی مدفون و منہور جو کہ
 بحیرہ کے مضافات میں سے ہے، کا بھی یہی طریقہ تھا۔ شیخ نور الدین الشونی کا روزانہ
 دس ہزار مرتبہ درود پڑھنا اور دتھا اور شیخ احمد الزواوی کا روزانہ چالیس ہزار درود تھا۔
 الشعلی نے کتاب العرائس میں یہ حکایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق
 کو وقاف کے اس طرف رہتی ہے، ان کی تعداد اللہ ہی بہتر جانتا ہے، انکی عبادت
 صرف یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے ہیں۔

سیدی ابوالعباس الفیجانی نے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِنَا عَلَیْهِ مِفْتَاحًا
 الہی! حضور علیہ السلام پر ہمارا درود چابی بنا دے کی شرح میں فرمایا: درود پڑھنے
 والا اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ ان کا پڑھا ہوا درود چابی بن جائے، کس کیلئے؟
 غیوب، معارف، انوار اور اسرار کے بند دروازوں کے لئے، جب اس میدان کی
 چابی خود حضور کی ذات مقدسہ ہے تو اس حیثیت سے آپ درود و سلام کے زیادہ
 مستحق ٹھہرے جو اس فریضہ سے الگ رہا اور اس راہ پر چلنے والے تمام مسلمانوں
 سے کٹ گیا تو وہ کٹ ہی گیا، اور دھتکارا گیا اور اس کی قسمت میں قرب خداوندی نہیں
 کتاب جواہر المعانی کی عبارت ختم ہوئی۔

اسی کتاب میں لکھا ہے کہ شیخ ابوالعباس مذکور نے ایک طالب علم کے
 نام لکھا، بسم اللہ اور الحمد للہ کے بعد، میں جس چیز کی تجھے نصیحت و وصیت کرتا ہوں
 وہ یہ ہے کہ صفائے قلب کے ساتھ ظاہر و باطن ہر حال میں رب تعالیٰ کے حکم کی
 مخالفت سے بچتے رہنا اور دل سے اس کی طرف متوجہ رہنا اور ہر حال میں اس کے
 حکم پر راضی رہنا۔ بہر صورت اس کی تقدیر پر صبر کرتے رہنا، ان تمام امور میں بقدر استطاعت
 حضور قلب کے ساتھ بکثرت اللہ کا ذکر کرنا اور اس سے مدد چاہنا جن امور کی میں

نے تجھے وصیت کی ہے ان میں وہ تیری مدد فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑھ کر فائدہ مند ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حضور قلب کے ساتھ درود بھیجنا ہے، بلاشبہ یہ ذیوی و اخروی تمام مقاصد کے حصول کا ضامن اور تمام مشکلات کا حل ہے اور جو شخص اس پر عمل کرے گا، وہی اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑھ کر برگزیدہ ہوگا۔ الخ

ایک دوسرے خط میں تمام مسلمان بھائیوں سے وہ جہاں بھی ہوں مخاطب ہیں، آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ حصول تقویٰ بہت مشکل ہے اور جو کوئی ہاتھ سے اس کی لگام کھینچتا ہے، یہ اور دور ہوتا ہے ہمیں اس کے آگے پست ہو جاتی ہیں پس شاذ و نادر ہی کوئی اس کی اصل اور لگام تک پہنچ سکتا ہے کیونکہ قلوب و نفوس مکمل طور پر اللہ تعالیٰ اور اس کے احکام سے روگرداں ہو چکے ہیں اور احوال بشریہ میں اس طرح پھنس چکے ہیں کہ اب ان سے بچ نکلنا دشوار ہے اور یہ حال عصر حاضر میں ان تمام لوگوں کا ہے جو رستے زمین پر بستے ہیں، ہاں! کوئی شاذ و نادر ایسا بندہ خدا ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے بچالیا ہو تو یہ دوسری بات ہے، ہم نے جس صورت حال کا ذکر کیا ہے اس کا سبب آتش خوف و فتن کا بھڑکنا اور بھر مصاب و مشکلات کا موجزن ہونا ہے جس میں لوگ پوری طرح غرق ہو چکے ہیں۔ انسان کی حالت یہ ہو چکی ہے کہ جب وعائیں مانگ مانگ کر ایک مصیبت سے نجات پاتا ہے تو کسی اور مصیبتوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ اسی صورت حال کے بارے میں کہا گیا کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جب مصاب و فتن کے پے درپے سیلاب آئیں گے، کوئی دعا فائدہ نہ دے گی سوائے اس دعا کے جو ڈوبنے والے کی دعا کی طرح ہو تم کو چاہیے کہ حوّنجات بخشنے والی چیز ہم بتائیں اس پر سختی سے کار بند ہو جاؤ، یہی اس آگ کو بجھائے گی اور وہ ہے کثرت استغفار اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا

اور صرف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا ذکر کرنا اور صرف لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ
سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ کا ذکر کرنا اور یوں کہنا
حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ جتنا زیادہ ان کا ذکر کرے گا، اتنے
ہی زیادہ اس سے مصائب، شرور اور بوجھ دور رہیں گے اور جتنا کم کرے گا
اتنے ہی کم الخ۔

اقول البدیع میں فرمایا جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کا ذکر اپنے ذکر
سے عطا کیا ہے شہادتین میں آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرمایا اور آپ کی محبت
کو اپنی محبت قرار دیا ہے، اسی طرح آپ پر درود بھیجنے کے ثواب کو اپنے ذکر کے
ساتھ ملا دیا ہے، پس جس طرح اس نے فرمایا: اذْكُرْ ذِيكَ اذْكُرْكُمْ
تم مجھے یاد کرو! میں تم کو یاد رکھوں گا اور فرمایا: جب میل بندہ مجھے دل میں یاد کرے،
میں بھی دل میں اس کو یاد کرتا ہوں اور جب محفل میں مجھے یاد کرے تو میں اس سے
بہتر محفل میں اس کو یاد کرتا ہوں؛ جیسا کہ حدیث صحیح میں آیا ہے، ایسا ہی اس نے
ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بھی کیا کہ بندہ جو ایک مرتبہ حضور پر درود بھیجے
وہ اس کو باری طور قبول فرماتا ہے کہ پڑھنے والے پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے۔
یونہی جو شخص حضور علیہ السلام پر ایک مرتبہ سلام بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ سلام
بھیجتا ہے، پس اسی کے لئے سب تعریف و تفضل ہے۔

الدر المنثور میں یہ عبارت نقل کرنے کے بعد فرمایا: یہ عبارت بھی ذرا اضلف
کے ساتھ اقوال البدیع کی ہے، اسی سے اس سوال کا جواب بھی معلوم ہو گیا جو
اس مقام پر کیا جاتا ہے کہ جی نہ سچی کا دس گنا ثواب دیا ہے، سے ثابت ہے پس
حضور علیہ السلام پر درود پڑھنے میں کوئی خاص فضیلت نہیں۔ اس کی وضاحت
یہ ہے کہ درود شریف میں ایک خاص فضیلت موجود ہے۔ وہ یہ کہ اس کے عوض

جنت میں دس درجے بڑھتے ہیں اور یہ ہیں جو ایک درود کے بدلہ میں اللہ کی طرف سے دس بڑھنے والے کو ملتی ہیں، اور اللہ کا ایک مرتبہ بندے پر درود بھیجنا پانچ گنا بڑھنے سے افضل ہے، علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے اسی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اس کے ساتھ دس درجے بلند ہونا اور دس گنا ہٹا دینا اور دس نیکیاں لکھی جانا اور دس غلام آزاد کرنے کے مساوی ٹھہرانا بھی ملا دیا ہے۔ پس اس عبادت کا ثمرت عظمت اور دونا دون بڑھنے کا امتیاز دیکھو شاید یہ غور و فکر بہتیں بکثرت درود و سلام پڑھنے کا شوق و لاد سے اور تم دنیا و آخرت کی کامرانیوں سے ہمکنار ہو سکو اور اللہ تعالیٰ کے اپنے بندے پر درود بھیجنے کی نشانی یہ ہے کہ اس کو نور ایمان سے فریق اور زبرد تو فنی سے آراستہ فرماتا ہے، اس کے سر پر صداقت کا تاج رکھتا ہے اور اس کے نفس سے خواہشات و ارادت باطلہ کو ختم کر دیتا ہے اور اس کے عوض اس کی قسمت میں اپنی رضا مندی لکھ دیتا ہے۔

اسید احمد دحلان نے اپنی کتاب تقریب الاصول میں ابن عطاء اللہ کا یہ قول نقل فرمایا:-

”جو شخص کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے، اللہ کا لطف اس سے کبھی جدا نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ اس کو غیر کا محتاج نہیں رکھتا پس جس شخص کی نماز و زورہ فوت ہو جائیں، اس کو کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا چاہئے، فرمان نبوی ہے، جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہے۔“

پس اگر کوئی شخص عمر بھر تمام عبادات بجالاتا رہے، پھر حضور علیہ السلام پر ایک مرتبہ درود بھیجے تو اس کا ایک مرتبہ درود بھیجنا عمر بھر کی نیکیوں سے بڑھ جائیگا۔

اس لئے کہ تم حضور پر اپنی طاقت کے مطابق درود بھیجو گے اور اللہ تعالیٰ تم پر اپنی ربوبیت کے مطابق رحمت نازل کرے گا کہ عطیہ قدرت کے مطابق ہوتا ہے۔ یہ تو اس وقت ہے جب اللہ تعالیٰ ایک مرتبہ رحمت بھیجے جب ایک کے عوض دس مرتبہ رحمت بھیجے تو اس کی کیا شان ہوگی؟ کتنی حسین زندگی ہے اس آدمی کی جو اللہ کی اطاعت میں اس کی یاد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام میں وقت گزار دے الخ۔

اسی کتاب میں ایک دوسرے مقام پر سیّدی ابوالحسن الشافعی رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل فرمایا:-

گناہوں سے بچاؤ کا ایک مضبوط ترین قلعہ اللہ تعالیٰ سے استغفار اور اس کی طرف رجوع کرنا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:-

مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ لِيَسْتَغْفِرُوا

ترجمہ: ”اللہ ایسا نہیں کہ تم اسے محبوب ان میں موجود ہو اور وہ ان کو عذاب دے اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ وہ معافی مانگیں اور وہ ان کو عذاب دے“ فرمایا، استغفار ہی کی طرح حضور علیہ السلام پر کثرت سے درود بھیجنا ہے اور بعض نے درود و شریف کو استغفار پر افضل مانا ہے، بہتر یہ ہے کہ ان دو قولوں میں لوں تطبیق دی جائے کہ درود و شریف، استغفار، تسبیح، تلاوت قرآن اور باقی اذکار کے روحانی اثرات نفس کی حالت سُستی، کسبیدگی اور ذوق و شوق کے تفاوت کی بنا پر یکساں نہیں رہتے (لہذا کوئی قطعی فیصلہ کرنا مشکل ہے) الخ۔ حافظ سخاوی فرماتے ہیں: بعض علماء نے فرمایا جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنے والا ہے اس کا شمار ان مردوں اور عورتوں میں ہوتا ہے جو

تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے والے ہیں اور جو آپ کے ذکر سے غافل ہے، وہ
ذکر الہی سے غفلت پرستے والوں میں شمار ہوتا ہے الخ۔

امام عبد الوہاب شہرانی نے اپنی کتاب المنن الکبریٰ کے نویں باب میں فرمایا
مجھ پر اللہ تعالیٰ کا ایک احسان یہ بھی ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے یا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے دیکھوں، اس کا احترام کرتا ہوں کیونکہ اس طرح وہ خدا
تعالیٰ اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم نشین ہو جاتا ہے، اگر میری اس سے کوئی حاجت
درپیش ہو اور وہ مذکورہ شغل میں مشغول ہو تو صبر کر لیتا ہوں اور اس کو تکلیف نہیں دیتا اور
ممکن ہو تو نفس کا تفاضا تو خیر دیتا ہوں اور اس کی توجہ کبھی کسی ایسے امر کی طرف مبذول
نہیں کرتا جو اس کی یکسوئی میں دخل انداز ہو۔ یہ سب کچھ شخص خدا اور رسول (جلّ و علا
صلی اللہ علیہ وسلم) کے ادب و احترام کی خاطر ہے۔ اور اگر اس شخص کو میری ضرورت
کا علم ہو جائے اور وہ اپنی اس مصروفیت کو چھوڑ کر میری حاجت برائی کے لئے
کھڑا ہو جائے تو میں اس کو روک دیتا ہوں اور اگر وہ مجلس چھوڑ کر چلا جائے اور
مجھے تکلیف دے تو آئندہ کبھی اس قسم کی حاجت اس کے سامنے پیش نہیں کرتا
اللہ و رسول (جلّ جلالہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا ادب کرتے ہوئے اور ایسا اوقات اللہ
تعالیٰ اس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے، پس وہ بخشا جاتا ہے اور جس کی بخشش
ہو جائے اس کا مواخذہ مناسب نہیں، پھر اگر میں اس کا بدلہ طلب کروں تو اس کے
آقا اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہوں، بندے سے نہیں مانگتا۔ اور اے میرے بھائی
غور کریں، دنیا میں جو شخص بادشاہوں کا ہم نشین ہو، لوگ کس طرح اس کی عزت کرتے ہیں
اور اس کے سبب بادشاہ کی ناراضگی سے ڈرتے ہیں۔ وہ شخص جو چاہے لوگوں سے
سلوک کرے، لوگ بادشاہ کے احترام کے پیش نظر اس کے مقابل نہیں ہوتے پس
اللہ سبحانہ تو اس سے قریب تر اور مستحق تر ہے۔ فالحمد لله رب العالمین الخ

علامہ قسطلانی نے اپنی کتاب مسامک الخفافہ کے شروع میں حدیث انس رضی اللہ عنہ کہ تم میں کوئی ایمان دار نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ میں اس کا محبوب تر نہ ہو جاؤں اس کے باپ بیٹے اور تمام لوگوں سے بڑھ کر کے تحت فرمایا، اگر ہمارے جسم کے ایک ایک بال کے نیچے حضور علیہ السلام کی محبت ہو تو یہ بھی اس حق کے جزرہ کا جزرہ ہو گا جو ہم پر آپ کا ہے اور تمہیں معلوم ہے جو جس سے محبت کرے اکثر اسی کا ذکر کرتا ہے جیسا کہ مسند الفردوس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث ہے، پس اہل محبت کے دل ذکر محبوب کی بنا پر لذات سے بیگانہ ہوتے ہیں اور ان کے خیالات خواہشات نفس کی ترغیب دینے والے امور سے خالی ہوتے ہیں اور بلاشبہ اولیٰ اعلیٰ، بیش قیمت، افضل، اکمل، رخشندہ تر، محبوب تر، خوب تر جس کا تم ذکر کرتے ہو، وہ بھی محبوب کریم اور رسول عظیم علیہ الصلوٰۃ والسلام تو ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل عظیم سے آپ کی تکریم و تعظیم میں اضافہ فرمائے کہ یہی دو صفات آپ کی دائمی محبت اور اس میں ترقی کا سبب ہیں اس لئے کہ یہی وہ بنیادی عقیدہ ہے جس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔ وجہ یہ ہے کہ انسان عینا کثرت سے محبوب کا ذکر کرتا اور اس کی خوبیوں کا تصور کرتا اور کشش پیدا کرنے والی باتوں کو تصور میں لاتا ہے، اس کی محبت بڑھ جاتی ہے اور اس کا شوق زیادہ ہو جاتا ہے اور تمام دل پر اسی کا قبضہ ہو جاتا ہے اور دیدارِ یار سے بڑھ کر چشمِ محبت کو ٹھنڈا کرنے والی کوئی شے نہیں، اور ذکرِ یار و تصورِ محاسنِ دلدار سے بڑھ کر کسی شے میں اس کے دل کا سرور نہیں جب یہ دولت اس کے دل میں مضبوطی سے جم جاتی ہے تو زبان اس کی مدح و ثناء میں مصروف ہو جاتی ہے پس صبح و شام حضور علیہ السلام پر درود و سلام پڑھنا اس کی عادت بن جاتی ہے اور وہ ایسی تجارت سے بہرہ مند ہو جاتا ہے جو کبھی حسلے سے آشنا نہیں ہوتی اور وہ مشکوٰۃ نبوت سے عظیم الشان انوار

حاصل کرتا ہے۔

بے شک شیخ نور الدین علی الثوئی (ثنون جزیرہ بنی نصر احمدی کا ایک شہر ہے) اللہ تعالیٰ ان کی لمحہ بہ لمحہ انس و محبت کی کرامات سے ہم کو نفع مند فرمائے اور ان کو اور ہم کو اپنے خطیرہ قدس میں باریاب فرمائے، ان لوگوں میں سے ہیں جن پر اس محبوب کریم اور رسول عظیم کا ذکر کامل طور پر مسلط ہو چکا ہے، پس حضور علیہ السلام پر درود و سلام بھیجنا ان کے شب و روز کا دائمی وظیفہ ہے، اس میں ان کی عمر صرف ہوتی، یہاں تک کہ ان پر ذکر مصطفیٰ کے انوار کا فیضان ہوا اور مجھے امید ہے کہ وہ اہل صفا میں سے تھے، مجھ سے ایک صاحب نے جنہوں نے ان کو خواب میں دیکھا تھا، بیان کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایسی ایسی باتیں دیں جن میں ساری خوشیاں سمٹ آلی تھیں وغیرہ، یہ سب شاید اسی وجہ سے ہوا کہ وہ جمعہ اور پیر کی رات جامع ازہر شریف میں اسی شغل میں مصروف رہتے تھے اور انہوں نے اجر و ثواب کا عظیم الشان حصہ پاکر کامیابی حاصل کی تھی۔ پس ان پر ان کے وظائف نے هجوم کیا کہ وہ ان سے سیراب ہوں، مسجد جامع الازہر کے چراغ ان کے درود و سلام سے جگمگا اٹھے اور ان سے ہر نمازی اور درود پڑھنے والا کامیاب و کامران ہوا، اور اگر تم ان کے نفیس سانس اور خوشبودار چھونکے سو گھو اور کوشش ہو کوشش سے درود شریف کے نغمے سنو تو تمہارے قلب پر انوار کی بارش ہو، اور پوشیدہ اسرار تم پر روشن ہو جائیں، اور امید ہے کہ خطیرہ القدس میں محبت کی سر بند شراب صاف پیمانیوں میں تم کو پلائی جائے گی اور تمہیں پورا ناپ ملے گا اور مرض جفا سے شفا یاب ہو گے۔ خدا کی قسم ایسی مسوکرین آواز میں میں نے کبھی درود شریف نہیں سنا اور میرے نزدیک اس سے بڑھ کر نفع بخش کوئی اجتماع نہیں منعقد ہوا ہے۔ وہ شخص قابل مبارکباد ہے جس نے اس سلسلہ میں محنت و مشقت برداشت کی

اس امید پر کہ وہ بھی ان جیسا ہو جائے پس چشم بصیرت سے دیکھو تو، درود شریف کے انوار گھاٹیوں سے چمکتے نظر آئیں گے اور شب زندہ داروں کی قسمت کے ستارے آپ کی توجہ نام سے طلوع ہو چکے ہیں اور صبح کامرانی مشرق صلوٰۃ سے ظاہر ہو چکی ہے، اور ان کے اذکارِ حسنہ کی خوشبو بھرک اٹھی ہے اور سخاوت کے منادی وصول کے منبروں پر بول چکے، اور ساری قوم صبح کے وقت حمد بیان کرتی ہے اور اس کی محبت کا خطیب شوق کے منبر پر محبت بول بول چکا اور وہ زبانِ حل سے اپنے آپ کو مبارک بادیاں دے رہا ہے کہ تیرے اندر بندیوں کے انوار چمک اٹھے ہیں، اور پہلے قدم رکھنے والوں میں چہرے ہیں کہ تم بھی درودِ محمدی کے حدیث گزاروں میں شامل ہو الخ۔

صاحبِ جوہر المعانی اپنے شیخ ابوالعباس الیقجانی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”فائدہ، کثرتِ ملائکہ کے اعتبار میں“ یہ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا شکر ہے، حدیث میں حضور علیہ السلام سے مروی ہے:-

”آسمان چہرہ پایا، اور اسکو چہرہ پائے کا حق ہے، قدم بھر بھی جگہ ایسی نہیں جہاں کوئی فرشتہ رکوع، سجود یا قیام میں نہ ہو“

بیان کیا جاتا ہے کہ انسان جنات کا دسواں حصہ ہیں اور جن انسان جنات کے جانوروں کا دسواں حصہ ہیں اور یہ سب پرندوں کا دسواں حصہ ہیں اور یہ سب ملکہ بحر میں اور یہ سب ملکہ زمین پر مقسم فرشتوں کا دسواں حصہ ہیں اور یہ سب آسمان دنیا کے فرشتوں کا دسواں حصہ ہیں اور پھر یہ سب مجموعہ دوسرے آسمان کے فرشتوں کا دسواں حصہ ہے پھر اسی ترتیب سے ساتویں آسمان تک، پھر یہ سب ملائکہ مگر کسی کے مقابلہ میں معمولی سی جماعت بنتے ہیں، پھر یہ سب ایک سر پر وہ عرش کے فرشتوں کا دسواں حصہ ہیں اور حجاباتِ عرش کی تعداد چھ لاکھ ہے۔ ایک سر پر پے کا طول و عرض اور وسعت اتنی عظیم ہے کہ آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اس کے سامنے معمولی حقیقت

رکھتے ہیں، اور ان پر قدم برابر جگہ بھی ایسی نہیں جس پر کوئی فرشتہ رکوع، سجود یا قیام میں نہ ہو، ان کا شغل تسبیح و تقدیس کرنا ہے۔ پھر یہ تمام فرشتے ان فرشتوں کے مقابلہ میں جو عرش الہی کے ارد گرد پرے جمائے مصروفِ عبادت ہیں، ایسے ہیں جیسے سمندر کے مقابلہ میں قطرہ۔ ان کا شمار اللہ ہی جانتا ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ عرش کے گرد اگر وہ فرشتوں کی ستر ہزار صفیں محو طواف ہیں اور تکبیر و تحلیل کر رہے ہیں اور ان کے پیچھے مزید ستر ہزار صفیں ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھے باواز بلند مصروفِ تحلیل و تکبیر ہیں اور ان کے پیچھے ایک لاکھ صفیں دائیں ہاتھ بائیں پر رکھے ہوئے ہیں ان میں سے ہر ایک دوسرے سے مختلف تسبیح پڑھتا ہے۔ پھر یہ تمام فرشتے ملائکہ، لوح کے مقابلہ میں بہت کم ہیں اور ملائکہ لوح میں سے ہر ایک اسرافیل علیہ السلام کی طرح ہے اور کہا گیا ہے کہ عرش کے دو پائیوں کے درمیان تیز رفتار پرندے کی اسی ہزار سال اڑنے کی مسافت ہے۔ اور عرش کی وسعت کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس کے تین سو چھیالیسھ پائے ہیں، ہر پائے کی مقدار دنیا سے ساٹھ ہزار گنا بڑھ کر ہے اور دو پائیوں کے درمیان ساٹھ ہزار صحرا ہیں، ہر صحرا میں ساٹھ ہزار عالم اور عرش سے اوپر ستر حجاب ہیں، ہر حجاب ستر ہزار سال کا ہے اور ہر دو حجاب کے درمیان ستر ہزار سال کی مسافت ہے اور یہ تمام مغرز ملائکہ سے پر ہیں اسی طرح ستر پردوں کے اوپر عالم بالا ہے، پس یہ تمام فرشتے اس آدمی پر دس دس مرتبہ درود بھیجتے ہیں اس شخص پر جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود بھیجے اور یہ سلسلہ ہمیشہ یونہی چلتا ہے گا چاہے کوئی کم پڑے یا زیادہ۔

(جو اہر معالی کی عبارت ختم ہوئی۔)

کتاب مذکور میں یہ بھی لکھا ہے: میں نے اپنے شیخ (نیجانی) سے ایک کلام
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيَّ الْوَسِيلَةَ

کا مطلب پوچھا تو آپ نے جواب دیا، اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اور اس کے سخت عذاب سے ڈرو اور اس کی طرف کوئی وسیلہ پکڑو، اور وہ نیک اعمال ہیں جن میں اللہ کی رضا ہوتی ہے اور اس آیت سے اشارتاً یہ مفہوم بھی لیا جاسکتا ہے کہ اس کی طرف کوئی ایسا وسیلہ تلاش کرو جس کے ذریعہ تم اس کے غیر سے الگ ہو جاؤ تاکہ اس تک تمہاری رسائی ہو اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی وسیلہ نہیں ہو سکتا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی وسیلہ نہیں ہو سکتا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے کا درود شریف سے بڑھ کر کوئی ذریعہ نہیں الخ۔

شیخ عمر بن سعید صاحب کتاب الرماح نے کتاب فتح المبین سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ظاہر یہی ہے کہ یہ بات جس کتاب سے منقول ہے وہ فتح المبین فی شرح تنقیح المذنبین ہے جس کے مصنف عید الغزیز بن علی مکی النمری متوفی ۹۶۳ھ ہیں مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سید السادات صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا تمام اوقات میں بہت اہم ہے اس شخص کے لئے جو زمین و آسمان کے مالک کا قرب چاہے اور بے شک وہ اسرار و فتوحات حاصل کرے گا اور اس کی باطنی کدوئیں دھل جائیں گی، اور اس کی تاکید کرنی چاہئے ابتدائی طالبوں کو، ارادت مندوں کو اور انتہائی راہ نوروں کو اور اس کی احتیاج میں طالب، سالک، مرید اور صاحب قرب سب برابر ہیں پس یہ طالب کی تربیت کرتا ہے اور عارف کو فنا کے بعد بقا بخشا ہے اور چاہو تو یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ یہ طالب کی راہ سلوک میں مدد کرتا ہے اور مرید کے شکوک رفع کرتا ہے اور عارف سے کہتا ہے یہ ہے تو اور تیرا رب! اور اگر چاہو تو یوں بھی کہہ سکتے ہو کہ یہ درود شریف طالب کی قوت میں اضافہ کرتا ہے، مرید کو باکرامت کرتا ہے اور مقام ہیت میں عارف کو سہارا دیتا ہے۔ اور چاہو تو یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ طالب کو اٹھانا، مرید کو کامل اور عارف کو رنگین کرتا ہے اور چاہو تو یوں بھی کہہ سکتے ہو

کہ طالب کے دل میں اعمالِ صالحہ کی محبت ڈال دیتا ہے، مرید کو احوال عطا کرتا ہے اور عارف کو مردانِ راہ کے مقامات پر ثابت رکھتا ہے۔ اور چاہا ہو تو یوں بھی کہہ سکتے ہو کہ طالب اس سے روشنی لیتا ہے، مرید اس کی عبارت پر مبنی رہتا ہے اور عارف کا کام اشاروں میں کر دیتا ہے اور چاہا ہو تو یوں کہہ لو کہ اس سے طالب کا یقین قوی ہوتا ہے، مرید کا ایمان بڑھتا ہے اور اس سے عارف کے مشاہدے میں ترقی ہوتی ہے۔ اور چاہا ہو تو یوں کہہ سکتے ہو کہ طالب کو ثابت کرتا ہے، مرید کو خوبصورت کرتا ہے اور عارف کی مدد کرتا ہے اور اگر چاہا ہو تو یوں کہہ سکتے ہو کہ طالب کے لئے راہیں کھولتا ہے اور مرید پر فیضانِ نور کرتا ہے اور عارف کی بوقتِ ملاقات مدد کرتا ہے اور چاہا ہو تو یوں کہہ سکتے ہو کہ اس سے طالب کے انوار بڑھتے ہیں اور مرید پر اس سے اسرار کھلتے ہیں اور عارف کے اس سے رات دن مساوی ہو جاتے ہیں۔ اور چاہا ہو تو یوں کہہ سکتے ہو کہ طالب سے اعمالِ صحیحہ محبت کرنے لگتے ہیں اور مرید کے احوال درست ہوتے ہیں اور عارف کی بوقتِ وصال مدد کرتا ہے۔ اور اگر چاہا ہو تو یوں کہہ سکتے ہو کہ اس سے طالب کا شوق بڑھتا ہے اور مرید اس سے نرم خو ہو جاتا ہے اور عارف اس کے سبب تحقیق کرتا ہے، اور اگر چاہا ہو تو یوں کہہ سکتے ہو کہ طالب اس سے مسرت حاصل کرتا ہے اور مرید کو نیچے گرنے سے بچاتا ہے اور عارف اس کے ذریعے چٹائی پر بیٹھ کر ادب حاصل کرتا ہے، اور اگر چاہا ہو تو یوں کہہ سکتے ہو کہ طالب اس کے ذریعے انوار حاصل کرتا ہے اور مرید کے اس سے پروے کھلتے ہیں۔ اور عارف کو لازمی طور پر مجبور کرتا ہے اور اس کے لئے غیر اللہ کے ساتھ کوئی قرار نہیں ہوتا۔ اور اگر چاہا ہو تو یوں کہہ سکتے ہو کہ طالب کو نیند کی حالت میں شوق عطا کرتا ہے اور مرید کو کرامات دیتا ہے اور عارف کے مقامات میں انقلاب لاتا ہے اور چاہا ہو تو یوں کہہ سکتے ہو کہ طالب کی ثبوت میں تائید کرتا ہے، مرید کو

ملکوت غیب پر مطلع کرتا ہے اور عارف کو جبروت کے اور اگر چاہو تو یوں کہہ لو
کہ طالب کو شوق ویدار عطا کرتا ہے، مرید کو ملاقات کی دعوت دیتا ہے اور عارف
کو مزید سختی عطا کرتا ہے الخ۔

یہ ہے بعض عارفین کا کلام جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کی فضیلت
و ترغیب میں بصورتِ شتر نقل ہوا ہے اور اس کا بہت سا حصہ آئندہ ابواب میں
بھی جا بجا آئے گا۔

اب ہم درود و سلام کی فضیلت و ترغیب میں علمائے کرام کا کچھ وہ کلام پیش
کرتے ہیں جو نظم کی صورت میں ہے۔ نفع الطیب میں حافظ ابوالہی بن عساکر رحمہ اللہ
کے یہ اشعار نقل کئے گئے ہیں۔

الَاِنَّ الصَّلٰوةَ عَلَى الرَّسُوْلِ شِفَاءٌ لِّلْقُلُوْبِ مِنَ الْغَلِيْلِ

سنو! بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا دلوں کی بیماری کیلئے شفا ہے۔

فَصَلِّ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ صَلَّى عَلَيْهِ وَلَا تَكُوْنَنَّ بِالْبَخِيْلِ

پس ان پر درود بھیجو بیشک اللہ ان پر درود بھیجتا ہے اور بخیل نہ بنو!

وَصَلِّ عَلَيْهِ قَدْ صَلَّيْتَ عَلَيْهِ مَلَا مَكَّةَ السَّمَاءِ بِجَبْرِئِيْلَ

ان پر درود بھیجو کہ ان پر آسمان کے فرشتے بھی جبریل کے ساتھ درود بھیجتے ہیں۔

الَاِنَّ الصَّلٰوةَ عَلَيْهِ نُوْرٌ لَّدَى الظُّلُمَاتِ فِي الْيَوْمِ الْمُهَوَّلِ

سنو! ان پر درود بھیجنا ظلمتوں کے وقت ہونک دن میں نور ہے۔

وَتَنْقِيْلٌ لِّمِيزَانٍ خَفِيْفَةٍ وَتَخْفِيْفٌ مِّنَ الْعِزْرِ الثَّقِيْلِ

اور ہلکے ترازو کے لئے نیکوں کو بھاری کرنا ہے اور گناہوں کو بھاری بوجھ ہلکا کرنا۔

اِذَا صَلَّيْتَ صَلَّى اللّٰهُ عَشْرًا بِوَاحِدَةٍ عَلَيْكَ عَلَى الرَّسُوْلِ

جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود بھیجنے ہو اللہ تعالیٰ اس کے عوض تم پر اسی مرتبہ رحمت فرما۔

وَتَحْطَىٰ بِالشَّفَاعَةِ يَوْمَ تَجْهَىٰ وَمَا لَكَ مِنْ مُّقْبِلٍ أَوْ مُنْبِلٍ
اور تم کو اس دن عطا نصیب ہوگی جس ہر طرف سے دشمن ہوگی نہ کوئی آرام کا ٹھکانہ دینے والا ہوگا۔

فَالْتِزُّ أَوْ أَقْلٌ فَأَنْتَ تُجْزَىٰ بِذَلِكَ مِنْ كَثِيرٍ أَوْ قَلِيلٍ
کثرت و درود بھیج یا کم (تیری مرضی) بیشک کثیر و قلیل کے مطابق تجھے بدلہ ملے گا۔

فَصَلِّ عَلَيْهِ تُجْزَىٰ جَزَاءً رَضِعَ وَتُجْزَىٰ مُضَاعَفَ الْأَجْرِ الْجَزِيلِ
پس تم حضور پر درود بھیجو، گنا بدلہ پاؤ گے اور تمہیں جو کتنا سے بھی زاد اجر جزیل ملے گا۔

وَأَقْلَى النَّاسِ كَثَرُهُمْ صَلَاحًا عَلَيْهِمْ وَأَخْذِي بِالْقَبُولِ
اور سب سے بڑھ کر آپ کے قریب وہ ہوگا جو سب سے زیادہ اچھے و درود بھیجے اور وہی قبولیت لائق ہوگا
وَأَنْجَاهُ مِنْ الْأَهْوَالِ عَبْدٌ بِهَا لَهُمْ بِإِلَاقٍ وَقِيلَ
اور سب سے زیادہ خوف و خطر بچنے والا وہ شخص ہے جس کو بلا چون و چرا اس (درود) سے شیفگی ہے

فَكُنْ لَهُ جَايِذًا كَرَاهٍ حَفِيًّا بِلِقِيَاهُ وَمَنْصِبٍ الْجَلِيلِ

پس آپ کے ذکر پر شفیقتہ اور آپ کے دیدار اور مرتبہ بند پر اظہار مسرت کرو۔

وَصَلِّ مَدَى الثَّمَانِ عَلَى رَمُولٍ كَرِيمٍ مُصْطَفَىٰ نَبِيٍّ وَصُولٍ

اور زمانہ بھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے رہو جو نیکو کار اور واسلہ اللہ میں۔

وَصَلِّ عَلَى حَبِيبٍ حَازَ فَضْلًا مَدَى شَأْنِ الْكَلَامِ مَعَ الْجَلِيلِ

اور اس حبیب پر درود بھیجو جو فضیلت میں بلند مرتبہ میں جبکہ ملت کریمہ کے رب جلیل سے بات کرنا چاہتا ہے

وَأَتَاهُ الْوَسِيلَةَ مُسْتَجِيبًا وَبَلَّغَهُ نَهَايَةَ كُلِّ سُؤْلِ

اور اللہ نے دعا قبول فرماتے ہوئے آپ کو مقام وسیلہ دیا اور آپ کو اس مقام بلند پہنچا دیا جو کسی سوال کی انتہا ہوتی ہے

وَأَنزَلَهُ وَشَفَعَهُ لِيَأْوِي إِلَى النَّاسِ فِي ظِلِّ ظَلِيلٍ

اللہ نے آپ کو اپنا قرب عطا کیا، آپ کو شفاعت کرنیوالا کیا تاکہ لوگ آپ کے دامن رحمت کے

کھنڈے اور گھنے سایے میں پناہ حاصل کریں

وَأَطَدَ شَرْعَهُ وَحَمَى حِمَاكَ وَأَيَّدَكَ بِوَاغِيَةِ الدَّلِيلِ
 اور آپ کی شریعت کو مضبوط فرمایا اور آپ کی چراگاہ (حدود دین) کی حفاظت فرمائی اور واضح دلیل سے آپ کی مدد فرمائی
 وَشَرَّفَكَ وَكَثَّرَ بِرَحْمَتِهِ شَرِيفًا فَيَجْمَعُ جُودَ الْمَجْدِ الْإِثْمِيلِ
 اور آپ کو شرافت بخشی اور آپ پر شریفی سے شریف ہیں اور آپ تمام بزرگیوں کی اصل اور جامع ہیں۔
 وَنَادَى مُحِبَّهُ شَرَفًا وَفَخْرًا بِتَفْضِيلِ وَتَنْوِيلِ جَزِيلِ
 اور جو آپ سے محبت کرے اس کو زیادہ شرف و فخر بخشا فضیلت دیکر اور عظیم نعمتیں دیکر
 وَنَادَى عُلَاكَ مِنْهُ بِطَوِيلِ عُمُرٍ قَصِيٍّ مِنْ مَوَاهِبِ طَوِيلِ
 اللہ نے اپنی عظیم الشان عطاؤں سے آپ کی عمر میں اضافہ کے ساتھ ساتھ آپ کی شان بھی مزید بلند فرمائی۔
 وَأَوْسَدْنَا عَلَى الْخَوْضِ وَفَدَا لِيَزِيدَ بِالْعَدَاوَةِ سَلَسِيلِ
 اور ہم کو قیامت کے دن جو خطر کو نثر پر آپ کی خدمت میں حاضری کا موقع دیا تاکہ ہم سلسبیل کے آب شیریں سے سیراب
 • اور یہ شعار بھی آپ ہی کے ہیں سے

أَدِمِ الصَّلَاةَ عَلَى النَّبِيِّ الْمُصْطَفَى تَخْلِصُ بِذَلِكَ مِنَ الْجَحِيمِ وَنَارِهَا
 برگزیدہ نبی پر ہمیشہ درود بھیجتے رہو، اس کے صدقے جہنم اور اس کی آگ سے بچو گے۔
 وَتَوَلَّ اقْبَالَ عَلَيْهَا كُلَّمَا هَتَفَ الْمُؤَذِّنُ مُشْعِرًا إِشْعَارَهَا
 اور اسی متوجہ ہو جب بھی مؤذن اس کی نشانیوں کی گھنٹا بآواز بلند آواز دے، یعنی اسم گرامی بلے۔
 فَالْفَخْرُ أَجْمَعُ لَهُ فَتَلَقَّاهُ مِنْ تَوْبَةِ الْأَسْحَابِ فَوْقَ مَنَارِهَا
 پس فخر سب کا سب ان کو نثاروار ہے تو تم سحری کے وقت مناس سے اس کا استقبال کرو۔
 • اور نفع الطیب میں ہی ابو عبد اللہ بن الجبیل رحمہ اللہ کے یہ اشعار ہیں
 إِذَا أَمَلْتُ مِنْ مَوَالِكَ قُرْبًا فَجَدِّدْ ذِكْرَ خَيْرِ الْأَنْبِيَاءِ
 جب تو اپنے مالک سے قُرب کی امید رکھے تو بار بار ان کا ذکر کر! جو بہترین
 نبیاء ہیں۔

وَصَلِّ عَلَيْهِ أَقْلَ كُلِّ قَوْلٍ وَالْآخِرَةَ بِصُبحٍ وَالْمَسَاءِ

اور ہر بات سے پہلے پیچھے، صبح و شام ان پر درود بھیج !

فَإِنَّ مُحَمَّداً أَهْلَى السَّبَرِ أَيْ لَا مُخَالَفَةَ فِي السِّيَادَةِ وَالْعِلَادَةِ

پس بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام آفاقی فہندی میں ساری دنیا سے اعلیٰ ہے۔

يَوْمَاءُ الْحَمْدِ فِي يَتْفِي يَدَيْهِ وَكُلُّ النَّاسِ مِنْ تَحْتِ اللِّوَاءِ

لو الحمد پرچم حضور کے دائیں ہاتھ میں ہوگا اور سارے لوگ آپ کے پرچم تلے ہوں گے۔

فَخَدِّثْ عَنْ لَامِطِهِ فِيهِمَا شِفَاءٌ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ دَاءٍ

ان کے دلائل نبوت بیان کیجئے کہ ان میں عقل کی ہر بیماری کی شفا رہے۔

فَلَسْتُ بِنَاقِلٍ لِلْعَشْرِ مِنْهَا وَهَلْ تَفْنِي لَنَا وَآخِرُهَا بِالذِّكْرِ

اور میں تو اسکا و سواں حصہ ہی نقل نہیں کر سکتا اور دلوں سے کبھی بھروسے کنویں ختم ہو بھی سکتے ہیں؟

فَقُلْ لِّلسَّائِلِينَ قِفُوا هَذَا فَخَاسَرٌ لِّسَّ يُخْصَرُ بِانْتِهَاءِ

سننے والوں سے کہو کہ ٹھہرو! کیونکہ یہ وہ فخر ہے جو کسی حد میں محدود نہیں ہو سکتا۔

بَرَاهِينُ الْبَسِيطَةِ كَيْسَ لِحُضْرِي فَذُوقُوا بَرَاهِينُ السَّمَاءِ

زمینی دلائل تو بے شمار ہیں پس تم آسمانی دلائل کو گرفت میں لاؤ!

اور ان کا یہ قول کتنا اچھا ہے

أَيُّ ذَنْبٍ يَوْمٌ لَمْ أَكْفِرْ ذُنُوبَهُ بِذِكْرِ شَفِيعٍ بِالدُّنُوبِ مُشَفَّعٌ

کیا کوئی ایسا دن گزر سکتا ہے جس کے گناہوں کا کفارہ میں ان کے ذکر سے نہ کروں جو شفاعت

فرمانے والے ہیں اور جن کی شفاعت مقبول ہے۔

وَلَمْ أَقْضِ فِي حَقِّ الصَّلَاةِ وَرَيْفَتَهُ عَلَى دِينِي مَقَامٍ فِي الْحِسَابِ مَرْفَعٌ

اور میں حق درود کا فریضہ ادا نہ کروں اس ذات پر جو حساب کے وقت مقام محمود

پر ہر فراز ہوں گے۔

أَرْجَى لَدَيْهِ النَّفْعَ فِي صَدَقِ حَبِثٍ وَمَنْ تَزَيَّجَ الْمُخْتَارَ لَا شَكَّ يَنْفَعُ
 میں سچی محبت کی وجہ سے امید کھتا ہوں کہ انکے پاس فائدہ ہوگا اور جو نبی مختار کا امیدوار ہو، فائدہ اٹھائے۔
 وَأَهْدَى إِلَى مَنَوَاهُ مَنَى تَحِيَّةً إِذَا قُصِدَتْ بَابُ الرِّضَا لَمْ تَذْفَعْ
 اور میں انکی بارگاہ اقدس میں اپنی طرف سے یہ تعظیم پیش کرتا ہوں کہ جب آپ کا قصد کیا جائے، وہ ٹھکرا نہیں جائے۔
 اور ابو سعید محمد بن اہتمی کے یہ اشعار ابو عبد اللہ بن عثمان کی کتاب مصباح الظلام
 میں مرقوم ہیں۔

أَمَّا الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ فَمُسِيرَةٌ مَرْضِيَّةٌ تُدْخِلُ بِهَا الْأَشْأَمَ
 نبی علیہ السلام پر درود بھیجنا پسندیدہ عادت ہے۔ اس سے گناہ مٹائے جاتے ہیں۔
 وَيَهَيِّئُ النَّزْعَ عَزَّ شَفَاعَةً يَنْتَابُهَا الْإِعْزَازُ وَالْإِكْرَامُ
 اور اسی سے آدمی شفاعت کا اعزاز پاتا ہے جس سے عزت و حرمت حاصل ہوتی ہے۔
 كُنْ لِلصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ مُلَانِمًا فَصَلَّائِهِ لَكَ جَنَّةٌ وَسَلَامٌ
 نبی علیہ السلام پر درود پڑھنے کو لازم سمجھو کہ ان پر درود بھیجنا تیرے لئے جنت و سلامتی ہے۔
 اور ابو حفص عمر بن عثمان کے یہ اشعار بھی مصباح الظلام میں منقول ہیں۔
 أَيَا مَنْ أَتَى ذُنُوبًا قَاتِلَةً وَمَنْ تَزَيَّجَ الرَّاحِمِيْنَ أَلَهُ وَالْقُرْبَى
 اسے وہ شخص جس نے گناہ لغزین کل ارتکاب کیے ہیں اور جو اللہ کی رحمت اور قرب کا امیدوار ہے
 تَعَاهِدْ صَلَاةَ اللَّهِ فِي كُلِّ سَاعَةٍ عَلَى خَيْرِ مَبْعُوثٍ وَآكْرَمِ مَنْ تَبَا
 ہر ساعت ان پر اللہ کی رحمت بھیجتا رہو جو بخیر ہونیوالوں میں بہترین اور نبیوں میں معزز ترین ہیں۔
 فَتَكْفِيكَ هَمًّا أَيْ هَمِّ تَخَافُ وَتَكْفِيكَ ذُنُوبًا جَسَتْ أَكْثَمُهَا ذُنُوبًا
 ایہ درود و سلام تیرے لئے کافی ہوگا چاہے جس غم سے بھی تو ڈرے اور یہ تجھے کافی ہوگا
 خواہ کتنا بڑا گناہ تجھ سے سرزد ہو جائے
 وَمَنْ لَمْ يَكُنْ يَفْعَلْ فَإِنَّ دُعَاءَهُ يَجِدُ قَبْلَ أَنْ يَرْفِيَ إِلَى رَتَبَةِ حُجَّابَا
 اور جو کوئی ایسا نہ کرے تو اس کی دعا اپنے رب کے حضور پیش ہونے سے رک جائیگی۔

عَلَيْهِ صَلَوةُ اللَّهِ مَا لَمْ يَبَارِكْ وَمَا طَافَ بِالْبَيْتِ الْحَرَامِ وَمَا لَمْ يَبَارِكْ

آپ پر اللہ کی رحمت نازل ہو جب تک بجلی چمکے اور جب تک حاجی بیت اللہ کا طواف کریں اور تلبیہ (لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ) پڑھیں۔

• اور مصباح النظار میں حافظ ابوالحسن یحییٰ بن علی مصری کے یہ اشعار بھی ہیں۔
 لَا آيَتَهَا الرَّاحِي الْمَتُوبَةُ وَالْأَجْرُ وَكَفِيرُ ذَنْبٍ سَالِفٍ الْفَقْرُ الْمَطْمَاحُ
 اے ثواب و اجر اور گزسے گناہوں کی معافی کے خواہنگار! جنہوں نے تیری کمر توڑ رکھی ہے۔
 عَلَيْكَ يَا كَثِيرَ الصَّلَاةِ مُوَظِّبًا عَلَى الْحَمْدِ الْهَادِي شَفِيعَ الْوَارِثِ طَرَا
 اپنے اوپر لازم کر لے ہمیشہ بکثرت درود بھیجنا، احمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو ہدایت دینے والے اور تمام کائنات کی سفارش کرنے والے ہیں۔

وَأَفْضَلُ خَلْقِ اللَّهِ مِنْ نَسْلِ آدَمَ وَأَسْرَ كَأَفْضَلِ عَائِقَ أَشْرَفِهِمْ نَجْرًا
 اور نسلِ آدم میں ساری مخلوق خدا سے افضل ہیں اور سب سے بڑھ کر پاکیزہ ہیں اولاد ہونے میں اور سب سے بزرگ میں حسب و نسب کے لحاظ سے۔
 فَقَدْ صَحَّ أَنَّ اللَّهَ جَلَّ جَلَالُهُ يُصَلِّي عَلَى مَنْ قَالَهَا مَرَّةً عَشْرًا

یہ بات یقیناً صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مرتبہ درود بھیجتا ہے اس پر جو ایک مرتبہ درود بھیجے۔
 فَصَلِّ عَلَى اللَّهِ مَا جَنَّبَ الدُّجَى وَأَطْلَعَتِ الْأَفْكَالُ فِي أَفْقِهَا فَجْرًا
 پس اللہ تعالیٰ آپ پر درود بھیجے جب تک اندھیرے گہرے ہوں اور آسمان کے کنارے فجر طلوع ہوتی۔
 • اور ابو حبلہ نے اپنے ایک قصیدہ میں کہا ہے

صَلُّوا عَلَيَّ كُلَّمَا صَلَّيْتُمْ لِتَرْوِيَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَجَاهًا

جب کبھی نماز پڑھو حضور پر درود بھیجو تاکہ اس کے ذریعہ نجات کون کامیابی دیکھو۔
 صَلُّوا عَلَيَّ كُلَّ لَيْلَةٍ جُمُعَةٍ صَلُّوا عَلَيَّ عَشِيَّةً وَصَبَاحًا
 ہر جمعرات کو ان پر درود بھیجو! صبح و شام ان پر درود بھیجو!

صَلُّوا عَلَيْهِ كُلَّمَا ذُكِرَ اسْمُهُ فِي كُلِّ حِينٍ غُدُوَّةً وَوَسْرًا

جب کبھی آپ کا نام مبارک ذکر کیا جائے آپ پر درود بھیجوا ہر وقت میں صبح و شام

فَعَلَى الصَّحِيحِ صَلُّوا لَكُمْ فَهَذَا إِذَا ذُكِرَ اسْمُهُ وَسَمِعَتْهُ صَرَّاحًا

صحیح روایت میں ہے کہ جب آپ کا نام ذکر کیا جائے اس طرح سن لو تو تم پر درود ضرور لازم ہے۔

صَلَّى عَلَيْهِ مَا شَبَّ السَّجْدَ وَبَدَأَ مَشْيَبُ الْقُبُورِ فِيهِ وَلَا حَا

اندھیر تاریکی میں ان پر درود بھیجئے اور شروع کر دے صبح کی سفید اور چمک دے

• اور قاضی الفاضل شعبان الاناری صاحب شفاء السقام نے کہا ہے

وَجَلَدَ فِي الْجُمُعَةِ الْغَرَّ وَلَيْلَتَهَا عَنْهُ مِنَ الْخَيْرِ تَلْجِيلًا وَتَعْجِيلًا

اور جمعہ المبارک کی شام اور دن میں اس سے متعلق بھلائی کی خبر آئی ہے خواہ معادی ہو یا فوری۔

فَمَنْ يُصَلِّي عَلَى الْمُخْتَارِ أَحَدَةً يَأْتِي عَشْرَتَيْنِ الْمُؤَلَّى وَتَمْثِيلًا

پس جو کوئی نبی مختار پر ایک مرتبہ درود بھیجے مولیٰ تعالیٰ کی طرف سے اس پر دس رحمتیں و تمثیل حکم کی سند لگے گی

• اور ابوالقاسم سعد بن محمد رحمہ اللہ نے کہا ہے

أَطْلِقْ لِسَانَكَ بِالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ الْهَاشِمِيِّ الْأَبْطَحِيِّ مُحِبِّ مَدَدِ

اپنی زبان درود چیلان نبی ہاشمی ابطلحی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر

وَأَجْعَلْ شِعَارَكَ ذَلِكَ تَجْمَعُ بِهِ غَدًا إِنَّ النِّجَاةَ بِهَا سَتَحْصِلُ فِي غَدٍ

اس کو اپنی عادت بنائے کل اسی کے صدقے نجات پائیگا، بیشک اسی سے کل نجات ملے گی

• اور میں نے اپنی نظم میں جس کا نام ہے "النظم البديع فی مولد الشفیخ" صلی اللہ علیہ

وسلم عرض کیا ہے

أَكْثَرُ مِنَ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى النَّبِيِّ الْمُصْطَفَى الْتَّيَّامِي

کثرت سے درود و سلام بھیجوا نبی برگزیدہ نسامی پر !

خَيْرُ الْبَرِّ اَيَّا سَيِّدِ الْاَنَامِ مُشْتَرِعُ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ
جو بہترین مخلوق اور انسانوں کے آقا ہیں قانون بنا نبی واسے حلال اور حرام کا۔

وَاصِلُ كُلِّ سُوءٍ دِدِّ وَهَجْدِ

اور ہر قسم کی سیادت و عظمت کی اصل ہیں ! !

فَكُلُّ مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ مَرَّةً صَلَّى بِهَا اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرَةً
پس جو آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے اللہ اس پر اس کے عوض دس مرتبہ رحمت فرماتا ہے۔
قَدْ صَحَّ فِي الْحَدِيثِ هَذَا جَهْدُهُ سَرَاةً مُسْتَلِيةً فَنَالَ شَهْرَةً
یہ حقیقت صحیح حدیث میں واضح طور پر موجود ہے، اس کو مسلم نے قائل کیا اور یہ حدیث مشہور ہے۔

وَكَانَ حَقًّا سَالِسًا مِنْ تَقْدِيرِ

اور یہ حق ہے تنقید سے محفوظ

وَلَوْ يُصَلِّي اللَّهُ سَرَاتِي وَاحِدَةً لَعَدَلْتُ الْاَوَّلَ الْاَلْفِ نَرَانِدَةً
اور اگر اللہ تعالیٰ میرا آپ ایک مرتبہ درود بھیج دے تو وہ لاکھوں سے بڑھ کر ہے۔
فَانْظُرْ اِذَا كُنْتُمْ ذَايِبًا مِنْ قَائِدَةٍ وَكُنْتُمْ بِهَا اَنْوَارًا جَرِيصًا عِدَةً
پس اب دیکھو کہ اس کا کتنا فائدہ ہے ! اور اس کے اجر کے انوار کتنے بلند ہیں۔
فَاَحْرِصْ عَلَيْهَا اِنْ تَكُنْ ذَا رُشْدٍ

پس اس پر حرص کرو اگر توجہ سمجھ ہے۔

چونکہ باب

درود سلام سے متعلق لطائف و حکایات کے بیان میں

اس باب کا افتتاح ہم عارف باللہ سیدی شیخ احمد بن ثابت المدنی مولف کتاب

”اَتَفَكَّرُوا اِذْ عَتَبْنَاهُ فِي فَضْلِ صَلَوةٍ عَلٰى النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ“ ﷺ

کے مشاہدات سے کرتے ہیں، یہ تمام حسین مشاہدات جن کے انوار چمک رہے ہیں اور جن کے انوار و مک رہے ہیں، ان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کی فضیلت پر دلالت کر رہے ہیں جن کو مصنف نے کتاب مذکور کے مقدمہ میں ذکر کیا ہے اس کے ساتھ ساتھ مصنف نے کچھ بنیادی امور اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھنے سے اپنی محبت کا سبب بھی بیان فرمایا ہے۔

پہلا لطیفہ فرمایا: میں ابتداء میں سرزمینِ ٹیونس (مراکش) میں مقیم تھا اور سیدی محمد المہلبانی کی خدمت میں علم اسرار الحروف فی البسط والتکسیر اور معرفۃ الطبائع سیکھنے کی غرض سے حاضر ہوتا رہتا تھا، پھر کچھ دنوں کے لئے میں ان سے جدا ہو گیا۔ اسی اثنا میں مجھ پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہوا اور میرا تعارف میرے آقائے ولی نعمت جو میری آرزو، میرے مربی اور بارگاہِ خداوندی میں میرے وسیلہ ہیں، سیدی محمد المہلبانی سے ہوا، پس میں نے علوم مذکورہ ان سے سیکھنے کا ارادہ کر لیا، میں نے عرض کیا، حضور مجھے علم اسرار الحروف سے محبت ہے۔ فرمایا تم صرف اسمائے مجردہ کی معرفت کسی کسر و جدول کے بغیر حاصل کرو، کیونکہ صاحبِ تکسیر لکچے کا محتاج ہوتا ہے، وہ اگرچہ اپنا مقصود پانے میں کامیاب بھی ہو جائے جوں جوں اس کی شرائط میں سے کسی شرط کو ضائع کرے گا سلب ہونے کا خطرہ ہے گا۔

باقی رہے اسمائے مجردہ، سو تم رہیں اتنا لازم ہے کہ ان کی گنتی کر لو اور انکی طبعیں معلوم کر لو، آپ نے مجھ پر اس طرح شفقت و مہربانی فرمائی جس طرح باپ اپنی اولاد پر کرتا ہے۔ آپ نے مجھے باپ کا پیار دیا اور آپ نے مجھے اسرار و مہر اور ان امور کی تعلیم دی جن کی طرف انسان کو احتیاج پڑتی ہے، مثلاً عالمِ روحانی

اور اسماء و اذکار کی پہچان، یہ خصوصی نوازش جو مجھ پر فرمائی، میرے دوسرے بھائیوں پر نہیں فرمائی۔ آپ ہر وقت میری طرف متوجہ رہتے اور لمحہ بھر غافل نہ ہوتے، آپ مجھ سے دریافت فرماتے رہتے تمہارا کیا حال ہے! دل کی کیا کیفیت ہے؟ لوگوں کی محبت تمہارے دل میں کہاں تک ہے؟ بس میں آپ کو وہ تمام کیفیات بتا دیتا جو میرے قلب پر وارد ہوتی ہیں مثلاً نفس، قلب اور جسم میں جو کمی مٹنی وارد ہوتی، پھر مجھ سے مخلوق کی محبت کے بارے میں پوچھتے تو میں عرض کرتا، حضور! میں ان سے اتنی ہی محبت کرتا ہوں جتنی اہل مجلس سے ہوتی ہے اور اسی قدر کلام کرتا ہوں۔ آپ مجھ سے فرمایا کرتے جھوٹا سے پرہیز کرنا، مجھے ایسی بات نہ بتانا جسے دل میں محسوس نہ کرو ورنہ تمہاری عمارت بے بنیاد ہوگی۔ پھر جب آپ کو معلوم ہوا کہ میں ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہو رہا ہوں اور نتائج ظاہر ہو رہے ہیں تو اب آپ صرف یہ سوال کرتے کہ لوگوں سے تمہاری محبت کیسی ہے؟ میں عرض کرتا، حضور! مجھے خلوت کا حکم دیں، فرماتے، تم خلوت کس طرح اختیار کر سکتے ہو؟ جب کہ تمہارے دل میں لوگوں کی محبت ہے اور لوگوں کے ساتھ تمہارا اٹھنا بیٹھنا ہے اور خلوت کی تین قسمیں ہیں ۱۔ دل کی خلوت بغیر جوارح کے۔ ۲۔ جوارح کی خلوت بغیر دل کے، ۳۔ دل اور جوارح دونوں کی خلوت۔ دل کی خلوت بغیر جوارح کے یہ ہے کہ دل کو ماسوا سے ہٹا کر رب تعالیٰ کے لئے خاص کر لیا جائے، جب دل اس کی یاد کے لئے فاسخ ہو جائے گا تو ذکر کو خلوت نصیب ہوگی، اب اس کو مجلس یا تنہائی کی پروا نہ ہوگی۔ دل کے بغیر جوارح کی خلوت یہ ہے کہ آدمی مخلوق سے الگ تنہا رہے لیکن دل اسی طرف متوجہ ہے۔ یہ خلوت صحیح نہیں (کہ محض تکلف ہے)۔ یہی یہ صوفی کہ دل اور جوارح دونوں کی خلوت ہو تو یہ واقعی عظیم الشان ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ دل اللہ تعالیٰ ہی کی طرف متوجہ ہو اور جوارح بھی مخلوق سے الگ تھلک رہیں۔ (صرف ناجائز کاموں میں) یہی قلب و جوارح دونوں کی خلوت ہے، میں نے عرض کیا ٹھیک ہے حضور! اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ میرے دل میں اسی کا تصور رہے اور ماسوا کا تصور محو ہو جائے، فرمایا، اس کے لئے لازم ہے کہ فانی سے ہٹ کر باقی سے رشتہ محبت استوار کرو، پس میں آپ کی مجلس سے اس وقت تک جدا نہیں ہوا جب تک کہ میرا دل بعض خواص کے ماسوا تمام لوگوں کی محبت سے فارغ نہیں ہو گیا۔ کچھ دن کے بعد پھر آپ نے مجھ سے پوچھا، میں نے اپنے اندر کوئی تبدیلی محسوس نہ کی، پھر کچھ دن بعد آپ نے دریافت فرمایا، اب میری حالت یہ تھی کہ میں سب سے الگ تھلک ہو چکا تھا اور میرے دل میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت کے بغیر کچھ نہ تھا، اب جب کبھی آپ مجھ سے لوگوں کی بابت سوال فرماتے، میں راہِ فرار اختیار کر لیتا، اب تین دن بھی نہ گزرے تھے کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے خلوت کا سوال کیا، آپ نے فرمایا کیا چالیس دن کی خلوت اختیار کر سکو گے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ خاموش ہو گئے، پھر کچھ دن بعد میں نے آپ سے خلوت کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا اٹھ دن کی خلوت اختیار کر سکو گے؟ میں نے عرض کیا، میں تین مہینے کی خلوت کر سکتا ہوں، آپ خاموش ہو گئے۔

اب میرے دل میں خلوت کی محبت بڑھ گئی، میں نے عرض کیا حضور! اجازت ہو تو سال بھر گوشہ نشینائی میں گزار دوں، آپ خاموش رہے۔ پس خلوت کی وجہ سے میرے دل میں محبتِ الہی کا شعلہ بھڑک اٹھا اور مجھے زمین کی ہر شے بری لگنے لگی۔ اس کتاب سے میں اتنی ترقی ہوئی کہ مجھے شیخ رضی اللہ عنہ بھی بے محسوس ہونے لگے اور میرے دل میں یہ خیال گھومنے لگا کہ دیرالوں کی طرف بھاگ جاؤں

اور میں نے شیخ سے عرض کیا، اللہ آپ کو بخیر و عافیت سلامت رکھے، میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ عمر بھر ادھر کا نسخہ نہ کروں گا، میں نے دل کی بات انکو بتادی، فرمایا اب تم خلوت نشینوں میں سے ہو اور آپ نے مجھے اس کا حکم دیا اور مجھے داخل خلوت کر لیا اور جو کچھ دل پر گزرتا تھا اور جو ظاہر ہو گا، آپ نے سب کچھ مجھے بتلا دیا، اور لوگ جو کچھ کرتے ہیں اس کی طرف متوجہ ہونے سے مجھے منع فرما دیا اور ادھر ادھر سے کان میں جو آوازیں آتی ہیں انکی طرف توجہ دینے سے بھی روک دیا یعنی تمام دنیاوی امور سے منع فرما دیا اور فرمایا خبردار! لوگ جو کچھ تمہارے پاس لاتے ہیں اس پر مغرور نہ ہو جانا، اس سے انسان فتنہ میں پڑ جاتا ہے پس میں پہلی مرتبہ خلوت گزریں ہوا اور تین ماہ تک خلوت میں رہا پھر جب میں باہر آیا تو مجھے دل کا فیصلہ معلوم ہوا

اور دوسری مرتبہ میں ساحل سمندر پر سید علی مسیحی کے پاس جو غار طبع میں خلوت گزریں سو گیا، وہاں میں تین مہینے رہا، پھر جب خلوت نشینی کی حالت میں کچھ دن گزر گئے تو ایک دن میرے خیال میں آیا کہ میں اپنے نام کے عرفی تختی میں لکھ لوں اور ان حروف سے بدلجا ط (بجد) وہ اسمائے طیبہ معلوم کروں جن کا ذکر کرسکوں پس میں نے ایسا ہی کیا جیسا میرے دل میں کھٹکا تھا، پس میں نے چند نام اسی طرح نکالے جو میرے مناسب حال تھے اور باقی چھوڑ دیئے اور میں مکان کے عدد شمار کئے اور ان کا ذکر شروع کر دیا، نماز فجر سے وقت چاشت تک پس میرے پاس ایک شخص آیا اور اس نے مجھ سے پوچھا کہ یہ وظیفہ تمہارے کہاں سے حاصل کیا؟ میں نے کہا، دل سے، اس نے کہا اس کے عدد کتنے ہیں؟ میں نے بتا دیئے، اس نے کہا، تم نے کس عدد سے ان کو ملا یا ہے؟ میں نے کہا جذیم کبیر سے، اس نے کہا، جذیم کبیر کس کو کہتے ہیں؟ میں نے کہا ابجد کو، اس نے کہا میں اس سے بڑا عدد جانتا ہوں، میں نے کہا اسکو کیا کہتے ہیں؟

میں دیکھو! میں نے کہا اللہ تم پر رحم کرے، تم نے مجھے قاعدہ بتا دیا جس سے میں اس حساب پر دلیل معلوم کر سکوں گا۔

اس نے مجھے کہا اسم اللہ کے کتنے عدد ہیں؟ میں نے کہا چھیاسٹھ، اس نے مجھ سے پوچھا، ابجد کے کتنے مراتب ہیں؟ میں نے کہا چار، کہا کون سے ہیں نے کہا، اکائیاں، دسائیاں، سینکڑے اور ہزار۔ کہا کہ اس اہم گزشتہ کو ان چار مراتب عدد کی جگہ رکھو، اب تمہارے سامنے اسم اللہ کے اعداد اس حساب سے ظاہر ہوں گے اور اس کا ایک اور نتیجہ بھی آسکتا ہے، پس یہ ہے اعداد کا منتہی، اور جب پورا ذکر کر لو گے تو تمہارے پاس ایک شخص آئے گا، یہ کہا اور میرے پاس سے چلا گیا۔

میں اسمائے معلومہ کا ذکر کر رہا تھا، جب میں نے غارِ عسراء کی تو میرے پاس ایک شخص آیا، اس کے ہاتھ میں مختصر سی کتاب تھی جو اس نے مجھے دیدی، میں نے پلا ورق الٹا تو اس میں علم جابر تھا، میں نے دوسرا ورق الٹا تو اس میں بھی علم جابر تھا، میں نے تیسرا، چوتھا اور دیگر اوراق الٹے یہاں تک کہ ادھی کتاب الٹ کر دیکھی لیکن علم جابر کے سوا کچھ نہ پایا، میں نے اس سے کہا، تمہارے پاس اس کے علاوہ کوئی نصیحت نامہ بھی ہے؟ میری مراد یہ تھی کہ کوئی ایسی ہدایت جن سے دنیاۓ دون کا نہیں، آخرت کا فائدہ ہو اس لئے کہ شیخ رضی اللہ عنہ دنیا کے کبر و غرور سے مجھے منع فرمایا کرتے تھے اور لوگ جو کچھ ذہنی استیاء میرے پاس لاتے تھے، میرے شیخ اس سے بھی منع فرماتے تھے، کہنے لگا نہیں، ایسی کوئی ہدایت میرے پاس نہیں، میں نے کہا اپنی کتاب لیجئے اور چلتے بیٹے، میں نے کتاب پھینک دی، وہ چلا گیا اور تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ ایک اور شخص آیا اور اس کے ہاتھ میں بھی ایک کتاب تھی، اس نے مجھے اس کا

ایک ورق دیا جس میں لکھا تھا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی
 سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا ایک فصل میں لکھا تھا
 لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں نے اس کو پڑھا تو اس میں تین اجاث تھیں، ذات
 صفات اور افعال جب میں نے پوری دعا پڑھ لی اور یاد بھی کر لی تو اس کی شرح
 لکھنی شروع کر دی، اب اس میں اور بظاہر ہی سے متعلق دو ہزار دو سو مسائل زیر
 بحث آئے، مختصر یہ اس کی فہرست اور طریق عمل پیش کر دیا جائے گا، دس
 اثنار میں نے اچانک سیدی احمد بن موسیٰ کو اپنے سامنے دیکھا، یہ حضرت میری
 خلوت کے ہنشین ہیں، بہت نیک آدمی ہیں، شیخ سیدی علی ملکی کے مزار کے
 پاس رہتے ہیں جب انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے ان سے خلوت
 کے بارے میں گفتگو کی۔ اس شخص نے قبل اس کے کہ میں شرح مکمل کرتا ہوں
 ہاتھ سے کتاب لے لی مجھے اسکی فہرست یاد ہے نہ بیان خلوت، اس دعا
 کے ساتھ ہی میرا دل اڑ گیا اور اس شخص کی وجہ سے میرا قلب بدل گیا اور ایسے
 وقت میں اس کی آمد نے مجھے خائف کر دیا، نتیجہ یہ نکلا کہ اس دعا کا کوئی اثر محسوس
 نہ ہوا اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی سمیت نے مجھے ڈرا دیا۔ یہ اس دعا جلالت کی طرح نہ
 تھا جو لوگوں میں مشہور ہے۔

میں اس رات اور اگلے دن حیران و پریشان رہا اور پریشانی کی وجہ سے
 کوئی ذکر نہ کر سکا جب اس شخص کے آنے کا وقت ہوا تو میں نے دیکھا کہ اس
 کی جگہ ایک اور شخص آگیا ہے اس نے آتے ہی مجھ سے کہا حیران کیوں ہو؟
 میں نے کہا اے بندہ خدا! میں خلوت سے شغف رکھتا ہوں، میرے پاس ایک
 شخص آیا تھا جس کے ہاتھ میں کتاب تھی جس میں دعائے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لکھی تھی
 اور اس میں ایک بڑا راز ہے اور میرے اس دعا کے درمیان ایک سبب حامل ہو گیا

اور وہ اسی بزرگ مذکور کا حکم تھا، اس نے کہا اگر مانو تو ایک نصیحت کر دوں؟ میں نے کہا ضرور! اس نے کہا باقی رہنے والے نیک کام ضرور بجالاتے رہو اونہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام سدا بھیجتے رہو اور درود و سلام کے فضائل سے متعلق احادیث سنانے لگا اور مجھے ہمیشہ درود شریف پڑھنے کی تاکید کی یہاں تک کہ میرے دل میں درود و سلام کی محبت رچ گئی اور مجھے اس خوشی میں دُعاؤں باقی اذکار بھول گئے، یہ سب اس شخص رحمہ اللہ کا مجھ پر احسان تھا، اللہ اس کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

جب وہ مجھ سے جدا ہوا تو میرا دل نور و سرور سے بھر چکا تھا اور میں نے پختہ عزم کر لیا کہ نبی علیہ السلام پر درود و سلام کے بغیر کوئی وظیفہ نہیں پڑھوں گا اب جب وہ مجھ سے جدا ہوا تو مجھے اس نے فرحان و شادان چھوڑا کیونکہ میں نے داعی التوحید صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کے فضائل اور ثواب جبریل خیر عام اور نور فزیدی بشارت اس سے سنی تھی اور یہ بھی سنا تھا کہ صلوٰۃ و سلام تمام عباد و اعمال سے افضل ہے جیسا کہ آیات سے واضح ہے کہ زمین و آسمان کا مالک خود بھی حضور پر درود و سلام بھیجتا ہے اس کے ملائکہ بھی اور اس نے اہل ایمان کو بھی، عام اس سے کہ وہ انسان ہوں یا جن، آپ پر درود و سلام پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے، قرآن باری تعالیٰ ہے :-

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ اس غیب کی خبریں دینے والے (نبی) پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! ان پر درود بھیجو اور خوب خوب سلام!“

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام عبادتِ حق و فضل ہے، میں نے غور و فکر شروع کر دیا۔ آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں، جنت و نار کے بنانے، شب و روز کی گردش، سالوں اور زمانوں کے گزرنے، ایام و ماہ کی اصنافِ مخلوقات کے اختلاف میں، جزائر و سر کے متعلق، بڑی و بھری و فضا جانور و مری کے اختلاف میں، کون و مکان، خشکی و تری، سمندر اور ویرانے، زمین کے خدار و ملازمین، سخت و نرم میں، ہموار زمین، پہاڑوں اور غاروں میں، سبزیوں اور ان کے مختلف رنگوں میں، درختوں اور پتوں میں، پھولوں اور انکی خوشبوؤں میں، پھلوں اور ان کے مختلف ذائقوں میں، حیوانات اور انکی مختلف قسموں میں، آسمان میں چمکتے ستارے، سورج، چاند، برسنے والے بادل، کڑکنے والی گرج اور چمکنے والی برق، بولنے والے مختلف عالم اور جامدات، اولادِ آدم اور ان کی عادات اور مختلف زبانیں۔

ان امور پر غور و فکر کے بعد میرے دل میں یہ بات آئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام سے متعلق ایک جامع کتاب لکھوں اور مذکورہ بالا انواعِ مخلوق میں بھی اس سلسلہ میں غور و فکر کروں اور جو کچھ میری عقل میں آئے اسے بھی نقل کروں تاکہ ایک جامع کتاب بھی بن جائے اور اس موضوع پر غور و فکر کا اجر و ثواب بھی حاصل کروں، ارشادِ نبوی ہے:-

تَفَكَّرْ سَاعَةً خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةٍ سَمَنَةٍ

”کوئی غور و فکر کر کرنا سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔“

(مجھے اس کی سند نہیں ملی، مترجم) میں نے اس کتاب کا نام رکھا ہے:

کِتَابُ التَّفَكُّرِ الْإِعْتِبَارِ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى الْغِيَاظِ

پھر وہ مشاہدات ذکر کے جو درود و سلام کی فضیلت سے متعلق ہیں۔

میں نے درود و سلام کے فضائل و بشارات سے متعلق اتنے
دوسرا لطیفہ | مشاہدات دیکھے جو حساب و شمار سے باہر ہیں، مجھے اللہ

تعالیٰ سے امید کامل ہے کہ وہ مجھے مقصود تک پہنچائے گا اور میری نیت کو بہتر
 کرے گا۔ پہلی بشارت جو اس کتاب سے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مجھے دی
 گئی وہ غار الملح (نمک کا غار ہے)۔

میری سیدی علی مکی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری کا وقت
بشارت نبوی | تھا اور میں نے وہی غلوت میں اس کے متعلق دو باب تحریر

کئے، پھر میرے پیر بھائی سیدی احمد بن ابراہیم حیدری ہمارے ہاں تشریف لائے
 پس ہم سیدی احمد بن موسیٰ کے ہمراہ شیخ سیدی علی مکی رضی اللہ عنہ کی قبر پر جمع ہوئے
 جب نمازِ عشرِ پڑھ کر سب اپنے اپنے اوراد و وظائف سے فارغ ہوئے
 تو ہر شخص آرام کرنے کے لئے اپنے اپنے بستر پر دراز ہو گیا۔ میرے ساتھی تو سو
 گئے اور میں ایک تنہائی رات تک فضائل درود و سلام پر غور و فکر کرتا رہا، پس میرے
 پیر بھائی سیدی احمد بن ابراہیم تنید سے بیدار ہوئے، انہوں نے وضو کیا، نماز
 پڑھی اور جو چاہا دعا مانگی اور پھر گہری نیند سو گئے اور میں اسی طرح درود و سلام
 کی ترتیب میں مشغول رہا۔

بود و جہاں ہر کسے رانجیلے مر از ہمہ خوش خیال محمد صلی اللہ علیہ وسلم جاتی
 آپ پھر بیدار ہوئے اور فرمایا، بھائی! اللہ تعالیٰ سے میرے لئے ایسی دعا میں
 مانگیں جس سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع دے، میں نے عرض کیا آپ پر میرا کیا حال
 ظاہر ہوا ہے کہ میں آپ کیلئے دعا مانگوں؟ فرمایا، میں نے ابھی ابھی خواب میں
 ایک منادی کو یہ کہتے سنا ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کر لے گا
 ہمارے ساتھ دوڑے، پس میں نے اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں ڈالا اور ہم نے

بھی دوسروں کے ہمراہ دوڑنا شروع کیا، پھر ہم ایک مکان کے پاس پہنچے جس کا دروازہ بند تھا تمام لوگ دروازہ کھلنے کے منتظر تھے، میں نے دروازہ کھولنے کی کوشش کی لیکن وہ نہ کھل سکا، تم نے مجھے کہا اسے مسکین پیچھے بٹو! خود تم آگے بڑھے اور دروازہ کھل گیا میں نے تمہیں پیچھے ہٹایا اور تم سے پہلے اندر داخل ہو گیا وہاں رسول پاک علیہ السلام تشریف فرما تھے جب میں نے حضور کو دیکھا تو آپ نے اپنا چہرہ اقدس پھیر لیا اور ڈھانپ دیا اور فرمایا، اے فلاں! میری طرف نہ دیکھو، اپنا خیال رکھو، سر کا تمہاری طرف متوجہ ہوئے تمہیں پکڑا اور اپنے سینہ اقدس سے لگا لیا، میں مرعوب ہو کر سیدار ہو گیا۔

میں نے وضو کیا، نماز پڑھی اور حسبِ توفیق تلاوتِ قرآن کی، پھر میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ اپنے نبی کی دوبارہ زیارت کراوے۔

مشرف گریچ شد جامی ز لطفش خدایا اس کرم بار و گر کن!

میں پھر سو گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ وہی پہلا نقشہ آنکھوں کے سامنے ہے پہلے کی طرح میں نے اپنا ہاتھ ہاتھ میں دیا اور ہم نے دوڑنا شروع کر دیا ہم نے دیکھا کہ پہلے دروازے کے پاس لوگ کھڑے ہیں اور دروازہ پھیرا ہوا ہے، میں دروازہ کھولنے آگے بڑھا لیکن مجھ سے نہ کھلا، تم آگے بڑھے اور دروازہ کھول دیا اور تم سے پہلے اندر داخل ہو گیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موجود پایا، حضور نے مجھ سے منہ پھیر لیا اور فرمایا اے فلاں! جب تک یہاں ہو اپنا کام کرو! اور بھائی جان تمہاری طرف متوجہ ہوئے اور تمہیں اپنے ساتھ ملا لیا اور ظاہر ہے کہ تمنا ہے کوئی اعمال ایسے ضرور ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہیں اس لئے میں نے تم سے عرض کیا ہے کہ میرے لئے دعا کریں۔

اب مجھے پتہ چلا کہ میری نیت اچھی تھی اور حضور پر میرا درود و سلام پڑھنا مقبول ہے، مردود نہیں۔

میں نے یہ راز شیخ اور اپنے اس پیر بھائی کی زندگی میں ظاہر نہیں کیا، اللہ تعالیٰ ہم پر اور ان پر رحمتیں نازل فرمائے، میں نے کسی کو کچھ نہیں بتایا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بارہا مجھے دیدارِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف فرمایا اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر مزید فضل و کرم فرمائے گا اور درود و سلام پڑھنے والے انسانوں جنّات اور ملائکہ کے صدقے ہم کو زیارتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف فرمایا گا۔

تفسیر الطیفہ

شیخ احمد بن ثابت منقری فرماتے ہیں (درود کے فضائل میں سے جو میں نے دیکھے ہیں ایک یہ بھی ہے جب میں غارِ الملح (مکین غار) سے واپس یثرب کی طرف آیا اور میں نے اپنے شیخ سے سیر و سیاحت کی اجازت مانگی تو آپ نے مجھے اجازت دیدی، میں بنزرت کی بندرگاہ سے بحری جہاز میں سوار ہوا، سمندری ہوائیں ہمیں اٹھا رہی تھیں کہ ادھر ادھر لے پھرتی رہیں، یہاں تک کہ ساتھ تنگ ہو گئے اور انہیں بہت پریشانی لاحق ہوئی، میں بھی ان کے ساتھ تنگ ہو گیا، ہم نے آپس میں جہاز سے اتر کر خشکی پر پیدل چلنے کے بارے میں گفتگو کی پس میں نے اس رات کی پہلی تنہائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، آپ نے مجھ سے فرمایا، کل الشارح سفر کرو گے۔ میں نے عرض کیا حضور! اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ ہم کو امن و عافیت کے ساتھ سفر طے کروائے اور ہم کو تیز ہوا کسی حادثہ سے دوچار نہ کرے پھر میں نے عرض کیا سرکار! مجھے کوئی مفید نصیحت فرمائیں جس سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ دے، فرمایا مجھ پر جو درود و سلام بھیجتے ہو اس میں اضافہ کرو اور کھیل کود سے اپنے آپ کو الگ تھلگ رکھو، پھر میں نیند سے بیدار ہو گیا اور

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خوب درود و سلام بھیجا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے دوبارہ حضور کی زیارت سے مشرف فرمائے۔

پس میں سو گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ حضور پہلے کی طرح سامنے ہیں میں نے پہلے کی طرح پھر سوال کیا، آپ نے بھی پہلے والی گفتگو فرمائی اور مجھے زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھنے کی تاکید فرمائی اور فرمایا کھیل کود سے پرہیز کرو، مجھے پتہ نہ چلا کہ اس منع فرمانے سے مراد کونسا کھیل ہے کہ میں اسے چھوڑ دوں؟ پھر میں بیدار ہو گیا اور ساری بات اپنے ہمراہیوں کو بتا دی، انہوں نے کہا کہ یہ خواب اچھی اور سچی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد حق ہے اور وہ حضور ہی تھے، ہم لوگ آج اللہ کی برکت و مدد سے چل پڑیں گے جب دن چڑھا اور دھوپ پھیلی اور مسلسل ہوا میں چلنے لگیں تو میں حیران کھڑا تھا کہ الہی جنوں، اور انسانوں میں سے کوئی بھی تو حضور کی شکل میں ظاہر نہیں ہو سکتا آپ کی معصوم صورت تو بے مثل ہے۔

بلبل نے گل ان کو، قمری نے سروِ جانفزا
حسبِ ت نے جھنجھلا کر کہا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ)

میرے دل کو سکون نہ ہوا یہاں تک کہ ہوا تھم گئی، ہم دو تین میل چلے ہوں گے کہ اچانک نیز اندھی نے ہمیں آگھیرا اور ہمیں کنا سے پر لا ڈالا، میں نے نگر ڈال دیا بہت سے سوار اتر پڑے اور میں نے بھی ان کے ہمراہ اترنے کا ارادہ کیا اور وہ لوگ ایک چھوٹے تختے کے ذریعے اتر رہے تھے، مجھے راستہ نہ ملا کیونکہ اس پر ترکوں کی بھیر تھی، جب لوگ خشکی پر اترے اور تختہ دوبارہ واپس لوٹا تو میں نے اہل کشتی سے کہا، اگر مجھے نیچے اتار دو تو میں پانی سے بھرا ہوا برتن تمہارے پاس

لاؤں، انہوں نے کہا ہمارے پاس کافی مانی ہے، پھر نیتان نے کہا، ہوا کا رخ بدل رہا ہے ہیں چلنا چاہیے چنانچہ اس نے ان لوگوں کو بلایا جو خشکی پر اترے ہوئے تھے۔ وہ سب آدھے آدھے اور دو یا تین آدمی رہ گئے، ہوا تیز چلنے لگی جس سے ہم سفر کرنے لگے اور پیچھے رہ جانے والوں میں سے ایک شخص ہم سے آگیا، اس نے کتائے پر اتر کر کپتان سے بات کی کہ اس کے لیے تختہ تار میں تاکہ وہ بھی وار ہو سکے، وہ لوگ کشتی کے باؤبان اٹھا چکے تھے، کپتان نے جواب دیا کہ یہ ہوا سلامتی کی ہے اور موافق ہے لہذا ہم تیرا کسی اور کا انتظار نہیں کر سکتے پھر اس نے اسے تاکید کی کہ اپنی اشیائے ضرورت اپنے کسی ساتھی کو دیدے اور ہم نے اس دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے بخیر و عافیت سفر کیا اور ہم کو کسی خطرے کا سامنا نہ کرنا پڑا یہاں تک کہ ہم بخیر و عافیت منزل مقصود تک پہنچ گئے اور ہمیں اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ ہم پر مزید ایسا فضل و کرم فرمائے گا اور اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف فرمائے گا۔

چوتھا لطیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سلام پڑھنے کے فضائل ہیں سے ایک یہ ہے کہ میں نے ایک بات کو دوا آدمی دیکھے جو آپس میں لڑ جھگڑ رہے تھے پس ایک نے دوسرے سے کہا میرے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلو تاکہ حضور اکرم سے فیصلہ کر والیں وہ دونوں چل پڑے، میں بھی ان کے پیچھے ہولیا کیا دیکھتا ہوں کہ سرکار ایک بند جگہ پر تشریف فرما ہیں، ایک نے کہا یا رسول اللہ! اس شخص نے مجھ بہنیاں لگا لیے کہ میں نے اس کا گھر جلایا ہے، حضور نے ارشاد فرمایا، اس نے تم پر اقرار باندھا ہے لہذا اس کو آگ جلانے کی میں بیدار ہو گیا تو میں نے اس سے کوئی بات نہ لی اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ دوبارہ حضور کی زیارت نصیب فرمائے، پس میں سو گیا، کیا

دیکھتا ہوں کہ ایک منادی یہ اعلان کر رہا ہے کہ جو شخص نبی کریم علیہ السلام کا دیدار کرنا چاہے وہ ہمارے ساتھ دوڑ پڑے، میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ سفید لباس پہنے منادی کے پیچھے چل رہے ہیں، میں نے ایک شخص سے کہا میں تمہیں خدائے بزرگ و بڑتر اور اس کے نبی کریم کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے بتا دیجئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ اس نے کہا آپ فلاں مقام پر تشریف فرما ہیں تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ الہی اجود وودود و سلام میں حضور پر بھیجتا ہوں اس کے صدقے مجھے حضور کی خدمت میں سب سے پہلے پہنچا دے تاکہ میں تنہائی میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا مقصد حاصل کر سکوں، اتنا کہنا تھا کہ مجھے بجلی کی طرح کسی چیز نے اٹھایا اور حضور کی خدمت میں پہنچا دیا میں نے دیکھا کہ سرکارِ تنہا قبلہ رخ کھڑے ہیں اور چہرہ اقدس سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی ہیں، میں نے عرض کیا:

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ حضور نے مجھے مرحبا فرمایا اور میں نے اپنا چہرہ حضور کی گودِ اقدس میں رکھ دیا۔

سامنے رُوئے یار ہو، سجدے میں ہو سر نیبا ز
یونہی حرمِ ناز میں آکھٹوں پس نہ ناز ہو
میں نے عرض کیا سرکارِ امیں چاہتا ہوں کہ حضور مجھے کوئی ایسی نصیحت فرمائیں جس سے مجھے دنیا و آخرت میں فائدہ ہو، فرمایا، مجھ پر دو سلام پڑھنے کا اضافہ کر دو، میں نے عرض کیا حضور! مجھے اویا اللہ کے زمرے میں شامل فرمانے کی ضمانت چاہئے، فرمایا، میں اس بات کا ضامن ہوں کہ تمہارا خاتمہ بالخیر ہوگا، میں نے پھر عرض کیا حضور! مجھے ولی اللہ بنانے کی ضمانت چاہئے! فرمایا میں اس بات کا ضامن ہو کہ تمہارا خاتمہ ایمان پر ہوگا، پھر میں نے عرض کیا حضور! مجھے اس بات کی ضمانت دیں کہ میں ولی اللہ بن جاؤں، فرمایا تمہیں معلوم نہیں کہ تمام

اولیاء اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ ان کا خاتمہ بالآخر ہو، میں ضامن ہوں کہ تمہارا خاتمہ بالآخر ہوگا۔

میں نے عرض کیا ٹھیک ہے حضور! مجھے منظور ہے، پھر میرے دل میں یہ شوق چھکیاں لینے لگا کہ اللہ تعالیٰ مجھے سیدنا خضر علیہ السلام کی زیارت سے مشرف فرما دے، میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ میرے پوچھنے سے پہلے ہی حضور نے فرمایا مجھ پر کثرتِ درود و سلام لازمی کر لو اور اس مقام کی زیارت کرنے کا کردار جو وصف تمہیں مقامِ خاص تک پہنچانے میں معاون ہوگا، ہم اس کو مکمل کریں گے، میرے دل میں فخر و فرحت کی لہر دوڑ اٹھی کہ میں نے اہل زمین و آسمان کے آقا کی زیارت کی تھی، میں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ عرض کیا حضور! کوئی نبی ہو یا رسول، تمام اولیاء اللہ ہوں یا سیدنا خضر علیہ السلام، ان سب نے آپ ہی سے اقتباسِ نور کیا ہے آپ ہی کے بحرِ جود و عطا سے چلو بھرا ہے۔ (بقول اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ)۔

چمک نہجہ سے پلتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے، چمکانے والے

لہذا جب میں نے حضور کی زیارت کر لی تو گویا ان سب کی زیارت ہو گئی واللہ پھر وہ لوگ داخل ہوئے جنہیں میں سمجھے چھوڑ آیا تھا سب کے سب بلند آواز سے پڑھتے آہے تھے: الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔ یہ لوگ بارگاہِ اقدس میں داخل ہوئے میں سرکار کے پہلو میں بیٹھا تھا، آپ انہی طرف متوجہ ہوئے اور انکو بشارتیں سنائیں صرف ایک شخص ایسا تھا جسے حضور نے دھتکار دیا اور فرمایا اے دھتکارے ہوئے اپنی راہ لو۔

غضب ہے ان کے خدا بچائے جلال باری عتاب میں ہے رضا
اے آگ کے چہرے والے! میں نے اس شخص کو غور سے دیکھا تو اس کا

جس بات کو ان لوگوں سے الگ ٹھنک مٹھا کیونکہ وہ شیطان مٹھا، جب ان لوگوں سے حضور کی گفتگو ختم ہوئی، فرمایا اب تم لوگ جاسکتے ہو! اللہ تمہیں برکت دے مجھے اپنا کام کرنے دو اور دستِ اقدس سے مجھے اشارہ فرمایا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں شریف ہوں؟ فرمایا ہاں! تم شریف ہو، میں نے عرض کیا، حضور میں شریف ہوں آپ کی نسل سے ہوں، فرمایا تم میری نسل سے ہو، اس پر میں نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا، پھر میں نے عرض کیا مجھے ایسی وصیت فرمائی جو میرے حق میں نفع مند ہو، فرمایا مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو اور دنیا سے دل نہ لگانا اور کھیل کود سے پرہیز کرو۔

میں تبید سے بیدار ہو گیا، دل میں سوچا کس کھیل کی طرف اشارہ مٹھا کہ اسے چھوڑوں؟ میں نے اپنے اعمالِ شب و روز کو دیکر دیکر دیکھا مگر مجھے ان میں کوئی کھیل کو نظر نہ آیا تو میں نے اپنا معاملہ سپرد خدا کر دیا اور میں نے دل میں کہا، شاید اس کا تعلق میرے مستقبل سے ہو، برائی سے پھیرنے اور نیکی کی توفیق دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اللہ کے عذاب سے وہی بچ سکتا ہے جس پر وہ مہربانی فرمائے۔
 کیا فائدہ فکری بیش و کم سے ہوگا ہم کیا ہیں جو کوئی کام ہم سے ہوگا
 جو کچھ کہ ہوا، ہوا کرم سے تیرے جو کچھ ہوگا، ترے کرم سے ہوگا (ذوق)
 درود شریف کے فضائل میں سے جو میں نے دیکھا

پانچواں لطیفہ

ہے ایک بھی ہے کہ ایک رات کو میں بیدار ہوا، رات کے درمیان نے جھپٹ میں نے اپنا درودِ وظیفہ پڑھا اور بیٹھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درودِ سلام پڑھنے لگا مجھے نیند کی وجہ سے اونگھ آنے لگی، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جگر اہوا شخص ہے جسکی کمر میں ٹخنوں تک تار کول کی شلوار ہے جسم اور سر بہت بڑا ہے چہرہ سیاہ اور ناک بڑی ہے، چہرے پر زخموں یا خراشوں کے نشانات ہیں

ایک قوم اس کو گھسیٹے جا رہی ہے، میں نے کہا اسے قوم! میں تم سے اللہ اعظم اور
نبی کریم اہل و علیہ وسلم کا واسطہ دیکھ کر کہتا ہوں کہ مجھے بتاؤ یہ شخص کون ہے؟
انہوں نے کہا یہ ابوہل ملعون ہے، میں نے کہا اسے دشمن خدا! یہ ہے تیری اور
ہر منکر خدا و رسول کی سزا، پھر میں نے عرض کیا الہی! یہ تیرا اور تیرے نبی کا دشمن ہے
الہی! جس طرح تو نے مجھے حضور کا دشمن دکھایا ہے اسی طرح اپنے نبی کی زیارت
سے بھی مشرت فرمایا! رحمہم الرحمن! پھر میرا کہہ کر ایک ایسی زمین پہنچا جسے پہچانتا نہیں
کیا دیکھتا ہوں کہ میرا ایک واقف مرد صالح حج بیت اللہ کے لئے چار ہا ہے
میں نے اسے سلام کیا، اس نے سلام کا جواب دیا، میں نے پوچھا کہاں کا ارادہ
ہے؟ کہنے لگا مسجد نبوی کی طرف، میں بھی اس کے ہمراہ چل پڑا، ہم مسجد میں داخل
ہوئے، اس نے کہا یہ رہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد، میں نے کہا، یہ
مسجد تو رسول اللہ کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف فرما ہیں؟ کہا
ابھی تیرے پاس تشریف فرما ہوں گے۔

پس رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اندر رونق افروز ہوئے آپ کے ہمراہ ایک
مرد کامل تھا جس کا خون عربی اور چہرہ نورانی تھا، میں نے حضور کی خدمت میں
سلام عرض کیا، فرمایا خلیل الرحمن ابراہیم علیہ السلام ہیں انکو سلام کرو! میں نے
ان کو سلام کیا، میں نے دونوں (نبی پاک اور خلیل الرحمن علیہما السلام) سے دعا کی
درخواست کی، دونوں نے مجھے دعا دی، پھر میں نے ہر دو حضرات سے خدائے
کی درخواست کی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہارے خاتمہ بالخیر کا ضامن
ہوں، پھر میں نے عرض کیا سرکار! مجھے کوئی مفید نصیحت فرمائیے، فرمایا درود و سلام
میں اضافہ کرو اور میں نے عرض کیا حضور! جب میں درود و سلام بھیجتا ہوں، کیا آپ
سماعت فرماتے ہیں؟ فرمایا ہاں! اور یہی نہیں بلکہ تیری مجلس میں ملائکہ مقرر ہیں

بھی حاضر ہوتے ہیں، میں نے عرض کیا سرکارِ امیر سے ضامن بن جائیں، فرمایا تم میری ضمانت ہیں ہو، پھر میں نے عرض کیا، میرے ساتھیوں کو بھی حضور کی ضمانت مل جائے! فرمایا تیرے ساتھی بھی میری ضمانت میں ہوں گے، میں نے عرض کیا، میرا فلاں ساتھی؟ فرمایا وہ مردِ صالح ہے، پھر میں نے اپنے شیخ کے متعلق پوچھا تو فرمایا، وہ اولیاء اللہ ہیں سے ہے۔ میں نے عرض کیا حضور! میں پابستہ ہوں کہ آپ ہر اس مسلمان کے ضامن ہوں جو درود و سلام پر کبھی کبھی میری اس کتاب کو پڑھے فرمایا میں اس کے پڑھنے والے کا ضامن ہوں اور اس کا بھی جو اس کتاب میں لکھے گئے حصیوں کے ساتھ درود و سلام بھیجے، تم اس پر کاربند رہو اور اس میں کچھ اضافہ بھی کرو جو مانگو گے ملے گا۔

پھر میں نیند سے بیدار ہو گیا، مجھے اللہ سبحانہ سے اور ترقی کی امید ہے اور یہ بھی کہ اپنے فضل و کرم سے وہ دنیا و آخرت میں اپنے نبی کے چہرہ اقدس کی زیارت سے ہم کو محروم نہ فرمائے۔ امین۔

چھٹا لطیفہ نبی کریم علیہ السلام پر درود و سلام کے فضائل میں سے جو میں نے دیکھا ہے ایک یہ بھی ہے کہ ایک دن میں دہوار سے پشت لگائے قبلہ رخ قلم ہاتھ میں اور تختی گود میں لئے درود و سلام کے موضوع پر مضمون کو ترتیب دے رہا تھا کہ طبیعت بوجھل ہونے لگی اور اونگھ آنے لگی میں سو گیا، دیکھنا کیا ہوں کہ دیوان زمین ہے آبادی کا نام و نشان نہیں، میری نظر ایک جامع مسجد پر پڑی، کچھ لوگ اندر ہیں اور کچھ دوازے پر کھڑے ہیں میں بھی اندر چلا گیا، دیکھ رہا تھا کہ کہاں بیچٹوں؟ مجھے کوئی جگہ نہ ملی، ایک حسب نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ محراب و منبر کے درمیان آجاؤ! میں ان کے قریب ہوا تو انہوں نے مجھے اپنی جگہ بٹھانا چاہا، مجھے حدیث یاد آگئی اور میں نے کہا،

آپ اس حدیث کو نہیں جانتے جو ایسے شخص سے متعلق ہے جو کسی کی جگہ پہنچ جائے؟
 بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک صاحب بولے، کھل کر بیٹھیں اللہ تعالیٰ انکجا نش
 پیدا کر دیگا، پس ان لوگوں نے میری گنجائش نکالی اور میں ان کے درمیان بیٹھ گیا۔
 میں نے اپنے دائیں طرف ایک نوجوان کو دیکھا اس سے خوبصورت ہیں نے کوئی
 جوان نہیں دیکھا میں اس کے نورانی چہرے اور حسین قدر پر حیران تھا، نیک نیتی کے
 آثار اس کے چہرے سے عیاں تھے میں نے دل میں کہا اس کے نام و نسب کو
 ضرور معلوم کروں گا چنانچہ میں نے کہا، جناب میں تمہیں خدا سے بزرگ و بڑتر اور
 اس کے نبی اکرم علیہ السلام کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کہ آپ کا نسب کیا ہے؟ وہ
 کہنے لگے تمہیں میرے نسب سے کیا غرض؟ میں نے کہا، آپ کے چہرے سے
 نیک لوگوں کے آثار عیاں ہیں لہذا میں آپ کی صحبت سے مستفید ہونا چاہتا ہوں
 کہا میرا نام رومان ہے اور نسب کے لحاظ سے فرشتہ ہوں۔ میں نے کہلے تجھے ایک
 لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کا واسطہ! مجھے اپنا صحیح صحیح نام و نسب بتانا، اس نے کہا اے
 بندہ خدا! میرا نام رومان اور نسب فرشتہ ہے، میں نے تین مرتبہ ہی سوال کیا
 اور اس نے تین مرتبہ ہی جواب دیا، میں نے کہا تمہیں انسانوں کی مجلس میں
 کیا چیز لے آئی؟ اس نے لہا یہ جتنے تمہیں نظر آئے ہیں سب ملائکہ مقربین اور
 روحانی اہل ایمان ہیں، میں نے کہا، میں آپ کی صحبت اختیار کرنا چاہتا ہوں، کہا
 کہ ہمیشہ صحبت میں رہنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں! کہا تمہیں میری صحبت
 ایک ساعت کے لئے بھی پیش نہیں ہو سکتی ہاں میں تجھے ایک مومن جن اور ایک
 مومنہ عقیبہ کی صحبت اختیار کرنے کا حکم دیتا ہوں، میں نے کہا بہتر۔
 میں نے دل میں کہا یہ لوگ جب مجھ سے صحبت کریں گے تو میرے حق کی
 رعایت کریں گے اور میرے ہر دشمن کو دبا دیں گے، اب اس نے آواز دی اے فلاں!

اُسے فلاتی اُکیا دیکھنا ہوں کہ ایک مرد اور ایک عورت سامنے کھڑے ہیں، اس نے دونوں سے کہا کہ اس آدمی سے ہمیشہ مصاحبت رکھنا، مرد نے کہا یہ شخص مجھے ذریعہ دشمنوں کو دہانا چاہتا ہے اور ہم سے تو یہ ہو نہیں سکتا اور یہ دراصل فضا قدس سے اُٹکا کر آیا ہے، میں نے جب ان کی یہ گفتگو سنی تو طبیعت ان سے اُٹا گئی اور میں نے اسے کہہ دیا کہ مجھے تمہاری صحبت کی کوئی ضرورت نہیں۔

پھر میں نے اس سے کہا اے میرے آقا! میں آپ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی کریم علیہ السلام کا واسطہ دیکر استدعا کرتا ہوں کہ آپ مجھے بتائیں، یہ ملائکہ مقربین کون تھے؟ انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ حضرت جبریل میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام تھے، میں نے کہا، میں آپ سے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست جبریل علیہ السلام دکھادیں، اتنے میں محراب کے سامنے سے ایک شخص نے کہا، میں بندہ خدا جبریل ہوں، میں ان کے قریب ہو گیا تو وہ اتنے حسین تھے کہ میری آنکھ نے ایسا کوئی حسین نہ دیکھا تھا، میں ان کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے دعا فرمانے کو کہا پس انہوں نے میرے لئے دعا فرمائی، پھر میں نے عرض کیا حضور! میں آپ سے خدا سے بزرگ اور نبی کریم علیہ السلام کا واسطہ دیکر سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھے کوئی نفع وصیت فرمائیں فرمایا خوش نصیب تیرے پاس آئے گی اس سے بچنا امانتِ محبت کرنا اور اسے پہچانتا میں نے کہا میں آپ سے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کا واسطہ دیکر سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھے سید میکائیل علیہ السلام کی زیارت فرمادیں۔ اہل مجلس میں سے ایک صاحب نے میں بندہ خدا میکائیل ہوں میں ان کے قریب ہوا اور ان سے التماس دعا کی پس انہوں نے میرے لیے دعا فرمائی میں نے کہا، حضور میں آپ سے خدا سے بزرگ اور رسول کریم علیہ السلام کا واسطہ دیکر عرض کرتا ہوں کہ آپ مجھے کوئی سودمند نصیحت فرمائیں۔

فرمایا عدل و انصاف کو اپنے اوپر لازم کر لو پھر میں نے ان کو خدا سے

بزرگ اور نبی کریم کا واسطہ دے کر عرض کیا کہ مجھے سیدنا اسرافیل علیہ السلام کی زیارت کروادیں۔ پس ایک صاحب کھڑے ہوئے کہ ان جیسا پر نور چہرہ میں نے نہیں دیکھا، فرمایا میں بندہ خدا اسرافیل ہوں، میں ان کے قریب ہوا اور ان سے دعا کی درخواست کی، انہوں نے مجھے دعا دی، میں نے دل میں کہا میرا برا ہو، یہ اللہ تعالیٰ کے ملائکہ ہیں یا مجھے استدراج ہو گیا ہے یہ اسرافیل علیہ السلام کیسے ہو سکتے ہیں؟ جب کہ ان کے بارے میں حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے کہ ان کا نعر عرش کیچے ہے اور ان کے پاؤں ساتویں زمین سے بھی نیچے ہیں بہر حال دل کو اطمینان حاصل نہ ہو سکا حتیٰ کہ وہ دوکر کھڑا ہو گیا اس کے پاؤں تو زمین میں دھنس گئے اور سر مسجد کی چھت توڑ کر آسمان سے بانس کرنے لگا اب پاؤں تو زمین میں دھنسے ہوئے تھے اور سر آسمان پر جا رہا تھا، میں اس کے ساتھ لٹک گیا اور میں نے کہا، میں تجھے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کا واسطہ دیکر کہتا ہوں کہ اپنی اصلی صورت پر اللہ کا فرشتہ بن جا، پھر وہ اپنی پہلے والی صورت پر لوٹ آیا، میں نے اسے خدا مصطفیٰ کا واسطہ دیکر کہا یا سید عالم مجھے کوئی پسند سود مند فرمائیں، کہا دنیا کو ترک کر دو رضائے مولا پاؤ گے، جو کچھ ہاتھ میں ہے اسے چھوڑ دو اللہ کی محبت سے سرفراز ہو گے،

میں نے اسے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کا واسطہ دیکر عرض کیا کہ مجھے سیدنا عزرائیل کی زیارت کروادیں پس ایک صاحب کھڑے ہوئے جن سے زیادہ خوبصورت شخص نہ دیکھا تھا انہوں نے کہا میں بندہ خدا عزرائیل ہوں، میں ان سے قریب ہوا اور دعا کا خواستگار ہوا، انہوں نے مجھے دعا دی، پھر میں نے ان کو خدا و رسول کا واسطہ دیکر کہا کہ بوقت موت مجھ سے نرمی برتیں، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود و سلام پڑھتے رہو، میں نے مفید نصیحت کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا، یاد کرنے رہو اس (موت) کو جو لذتوں کو ختم کرنے والی، آباؤ اجداد کی قاتل بیٹیوں اور بیٹیوں کو جلا کر نیوالی مار دیا کو قبض کرنے والی سوائے اس ذات کے جو زمین و آسمان کو پیدا کرنے والی ہے۔

پھر میں بیدار ہو گیا اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں سے مجھے
 فائدہ دیگا اور مجھے ان کی نصیحتوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے گا اور ان کے
 صدقے موت کے وقت مجھ سے نرمی کا برتاؤ فرمائے گا اور مجھے دونوں جہانوں میں
 ہمارے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف فرمائے گا الہی امین اتمام
 نسیبار و مرسلین پر سلام ہو اور سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کے فضائل سے
ساتواں لطیفہ متعلق جو شہادت مجھے کرائے گئے ان میں سے ایک

یہ بھی ہے کہ خواب میں دیکھتا ہوں کہ جنگل میں ایک منبر ہے جس پر میں چڑھ بیٹھا جب
 میں اسکی کئی سیڑھیوں پر چڑھ گیا تو میں نے زمین کی طرف دیکھا، کیا دیکھتا ہوں کہ زمین
 سے دور ہوا میں ایک منبر ہے، میں نے دل میں کہا مجھے کیا عذر ہے جہاں تک اللہ
 تعالیٰ بلند فرمائے گا، چڑھنا جاؤں گا اور جہاں تک پہنچائے گا، پہنچوں گا اور واپسی کا
 راستہ تو نظر نہیں آتا بہر حال میں کئی درجے اوپر چڑھ گیا، جب مڑ کر دیکھا تو صرف وہ
 درجہ نظر آیا جس پر میرے پاؤں تھے، باقی کچھ نظر نہ آیا، میں نے دائیں یا میں دیکھا
 تو صرف ہوا پر نظر پڑتی تھی، میں نے درود و سلام کا واسطہ دیکر اللہ تعالیٰ سے دعا
 کی کہ وہ مجھے سلامتی کی راہ چلائے، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سیاہ دھاگہ ہے جیسے
 پلصراط، میں نے دل میں سوچا یہ پلصراط ہے جس نے مجھے آگھیرا ہے اور میرے
 پاس اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کے علاوہ
 کوئی عمل ایسا نہیں جو اس کھٹن منزل کو عبور کرنے میں کام آئے، بقول امام احمد ربیع
 ان کے شمار کوئی کیسے ہی نہ ہو جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں
 میں نے ہائف غیبی کو یہ کہتے سنا کہ اگر اس منزل کو عبور کر دے گا تو اس کنا سے
 پر رسول اکرم علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کرام کی ملاقات سے مشرف ہو گے، یہ بات

سن کر میں پھولے نہ سما یا اور میں نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں درود و سلام کا وسیلہ پیش کیا تو مجھے ایک نورانی بادل نے اٹھایا اور رسول اللہ کے قدموں میں لاؤ والا دکھنیا کیا ہوں کہ سرکارِ والا تشریف فرما ہیں حضرت ابو بکر صدیق آپ کے دائیں طرف، حضرت عمر فاروق بائیں طرف، حضرت عثمان غنی پیچھے اور حضرت علی شیر خدا سامنے کھڑے ہیں۔ سامنے روئے یار ہو سجدے میں ہو کر نیاز

یونہی حریم ناز میں آکھٹوں پس نماز ہو !!!

میں نے عرض کیا حضور میرے ضامن ہو جائیں، فرمایا میں تمہارا ضامن ہوں اور تمہارا خاتمہ بالآخر ہو گا، میں نے دعا کی درخواست کی، فرمایا مجھ پر بکثرت درود و سلام پڑھنا لازم کرو اور فضول کھیل کو دسے دور رہو۔

پھر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کیا ماموں جان ایسے لئے دعا فرمائیں، آپ نے میرا کندھا پکڑا اور جھنجھوڑ کر فرمایا، میں بھی تیرا دادا ہوں اور حضور کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، سرکار بھی تیرے دادا ہیں۔

جب انہوں نے میرا کندھا پکڑ کر جھنجھوڑا تو میں دہشت زدہ ہو کر بیدار ہو گیا، اب میرا کندھا درد کر رہا تھا، میں اپنی غفلت، جہالت اور بھول پر سخت نادم تھا کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ماموں جان کہہ کر بلایا، بخدا! کتنے دن میں اس بات پر پریشان رہا، جب ہوش ٹھکانے لگے تو حضور علیہ السلام کے اس فرمان پر سوچ بچار میں پڑ گیا کہ حضور بار بار فرماتے ہیں، کھیل کو دسے دور رہو! میں سوچ رہا تھا کہ کس کھیل میں میں مشغول رہتا ہوں تاکہ اسے ترک کر دوں؟ جب کئی دن اسی طرح گزر گئے تو سوچ میں ایک کھیل میں پڑ گیا، یہ کھیل ایک ملکیت اور رشتہ کا تنازعہ تھا، میں اس جھگڑے میں ایک ٹیک آدمی کی وجہ سے پڑ گیا تھا، نظریہ ظاہر شرعی طور پر یہ ایک امر مستحسن تھا اور مجھے طویل مدت کے بعد تہ چلا کہ یہ تنازعہ کھیل کس لحاظ سے ہے، نتیجاً سال بھر

گزر گیا اور مجھے رسول پاک کی زیارت نہ ہوئی، جب جھکڑے نے طول کھینچا تو میں نیتِ اعتکاف پہاڑ کی طرف اس امید پر چل پڑا کہ شاید اللہ تعالیٰ مجھے اس شخص سے ملائے تاکہ میں اس سے تحقیق حال کہ سکوں، رات کو میں اس مقام پر بیٹھا ہوا تھا کہ تین نیک آدمی میرے پاس آکر کھڑے ہو گئے، مجھ سے پوچھنے لگے کہ یہاں کیوں آئے ہو؟ یقیناً تیرے اور تیرے چچا کے درمیان جو تنازعہ ہے وہی تمہارے آنے کا سبب ہے سنو! اس کی بیٹی، تمہاری بیوی اور تم اس کے خاوند نہیں ہو سکتے، اپنی جان چھوڑو اور اس کھیل کو ختم کرو اور اپنے کام میں محنت کرو، اگر یہاں ٹھہرنا ہے تو بڑی خوشی سے اور اگر جانا ہے تو فی امان اللہ (خدا حافظ)۔

میں نے دل میں کہا، میری خرابی یہی وہ کھیل ہے جس سے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا، میں نے اس میں غور کیا، ہائے میری طویل غفلت! میری فکر کہاں چلی گئی تھی؟ کہ بس چیز سے رسول اللہ نے مجھے منع فرمایا میں اس کو بھول گیا، یہاں تک کہ سال بھر سے زیادہ عرصہ مجھے رسول اللہ کے دیدار سے محروم کیا گیا میں نے بارگاہِ خداوندی میں توبہ کی اور رسول پاک کی بارگاہ میں رجوع کیا، کچھ دن تو یونہی اپنے کیے پر نام ہوتا رہا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درود و سلام کے وسیلہ سے دعا کرتا رہا کہ مجھے سرکار کا دیدار ہو جائے اور شرفِ کلام بھی حاصل ہو جائے تو میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوں اور وہ مجھ سے باز پرس فرما رہا ہے اس بات پر کہ میں نے اسے بھی اہل دنیا کے ساتھ ساتھ دیوی معاملات میں شامل کر لیا ہے اور مجھ سے اس کھیل پر بھی باز پرس فرما رہا ہے جو میں کھیل چکا تھا۔

میں عرض کر رہا ہوں، اے میرے رب! تیرا فضل و کرم ہے اے میرے رب! تیرے جو کرم اور رحمت کا خواہستگار ہوں اور وہ برابر مجھ سے باز پرس فرما رہا ہے یہاں تک کہ میں نے دل میں کہا،

میں دوزخی ہو چکا ہوں ط

وہ آنکھ پھیر دیں تو قیامت سے زندگی
فوراً میرے دل میں یہ بات آئی کہ یہ کیونکہ ہو سکتا ہے؛ جب کہ رسول اللہ مجھے
جہنم سے بچانے کے ضامن بن چکے ہیں
ہم بد ہیں یا اچھے ہیں، میں اس خبر تو تمہارے
نسبت بہت اچھی ہے اگر حال برا ہے

میں نے کہا الٹی باتیں تیرے حبیب پر درود و سلام بھیجتا ہوں اور وہ میرے
ضامن ہیں، پھر کیا دیکھتا ہوں کہ سلسلے میں رسول پاک تشریف فرما ہیں اور فرما رہے
ہیں، میں صاحب شفاعت ہوں، میں صاحب عنایت ہوں اور میں صاحب
الوسیلہ ہوں، میں نے کسی کلمے والے کو کہتے سنا، اے رب! کیا یہ شخص جہنمی ہے؟
فرمایا نہیں، یہ جہنم سے محفوظ رہے گا۔ میں گھبرا کر جاگ اٹھا، مجھے اللہ تعالیٰ سے
امید کامل ہے کہ مجھ پر اپنی رحمت کاملہ سے احسان فرمائے گا اور پستی کے دن
(قیامت) مجھے رسوا نہیں فرمائے گا۔

اور درود و سلام کے فضائل میں سے جو میں نے دیکھے
آنکھ وال لطیفہ ہیں ایک یہ بھی ہے کہ جب میں عیالدار ہو گیا تو میرے

دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کچھ طلباء اپنے پاس رکھ لوں تاکہ ان سے مانوس بھی رہوں
اور باجماعت نماز بھی ادا کر سکوں اور اس طرح ان سے فائدہ حاصل کر دوں، بعض
بھائیوں کے ساتھ تقریباً سال بھر اس جستجو میں لگا رہا، اس عرصہ میں خدا کا فضل
و کرم شامل حال رہا، میرے دل میں یہ بات آئی کہ صرف قرآن کریم کا علم حاصل کرنے
والے طلباء ہوں اور میں انکی تعلیمی خدمات بغیر کسی ذبیوی مفاد کے سرانجام دوں
صرف امید پر کہ اللہ تعالیٰ میرا حشر بھی ان کے زمرہ میں کرے جب طلباء کی تعداد

زیادہ ہو گئی تو اب ان کے خورد و نوش وغیرہ کا اہتمام بھی اتنا ہی زیادہ کرنا پڑا، ان کے وجہ سے دنیا کا حیلہ بھی مجھ پر چل گیا اور اس نے مجھے اپنے جال میں پھنسا لیا اور اپنے دام میں مجھے قید کر لیا، میں غفلت کے گڑھے میں جا کر اور نقصان اٹھانے لگا، اب میں مباح طریقوں سے روزی حاصل کرتا اور اسکو شرمناکھی گمان کرتا، اب میرے بعض نیکو کار بھائیوں نے جن کے ہمراہ میں زہد کا راستہ طے کر چکا تھا مجھے طلبہ کی تعلیم اور خورد و نوش کے جھیلوں میں پڑنے سے روکا اور ڈانٹ ڈپٹ کی اور دنیاوی معاملات میں داخل ہونے سے منع کیا بہر حال مجھ پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا، تو میں نے خواب میں کچھ لڑکیاں دیکھیں ایسی حسین جیسے موٹی آنکھوں والی سوری ہوں، حسن و جمال میں بے مثل و بے مثال، سر سبز لباس پہنے میری طرف آرہی ہیں، حبیب میرے قریب آئیں تو میں نے ان میں اپنی نالی کو پہچان لیا، دنیا میں یہ بڑی نیک اور نجیب الطرفین خاتون تھیں، میں نے سلام کیا اور کہا کیا آپ مر نہیں گئیں؟ فرمایا ہاں! میں مر چکی ہوں، میں نے کہا، اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا؟ فرمایا مجھ پر اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل و کرم کیا ہے اور میں حضرت فاطمہ الزہراء علیہا السلام کے پاس رہتی ہوں اور وہ یہ تمہاری طرف تشریف لارہی ہیں، میں نے کہا کہاں؟ فرمایا یہ سامنے جو لڑکیاں آرہی ہیں، ان میں۔

سیدہ سلام اللہ علیہا میری طرف متوجہ ہوئیں، چہرہ الوند سے نور کی شعائیں پھوٹ رہی ہیں، بقول امام احمد رضا بریلویؒ:

تیری نسل پاک میں ہے کچھ کچھ نور کا تو ہے عین نور تیرا سب گھراٹا نور کا

فرمایا یہ ہیں احمد بن ثابت! رسول پاک پر کثرت سے درود و سلام پڑھنے والے؟ میں نے عرض کیا، یہ سب رب تعالیٰ کا فضل ہے جس نے مجھے اس کی توفیق بخشی اور مدد فرمائی۔

جناب سیدہ نے مجھ سے فرمایا، کیا بات ہے؟ دنیاوی اہتمام کی وجہ سے ہم سے غافل ہو گئے ہو، جس مشغلہ میں پڑے ہو اس سے باز آ جاؤ اور یہ اہتمام چھوڑ دو! میں نے عرض کیا ٹھیک ہے سرکار! فرمایا، میں تم سے اس وقت تک جدا نہ ہونگی جب تک میرے ابا حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر وعدہ نہ کرو کہ اُسندہ ایسا نہ ہو گا اور دنیاوی مشاغل میں کبھی نہ پڑو گے۔

سیدہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور چل پڑیں، میں بھی ہمراہ چل پڑا یہاں تک کہ ہم ایک اجنبی شہر میں داخل ہو گئے۔ وہاں میں نے ایک بڑی جماعت کو دیکھا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھ رہے ہیں انکی صحیح تعداد اللہ ہی بہتر جانتا ہے، وہ باواز بند یہ درود شریف پڑھ رہے تھے:

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

میں بھی ان کے پاس چلا گیا اور نبی علیہ السلام پر درود و سلام پڑھنے لگا، میں نے قوم کے آگے چڑنا شروع کیا اور سیدہ فاطمہ میرے ساتھ ساتھ چل رہی تھیں یہاں تک کہ سیدہ نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لا کھڑا کیا، میں نے دیکھا کہ حضور اپنے دس ساتھیوں کے ہمراہ تشریف فرما ہیں، یہ تمام حضرات کھانا اور گوشت تناول فرما رہے ہیں، میں نے دیکھا کہ حضور کے ہاتھ میں نشانے کا گوشت ہے جسے آپ تناول فرما رہے ہیں، حضور کا رخ انور اپنے صحابہ کی طرف ہے اور آپ ان سے مصروف گفتگو ہیں، میں ادب و احترام کی وجہ سے سلام نہ کر سکا، میں نے دل میں کہا، جب تمام حضرات کھانے سے فارغ ہو جائیں گے تب سلام کروں گا۔ پس میں ان لوگوں کے ہمراہ نبی علیہ السلام پر درود و سلام میں مصروف ہو گیا، میری نگاہیں حضور کے چہرہ اقدس پر مرکوز تھیں، درود و سلام میں بلند ہونیوالی آوازیں سے میری آنکھ کھل گئی۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے فضل و کرم سے ہمارے

عصیب اور بارگاہِ خداوندی میں ہمارے وسیلہ سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دیدار سے مشرف، فرمائے آمین والحمد للہ رب العالمین ہے
یا الہی! جب رضا نے خفتہ کی آنکھیں کھلیں
شادی دیدارِ حسنِ مصطفیٰ کا ساتھ ہوا!

(امام احمد رضا خاں بریلوی)

نور ال لطیفہ | درود و سلام کے فضائل میں سے جو میں نے دیکھے ہیں
ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ میں نے سید علی الحج کو جو ایک

نیک بزرگ، اہل اسلام کے بلند پایہ عالم اور سیدی ابوالخیت القشاشی (اللہ ان کی برکتوں سے ہمیں نفع دے) کے ملنے والوں میں سے تھے، وفات کے بعد خواب میں دیکھا، میں نے ان سے پوچھا جناب! اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا بڑا و کیا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و رحمت سے میری عزت افزائی فرمائی، میں نے اسے رحیم و کریم پایا، میں نے بعض اپنے بھائیوں کے متعلق پوچھا جو ان کے ساتھ فوت ہوئے تھے، فرمایا وہ بھی خیریت سے ہیں۔

میں نے عرض کیا، مجھے کوئی وصیت فرمائی جو فائدہ مند ہو، فرمایا تم پر لازم ہے کہ اپنی مال کی خدمت کرو کہ وہ نیک بی بی ہیں۔ پھر میں نے کہا جناب! میں آپ سے خدائے بزرگ اور اس کے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کہ آپ پر ہمارے حال اور ہماری جدوجہد کا طور کیسا رہا؟ فرمایا، میں نے تجھے پوری پوری وصیت کر دی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام میں اضافہ کرو اور میں نے درود و سلام کی جو نظم لکھی ہے اس میں اس کا اضافہ بھی کرو اور بھی اضافہ کرو۔ میں نے عرض کیا کیا آپ کو پہنچ جاتا ہے؟ اور آپ کو میرے منظوم درود و سلام کا پتہ کیوں کر چل گیا؟ جب کہ میں نے وہ آپ کی وفات کے بعد نظم کیا۔

فرمایا نجد اس کا نور سات زمینوں اور ساتوں آسمانوں میں چمک اٹھتا ہے، اس کو اپنے اوپر لازم کر لو اور اس میں مزید اضافہ کرو!

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم کو ان لوگوں میں سے کر دے جن کے دلوں کو اس نے اپنے ذکر اور اپنے نبی علیہ السلام کے درود و سلام سے زندہ کر دیا ہے اور ہم کو اور ہمارے دوستوں کو حضور کے پیروسیوں میں سے کر دے اور دنیا و آخرت میں اپنے فضل و کرم سے اپنے نبی کے دیدار سے محروم نہ کرے، وہی توفیق کا مالک ہے، نہ اس کے بغیر کوئی رب ہے نہ کوئی معبود۔

اور درود و سلام کے فضائل میں سے جو میں نے دیکھے

دسواں لطیفہ

ہیں ایک یہ بھی ہے کہ ایک شب کو میں نے خواب میں ایک منادی کو سنا جو اعلان کر رہا تھا کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنا چاہتا ہے ہمارے ساتھ دوڑے پس میں منادی کے ہمراہ دوڑ پڑا، کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ اس کی طرف آرہے ہیں، ہم بھی ایک بلاخانے کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب چل پڑے، میں دروازے کی بائیں طرف سے داخل ہونے لگا لوگوں نے باؤار بلند کہا دائیں طرف سے جاؤ! مجھے دروازہ مل گیا میں اندر داخل ہو گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ہمراہ تشریف فرما ہیں جب میں قریب ہوا تو میرے اور ان حضرات کے درمیان بادل حائل ہو گیا اور مجھے کسی کا چہرہ نظر نہ آیا، میں نے کہا: اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَيِّدُ الْاٰلِ الْکَرَمِ وَالرِّضَا عَنْ اَصْحَابِکَ وَ اَهْلِ بَیْتِکَ۔ یا رسول اللہ! کیا میری عادت آپ کے ساتھ ایسی ہی نہیں تھی؟ اب میرے اور آپ کے درمیان دنیا کے پروے حائل ہو گئے ہیں، مجھے تنہا رہ کر

ہوئے فرمایا، ہم نے تمہیں ذیبا اور اس کے اہتمام سے روکا تھا اور تم پھر اسی اہتمام میں مصروف ہو۔ کافی دیر تک مجھے تنبیہ و توبیخ فرماتے رہے یہاں تک کہ میں نے دل میں کہا، میرے اور حضور کے درمیان جو پردہ حائل ہوا ہے یہ صرف میری بدبختی کی وجہ سے ہوا ہے میں نے زار و قطار رونا شروع کر دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! حضور! کیا آپ میرے ضامن نہیں؟ فرمایا تم جنتی ہو۔

پھر میں نے عرض کیا میں آپ کو خدائے برتر و بزرگ اور اسکی بارگاہ میں جو آپ کا مقام ہے کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ اس پرودہ ابر کو جو میرے اور آپ کے درمیان حائل ہے، اٹھا دے، پس وہ بادل تھوڑا تھوڑا ہو کر ختم ہونے لگا یہاں تک کہ میں نے رسول پاک اور آپ کے صحابہ کرام کی زیارت کی، میں سرکار سے لپٹ گیا اور عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا آپ میرے ضامن نہیں؟

ع میں ڈوبا تو کہاں ہے؟ میرے شاہ لے خیر فرمایا تو جنتی ہے اور فرمانے لگے ہم نے تمہیں کہا تھا کہ یہ اہتمام چھوڑ دو! لیکن تم نے نہ چھوڑا۔

یہ بات سن کر میں جاگ پڑا، اللہ تعالیٰ سے اس کے نبی کریم علیہ السلام کے صدقے دعا ہے کہ ہمارا اہتمام اس چیز میں کر دے جس نے باقی رہنا ہے اور ہماری توجہ فانی سے ہٹا دے بجاہ سیدنا و وسیلتنا الی سربنا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کے فضائل میں
گیارہواں لطیفہ سے جو میں نے دیکھے ہیں ایک یہ بھی ہے کہ ایک

شب کو میں نے خواب میں ایک منادی کو جو دیکھنے سے وہی پہلا معلوم ہوتا تھا، یہ اعلان کرتے ہوئے دیکھا، ویسے دونوں خوابوں میں ایک دن کا فرق تھا کہ جو کوئی رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی زیارت کرنا چاہیے وہ ہمارے ساتھ دوڑے، ہم پوری جماعت اس کے پیچھے دوڑ پڑے، ہم لوگ حضور کے روضہ انور پر جا کر کھڑے ہوئے میں نے درود شریف پڑھنا اور اس کے وسیلہ سے بارگاہِ الہی میں دعا کرنا شروع کر دیا، الہی ایہ تیرے محبوب کا روضہ ہے جس کی تو نے مجھے زیارت نصیب فرمائی اور تیرے نبی کہاں ہیں؟ الہی! میں تو ان کا چہرہ اقدس دیکھا کرتا تھا اور اب صرف قبر رسول کی زیارت سے مشرف ہو رہا ہوں، الہی! ان کا جو مرتبہ تیری بارگاہ میں ہے اور جو قدر و منزلت تیرے حضور میں ہے اس کا صدقہ مجھے ان کا دیدار عطا فرما۔

پس پھر کیا تھا سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میرے سامنے تھے آپ کے ہمراہ بہت سے اور لوگ بھی تھے ان سب کے لباس سبز رنگ کے تھے اور یہ سب ایک بلند ٹیلے کے سوراخ سے نکل کر آ رہے تھے، جب حضور نے مجھے دیکھا تو فرمایا، ہم نے تمہیں کہا ہے کہ یہاں ہتمام چھوڑ دو اور تم پھر اسی میں پڑے ہو پس اللہ نے میرے دل میں یہ ڈالا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں بیمار ہوں اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے مرضِ غفلت سے شفا دے پس حضور میرے قریب ہو کے اپنے دستِ اقدس سے میرا سر کپڑا اپنا دستِ مبارک میرے سر پر مارتے جاتے ہیں اور فرماتے جاتے ہیں، عنقریب اللہ تمہیں شفا دے گا، پھر تین مرتبہ فرمایا، اللہ نے تمہیں شفا دیدی، ہر کلمہ کے ساتھ میرے سر پر مارتے جاتے تھے دوسرا ہاتھ مبارک بند تھا، خدا کی قسم! مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ کوئی میٹھی اور برف کی طرح ٹھنڈی چیز میرے سر سے قلب پر نازل ہو رہی ہے اور یہ بھی محسوس ہو رہا تھا کہ کوئی شے میرے قلب اور باطن سے خارج ہوئی ہے اور پاؤں کے راستے زمین کی طرف چلی گئی ہے خدا کی قسم! آپ نے اس وقت تک اپنا دستِ اقدس میرے سر سے نہیں ہٹایا جب تک کہ میرا قلب مٹو نہیں ہو گیا اور اس میں نور کی ضیا باریاں نہیں

ہوئیں، پھر آپ نے ان لوگوں سے جو سبز لباس میں آپ کے ارد گرد موجود تھے اور جن سے زیادہ خوبصورت میں نے کہیں نہیں دیکھا اور جن کے چہروں سے نور کی بارش ہو رہی تھی، فرمایا اس کو اپنے پاس لاؤ، انہوں نے میرے لئے ایک سبز رنگ کا قالین بچھایا اور مجھے اس پر بٹھایا اور خود میرے پاس بیٹھ گئے، پھر وہ فرش ہمیں لے کر سواہیں اڑنے لگا، میں نے زمین کی طرف دیکھا تو اپنے نیچے سفید سمندر دیکھا، پھر ہم نے وہ سمندر عبور کیا پھر اپنے نیچے سبز سمندر دیکھا جو کچھ اس کے ارد گرد دیکھا سب سبز رنگ کا تھا اپنے نیچے سمندر دیکھ کر میرے دل میں خوف پیدا ہوا اور فرش ہمیں اوپر لے چار ہا تھا پس ہم ایک نوری ستون کے پاس پہنچے جس کے سرے اللہ ہی جلنے کتنے لمبے تھے اور ان کا آخری حصہ کہاں تک تھا؟ اس میں سبز محلات اور سبز کمرے تھے وہاں بسنے والے تمام لوگوں کا لباس سبز تھا ان محلات، باغات اور کمروں سے تھوڑے تھوڑے وقفے سے نور کی چمک اٹھتی تھی جیسے بجلی، اس کی رنگت بھی ان کے لباس، محلات اور کمروں کی طرح سبز تھی جس سے ان کے چہرے و مکے سے تھے۔

ان لوگوں نے مجھے کہا، یہاں بیٹھ جاؤ، تم ان لوگوں میں سے ہو، تم اس مکان کے ساکن ہو۔ میں نے کہا میں تم سے اللہ اعظیم اور نبی کریم کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کہ اس مقام کو کیا کہتے ہیں؟ کہنے لگے یہ سبزی ان لوگوں کی ہے جو اللہ کی رضا کے لئے آپس میں محبت کرتے ہیں، میں نے کہا میں تم سے اللہ اعظیم اور نبی کریم کے واسطہ سے پوچھتا ہوں کہ مجھے یہ مقام کیسے حاصل ہوا؟ کہنے لگے، یہ سب اللہ سے نبی اکرم علیہ السلام پر درود و سلام سے تیری محبت کا، بسا اوقات میں نے درود کو باقی اذکار پر ترجیح دی، میں اسی جگہ درود و سلام پڑھتے پڑھتے سو جاتا اور جب بیدار ہوتا تو زبان پر درود و سلام ہی کا ورد جاری ہوتا ہے۔

میں سو جاؤں یا مصطفیٰ کتنے کتنے کھلے آنکھ صلی علیٰ کتنے کتنے
میں اللہ رب العزت سے دست بدعا ہوں کہ مجھے اور میرے دوستوں
کو جنت الفردوس کی سکونت عطا فرمائے اور دنیا و آخرت میں ہم کو اپنے فضل و کرم
سے سرکار کا دیدار نصیب فرمائے۔ آمین!

بارہواں لطیفہ ان قصائل میں سے جو میں نے درود و سلام کے دیکھے
ہیں ایک یہ ہے کہ میں نے ایک رات اپنے ایک
بھائی کو وفات کے بعد دیکھا، میں نے اس کا حال دریافت کیا اور کہا اللہ نے
مرنے کے بعد تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ فرمایا اللہ نے مجھ پر اپنا فضل و کرم کیا ہے
میں نے کہا بھائی صاحب! کچھ ہمارا حال بھی آپ پر کھلا ہے؟ فرمایا، تمہیں مبارک
ہو کہ تم اللہ کی بارگاہ میں صدیقین میں سے ہو، میں نے کہا، میں اللہ کے ہاں صدیقین
میں سے کیونکر ہو گیا؟ فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام جو تم نے نظم کیا
ہے اس کے صدقے!

تیرہواں لطیفہ اسی طرح میں نے دو آدمیوں کو دیکھا جن کو میں جانتا
تھا کہ وہ حکومت کے ملازم تھے، میں نے ان کو
مرنے کے بعد خواب میں دیکھا، میں نے ان سے کہا کیا تم آگے نہیں چلے آئے
تھے؟ وہ بولے ہاں! میں نے کہا میں تمہیں خدا سے بزرگ و برتر اور نبی محترم کا
واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ وہ بولے
اللہ نے اپنے فضل و کرم سے ہم پر رحم فرمایا۔

میں نے کہا، تم تو وفات پا چکے تھے اور اب خزانے کے سپاہی بنے ہوئے
ہو انہوں نے کہا بات یہی ہے لیکن ہم لوگ طاعون کی بیماری میں مبتلا ہو کر مرنے
سے پہلے اللہ نے ہم پر رحم فرمایا اور ہماری مغفرت فرمادی، پھر میں نے ان سے

خدا و رسول کا واسطہ دے کر پوچھا، کیا تم پر ہمارا حال کھلا ہے؟ یا تمہیں ہماری قیمت کا کچھ علم ہے کہ ہمارے ساتھ کیا پیش آئے گا؟ کہا کہ تمہیں مبارک ہو کہ تم اللہ کے ہاں صدیقین میں سے ہو میں نے انہیں خدا و رسول کا واسطہ دیکر کہا، جو تم کہہ رہے ہو کیا یہ حق ہے؟ وہ بولے ہاں! بخدا تمہارے لئے اللہ کے ہاں بہت بھلائی ہے۔ میں نے کہا یہ کس سبب سے؟ بولے اس نظم کے سبب سے جو تم نے حضور علیہ السلام پر درود و سلام کے متعلق لکھی ہے۔

پھر میں نے ان سے ایک مرنے والے شخص کے بارے میں پوچھا جو میرا واقف تھا، بولے وہ بخیر و عافیت ہے۔

پھر میں بیدار ہو گیا، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے احباب کو درود و سلام کے سبب بہت فائدہ دے گا۔

درود و سلام کے فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے

چودھواں لطیفہ

کہ ایک رات کو خواب میں میں نے رہبان ہودی کی ایک جماعت کو دیکھا جو رسولوں اور ان کی رسالت پر تبادلوں کا خیال کر رہے تھے پس انہوں نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کی رسالت پر یہ یہ دلائل ہیں، عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت پر یہ یہ دلائل ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر کیا دلیل ہے؟ میں نے ان سے کہا کہ حضور کی رسالت پر دلیل وحی ہے، نزول قرآن ہے، ان کے اشلے سے چاند کا شق ہونا ہے، درختوں کا انہیں سجدہ کرنا اور پتھروں کا انہیں سلام کرنا، جمادات کا ان کی وجہ سے کلام کرنا آواز میں اور آسمان کے مالک کا ان پر صلوٰۃ و سلام پڑھنا ہے اور معجزہ تو اس مفہوم کو ادا کرتا ہے گویا اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے جو کچھ پہنچاتا تھا پہنچا دیا۔ ایک نے میری تصدیق کی لیکن باقیوں نے نہ تصدیق کی نہ تکذیب کی اتنے میں ایک منادی کو اعلان کرنے دیکھا کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کرتا

چلے وہ میرے ساتھ ہوئے، پس میں بھی دوڑنے والوں کے ہمراہ دوڑ پڑا، ہم نے پانی کا ایک بہتا چشمہ دیکھا جو دودھ سے زیادہ سفید، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جبریل علیہ السلام کے ہمراہ وہاں تشریف فرما ہیں، میں نے عرض کیا: الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔ میں قریب ہوا اور سلام عرض کیا، فرمایا روح الامین جبریل علیہ السلام کو سلام کہو، میں نے اسکی خدمت میں بھی سلام عرض کیا

میں ان ہر دو حضرات کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کیا میرے لئے دعا فرمائیے! دونوں نے میرے لئے دعا فرمائی، پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اپنے دست اقدس کے ساتھ اس چشمے سے پانی پلا دوں، حضور نے اپنے دست اقدس سے مجھے تین چلو پانی پلایا، پھر میں نے جبریل علیہ السلام سے عرض کیا، آپ بھی مجھے اپنے دست اقدس سے پانی پلا دیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حکم فرمایا کہ وہ مجھے پانی پلائیں چنانچہ انہوں نے بھی مجھے پانی پلایا۔ ان میں سے ہر ایک کے دست اقدس سے پانی پیتے وقت میں اسی سرکار کی نیت کر لیتا تھا۔

پھر میں بیدار ہو گیا، مجھے اللہ سے امید ہے کہ ان دونوں حضرات تک مجھے پہنچائے گا۔ اللہ کی طرف سے ان ہر دو پر افضل ترین درود اور پاکیزہ تر سلام ہو۔
(اس خواب میں درود و سلام کی فضیلت کا ذکر نہیں لیکن جو خیر عظیم حاصل ہوئی اسی کی برکت سے حاصل ہوئی ہے)

پند سوال لطیف | درود و سلام کے فضائل میں سے جو میں نے دیکھے ہیں ایک یہ بھی ہے کہ ایک شب کو میں نے نبی علیہ السلام کو (خواب میں) دیکھا اور عرض کیا حضور! میرے ضامن بن جائیں! فرمایا مجھ پر کثرت سے درود و سلام بھیجا کرو، میں تمہارا بھی ضامن ہوں

اور تمہاری ماں اور باپ کا بھی، پھر حضور نے میرے آباؤ اجداد میں سے ایک ایک کا نام لیتا شروع کیا یہاں تک کہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ تک، میں نے پھر عرض کیا حضور! میں ہر جمعرات سحر کار کی زیارت چاہتا ہوں، فرمایا، اگر یہ چاہتے ہو تو دن کو روزہ رکھو اور رات کو قیام کرو اور مجھ پر بکثرت درود و سلام بھیجو!

پھر حضور گھوڑے پر سوار ہوئے اور میں بھی آپ کے ہمراہ سوار ہو گیا، حضور نے اپنے ہاتھ میں ایک پرندہ پکڑ لیا اور ہمارا گزرا ایک ریگستانی زمین سے ہوا، وہاں حضور نے وہ پرندہ ایک شکار پر چھوڑا اس نے ایک چڑیا پکڑ لی، میں نے اتر کر اسے فوج کیا پس حضور علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا، فوج کے وقت کیا پڑھا تھا میں نے عرض کیا: بِسْمِ اللّٰهِ اَکْبَرُ! فرمایا اگر چاہتے تو یوں بھی کہہ سکتے تھے:-
بِسْمِ اللّٰهِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ! الشَّجْوُ الشَّكْرِ سَيِّد

اس سے میں بیدار ہو گیا، اللہ تعالیٰ سے سوال ہے کہ ہم کو مزید اپنے فضل سے نوازے اور میں اس چڑیا کو ذبح کرنے سے نفس امارہ کی موت ہو کیونکہ یہی اللہ کے ذکر اور رسول اللہ صلوٰۃ و سلام سے مرتب ہے ورنہ بوقت ذبح حضور علیہ السلام پر درود و سلام بھیجا جائز نہیں اور بسم اللہ ہی کافی ہوتی ہے واللہ اعلم!
(میں کہتا ہوں ہمارے امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مذہب میں بوقت ذبح درود و سلام پڑھنا جائز ہے اور یہ خواب اسکی تائید کرتا ہے اور ناجائز ہونا مذہب امام مالک ہے۔)

درود و سلام کے فضائل میں سے جو میں نے دیکھے

سوال لطیفہ | ہیں ایک یہ بھی ہے کہ ایک رات (خواب میں) کیا

دیکھتا ہوں کہ جنات کی کج جماعت کے روبرو کھڑے ہوں، میں نے ان سے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کسی بزرگ کا نام لیا کہ ان کے ہاں سے، وہ بزرگ

ہمارے اہل قرابت میں سے تھے، میں نے پوچھا تمہارا ارادہ کہاں کا ہے؟ کہنے لگے، انشاء اللہ مکہ معظمہ اور روضہ نبوی کا ارادہ ہے، میں نے کہا مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو، بولے اگر ارادہ ہے تو اللہ برکت دیگا۔

میں اٹھ کھڑا ہوا اور وہ مجھے لے کر ہوا میں بجلی کی سنی تیری کے ساتھ اٹنے لگے ایک ساعت کے بعد ہم مکہ میں تھے، وہ بولے، یہ رہا بیت الحرام انہوں نے طحاکیا اور میں نے بھی ان کے ہمراہ طحاکیا پھر رسول اللہ کا نام لیکر مجھے ساتھ لیا اور لگے ہی لمحے ہم لوگ مسجد نبوی میں تھے، ہم لوگ بیٹھے ہی تھے کہ ایک خوبصورت شخص ہاتھ میں ایک بڑا برتن جس میں ثرید اور شہد متھالے کر آیا (ثرید شوربے میں بھگوئی ہوئی روٹی) اور کہا بسم اللہ کیجئے! میں نے اسے کہا، میں رسول اللہ کو دیکھنا چاہتا ہوں، اس نے کہا اب کھانا کھاؤ، رسول اللہ بھی تشریف لائیں گے اور انشاء اللہ تم ان کی زیارت سے مشرف ہو گے۔

میں نے دل میں کہا کیسی تعجب کی بات ہے ابھی میں نے اپنا گھر چھوڑا اور تھوڑی ہی دیر میں مکہ معظمہ اور روضہ رسول کی حاضری سے مشرف ہو گیا مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ جن ساتھیوں نے مجھے اٹھایا تھا وہ کون تھے اور ان کے نسب کیا تھے، میں نے ان سے کہا میں تم سے خدائے بزرگ و برتر اور اس کے نبی کریم اور اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہم السلام کا واسطہ دیکر سوال کرتا ہوں کہ تمہارا ٹھکانہ کہاں ہے اور تمہارا نسب کیا ہے؟ انہوں نے گروہیں زمین کی طرف جھکا لیں اور بولے ہمیشہ مدینہ منورہ کے رہنے والے مسلمان جتن ہیں، میں نے کہا میں حضور کا دیدار کرنا چاہتا ہوں۔ بولے کھانا کھاؤ، انشاء اللہ! دیدار بھی ہو جائے گا، میں نے کھانا کھایا، پھر ہم نیکلے نو دیکھتے کیا ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جماعت کے ہمراہ تشریف لائے ہیں، آپ ہی کی گردن مبارک سب سے

بلد ہے اور آپ ہی اپنی گردن مبارک اور شانہ اقدس کے لحاظ سے سب پر فائق ہیں
جب حضور نے مجھے دیکھا تو فرمایا "احمد! ساری نیکی دفعۃً سمیٹنا چاہتے ہو؟ اپنے
نفس پر نری کرو، تم پر یہی لازم ہے کہ عبادتِ خداوندی اور خدمتِ طلبہ کا ثمر حاصل
کرو! صرف تیرے پہلے ساتھی تیرے ساتھ رہ جائیں گے، مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو
تمہارے لئے سب بہتری ہی بہتری ہے۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ضامن ہو جائیں، فرمایا مجھ پر درود
پڑھنا لازم کرو جو مانگو گے ملیگا۔

اس پر میں بیدار ہو گیا، اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اپنے حبیبِ پاک
کے صدقے سے ہماری، ہمارے احباب کی، ہمارے تمام مشائخ کی اور جن حضرات
نے ہمیں نیک نصیحت کی اور جو بھی اس کے نبی اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا،
سب کی مغفرت فرمائے بے شک وہ بہت بخشنے والا مہربان ہے۔

والآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین وصلی اللہ علی سیدنا

محمد وعلیٰ آلہ وجميع اخوانہ المؤمنین۔

اور درود و سلام کے فضائل میں سے جو میں نے دیکھے
ستر ہوا لطفیہ ہیں ایک یہ ہے کہ ایک شب میں پچھلے پہر بیدار

ہوا اور جب قدر بہت تھی نماز ادا کی اور دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر طلوع فجر کا انتظار
کرنے لگا، مجھے اونگھ آگئی دیکھتا کیا ہوں کہ لوگ میرے آس پاس سے چلتے جا
رہے ہیں، میں بھی ان کے ہمراہ چل پڑا، میں ان میں سے ایک کم عمر نوجوان کے پاس
جا پہنچا چونکہ میرا ہم عمر تھا لہذا مجھے بہت اچھا لگا، میں جلد جلد اس نوجوان کے
پاس پہنچا تاکہ اس سے دریافت کروں کہ یہ لوگ کون ہیں؟ میں نے نوجوان کو اللہ کریم
ادب ہی رحیم کا واسطہ دیکر پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ اس نے کہا ہم مسلمان جٹوں کی ایک

جماعت میں اور حق عبادت گزاروں کی زیارت کے لئے جنت سے آئے ہیں۔ یہ بات اس نے اپنے ساتھیوں سے الگ ہو کر آہستہ سے بتائی۔

میں نے اسے خدا و ایک لاکھ چوبیس ہزار رسولوں کی قسم دیکر پوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟ اب اس نے مجھے اتنی بلند آواز سے بتایا کہ وہاں سے چلتے والوں نے بھی سنا کہ ہم حق مسلمانوں کی ایک جماعت ہیں، پھر ہم چل پڑے یہاں تک کہ ایک اجنبی شہر میں جا پہنچے پھر ہم شہر میں داخل ہو گئے۔ اس نے مجھے قسم دے کر کہا ہمارے گھر چلو تاکہ میری والدہ آپ سے ملاقات کر سکے، اس کے قسم دینے پر میں آمادہ ہو گیا، ہم سب ان کے گھر میں داخل ہو گئے، اس نے اپنی والدہ سے کہا ماں جی ایہ احمد بن ثابت ہیں، میں نے انہیں سلام کیا اور پوچھا جناب! آپ کو کیسے معلوم ہو گیا کہ میں احمد بن ثابت ہوں؟ وہ بولا، اس وقت سے جب سے تم نے رسول اللہ پر درود و سلام نظم کیا ہے، میں نے محترمہ سے پوچھا کیا آپ کسی ولی اللہ کو جانتے ہیں؟ کیا اس سے آپ کا معاملہ ہے؟ کیا آپ اس کی خدمت کرتے ہیں؟ ان نے کہا ہم تو صرف سیدی محمد السعدی عمارہ عروس والوں کو جانتے ہیں، میں نے کہا سبحان اللہ کیا سیدی محمد السعدی کے بغیر کوئی ولی اللہ نہیں؟ کہا ہم اسی شخص کو جانتے ہیں، یہ شخص تم سے پوشیدہ ہے مگر ہم پر ظاہر ہے، پھر میرا ہاتھ پکڑ کر اس کے پاس لیجا یا گیا، بہ نیک بخت وہی صاحب تھے جن کی زیارت کے لئے ہم آئے تھے، میں نے دیکھا کہ وہ ایک جماعت کے ہمراہ بلند مقام پر بیٹھے ذکرِ خدا اور درودِ مصطفیٰ میں مصروف ہیں اور کہہ رہے ہیں یا سید البشر! بخدا آپ کے چہرہ اقدس سے نورانی، نہ کبھی سورج طلوع ہوا، نہ چاند، جب مجھے دیکھا تو کھڑے ہو گئے، میرا ہاتھ پکڑا، مجھے سلام کیا اور اپنے پہلو میں بٹھا دیا، تمام لوگ خاموش ہو گئے، انہوں نے اہل مجلس کی طرت دیکھا اور فرمایا، جو کوئی انکی مجلس کرنا چاہے یہ ہیں احمد بن ثابت! چنانچہ تمام اہل مجلس میری

پیشوائی کو اٹھے، میں نے کہا یا سیدی! میں خداؤ مصطفیٰ کے نام آپ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ کو کیسے پتہ چل گیا کہ میں احمد بن ثابت ہوں؟ شاید وہ کوئی اور ہوں، کہا تمہارا چہرہ بتلا رہا ہے کہ احمد بن ثابت تم ہی ہو۔ میں نے کہا میں بندہ خدا احمد بن ثابت ہوں، پھر میں نے کہا میں آپ کو خدا سے بزرگ و برتر اور اس کے نبی معظم کا واسطہ دیکر سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھے کب سے پہچانتے ہیں؟ حالانکہ میں آپ کو نہیں پہچانتا، فرمایا میں تمہیں اس وقت سے پہچانتا ہوں جب سے تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام نظم کیا ہے پس جو خیر تیرے لئے اللہ کے ہاں مقرر ہو چکی ہے اس پر تمہیں مبارک ہو اور مت ڈرو!

میں نے ان سے کہا یا سیدی! میں آپ سے خدا سے بزرگ و برتر اور اس کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ کا نام کیا ہے اور آپ کا نسب کیا ہے؟ فرمایا، میرا نام ہے بندہ خدا خنجر بن محمد، شہر و اق و اق کا باشندہ ہوں اور یہاں باغات دیکھنے آیا ہوں۔

اب اس نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھنے کی تاکید شروع کر دی اور اس میں بہت بھلائی کی بشارت سنائی، میں اللہ تعالیٰ سے مزید فضل کا سوال کرتا ہوں، وہی توفیق بخشے والا ہے نہ اس کے سوا کوئی رب ہے نہ معبود۔ پھر وہ صبح کی اذان دینے کھڑا ہوا جب الصلوٰۃ خیرتین الشوم پر پہنچا تو ان الفاظ کی بجائے یہ الفاظ کہے: الْعِبَادَةُ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (عبادت صرف ایک زبردست اللہ کے لئے ہے) پھر میرا منہ پکڑ کر فرمایا، اٹھو اور نماز فجر ادا کرو! میں دیوار کی ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا اور میں نے اپنے ساتھی سے بات کی وہ پہلے ہی نماز فجر کے انتظار میں تھا، اس نے کہا بادل کا پردہ ہے، پھر کہا، اب بادل کا پردہ ختم ہو گیا ہے اور صبح طلوع ہو چکی ہے، میں نے وضو کیا اور نماز ادا کی

پس تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو میرے علم میں ہیں اور وہ بھی جن کو میں نہیں جانتا۔ صلی اللہ علیہ سیدنا محمد علی آلہ وصحبہ وسلم تسلیما۔

یا اللہ! ہم پر بھی کرم فرما جیسے تو نے اپنے اولیاء پر احسان فرمایا اور ہم پر رحم فرما جیسے تو نے اپنے اصفیاء پر رحم فرمایا بے شک تو ہی توفیق کا مالک ہے، نہ تیرے بغیر کوئی رب ہے نہ معبود۔

اکھارہ وال لطیفہ | یہ مشاہدہ عنید میں نہیں بیداری کا ہے!

درو و سلام کے فضائل میں سے جو کچھ میں نے دیکھا ہے اس میں ایک یہ بھی ہے کہ میں ایک گوشہ میں بیٹھا تھا کہ میرے پاس ایک شخص آیا اور مجھے یہ کہہ کر امتحان میں ڈال دیا کہ میں فقیر ہوں اور غمزدہ ہوں اور ہاتھ جوڑ کر مجھ سے اپنی اصلاح حال کی درخواست کرنے لگا میں نے اسے پکڑا اور تحقیق کے بعد اس بات میں سنجیدہ پایا اور اصلاح حال کر دی جب مجھ سے نصحت ہو لیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص میری طرف اشارہ کر کے کہہ رہا ہے، تمہاری اصلاح سے اس کو کچھ فائدہ نہ ہوگا اور خود تیری جان خطرے میں ہے، میں دو نمازوں کے درمیان وقفہ میں رہا رہا، پھر وہ شخص میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا، اللہ کی بارگاہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدی خالد علی کا وسیلہ پیش کرو۔

میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے دعا کرتا اور کئی رات تک فریاد کرتا رہا، پھر میں بعض صالحین کی زیارت کو چل پڑا، نمازِ مغرب کے وقت میں ان کے گھر کے قریب پہنچ گیا، میں نماز پڑھ کر اس مکان میں داخل ہو گیا دیکھتا کیا ہوں کہ بہت سے لوگ میری طرف آ رہے ہیں میں ان کے درمیان گھر گیا، پھر چشم زدن میں میرے اور ان کے درمیان دیوار حائل ہو گئی، میری طبیعت

بہت خراب ہو گئی بہر حال میں نماز میں مشغول رہا اور نماز نہ توڑی۔
 کیا دیکھتا ہوں کہ سید الاولین والاخرین، رسول رب العالمین، قائد الفخر المجاہدین
 سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں، حضور نے میرا ہاتھ پکڑا اور حلقہ میں داخل
 فرمایا اور فرمایا میں لوگوں کا شفیع ہوں، میں ڈر کے مارے خاموش رہا اور میں نے
 نماز مکمل کر لی۔

یہ میرا مشاہدہ حالت بیداری کا ہے خواب نہیں، جب میں نماز سے فارغ ہوا تو
 اس بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا جن کی رپرت کر چکا تھا، فرمایا دیوار منہا سے دریا
 رکاوٹ ہے، میں نے عرش کیا حضور! جب تک میں نے مشاہدہ کیا ہے وہ تو
 آپ تک وصال ہو چکا لیکن اب سامنے یہ دیوار حائل ہو گئی ہے پس انہوں نے لمحہ
 سحر اپنا سر جھکالیا پھر سر اٹھایا اور فرمایا، زمین الحرام نے تمہیں جدا کیا تھا اب تمہیں
 حلقہ میں داخل کر لیا ہے لہذا اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو، یہ مشاہدہ بھی محض اللہ
 تعالیٰ کی کرم نوازی ہے حالانکہ ہمارے احوال اس سے قاصر ہیں ورنہ ہم تو اس قابل نہ
 تھے کہ سرکاری دولت دیدار سے خواب میں بھی مالا مال ہوتے لیکن یہ محض اللہ تعالیٰ
 کا فضل و کرم ہے جس پر چاہیے کہ وہ ہم اس انعام پر اس کا شکر بجالاتے ہیں اور
 ہم اس کے فضل و کرم سے مزید زلفی کے خواستگار ہیں، جیسے بھی پسند فرمائے ہمارا رب
 اور جس پر راضی ہو اپنے فضل و احسان سے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کے فضائل میں
انیسواں لطیفہ سے جو میں نے دیکھے ہیں ایک یہ ہے کہ میں نے

خواب میں دیکھا گویا میں دوزخ میں داخل ہوا ہوں، اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس

لے پہلوں پھلوں کے سردار۔ تم چکنی پیشانی فالوں کے رہنما۔

سے بچائے۔ اس وقت میں درود و سلام پڑھ رہا ہوں پس آگ نے مجھے کوئی تکلیف نہ دی، وہاں مجھے ایک عورت ملی جس کا خاوند میرا دوست تھا اس عورت نے مجھے کہا یا سیدی احمد! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کا فلاں دوست اور اس کی بیوی دوزخ میں ہیں؟ مجھے اس بات نے منموم کر دیا، میں اس کے گھر میں داخل ہو گیا دیکھتا کیا ہوں؟ تانبے کی ایک ہانڈی ہے، عورت نے مجھے بتایا کہ یہ اس کے پینے کا پانی ہے، میں نے کہا یہ اس کو کیسے ملی؟ اور یہ خوراک اس کے لئے کیونکر مقرر ہوئی؟ کیونکہ بظاہر یہ شخص نیک معلوم ہوتا تھا۔ اس نے کہا اس شخص نے حلال و حرام ذرائع سے مال جمع کر لیا تھا، یہ اس کا پھل ہے۔

میں نے جہنم میں آگ کی خندقیں دیکھیں اور کسی واویلا، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل و کرم سے بچائے آمین!

پھر میں ہوا میں بلند ہو گیا یہاں تک کہ آسمان تک جا پہنچا، میں نے فرشتوں کی تسبیح و تقدیس و توحید کی آوازیں سنیں، میں نے ایک کمنے والے کو کہتے سنا، نیکی کی مبارک ہو تم نیکیو کاروں میں سے ہوا یا کوئی اور الفاظ تھے، بہر حال مفہوم یہی تھا۔

پھر میں زمین کی طرف اسی مقام پر اتر گیا جہاں پہلے تھا، ناگاہ میں نے دیکھا کہ وہی عورت میرے سامنے ہے اور دروازہ کھلا ہے اور اس کا خاوند بلبر ٹکل گیا ہے اس نے یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو تیرے ذریعہ اور رسول اللہ پر درود و سلام پڑھنے کے سبب بچا لیا ہے، پھر میں ایک ایسی جگہ داخل ہوا جس سے بڑھ کر خوبصورت کسی دیکھنے والے نے نہ دیکھی ہوگی اس میں ایک بڑا اور خوبصورت کمرہ ہے جس میں ایک حسین و جمیل عورت ہے کہ اس جیسی حسین عورت کسی نے نہ دیکھی ہوگی، یہ عورت وہاں بیٹھی ایسا آگوندہ رہی ہے جو بڑ

سے زیادہ سفید ہے، میں نے آٹے میں ایک لمبا بال دیکھا مجھے یہ بات بری معلوم ہوئی، میں نے عورت سے کہا اللہ تجھ پر رحم کرے تو نے آٹا خراب کر دیا ہے، بال نکال دے! اس نے کہا مجھے اس پر قدرت نہیں، تمہیں ہے اور اس کا اختیار میرے ہاتھ ہے اور یہ دراصل وہ حبِ دنیا ہے جو تیرے دل میں رہ گئی ہے، چاہو تو اسے نکال باہر کرو اور چاہو تو رہنے دو، یہ بات سن کر میں ہوش میں آ گیا۔

یہ ہے اسکی آخری بات! ہاں ایک بات رہ گئی کہ ایک مرد نے مجھے کہا اے احمد بن ثابت! تمہارا وہ ماموں جو ہر وقت تم سے حسنِ عاقبت کا سوال کرتا رہتا ہے وہ اولیاء اللہ میں سے ہے لیکن اللہ نے اس کا معاملہ قیامت تک پوشیدہ رکھ رکھا ہے۔ میں جاگ اٹھا اور اس وقت میں بہت خوش تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کیا کیا کچھ مجھے دکھا دیا ہاں! بال والی بات نے مجھے غموم کر دیا تھا واللہ اعلم!

یہ ہے میرا آخری مشاہدہ، سیدی احمد بن ثابت مغربی رضی اللہ عنہ اللہ ان کی برکتوں سے ہمیں نفع مند فرمائے اور ہمیں بھی وہ نتائج و فوائد نصیب فرمائے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الرسل پر صلوٰۃ و سلام کے عوض ان کو نصیب فرمائے۔ وصلى الله تعالى عليه وسلم وآلہ وصحبہ الاممہ الاعلام۔

امام علامہ ابو عبد اللہ بن النعمان نے اپنی کتاب **بیسوال لطیفہ** | مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام

فی البقظۃ والمنتام میں فرمایا:-

علماء کی اتنی بڑی جماعت مختلف اوقات میں سجالتِ خواب اچھی حالت میں دیکھی گئی جس کا شمار نہیں ہو سکتا جب ان سے اس خوشحالی کا سبب

پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ اس کا سبب یہ ہے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود و سلام پڑھا کرتے تھے۔

۲۱ اکیسواں لطیفہ | عبد اللہ بن عبد الحکم کہتے ہیں، میں نے امام شافعی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا، میں نے ان سے پوچھا آپ

سے اللہ تعالیٰ نے کیا کیا؟ فرمایا مجھ پر رحم فرمایا اور مجھے بخش دیا اور جنت میں میری ایسی آؤ بھگت، قرمانی گئی جیسے ولہن کی آمد پر آؤ بھگت کیجاتی ہے اور مجھ پر ایسی رحمتیں نچھاور کی گئیں جیسے ولہن پر طرح طرح کی نعمتیں نچھاور کی جاتی ہیں، میں نے عرض کیا آپ اس مقام پر کس سبب سے پہنچے؟ تو ایک کہنے والے نے کہا، یہ تجھے وہی جواب دیں گے جو انہوں نے اپنی کتاب الترسات من الصلوٰۃ علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھا ہے، میں نے کہا وہ کیسے؟ کہا انہوں نے یوں کہا ہے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُونَ
وَعَدَدَ مَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُونَ

اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنی مرتبہ رحمت نازل فرمائے جتنی مرتبہ ذکر کرنے والے اس کا ذکر کریں اور اتنی مرتبہ جتنی مرتبہ اس کے ذکر سے غافل غفلت برہیں۔

”فرمایا صبح اٹھ کر میں نے الرسالۃ کو دیکھا، معاملہ ویسا ہی تھا جیسا میں نے دیکھا تھا۔“

اس کو انہیری، ابن بشکوال اور ابن مسدی نے طحاوی کے طریق سے زائد کیا، یہ قول کتاب مصباح النظلام میں ہے۔

۲۲ بائیسواں لطیفہ | البروان نے اپنی کتاب المنامات اور اسی طرح ابن مسدی نے بطریق المزلی یہ روایت نقل کی ہے کہ

میں۔ یہ امام شافعیؒ کے بعد خواب میں دیکھا، میں نے ان سے کہا، اللہ نے آپ سے کیا کیا؟ فرمایا اللہ نے اس درود کے بدلے جو میں نے الرسالہ میں نقل کیا ہے مجھے بخش دیا اور وہ یہ ہے:-

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُونَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُونَ۔

”الہی! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما جب بھی ذکر کرنے والے ان کا ذکر کریں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما جب بھی غافل ان کے ذرے سے غفلت برتیں۔“

تیسواں لطیفہ بیہقی نے المناقب میں یہ طریق محمد بن حمدان الطرائفی عن ابی عبد اللہ الدیورس روایت نقل کی، میں نے

ابو الحسن الشافعیؒ کو کہتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! امام شافعیؒ نے اپنی کتاب الرسالہ میں یہ درود شریف لکھا ہے:-

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُونَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُونَ۔

معلومہ ان کو اس کی کیا جزا ملی؟ فرمایا اس کو میری یہ جزا ملی ہے کہ اس کو حساب کے لئے نہیں کھڑا کیا جائے گا۔

چوبیسواں لطیفہ الرشید الخطار نے یہ روایت ذکر کی ہے اور انتمی نے اپنی ترغیب میں اس کو مسند بتایا اور ابوالکھیم بن عساکر

نے اپنی جانب سے سعد الزنجانی تک اس کی سند بیان لی۔ کہا کہ مصر میں ہمارے پاس ایک زاہد شخص بنام ابوسعید الغیاط رہا کرتا تھا وہ لوگوں سے غلام ملا رہا نہیں

رکھا کرتا تھا، نہ ہی محفلوں میں حاضر ہونا، پھر اچانک اس نے ابنِ شریق کی مجلس میں ہمیشہ بلا ناغہ آنا شروع کر دیا اس پر لوگوں کو تعجب ہوا اور انہوں نے اس سے اس کی وجہ پوچھی، وہ بولا میں نے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو حضور نے فرمایا اس (ابنِ شریق) کی مجلس میں حاضر ہوا کرو کہ اس محفل میں مجھ پر بکثرت صلوات و سلام بھیجا جاتا ہے۔

چھکیسواں لطیفہ جب ابوالعباس احمد بن منصور فوت ہوئے تو ان کو اہل شیراز میں سے ایک شخص نے اپنی جامع مسجد کے پاس کھڑے دیکھا، حلقہ پہنے اور سر پر جامہ سے مرصع تاج رکھے ہوئے۔ پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا؟ فرمایا مجھے بخش دیا، مجھے عزت دی اور مجھے جنت میں داخل فرمایا، کہا کس سبب سے؟ فرمایا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کثرت سے پڑھا کرتا تھا۔

اس کو انمیری اور ابنِ شکوال نے روایت کیا۔

چھبیسواں لطیفہ ایک صوفی نے بیاں کیا کہ میں نے مسطح نامی ایک شخص کو وفات کے بعد دیکھا، یہ صاحبِ زندگی میں دیوانے سمجھے جاتے تھے، میں نے کہا اللہ نے تم سے کیا سلوک کیا، کہا خدا نے مجھے بخش دیا، میں نے پوچھا کس وجہ سے؟ کہا میں نے بعض محدثین سے ایک سند حدیث لکھوائی، شیخ نے نبی علیہ السلام پر درود پڑھا میں نے بھی ان کے ساتھ ساتھ درود و سلام پڑھا اور میں نے درود و سلام باوازِ بلند پڑھا کہ اہل مجلس نے سنا، پھر انہوں نے بھی درود و سلام پڑھا پس اس دن ہم سب کی مغفرت فرمادیگی۔ اس کو ابنِ شکوال نے روایت کیا۔

سوال لطیفہ ابو الحسن بغدادی داری نے ابو عبد اللہ بن حامد کو موت کے بعد مقام الغصیبہ کے نواح میں بارہا خواب

میں دیکھا اور پوچھا، اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا؟ فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ بخش دیا اور رحم فرمایا، داری نے اس سے کوئی ایسا عمل دریافت کیا جس کے ذریعہ جنت میں داخل ہونا نصیب ہو، انہوں نے کہا، ایک ہزار رکعات نفل ادا کرو! ہر رکعت میں ایک ہزار مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھو۔ انہوں نے کہا مجھ سے یہ تمہیں ہو سکتا تو انہوں نے کہا محمد بنی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر رات ہزار مرتبہ درود سلام پڑھ لیا کرو۔ داری نے ذکر کیا کہ وہ اس پر ہر رات ہمیشہ عمل کرتے تھے۔

اس کو ابوالقاسم بن شبکوال نے روایت کیا۔

سوال لطیفہ ایک شخص نے ابو حفص السکاغدی کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا وہ بہت بڑا سردار تھا

پوچھا اللہ نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ کہا اللہ نے مجھ پر رحم و کرم فرمایا اور بخش دیا اٹھ جنت میں داخل فرمایا، پوچھا کیا کس عمل پر؟ کہا جب اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوا تو اس نے فرشتوں کو حکم دیا کہ میرا حساب کریں، انہوں نے میرے گناہوں کا بھی حساب لیا اور میرے درود و سلام کا بھی تو درود و شریف زیادہ نکلا تو اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا اے میرے فرشتو! بس کافی ہے باقی حساب رہنے دو اور اسے جنت کی طرف لے جاؤ۔

اس کو ابن شبکوال نے روایت کیا۔

سوال لطیفہ ایک نیک بندے نے خواب میں کوئی قبیح شکل دیکھی تو کہا تو کون؟ اس نے خواب دیا، میں تیرا عمل قبیح

کہا تجھ سے نجات کیسے مل سکتی ہے؟ کہا محمد مصطفیٰ علیہ الخیرۃ و النبیۃ پر کثرت سے

درود و سلام پڑھنے سے۔

تیسواں لطیفہ

ابن سعد سمعانی نے کہا میں نے ابو جعفر محمد بن ابوالی
الحافظ کی تحریر سیدان میں پڑھی، فرمایا میں نے شیخ
صالح حسین بن احمد الکوازی البسطامی کو فرماتے سنا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال
کیا کہ میں ابو صالح مؤذن کو خواب میں دیکھنا چاہتا ہوں، پس میں نے ایک شب
ان کو اچھی حالت میں دیکھا میں نے اس سے کہا ابو صالح! کچھ اپنی آپ بیتی تو
سناؤ! وہ بولے، ابو حسن! اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے صلاۃ و
سلام نہ پڑھتا تو ہلاک ہو بیواؤں میں سے تھا، میں نے کہا، دید و تقار کے کس
درجے پر ہو؟ کہا ہائے افسوس! ہم لوگ دید و تقار کے بغیر ہی راضی ہو گئے، پس میں
بیدار ہو گیا اور مجھ پر گریہ طاری ہو گیا۔

شبلی فرماتے ہیں میرا ایک پڑوسی فوت ہو گیا، میں
نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ نے

اکیسواں لطیفہ

تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ بولا شبلی صاحب! مجھ پر کئی صدے آئے، ایک یہ
کہ جب قبر میں دو فرشتے مجھ سے سوال کرنے آئے تو مجھ پر کچی طاری ہو گئی،
میں نے دل میں کہا یہ مصیبت مجھ پر کہاں سے آگئی؟ کیا میں اسلام پر نہیں مرا؟
پس مجھے آواز دی گئی کہ یہ سزا ہے تیرے زبان سے مہمل کلمات بولنے کی۔

پھر جب دونوں فرشتوں نے میرا (سزا دینے کا) ارادہ کیا تو میرے اذان کے
دوبارے ایک خوبصورت شخص حائل ہو گیا جس کے جسم سے خوشبو آرہی تھی، اس نے
مجھے جواب لکھایا، میں نے جواب یاد کر لیا، میں نے اس سے کہا اللہ تم پر رحم فرمائے
تم کون ہو؟ کہا مجھے تیرے کثرت سے درود و سلام پڑھنے کے بدولت پیدا کیا گیا
ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ ہر مشکل میں تمہاری مدد کروں۔

اس کو ابن لشکوال نے ذکر کیا۔

ابوسعید قرشی نے کتاب شفاء الاسقام میں حکایت
بیتسوال لطیفہ ۳۲۰۰

مجھے یمن میں ۸۲۱ھ کو یہ واقعہ پیش آیا کہ میں سلطان ناصر اللہ ان کی مدد فرمائے کے
 محل میں ابن سید الناس لعسری رحمہ اللہ کی سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھی ہوئی کتاب
 العیون الاشراف فی المغانی والسیب لکھ رہا تھا، یہ کتاب دو ضخیم جلدوں
 میں تھی کھلا نسخہ اور فقیری خط میں لکھی تھی، پس بادشاہ سلامت نے اللہ اسکی مدد فرمائے،
 یہ چاہا کہ میں خط منسوب میں ایک ہی جلد میں اس کو مرتب کر دوں جس میں اعراب بھی ہوں
 اور اس کے ابواب سنہری پانی سے لکھے جائیں، اس کے نقطے لاجورد سے
 بنائے جائیں، اور فصیح عراقی عربی میں اس پر حواشی لکھے جائیں۔

یہ سب محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بنا پر تھا پس میں نے حسب ارشاد اسی
 اسلوب پر اسکی کتابت شروع کر دی، دوران کتابت اصل نسخہ میں لفظ نبی و رسول
 کے ساتھ بجائے صلی اللہ علیہ وسلم لفظ مصلح لکھا تھا، کاتب کی یہ حرکت مجھے
 ناگوار گزری اور میں ہر جگہ اہم کرامی کے ساتھ پورے پندرہ حروف میں لفظ صلی اللہ
 علیہ وسلم لکھنا چاہا کیونکہ اسی میں مکمل برکت تھی اور میں اپنے دل میں اپنے آپ
 سے کہا کرتا، اگر شروع سے آخر تک اسی نہج پر چلتا رہا تو یقیناً مجھے صدقات مقبولہ سے
 بڑھ کر نعمت عظیمہ محمدیہ عطا ہوگی۔

جب نسخہ مکمل ہو گیا اور میں نے مکہ مکرمہ کے سفر کا عزم کیا تو مقام شریف اللہ
 اس کی مدد کرے، کے ہاتھ میں ایک رقعہ پہنچا جو میرے متعلق تھا اور لکھنے والے کا
 مقصد یہ تھا کہ میری طرف سے بادشاہ کبیدہ خاطر ہو جائے پھر جب میں بادشاہ
 کے حضور پہنچا تو رقعہ والی بات چل پڑی اور لوگوں میں خوب پھیلی، میں نے اس خوف

دہر اس میں رات گزار دی، میں نے کہا: سیدمی یا رسول اللہ! میرے تواسان و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ آپ پر مکمل صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا یہ صلہ ملے گا کہ میں جان بوجہ مصیبت کا نشانہ بنوں گا، یہ اور اسی طرح کی التجائیں کرتا رہا یہاں تک کہ سپیدۂ سحر نمودار ہوا اور دن چڑھ آیا۔

حکام جمع ہوئے اور ان کے ہمراہ بڑے بڑے تاجر، قاضی، علما اور دیگر دانشور بھی شریکِ محفل ہوئے زبانِ حال نے آیہ کریمہ:

ذٰلِكَ يَوْمٌ تَجْمُوعٌ لِّلنَّاسِ وَ ذٰلِكَ يَوْمٌ تَشْهَدُوْنَ

”یہ دن ہے لوگوں کے جمع ہونے کا اور یہ ہے دن ان کی حاضری کا“

تلاوت کی، پھر مجلس مبارک کا افتتاح ہوا اور تلاوتِ قرآن کریم کی گئی، میں نے دیکھا کہ محفل میں سجدۂ تعالیٰ سرحدوں کے محافظ اور نائبینِ موجود ہیں اللہ اس کو سلامت رکھے اور یہ تمام لوگ اس رقعہ پر غور کر رہے ہیں ان کا موقف یہ ہے کہ فلاں شخص (یعنی میں) اگر اعتراف کرے کہ یہ رقعہ اسی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے تو اس سے کہو کہ ہمیں اس کا پتہ چل گیا ہے اور جو مضمون اس میں ہے ہم اس کو بھی سمجھ گئے ہیں اور ہم نے اسے معاف کیا اور ہم نے اس کو بری الذمہ قرار دیا اور اسی وقت خزانچی کو بلاؤ کہ وہ اسے زاویہ کے طور پر ایک ہزار دینار دے اور وہ ہمارے پاس یہ رقم لئے بغیر نہ آئے، ہم لوگوں کے سامنے اس کو یہ صلہ دینا چاہتے ہیں تاکہ جب یہ شخص ہمارے پاس سے جائے تو خوشدلی، ٹھنڈی آنکھیں اور فراخ سینہ لے کر جائے، یہ سب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کی خاطر ہے، جس کو ہم سے محبت ہے وہ اس کی عزت کرے۔ والسلام!

اب میرا دل خوش ہوا، آنکھ ٹھنڈی ہو گئی اور چہرے پر رونق آگئی، سب لوگ مجھے کہتے کہ یہ سب کچھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ہے، اب مجھے پتہ چلا

کہ اللہ تعالیٰ نے میرے گمان کو نامراد نہیں کیا اور مجھے اللہ کے کرم سے امید ہے کہ وہ ہمیشہ مجھے عزت، طاقت، مدد اور فتح مندی سے ہمکنار فرمائے گا بوسیدہ مولانا وسینا سلطان الغلمین، صاحب عزت، بادشاہ ناصر احمد بن اسماعیل بن العباس اور دعایہ کہ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی دستگیری فرمائے بلاشبہ یہ اسی کافران ہے:-

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ،

”بیشک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو پرہیزگار ہیں اور نیکو کام ہیں۔“

تینتیسواں لطیفہ قطب جلیبی کہتے ہیں میں نے ابواسحاق ابراہیم بن علی بن عطیہ کو دیکھا اور انہوں نے کہا میں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کی شفاعت چاہتا ہوں، فرمایا، مجھ پر کثرت سے درود و سلام بھیجا کرو۔
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

چونتیسواں لطیفہ ابواسحاق عمر بن الحسین کمر قندی نے اپنی کتاب ولوق المجالس میں بیان کیا ہے کہ بلخ شہر میں ایک

مالدار تاجر رہتا تھا اس کے دو بیٹے تھے وہ تاجر مگر کیا اور اس کے دونوں بیٹوں نے اس کا مال آپس میں نصف نصف تقسیم کر لیا، ان کے باپ کے ترکہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین بال مبارک بھی تھے، دونوں نے ایک ایک بال لے لیا اور ایک بال رہ گیا، بڑے بھائی نے کہا، ہم بال توڑ کر نصف نصف کر لیتے ہیں دوسرے نے کہا نہیں، بخدا! ایسا نہیں ہو سکتا، نبی کریم کا بال مبارک تقسیم نہیں کیا جاسکتا یہ اسکی عظمت کے خلاف ہے۔

اب بڑے بھائی نے چھوٹے سے کہا کہ باپ کے ترکہ میں سے تم یہ تقسیم

بال مبارک لے لو اور باقی سارا سامان دے دو، چھوٹے نے کہا، مجھے یہ پسند ہے
اب بڑے بھائی نے تو سارا مال سمیٹا اور چھوٹے بھائی نے تینوں بال مبارک حاصل
کر لئے یہ تینوں بال مبارک اس نے اپنی جیب میں رکھ لئے۔

اب وہ ان کو نکالتا، ان کی زیارت کرتا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام
پڑھتا اور پھر جیب میں رکھ لیتا، جب کچھ عرصہ گزرا تو بڑے بھائی کا سارا مال و متاع
ختم ہو گیا اور چھوٹے بھائی کی دولت بڑھ گئی، چھوٹا بھائی کچھ عرصہ زندہ رہ کر فوت
ہو گیا، ایک مرد صالح نے اسے خواب میں دیکھا اور اس کے ہمراہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کو بھی دیکھا، حضور علیہ السلام نے فرمایا لوگوں سے کہہ دو جس کو اللہ تعالیٰ
سے کوئی حاجت ہو تو وہ اسکی قبر پر آئے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت براری
کا سوال کرے پس لوگ اسکی قبر پر آنے لگے اب یہ حال تھا کہ جو سوار اس کی قبر
کے پاس سے آتا، سواری سے اتر جاتا اور پیدل گزرتا۔

پیش سوال لطیفہ ابو عبد اللہ قسطلانی نے بیان کیا انہوں نے نبی
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اپنے
فقر و فاقہ کی شکایت کی، فرمایا یوں پڑھا کرو:-

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ
مُحَمَّدٍ وَهَبْ لَنَا اَللّٰهُمَّ مِنْ رِّزْقِكَ
اَلْحَلَالَ الطَّيِّبِ الْمُبَارَكِ مَا تَصُوْنُ بِهِ
وُجُوْهَنَا عَنِ الشَّعْرِ حِنْ اِلٰحِدٍ مِنْ خَلْقِكَ
وَاجْعَلْ لَنَا اَللّٰهُمَّ اَلنِّبِ طَرِيقًا سَهْلًا مِّنْ غَيْرِ
تَعَبٍ وَ لَا نَصَبٍ وَ لَا مَشَقَّةٍ وَ لَا تَبَعَةٍ

وَجَنَّبْنَا اللَّهُمَّ الْحَرَامَ حَيْثُ كَانَ
وَأَيْنَ كَانَ وَعِنْدَ مَنْ كَانَ وَ
حَلَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَ أَهْلِهِمْ وَاقْبَضْ عَنَّا
أَيْدِيَهُمْ وَأَصْرِفْ عَنَّا قُلُوبَهُمْ
حَتَّى لَا نَتَقَلَّبَ إِلَّا فِي مَرْضِيَّتِكَ
وَلَا نَسْتَعِينُ بِبِعْثَتِكَ إِلَّا عَلَى مَا تُحِبُّ
يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔

ترجمہ :- اے الہی! محمد اور ان کی آل پر درد بھیج اور ہم کو اپنے حلال، صاف
سفرے بابرکت رزق سے عطا فرما جس سے تو ہمیں کسی مخلوق کے
کے آگے دست سوال دراز کرنے کی ذلت سے بچائے اور الہی!
ہمارے لئے رزقِ حلال کے حصول کی طرف آسان راستہ بتا دے جس میں
(حد درجہ محنت و مشقت بھی نہ ہو اور کسی کا احسان اور پھیکا کرنا بھی نہ ہو
اور الہی! ہمیں حرام سے بچا جہاں کہیں ہو جس کے پاس ہو اور ہمارے
اور حرام خوروں کے درمیان رابطہ ختم فرما دے اور ان کے ہاتھ ہم سے
روک دے اور ان کے دل ہم سے پھیر دے یہاں تک کہ ہم صرف
اس چیز کی طرف رخ کریں جس میں تیری رضا ہو اور تیری نعمت سے مراد
اس مفید کے حصول پر مدد مانگیں جو تجھے پسند ہو اسے سب سے
بڑھ کر رحم فرمانے والے۔“

چھٹیسوال لطیفہ ^{۳۶} ایک عورت حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی خدمت
میں آئی اور عرض کیا اے شیخ! میری کچی فوت ہو گئی
ہے اور میں چاہتی ہوں کہ اسے خواب میں دیکھوں حسن بصری نے اس سے

فرمایا، چار رکعت نماز پڑھو اور ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورۃ فاتحہ، ایک مرتبہ سورۃ
الفکم التکاثر پڑھو اور یہ نماز عشرہ کے بعد پڑھنا، پھر لیٹ جاؤ اور سوتے وقت
بسم اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتی رہو۔

اس نے ایسا ہی کیا پس اس نے خواب میں اس بچی کو عذاب و عقوبت میں گرفتار
دیکھا اس پر تانبے کا لباس تھا، ہاتھ جکڑے ہوئے اور پاؤں میں آتشیں بٹریاں،
جب وہ بیدار ہوئی تو حضرت حسن بصری کی خدمت میں آئی اور تمام واقعہ عرض کر دیا
فرمایا، کوئی صدقہ کر دے شاید اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دے، رات کو حسن بصری سوئے
تو کیا دیکھتے ہیں کہ گویا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں ہیں، ایک تخت بچھا
ہوا ہے اس پر ایک حسین و جمیل لڑکی ہے جس کے سر پر نور کا تاج ہے۔ کہنے لگی
حسن! مجھے پہچانتے ہو؟ حسن بصری نے کہا نہیں! کیا میں اسی عورت کی لڑکی ہوں
جسے آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا حکم دیا تھا؟ حسن نے کہا تیری
ماں نے تو تیری کچھ اور ہی حالت بتائی تھی جو ایسی نہ تھی، لڑکی نے کہا میری حالت
ایسی ہی تھی جیسی اس نے آپ کو بتائی تھی، حسن نے فرمایا پھر تو اس درجہ تک کیسے
پہنچی؟ وہ بولی جیسا میری والدہ نے تم سے بیان کیا ہے ہم ستر ہزار اشخاص سزا
بھگت رہے تھے تو ایک مرد صالح کا ہماری قبروں پر گزر ہوا، اس نے نبی علیہ السلام
پر ایک بار درود شریف پڑھا اور اس کا ثواب ہم کو ایصال کر دیا پس اللہ تعالیٰ نے
اس کو قبول فرمایا اور ہم سب کو اس عذاب سے آزاد فرما دیا اور مجھے وہ مرتبہ پیشہ ہوا
جو تم دیکھ رہے ہو۔ اس کو قرطبی نے تذکرہ میں ذکر کیا۔

سینٹیوال لطیفہ
محمد بن سعید بن مسروق جو ایک مرد صالح تھے مری ہوئے
اپنے نے اپنے اوپر یہ لازم کر رکھا تھا کہ جب بھی
رات کو سونے کے لئے بستر پر آتا تو ایک معلوم متعین تعداد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

پر درود شریف پڑھتا، ایک رات کو ایسا ہوا کہ میں نے معین تعداد مکمل کر لی تو آنکھوں پر
 نیند کا غلبہ ہو گیا، میں اس وقت ایک کمرے میں تھا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ
 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے اس کمرے میں جلوہ افروز ہیں، کمرہ نور سے جگمگا
 رہا ہے، پھر سرکار میرے قریب تشریف لائے اور فرمایا یہ منہ میرے قریب لاؤ
 جو مجھ پر کثرت سے درود و سلام پڑھتا رہتا ہے کہ میں اسے بوسہ دوں، مجھے
 شرم سی آنے لگی، میں نے اپنا منہ پھیر دیا، پس آپ نے میرے رخسار پر
 بوسہ دیا۔

میں گھبرا کر فوراً بیدار ہو گیا اور اپنی بیوی کو جو میرے پہلو میں تھی بیدار کیا
 سارا گھر رسول پاک کی خوشبو سے مہک رہا تھا اور حضور نے میرے رخسار پر جو
 بوسہ دیا تھا اسکی خوشبو آٹھ دن تک میرے چہرے پر رہی اور میری بیوی کو اس
 کا ہر ذرا حساس رہتا۔

”یہ حکایت ابن بشکوال نے بیان کی ہے“

طریقہ سوال لطیفہ ابو الفضل قرمسانی نے بیان کیا کہ میرے پاس
 ایک خراسانی آیا اس نے بتایا کہ میں شہر کی مسجد
 میں تھا کہ مجھے نیند میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، حضور نے فرمایا
 جب ہمدان آؤ تو فضل بن زریک کو میری طرف سے سلام کہنا، میں نے عرض کیا
 یا رسول اللہ! یہ کیوں؟ فرمایا، اس لئے کہ وہ رذرائہ مجھ پر ستوں مرتبہ درود و سلام
 پڑھتا ہے۔

پھر اس شخص نے مجھ سے سوال کیا کہ مجھے بھی وہ درود شریف بتا دو! میں
 نے کہا، میں ہر روز کم و بیش ستوں مرتبہ یہ درود شریف پڑھتا ہوں:-
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ

وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ، جَزَىٰ اللَّهُ مُحْتَمِدًا صَلَّی اللہُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنَّا مَا هُوَ أَهْلُهُ۔

ترجمہ ”الہی! محمد نبی امی اور انکی آل پر رحمت نازل فرما، اللہ! محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کو ہماری طرف سے ایسی جزا عطا فرمائے جس کے آپ حقدار ہیں۔“
اس شخص نے مجھ سے یہ نعمت لی اور میرے آگے قسم اٹھائی کہ نہ وہ مجھے پہچانتا
تھا اور نہ میرا نام یہاں تک کہ اسکو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سب کچھ بتلادیا، کتنے
ہیں میں نے اس کی خدمت میں کچھ تحائف پیش کئے لیکن اس نے وہ قبول نہیں
کئے اور کہا میں دنیاوی مال و دولت کے عوض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
پیغام پہنچاتا نہیں، یہ کہہ کر وہ شخص چلا گیا اور پھر میں نے اب تک اسے کہیں نہ دیکھا۔

انسالی سوال لطیفہ محمد بن ملک ایک شخص نے بیان کیا کہ میں بغداد
میں ابو بکر بن مجاہد مرقری کے پاس قلم جو بیہ قرأت

حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہوا، کہا کہ ہم پوری جماعت ایک دن دن سے سبق
پڑھ رہے تھے کہ چاک ایک عمر شخص آدھنکا، اس کا عامہ پٹا ہوا قمیض پوشیدہ
اور عباد بھی چٹی پہنی تھی، اس کو دیکھ کر شیخ ابو بکر کھڑے ہو گئے اور اس شخص کو
اپنی جگہ پر بٹھا اور اس کے بل و عیال کا حال دریافت کیا، اس نے
کہا کہ کوہستہ گھر میں بچہ پیدا ہوا، گھر والوں نے مجھ سے گھمی اور شہد مانگا حالاً
میرے پاس ذبح چھوٹی چیز تھی۔

شیخ ابو بکر کہتے ہیں، یہ سن کر میرے دل کو بڑا صدمہ ہوا میں اسی حالت میں
سو گیا خواب میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، منکر کا منظر ملایا
یہ منکر وہم کیا، خلیفہ کے وزیر علی بن عیسیٰ کے پاس جاؤ، اس کو سلام کرو اور اس
کو یہ علامات بتاؤ کہ تم ہر حجرات اس وقت تک نہیں سوتے جب تک مجھ (نبی علیہ السلام)

پر ہزار مرتبہ درود شریف نہ بھیج لو، اور اس جمعرات کو تم نے مجھ پر صرف سات سو مرتبہ درود بھیجا پھر تمہارے پاس خلیفہ کا قاصد آیا اور تمہیں اس کے پاس بلا کر لے گیا پھر واپس آ کر تم نے مجھ پر مزید صلوٰۃ و سلام پڑھا یہاں تک کہ ایک ہزار کی تعداد پوری ہو گئی، جس شخص کے ہاں کچھ پیدا ہوا ہے اس کو ستودینار بھیجو تاکہ وہ اپنی ضرورت پوری کر سکے۔

کہا ابو بکر مجاہد المقری بچے کے باپ کو ہمراہ لے کر وزیر کے گھر پہنچے، پھر شیخ ابو بکر نے وزیر سے کہا اس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری طرف بھیجا ہے پس وزیر اٹھا اور اس شخص کو اپنی جگہ پر بٹھایا اور ساری واردات پوچھی اس نے تمام صورت حال بتادی، پس وزیر خوش ہوا اور اس نے غلام کو ستودینار کی تھیلی لانے کو کہا اور وہ تھیلی بچے کے باپ کے حوالے کر دی، پھر دوسری تھیلی کا وزن کیا تاکہ اسے شیخ ابو بکر کے سپرد کر دے انہوں نے تھیلی لینے سے انکار کر دیا وزیر نے ان سے کہا، آپ یہ لے لیں کیونکہ آپ نے مجھے اس سچی خبر کی بشارت دی ہے پس یہ بات میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک لازم تھا اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجے ہوئے ہیں، پھر مزید ستودینار وزن کر کے ان کی نذر لئے اور کہا یہ بھی قبول فرمائیں کہ آپ نے مجھے یہ بشارت بھی سنادی کہ میں ہر جمعرات کو جو درود و سلام بھیجتا ہوں، رسول اللہ اس کو جانتے ہیں، پھر ستودینار اور لئے اور کہا یہ بھی لے لیں کیونکہ آپ نے یہاں آنے کی رحمت گوارا فرمائی، یونہی سو، سو دینار لے کر ان کی نذر کرنے لگا، یہاں تک کہ یہ تعداد ایک ہزار دینار تک پہنچ گئی، اس شخص نے کہا، میں صرف اتنے لوں گا جن کا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا۔

ابو عبد اللہ بن نعمان ذکر کرتے ہیں کہ میں نے

عبدالرحیم بن عبدالرحیم بن عبدالرحمن بن احمد کو یہ

چالیسواں لطیفہ

کہتے سنا کہ میں حمام میں گر گیا تھا، میرے ہاتھ پر سخت ضرب آئی، شدید درد ہو رہا تھا اور ہاتھ متورم تھا، میں رات کو اسی درد میں مبتلا تھا کہ آنکھ لگ گئی، خواب میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، سرکار نے فرمایا بیٹا! تمہارے درد و سلام نے مجھے متوجہ کیا، صبح اٹھا تو نو حضور کی برکت سے نہ درد تھا نہ درم۔

حافظ ابو موسیٰ ابن بشکوال اور عبدالغنی بن سعید نے

اکیسواں لطیفہ

ابو بکر بن محمد بن عمر تک اپنی سند کے ساتھ یہ بات

ذکر کی ہے کہ میں ابو بکر بن مجاہد کے پاس حاضر تھا حضرت شبلی تشریف لائے ابو بکر بن مجاہد ان کے استقبال کو کھڑے ہو گئے، ان سے معاف کیا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، میں نے کہا حضور! آپ شبلی سے اتنے ادب سے پیش آئے حالانکہ خود آپ اور بغداد کے تمام لوگوں کا خیال ہے کہ یہ شخص مجنون ہے؟

فرمایا، میں نے ان سے وہی سلوک کیا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے کرتے دیکھا، تفصیل اس کی یہ ہے کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، شبلی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور شبلی کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ شبلی سے یہ برتاؤ فرما رہے ہیں، فرمایا یہ نماز کے بعد یہ آیہ کریمہ پڑھتے ہیں:-

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ
مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ
رَّحِيمٌ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ
إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ

الْعَظِيمِ .

ترجمہ :- یقیناً تمہارے پاس ایک رسول معظم آئے جو تمہی میں سے ہیں، ان پر وہ چیز ناکوار ہوتی ہے جو تمہیں تکلیف دے تمہاری بھلائی پر حرص کرنے والے، ایمان والوں پر شفیق و مہربان، پھر اگر وہ منہ موڑیں تو کہہ دیں مجھے اللہ کافی ہے اس کے بغیر کوئی مستحق عبادت نہیں اسی پر میرا بھروسہ ہے اور وہی بڑے عرش کا مالک ہے۔
اور اس کے بعد مجھ پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ یہ جب بھی کوئی فرض نماز ادا کرتے ہیں، یہ آیت پڑھتے ہیں، لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ وَهُوَ صِدِّيقٌ مِّنْكُمْ وَمَا كُنَّا بِمُعَذِّبِكُمْ وَلَٰكِنَّا بِمَا فَعَلَ بَعْضُكُم مِّنْ بَعْضٍ لَّكِنَّا مُبْصِرُونَ۔
اور ساتھ ہی تین مرتبہ یہی پڑھتے ہیں، صَلَّی اللہُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللہُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللہُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا مُحَمَّدُ۔
پھر جب نبی میرے پاس آئے تو میں نے درود کے متعلق مذکورہ بات فرمائی۔
سیدھی تو انہوں نے بھی ایسا ہی بیان کیا، یہی واقعہ ابن ابی شیبہ کے نزدیک بھی ہوا۔
ابو العاصم انصاری یوں بیان کیا جاتا ہے کہ میں ایک دن ایک ولی اللہ کے آگے جن کی کنیت ابو بکر تھی قرآن پڑھ رہا تھا، دیکھا کیا ہوں کہ ابو بکر نبی ایک شخص کے پاس آئے جن کی کنیت ابو الطیب تھی، یہ شخص اہل علم سے تھا، پھر نبی قہر بیان کیا اور آخر میں یہ کہا کہ ابو بکر نبی، جو بکر بن عباد کی مسجد کی طرف اہل بڑے۔
جب ان کے کمرے میں داخل ہوئے تو ابو بکر بن عباد نے ان کو روکا اور انہیں کہا کہ اس پر ان کے ساتھیوں نے کہہ دیا تھا کہ آپ علی بن عسیٰ بن ہشام کے بھائی ہیں اور نبی کے لئے قیام فرماتے ہیں، وہ بولے ہیں اس شخص کے لئے قیام کیوں نہ کرو جس کی تعظیم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اور آفتوں سے نجات بخش دے اور جس کے صدقے تو ہماری تمام
حاجات پوری فرما دے اور جس کے ذریعے تو ہمیں تمام برائیوں سے
پاک صاف فرما دے اور جس کے سبب تو ہمیں بلند درجہ پر فائز فرمائے
اور جس کے ذریعے تو زندگی اور موت کے بعد کی تمام بھلائیوں کی آخری
حد تک ہمیں پہنچا دے۔

کہتے ہیں میں نیند سے بیدار ہوا اور تمام اہل جہاز کو خواب میں جو کچھ دیکھا تھا بتا دیا
پس ہم نے تقریباً تین سو مرتبہ یہ درود شریف پڑھا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے
وہ مشکل دور فرمادی اور وہ آندھی ٹھہر گئی، یہ سب کچھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر
درود و سلام پڑھنے کی برکت سے ہوا۔

(علامہ) مجد الدین فیروز آبادی لغوی نے بھی ایسا ہی واقعہ اپنی سند کے ساتھ
بیان فرمایا ہے اور اس کے نقل کرنے کے بعد انہوں نے حسن بن علی اسوانی سے
یہ بھی نقل کیا ہے کہ جو شخص یہ درود شریف کسی مہم، کسی مصیبت اور بلا میں ایک ہزار
مرتبہ پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کی مشکل دور فرمائے گا اور مقصد براری ہوگی۔

شیخ ابو جعفر عمر بن حسن سمرقندی نے اپنے ایک
تینا لیسوال لطیف

میں نے حرم شریف میں ایک شخص کو کثرت سے درود و سلام پڑھتے دیکھا، میں
نے حرم شریف، بیت اللہ شریف، میدان عرفات، منی اور دیگر مقامات پر جہاں بھی
اسے دیکھا، اس کی زبان پر درود و سلام ہی جاری رہا، میں نے اس شخص سے
کہا، بھئی! ہر مقام کے لئے مخصوص دعائیں اور افعال ہیں، آپ کو کیا ہوا کہ نہ کوئی
دوسری دعائیں مانگتے ہو اور نہ کوئی نفل نماز ادا کرتے ہو، بس ہر مقام پر نبی صلی اللہ علیہ
وسلم پر درود شریف پڑھتے جلتے ہو؟

وہ بولا، میں اس بیت اللہ کے حج کی نیت سے خراسان سے اپنے والد کے ہمراہ نکلا، جب ہم کو فہینچے تو میرے والد بیمار ہو گئے، بیماری شدت اختیار کر گئی اور والد صاحب فوت ہو گئے تو میں نے ان کا چہرہ چادر سے ڈھانپ دیا، پھر میں ان سے کچھ وقت غائب رہا، جب واپس آیا اور ان کا چہرہ دیکھنے کے لئے میں نے چادر سرکائی تو دیکھتا کیا ہوں کہ ان کی صورت گدھے کی سی بن گئی ہے جب میں نے یہ بولناک منظر دیکھا تو بہت گھبرایا اور ہر طرف سے رنج و الم نے مجھے آگھبرا میں سخت منہموم و پریشان تھا، میں نے دل میں کہا، والد صاحب کا یہ حال میں لوگوں میں کس طرح ظاہر کروں؟

اسی سراسیمگی کی حالت میں میری آنکھ لگ گئی، خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص ہمارے پاس آیا ہے اس نے میرے والد صاحب کے چہرے سے کپڑا سرکا کر دیکھا اور پھر ڈھانپ دیا، پھر مجھ سے کہا، یہ عظیم رنج و الم کیا ہے جتن تم گرفتار ہو؟ میں نے کہا منہموم کیونکر نہ ہوں جب کہ والد صاحب پر یہ مصیبت نازل ہو چکی ہے، کہا تمہیں مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد سے یہ مصیبت دور کر دی، کہتے ہیں، پھر اس شخص نے ان کے رخ سے پردہ ہٹایا تو میں کیا دیکھتا ہوں گویا ان کا چہرہ چمکتا ہوا چاند ہے۔ میں نے اس سے کہا تمہیں خدا کی قسم! سچ بتانا تم کون ہو؟ کہ تمہارا آنا باعث برکت ہوا۔

فرمایا، میں مصطفیٰ ہوں۔ جب یہ فرمایا تو مجھے عظیم فرحت و مسرت ہوئی، میں نے سرکار کی چادر کا کونا پکڑ لیا اور اپنے ہاتھوں پر لپیٹ لیا اور میں نے عرض کیا، یا سیدی یا رسول اللہ! بخدا آپ مجھے پوری صورت حال بتائیں، فرمایا تیرا باپ سود خور تھا اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے (واللہ اعلم) مترجم کہ سود خور کی شکل و صورت موت کے وقت گدھے کی صورت سے بدل دیگا چاہے دنیا میں چاہے آخرت میں

لیکن تیرے والد کی یہ عادت تھی کہ رات کو سونے سے پہلے مجھ پر تلو مرتبہ درود شریف پڑھتا تھا جب سو دھوری کی وجہ سے وہ اس ابتلا رکشا کا شکار ہوا تو میرے پاس وہ فرشتہ آیا جو مجھ پر میری امت کے احوال پیش کرتا ہے، اس نے مجھے تیرے والد کا حال بتایا پس میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا اس نے میری شفاعت کو ثمرت قبولیت عطا فرمایا۔

کہتے ہیں، پھر میں بیدار ہو گیا، میں نے اپنے والد کے حجرے سے کپڑا ہٹا کر جو دیکھا تو یوں نظر آیا گویا چودھویں کا چاند، میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اذان کی تجہیز و تکفین کی اور انکو دفن کیا اور حضور اس وقت انکی قبر کے پاس بیٹھا رہا، میں تنیدہ بیداری کی درمیانی حالت میں تھا کہ میں نے ہاتھ غیبی کی یہ آواز سنی یہ تمہیں کچھ معلوم ہے کہ جس عنایت الہی نے تمہارے والد کو اپنی آغوش میں لیا ہے اس کا سبب کیا ہے؟ میں نے کہا کچھ نہیں جانتا، ہاتھ نے کہا اس کا سبب نبی علیہ السلام پر درود و سلام پڑھنا ہے۔

ابن بشکوال نے عبد الواحد بن زید سے روایت کی

سوال لطیفہ ہے کہ میں حج کے ارادے سے نکلا، ایک شخص اس سفر میں عیلا ساتھی بن گیا، اس کا حال یہ تھا کہ جہاں کہیں بیٹھتا، اٹھتا، کھانا کھاتا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام ہی پڑھتا (کوئی اور درود نہ کرتا)۔

میں نے اس سے اس بارے میں جب پوچھا تو اس نے کہا میں تجھے اس کا سبب بتاتا ہوں، کئی سال پہلے کی بات ہے کہ میں اپنے والد کی مصیبت میں کھڑے کے سفر پر روانہ ہوا، جب ہماری واپسی ہوئی تو ایک منزل پر پہنچ کر ہم نے قیولہ کیا، (دوپہر کو سو گئے) جب ہم لوگ سو گئے تو میرے پاس ایک آنے والا آیا اور مجھے کہنے لگا، اٹھو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے باپ کو مار دیا ہے اور اس کا چہرہ سیاہ کر دیا ہے

کہا کہ میں گھبرا کر اٹھا اور اپنے باپ کے چہرے سے کپڑا سر کایا، دیکھتا کیا ہوں کہ میرا باپ مر چکا ہے اور اس کا چہرہ سیاہ ہو چکا ہے اس سے مجھ پر ہیبت طاری ہو گئی، میں اسی رنج و الم میں گرفتار تھا کہ مجھ پر نیند طاری ہو گئی، خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے باپ کے پاس چار حبشی کھڑے ہیں ان کے ہاتھوں میں لٹے کے ستون ہیں، ایک سر ہانے کی طرف، ایک پاؤں کی طرف، ایک دائیں اور ایک بائیں طرف، ناگاہ ایک حسین و جمیل بزرگ سبز کپڑوں میں ملبوس اس طرف آنکلتے، ان لوگوں سے فرمایا ہٹ جاؤ (میرے باپ کے) چہرے سے کپڑا سر کایا، اس پر دونوں ہاتھ پھیرے پھر میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا اٹھو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے باپ کا چہرہ سفید کر دیا۔

میں نے عرض کیا، آپ پر میرے ماں باپ قربان! آپ کون ہیں؟ فرمایا میں محمد رسول اللہ ہوں، میں نے اپنے باپ کے چہرے سے کپڑا اٹھایا تو چہرہ نور سے چمک رہا تھا، ان کی حالت مکمل طور پر درست ہو چکی تھی، میں نے ان کو دفن کر دیا۔

کتاب مصباح انطلام میں فرمایا، یہ شخص (مرنے والا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت درود و سلام پڑھا کرتا تھا۔

پینا لیسوال لطیفہ
الفا کہانی نے بعض فقر اکا یہ بیان نقل کیا ہے کہ
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کا فرمان ہے کہ دو بندے جو اللہ کی رضا کے لئے باہم محبت کریں، جب ملیں، ایک دوسرے سے مصافحہ کریں تو جدا ہونے سے پہلے ان کے پہلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اور وہ دعا جس کے آگے پیچھے مجھ پر درود پڑھا جائے روز نہیں ہوتی، فرمایا ہاں!

یہ خواب حافظ سخاوی نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد ذکر کیا ہے جس میں حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: ”جو بھی دو بندے محض اللہ کی رضا کے لئے آپس میں محبت کریں“ اور ایک روایت میں ہے: ”جو دو مسلمان ایک دوسرے کے آمنے سامنے آجائیں، ایک دوسرے سے مصافحہ کریں اور نبی علیہ السلام پر درود بھیجیں، وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونے پاتے کہ ان کے پہلے پچھلے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں“ اس کو حسن بن سفیان وغیرہ نے اس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

چھپالیسواں لطیفہ
منصور بن عمار کو خواب میں دیکھا گیا تو اس سے پوچھا گیا، اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ کہا، مجھے اس نے اپنے سامنے کھڑا کیا اور پوچھا تو ہی منصور بن عمار ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! فرمایا تو ہی وہ ہے جو لوگوں کو دنیا میں زہد کی تلقین کرتا تھا حالانکہ خود دنیا سے رغبت رکھتا تھا؟ میں نے کہا یہ بجا ہے لیکن مجھ میں ایک خوبی تھی، میں نے جو مجلس منعقد کی اس میں ابتداء تیری حمد و ثناء اور تیرے نبی پر درود و سلام سے کی اور تیسری چیز یہ کہ تیرے بندوں کی خیر خواہی کی، فرمایا تو نے سچ کہا، (اے فرشتو!) اس کے لئے میرے آسمانوں میں ایک کرسی بچھاؤ تاکہ یہ میرے فرشتوں میں بھی میری حمد و ثناء کرے۔ یہ جیسے اس نے میرے بندوں میں میری تعریف کی۔ اس کو ابن بشکوال نے ابوالقاسم نقشبندی کے طریق سے بیان کیا، پس پاک، ہے اللہ بزرگ و بزرگوار جو چاہے کرے۔ اس کے بغیر کوئی معبود نہیں اور ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں، اور اللہ رحمت نازل فرمائے ہمارے آقا محمد پر اور آپ کی آل پر اور سلام۔

سینا لیسوال لطیفہ | الخطیب، ابوالہمن بن عسا کہ اور ابن بشکوال نے محمد بن یحییٰ الکرمانی سے روایت کی،

کہا ہم لوگ ایک دن ابوعلی بن شاذان کی مجلس میں حاضر تھے کہ ایک نوجوان آیا جسے ہم میں سے کوئی جانتا نہ تھا اس نے ہمیں سلام کیا پھر کہنے لگا، تم میں ابوعلی بن شاذان کون ہیں؟ ہم نے اسی طرف اشارہ کیا، وہ بولا اے شیخ! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا ابوعلی بن شاذان کی مسجد کا پوچھو! جب ان سے ملو تو میری طرف سے سلام کہنا۔

یہ کہہ کر وہ نوجوان چلا گیا تو ابوعلی رخصے اور کہنے لگے مجھے اپنا کوئی ایسا شغل نظر نہیں آتا جسکی وجہ سے مجھے یہ شرف عطا ہوتا، ہاں! حدیث رسول کی خدمت پر دل جمعی سے کار بند ہوں اور جہاں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آئے، درود و سلام پڑھتا ہوں۔

کرمانی فرماتے ہیں، اس کے بعد ابوعلی صرف دو یا تین مہینے زندہ رہے اور پھر وفات پا گئے رحمہ اللہ!

اڑا لیسوال لطیفہ | الخطیب اور پھر انہی کے طریق سے ابن بشکوال نے سفیان بن عیینہ سے روایت کیا، کہا ہم سے

خلف صاحب الخلفان نے بیان کیا کہ میرا ایک دوست تھا جو میرے ساتھ علم حدیث حاصل کرتا تھا، وہ فوت ہو گیا، میں نے اسے خواب میں تھے سب سے پڑوں میں ملیوں دوڑتے دیکھا، میں نے اس سے کہا، کیا تم میرے ساتھ حدیث نہیں پڑھتا تھا میں تجھے یہ کس حال میں دیکھ رہا ہوں؟ تو اس نے کہا میں تمہارے ہمراہ حدیث لکھ لیا کرتا تھا پس جب بھی کوئی ایسی حدیث گزرتی جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا، میں اس کے نیچے صلی اللہ علیہ وسلم لکھ دیتا تھا اب جس حال میں مجھے یاد ہے ہو یا اسی کا صلہ ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

انچا سوال لطیفہ | انمیری نے سفیان بن عیینہ سے ہی یہ روایت بھی
 نقل کی ہے، کہا میرا ایک بھائی بند تھا، وہ مر گیا،
 میں نے اسے خواب میں دیکھا تو پوچھا اللہ نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ کہا مجھے
 اللہ نے بخش دیا، میں نے پوچھا کس سبب سے؟ کہا میں حدیث شریف کی کتابت
 کیا کرتا تھا، جب نبی علیہ السلام کا ذکر آتا میں "صلی اللہ علیہ وسلم" لکھ دیتا، اس سے میری
 نیت حصولِ ثواب کی ہوتی تھی، پس اسی سے میری مغفرت ہو گئی۔

پچا سوال لطیفہ | جعفر الزعفرانی سے روایت ہے کہا میں نے اپنے
 ماموں حسن بن محمد کو کہتے سنا کہ میں نے امام احمد بن
 حنبل (رحمہ اللہ) کو خواب میں دیکھا تو آپ نے مجھ سے فرمایا اے ابو علی ابو درود
 و سلام ہم نبی علیہ السلام پر پڑھتے رہے کاش انہم اسکی روشنی ان صحائف میں دیکھو
 جو ہمارے ہاتھوں میں دیئے گئے، کیسے حکم کا ہے ہیں، اس کو ابن بشکوال
 نے نقل کیا۔

اکیاون وال لطیفہ | ابوالحسن مہمونی سے مروی ہے کہ میں نے شیخ ابوالحسن
 بن عیینہ کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا
 یوں نظر آیا جیسے ان کے ہاتھوں کی انگلیوں کے درمیان سونے یا زعفران کے رنگ
 سے کچھ لکھا ہوا ہے، میں نے اس کے متعلق ان سے پوچھا کہ جناب آپ کے
 ہاتھوں کی انگلیوں کے درمیان مجھے کوئی خوبصورت تحریر نظر آ رہی ہے، فرمائیے وہ
 کیا ہے؟ آپ نے فرمایا بیٹے! حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے وقت اہم گرامی
 کے بعد جو درود و سلام لکھتا تھا یہ وہی ہے۔
 اس کو ابوالقاسم القیمی نے اپنی ترمغیب میں نقل کیا۔

۵۲ باون وال لطیفہ

حافظ سخاوی نے کہا، مجھ سے متعدد اشخاص نے قاضی برہان الدین بن جماعة سے یہ روایت بیان کی، ان کو امام ابو عمرو بن المرابط نے احازت دی، انہوں نے حافظ ابو احمد الدمیاطی سے سنی، انہوں نے شیخ علی بن عبد الکریم الدمشقی سے بالمشافہ یہ بات سنی، کہا میں نے خواب میں محمد بن امام زکی الدین منذری کو مرنے کے بعد دیکھا جب کہ نیک دل بادشاہ بھی پہنچ چکا تھا اور شہر کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا آپ نے مجھ سے فرمایا، تم بادشاہ کی آمد پر خوش ہو؟ میں نے کہا جی ہاں اسار لوگ خوش ہیں۔

فرمایا، ہم لوگ جنت میں داخل ہوئے اور حضور علیہ السلام کی دست بوسی سے مشرف ہوئے، حضور نے فرمایا، بشارت ہو ہر شخص کو جس نے اپنے ہاتھ سے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکھا کہ وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ حافظ سخاوی نے فرمایا، اس روایت کی سند صحیح ہے اور اللہ تعالیٰ کی جناب سے امید و اتق ہے کہ یہ نعمت حاصل ہو کر رہیگی۔

۵۳ تیرپن وال لطیفہ

ابو سلیمان محمد بن الحسین سے مروی ہے کہ ہمارے ایک پڑوسی نے جن کو بفضل کہا جاتا تھا اور جو کثرت سے نماز روزہ ادا کرنے والے تھے بتایا کہ میں حدیث کی کتابت کرتا تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف نہیں بھیجتا تھا، پس میں نے حضور علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تو آپ نے فرمایا جب (میرا نام) لکھتے ہو یا ذکر کرتے ہو تو مجھ پر درود کیوں نہیں بھیجتے؟ پھر کچھ عرصہ بعد ایک دفعہ میں نے آپ کی زیارت کی تو آپ نے فرمایا، مجھے تمہارا درود و سلام پہنچا ہے جب مجھ پر درود بھیجو یا میرا ذکر کرو تو یوں کہا کرو صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس کو خطیب اور انہی کے واسطے سے ابن لشکوال نے اور التیمی نے اپنی ترغیب میں ذکر کیا۔

چون وال لطیفہ | ابوسلیمان ہی سے یہ بھی مروی ہے کہ میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، آپ نے ارشاد فرمایا ابوسلیمان! جب حدیث میں میرا ذکر ہو تو درود پڑھتے ہو اور سلام کا لفظ (وسلم) چھوڑ دیتے ہو؟ حالانکہ یہ چار حرف ہیں، ہر حرف کے عوض دس نیکیاں ملتی ہیں یوں تم چالیس نیکیاں ضائع کر دیتے ہو۔

پچپن وال لطیفہ | ابومنظفربہنادین ابراہیم النسفی کا بیان ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی، یوں محسوس ہوا گویا سرکاری طرف سے اپنا دست اقدس کھینچ لیا ہے، میں نے اپنا ہاتھ سرکاری طرف دراز کیا اور حضور کا دست اقدس پکڑ کر چوم لیا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں خادم حدیث ہوں، میں اہلسنت میں سے ہوں، میں غریب الوطن ہوں۔ سرکار نے تلبیہ فرمایا اور فرمایا، جب درود بھیجتے ہو تو سلام کیوں نہیں بھیجتے؟ اس کے بعد میرا معمول بن گیا کہ جب صلی اللہ علیہ لکھتا، ساتھ ہی وسلم بھی لکھتا۔

چھپن وال لطیفہ | محمد بن ابوسلیمان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا، اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا پرتاؤ کیا؟ انہوں نے کہا، مجھے اللہ نے بخش دیا، میں نے کہا کس سبب سے؟ کہا میں جب کوئی حدیث لکھتا تو اسم گرامی کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور لکھتا تھا۔

اس کو خطیب اور اس کے واسطے سے ابن لشکوال نے روایت کیا۔

عبداللہ بن عمرؓ القواریری کا بیان ہے
سناون وال لطیفہ | کہا، میرا ایک پڑوسی کاتب تھا، میں نے اسے

مرنے کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا تیرے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا؟
 کہا مجھے بخش دیا، میں نے پوچھا کس سبب سے؟ کہنے لگا، میں کتابتِ حدیث
 کے دوران جب کبھی نبی اکرم علیہ السلام کا ذکر آتا، صلی اللہ علیہ وسلم لکھ دیتا۔
 اس کو ابنِ لشکوال نے روایت کیا۔

جعفر بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ میں نے خواب
اٹھاون وال لطیفہ | میں ابو زرہ (محدث کبیر) کو دیکھا جو آسمان

پر فرشتوں کے ہمراہ نماز پڑھ رہے ہیں، میں نے پوچھا، آپ نے یہ مقام کیسے پایا؟
 فرمایا، میں نے اسے ہاتھ سے ایک لاکھ حدیثیں لکھی ہیں، جب بھی کسی حدیث
 میں سرکار کا نام آتا، میں وہی لکھ دیتا، صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور علیہ السلام کا ارشاد
 گرامی ہے جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ
 رحمت نازل فرماتا ہے۔

اس کو ابنِ عساکر نے ذکر کیا۔

سخاوی فرماتے ہیں، ہم سے ابن الصلاح
اسعد وال لطیفہ | کی حکایت ابو المنظر سمعانی کے طریق سے

انہوں نے ابو الحسین سجی بن الحسن الطائی سے اور یونہی یہ حکایت ابن مسدد کی مسندات
 بطریق ابی الحسین کہا، میں نے ابن بنان صفہانی کو کہتے سنا کہ میں نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ! محمد بن
 ادریس الشافعی آپ کا چچا نادہ ہے کیا آپ نے اس کو کسی شے سے مخصوص فرمایا
 یا کوئی فائدہ پہنچایا؟ فرمایا ہاں! میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ اس سے

حساب نہ لیا جائے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کس لئے؟ فرمایا اس لئے کہ وہ مجھ پر ایسا درود پڑھتے تھے جیسا کسی نے مجھ پر نہ پڑھا، میں نے عرض کیا وہ کونسا درود؟ فرمایا وہ یوں پڑھتا تھا:-

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُونَ
وَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ كُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ
الْغَافِلُونَ -

ترجمہ:- ”اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج جب بھی ذکر کرنے والے ان کا ذکر کریں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج جب غافل ان کے ذکر سے غافل رہیں۔“

سخاوی نے فرمایا، امام شافعی کے الفاظ الرسالہ میں اس طرح ہیں:-
فَصَلِّ اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ نَبِيِّنَا كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُونَ
وَعَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُونَ -

ترجمہ:- ”پس اللہ درود بھیجے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جب کبھی ذکر کرنے والے ان کا ذکر کریں اور ان کے ذکر سے غافل غفلت برتیں۔“

طہ لطیفہ | بیہقی نے روایت کیا کہ امام شافعی کو خواب میں دیکھا
سا کھواں | گیا تو پوچھا کیا کہ اللہ نے آپ سے کیا سلوک فرمایا؟

فرمایا مجھے بخش دیا، کہا گیا کس سبب سے؟ فرمایا ان پانچ کھات کی وجہ سے جن سے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجا کرتا تھا، کہا گیا وہ کون سے؟ فرمایا میں کہا کرتا تھا:- اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ صَلَّيَ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ لِعَدَدِ مَنْ لَمْ يُصَلِّ وَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا أَمَرْتَ

أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَصَلَّ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ أَنْ تُصَلِّيَ
عَلَيْهِ وَصَلَّ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا تَبْتَغِي الصَّلَاةَ
عَلَيْهِ -

ترجمہ: ”الہی! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج ان لوگوں کے برابر جنہوں نے
آپ پر درود بھیجا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج ان لوگوں کے
برابر جنہوں نے آپ پر درود نہیں بھیجا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود
بھیج جیسے تو نے درود بھیجنے کا حکم دیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود
بھیج جیسے تو ان پر درود بھیجنا پسند کرتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج جیسے تو ان پر درود بھیجنا چاہتا ہے“

سہوال لطیفہ | ابوالعباس الاقلیشی مصنف کتاب النجم کے متعلق
بیان کیا جاتا ہے کہ ان کو جنت میں ٹھکانا دیکھا
گیا، کہا گیا یہ مرتبہ آپ کو کیسے حاصل ہوا؟ کہا میں نے درود و سلام کی فضیلت
پر اربعین نامی جو کتاب لکھی تھی اس میں نبی علیہ السلام پر کثرت سے درود و سلام
بھیجا اور لکھا تھا۔

سہوال لطیفہ | النیر، ابن الشکوال اور ابن مسدی وغیرہ نے
ابوصالح عبداللہ بن صالح الصوفی سے یہ رقا
ذکر کی کہ ایک محدث کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا گیا، پوچھا گیا اللہ نے
آپ سے کیا ترناؤ کیا؟ فرمایا میری مغفرت فرمادی، کہا گیا کس سبب سے؟ فرمایا
میں اپنی کتاب میں حضور علیہ السلام کے اسم گرامی کے ساتھ جو درود و سلام
لکھا کرتا تھا، اس کے سبب سے۔

ترہ سہوال لطیفہ | ابن الشکوال نے اسمعیل بن علی بن المثنیٰ عن
ابیہ روایت کیا کہ ایک محدث کو وفات کے بعد

خواب میں دیکھا گیا تو پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا؟ فرمایا
میری مغفرت فرمادی، پوچھا گیا کس سبب سے؟ فرمایا اس لئے کہ میں ان دو
انگلیوں سے بکثرت لکھا کرتا تھا، صلی اللہ علیہ وسلم

ابو عبد اللہ احمد بن عطا الروذری رحمہ اللہ سے منقول
پوشکھوال لطیفہ

ہے، فرمایا میں نے ابوالقاسم عبد اللہ بن محمد

المروزی کو کہتے سنا کہ میں اور میرے والد ماجد رات کو بیٹھ کر حدیث میں تقابل کیا کرتے تھے
پس جس جگہ ہم بیٹھ کر تقابل حدیث کیا کرتے تھے وہاں سے نور کا ایک ستون دیکھا گیا جو آسمان کی بلندیوں پہنچ رہا تھا۔

پوچھا گیا یہ نور کیسا؟ لوگ کہا گیا کہ یہ دونوں تقابل حدیث کے وقت جو درود و سلام
پڑھتے ہیں، یہ نور اسی کا ہے۔

اس کو الخطیب اور اس کے واسطے سے ابن شکوال نے ذکر کیا۔

ابو اسحاق، ابراہیم بن دارم الداری المعروف نیشل
پنسیکھوال لطیفہ

کا بیان ہے کہ میں جب کوئی حدیث نقل کرتا تو یوں

لکھتا: قَالَ الشَّيْخُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَتَبْتُ فِي يَمِيْنِي
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا گیا جو کچھ میں لکھا کرتا تھا حضور نے اس میں
سے کچھ لیا، پھر اس کو غور سے دیکھا اور فرمایا، یہ بہت عمدہ ہے۔

اس کو الخطیب اور اس کے واسطے سے ابن شکوال نے بھی روایت کیا اور

حافظ ابو موسیٰ المدینی نے اپنی کتاب میں محدثین کی ایک جماعت کے حوالہ سے یہ

بات لکھی ہے کہ جب وہ حضرت وفات کے بعد خواب میں دیکھے گئے تو انہوں نے

یہ بتایا کہ اللہ رب العزت نے انکی مغفرت فرمادی، اس سبب سے کہ وہ جب بھی کوئی

حدیث لکھتے تو نبی اکرم علیہ السلام کے اسم گرامی کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا

کرتے تھے۔

چھٹا سوال لطیفہ | الحسن بن شقیق کو مرنے کے بعد اچھی حالت میں دیکھا گیا تو پوچھا گیا کہ یہ مرتبہ آپ کو کیسے حاصل ہوا؟ کہا

میں حضور اقدس علیہ السلام پر کثرت سے درود و سلام پڑھا کرتا تھا۔

اس کو ابن بشکوال وغیرہ نے روایت کیا۔

سہم سوال لطیفہ | النعمیری اور ابن بشکوال نے روایت کیا کہ ابوالعباس

النجیاط، ابو محمد بن شقیق رحمہما اللہ کی مجلس میں

حاضر ہوئے، شیخ نے انکی تعظیم کی اور فرمایا کیا شیخ کو کسی چیز کی طلب ہے جو پیش کی جائے؟ انہوں نے (ابوالعباس نے) فرمایا پڑھتے جاؤ! پھر فرمایا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، حضور نے مجھے فرمایا ابن شقیق کی مجلس میں حاضری دو کہ وہ اپنی مجلس میں مجھ پر اتنی اتنی مرتبہ درود و سلام بھیجتے ہیں۔

طسٹ سوال لطیفہ | ابوالہمین بن عساکر نے ایک ایسے شخص سے بیان کیا جس نے ان سے ابوالعباس ابن عبد الدائم کی

طرت سے یہ روایت بیان کی۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ صاحب (ابوالعباس) مختلف فنون کی کتابیں کثرت سے نقل کرتے تھے، ابوالعباس کا بیان ہے کہ جب میں کتب حدیث وغیرہ میں نبی علیہ السلام کا ذکر کرتا تو درود کا لفظ لکھتا لیکن سلام کا لفظ نہ لکھتا، پس میں نے نبی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا آپ مجھ سے فرمانے لگے، اپنے آپ کو چالیس نیکیوں سے محروم کیوں کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کیسے؟ فرمایا جب میرا ذکر آئے تو صلی اللہ علیہ وسلم لکھا کروا یہ چار حرف ہیں، ہر حرف کی دس نیکیاں ہیں، کہتے ہیں سرکار نے میرا ہاتھ پکڑ کر ان کو شمار کیا۔ اوکما قال

الحسن بن مہدی الخفیری المعروف ابن عجمیہ کا بیان ہے کہ میں جب حدیث لکھتا تو نبی علیہ السلام

انٹروال لطیفہ

پر درود و سلام چھوڑ دیتا، میرا مقصد اس سے یہ تھا کہ جلدی جلدی تحریر مکمل ہو جائے
میں نے نبی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تو آپ نے فرمایا، جب میرا نام لکھتے ہو تو درود
و سلام کیوں نہیں لکھتے؟ جس طرح مجھ پر ابو عمر و الطبری درود و سلام پڑھتا اور لکھتا
ہے، لکھتے ہیں، اس پر میں بیدار ہو گیا، مجھ پر خوف طاری تھا پس میں نے اللہ تعالیٰ
کو اپنے اوپر گواہ کیا آئندہ جب بھی حدیث میں سرکار کا اہم کلام آئے گا میں پورا درود
و سلام لکھا کروں گا۔ صلی اللہ علیہ وسلم
اس کو ابن شکوال نے روایت کیا۔

سٹروال لطیفہ | ابو علی الحسن بن الطار سے مروی ہے، کہا میرے لئے

ابو طاهر المخلص نے اپنے ہاتھ سے چند اجزاء تحریر
کئے، میں نے ان میں یہ بات بھی لکھی دیکھی کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر
آئے تو یوں کہے: صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا
ابو علی کہتے ہیں، میں نے ان سے پوچھا کہ آپ یہ کیوں لکھتے ہیں؟ تو انہوں
نے کہا، میں تشریح میں جب حدیث لکھتا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آتا تو میں
درود و سلام نہ لکھتا، میں نے ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو میں
آپ کی طرف متوجہ ہوا اور سلام عرض کیا، سرکار نے میری طرف سے رخ الود پھیر دیا، پھر
میں دوسری طرف سے گھوم کر سامنے آیا، پھر آپ نے دوبارہ میری طرف سے رخ
اقدس پھیر لیا، میں تیسری مرتبہ سامنے آیا اور عرض کیا یا نبی اللہ! حضور! آپ میری
طرف سے رخ اظہر کیوں پھیر لیتے ہیں؟ (آہ آوہ آنکھ پھیریں تو قیامت، زندگی)
فرمایا اس لئے کہ جب تم اپنی کتاب میں میرا ذکر کرتے ہو تو مجھ پر درود و سلام نہیں بھیجتے
فرمایا، وہ وقت اور یہ وقت، اب جب بھی نبی علیہ السلام کا نام نامی لکھتا ہوں ساتھ ہی
لکھتا ہوں صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا

اس کو ابن بشکوال نے روایت کیا۔

اکثر سوال لطیفہ | حمزہ الکتانی کا بیان ہے کہ میں حدیث لکھا کرتا تھا اور جب نبی اکرم علیہ السلام کا ذکر آتا تو صرف صلی اللہ علیہ لکھ دیتا اور وسلم کا لفظ نہ لکھتا، پس میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، فرماتے ہیں، کیا بات ہے مجھ پر پورا درود سلام نہیں بھیجتے؟ پس اس کے بعد میں نے جب بھی صلی اللہ علیہ لکھا ساتھ ہی وسلم بھی لکھنا شروع کر دیا۔

اس کو ابن الصلاح وغیرہ نے روایت کیا اور کتاب شفاء لاسقام میں ایسی ہی حکایت حافظ ابوالقاسم مصری رحمہ اللہ کے حوالہ سے نقل کی گئی ہے۔

بہتر سوال لطیفہ | شفاء لاسقام میں ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن النہدی کے حوالہ سے یہ حکایت نقل کی گئی ہے، کہ انہوں نے فرمایا، میں نے اپنے والد ماجد سے سنا، فرماتے تھے، ایک عالم نے الموطا کا نسخہ لکھا اس نے یہ جدت کی کہ درود سلام کو حذف کر کے اس کی جگہ صرف حرف ص لکھنا شروع کر دیا، پھر وہ اس نسخہ کو لے کر ایک رئیس کی خدمت میں پہنچا جسے ایسی چیزوں کی کافی رغبت تھی، اس رئیس نے اسکی کافی خاطر و مدارت کی اور بہت کچھ اظہار مسرت کیا اور اس عالم کو صلہ جزل دینے کا فیصلہ کر لیا، پھر کسی طرح رئیس اس کی اس حرکت پر قنبنہ ہوا، پس اس عالم کو اپنے پاس سے بلکال دیا، ہر قسم کے انعام و اکرام سے محروم کر دیا اور اسے دور دراز مقام پر حلاوطن کر دیا، وہ شخص اسی طرح در و در کی ٹھوکریں کھاتا مگر کیا، پس ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں اس ذلت اور وسوسہ شیطان سے۔

تہتر سوال لطیفہ | شفاء لاسقام میں ہی یحییٰ بن مالک یا ابو زکریا العابدی رحمہ اللہ کے حوالہ سے یہ حکایت نقل کی گئی ہے

وہ کہتے ہیں، بصرہ میں ہمارا ایک دوست تھا، وہ ہم سے بیان کیا کرتا تھا کہ ایک لہری حدیث لکھا کرتا تھا اور جہاں نبی علیہ السلام کا اسم گرامی آتا، دانستہ درود و سلام چھوڑ دیتا اور یہ نخل وہ کاغذ کی بچت کی خاطر کرتا تھا، کہتے ہیں، میں اس کو ایک عرصہ سے جانتا ہوں، اب اس کے دائیں ہاتھ میں اتنی شدید تکلیف ہے کہ گویا کٹ کٹ کر گر رہا ہے۔

چوتھو سوال لطیفہ | شفا الاستقام ہی میں ایک کاتب کی زبانی یہ حکایت نقل کی گئی ہے کہ وہ جب بھی صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا

چاہتا تو اس کی جگہ لفظ صلعم لکھ دیتا، تو وہ اس وقت تک نہ مراجبت تک اس کا ہاتھ کاٹ نہ دیا گیا، اس کاتب نے یہ بات بھی بتائی کہ ایک کاتب لفظ صلعم لکھا کرتا تھا تو مرنے سے پہلے اس کی زبان کالی گئی، اس کا بیان سے کہ ایک کاتب جب درود و سلام لکھنا چاہتا تو یوں لکھتا علیہم ر علیہ الصلوٰۃ والسلام، سو وہ اس وقت تک نہیں مراجبت تک اس کا آدھا جسم بیکار نہیں ہو گیا، ایک اور کاتب کا طرز عمل بھی ایسا ہی تھا سو وہ ایک آنکھ سے اندھا ہو کر مرا، یہ شخص بازاروں میں بھیک مانگا کرتا تھا الخ۔

پچھترواں لطیفہ | علامہ قسطلانی نے اپنی کتاب مسالک الخفایہ میں امام طبرانی کے متعلق ایک روایت نقل کی ہے کہ انہوں

نے نبی اکرم علیہ السلام کو خواب میں اسی نورانی شکل و صورت میں دیکھا جو صحیح احادیث کے ذریعے ہم تک پہنچی، انہوں نے عرض کیا: اَکَلَدُمُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَاحَتُ اللّٰهِ وَبَسْرُ کَاثُہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اللہ تعالیٰ نے مجھے چند کلمات القام فرمائے ہیں میں انہیں حضور کے سامنے پیش کرتا ہوں، فرمایا کون سے کلمات؟ عرض کیا:۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ یَعْدِدُ مِنْ حَمْدِكَ وَلَكَ
الْحَمْدُ یَعْدِدُ مِنْ لَدُنْکَ وَلَكَ الْحَمْدُ

کَمَا تُحِبُّ أَنْ تُحَمَّدَ، اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ بَعْدَ مَنْ صَلَّيَ
عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ بَعْدَ مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلَى
مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ۔

ترجمہ: ”الہی! تیرے ہی لئے ہے تعریف تمام تعریف کرنے والوں کی تعداد کے
برابر اور تیرے ہی لئے ہے تعریف انکی تعداد کے برابر جنہوں نے تیری
تعریف نہیں کی اور تیرے لئے ایسی تعریف جو تجھے پسند ہو۔ الہی! محمد پر
درود بھیج ان لوگوں کی تعداد کے برابر جنہوں نے حضور پر درود بھیجا اور محمد
پر درود بھیج ان کی تعداد کے برابر جنہوں نے آپ پر درود نہیں بھیجا اور محمد
پر ایسا درود بھیج جیسے تو ان پر بھیجنا چاہتے ہو۔“

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا اڑے یہاں تک کہ آپ کے سامنے کے
دندان مبارک ظاہر ہو گئے اور آپ کے سامنے کے دندان مبارک کے درمیان جو باریک
سافا صدمہ تھا اس میں سے نور نظر آنے لگا۔

صلى الله عليه وآله وسلم

چہتر واں لطیفہ | امام عبد الوہاب شمرانی نے الطیفات میں فرمایا کہ
ابو الوہاب الشاذلی کہا کرتے تھے، میں نے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے نہ چھوڑنا! فرمایا،
ہم تمہیں نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ تم حوض کوثر پر آؤ اور اس کا پانی پیو! کیونکہ تم
سورۃ الکونثر پڑھتے اور مجھ پر درود و سلام بھیجتے ہو، اب جو درود و سلام کا اجر و ثواب
ہے وہ تو میں نے تمہیں عطا کر دیا، رہا سورۃ کوثر کا ثواب، سو اسکو میں تمہارے لئے
باقی رکھوں گا، پھر فرمایا جب اپنے اعمال پر نظر کرو یا تمہارے کلام میں کوئی خلل واقع
ہو تو یہ کلمات کہنا نہ چھوڑنا۔

اسْتَغْفِرُ اللهَ الْعَظِيمَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ

الْقِيَوْمِ وَآتُوبُ إِلَيْهِ وَأَسْأَلُ التَّوْبَةَ وَالْمَغْفِرَةَ
إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ۔

ترجمہ:- ”میں اس بزرگ و بزرگ سے معافی چاہتا ہوں جس کے بغیر کوئی معبود نہیں،
جو زندہ اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہے اور میں اس کی طرف توبہ کرتا اور اسی سے
توبہ و مغفرت کا سوال کرتا ہوں بیشک وہی ہے توبہ قبول فرمانے والا مہربان۔
یہ واقعہ لفظ بہ لفظ امام شافعی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

اور امام شافعی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: میں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ نے

سُتْرُوَالْطَّيْفَةِ

میرا منہ چوما اور فرمایا، میں اس منہ کو چومتا ہوں جو مجھ پر دن میں ایک ہزار مرتبہ درود بھیجتا
ہے اور ایک ہزار مرتبہ رات کو، پھر ارشاد فرمایا، اگر رات کے وقت سورۃ اِنشَاء
اَعْطَيْتَ الْكَوْثَرَ فَمَارِوْا دَسُوجًا لِّىْ اُحْيَا بِہِیْ اُحْيَا بِہِیْ، پھر مجھ سے فرمایا اور
تمہاری دعا یہ ہو جائے: اَللّٰهُمَّ فَتَاحَ كُرْبَاتِنَا، اَللّٰهُمَّ اَقِلْ
عَثْرَاتِنَا، اَللّٰهُمَّ اَعِزَّنَا لَدَيْتِنَا (اللہ! ہمارے مصیبتیں دور فرما، اللہ! ہمارے
نقصاتیں معاف فرما، اللہ! ہمارے غلطیاں بخش دے) اور تم مجھ پر درود بھیجو اور یوں کہو
وَسَلَامٌ عَلٰی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ سَائِرِ الْعٰلَمِیْنَ سَبِّحْ رَسُوْلًا بِسَلَامٍ اَوْحَدُنَا
اللہ رب العالمین کے لئے)۔

اور ابوالمواہب الشافعی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے
تھے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب

اَمْحَرُوَالْطَّيْفَةِ

میں دیکھا تو سرکار نے مجھ سے فرمایا، تم ایک لاکھ کی شفاعت کرو گے، میں نے
عرض کیا یا رسول اللہ! یہ شرف مجھے کیسے حاصل ہوا؟ فرمایا اس ثواب کا بدلہ جو تم درود
وسلام پڑھ کر مجھے ایصال کرتے ہو۔

اور ابو موہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ایک مرتبہ
اناسی وال لطیفہ میں نے اپنے اوردو وظائف سے جلد فارغ

ہونے کی غرض سے نبی علیہ السلام پر جلد جلد درود و سلام پڑھا جسکی تعداد ایک ہزار
 تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہیں معلوم نہیں کہ جلد بازی شیطان کی طرف سے
 ہوتی ہے؟ پھر حضور نے فرمایا یوں کہا کرو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی
 اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بڑے اطمینان اور ترتیب سے، ہاں جب وقت کی تنگی
 ہو تو جلدی جلدی پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں، پھر فرمایا، جو کچھ میں نے تم سے کہا
 یہ افضل ہونے کے لحاظ سے ہے ورنہ جیسے درود و سلام بھیجو وہ درود و سلام ہی
 ہے اور بہتر یہ ہے کہ درودِ تام سے ابتداء کرو اور اسی پر اختتام ہو چاہے صرف
 ایک مرتبہ پڑھ لیا جائے۔ اور فرمایا درودِ تام یہ ہے:-

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ
 سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَّ
 عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَّ بَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی
 اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَّ عَلٰی
 اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ
 اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ، السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا السَّيِّدُ وَّ
 رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ۔

یہ بعینہ آپ کے الفاظ میں منقول ہے۔

اور ابو موہب الشاذلی، رضی اللہ عنہ فرمایا
اسی وال لطیفہ کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کو دیکھا تو آپ نے مجھے فرمایا:

تمہارے شیخ ابوسعید الصنفوری مجھ پر مکمل اور بکثرت درود و سلام بھیجتے ہیں ان سے کہو کہ جب درود شریف ختم کریں تو اللہ عزوجل کی حمد کیا کریں۔

آپ ابوالمواہب رضی اللہ عنہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا، یا رسول اللہ! میں نے آپ پر اتنی اتنی تحفہ میں سے میرا مقصد آپ کی نذر کیا اور فلاں فلاں اعمالِ حسنہ کا ثواب بھی آپ کی نذر کیا اگر اس سے میرا مقصد بھی حاصل ہو جائے تو کیا اچھا ہوا اور میرا مقصد اس شخص کی طرح ہے جس نے آپ سے یہ پوچھا تھا کہ کیا میں اپنے تمام اوقات میں پڑھے ہوئے صلوٰۃ و سلام کا ثواب آپ کے لئے مختص کر دوں؟ آپ نے فرمایا تھا اگر ایسا کرو تو میں درود و سلام تمہارے رنج و الم کو دور کرنے اور تمہارے گناہوں کی مغفرت کے لئے کافی ہو گا تو حضور نے مجھ سے فرمایا ہاں امیری مراد یہی ہے ہاں! مگر اپنے لئے بھی اتنے اتنے اعمالِ حسنہ کا ثواب رکھ لو کیونکہ مجھے اس کی ضرورت نہیں (نہیں ہے)۔

سیدی ابوالمواہب مذکور نے اپنی کتاب میں جو مشاہدات نبوی پر مشتمل ہے فرمایا اور میں نے یہ واقعہ وہیں سے نقل کیا۔

بروز پیر ۲۲ شعبان المکرم ۱۲۵۵ھ کو چھ گھری مسجد میں صبح کی نماز پڑھ کر میں سو گیا، یہ مسجد مقام بولاق اور تنباک کے درمیان واقع ہے، اس مسجد میں شمس الدین بھی رہا کرتے تھے، میں نے حضور علیہ السلام کو اپنے سر ہانے بیٹھا دیکھا، میں نے عرض کیا اَلصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَيِّدُ الْمَلٰٓئِکَةِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا الشَّیْخُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہٗ، حضور نے فرمایا، میں اپنے رب کا بندہ ہوں اور تم میرے غلام، میں نے عرض کیا جی ہاں! حضور ہیں اس پر رضی ہوں

حضورؐ نے فرمایا، اگر تم اس پر راضی ہو تو مجھ پر درود بھیجتے وقت کامل درود کیوں نہیں بھیجتے؟ میں نے عرض کیا، حضور! اسکی طوالت کی وجہ سے، فرمایا جب درود و سلام پڑھو تو اول و آخر خواہ ایک بار ہو بھیجا کرو، میں نے عرض کیا حضور! کامل درود کس طرح پڑھا کروں؟ فرمایا یوں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ
سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی سَيِّدِنَا
اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ فِي
الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ فَحِيْدٌ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا
الشَّيْءُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ۔

میں نے سیدی محمد الحنفی کے مناقب میں لکھا دیکھا
تراسی والی لطیفہ

لکھا ہے کہ تشریف نہمانی رضی اللہ عنہ سیدی محمد رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے
ایک تھے، وہ کہتے ہیں میں نے خواب میں اپنے جد امجد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم
کو ایک بہت بڑے خیمہ میں تشریف فرما دیکھا، اولیائے کرام ایک ایک کر کے خدمت
اقدس میں حاضر ہوتے اور سلام عرض کرتے ہیں، ایک کہنے والا کہتا ہے، یہ فلاں ہے
یہ فلاں ہے پس وہ مکرار کے پاس بیٹھتے جاتے ہیں یہاں تک کہ ایک جم غفیر اور انبوء
کثیر آیا، ایک کہنے والے نے کہا، یہ محمد الحنفی ہیں جب وہ نبی علیہ السلام کے پاس
پہنچے تو حضورؐ نے ان کو اپنے پاس بٹھایا، پھر حضور علیہ السلام، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور
حضرت عمر فاروقؓ رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، میں اس شخص سے

محبت کرتا ہوں مگر اس کی بکھری یا کٹری ہوئی پکڑی (کھڑے شملہ والی) مجھے پسند نہیں کہ
 تیکڑ کی نشانی ہے) اور حضور نے یہ بات سیدی محمد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمائی
 اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور! اجازت ہو تو میں ان کے سر
 پر عمامہ پہناؤں؟ فرمایا اجازت ہے!

پس حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی پکڑی پکڑی اور سیدی محمد کے سر
 پر رکھ دی اور سیدی محمد کے عمامہ کا ایک شملہ بائیں طرف لٹکا دیا اور پھر اپنا عمامہ ہٹا کر
 وہی عمامہ سیدی محمد کو پہنا دیا۔

پہلے پہنچ کر تشریف نعمانی خواب سے بیدار ہو گئے۔ اور انہوں نے یہ تمام خواب سیدی
 محمد کو سنا دیا آپ سن کر رو دیئے اور باقی لوگ بھی رو پڑے اور آپ نے تشریف محمد
 سے فرمایا، جب آپ اپنے جد امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے شرف
 یاب ہوں تو آنحضور علیہ السلام سے میرے کسی عمل کی نشانی دریافت کرنا جو سرکار کی
 نگاہ میں اتنا عزیز ہے، پس تشریف محمد نے کچھ دن بعد حضور علیہ السلام کو خواب میں
 دیکھا اور آپ سے اس نیک عمل کی نشانی دریافت کی، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا، نشانی تو وہی درود و سلام ہے جو محمد اکثقی روزانہ غروب آفتاب کے بعد تنہائی
 میں محمد پر بھیجتا ہے:-

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَصَلِّ عَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ
 وَسَلِّمْ عَدَدَ مَا عِلِمْتُ وَنِسَاءَ مَا عِلِمْتُ وَمِلْءَ
 مَا عِلِمْتُ -

ترجمہ: ”اللہ! محمد پر جو نبی اسی ہیں اور ان کی آل و اصحاب پر درود بھیج اپنی معلومات
 کی تعداد کے برابر اور اپنی معلومات مسکے وزن کے برابر اور اپنی معلومات ہر
 پس سیدی محمد نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا، اپنی پکڑی

اور اس کا شملہ لٹکا دیا اور تمام حاضرین مجلس نے اپنی اپنی کپڑیاں لپیں اور ان کے شملے ڈھیلے کر دیے، اب حال یہ تھا کہ سیدی محمد جب بھی سوار ہوتے تو شملہ ڈھیلہ رکھتے اور آپ نے اپنی وہ سبز چادر اور ٹھنا چھوڑ دی جسے آپ سوار ہوتے وقت پہنا کرتے تھے اور آخری وقت تک اسی پر کار بند رہے۔

پورا سی وال لطیفہ حافظ سخاوی رحمہ اللہ نے فرمایا، جب ابتدائے جوانی میں نبی اکرم علیہ السلام پر درود پڑھتا تو ان الفاظ

سے پڑھتا: اللّٰهُمَّ صَلِّ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَ بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ قَجِيْدٌ تو مجھے خواب میں یہ کہا گیا کہ کیا تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر فصیح ہو؟ یا کلمات کے معانی آپ سے زیادہ جانتے ہو یا خطاب فیصل اور جامع کلمات میں آپ سے بڑھ کر ہو؟ اگر جدا جدا ادائیگی میں کوئی زائد سمجھتی نہ ہوتا تو حضور ان الفاظ کو کبھی جدا نہ فرماتے، پس میں نے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگی اور مقام وجوب و استحباب میں موقع و محل کے مناسب اس تفصیل کی طرف رجوع کیا جو نص میں وارد ہے اگر گنجائش ہوئی تو تعظیم و تکریم میں جتنا چاہا اضافہ کر لیا، اللہ تعالیٰ میری نیت کے مطابق مجھے اس کا صلہ عطا فرمائے گا، یہ اسی کا احسان ہے۔

پچاسی وال لطیفہ ابن ملقن نے الحدائق میں کہا، میں نے یہ بات

فرمایا، میں اپنے بھائی عثمان کے پاس سلام کرنے آیا، آپ نے فرمایا بھائی جان! و علیکم السلام، میں نے آج رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، سرکار نے مجھے ایک ڈول عطا فرمایا جس میں پانی تھا، میں نے سر جو کہ پچاس جس کی ٹھنڈک ابھی تک محسوس کر رہا ہوں، میں نے کہا آپ نے یہ مقام کیسے حاصل کیا؟ فرمایا نبی علیہ السلام پر کثرت سے

درود و سلام پڑھ کر۔

چھیا سی وال لطیفہ | علی بن عیسیٰ ذریر سے مروی ہے کہ میں نبی کریم
علیہ السلام پر کثرت سے درود و سلام پڑھا کرتا تھا
جب مجھے وزارت سے معزول کر دیا گیا تو میں نے خواب میں دیکھا گویا گدھے پر سوار ہوں
اور اسی حال میں میری نظر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی، پس میں آپ کی خاطر اتر کر پیدل چلنے
لگا، آپ نے فرمایا اپنی جگہ واپس لوٹ جاؤ، صبح اٹھا تو وزارت کی ذمہ داری پھر میرے
سپر ہو گئی، یہ سب حضور علیہ السلام پر درود بھیجنے کا صدقہ ہے۔

اس حکایت کو ابن الملقن نے الحدائق میں ذکر کیا۔

ستاسی وال لطیفہ | ابو عبد اللہ بن نعمان نے اپنی کتاب مصباح الظلم
فی المستغیثین بخیر اللہام فی البیظۃ والمنہم میں کہا ابو جعفر

الحدادی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک مرتبہ مدینہ منورہ آیا، میں پندرہ دن سے
بھوکا تھا، پس میں نے اپنا پیٹ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک سے لگایا
اور کثرت سے درود و سلام پیش کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! اپنے مہمان کو سیر
کیجئے کہ بھوک سے نڈھال ہے، پھر مجھے میند کا غلبہ ہوا خواب میں سرکار کی زیارت سے
مشرف ہوا حضور نے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی جسے میں کھا رہا ہوں، اتنے میں
میری آنکھ کھل گئی، اب میں بالکل سیر تھا اور آدھی روٹی میرے ہاتھ میں تھی۔

اٹھاسی وال لطیفہ | ابن الملقن نے اپنی کتاب الحدائق وغیرہ میں یہ
حکایت نقل کی ہے کہ ایک نوجوان طواف کعبہ میں

مشغول تھا اور زبان پر درود و سلام کا ہی ورد جاری تھا اس سے پوچھا گیا کہ کیا آپ
کے پاس اسکی کوئی خاص وجہ ہے؟ وہ بولا ہاں! میں اور میرا باپ گھر سے حج کے
ارادے سے نکلے، ایک منزل پر میرا باپ بیمار ہو گیا اور پھر مر گیا اس کا چہرہ سیاہ اور آنکھیں

نبی ہو گئیں اور پیٹ پھول گیا میں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ
 پڑھا اور زوے لگا سوچا میرا آپ اس غریب الوطنی میں کیسی موت مرا، جب رات ہوئی
 تو مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا، میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا سفید نورانی
 لباس میں، جسم مقدس سے عطر کی خوشبو آرہی تھی، سر کا ریشم باب کے قریب ہوئے
 دست اقدس ان کے چہرے پر پھیرا تو وہی چہرہ دودھ سے زیادہ سفید و شفاف ہو گیا
 پھر آپ نے اپنا دست مبارک ان کے پیٹ پر پھیرا تو وہ اپنے اصل حال پر آ گیا پھر جب
 آپ نے واپسی کا ارادہ فرمایا تو فرمایا تمہارے والد بہت نافرمان اور مجرم تھے ہاں!
 مجھ پر درود و سلام کثرت سے پڑھتے تھے، پھر جب وہ اپنے کئے پر جہاں پہنچا تھا
 پہنچے تو مجھ سے فریادی ہوئے تو میں نے اسکی مدد کی اور دنیا میں جو بھی مجھ پر کثرت
 سے درود و سلام بھیجے گا، میں اس کا فریاد رس ہوں گا۔

نواسی وال لطیفہ | ابن المسکن ہی نے الحدائق میں ابو محمد الجوزی کی یہ حکایت

نقل کی ہے کہ نماز عصر کے بعد ہمارے خیمہ میں ایک
 نوجوان فقیر آدھمکا، زرد رنگ، بکھرے بال، سر اور پاؤں سے لگا اس نے وضو کیا اور
 دو رکعت نفل ادا کئے پھر ایک لکڑی پر سر رکھ کر مغرب کی طرف رخ کر کے بیٹھ گیا، یوں بیٹھا
 بیٹھا نبی علیہ السلام پر درود و سلام بھیج رہا تھا کہ خلیفہ کا قاصد ہم سب کو کھانے کی ایک
 دعوت میں لے جانے کے لئے آگیا، میں اٹھ کر اس نوجوان کی طرف گیا اور اس سے
 پوچھا کہ خلیفہ کے گھر دعوت پر جاؤ گے؟ اس نے سر اٹھایا اور بولا، میرا دل خلیفہ کے گھر کا
 شوقین نہیں، ہاں! البتہ مجھے گرم گرم پراٹھا کھانے کی خواہش ہے۔

میں نے اس کی بات ٹال دی کیونکہ یہ بات باقی جماعت کے موافق نہ تھی اور
 دل میں کہا، یہ شخص نیا نیا طریقت میں آیا ہے اور ابھی تک اس کے آداب سے واقف
 نہیں، میں نے اسے چھوڑا اور خود خلیفہ کے گھر چلا گیا، ہم نے وہاں کھانا بھی کھایا اور

سماع بھی کیا اور ہم لوگ رات گئے وہاں سے چلے، جب میں خیمہ میں داخل ہوا تو اسے اسی حالت میں دیکھا، میں اپنے گدے پر بیٹھ گیا، میری آنکھیں بند سے بوجھل تھیں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جماعت ہے اور کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کے کرام علیہم السلام ہیں، میں نے حضور کے قریب ہو کر سلام عرض کیا مگر آپ نے مجھ سے رخ پھیر لیا، میں نے دوبارہ ایسے ہی کیا مگر آہ اجواب وہی تھا، میں اس سے خوف زدہ ہو گیا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا کیا گناہ ہے کہ آپ ناراض ہیں؟

فرمایا میری امت کے ایک فقیر نے تمہارے سامنے اپنی خواہش ظاہر کی مگر تم نے اس سے توہین آمیز سلوک کیا، میں گھبرا کر یہاں پہنچا اور اٹھ کر فقیر کی تلاش میں چل پڑا مگر وہ نظر نہ آیا، میں نے دروازہ کھٹنے کی آواز سنی، میں بھی پیچھے پیچھے چل پڑا، باہر نکل کر جو دیکھا تو وہی فقیر جا رہا تھا، میں نے اسے آواز دی، او جوان! ہم تیری مرضی کی چیز بیکہ حاضر ہیں، اس نے میری طرف دیکھا اور بولا، جب تمہارے سامنے کوئی فقیر اپنی خواہش کا اظہار کرے تو اس وقت تک اس کی خواہش مہرگز پوری نہ کرنا جب تک ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیائے کرام اس کی سفارش نہ کریں، ایسی حاجت براری کی کوئی ضرورت نہیں، پھر وہ فقیر مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔

عبدالواحد بن زید سے مروی ہے کہ ہمارا ایک دوست

مخا جو بادشاہ کی خدمت کرتا تھا اللہ تعالیٰ کی یاد

لطیفہ نمبر ۹۰

سے غافل اور فتنہ و فساد پھیلانے میں مشہور تھا، ایک رات میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ اس کا ہاتھ رسول اللہ کے ہاتھ میں ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ شخص تو ان لوگوں میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ سے منہ موڑے ہوئے ہیں پھر آپ نے اپنا دست مبارک اس کے ہاتھ میں کیوں دیدیا؟ حضور نے فرمایا، مجھے اس کا علم ہے اور سنو کہ

میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی سفارش کرنے جا رہا ہوں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ اس مقام پر کس وسیلہ سے پہنچا ہے؟ فرمایا مجھ پر کثرت سے درود و سلام پڑھنے کی وجہ سے بے شک یہ شخص ہر رات سونے وقت مجھ پر ہزار مرتبہ درود و سلام بھیجا کرتا تھا اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرمائے گا، عبدالواحد کا بیان ہے کہ جب صبح کے وقت میں مسجد میں داخل ہوا تو دیکھنا کیا ہوں کہ وہی نوجوان روتا ہوا مسجد میں داخل ہو رہا ہے اس وقت میں اپنے دوستوں کے سامنے جو کچھ اس کے متعلق میں نے دیکھا انہیں بیان کر رہا تھا، جب وہ مسجد میں آیا تو اس نے سلام کیا اور میرے سامنے بیٹھ گیا اور بولائے عبدالواحد! اپنا ہاتھ پٹھاؤ کہ تمہارے ہاتھ پر تائب ہو جاؤ اور اس مقصد کے لئے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے پاس بھیجا ہے اور تمہارے لئے مجھ سے اس مذکور کے کا ذکر فرمایا ہے جو تمہارے اور حضور کے درمیان گزری رات میرے متعلق ہوا، جب اس نے توبہ کر لی تو میں نے اس سے خواب کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے کہا کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا، میں اپنے رب کے ہاں ضرورتاً میری شفاعت کروں گا اس درود و سلام کے سبب جو تم مجھ پر بھیجتے ہو، جب میں حضور کے ہمراہ چلا تو آپ نے میری شفاعت فرمائی اور یہ بھی فرمایا: صبح سویرے عبدالواحد کے پاس جانا اور اس کے ہاتھ پر توبہ کرنا اور اس پر مضبوطی سے قائم رہنا۔

کیا توبے والے لطفیہ
 سید محمود کردی قادری شیخانی جو آج کل مدینہ منورہ میں آئے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ مدینہ کے آقا پر بہترین درود و سلام نازل فرمائے، میں نے اپنی کتاب "الباقیات الصالحات" میں فرمایا، مجھ پر اللہ تعالیٰ کا ایک یہ بھی احسان ہے کہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، پس سرکار نے مجھے اپنی گود میں اٹھالیا، میرا سینہ حضور کے سینہ اقدس کے ساتھ لگا ہوا تھا اور

میرا منہ حضور کے منہ مبارک سے اور پیشانی آنجناب کی پیشانی اقدس سے مس کر رہی ہے۔
حضور نے ارشاد فرمایا مجھ پر کثرت سے درود و سلام بھیجا کرو اور آپ نے مجھے اپنی رضا کی
خوشخبری سنائی جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا مندی جمع ہوتی ہے اس عزت افزائی پر خوشی
سے میرے آنسو نکل آئے، میں نے دیکھا کہ نبی کریم علیہ السلام کی چشمان مبارک سے
بھی آنسو ٹپک رہے ہیں یہ سب کچھ اس محبت و شفقت کی بنا پر تھا جو میرے حال پر سرکار
کے دل میں تھی۔

پس میں بیدار ہو گیا تو میرے رخسار آنسوؤں سے تر تھے، میں مواجہہ تشریف کی طرف
گیا تو میں نے حجرہ مبارک کے اندر سے سرکار کی آواز میں ایسی ایسی بشارتیں سنیں جن کا کہ
میں عوام کے سامنے نہیں کر سکتا، پھر میں جلدی جلدی واپس لوٹا۔
اس کے بعد ایک صفحہ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ میں نے بحالت بیداری مواجہہ تشریف
کے سامنے اپنے پاؤں پر کھڑے کھڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے
اپنے سلام کا جواب سنا اور مجھ پر یہ حقیقت منکشف ہو گئی کہ حضور علیہ السلام اپنی قبر میں زندہ
ہیں اور اہل اسلام کے سلام کا جواب دیتے ہیں الخ۔
اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل
فرمانے والا ہے۔

سیدی عبد الجلیل مغربی نے اپنی کتاب تنبیہ
الانام فی علوم مقادیرنا

باب نمبر ۹۲ لطفیہ

حلیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ جن دنوں میں نبی علیہ السلام
پر درود و سلام سے متعلق تصنیف و تالیف ہیں مصروف تھا، ایک دن خواب میں دیکھتا
کیا ہوں کہ گویا چھر پر سوار ہوں اور چاہتا ہوں کہ ان لوگوں تک پہنچ جاؤں جو کسی مقصد کے
حصول کے لئے مجھ سے آگے بڑھ گئے ہیں لیکن خچر کی بہت جواب دے گئی

میں نے اسے چابک ماری تو وہ تیز چلنے لگی، یہ دیکھ کر ایک شخص نے بڑھ کر اس کی لگام
تھام لی اور اسے مذکورہ لوگوں تک پہنچنے سے روک لیا، مجھے اس پر برا صدمہ ہوا۔
اچانک دیکھتا کیا ہوں کہ ایک بزرگ صورت و سیرت کا حسین پیکر حسن و جمال کی نصیب
نے اس شخص کو ڈانٹ پلائی اور مجھ کو اس کے ہاتھوں سے چھڑایا اور اس سے کہا
اسے چھوڑو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا ہے اور اس کے اہل و عیال
کے حق میں اس کی شفاعت قبول فرمائی ہے اور اس کی پریشانی دور فرمادی ہے۔
پس میں خوش خوش بیدار ہوا اور میرے دل میں بات آئی کہ جس شخص نے مجھے مذکور بالا
آدمی سے چھڑایا اور مذکورہ بالا کلام کیا وہ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ تھے
اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ سب نبی پاک علیہ السلام کی خدمت کا صدقہ ہے، علیہ افضل الصلوٰۃ
و ازکی السلام۔

کتاب تنبیہ الانام کے مصنف مذکورہ بالا خواب
تراویح ۹۳ وال لطیفہ | ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں :-

پھر کچھ مدت کے بعد میں نے نبی پاک علیہ السلام کو خواب میں اپنے گھر کے ایک
کمرے میں دیکھا کہ ہمارا گھر آپ کے نورانی چہرے کی چمک سے جگمگا رہا ہے پس میں
نے تین مرتبہ (دست بستہ) عرض کیا، اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ
یَا سَيِّدَ السُّوَلِ اَللّٰہِ حضور! میں آپ کے پڑوس میں آپ کی شفاعت کی آس لگائے
بیٹھا ہوں، مسکرا کر نے میرا ہاتھ پکڑا اور مسکراتے ہوئے مجھے بوسہ دیا اور فرما رہے ہیں ہاں بخدا!
ہاں بخدا! ہاں بخدا!، اسی اثنا میں کیا دیکھتا ہوں کہ ہمارا ایک پڑوسی جو مرچکا ہے، مجھ سے
کہہ رہا ہے، تم مسکرا کے مدح خواں اُحد منگوار ہو، میں نے اس سے کہا، تجھے کیسے
معلوم ہوا؟ اس پر وہ بولا خدا کی قسم! تیرے اس وصف کا آسمان پر ذکر ہوا ہے اور
نبی علیہ السلام خاموش مسکرا رہے تھے، اس پر میں خوشی خوشی بیدار ہو گیا۔

مذکورہ بالا خواب ذکر کرنے کے بعد صاحب کتاب

لطیفہ نمبر ۹۴

تنبیہ الامام فرماتے ہیں :-

پھر میں نے اپنے والد مرحوم کو خواب میں دیکھا کہ وہ میری وجہ سے بہت خوش نظر آتے ہیں، میں نے ان سے کہا آپ حلفیہ بیان فرمائیں کیا میں نے آپ کو کسی قسم کا نفع پہنچایا؟ انہوں نے فرمایا ہاں! بخدا تم نے مجھے نفع پہنچایا ہے، میں نے کہا کیسے؟ فرمایا، نبی علیہ السلام پر درود و سلام کے موضوع پر کتاب لکھ کر، میں نے کہا، آپ کو اس کا کیسے پتہ چل گیا؟ فرمایا اسی کے سبب تو ملازرا علیٰ میں تمہارا چرچا ہے۔

لطیفہ نمبر ۹۵

ابو عبد اللہ بن نعمان نے اپنی کتاب مصباح المظاہر میں

خلاد بن کثیر بن مسلم کے متعلق یہ روایت نقل کی ہے کہ

جب ان پترے کا وقت آیا تو لوگوں نے ان کے سر ہانے ایک رقعہ دیکھا جس میں لکھا تھا کہ یہ خلاد بن کثیر کا جہنم سے چھٹکا ہے کا پروانہ ہے پس لوگوں نے ان کے اعمال کے متعلق دریافت کیا تو ان کے گھر والوں نے بتایا کہ وہ ہر جمعہ کو نبی علیہ السلام پر ایک ہزار مرتبہ درود و سلام پڑھا کرتے تھے۔ ان الفاظ سے، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی النَّبِيِّ الْاَوْحٰی مُحَمَّدٍ۔

لطیفہ نمبر ۹۶

سید محمود لدودی نے اپنی کتاب الباقیات الصالحات

میں خلاد بن کثیر کی وجہ بالا حکایت کو بعض تغیر کے

ساتھ نقل کرنے کے بعد اپنی والدہ کی زبانی یہ حکایت نقل کی کہ ان (سید محمود کی ماں) کے والد محمد نے انہیں ان الفاظ میں وصیت فرمائی :-

”جب میں مَرِ جاؤں اور مجھے غسل دے چکیں تو چھت سے میرے کفن پر ایک سبز رنگ کا رقعہ گرایا جائے جس میں لکھا ہو، یہ محمد عالم کے لئے اس کے علم کے طفیل جہنم سے خلاصی کا پروانہ ہے اور اس نے یہ وصیت کی تھی کہ یہ رقعہ اس کے کفن میں رکھ دیا جائے۔“

پہل میں نے وہ رقم اس کے سینہ پر رکھ دیا، لوگوں نے وہ رقم پڑھا، رقم میں لکھی ہوئی عبارت اندر اور باہر سے برابر پڑھی جاتی تھی، کہتے ہیں، میں نے اپنی والدہ سے نانا جی کے عمل کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ ہمیشہ ذکر خدا اور بکثرت درود سلام بر محمد مصطفیٰ پر کاربند رہے۔

سٹالوے ۹۷ وال لطیفہ | الخطیب اور ابن بشکوال نے ابوالقاسم عبداللہ المرزئی سے روایت نقل کی کہ میں اور دوسرے

والدات کے وقت ایک دوسرے سے گفتگو کر رہے تھے پس جس جگہ ہم باہم گفتگو کرنے لگے وہاں نور کا ایک ستون نظر آیا جس کی چمک آسمان تک پہنچتی تھی، پوچھا گیا یہ روشنی کیسی ہے، تو کہا گیا کہ یہ وہ درود و سلام ہے جو باپ بیٹا اپنی گفتگو کے درمیان نبی علیہ السلام پر بھیجتے تھے۔

ٹھٹھانے ۹۸ وال لطیفہ | شیخ ابو الحسن الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ایک جنگل میں تھے کہ چانک

ان کے سامنے ایک ورنڈہ آگیا، ان کو اپنی جان کے لالے پر گئے پس انہوں نے خوفزدہ ہو کر نبی کریم علیہ السلام پر درود و سلام پڑھنا شروع کر دیا، اس حدیث صحیح کے پیش نظر کہ جو شخص حضور علیہ السلام پر ایک مرتبہ دو د بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ صلاۃ بھیجتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی صلاۃ رحمت ہے اور جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرماوے اس کو وہی کافی ہے پس اسی کے صدقے انکی جان بچی۔

ٹٹٹٹٹ ۹۹ وال لطیفہ | ابن الملقن نے الحدادی میں یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص رسول پاک علیہ السلام کی

خدمت میں حاضر ہوا اور ایک شخص کے خلاف یہ دعویٰ دائر کیا کہ اس نے میرا اونٹ چوری کیا ہے اس پر اس نے دو گواہ بھی پیش کر دیئے اب نبی علیہ السلام نے اس مایہ

کا ہاتھ کاٹنے کا ارادہ کیا پس مدعی علیہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اونٹ کو بلا کر پوچھیں کہ اسے کس نے چرایا ہے؟ مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اونٹ میری برأت کی بات کرے گا۔

پس نبی علیہ السلام نے اونٹ کو منگوایا اور فرمایا اسے اونٹ! میں کون ہوں؟ اونٹ نے فصیح زبان سے عرض کیا، آپ اللہ کے برحق رسول ہیں، برحق حضور! ملازم کے ہاتھ نہ کاٹیں کیونکہ مدعی اور گواہ سب منافق ہیں ان گواہوں نے اس شخص کے ہاتھ کٹوانے کے لئے دشمنی کی بنا پر یہاں اتفاق کر لیا ہے اور یا رسول اللہ! یہ دراصل آپ سے عداوت ہے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے کس عمل کی بنا پر تجھے ہاتھ کٹنے سے بچایا؟ عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس کوئی بڑی نیکی نہیں بجز اس کے کہ اٹھتے بیٹھتے آپ پر درود شریف بھیجتا رہتا ہوں، فرمایا اس پر ہمیشہ کا رہند رہنا اللہ تعالیٰ نے اس کے طفیل جس طرح دنیا میں تمہیں ہاتھ کٹنے سے بچایا اسی طرح دوزخ کی آگ سے بچائیگا۔

کنوز الاسرار میں شیخ سیدی مسعود درودی رحمہ اللہ

کے متعلق یہ حکایت نقل کی گئی ہے جو بلاد فارس

سوال لطیفہ

کے صلحا میں سے ایک تھے اور رسول پاک علیہ السلام کے محب تھے کہ وہ عام لوگوں کے مجمع میں تشریف لے جاتے پس لوگ انکی خدمت کو نکل آتے، کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ شیخ کوئی خاص عمل کرتے ہیں جس کی بنا پر کوئی انکی خدمت میں جت جاتا ہے۔ یہی حقیقت دریافت کرنے کے لئے لوگ ان کے گھر آئے شیخ نے فرمایا، بیٹھ جاؤ! ہم سب نبی علیہ السلام پر درود و سلام بھیجتے ہیں، نماز عصر تک درود و سلام کی یہ مجلس برپا رہی، پھر شیخ نے حاضرین سے فرمایا جہاں تک ممکن ہو زیادہ سے زیادہ پڑھ لو!

اللہ تمہارے عمل خیر میں برکت دے، جیسے تم میرے کرنے والا، عملہ سے کہتا ہے، پھر شیخ کو کون
کو معاوضہ دیکر رخصت کر دیتے پس اس سچائی اور محبت رسول کے صدقے شیخ عالم بیداری
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا کرتے تھے۔

۱۰۱ **ایک سو ایک وال لطیفہ** | حافظ سخاوی نے ابن ہبیر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ
میں آنکھیں بند کئے نبی علیہ السلام پر درود و سلام

عرض کر رہا تھا پس میں نے اپنی پلکوں کے پیچھے سے ایک کاتب کو دیکھا جو میرا درود
سلام سیاہی سے ایک کاغذ پر لکھ رہا تھا مجھے حروف کا موقع محل نظر آ رہا تھا اب میں نے
اس ٹیٹ سے آنکھیں کھول دیں کہ اپنی نگاہوں سے اسکو دیکھ سکوں، میں نے
جو نبی آنکھیں کھولیں اس پر نگاہ پڑی تو مجھ سے اوجھل ہو رہا تھا اور میری نگاہوں
میں اس کے لباس کی سفیدی تھی۔

۱۰۲ **ایک سو دوئم وال لطیفہ** | امام شعرانی رضی اللہ عنہ نے المنن الکبریٰ میں شیخ
احمد سروری کا یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے
قرشتیں کو نورانی فلموں سے ایک صحیفہ میں وہ تمام حروف و کلمات لکھنے دیکھا جن سے
لوگ نبی علیہ السلام پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔

۱۰۳ **ایک سو سوم وال لطیفہ** | امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نے یہ حکایت بیان کی
ہے کہ میں نے حج کے موقع پر ایک شخص کو نبی علیہ
السلام پر بہت زیادہ درود و سلام پڑھتے دیکھا، میں نے اس سے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ
کی حمد و ثنا کا مقام ہے، وہ کہنے لگا، کیا میں تمہیں نہ بتاؤں؟

میں اپنے شہر میں تھا کہ میرے بھائی پر آخری وقت آگیا، میں نے دیکھا کہ
اس کا چہرہ سیاہ ہو چکا ہے یوں نظر آتا تھا کہ گھٹا تاریکی میں ڈوب گیا ہے اس منظر کو
دیکھ کر میں مغموم ہو گیا، اسی اثناء میں ایک شخص گھر میں داخل ہوا وہ میرے بھائی کے

پس آیا اس شخص کا چہرہ چراغ کی طرح جگمگا رہا تھا، اس نے میرے بھائی کے چہرے سے کپڑا سر کا یا اور چہرے پر ہاتھ پھیرا، پس وہ سیاہی جاتی رہی اور اس کا چہرہ اس طرح چمکنے لگا جیسے چاند، یہ دیکھ کر میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی، میں نے اس شخص سے کہا، جزاک اللہ خیر! آپ کون ہیں؟ آپ نے میرے ساتھ بڑی نیکی کی، کہا میں وہ فرشتہ ہوں جس کو اسی کام پر مقرر کیا گیا ہے کہ جو کوئی نبی علیہ السلام پر درود و سلام بھیجے اسی طرح اس کے کام آؤں، تمہارا بیٹا نبی اکرم علیہ السلام پر کثرت سے درود و سلام بھیجا کرتا تھا، اب اس کو سیاہ رو ہونے کی سزا دی گئی، پھر اللہ تعالیٰ نے درود و سلام کے طفیل اس کی دستگیری فرمائی، پس اس کی رو سیاہی ختم فرما کر اسے چمکا دیا۔

۱۰۴ ایک سو چارواں لطیفہ
 ابو نعیم اور ابن سکوال نے سفیان ثوری سے یہ حکایت بھی نقل کی ہے کہ میں حج کے ارکان ادا کر رہا تھا کہ میری نظر ایک ایسے نوجوان پر پڑی جو ایک ایک قدم اٹھاتے اور رکھتے وقت یہ پڑھ رہا تھا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ میں نے اس سے کہا، کیا دانستہ ایسے کہہ رہے ہو؟ اس نے کہا ہاں! پھر مجھ سے کہنے لگا، تم کون؟ میں نے کہا سفیان ثوری! کہا عراقی ہو؟ میں نے کہا جی ہاں! کہا اللہ کی معرفت ہے؟ میں نے اثبات میں جواب دیا، کہا اس کی معرفت کیسے حاصل ہوئی، میں نے کہا، اسی طرح کہ وہ رات کو دن میں داخل کرتا اور رحم مادر میں بچے کی تصویر بناتا ہے، کہا اے سفیان! تو نے اللہ کی معرفت جیسے اس کا حق تھا، حاصل نہ کی، میں نے کہا، آپ کو اللہ کی معرفت کیونکر حاصل ہوئی، کہا نیتوں اور پختہ ارادوں کے ٹوٹنے سے، میں نے ایک کام کی نیت کی پھر وہ ٹوٹ گئی، عزم کیا پھر وہ ٹوٹ گیا، پس میں سجد کیا کہ میرا کوئی رب ہے جو مجھے اپنی تدبیر پر چلا رہا ہے کہا

پھر میں نے سوال کیا، تمہارا نبی علیہ السلام پر درود پڑھنا کیسا ہے؟
 کہا، میں اپنی والدہ کے ہمراہ حج کے لئے نکلا، اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے
 بیت اللہ شریف کے اندر داخل کرو! میں نے اسے داخل کر دیا، وہ گر پڑی اور
 اس کے پیٹ پر درم آگیا اور چہرہ سیاہ ہو گیا، کہا کہ میں اس کے پاس مغموم ہو کر بیٹھ گیا
 میں نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر دعا کی، الہی اجو کوئی تیرے گھر میں داخل
 ہو اس سے ایسا ہی کرتا ہے؟ کیا دیکھتا ہوں کہ اچانک تنہا کی طرف سے بادل
 اٹھا، ایک سفید پوش بزرگ بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے انہوں نے اپنا ہاتھ
 میری والدہ کے چہرے پر پھیرا، وہ چمکنے لگا، پھر پیٹ پر ہاتھ پھیرا وہ بھی نورانی ہو گیا
 بیماری سے سکون آگیا، پھر وہ چلنے لگے۔

میں ان کے کپڑوں سے لپٹ گیا اور میں نے پوچھا، آپ کون ہیں کہ آپ نے میری
 ساری پریشانی دور فرمادی؟ فرمایا، میں تیرا نبی محمد ہوں جس پر تو درود و سلام بھیجا کرتا ہے
 میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی وصیت فرمائیے! فرمایا جو قدم اٹھاؤ اور جو قدم
 رکھو محمد اور آل محمد پر درود و سلام ضرور بھیجو!

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایک شہوپاچوال لطیفہ
 المجد فیروز آبادی (غوی) نے ابو المنظر سمرقندی
 یعنی محمد بن عبدالعزیز النجیادیمک اپنی سند کے
 ساتھ یہ حکایت ذکر کی ہے کہ میں ایک دن پشت کعبہ میں داخل ہوا، پس میں راستے
 سے بھٹک گیا، دیکھنا کیا ہوں کہ سامنے خضر علیہ السلام ہیں، میں نے انکو دیکھ لیا
 انہوں نے فرمایا چلو! میں ان کے ہمراہ چل پڑا، میرا خیال تھا کہ یہ خضر علیہ السلام ہی
 ہیں، میں نے پوچھا آپ کا نام؟ فرمایا، خضر بن البشار ابو العباس! میں نے ان کے
 ہمراہ ایک ساتھی بھی دیکھا، ان سے میں نے پوچھا، آپ کا نام؟ فرمایا ابیاس بن سام

میں نے کہا اللہ آپ دونوں پر رحم فرمائے، کیا آپ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے؟ وہ فرمانے لگے ہاں! میں نے کہا، تمہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت و عزت کا واسطہ دینا ہوا کہ مجھے کوئی بات بتا دو جسے میں آپ کے حوالہ سے آگے بیان کر سکوں، انہوں نے فرمایا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جو مسلمان بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجے اس کا دل خوش و خرم ہوگا اور اللہ اس کو مشور فرمائے گا۔

اور میں نے خضر اور الیاس علیہما السلام کو فرماتے سنا کہ بنی اسرائیل میں ایک نبی تھے جن کا اسم گرامی شمویل علیہ السلام تھا، اللہ تعالیٰ نے دشمنوں پر اس کی مدد فرمائی، وہ دشمنوں کی طلب میں نکلے تو دشمنوں نے کہا یہ جادوگر ہے جو ہماری آنکھوں پر جاو کر رہے اور ہمارے لشکر کو خراب کرنے آیا ہے پس ہم اس کو ساحل سمندر پر لے جا کر شکست سے دوچار کریں گے۔ پس آپ چالیس آدمیوں کے ہمراہ نکلے پس دشمنوں نے آپ کو ساحل سمندر پر دھکیل دیا، اب ان کے ساتھی بولے، ہم کیا کریں؟ فرمایا حملہ کر دو اور کہو: صَلَّی اللہُ عَلَیْ مُحَمَّدٍ پس انہوں نے حملہ کر دیا اور زبان سے درود شریف پڑھا، پس ان کے دشمن سب کے سب ساحل سمندر سے پسپا ہو کر سمندر میں غرق ہو گئے۔

فرمایا، خضر علیہ السلام ہمارے پاس تھے، میں نے ان دونوں حضرات (خضر و الیاس) کو فرماتے سنا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو نفاق سے اس طرح پاک فرما دیتا ہے جیسے پانی کپڑے کو اور میں نے ان کو یہ بھی فرماتے سنا ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو مومن یوں کہے صَلَّی اللہُ عَلَیْ مُحَمَّدٍ تو لوگ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اگرچہ پہلے اس سے بغض رکھتے ہوں اور بخدا وہ اس وقت تک اس سے محبت کر ہی نہیں سکتے جب تک اللہ تعالیٰ اس سے محبت نہ کرے اور ہم نے آنحضرت علیہ السلام کو برسر منبر یہ بھی فرماتے سنا کہ جو شخص کہے صَلَّی اللہُ عَلَیْ مُحَمَّدٍ

تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے رحمت کے ستر دروازے کھول دیتا ہے۔

اور میں نے انکو یہ بھی فرماتے سنا کہ شام سے ایک شخص نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ! میرا باپ بہت بوڑھا ہے اور آپ کا دیدار کرنا چاہتا ہے، فرمایا اسے میرے پاس لاؤ اور عرض کیا اس کی نظر بہت کمزور ہے، فرمایا اس سے کہ سو سات راتیں یوں کہے: صَلَّی اللہُ عَلَی مُحَمَّدٍ یوں اسے خواب میں میری زیارت بھی حاصل ہوگی اور وہ مجھ سے حدیث بھی روا کرے گا، اس نے ایسا ہی کیا، پس رسول پاک علیہ السلام کی اسے زیارت بھی حاصل ہوئی وہ شخص حضور علیہ السلام سے روایت بھی کیا کرتا تھا۔

میں نے ان حضرات (خضر والیاس) سے یہ بھی سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب کسی مجلس میں بیٹھو تو یوں کہو: بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَ صَلَّی اللہُ عَلَی مُحَمَّدٍ اللہم پر ایک فرشتہ نازل فرمے گا جو تم کو غیبت سے بچائے گا“ یہاں تک کہ تم غیبت نہ کرو، پھر جب کھڑے ہونو کہو: بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، وَ صَلَّی اللہُ عَلَی مُحَمَّدٍ تو لوگ کبھی تمہاری غیبت نہ کریں گے اور انکو وہ فرشتہ اس سے منع کرتا رہے گا۔“

ابو سعید شعبان بن محمد القرشی نے اپنی کتاب

شفار الاسقام میں حکایت مذکورہ نقل کرتے کے

ایک سو چھٹا طیفہ

بعد فرمایا:

”میں کتابوں مجھے خود یہ اتفاق ہوا کہ سفر میں سے پہلے ۸۱۱ میں جب میں اپنی مذکورہ بالا کتاب ”السیرۃ الشریفیہ“ کی ترتیب و تالیف کے سلسلہ میں مکہ معظمہ پہنچا تو وہاں بیمار ہو گیا، بیماری اتنی سخت تھی کہ بچنے کی امید نہ تھی، میں نے آنا و مرنے سے اللہ علیہ وسلم کی بگاہ عالیہ میں ایک نعتیہ قصیدہ لکھا اور اس کے دیکھنے سے

اللہ تعالیٰ سے مدد اور اس بیماری سے تشفار طلب کی، میں نے یہ کام دوسروں کی
اقتدار میں کیا تھا اور مقصد تھا حصول خیر میری اس نظم کا مطلع یہ ہے :-

إِنْ جِئْتَ بَذْرًا فَطَبِّبْ وَ إِنْ زِلَ بِذِي سَلَمٍ
سَلِّمْ عَلَى مَنْ سَمَا بَذْرًا عَلَى عِلْمٍ

”اگر تو مقامِ بذریں آئے تو خوشی سے آ اور مقامِ ذی سلم پر قیام کر
اور ان پر سلام بھیج جو پہاڑ پر چمکتے چودھویں کے چاند سے افضل ہیں۔“

اور یہ شعر میرے تثنیہ قصیدہ بدیع البدیع فی مدح الشفیع کا مطلع ہے

اور میری زبان سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھنے سے تر ہے اور
صبح سویرے مکہ معظمہ کا ایک نیک، دیانتدار، کسچا، امین و عصفیت اور مستحق شخص
جوشہاب الدین احمد بن محمد بن علی جو ابنِ عنبر مکی کے نام سے مشہور تھا، میرے پاس
آیا اور کہا کہ میں نے آج رات ایک بہترین خواب دیکھا ہے، میں نے کہا کیا؟
کہا کہ :-

”میں اپنے ملک دار النباؤ میں جس کا پرانا نام السو لقیہ تھا، سورا تھا، تقریباً
سحری کا وقت ہو گا کہ میں نے خواب دیکھا گو یا میں حرم شریف میں باب المعمر کے پاس
کھڑا خانہ کعبہ کی زیارت کر رہا ہوں، دیکھتا کیا ہوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سمر
پر دو سے برآمد ہوئے، آپ لوگوں کے حبیبر مٹ ہیں چل رہے ہیں، پھر سرکارِ مدینہ
منصورہ کے دروازے سے بابِ ابراہیم کی طرف بڑھ رہے ہیں، حضور برابر چلے آ رہے
ہیں یہاں تک کہ ضیاء جموی کی بیٹھک پر پہنچ گئے جو کہ رباطِ حوری گیت پر واقع ہے تم
وہاں بیٹھے تھے، تمہارے نیچے سبز رنگ کا سجادہ تھا، تم رکنِ پالی کی طرف رخ کئے
بیت اللہ کا مشاہدہ کر رہے تھے جب حضور علیہ السلام کا گزرتما سے سامنے سے ہوا تو
میں نے تمہاری طرف دیکھا اور آپ اپنے دائرہ ہاتھ کی انگشت شہادت سے تمہاری

طرف اشارہ کر کے فرما رہے تھے وعلیکم السلام شعبان! دو مرتبہ ایسا ہی ہوا اور یہ وقت
حرم شریف میں منارہ پر تسمیع کئے کا تھا، میں وہ آواز دِلنواز کانوں سے سن رہا تھا اور
وہ نورانی صوت آنکھوں سے دیکھ رہا تھا، میں نے خواب دیکھنے والے سے پوچھا،
اس وقت میرا حال کیا تھا تو اس نے کہا، تم اپنے قدموں پر کھڑے تھے اور یہ کہہ رہے
تھے: یَا سَيِّدِیْ یَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ وَعَلٰی اٰلِکَ وَ
اٰخِکَ بَیْکَ پھر حضور باب الصّفا سے اندر آگئے اور تم اپنے مقام پر چلے گئے اور
تم نے اس سے کہا، اللہ تعالیٰ میرے طرف سے تم کو جزائے خیر عطا فرمائے اور تم پر
فضل و کرم فرمائے اور اگر میرے بس میں ہوتا تو اپنی جان تم پر فدا کرتا، جیسے کسی کا قول ہے
«وَحَیَاتِکُمْ وَحَیَاتِکُمْ فَتَسْمَا وَفِی» (۲) عُمَرُو بنی بَغْدَادِ حَیَاتِکُمْ لَمَّا اَخْلَفَ
مجھے تمہاری زندگی، تمہاری زندگی کی قسم! اور میں نے
زندگی بھر تمہاری زندگی کے سوا کسی چیز کی قسم نہیں اٹھائی۔
«لَوْ اَنَّ سُوْدِیْ فِیْ یَدِیْ وَوَهَبْتُهَا» (۳) لَتُبَشِّرَیْ بِوَصَاکُمْ لَمَّا اَنْصَبَ
اگر میری روح میرے ہاتھ میں ہوتی اور میں اسے تمہاری ضمانتی

(۲)

کی بشارت دینے والے کو بخش دیتا تو پھر بھی یہ انصاف ہوتا
شعبان رحمہ اللہ کہتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی علیہ السلام کی زیارت
سے مشرف فرمایا تو میں اس وقت بصد عجز و انکسار، ننگے سر، السو بہا نا باب السلام پر کھڑا

تھا اور میری زبان پر یہ اشعار تھے

یَا سَعْدُ اِنْ جِئْتُ لِدَارِ السَّلَامِ فَخِفْتُ قَلْبًا عِنْدَ بَابِ السَّلَامِ

اے خوش قسمت اگر تُو دارالسلام (مکہ مکرمہ) آئے تو میری دلی خواہش یہ تھی کہ میں دروازے کے دروازے پر کھڑا
وَأَسْکُرُ إِلَیْهَا قَدْ نِلْتُ مِنْ نِعْمَةٍ وَقُلْ أَنَا فِيْ بَقْظَةٍ أَوْ مَنَامٍ
اور اس نعمت کے حصول پر شکر کر اور کہہ کہ میں بیداری میں ہوں یا خواب میں

اِس کہ می بینم بہ بیداری ست یارب یا بخواب
فَمَا بَقَاءُ الدَّمْعِ فِیْ مَقْلَبِیْ وَمَا بَقَاءُ الرُّوحِ فِی السُّتْهَامِ
نہ تو آنکھوں میں آنسو باقی رہے نہ تو اُن کے

هَذَا رَسُولُ اللَّهِ هَذَا الَّذِي نَزَّلَهُ بَيْنَ الْبُورَى لَا يُضَامُ

یہ رسول خدا ہیں اسے یہ تو وہ ہیں
 هَذَا شَفِيعُ الْخَلْقِ هَذَا الَّذِي
 جس کے پاس انہوں نے تمام مخلوق میں پاداشی سے محفوظ ہو جائے
 قَدْ خَصَّهُ اللَّهُ بِأَعْلَى مَقَامٍ
 جس کو اللہ نے بلند مقام سے مخصوص فرمایا،

هَذَا مُحَلُّ الْخَيْرِ هَذَا الَّذِي
 یہ خیر و خوبی کا مرکز ہیں، یہ وہ ہیں
 فِي بَابِ الْعَالِي شِفَارِ السِّقَامِ
 جن کے درِ عالی پر بیمار شفا پا رہے ہیں
 (بقول حسن رضا بریلوی) سے

نہ ہوا آرام جس بیمار کو سارے زمانے میں !
 اٹھالے جاتے تھے ٹوڑی خاک تھکے آتے سے

فَاطْلُبْ تَنْلَ مَا شِئْتَ مِنْهُ وَقَبْلُ
 ان سے جو چاہو مانگو وہی پاؤ گے ان کو
 يَا سَيِّدَ الرُّسُلِ وَخَيْرَ الْكَرَامِ
 اے رسولوں کے آقا و کعبہ بکریم اکرم فرما
 مَنْ عَوَّدَ النَّاسَ بِأَحْسَنِ

آپ وہ ہیں جنہوں نے لوگوں کو اپنے احسان سے (مانگنے) کا عادی بنا دیا۔
 (بقول رضا بریلوی ط)

کیا پرستش اور جا بھی سگ بے ہنر کی ہے۔
 وَعَسَىٰ بِالنَّخِيرِ جَمِيعِ الْأَنَامِ
 اور تمام لوگوں پر خیر و برکت کی عام بارش کی۔

يَا صَفْوَةَ الرَّحْمَنِ يَا شَافِعًا
 اے خدائے رحمن کے برگزیدہ رسول اے شفاعت فرمائیے ہر گناہگار کے بڑے بڑے گناہوں کی
 يَزِدْهُمْ النَّاسُ عَلَى بَابِكُمْ
 وَاَلْمُنْمَلِ الْعَذَابِ كَثِيرًا
 آپ کے دروازے اور چشمہ شیریں پر یہاں سے لوگوں کا مجمع لگا ہے۔

ایک سو سو سوال لطیفہ | سلیمان بن سحیم سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ! یہ لوگ آپ کی بارگاہ میں آتے اور سلام عرض کرتے ہیں کیا آپ کو ان کے سلام کا علم ہو جاتا ہے؟ فرمایا ہاں! اور میں انکو اس کا جواب بھی دیتا ہوں اس کو ابن ابی الدینا اور بیہقی نے روایت کیا۔

ایک سو آٹھ سوال لطیفہ | ابراہیم بن شیبان (شیبسان) کہتے ہیں، میں نے حج کیا تو مدینہ طیبہ بھی حاضری دی پس میں قبر شریف کے قریب ہوا، پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں سلام عرض کیا، میں نے حجرہ مبارک کے اندر سے سرکاری آواز سنی "وعلیک السلام"۔

ایک سو نو سوال لطیفہ | سخاوی نے فرمایا، اور ان سے ملتی جلتی رفاہ سلم کو سید نور الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ والد سید عقیف الدین شریف حسینی الایچی سے متعلق پہنچی ہے کہ وہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے، سلام عرض کیا تو قبر شریف کے اندر سے جواب آیا عَلَیْكَ السَّلَامُ یا وَلَدِی بیٹے! تم پر سلام۔

ایک سو دو سوال لطیفہ | میں نے سید محمود کردی کی کتاب "الباقیات الصالحات" میں نہیں کا یہ بیان دیکھا ہے کہ انہوں نے حجرہ مبارک کے پاس کھڑے ہو کر سلام عرض کیا تو باقاعدہ سلام کا جواب انہوں نے سنا حالانکہ اس وقت وہاں کوئی اور نہ تھا، کہتے ہیں میں حجرہ شریفہ کے اندر داخل ہو کر ادھر ادھر گھومتا رہا مگر مجھے کوئی شخص نظر نہ آیا، اب مجھے یقین ہوا کہ یہ جواب نبی کریم علیہ السلام کی طرف سے تھا، کہتے ہیں ایسا ہی واقعہ مجھے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار کے پاس بھی پیش آیا اور سیدنا حمزہ سید الشہداء رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ حکم بھی

دیکر میں اپنے بیٹے کا نام آنجناب کے نام نامی پر رکھوں چنانچہ میں نے اپنے بیٹے کا نام حمزہ رکھا ہے۔

ایک سو کیا سوال لطیفہ

میں نے سید شبلی کی کتاب المشمش و عم الری فی السادات بنی علوی

میں عارف باللہ سیدی علی بن علوی بن عبداللہ بن احمد بن عیسیٰ علوی المشہور قسم تور متوفی ۵۲۶ھ رضی اللہ عنہ کے حالات میں دیکھا ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کرتے تھے اور مشکل مسائل پوچھا کرتے تھے تو حضور انکو توضیح و تشریح کے ساتھ بیان فرمایا کرتے تھے اور تشہد وغیرہ میں جب یہ کلمات ادا کرتے التَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہٗ، تو مصطفیٰ علیہ السلام کا جواب ان الفاظ میں سنتے وَ عَلَیْكَ التَّلَامُ یَا مُشَیِّخُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُہٗ بسا اوقات آپ ان الفاظ کو بار بار ادا کرتے، پوچھا جاتا، آپ ان الفاظ کی تکرار کیوں کرتے ہیں؟ تو کہتے اس لئے تاکہ سرکار کا بواب بار بار سن رہوں (اولطف اندوز ہوتا رہوں)۔

بھیر شبلی کہتے ہیں، شیخ عبدالوہاب شمرانی نے تنبیہ المغتربین میں لکھا کہ میں اس کتاب میں ان لوگوں کے اخلاق کا ذکر کرنا ہوں جو بچپن وقت کی نماز، نبی اکرم علیہ السلام کی اقتدار میں ادا کرتے ہیں، جو نہی نماز کا وقت ہوتا ہے سرکار قبر انور میں نماز ادا فرماتے ہیں اور یہ لوگ جب ان الفاظ میں حضور کی بارگاہ میں سلام عرض کرتے ہیں التَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہٗ تو سرکار کی طرف سے سلام کا جواب بھی سنتے ہیں۔

میں نے سیدی علی الخواص کو کہتے سنا ہے کہ کسی کو ولایتِ محمدیہ میں اس وقت تک قدم رکھنے کا حق نہیں جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور اور الیاس علیہ السلام

کے ساتھ جمع نہ ہو جائے اور تمام سچے لوگ اس درجہ پر فائز ہیں لہذا بعض لوگوں کا انکار جن کی آنکھوں پر حجاب پڑے ہیں بے معنی ہے۔

سید ابوالعباس امروسی رحمہ اللہ اپنے ساتھیوں سے فرمایا کرتے تھے کیا تم میں کوئی ایسا ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کسی کام کا ارادہ کرے تو اس کے ظہور سے پہلے ہی اسے معلوم ہو جائے؟ وہ کہتے نہیں، پھر فرماتے کیا تم میں کوئی ایسا ہے کہ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز میں سلام بھیجے تو سرکار کی طرف سے باذن تعالیٰ اس کا جواب سنے؟ وہ کہتے نہیں پھر فرماتے تاں کرو ان دلوں پر جو اللہ تعالیٰ اور رسول پاک سے محجوب ہیں، پھر فرماتے خدا کی قسم! رات اور دن میں لمحہ بھر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانی شکل نگاہوں سے اوجھل ہو جائے تو میں اپنے آپ کو فقرا میں شمار نہیں کرتا۔

امام شعرانی فرماتے ہیں: لیکن فقرار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیضان حاصل کرنے اور روضہ اقدس سے سلام کا جواب سننے کے درمیان بھی ایک کم لاکھ مقامات ہیں پس جو شخص اس مقام کا دعویٰ کرے ہم اس سے ان تمام مقامات کا مطالبہ کرتے ہیں جب ہم دیکھیں کہ وہ ان تمام مقامات کو نہیں پہچانتا تو ہم اس کو حبس و گروا دیتے ہیں الخ۔ ملخصاً۔

ابن شکوہ نے محمد بن حرب الباقلی سے روایت کیا کہ میں مبنیہ منورہ کیا پس روضہ اقدس پر حاضر ہوا، کیا دیکھتا ہوں کہ اونٹ پر سوار ایک، اعرابی آیا، وہ نیچے اترا، اونٹ کو باندھا اور روضہ رسول پر حاضری دی اور بہترین طریق سے صلوٰۃ و سلام عرض کیا اور بڑے خوبصورت انداز سے دعا مانگی، پھر کہنے لگا یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی وحی سے مخصوص فرمایا اور آپ پر ایسی کتاب نازل فرمائی جس میں آپ کی

خاطر اولین و آخرین کے علوم جمع فرمائے اور اس نے اپنی کتاب میں یہ حق پرچہ اعلان فرمایا ہے :-

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا
اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا
سَرَّحِيمًا۔

”اگر وہ لوگ جب اپنے اوپر ظلم کر بیٹھیں تمہارے حضور حاضر ہوں، پھر اللہ سے بخشش مانگیں اور رسول پاک بھی ان کے لیے بخشش کی سفارش کریں تو ضرور اللہ کو توبہ قبول فرماتے والا مہربان پائیں۔“

اب میں آپ کی خدمت میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں آیا ہوں اور رب تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کی اس شفاعت کا خواستگار ہوں جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرمایا ہے، پھر اس نے قبر انور کی طرف رخ کر کے یہ اشعار پڑھے :-

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اعْظُمُ

اے بہترین تمام لوگوں میں جن کی ہڈیاں ہموار زمین میں مدفون ہیں ! !

فَطَابَتْ مِنْ طَيِّبِهَا الْقَاعُ وَالْكَوْ

پس مہک اٹھے ان کی خوشبو سے ہموار زمین اور ٹیلے

أَنْتَ الَّذِي شَرَّجِي شَفَاعَتُ

آپ ہی وہ ہیں جن کی شفاعت کی امید کی جاتی ہے

عِنْدَ الصِّرَاطِ إِذَا مَا نَأَلْتَ الْقَدَمُ

پھر صراط سے گزرتے وقت جب قدم پھسنے لگیں

نَفْسِي فِدَاؤُ لِقَبْرِ أَنْتَ سَاكِنُ

میری جان قربان اس قبر پر جس میں آپ آرام فرما ہیں

فَطَابَ بِالطَّيِّبِ مِنْهَا الْقَاعُ وَالْأَكْرُ

پس اس کی خوشبو سے ہموار زمین اور ٹیلے مہک اٹھے
 (البابلی) کہتے ہیں، پھر وہ شخص اپنے اونٹ پر سوار ہو کر چل پڑا اور مجھے ذرا بھی
 شک نہیں کہ وہ شخص بخشا ہوا لوٹا۔

ایسی روایت امام بیہقی نے شعب الایمان میں اور اسی کے قریب عقیلی کی
 مشہور روایت ہے جسے میں نے اپنی تالیف افضل الصلوات میں ذکر کیا ہے، اس
 کے آخر میں راوی کا یہ قول بھی ہے، ”پھر اعرابی چلا گیا، مجھے نیند آگئی، پس میں
 نے نبی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا، آپ نے فرمایا اے عقیلی اعرابی سے ملو اور
 اسے خوشخبری سناؤ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمادی ہے“ الخ۔

جامع کتاب فقیر یوسف البہائی عفا اللہ عنہ کہتا ہے، جب سے مجھے یہ حکایت
 ملی ہے اور یہ تیرہ چلا ہے کہ اس کو کثیر التعداد علماء نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔
 تو مجھے ان اشعار میں سے مصرعہ اول کا لفظاً عظیمہ درکار کی ہدایاں معنوی غفلت
 کے شایان شان نظر نہیں آیا اور یہ بات بالکل واضح ہے پس میرے نے اس میں تحسین
 سا لفظی تغیر کر کے اصلاح کر دی ہے، اب پہلا شعر یوں پڑھا جائے

يَا خَيْرَ مَنْ عَظِمَتْ بِالْقَاعِ ثُرْبَتُ

بہتر ان تمام لوگوں میں جن کی ثربت انور ٹیلوں میں خوشبو سے مہک گیا۔ پس اس کی خوشبو سے میدان اور ٹیلے مہک اٹھے۔

شرح دلائل الخیرات میں نقل کیا گیا ہے کہ ابو عبد اللہ

ایک ستونیر ہوال لطیفہ

ساحل رحمہ اللہ نے اپنی کتاب بغیۃ السائل

میں کہا، مجھ سے میرے والد رضی اللہ عنہ اور ان سے شیخ ابوالقاسم المریدی رحمہ اللہ نے بیان
 کیا کہ جب شیخ ابو عمر ان البردعی مقام مالتہ کے نو دہاں ان کی ملاقات شیخ ابوالعلی الخزاز
 سے ہوئی، میں نے ان دونوں کی خدمت کی دعوت کی لہذا میرے مکان پر تم تینوں
 جمع ہو گئے، ابوالقاسم جو والد صاحب کے پاس رہتے تھے زکام کے دائمی مریض

تھے یہاں تک کہ زکام نے ان کا اک بپس دم کر رکھا تھا، پس شیخ ابو عمر ان نے شیخ ابو علی سے کہا، اے ابو علی! تمہیں آٹھ سال ہو چکے، بتاؤ درود و سلام تے تمہارے اندر کیا اثر کیا؟ انہوں نے کہا، جناب! میرے پاس فلاں فلاں نیکی کا اضافہ ہوا ہے شیخ ابو عمر ان نے کہا، یہ اثر تو بچوں پر بھی ظاہر ہو جاتا ہے، نبی علیہ السلام کے حوالے سے ایسی معمولی باتیں قابل ذکر نہیں ہوتیں پھر کہا، شیخ ابو القاسم کے والد کی سہیلی پر دم کیجئے کہتے ہیں اس پر ابو علی نے میرے والد کی سہیلی پر دم کیا، ان کے دم سے کستوری کی خوشبو آنے لگی لیکن اس میں ضعف نمایاں تھا، پھر شیخ ابو عمر ان نے میرے والد کی سہیلی پر پھونک ماری، ابو القاسم کہتے ہیں خدا کی قسم! کستوری کی اس خوشبو نے میرے والد کے شفتے کھول دیئے یہاں تک کہ میں نے فوری طور پر ان کی صحت و عاقبت کا نظارہ کیا ان کے ناک سے (بیماری) کا خون بہ نکلا، میرا سا مکان خوشبو سے مہک اٹھا یہاں تک کہ اس پر دس تک بھی پھیل گئی کہتے ہیں، پھر شیخ ابو عمر ان نے کہا، کیا اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ گمان ہے کہ انہوں نے ہی سرکار کے فیض سے کامرانی حاصل کی ہے او ہم لوگ اس سے محروم ہیں؟ بخدا اس مسئلہ میں ہم اسکی مزاحمت کریں گے یہاں تک کہ انہیں معلوم ہو جائے کہ ان کے اخلاص ایسے لوگ ہیں جو نبی علیہ السلام پر درود و سلام پڑھتے ہیں (لہذا وہ آپ کے فیض سے محروم کیسے رہ سکتے ہیں؟ رہی ان کی فضیلت صحبت! سو آئیں ان کا کوئی شریک نہیں) مترجم۔

الرصاص نے تحفة الاخبار میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہ جس مجلس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھا جائے اس میں ایک عمدہ خوشبو محسوس کی جاتی ہے جو آسمان تک پہنچ جاتی ہے پس فرشتے کہتے ہیں یہ وہ مجلس ہے جس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا گیا ہے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض مجتہدین نے

کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاف ستھروں میں سب سے بڑھ کر صاف ستھرے اور پاکوں میں سب سے بڑھ کر پاک آتھے ہیں جب آپ کا ذکر کثرت سے کیا جائے اور آپ پر درود و سلام زیادہ پڑھا جائے تو مجلس ہر کار کے ذکر سے ہمک اٹھتی ہے اور اولیاء اللہ جو خرق عادت کے طور پر زمین و آسمان کا مشاہد کرنے میں بسا اوقات اپنی روحانیت سے اس مجلس کی خوشبو اسی طرح محسوس کر لیتے ہیں جس طرح ملائکہ اور بعض صالحین جب اللہ تعالیٰ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے تو ان کے سینے سے ایسی خوشبو نکلتی جو کستوری اور عنبر سے بڑھ کر ہوتی۔

ایک اور بزرگ صبح صادق کے وقت جنت کی خوشبو محسوس کرتے اور اسی علامت سے وہ اپنے ساتھیوں کو صبح صادق ہونے کی خبر دیتے تھے اور اگر عاری آنکھوں سے اور دلوں سے پروے اٹھ جائیں تو ہم بھی ان حالات و مشاہدات کو دیکھ سکتے ہیں ہیں مریض بوجہ آنت نازل ہو چکی ہو یا مہسبت پڑ چکی ہو تو اس کا مزاج ہی بدل جاتا ہے ایسا اس کو حقیقی کڑواہٹ محسوس ہوتی ہے وہ اس کے منہ میں ہوتی ہے، پانی میں نہیں اسی طرح اسم اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی خوشبو کو محسوس کرنے میں جو کچھ مانع ہے وہ تمہاری طرف سے ہے اور باعث حجاب تم خود ہو۔

اور ایک بزرگ تھے جب قرآن مجید پڑھنے تو منہ میں شکر سے زیادہ مسٹھاس محسوس کرتے اور جب تلاوت قرآن ختم کرتے تو منہ سے مسٹھاس بھی ختم ہو جاتی، اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اپنے فضل و کرم سے ان لوگوں میں سے کر دے جنہیں اس کے ذکر اور اس کے محبوب علیہ السلام کا نام لینے سے تلاوت حاصل ہوتی ہے اور یہ مقام اس وقت حاصل ہو سکتا ہے جب بدل صاف ہو جائے اور اسے اپنے رب کی حضوری حاصل ہو جائے محبت سچی ہو، رجوع الی اللہ ہو اور ان آفات سے حفاظت ہو جائے اور جو ادراکات سے مانع ہوتی ہیں کیونکہ زکام کا مریض لذیذ چیزوں کے ذائقے سے نا آشنا اور اندھا چمکتی دھوئے

بے خبر ہوتا ہے۔

الرصاص کہتے ہیں، مجھے ایک فقیر نے بتلایا کہ اسے غریب کی میت قبر میں اتارنے کا بہت شوق تھا کہ ایک دن ایک غریب کو سپردِ خاک کرنے کے لئے قبر میں اتار لوں گا۔ غریب الوطنی میں سپردِ خاک ہونے کے خیال سے مجھ پر ایسی رقت طاری ہو گئی کہ ایسی مجھ پر کبھی کسی کی وجہ سے طاری نہیں ہوئی اور مجھے اس سے اتنا انس ہو گیا جتنا کسی سے کبھی نہ ہوا اور یہ واقعہ مغرب کے وقت پیش آیا۔ جب میں گھر لوٹا تو گھر والوں نے مجھ سے عمدہ خوشبو محسوس کی اور ان کو اس پر بہت تعجب ہوا حالانکہ خود مجھے کوئی خوشبو نہیں آرہی تھی، کہتے ہیں گھر والوں کو میرے کپڑوں میں سے غٹوری سی مٹی مل گئی وہ اسکی خوشبو سونگھ کر اور متعجب ہوئے، انہوں نے کہا یہ تو کستوری سے بھی بہتر مشک ہے حالانکہ مجھے کچھ بھی پتہ نہ چلا، میں نے ان سے کہا، بیشک وہ شخص اولیاء اللہ میں سے تھا اور اس کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ تھی اگر میں اہل اوراک میں سے ہوتا تو یقیناً اسے سونگھ کر محسوس کر لیتا۔

اس شخص نے میری بات سن کر عیترت حاصل کی اور رو پڑا، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمارے دلوں کو منور فرمائے اور اپنی مہربانی سے ہماری آنکھوں سے پردے ہٹا دے اور اپنے حبیب پاک پر درود و سلام پڑھنا ہی ہماری غریب الوطنی کا ٹولہ بنائے اور ہماری تکلیف انکی محبت میں سرشار فرما کر دور کرے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

سیدی احمد الصاوی نے القطب الدردیری کی کتاب **ایک سو پندرہ ہوال لطیفہ** ۱۱۵

صلوۃ القطب کی شرح میں یہ بات ذکر کی کہ ملا علی قاری کی وجہ تالیف یہ ہے کہ دلائل النجرات کے مولف سیدی محمد بن سلیمان الجزولی نماز کے وقت وضو کرنے کھڑے ہوئے لیکن ان کے پاس کنوئیں سے پانی نکالنے کے لئے کوئی چیز نہ تھی، اسی اثنا میں بلندی سے انکو ایک لڑکی نے دیکھ لیا، پوچھا آپ کون ہیں؟

اپنے اس کو صورتِ حال سے آگاہ کیا، وہ کہنے لگی، آپ ہی وہ بزرگ ہیں جن کی مدح سرِ اُلیٰ کی جاتی ہے؛ اور آپ حیران کھڑے ہیں کہ کنویں سے پانی کیسے نکال لائیں یہ کہہ کر اس نے کنویں میں تھوک دیا، پھر کیا تھا، پانی جوش مار کر کنویں کے منہ پر آگیا، شیخ نے وضو سے فارغ ہو کر فرمایا، میں تجھے قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تو اس مقام پر کیسے فائز ہوئی؟ وہ بولی، اس ذاتِ اقدس پر کثرت سے درودِ سلام کی وجہ سے جو دیوان کھنڈروں میں چلتے تو وحشی جانوران کے دامن سے لپٹ جایا کرتے تھے صلی اللہ علیہ وسلم اب شیخ نے قسم کھالی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درودِ سلام کے موضوع پر ضرور کتاب لکھیں گے۔

ایک سو سو اہوال لطیفہ ۱۱۶

شفار الاستقام میں ایک شخص کے متعلق لکھا ہے

کہ جب وہ نبی علیہ السلام کا ذکر سنتا تو درود

سلام بھیجنے میں سبیل کرتا پس مرنے سے پہلے اس کی زبان گنگ اور آنکھ اندھی ہو گئی اور نزع کے وقت حمام کی راکھ میں گر گیا اور شدتِ پیاس سے وہیں چل بسا پس ہم اپنے نفوس کے شر اور اعمال کی برائیوں سے خدا کی پناہ چاہتے ہیں۔

ایک سو ستتر اہوال لطیفہ ۱۱۷

ابن الوطاح رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث

ذکر کی ہے کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضہ ہوا، اس وقت آپ کا چہرہ انور چمک رہا تھا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جیسا میں نے آج آپ کو مسرور دیکھا ہے اور جیسی چمک آج میں نے رخِ انور پر دیکھی ہے ایسا سماں پہلے تو کبھی نہیں

دیکھا، فرمایا مسرور کیوں نہ ہوں، چہرے پر چمک کیوں نہ ہو، ابھی ابھی جبریل یہ پیغام سنا گئے ہیں کہ اے محمد! آپ کا جو امتی آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیاں لکھے گا اور اس کے دس گناہ معاف فرمایا گا اور دس درجے بلند فرمایا گا۔

پھر الرصاع کہنے لگے، میں نے اپنی اس کتاب کی تالیف سے پہلے ایک بستی میں یہ عجیب و غریب خواب دیکھا تھا، گویا میں اہل علم کی ایک بہت بڑی جماعت کے ہمراہ بیٹھا ہوں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک اجنبی خوبصورت شخص جو عام آدمی معلوم ہوتا تھا آیا اور لوگوں کے سامنے بیٹھ گیا، میں نے دیکھا کہ وہ شخص حدیث مذکور کی بابت پوچھ رہا ہے، وہ کہنے لگا مجھے ایک حدیث ملی ہے جسے حسن و حسین رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا ہے، اس شخص نے حدیث کا صرف اتنا حصہ بیان کیا ہے حسین رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشدل، یار و نوق چہرے کے ساتھ ایک ساعت ہمایون میں دیکھا، وہ شخص کہنے لگا میں ایک عام جاہل آدمی ہوں لیکن میری محبت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے تعبیر مقصد کا ملکہ عطا فرمایا ہے اب میں آپ حضرات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حالت کے متعلق پوچھتا ہوں کہ آپ پر خیر و برکت کی یہ جو خصوصی بارش ہو رہی تھی تو اس کا سبب کیا تھا؟ جبکہ آپ کے تمام احوال حسن و خوبی کا شاہکار ہوا کرتے تھے۔

اس سوال کا مختلف لوگوں نے فرداً فرداً اسے جواب دیا اور اہل مجلس نے بھی خوب غور و خوض کیا لیکن اسے جواب سے اطمینان نہ ہوا، پھر اس نے میری طرف دیکھا، میں نے اسے خواب میں ہی یہ جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو حالتیں ہیں ایک حق تعالیٰ کے ساتھ اور دوسری مخلوق کے ساتھ، حق تعالیٰ کے ساتھ تو آپ کی حالت مناجات کی ہوتی ہے جس سے آپ کا نفس شریفہ خوش و سیدہ اقدس فراخ ہو جاتا ہے، چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں جُعِلَتْ قُدْرَةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ "میری آنکھوں کی ٹھنڈک نمازیں ہے" اور مخلوق کے ساتھ آپ کی حالت طلب کی ہوتی ہے کہ آپ حق تعالیٰ سے ان کے لئے وہ کچھ مانگتے ہیں جس کے ملنے سے ان کو رضائے الہی حاصل ہو جائے اس سے آپ کی آنکھیں

پسند کیا اور مجھے برکت کی دعا دی، پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور میں بیدار ہو گیا۔
 جب بیدار ہوا تو مجھے ابو طلحہ کی مذکورہ بالا حدیث یاد آگئی اور میں نے خواب
 کی یہ تعبیر کی کہ جبریل علیہ السلام کا نبی علیہ السلام پر درود و سلام کے اس شرف و فضل کو
 پہنچانا ہی سرکار کے لئے نور عظیم ہے، پس میں نے درود و سلام کے فضائل میں
 اس خواب کو ذکر کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔

الرصاص نے الاخبار میں ہی اس مضمون

ایک سو اٹھارہ سو اٹھارہ لطیفہ

کی ایک حدیث ذکر کرنے کے بعد کہ
 جو کوئی نبی علیہ السلام پر پانچ سو مرتبہ درود بھیجے، کبھی محتاج نہ رہے گا، کہا کہ ایک محب
 مخلص نے جب یہ حدیث سنی، جو غریب تھا، تو اس نے خوش دلی اور خلوص سے
 سے نبی علیہ السلام پر عدد مذکور کے برابر درود و سلام بھیجا تو اللہ تعالیٰ نے اسکو
 اس طور پر غنی فرمایا کہ اس کی سمجھ سے باہر تھا، فرمایا اگر کوئی ایسا شخص ہو جس نے
 مذکورہ تعداد کے برابر درود شریف پڑھا ہو اور اس کو فقر و فاقہ سے نجات نہ ملی ہو تو
 اس میں فتوریت اور نجات نفس کا فرما ہے، کیونکہ جس کسی نے اپنے طور پر
 اس کی تحقیق کی اور رب تعالیٰ کا قرب حاصل کیا، کبھی کسی کا محتاج نہ رہا، اگر اس کے
 پاس دنیوی مال و منال نہ بھی ہو تو وہ تناسخت کی بدولت غنی ہوتا ہے اور یہ وہ
 خزانہ ہے جو کبھی ختم نہ ہوا اور یہ مال سے افضل ہے کیونکہ مال فانی چیز ہے جبکہ
 تناسخت کو فنا نہیں اور یہی وہ صاف سحقری زندگی ہے جس کے بارے میں ارشاد
 یاری ہے :-

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ اسْتَشَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ
 حَيٰوةً طَيِّبَةً۔

”جو مومن مرد یا عورت نیک عمل کرے ہم ضرور اس کو صاف سحقری

زندگی عطا کرتے ہیں۔“

ابو عبد اللہ الرضا ع نے تحفہ میں فرمایا، ان حکایات
ایک سو اسیواں لطیفہ

میں سے جو حضور خیر الانام علیہ السلام پر درود
 و سلام کی برکت پر دلالت کرتی ہیں ایک حکایت وہ ہے جسے حضور سید المرسلین
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحاب نے بیان فرمایا کہ میں نے بغداد میں ایک غریب عیالدار شخص
 کے متعلق سنا جو بڑا عبادت گزار اور صابر تھا، ایک رات کو وہ نماز پڑھنے کے لئے بیدار
 ہوا تو اس کے بچے بھوک کی وجہ سے روتے لگے، جب نماز سے فارغ ہوا تو اس نے
 بیوی بچوں کو پاس بلا کر کہا، تم سب حبیب اللہ علیہ السلام پر درود و سلام بھیجو اور
 کہا امید کامل ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی علیہ السلام پر عطا ہے درود و سلام کی برکت سے
 اپنے فضل و کرم اور جو د و عطا سے ہمیں غنی کرے۔

پس یہ تمام لوگ بیٹھ کر درود و سلام پڑھنے لگے یہاں تک کہ ان پر نیند کا غلبہ
 ہوا، وہ شخص سو گیا، نبی علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا، سرکار نے فرمایا کل
 صبح سویرے اگر خدا کو منظور ہوا تو فلاں مجوسی کے گھر جانا، اسے سلام کہنا کہ تیری
 دعا قبول ہو گئی ہے اور اس سے کہنا کہ محمد ابن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تیرے
 نام یہ فرمان ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے اس میں سے میری مدد
 کر سکتے ہیں اس پر وہ شخص جاگ پڑا اور خوشی سے پھولے نہیں سمارا تھا دل
 میں کہنے لگا، جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا اس نے حق پسند کو سی دیکھا کیونکہ
 شیطان انکی شکل اختیار نہیں کر سکتا اور یہ محال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 مجھے ایک مجوسی کے پاس بھیجیں اور اسے سلام فرمائیں، پس دوبارہ سو گیا۔

پھر سرکار کی زیارت سے مشرف ہوا، آپ نے دوبارہ وہی پہلے والی بات فرمائی
 صبح اٹھا، نماز فجر ادا کی اور مجوسی کا گھر تلاش کرنے چل نکلا، وہ شخص (مجوسی) مشہور

و مرنے والے انسان تھا اس کا گھراسے بتایا گیا، یہ اس کے سامنے جا کھڑا ہوا، اس وقت مجوسی کے سامنے اس نے بہت سے لوگ چاکر تھے، مجوسی نے اس کو نہ پہچانا اور بولا تمہاری کوئی حاجت ہے؟ اس نے کہا مجھے آپ سے کوئی خاص بات کرنی ہے اس پر مجوسی نے حاضرین کو ہٹ جانے کو کہا۔

اب اس شخص نے مجوسی سے کہا، ہمارے نبی علیہ السلام تجھے سلام کہتے ہیں، مجوسی نے کہا تمہارا نبی کون ہے؟ اس نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اس نے کہا تجھے معلوم نہیں کہ میں مجوسی ہوں؟ اور میں ان کے پیغام کا منکر ہوں، اس نے کہا، میں سب کچھ جانتا ہوں لیکن میں نے سرکار کو دو مرتبہ دیکھا ہے اور حضور مجھے اسی بات کی تاکید فرماتے تھے، مجوسی بولا، کیا خدا کو گواہ مان کر کہتے ہو کہ انہوں نے تمہیں میری طرف بھیجا ہے؟ کہا خدا گواہ ہے، پوچھا انہوں نے کیا فرمایا ہے؟ کہا حضور نے فرمایا ہے کہ اس سے کہو، اللہ کے دیئے سے میری مدد کرو اور یہ کہ دعا قبول ہو گئی ہے، مجوسی نے پوچھا تمہیں کچھ معلوم ہے کہ دعا کیا ہے؟ کہا مجھے کچھ معلوم نہیں! مجوسی نے کہا اندر آؤ تاکہ میں تمہیں بتاؤں! کہا میں اس مجوسی کے ہمراہ مکان کی چھت پر چلا گیا، مجوسی نے مجھ سے کہا، اپنا ہاتھ بڑھائیے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور نہ محمد اللہ کے رسول ہیں)۔

یہ کہہ کر وہ مسلمان ہو گیا اور بہت اچھا مسلمان اور اس نے اپنے حاشیہ نشینوں کو بلا کر کہا، تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں گمراہ تھا اب اللہ تعالیٰ نے میری رہنمائی فرمائی ہے اور میں نے اسے قبول کر لیا ہے، میں تصدیق کرتا اور ایمان لاتا ہوں اللہ سبحانہ پر اور اس کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، اب تم میں سے جو ایمان لائے اس کے ہاتھ میں جو کچھ ہے حلال اور جو رد کیا وہ مجھے میرا مال دے دے اور میری اس کی آشنائی ختم، اب ایک

مخلوق تو اس کے نوکر ناجروں کی تھی جن میں سے اکثر ایمان لے آئے اور کچھ جو رگے وہ اس کے پاس اس کا مال لے آئے، پھر اس نے اپنے بیٹے کو آواز دے کر بلایا اور کہا بیٹا! میں نے اسلام کی ہدایت پائی ہے اور مسلمان ہو گیا ہوں، اگر تو مسلمان ہو جائے تو میرا اور میرے پاس اور اگر اپنے پہلے دین پر رہے تو میں تجھ سے بری بیٹے نے کہا اباجی! میں آپکی مخالفت نہیں کر سکتا اور میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، پھر اس نے اپنی بیٹی کو آواز دی جو مجوسی مذہب کے مطابق اپنے بھائی سے بیاہی ہوئی تھی پس اس نے اسے بھی وہی کچھ کہا جو بیٹے کو کہہ چکا تھا، وہ بولی اباجی! بندگانِ خدا کی پہلی رات سے ہی میں اپنے بھائی کے ساتھ خلوت کو ناپسند کرتی تھی اور میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اس پر اسے بے انتہا خوشی ہوئی۔

پھر وہ کہنے لگا، میں نہیں اس دعا کا واقعہ بتاؤں جس کا ذکر تم نے کیا ہے؟ اور تمہیں وہ سب بتاؤں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راضی ہوئے؟ اس نے کہا جی ہاں! اس مجوسی نے (جواب مسلمان ہو چکا تھا) کہا جب میں نے اپنی لڑکی کی شادی اس کے بھائی سے کی تو بہت بڑے کھانے کا اہتمام کیا جس سے شہری اور دیہاتی سب نے اپنا اپنا حصہ پایا اور کھائے بغیر کوئی نہ رہا، جب لوگ کھانا کھا کر چلے گئے تو مجھے تنہا وٹ محسوس ہوئی، میں آرام کرنے کے لئے فرش پر لیٹ گیا، میرے سامنے ایک بیوہ عورت تھی اس کے ہمراہ چھوٹی چھوٹی بچیاں تھیں، وہ کہہ رہی تھیں کہ ہم بن علی رضی اللہ عنہما کی اولاد میں سے ہیں، میں نے سنا، ان میں سے ایک اپنی مال سے کہنے لگی، اماں جی! آپ نے دیکھا نہیں اس مجوسی نے کتنی رات کیا کیا؟ اس نے ہمارے دل میں کھانے کی خواہش بیدار کر دی جبکہ ہم بھوکے اور فقر و فاقہ کا شکار

تھے، اللہ اس کو ہماری طرف سے بہتر جزا دے، کہا جب میں نے یہ بات سنی تو میرا دل پھٹنے لگا اور میں سخت مغموم ہو گیا اور میں جلدی جلدی گھر گیا، بہت سا سامان خورو نوش ہمراہ لیا، ان کی تعداد پوچھی تو مجھے بتایا گیا کہ نین بیٹیاں اور ایک انکی ماں میں نے ان کے لئے چار سو ٹکڑے اور بہت سی اشیائے ضرورت روانہ کیں اور خود اپنے گھر آ گیا۔

میرا بھیجا سامان جب ان کے پاس پہنچا تو وہ بہت خوش ہوئیں اور کہنے لگیں اماں جی! ہم یہ کیسے کھائیں اس کا کھانا کیسے کھائیں؟ یہ تو مجوسی ہے، ماں نے کہا، اللہ کے رزق سے کھاؤ، یہ روزی اللہ نے تمہاری طرف بھیجی ہے اور وہ یہی کہے جاری تھیں، ماں جی! ہم یہ کھانا نہیں کھائیں گی کیونکہ وہ شخص مجوسی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو دل میں اسلام اور عاصی جہاں مجد علیہ السلام کی شفاعت سے جنت میں داخل ہونے کی رغبت پیدا کر دے اب وہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہی تھیں اور ماں ان کی دعا پر آمین کہتی جاتی تھی۔

یہ ہے وہ دعا جس کی خبر سرکار نے تجھے اور خوشخبری مجھے سنائی اب میں تم سے ساتھ پورا پورا تعاون کروں گا اور جب میں نے اپنی بیٹی اپنے بیٹے کو سیاہ کر دی تھی تو اپنا مال بھی تقسیم کر کے نصف انہیں دے دیا تھا اور نصف اپنے پاس رکھ لیا تھا اب چونکہ اسلام نے ان کے درمیان تفریق کر دی ہے تو میں نے تجھے ان کے قائم مقام ٹھہرایا ہے، سو یہ مال اب تیرا ہے اس سے اپنے اہل و عیال کی مدد کر۔

الرسل نے اپنے تحفہ میں درود و سلام کے فضائل کے سلسلہ میں یہ حکایت بھی نقل کی ہے کہ بغداد کا ایک بہت مالدار، امیر کبیر شخص خشکی اور سمنند میں (تجارتی) سفر کرتا تھا یہاں تک کہ گردشِ دوراں نے اس کے احوال درہم برہم کر دیئے اس کا تمام مال و دولت تباہ

ہو گیا اور وہ لوگوں کے قرض کے بوجھ تلے دب گیا، اس کے ہاتھ زمین سے لگ گئے اور فرشتوں کی بجا آوری سے بھی قاصر رہنے لگا، ایک قرض خواہ کا اس سے آمنا سامنا ہو گیا اس کا اس پر پانچ سو روپے قرض تھا، اس نے مانگا مگر کچھ نہ پایا، اس پر وہ کہنے لگا، ہم نے تم سے وفا کی لیکن تمہاری طرف سے وفانہ دیکھی۔

اس پر قرض تلے کہا، میں تجھ سے اللہ کے نام پر سوال کرتا ہوں کہ مجھے رسوا نہ کرنا میں مقروض ہوں اور مجھ پر تیرے علاوہ دوسروں کا بھی قرض ہے، لوگ مجھ پر دباؤ ڈالتے ہیں مگر نجد! میرے پاس کچھ نہیں، میں حلف اٹھائے کو تیار ہوں، اس نے اسے قاضی کے سامنے جا کھڑا کیا، اس نے وہاں بھی اقرار کیا، قاضی نے کہا اس کا مال دو! وہ کہنے لگا میرے پاس کچھ نہیں، قاضی نے کہا، کوئی معتبر ضامن لازمی ہے یا تجھے قید خانے میں ڈال دیا جائے گا، یہ اس کے ہمراہ باہر آیا مگر کوئی قابل اعتبار ضامن نہ ملا، سرکاری ملازم نے کہا، قاضی کے فیصلے کے مطابق تجھے قید میں ڈالنا ضروری ہو گیا ہے اس شخص نے قرض خواہ سے رعایت مانگی اور خدائے بزرگ کے نام پر سوال کیا کہ اسے اس رات چھوڑ دے تاکہ وہ اپنے بچوں کے ہمراہ آخری رات گزار سکے اور یہ کہ صبح سویرے وہ خود اس کے پاس حاضر ہو جائے گا اور قید خانے میں چلا جائے گا اور وہیں اسکی قبر بنے گی الا یہ کہ اللہ سبحانہ اس پر رحم کر دے اور مصیبت دور فرما دے اور یہ بھی کہا کہ اس رات کے میرے ضامن محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے اس پر قرض خوام نے کہا مجھے منظور ہے۔

وہ شخص (قیدی منہوم، پریشان اور دل برداشتہ ہو کر اپنے گھر کو چلا گیا، پوری نے پوچھا، کیا حالت بنا رکھی ہے؟ اور آج دن بھر کہاں رہے ہو؟ اس نے سارا ماجرا کہہ سنایا، قرض خواہ کی سختی، قید کا حکم، اس نے یہ بھی بتایا کہ میں نے قرض خواہ سے اللہ کا واسطہ دیکر آج رات گھر بسر کرنے اور الوداع کہہ کر صبح سویرے واپس

اُس نے کا وعدہ کر کے آیا ہوں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر ضامن بنایا ہے تب کہیں اس نے مجھے چھوڑا اور میں آیا، بیوی بولی، فکر نہ کریں، جس کے ضامن رسول اللہ ہوں وہ کیوں مغموم ہے۔

اب سوتے وقت اس نے نبی علیہ السلام پر درود و سلام بھیجا یہاں تک کہ اس کی آنکھ لگ گئی، خواب میں نبی علیہ السلام کا دیدار ہوا، سرکار نے فرمایا بشارت ہو صبح سویرے بادشاہ کے وزیر کے پاس جا کر کہنا، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام فرمانے ہیں اور تجھے حکم دیتے ہیں کہ میری طرف سے قرضہ جو کہ پانچ سو دینا ہیں ادا کرو جس کے سبب سے قاضی نے مجھے قید کرنے کا حکم سنایا ہے اور میں تو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضمانت پر نکلا ہوں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ایک نشانی بھی بتائی ہے وہ یہ کہ تم ہر رات حضور علیہ السلام پر ایک ہزار مرتبہ درود و سلام بھیجتے ہو، گزشتہ رات تم گنتی میں بھول گئے اور تمہیں شک گزرا کہ نہ جانے گنتی پوری ہوئی یا نہیں حالانکہ فی الواقع گنتی پوری تھی۔

کہا کہ اس پر وہ آدمی خوشی خوشی بیدار ہو گیا، پھر جب وہ نماز فجر سے فارغ ہو کر وزیر کی طرف چلا، دیکھنا کیا ہے کہ وزیر اپنے گھر کے دروازے پر کھڑا ہے اور سواری کا جانور سامنے ہے، اس نے وزیر کو سلام کیا اور کہا کہ مجھے تمہارے پاس بھیجا گیا ہے، اس نے کہا تمہیں کس نے بھیجا ہے، کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، اور حضور نے یہی فرمایا ہے کہ تم میری طرف سے قرض ادا کرو جو اتنا اتنا ہے، نشانی یہ ہے کہ تم ہر رات مجھ پر ہزار مرتبہ درود بھیجتے ہو، گزشتہ رات تم بھول گئے اور تمہیں شک گزرا کہ تعداؤں مکمل ہوئی ہے یا نہیں، تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہاری تعداؤں مکمل ہے۔

وزیر نے جب یہ بات سنی تو اس پر اس کی سچائی ظاہر ہو گئی، وزیر باندہ گیا اور

اس کو بھی گھر کے اندر آنے کو کہا، وزیر نے کہا، ذرا اپنی بات پھر دہراؤ، اس نے اس کے رد پر وہ پھر وہی بات دہرائی۔

وزیر بہت خوش ہوا اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، یہ سب عظمت رسول کے لئے تھا اور کہا مرحبا اے قاصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسے پانچ سو دینار ادائیگی قرض، پانسو دینار اہل و عیال کے لئے مزید پانسو دینار گھر بلو اخراجات کے لئے، پانسو دینار خوشخبری سنانے کے، پانسو دینار سچا خواب بیان کرنے کے۔ اب خواب دیکھنے والا شخص خوشی خوشی گھر لوٹا، پانسو دینار گئے اور قرض خواہ کی طرف چل پڑا اور اس کو قاضی کے پاس چلنے کو کہا، وہاں پہنچا تو قاضی نے کھڑے ہو کر سلام کیا اور کہا، نبی علیہ السلام نے مجھے خواب میں حکم دیا ہے کہ یہ قرض میں تمہاری طرف بخود ادا کروں، علاوہ ازیں میرے مال سے اتنی ہی مزید رقم تمہیں دیجائے گی، اس پر قرض خواہ نے کہا، میں نہیں گواہ بنا کر سارا قرض بھی چھوڑنا ہوں اور اپنی گروہ سے مزید اتنی ہی رقم دیتا ہوں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے خواب میں دیکھا ہے اور آپ نے مجھے یہی وصیت فرمائی ہے۔

اب یہ شخص اس حال میں لوٹا کہ چار ہزار دینار کا مالک تھا، یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کی برکت اور ثمرہ ہے۔

ابو عبد اللہ الرضا نے ہی اپنے تحفہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کے فضائل

کے سلسلہ میں شیخ ابوالحسن بن عمارث اللیثی رحمہ اللہ کی یہ حکایت نقل کی ہے، یہ بزرگ خدمت (دین) نبوی اور درود و سلام میں منہمک رہا کرتے تھے، ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مجھ پر تنگدستی اور غربت کے دن آگئے یہاں تک کہ میرے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز نہ رہی، حمید سر پر آگئی مگر ہم بدستور تنہی دست تھے، حمید کی رات

اگلی گھر ہمارے پاس کھانے یا پینے کو کچھ نہ تھا، وہ رات ہم نے شدید تکلیف میں گزاری رات کا کچھ وقت ہی گزرا ہو گا کہ ہمارے دروازے پر در زور سے دھتک ہوئی دروازے کے باہر شور و غل تھا، ہم نے دروازہ جو کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگ ہیں جن کے ہاتھوں میں شمعیں فروزاں ہیں، ان میں فلاں کا بیٹا نام نہاد بھی تھا جو اپنے وقت کے خاص لوگوں میں سے تھا، وہ ہمارے گھر داخل ہوا جیسے وقت میں اس کی آمد سے ہمیں حیرانی ہوئی، اس نے کہا کہ تمہارے پاس میرے آنے کا سبب یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے، آپ نے فرمایا، اس وقت ابو الحسن اور اس کے بچے سخت فقر و فاقہ اور پریشانی کا شکار ہیں لہذا اللہ کے دیے سے جتنا کچھ ہو سکے اس کے پاس لے کر جاؤ تاکہ وہ بچوں کے لئے پوشاک اور خورد و کابند و بست کر سکے تاکہ عید کے موقع پر وہ بھی خوش و خرم ہوں، میں اٹھا اور یہ کپڑے اور سامان خورد و نوش ہمراہ لایا ہوں، دو درزی بھی میرے ساتھ ہیں۔

یہ کہہ کر اس نے درزیوں کو ناپ لے لے کر کپڑے سینے کا حکم دیا، کہا کہ پہلے بچوں کے کپڑے سینا کہ بچوں میں صبر نہیں ہوتا، بڑے صبر کر لیں گے، درزی صبح تک وہیں بیٹھے بیٹھے کپڑے سینتے رہے اب گھر والوں کو جو خوشی ہوئی وہ اس کے وہم و خیال سے بھی بالاتر تھی۔

غریبوں کا ماویٰ، اضعیفوں کا ملجا
یتیموں کا والی، غلاموں کا مولا

ایک سو بائیسواں لطیفہ | اونٹ کا درود پڑھنا

محمد بن اسماعیل النطاکی نے اپنی کتاب مطلع الانوار فی الصلوٰۃ علی السنجی المسختار میں ابن بشکوال کی کتاب القریۃ سے ابو علی صدیقی کی زبانی عبداللہ الروزبادی کی یہ حکایت نقل کی ہے کہ میں جنگل میں تھا، پس اونٹ

پھسلا، میرے منہ سے لفظِ اللہ نکلا، اونٹ نے کہا اللہ وصلی اللہ علی محمد۔

ایک سو بیسواں لطیفہ | وزنِ شعری ترک ہو سکتا ہے

مگر درود شریف ترک نہیں کیا جاسکتا!

ابنِ بشکوال نے محمد بن فرج الفقیہ کا واقعہ بیان کیا ہے کہ وہ جب حضرت حسن بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ شعر پڑھتے تھے

هَجَوْتُ مُحَمَّدًا وَقَاجَبْتُ عَنْهُ وَعِنْدَ اللَّهِ فِي ذَلِكَ الْجَنَاءُ

”اے دشمنِ رسول، تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برائی کی ہیں نے اس

کا جواب دیا اور اس سلسلہ میں جزائے خیر تو اللہ ہی کے پاس ہے۔“

تو اہم اقدس کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم کا اضافہ کر دیتے، ان سے کہا جاتا کہ اس طرح تو وزنِ شعری برقرار نہیں رہتا تو جواب میں کہتے ہیں وزنِ شعری کی رعایت کرتے ہوئے درود شریف نہیں چھوڑ سکتا۔

اس پر ابنِ بشکوال نے یہ تبصرہ کیا کہ اللہ ان پر رحم فرمائے ان کا طرزِ عمل مجھے بہت پسند تھا، اللہ ان کو اس نیک نیتی کا صلہ عطا فرمائے!

ایک سو چوبیسواں لطیفہ | ابو محمد کنیت رکھ کر درود شریف پڑھنا!

حافظ سخاوی کہتے ہیں، ایک عجیب نکتہ وہ ہے جسے خطیب نے اپنی جامع

میں بہ طریقِ الفریدی عن علی بن حشرم نقل کیا ہے کہ میں نے الفضل بن موسیٰ کو ایک شخص سے پوچھتے سنا، تمہاری کنیت کیا ہے؟ اس نے کہا ابو محمد صلی اللہ علیہ وسلم!

الفصل نے کہا، تیرا برا ہو، تو نے نبی علیہ السلام کا درود غیر محل میں استعمال کر دیا الخ
 اس کتاب کا جامع فقیر یوسف بہانی کہتا ہے کہ اس نیک شخص کے متعلق حسن ظن کا
 تقاضا ہے کہ یہ توجہیہ کی جائے کہ جب اس نے اپنی کنیت میں اپنے بیٹے کا نام
 محمد ذکر کیا تو اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یاد آگئے پس اس نے سرکار پر درود بھیج
 دیا، اب صلی اللہ علیہ وسلم میں ضمیر مجرور (علیہ) محمد معنی نبی علیہ السلام کی طرف راجع
 ہوگی، پس صنعتِ استخدام کے قبیل سے ہوگا جس کا مطلب یہ ہے کہ لفظِ صریح
 سے ایک معنی مراد لیا جائے اور اسی لفظِ صریح کی طرف لوٹنے والی ضمیر سے دوسرا
 معنی مراد لے لیا جائے پس اب نبی علیہ السلام پر درود و سلام غیر محل نہ ہوا، دراصل اس شخص کا یہ
 فعل نبی علیہ السلام پر درود و سلام کی شدید محبت کی بنا پر نٹھا، وہ چاہتا تھا کہ جب بھی
 اسم گرامی ناکور ہو، درود و سلام پڑھا جائے، یہ بھی ممکن ہے کہ وہ لمحہ بھر خاموش رہا
 ہو ابو محمد کہہ کر اور پھر صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر اپنے بیٹے پر نہیں بلکہ نبی علیہ السلام پر درود
 بھیجنے لگا ہوا اسی قاعدے کے ماتحت جس کی تقریر میں ابھی کر چکا ہوں (صنعتِ
 استخدام) واللہ اعلم۔

ایک شوخی سوال لطیفہ | حضور پر درود اور صحابہ پر تیرا

شفار الاستقام ہی میں ابو علی الفطان رحمہ اللہ کی یہ حکایت بیان کی گئی ہے کہ
 میں نے خواب میں دیکھا کہ الکترخ کی جامع الشرقیہ میں داخل ہوا، مسجد میں میں نے رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ کے ہمراہ دو آدمی اور بھی تھے جنہیں میں نہیں جانتا
 میں نے سرکار کی خدمت میں سلام عرض کیا مگر آپ نے کوئی جواب نہ دیا، میں نے عرض
 کیا یا رسول اللہ! میں آپ پر شب و روز اتنی اتنی مرتبہ درود و سلام بھیجتا ہوں، اور

آج مجھے جواب سلام سے محروم کر دیا گیا؟ فرمایا مجھ پر درود بھیجتے ہو اور میرے صحابہ پر
نہر کر رہے ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کے دستِ اقدس پر توبہ کرتا
ہوں۔ اُٹھو ایسا نہیں کرونگا، اب سرکار علیہ السلام نے فرمایا
وَحَلَّيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

تنبیہ: صحابہ رسول کو برا بھلا کہنے کی مذمت

اس سلسلہ میں چند سبق آموز حکایات و واقعات

ایک شے سے دوسری شے یاد آجاتی ہے، آخری لطیفہ کی مناسبت سے
مناسب سمجھتا ہوں کہ بعض صحابہ کی مذمت سے متعلق چند حکایات ذکر کر دوں،
امام علامہ ابو عبد اللہ محمد بن نعمان النکسائی نے اپنی کتاب مصباح الظلام
فی المستغیثین بخیر الانام فی الیقظة والسنام میں ابو عبد اللہ
المہدی کی زبانی یہ حکایت نقل کی ہے کہ میں حج بیت اللہ کے دوران ایک شخص سے
ملاحضہ نے مجھے بتایا کہ وہ پانی نہیں پیتا، میں نے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا
وہ حرم شریف سے باہر کا باشندہ ہے اور شیعہ مذہب سے تعلق رکھتا ہے کہنے
لگا، رات کو جب میں سویا نو دیکھتا کیا ہوں گویا قیامت قائم ہو چکی ہے، لوگ سخت
اضطراب، پیاس اور سرسیمگی میں ہیں مجھے بہت سخت پیاس لگی، میں نبی علیہ السلام
کے حوض پر آیا، میں نے دیکھا کہ وہاں حضرات ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان ذوالنورین،
اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم لوگوں کو سیراب فرما رہے ہیں، مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ
کا بتایا گیا اور مجھے ان سے محبت بھی تھی اور یہ یقین بھی کہ آنجناب ہمیں سیراب فرمانے

کو پہلے سے موجود ہوں گے، اس بنا پر میں انکی خدمت میں حاضر ہوا کہ مجھے سیراب کریں
مگر آپ نے مجھ سے منہ موڑ لیا، پھر میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت
میں حاضر ہوا مگر آپ نے بھی مجھ سے منہ موڑ لیا، پھر میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ
عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا مگر انہوں نے بھی منہ موڑ لیا، پھر میں حضرت عثمان رضی
اللہ عنہ کی خدمت میں آیا انہوں نے بھی رخ موڑ لیا، سچ ہے۔

بخدا، خدا کا یہی ہے در، نہیں اور کوئی مفرق۔

جو وہاں سے ہو ہیں آ کے ہو، جو یہاں نہیں وہاں نہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے هجوم میں کھڑے ہیں، میں حضور کی خدمت
میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے سخت پیاس لگی ہے، میں علی رضی اللہ عنہ
کے پاس آیا کہ وہ مجھے سیراب کریں مگر انہوں نے مجھ سے منہ موڑ لیا، اس پر حضور
نے فرمایا، جب تم میرے صحابہ سے بغض رکھتے ہو تو علی تمہیں کیسے سیراب کر سکتے ہیں؟
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میرے لئے توبہ کی گنجائش نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں!
توبہ کرو اور مسلمان ہو جاؤ! میں تمہیں ایسا شربت پلاؤں گا کہ پھر کبھی پیاس سے نہ ہو
پس میں مسلمان ہو گیا اور حضور علیہ السلام کے دست اقدس پر توبہ کی۔

اب سرکار نے مجھے ایک پیالہ عطا کیا، میں نے اسے نوش کیا پھر میں بیدار ہو
گیا، مجھے بالکل پیاس نہ تھی، ابھی تک بدستور سیراب ہوں جب چاہوں پانی پی لوں
اور نہ چاہوں تو نہ پیوں۔ بقول فاضل بریلوی علیہ الرحمہ

ٹھنڈا ٹھنڈا، میٹھا میٹھا پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں

اب میں اپنے گھر والوں کے پاس گیا جن لوگوں نے میرا ساتھ دیا، دیا باقی

سب سے اظہارِ بیزاری کیا۔

ابو عبد اللہ بن نعمان نے کہا کہ اس حکایت کی صحت وہ حدیث شارب عادل

جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے حوض (کوثر) کے چار پائے ہیں، پہلا پایہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہے، دوسرا پایہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ، تیسرا پایہ عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور چوتھا پایہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہے، اب جس کسی کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے محبت ہوئی اور عمر فاروق سے بغض تو اس کو ابوبکر صدیق نہیں بدلائیں گے اور جس کسی کو عمر فاروق سے محبت ہو مگر ابوبکر صدیق سے نہ ہو تو عمر فاروق اس کو نہیں بدلائیں گے اور جس کو عثمان ذوالنورین سے محبت ہو اور علی المرتضیٰ سے بغض تو عثمان ذوالنورین اس کو نہیں بدلائیں گے اور جس کو علی المرتضیٰ سے محبت ہو اور عثمان غنی سے بغض تو حضرت علی اس کو نہ بدلائیں گے اور جس نے ابوبکر کے بارے میں اچھی بات کہی تو اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے عمر فاروق کے بارے میں اچھی بات کہی تو اس نے راستہ واضح کر دیا اور جس نے عثمان غنی سے محبت کی تو اس نے اللہ کے نور سے روشنی حاصل کی اور جس نے علی المرتضیٰ سے محبت کی تو اس نے مضبوطی کو بخانا اور جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی تحریف و توصیف کی تو وہ نفاق سے بری ہو گیا اور جس نے ان میں سے کسی کی تنقیص کی وہ بدعتی ہے، سنت اور سلف صالح کا مخالف ہے اور مجھے ڈر ہے کہ اس کا عمل آسمان کی طرف بلند نہیں ہو سکتا تا وقتیکہ وہ ان سے محبت نہ کرے اور اس کا عقیدہ سلف صالح کے اسی طریق پر استوار نہ ہو جائے اور پہلے پچھلے سب علماء کا اس پر اتفاق ہے۔

شیخین کا گستاخ ذلت آمیز موت کا شکار ہوا

اور رضوان السمان کہتے ہیں کہ ہمارا ایک پڑوسی تھا جو حضرت ابوبکر صدیق،

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیتا تھا، کہا کہ ہمارے درمیان اس سلسلہ میں کسی بارگشتگو بھی ہوئی، ایک دن میرے سامنے اس نے پھر ان کی شان میں بکواس کیا جس پر ہمارے درمیان تو ٹکار ہونے لگی اور بات ہاتھ پائی تک جا پہنچی، میں آزرہ و مغموم اپنے گھر آیا اپنے آپ کو ملامت کر رہا تھا، رات کا کھانا کھائے بغیر ہی سو گیا، خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ فلاں شخص میرے گھر کا بھی اور بازار کا بھی پڑوسی ہے آپ کے صحابہ کرام کو برا بھلا کہتا ہے، سرکار نے پوچھا، میرے کس صحابی کو؟ میں نے عرض کیا ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو، حضور نے فرمایا یہ چھری لو اور اسے ذبح کر دو! کہا کہ میں نے چھری ہاتھ میں لی، اس کو زمین پر لٹایا اور ذبح کر دیا، میں نے دیکھا اس کے خون سے میرے ہاتھ لت پت ہیں، میں نے چھری پھینکی اور زمین پر مل کر ہاتھ صاف کرنے لگا۔

پھر میں بیدار ہو گیا تو میں نے اس کے گھر کی طرف سے اس کی آواز سنی میں نے کہا دیکھو کس کی چیخ و پکار ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ فلاں شخص اچانک مر گیا ہے صبح اٹھ کر جو میں نے دیکھا تو مقام ذبح پر نشان موجود تھا۔

شیخین کا دشمن لگاہ علی میں مردو

شیخ و متقی کسی سال سے حجاز میں سکونت پذیر ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک سال قحط پڑا، میں انا خرمینہ کے لئے بازار گیا، اٹا بیچنے والے نے مجھ سے رقم لے لی اور کہا شیخین (ابوبکر صدیق، عمر فاروق) پر لعنت بھیجو گے تو اٹا متائے ہاتھ بیچوں گا، میں نے اس سے انکار کر دیا تو اس نے مجھے ہنستے ہوئے بار بار یہی پیش کش کی، مجھے اس بات کا بہت صدمہ ہوا، میں نے کہا جو ان دو کو لعنت کرے، اللہ تعالیٰ اس پر لعنت

بھیجے، اس پراس نے میری آنکھ پر تھپڑ رسید کیا، میں مسجد کی طرف لوٹ آیا، آنسو میری آنکھوں سے رواں تھے کہا، کہ میا فارقین کے رہنے والا میرا ایک دوست تھا جو عاید و زاہد تھا ہم دونوں مدینہ منورہ میں کئی سال ایک ساتھ رہ چکے تھے اس نے مجھے دیکھا تو پوچھا، یہ کیا حال بنا رکھا ہے؟ میں نے اس سے سارا ماجرا کہہ سنایا وہ مجھے لے کر روضہ اقدس پر جا پہنچا، عرض کیا، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُولَ اللہؐ سرکارِ اہم و مظلوم آپ کی بارگاہ میں حاضر ہیں، ہمارا بدلہ لیں، میرے ساتھی نے بہت آہ و زاری کی، پھر حکم واپس آگئے۔

میں رات کو سو گیا، صبح اٹھا تو آنکھ بالکل تندرست تھی نظر پہلے سے بھی تیز تر، زخم یا ضرب کا نام و نشان نہ تھا، تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ ایک نقاب پوش مسجد کے دروازے سے اندر آیا وہ میرے ہاتھ پوچھ رہا تھا اسے میرے متعلق بتایا کیا، اس نے آکر مجھے سلام کیا اور کہنے لگا، میں تجھے خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ مجھے حرم سے باہر نہ نکلا جائے وہ شخص ہوں جس نے تجھے تھپڑ رسید کیا تھا میں نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا تجھے یاد ہے نا! جو تو نے میرے ساتھ کیا تھا، وہ کہنے لگا میں (اس حرکت کے بعد) سو گیا تھا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف آنے دیکھا، حضور کے ہمراہ ابو بکر صدیق، عمر فاروق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم بھی تھے، میں نے آگے بڑھ کر عرض کیا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ، اس پر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، نہ اللہ تعالیٰ تم پر سلامتی نازل فرما نہ تم سے راضی ہو، کہا میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ شیخین (صدیق و فاروق) کو لعنت کرو؟ یہ فرما کر حضرت علی نے اپنی انگلیاں ڈال کر میری آنکھیں پھوڑ دیں، اس پر میں بیدار ہو گیا، میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں اور تجھ سے اپنے جرم کی معافی کا خواستگار ہوں، میں نے جب اس کی بات سنی تو کہہ دیا، جاؤ! میری طرف سے

حرم میں رہ سکتے ہو۔

صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما دشمن کا سر قلم کے نشتر

علماء اور حفاظ کی ایک جماعت نے یہ واقعہ بیان کیا ہے، الفاظ میں اندسے اختلاف ہے مگر معنی سب کا ایک ہے کہ ایک شخص نے حج کا ارادہ کیا، وہاں کے شیعہ امیر نے اس کو بلا بھیجا، امیر نے پوچھا تم حج پر جا رہے ہو؟ کہا جی ہاں! کہا کہ جب دوران حج مدینہ منورہ جاؤ تو نبی علیہ السلام کی خدمت میں میرا سلام کہہ دینا اور یہ بھی کہنا کہ اگر حضور کے دو ساتھی (صدیق و فاروق) نہ ہوتے تو میں ضرور زیارت کے لئے حاضر ہوتا۔

وہ شخص کہتا ہے میں حج سے فارغ ہوا تو مدینہ طیبہ حاضر ہوا لیکن روضہ اقدس پر میں نے جلالت نبوی کے پیش نظر وہ پیغام نہ پہنچایا، رات کو جب سو یا تو نبی علیہ السلام کے دیدار سے مشرف ہوا، سرکار نے فرمایا اے تم نے فلاں امیر کا پیغام کیوں نہ پہنچایا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے جلال کے پیش نظر میں آپ کے ساتھیوں کے بارے میں کچھ نہ کہہ سکا، اس پر سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اقدس اٹھاتے ہوئے پاس کھڑے ایک شخص سے فرمایا، یہ استرالوا اور اس (شیعہ امیر) کو ذبح کر دو۔

جب میں عراق پہنچا تو یہ بات سنی کہ وہ شیعہ امیر اپنے بستر پر قتل ہو گیا ہے۔ جب میں شہر پہنچا تو اس کے بارے میں دریافت کیا تو مجھے بتایا گیا کہ وہ اپنے بستر پر قتل کر دیا گیا، میں نے لوگوں کے سامنے وہ خواب بیان کیا جو میں نے دیکھا تھا تو بات پھیل گئی یہاں تک کہ امیر قرواش بن المسیب تک جا پہنچی، اس نے مجھے بلایا اور کہا پوری پوری تفصیل بتاؤ! میں نے سب کچھ بتا دیا، امیر نے پوچھا، وہ

استرا پچانتے ہو؟ میں نے کہا، جی ہاں! اس پر استروں سے بھرا ہوا ایک تھاں لایا گیا، جن میں وہ استرا بھی موجود تھا، امیر نے کہا وہ استرا نکالو! میں نے ہاتھ ڈالا اور وہی استرا نکال کر الگ رکھ دیا جسے میں سرکار کے دستِ اقدس میں دیکھ چکا تھا اور جو خود سرکار نے اس شخص کو کپڑا دیا تھا۔

امیر نے کہا، تم سچ کہتے ہو جب وہ شخص ذبح ہوا تھا یہ استرا میں نے خود اس کے سر بانے دیکھا تھا۔

شیخین کے گستاخ کے ہاتھوں میں پیراں ابو عبد اللہ بن محمد الفقیہ الحنبلی نے
کہا، شروع سال میں زائرین

مکہ کی ایک جماعت تیار ہوئی، ان میں سے ایک شخص کثرت سے نمازیں پڑھتا تھا وہ مَر ہو گیا ہمارا، ہسپتال کی تدفین کی فکر ہوئی، انہوں نے صحرا میں بالوں کا بنا ہوا ایک مکان دیکھا سب اس طرف چل نکلے، دیکھتے کیا ہیں کہ ایک بڑھیا ہے جس کے خیمے میں کدال پڑا ہے، انہوں نے بڑھیا سے کدال مانگا، اس نے کہا خدا کی قسم اٹھاؤ! واپس کر دو گے؟ انہوں نے قسمیں کھائیں، پھر انہوں نے کدال لیا اور اس سے قبر کھودی، اس شخص کو دفن کر دیا مگر کدال قبر میں اس کے ساتھ ہی بھول گئے، اب انکو اپنا وعدہ یاد آیا تو ضرورت کے پیش نظر انہوں نے قبر منہدم کی، کیا دیکھتے ہیں کہ کدال کی بیری بنی ہوئی ہے جو اس کے ہاتھ کو گردن سے باندھے ہوئے ہے پس لوگوں نے دوبارہ مٹی ڈالی اور بڑھیا کو سب کچھ بنا دیا، بڑھیا کی زبان سے نکلا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا اور سرکار نے فرمایا تھا کہ اس کدال کو سنبھال کر رکھنا کہ یہ بیری ہے ایک ایسے شخص کے لئے جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں بکتا ہے۔

تشخیص کے دشمن سے خدا و مصطفیٰ پیرا رہیں ابو محمد الخراسانی کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں خراسانی

میں ایک بادشاہ تھا، اس کا ایک خادم تھا جو بڑا عبادت گزار تھا، جب بادشاہ نے حج کی تیاری کی تو خادم نے بھی آقا سے حج پر جانے کی اجازت مانگی مگر آقا نے اجازت نہ دی، خادم نے کہا، میں نے تجھ سے اطاعتِ خدا و اطاعتِ مصطفیٰ علیہ السلام کی اجازت مانگی ہے، اس نے کہا، میں تجھے اس وقت تک اجازت نہیں دوں گا جب تک تو میری حاجت براری کی ضمانت نہ دے اگر ضمانت دے تو میں بھی اجازت دیدوں گا اور اگر تم ضمانت نہیں دیتے تو میں بھی اجازت نہیں دیتا خادم نے کہا، پیش کرو تمہاری کیا حاجت ہے؟ کہا میں تمہارے ہمراہ کئی آدمی، خادم اور ختیلیاں بھجوں گا، جب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر پہنچو گے یا رسول اللہ امیر آفا کہتا ہے کہ میں آپ کے دونوں ساتھیوں (صدیق و فاروق) سے پیرا رہوں، کہا کہ میں نے بادشاہ سے کہا، جناب! سنو گا اور مانو گا، باقی دل میں کیا ہے، یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے پھر مدینہ منورہ پہنچ گئے، میں قبر اقدس کی طرف بڑھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق، عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خدمت میں سلام عرض کیا اور مجھے شرم آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو بدترین پیچا پہنچاؤں۔

کہا کہ میں مسجد میں روضہ النور کے پاس ہی سو گیا، خواب میں دیکھتا ہوں گویا قبر النور کی دیوار کھل گئی ہے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے ہیں آپ کا لباس سبز اور بدن مبارک سے کستوری کی خوشبو آ رہی تھی، دائیں طرف سبز لباس میں ابو بکر صدیق اور بائیں طرف عمر فاروق رضی اللہ عنہما سبز لباس زیب تن کئے ہوئے ہیں گویا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرماتے ہیں اے عقلمند! پیغام کیوں نہیں پہنچاتے کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ساتھ ہی ساتھ میں ہیبت

نبوی کے پیش نظر کھڑا ہو گیا، حضور! مجھے شرم آتی ہے کہ آپ کے دو ساتھیوں کے بارے میں وہ پیغام پہنچاؤں جو میرے آقا نے میرے ہاتھ بھیجا ہے۔ اس پر سرکار نے فرمایا، مجھے معلوم ہونا چاہیے کہ توجہ کر کے انشاء اللہ صحیح سالم خراسان کی طرف جائے گا جب اس (اپنے آقا) کے پاس جاؤ تو، تو اس کو میرا پیغام پہنچا دینا کہ جو کوئی صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما سے بیزار ہے اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بیزار ہیں، سمجھے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ! پھر فرمایا تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ تمہارے پہنچنے کے چوتھے دن مر جائے گا سمجھے ہو، میں نے عرض کیا جی حضور! پھر فرمایا، دیکھنا مرنے سے پہلے اس کے منہ سے گندگی نکلے گی، سمجھے ہو؟ میں نے عرض کیا جی یا رسول اللہ!

پھر میں بیدار ہو گیا، میں نے اللہ تعالیٰ کا اس بات پر شکریہ ادا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں ساتھیوں کی زیارت سے مشرف ہوا اور اس بات پر بھی شکریہ ادا کیا کہ اس نے مجھے پیغام مذکور پہنچانے کی توفیق بخشی، پھر میں نے حج کیا اور بخیریت خراسان لوٹ آیا، میں اپنے آقا کے لئے بہت سارے تحائف لایا تھا، دو دن تک تو وہ خاموش رہا تیسرے دن کہنے لگا، میری حاجت کا کیا بنا؟ میں نے کہا پوری کردی کہنے لگا جواب لاؤ! میں نے کہا جناب! جواب یہی سنیں تو بہتر ہے، بولا نہیں، جواب لاؤ!

اس پر میں نے تمام واقعہ بیان کر دیا جب میں نے حضور علیہ السلام کا یہ فرمان سنا کہ اللہ تعالیٰ اور میں اس آدمی سے بیزار ہیں جو ابوبکر و فاروق رضی اللہ عنہما سے بیزار ہے، تو کھکھلا کر ہنسا اور بولا ہم ان سے بری اور وہ ہم سے بری اب میں نے کہا میں نے دل میں کہا اے دشمن خدا! عنقریب تجھے پتہ چل جائیگا، کہا مجھے آئے چو خدا دن تھا کہ اس کے چہرے پر گندگی ظاہر ہونے لگی، میں نے اسکو

ملا مت کیا اور نماز ظہر سے پہلے ہم اسکی تدفین سے فارغ ہو چکے تھے۔

شیخین کے گستاخ کی قبریں اڑدیاں | مصریوں کی حکومت کے آخری ایام تک ہم لوگ مصر میں حضرت عمر ابن العاص کی جامع مسجد میں صبح کی نماز ادا کر رہے تھے، میں نے جامع مسجد کے صحن سے کچھ شور و غل سنا، جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو لوگ صحن میں جمع ہو گئے دیکھتے کیا ہیں کہ ایک شخص کو ذبح کر دیا گیا ہے، حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا، میں نے اسے ذبح کیا ہے میں نے اسے شیخین (صدیق و فاروق کو) گالیاں بکتے سنا ہے، اس شخص کو پکڑ کر بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا بادشاہ نے واقعہ پوچھا تو اس نے بتا دیا کہ اسے میں نے قتل کیا ہے بادشاہ نے قاتل کی گرفتاری اور مقتول کی تدفین کا حکم دیا۔

لوگوں نے اس کے لئے قبر کھودی تو اندر سے اڑدیاں نکل آئیں، پھر دوسری جگہ قبر کھودی گئی تو وہاں سے بھی اڑدیاں برآمد ہوئیں، تیسری جگہ قبر کھودی گئی تو وہاں سے بھی اڑدیاں نکلا، اب لوگوں نے اسی میں اس کو دفن کر دیا (خس کم، جہاں پاک)

شیخین کا گستاخ خنزیر بن گیا | مقام ملک کے مؤذن نے یہ بات بتائی کہ میں اور میرا چچا مکران کی

طرف جا رہے تھے ہمارے ہمراہ ایک شخص تھا جو حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو گالیاں بکتا تھا، ہم نے اس کو اس سے منع کیا لیکن وہ مانا نہیں ہم نے کہا، تو ہم سے الگ ہو جا، وہ الگ ہو گیا، جب ہمارے کوچ کا وقت قریب آیا تو ہم نے ایک دوسرے کو سخت سست کہنا شروع کر دیا کہ ہم اس کو کو ذبح کر دیاں تاکہ سانچہ رکھتے تو کیا اچھا ہوتا، اتنے میں اس کا ایک غلام ہمیں نظر آیا، ہم نے کہا اپنے آقا سے کہو، ہمارے پاس لوٹ آئے، غلام نے کہا میرے آقا پر تو بہت

بڑی مصیبت آپڑی ہے اس کے دونوں ہاتھ خنریہ کے ہاتھ بن چکے ہیں،
 کہا کہ ہم اس (گستاخ) کے پاس آئے اور ہم نے کہا ہمارے پاس ٹوٹاؤ، اس
 نے کہا، مجھ پر ایک بہت بڑا حادثہ گزرا ہے یہ کہہ کر اس نے اپنے بازو (آستینوں
 سے) باہر نکالے، ہم کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے بازو نو خنریہ کے بن چکے ہیں،
 کہتے ہیں، ہم وہاں سے چل کر سواد کے ایک گاؤں میں جا پہنچے جہاں خنریہ
 کی کثرت تھی، جب یہ بستی اس نے دیکھی تو وہ سخت چیخ و پکار کے ساتھ اچھلا
 پھر اس کی شکل بھی خنریہ کی سی بن گئی اور غائب ہو گیا پس ہم اس کا غلام اور مال
 لے کر کوٹہ لوٹ آئے۔ سچ ہے

غضب ان کے خدا بچائے جلال باری عتاب میں ہے

شامِ شیعین پر بھڑوں کا حملہ | ایک شخص نے ہمیں یہ بات
 بتائی کہ ہم لوگ سفر میں تھے ہمارا

ایک ہمراہی ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہہ رہا تھا، ہم نے اس کو منع کیا
 لیکن وہ باز نہ آیا، وہ کسی کام کے لئے نکلا تو اس پر بھڑیں مسلط ہوئیں، اس
 نے ہم سے فریاد کی تو ہم لوگ اس کی مدد کو دوڑے تو بھڑوں نے ہم پر حملہ کر دیا
 یہاں تک کہ ہم نے اسے چھوڑ دیا، پس بھڑوں نے اسے اس وقت تک نہیں
 چھوڑا جب تک وہ مر نہیں گیا

آگ کی مہی ٹنسی کے لئے جنتِ رافضی کے لئے جہنم | شہرینِ حوشب

نے کہا میں ہر روز جنازہ گاہ کی طرف نکل جایا کرتا تھا اور جو جنازہ ہوتا میں نماز
 میں شریک ہو جاتا یہاں تک کہ جب کسی جنازے کی آمد سے مایوس ہو جاتا تو گھر
 آتا، ایک دن میں اسی مقصد کے پیشِ نظر گھر سے نکلا تو دو آدمیوں کو دیکھا کہ

دوڑے آئے ہیں ان کے جسم پر ادنیٰ لباس تھا (فقیروں جیسا) ایک دوسرے کو ہولنا
کئے جا رہا تھا، میں ان کے چھڑانے کو آگے بڑھا، میں نے کہا تمہارا لباس تو نیکی کا
کاسہ ہے اور کام ثمر میں کا سا کرتے ہو؟ زخم لگانے والا بولا مجھے چھوڑ دو، تمہیں
کیا معلوم یہ کیا بکتا ہے؟ میں نے کہا کیا کہتا ہے؟ کہا کہ یہ کہہ رہا ہے ”رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر علی ابن ابی طالب ہیں (رضی اللہ عنہ) اور یہ
کہ ابو جحر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے تھے اور اسلام سے
پھر گئے تھے اور مسلمانوں سے لڑے تھے۔“ اور تقدیر کو جھٹلاتا ہے، خارجی خیالات
کا حامل ہے اور دین میں بدعات جاری کرتا ہے۔

میں نے اس سے پوچھا، کیا تم ہی کچھ کہتے ہو؟ کہنے لگا ہاں! میں نے
اس کے ساتھی سے کہا، اسے چھوڑ دے، رب تعالیٰ کا غضب اس کے گھات
میں ہے، وہ بولا، میں اسے نہیں چھوڑوں گا تا وقتیکہ تم میرے اور اس کے
درمیان فیصلہ نہ کرو!۔

میں نے کہا، فیصلہ کس سے کروں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں وحی
کا سلسلہ ختم ہو چکا، اب اس نے اپنے برابر بھگتی ہوئی بھٹی کو دیکھا جسے بھٹیاری نے
گرم کیا تھا یہ اس کی بھٹی کو اس شخص پر اٹھنا چاہتا تھا تب اس (رافضی) نے کہا!
ہم سب اس بھٹی میں داخل ہوتے ہیں ہم میں سے جو حق پر ہو گا بچ جائے گا اور جو
باطل پر ہو گا، جل جائے گا، میں نے دوسرے سنی سے کہا منظور ہے؟ اس نے
کہا، منظور ہے! اب یہ دونوں بھٹی والے کے پاس گئے اور بولے، بھٹی کا دروازہ
بند کیجئے، ہم اس میں داخل ہونا چاہتے ہیں، اس نے دونوں کو اس سے منع کیا
مگر انہوں نے کہا ہم ضرور اس میں داخل ہوں گے، اس نے مقصد پوچھا تو دونوں نے
قصہ بتا دیا، اس نے دونوں کو خدا کا واسطہ دیکر منع کیا مگر وہ نہ مانے۔

اب سٹی نے بدعتی (رافضی) سے کہا، میں پہلے داخل ہوں یا تم داخل ہو گے؟
 اس نے کہا پہلے تم داخل ہو، پس سٹی آگے بڑھا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء جس کا
 وہ مستحق ہے بیان کی اور کہا، الہی! تو جانتا ہے کہ میرے عقیدے میں تیرے رسول
کے بعد سب سے بہتر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے تیرے رسول کی مدد
کی اور جان و مال سے ان کا ساتھ دیا اور ہر جگہ انکی نصرت کی وہ پہلے مسلمان اور
ان کے وزیر ہیں، وہ ان پر بھی ایمان لائے اور جو کتاب وہ لائے اس پر بھی، ان
کے بغیر مائینین (دو میں کا دوسرا جب وہ غار میں تھے) کوئی نہیں جو حضور اپنے
ساتھی سے فرما رہے تھے، غم نہ کرو! بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

اس طرح اس نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کئے، پھر
 عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہیں جن سے تو نے اسلام کو عزت و قوت عطا فرمائی اور
 حق و باطل میں واضح امتیاز فرمایا، پھر عثمان بن عفان ہیں جن کے نکاح میں رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں آئیں اور سرکار نے فرمایا، اگر میری تیسری بیٹی ہوتی
 تو اسے بھی تیرے نکاح میں دے دیتا، وہ جنہوں نے حبش عسرت (تنگدست) لشکر
 غزوہ تبوک کے موقع پر (کو سارو سامان اور نقدی دیگر جنگ کے لئے تیار کیا، وہ
 جو اتنے فضائل کے حامل ہونے کے باوجود ارشاد رسول کے مطابق مصائب جھیل
 کو بھی امر حق کو قائم رکھے ہے۔

پھر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں جو تیرے رسول کے چچا زاد بھائی اور
 آپ کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر ہیں، سرکار کے عزیز ترین و قدسین
 رضی اللہ عنہما کے والد ہیں، انہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے رنج و الم کو دور کرنے
 والے، اس کے ساتھ ہی آپ کے فضائل بیان کئے، میں بری بھلی تقدیر پر بھی ایمان
 رکھتا ہوں اور ہر اس بات پر بھی جس پر تیرے رسول اکرم ایمان لائے اور جس سے

آپ نے منع فرمایا اس کے منور ہونے پر اور میں خارجیوں کے مسلک پر نہیں اڑیں
میں حشر نشر بھی ایمان رکھتا ہوں اور تو ایسا روشن حق ہے جس کی مثل نہیں اور
بے شک تو اہل قبور کو اٹھائے گا، میں تابع رسول ہوں بدعتی نہیں۔

پھر اس نے کہا الہی! یہ میرا دین اور عقیدہ ہے اب اگر میں حق پر ہوں تو اس
آگ کو اسی طرح ٹھنڈا کر دے جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈا کیا تھا اور مجھ
اس کی گرمی، شعلہ نہ فی اور تکلیف کو اپنی قدرت و قوت سے پھیر دے کیوں کہ میں یہ سب
کچھ تیرے دین کی غیرت اور تیرے رسول کی لائی ہوئی ہدایت کی حمایت میں کر رہا
ہوں اور میں اللہ پر ایمان رکھتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ اس محبٹی میں داخل ہو گیا۔

اب بدعتی (شیعہ) آگے آیا اس نے بھی اسی طرح اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی
پھر کہنے لگا میرا دین یہ ہے کہ تیرے رسول کے بعد سب سے بہتر علی بن ابی طالب
ہیں، پھر سنی کی طرح آپ کے فضائل بیان کئے۔ پھر بولا، میں ان کے بغیر کسی کو
حق نہیں مانتا کیونکہ ابوبکر اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے تھے انہوں نے مسلمانوں
سے جنگ کی اور دین سے پھر گئے یونہی عمر اور عثمان بھی، پھر اپنے دین کی بدعت
کا ذکر کرنے لگا اور جھوٹ بولنے لگا، پھر بولا اے اللہ! یہ ہے میرا دین و عقیدہ،
اور آگے وہی کچھ کہا جو اس کا ساتھی (سنی) کہہ چکا تھا۔

یہ کہہ کر وہ بھی اس میں داخل ہو گیا، بھٹی کے مالک نے دونوں کو ڈھانپ
دیا اور خود چلا گیا کہ یہ دونوں جل جائیں گے انہوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔
میں اکیلا رہ گیا، میں اس وقت تک ٹوٹا نہیں چاہتا تھا جب تک ان کا انجام
واضح نہ ہو جائے، میں برابر ایک سائے سے دوسرے سائے کی طرف منتقل ہوتا رہا
میری نگاہیں بھٹی پر جمی تھیں یہاں تک کہ سورج ڈھلنے لگا اب بھٹی گرمی اور سنی
باہر نکلا، اسکی پیشانی چمکے ہی تھنی میں اس طرف اٹھا اور اس کی پیشانی کو بوسہ دیا

میں نے اس سے پوچھا تم کیسے رہے؟ بولا بالکل ٹھیک! میں ایک ایسی مجلس میں داخل ہوا جس میں طرح طرح کے فرش بچھے تھے، قسم قسم کے پھول اور خادم تھے میں ابھی تک اس فرش پر سویا رہا، پھر میرے پاس ایک آنے والا آیا، اس نے کہا اٹھو! اب یہاں سے تمہارے چلے جانے کا وقت پہنچا ہے، نماز کا وقت ہو گیا ہے، اٹھو اور نماز پڑھو، میں نے اس سے تھوڑا سا وقفہ مانگا اور ہم لوگ بھٹیائے کے پیچھے گئے، وہ اپنا لوہا لے کر آیا اور بدعتی کو تلاش کرتا رہا یہاں تک کہ ایک جگہ وہ سلاخ اس کے بدن سے ٹکرائی، اس نے اسے کھینچ کر باہر نکالا تو وہ جھل کر گولہ بن چکا ننھتا ہاں اس کی پیشانی محفوظ چمک رہی تھی جس پر دو سطروں میں یہ لکھا تھا ”اس شخص نے سرکشی کی، بغاوت کی اور ابو بکر و عمر کا انکار کیا یہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہوا۔“

یہ دیکھ کر لوگوں نے تین دن تک اپنی دکانیں بند کر دیں، لوگ اگر یہ عبرت انگیز منظر دیکھتے اور سنتی سے اس کی بات سنتے اور چار ہزار (رافضی) لوگ ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی گستاخی سے تائب ہوئے۔

کتاب مصباح الظلام کا اقتباس ختم ہوا۔

بقول فاضل بریلوی علیہ الرحمہ

اہل سنت کا بیڑا پار، اصحابِ رسول
نجم ہیں اور ناؤ ہے عزتِ رسول اللہ کی

شیخین کو رخصتہ رسول جدا کر دیوں کل عترتِ ناک انجام چالیں گستاخ زندہ در گور ہو گئے

اس سے ملتی جلتی ایک عجیب و غریب حکایت علامہ سمودی رحمہ اللہ نے

اپنی مشہور کتاب خلاصۃ الوفاء فی اخبار دار المصطفیٰ میں المحب الطبری کی کتاب الریاض النضرۃ کے حوالہ سے نقل کی ہے، مارٹن ابن شیخ عمر بن الز

نے جو ایک قابل و ثوق اور سچی شخصیت تھی، نیکی و راستی میں مشہور، اپنے والد سے نقل کیا جو بڑی ہستی کے مالک تھے کہاکہ مجھ سے شمس الدین صواب اللہ علیہ نے فرمایا جو خادمان نبوی کے شیخ اور مرد صالح تھے فقرا سے بہت احسان فرمانے والے کہاکہ میں تمہیں ایک عجیب واقعہ بتاتا ہوں، میرا ایک ساتھی تھا جو بادشاہ کے پاس بیٹھتا اور مجھے ایسی باتیں بتا دیتا جن کی مجھے ضرورت ہوتی تھی ایک دن ہم بیٹھے تھے کہ وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا، آج ایک بہت بڑا حادثہ رونما ہوا ہے حلب سے کچھ لوگ آئے ہیں اور انہوں نے امیر کو بہت بڑا سرمایہ فراہم کیا ہے اس مقصد کے لئے کہ وہ انہیں حجرہ رسول کھولنے کی اجازت دیدے اور وہاں سے ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے اجسام مقدسہ نکال لیں اور امیر نے ان کی یہ بات مان لی ہے۔

تھوڑا ہی وقت گزرا ہوگا کہ امیر کے قاصد نے مجھے بلایا میں نے اس کے قاصد کی بات سنی اور حاضر ہو گیا، امیر نے کہا اے صواب! آج رات کچھ لوگ مسجد نبوی کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے تم ان کے لئے دروازہ کھول دینا اور جو کرنا چاہیں، کرنے دینا، کوئی رکاوٹ نہ ڈالنا، میں نے کہا آپ کا حکم سنا اور مانا۔ میں حجرہ اقدس کے پیچھے روتا رہا یہاں تک کہ میں نے عشاء کی نماز ادا کی اور دروازے بند کر دیئے، تھوڑا وقت گزرا تھا کہ باب السلام کی طرف سے دروازے پر دستک ہوئی، میں نے دروازہ کھول دیا پس چالیس آدمی اندر آئے جنہیں میں نے ایک ایک کر کے شمار کیا ان کے ہمراہ ٹاٹ، ٹوکریاں، چرائیاں اور گرابے کھودنے کے آلات تھے، کہاکہ ان لوگوں نے حجرہ شریفہ کا قصد کیا خدا کی قسم! وہ نہ شریف تک بھی نہ پہنچے تھے کہ زمین نے ان سب کو مچ ساڑوسا کے نکل لیا، اب جو امیر کو اسکی خبر نہ پہنچی تو اس نے مجھے بلایا اور پوچھا صواب!

کیا تمہارے پاس کچھ لوگ نہ آئے تھے؟ میں نے کہاں جی ہاں! آئے تھے لیکن ان کو یہ کچھ پیش آیا، کہا ان کے ہاتھ میں تیری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا یہی جو ہو گیا ہے آپ اٹھ کر دیکھیں تو کہیں ان کا نام و نشان نظر آتا ہے؟ کہا یہ بتا یہیں رہے اگر کسی کے آگے ظاہر کی تو تمہارا سر کٹ جائے گا۔

المطری نے کہا کہ میں نے ایک قابل اعتماد شخص کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا تو اس نے کہا کہ ایک دن میں شیخ عبداللہ القریطی کے پاس مدینہ منورہ میں حاضر تھا کہ شیخ شمس الدین صواب نے یہی حکایت بیان کی اور میں نے ان کی زبان سے سنی الخ۔ اور کچھ اختصار کے ساتھ اسے ابو محمد بن ابی عبداللہ بن ابی محمد المرجانی نے اپنی تاریخ مدینہ میں بھی نقل کیا ہے، انہوں نے کہا، میں نے یہ واقعہ اپنے والد الامام الجلیل ابو عبداللہ المرجانی سے اور انہوں نے کہا کہ میں نے یہ حکایت اپنے والد ابو محمد المرجانی سے سنی ہے جنہوں نے یہ حکایت حجرہ مبارکہ کے خادم سے سنی تھی اور پھر مندرجہ بالا واقعہ بیان کیا اور یہی واقعہ مختصر کر کے امام شعرائی نے اپنی کتاب المنن الکبریٰ کے بارہویں باب میں ذکر فرمایا، اس میں محب طبری کے حوالہ سے اتنا اضافہ ہے کہ محافظ صرم جس نے ان لوگوں کو اجازت دی تھی ہر ضحکا میں گرفتار ہوا یہاں تک کہ اس کے اعضا کٹ کٹ کر گرنے لگے اور بہت بُری موت مرا، فرمایا پھر افضیوں کی اس جماعت جس نے چالیس آدمی بھیجے تھے جب ان لوگوں کے زمین میں دھنسنے کی خبر ہوئی تو وہ اہنبی بن کر مدینہ منورہ میں آئے اور خادم مسجد کو کسی جیلے سے ایک خالی مکان میں لے گئے جس میں کوئی بتا نہ تھا اس کی زبان اور ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے پس (خواب میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس کے جسم اور زبان پر دست اقدس پھیرا جس سے وہ شخص بالکل تندرست ہو گیا، پھر دوبارہ انہوں نے اس کے خلاف جیلہ کیا اس کو

پیٹا، زبان کاٹ دی اور شدید زخمی کر دیا پس نبی علیہ السلام اس کے پاس تشریف لائے آپ نے اس پر دستِ اقدس پھیرا، پھر وہ ٹھیک ہو گیا، پھر انہوں نے تیسری مرتبہ اس کے خلاف جیلہ کیا، اسکو مارا، زبان کاٹ دی اور اس پر دروازہ بند کر دیا، پھر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے آپ نے اپنا دستِ اقدس اس پر پھیرا تو وہ بالکل ٹھیک ہو گیا الحمد۔

(یونہی علامہ شعرانی علیہ الرحمہ) نے فرمایا، شیخ عبد الغفار القوسی کا بیان ہے کہ میں ایسی ہی ایک خبر پہنچی کہ ایک شخص ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی شان میں بکا کرتا تھا اسکی بیوی اور بیٹا اسے منع کرنے لگے لیکن وہ باز نہیں آیا پس اللہ تعالیٰ نے اس کی شکل خنزیر سے بدل دی گردن بہت بڑی زنجیر سوتلی، لوگ اس کے بیٹے کے پاس آتے اور اس (خنزیر) کو دیدہ عبرت سے دیکھتے، پھر کچھ دن بعد وہ مر گیا، پس اس کے بیٹے نے اسے گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا۔

شیخ عبد الغفار نے کہا، میں نے اسے زندگی میں اپنی آنکھوں سے دیکھا وہ روتا اور خنزیر کی طرح چلاتا تھا، پھر مجھے شیخ محب الدین الطبری نے بتایا کہ اسے ایک شخص نے بتایا کہ وہ اس شخص کے بیٹے سے ملا تھا جس نے اسے اپنے باپ کا قصہ سنایا اور یہ بھی بتایا کہ اس کا باپ اسے مارا کرتا اور کہتا، ابو بکر و عمر کو گالیاں دے لیکن بیٹے نے اس کی بات کبھی نہیں مانی الحمد امام شعرانی کی عبارت ختم ہوئی۔

ایسی ہی ایک اور کہانی امام شعرانی کی زبانی اغریب ایک اور حکایت

ہے جس کو امام شعرانی رحمہ اللہ ہی نے لطائف المنن کے چودہویں باب میں نقل فرمایا ہے، فرماتے ہیں مجھ پر اللہ تعالیٰ کا ایک احسان یہ بھی ہے کہ میں بچپن سے اس بات کا عادی ہوں کہ جب کوئی عبادت میں مصروف ہو تو اس سے مزاح نہیں کرتا، محض اللہ تعالیٰ

کے ادب کے پیش نظر، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں کسی نماز پڑھنے کے، قرآن پڑھنے والے یا ذکر کرنے والے کی طرف ہاتھ یا آنکھ سے اشارہ کر دے حالانکہ مکتب و مدرسہ میں اپنے ہم جماعت بھائیوں سے کم ہی کوئی محفوظ رہتا ہے اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے کہ اس نے مجھے ایسی باتوں سے بچپن سے بچائے رکھا۔

منصور بن سلطان شعبان کی تاریخ میں
نمازی سے کھینے والے کا انجام

کا ایک قاصد مصر میں ایک خط لے کر آیا جس میں لکھا تھا کہ ایک امام نے دمشق کی جامع مسجد میں لوگوں کو نماز پڑھائی، پس ایک شخص آیا اور امام سے نماز کے دوران بطور مذاق کھینے لگا لیکن امام نے نماز توڑی یہاں تک کہ سلام پھیر کر فارغ ہوا، دیکھا کہ مذاق کرنے والے کا چہرہ خنریر کی طرح بدل گیا، پھر وہ بھاگ کر پاس ہی جنگل میں جا گھسا، لوگوں کو اس پر تعجب ہوا اور انہوں نے اسکی روداد دیکھی۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کی غیرت اور سزا ہے جو ہر اس آدمی پر نازل ہوتی ہے جو اس کی بے ادبی کرے، پس اسے بھائی! تم اپنے بچوں کو ایسی باتوں سے منع کرو اور الحمد للہ رب العالمین الخ۔

صحابہ کرام کی گستاخی کرنے والا خنصر
علامہ ابن حجر مکیؒ نے ”زواجر“ میں فرمایا کہ گستاخانِ صحابہ

کی ایسی ایسی فباقتیں مشاہدہ میں آتی ہیں جو ان کے خبیث باطن اور عذاب شدید پر دلالت کرتی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ثحب ابن منیر مرثیہ حلب کے کچھ جوان خوشی کا اظہار کرتے گھروں سے نکل آئے ایک دوسرے سے کہنے لگے، ہم نے سنا ہے کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں بکنے والا کوئی بھی جب مرے تو اللہ تعالیٰ قبر میں اس کی شکل خنریر سے بدل دیتا ہے اور یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہے

کہ ابن منیر ہر دو حضرات کو گالیاں بکتا تھا، اب انہوں نے اتفاق کر لیا کہ اس کی قبر پر جہاں سے گئے، چنانچہ یہ گئے، قبر کو اکھاڑا، دیکھا کہ اس کا چہرہ واقعی خنجر برکھا ہو چکا تھا اور چہرہ جہت قبلہ سے جانب شمال کو مڑ چکا تھا، انہوں نے اسے قبر سے نکال کر کینا رقبہ بر ڈال دیا تاکہ لوگ دیکھیں، پھر اسے آگ میں جلا دیا اور قبر میں پھینک کر مٹی ڈال دی۔

امام شعرانی رضی اللہ عنہ نے "لطائف المثنیٰ کے عارف شعرانی کا بیان

بارہویں باب میں ہی یہ بھی لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ایک احسان مجھ پر یہ بھی ہے کہ میں نے صحابہ کرام کی اولاد و تابعین کو بھی اسی نظر سے دیکھا ہے جس سے ان کے والدین کو دیکھتا ہوں اگر میں ان کا زمانہ پاتا تو اس کا اظہار ان کے سامنے بھی کر دیتا اب میں اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ گویا میں ان کے مختلف مراتب و احوال کے مطابق جن کا ثبوت زبان نبوت سے ثابت ہے نہ اس خیال کے مطابق جو ہمارے دلوں میں آتا ہے ان کی صحبت سے مشرف ہو چکا ہوں، کیونکہ بسا اوقات جس سے ہم لوگ محبت کرنے ہیں شیطان ان کے خلاف ہمارے اندر عصبیت پیدا کر دیتا ہے لیکن ان سے محبت چونکہ فرمانِ رسول کی پٹری میں کی جاتی ہے لہذا یہ محبت عصبیت سے محفوظ رہتی ہے۔

مقام صحابہ پر محب طبری سے شریف کا دچپ مکالمہ مفتی محمد رفیع

سے یہ حکایت نقل کی گئی ہے کہ شریف ابو نعیم نے ان سے پوچھا، علی رضی اللہ عنہ شہیر خدا رضی اللہ عنہ کی جلالت علمی اور قربت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے باوجود تم کس بنا پر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مقدم سمجھتے ہو؟ تو محب طبری علیہ الرحمہ نے اسے جواب

دیا کہ جنابِ عالی! ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ہم نے اپنی رائے سے اولیت نہیں دی اور نہ ہمارا اس میں کوئی دخل ہے، یہ تو تمہارے جدِ امجد صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مسجدِ نبوی میں کھلنے والے تمام دروازے بند کر دو سو اے دروازہ ابو بکر کے یونہی مسکرا رہے فرمایا، ابو بکر کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے، ہم نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک صحیح سند کے ساتھ پڑھی ہے اسی لئے جب رسول پاک علیہ السلام کی وفات ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا اور دین میں ہمارا مقتدار بنایا، ہم بھی اسے اپنا مقتدار بنائے گے اور اپنے ذیوی معاملات میں بھی اسی کو پسند کریں گے۔

اس پر ثرف ابونہی نے کہا اچھا! اور عمر؟ علامہ محب طبری نے فرمایا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مسئلہ یہ ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت ان کو مسلمانوں کی سربراہی کے لئے منتخب کیا۔

ثرف نے کہا تو عثمان؟
محب طبری نے فرمایا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے (بوقتِ شہادت) اپنی جائز نشانی کا مسئلہ ان دس اکابر صحابہ کی شوری کے سپرد کیا جن سے بوقتِ وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی تھے، جنہوں نے (باتفاق) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو منتخب فرمایا۔

ثرف نے کہا، تو معاویہ؟
محب طبری نے فرمایا، وہ اسی طرح مجتہد تھے جس طرح حضرت علی مجتہد تھے۔
ثرف نے کہا، اگر تم اور ہم اسکا زمانہ پاتے تو تم کس کی طرفداری میں رہتے؟
محب طبری نے کہا حضرت علی کی طرف سے!
ثرف نے کہا، اللہ تعالیٰ تمہیں ہماری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے!

عارف شعرائی کا اس پر تبصرہ | امام شعرائی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اسے بھائی

کی زبان سے نکلا ہے جس کی بنا پر آدمی کسی کی پیروی سے نہیں نکلتا، اس شخص کو محض نے اپنی طرف سے کچھ کہنا پسند نہیں کیا پس ہم پر لازم ہے کہ صحابہ کرام سے محض اس لئے محبت کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے محبت فرمائی، یونہی ان کی اولاد تابعین کرام سے اپنی طبع کی بنا پر نہیں محض حب رسول کی وجہ سے محبت کریں اور ہم اولادِ فاطمہ کو اولادِ ابوبکر پر (ما سوائے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) اسی طرح مقدم رکھیں جس طرح ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی اولاد پر ان کو مقدم رکھا تاکہ اس حدیث پاک پر عمل ہو جائے جس میں فرمایا تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اسکی اہل اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب ہو جاؤ۔

صدیق و فارق رضی اللہ عنہما کی ملح سرائی بزبان علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

ایک مرتبہ حضرت امام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ صحابہ کرام نے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو آپ سے پہلے کیوں خلیفہ بنا دیا تو آپ نے جواب دیا، اللہ تعالیٰ کی ذات ہی وہ ہے جس نے ان کو مجھ پر مقدم کر دیا کیونکہ قرآن باری تعالیٰ ہے: وَلَا تَتَّبِعُوا الْأَمْرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ السَّاءُ ظالموں کی طرف مت جھکو اور نہ تمہیں آگ کا عذاب پہنچے گا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی طرف جھکے اور ان ہر دو حضرات کی بیٹیوں سے نکاح فرمایا، اگر یہ دونوں ظالم ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کی بیٹیوں سے نکاح نہ فرماتے اور نہ انکی طرف مائل ہوتے۔

اور شیخ عبدالغفار القوسی رضی اللہ
صحابہ کے خلاف تعصب سے روکیا ہی | عنہ نے اپنی کتاب "الوحید فی

علم التوحید" میں ذکر کیا ہے کہ ایک بہت بڑے عالم دین ان کے دوست
تھے، وہ مر گئے تو انہوں نے انہیں خواہاں دیکھا، ان سے دین اسلام کے متعلق
سوال کیا مگر وہ ٹک گئے، انہوں نے پوچھا، کیا وہ دین الحق نہیں بتو کہنے لگے
ہاں! حق ہے کہتے ہیں، میں نے اس کے چہرے کی طرف جو دیکھا تو وہ تارکول
کی طرح سیاہ سوچکا تھا حالانکہ زندگی میں اس شخص کا رنگ سفید تھا، میں نے اس
سے پوچھا، اگر دین اسلام حق ہے تو کس وجہ سے تیرا رنگ سیاہ ہو گیا؟ جیسا کہ میں دیکھ
رہا ہوں، اس نے ویسی ہی آواز میں کہا، میں خواہش نفس اور تعصب سے صحابہ کو ایک
دوسرے پر اویست، دینا سفہا، کہا، کہ یہ عالم ایک شیعہ لسنی میں سکونت پذیر تھا الخ۔
المنہ کی عبارت ختم ہوئی۔

کیا حرم ہے اگر ہم اس باب کا خاتمہ ایک عجیب و غریب اور مفید خواب کے بیان پر
کریں جسے امام تاج الدین عبدالوہاب بن اسبکی رحمہ اللہ نے "طبقات الشافعیۃ
الکبریٰ" میں امام حنفیہ الاسلام النخالی رحمہ اللہ کے حالات میں ذکر کیا ہے۔

حافظ ابوالقاسم بن عساکر "کتاب التہن"
امام السادہ کا خواب مکہ میں | میں فرمایا، میں نے شیخ فقیہ امام ابوالقاسم

سعد بن علی بن ابی القاسم ابی ہریرہ صوفی شافعی سے دمشق میں سنا، کہا میں
نے شیخ امام بکنا، زین القادر، جمال الحرم، عامر بن نجاب عامر السادہ سے مکہ معظمہ
اللہ تعالیٰ اسے محفوظ رکھے، میں سنا، فرمایا، میں بروز ہفتہ چوہ شوال ۵۴۷ھ
کو نمازِ ظہر و عصر کے درمیان مسجد حرام میں داخل ہوا، میرا جسم ٹوٹ بھوٹ رہا تھا
اور سر ہلکا رہا تھا، تکلیف اتنی سخت تھی کہ نہ بیٹھا جانا تھا اور نہ کھڑا ہونا تھا

میں کسی ایسی جگہ کی تلاش میں تھا جہاں کچھ وقت پہلو کے بل آرام کر سکوں، پس میں نے باب الحرمہ کے پاس ایک اصطبل کا دروازہ کھلا ہوا دیکھا، میں اسی طرف سے مسجد حرام کے اندر چلا گیا اور کعبہ مکرمہ کے بالمقابل دائیں پہلو کے بل اپنا ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھ کر دراز ہو گیا کہ کہیں نمینہ آجائے اور وضو نہ لٹ جائے ناگاہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مشہور بدعتی (رافضی) آیا اور اسی دروازے (باب الحرمہ) پر اپنی جانماز بچھائی، جیب سے چھوٹا سا ٹکڑا نکالا، میرے خیال میں پتھر تھا جس پر کچھ لکھا تھا اسے بوسہ دیکر سامنے رکھ لیا، اپنی عادت کے مطابق ہاتھ چھوڑ کر طویل نماز ادا کی، جب بھی سجدہ کرتا اسی ٹکڑی پر کرتا۔

جب نماز سے فارغ ہوا تو اسی پتھر پر ایک طویل سجدہ کیا اپنے دونوں رخسار اس پر ملتا ہوتا تھا اور نہایت عاجزی و انکساری سے دعا مانگ رہا تھا، پھر اس نے سر اٹھایا، اسے بوسہ دیا اور اپنی آنکھوں پر رکھا، پھر دوبارہ بوسہ دیا اور جیسے پہلے تھا اسی طرح جیب میں رکھ دیا۔

کہا جب میں نے یہ تماشا دیکھا تو مجھے کراہت اور وحشت سی محسوس ہوئی میں نے دل میں کہا، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج ہمارے درمیان زندہ ہوتے تو میں آپ کی خدمت میں انکی یہ بدعات و بد اعمالیاں پیش کرتا، اس سوچ و بچار کے ساتھ ساتھ میں نمینہ کو بھی دور کر رہا تھا کہ کہیں میرا وضو نہ لٹ جائے، اسی اثناء میں مجھ پر اونگھ طاری ہو گئی، میں خواب و بیداری کی درمیانی حالت میں تھا، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک وسیع میدان ہے جس میں بہت سے لوگ کھڑے ہیں ہر ایک کے ہاتھ میں ایک مجلد کتاب ہے یہ سب ایک بزرگ کے ارد گرد حلقہ بنائے کھڑے ہیں، میں نے لوگوں سے ان کا حال بھی پوچھا اور ان بزرگ کے متعلق بھی دریافت کیا، انہوں نے کہا، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ لوگ مختلف مذاہب کے

پروکار میں، یہ چاہتے ہیں کہ اپنا اپنا مذہب و عقیدہ سرکار کی خدمت میں پڑھ کر سنائیں اور تصحیح کروائیں، کہا میں یونہی لوگوں کو دیکھ رہا تھا کہ اہل حلقہ میں سے ایک شخص ہاتھ میں کتاب لے کر آیا، کہا گیا یہی امام شافعی رضی اللہ عنہ ہیں، وہ حلقہ میں داخل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا، کہا کہ میں نے رسول پاک علیہ السلام کو ان کے حمل و جلال میں دھلے دھلائے سفید نقیس لباس میں دیکھا عمامہ النور تمیص مبارک اور دیگر کپڑے جیسے صوفیائے کرام کا لباس ہوتا ہے، سرکار نے سلام کا جواب عنایت فرمایا اور مرحبا فرمایا، امام شافعی نے حضور کی خدمت میں اپنی کتاب پڑھی اور اپنے عقائد و مذہب سے متعلقہ مخصوصی مبا ستائے، اس کے بعد ایک اور صاحب تشریع لائے کہا گیا، یہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں، ان کے ہاتھ میں بھی ایک کتاب تھی، انہوں نے سلام کیا اور امام شافعی کے پاس بیٹھ گئے اور کتاب سے اپنا عقیدہ و مذہب پڑھ کر سنایا۔

بعد ازاں ہر مذہب و مسلک کا امام آتا رہا یہاں تک کہ کم ہی کوئی رہ گیا ہوگا، ہر ایک پڑھنا جاتا تھا اور دوسرے کے پہلو میں بیٹھتا جاتا تھا، جب سب فارغ ہو گئے تو اچانک ایک بدعتی رافضی آیا، اس کے ہاتھ میں چند کاغذات تھے جن میں ان کے عقائد باطلہ کا ذکر تھا اس نے حضور کی باگاہ میں داخل ہونے اور اپنے خیالات پیش کرنے کا ارادہ کیا تو مجلس میں سے ایک صاحب اس کی طرف نکلے، اس کو ڈانٹا، ہاتھ سے وہ کاغذات لئے اور انہیں حلقہ سے باہر پھینک دیا، اس کو نکال باہر کیا اور زبیل کیا، کہا کہ جب میں نے دیکھا لوگ فارغ ہو گئے ہیں کوئی بھی پڑھ کر سنانے والا باقی نہیں رہا تو میں قدسے آگے بڑھا، میرے ہاتھ میں ایک مجلد کتاب تھی، میں نے آواز دی اور عرض کیا یا رسول اللہ! اس کتاب میں میرے اور تمام اہل سنت کے عقائد ہیں اگر اجازت ہو تو میں حضور کی خدمت میں پڑھ کر پیش کروں؟ فرمایا لاؤ! کون سے ہیں؟

عرض کیا یا رسول اللہ! یہ وہ قواعد عقائد میں جنہیں غزالی نے مرتب کیا ہے، مگر کار نے مجھے اجازت دی میں بیٹھ گیا اور یوں ابتداء کی۔

عقائد اہل سنت بزبان الغزالی علیہ السلام

پہلی فصل، عقیدہ اہلسنت کلمہ شہادت کے بارے میں | بسم اللہ الرحمن الرحیم کتاب قواعد عقائد

اس میں چار فصلیں ہیں، پہلی فصل میں کلمہ شہادت کے متعلق عقیدہ اہلسنت کی وضاحت کی گئی ہے جو ارکان اسلام میں سے ایک ہے، پس میں توفیق الہی کہتا ہوں سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو ابتداء و انتہا کا خالق ہے، جو چاہے کرے، عرش عظیم کا مالک، سخت گرفت فرمانے والا، پاک بندوں کو راہ راست کی ہدایت فرمانے والا، شہادت توحید (کلمہ توحید) کے بعد ان کے عقائد کو شک و تردید کی گھٹاؤں سے محفوظ رکھنے والا، ان کو اپنے برگزیدہ رسول کی پیروی پر چلانے والا اور آپ کے مکرم و محترم صحابہ کے آثار کا اپنی تائید و توفیق سے تابع بنانے والا اپنے اوصاف و محاسن حمیدہ سے جن کو صرف کوشش و ہوش اور حضور قلب سے پایا جا سکتا ہے ان کے لئے ذات و افعال کی تسبیح فرمانے والا، ان کو یہ بتانے والا کہ وہ اپنی ذات کے لحاظ سے واحد و یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، ایسا یکتا جس کی مثل نہیں، ایسا بے نیاز جسکی خد نہیں، ایسا منفرد جس کا برابر نہیں، وہ ایک ہے، ایسا قدیم جس کا اول نہیں، ایسا ازلی جس کی ابتداء نہیں، اس کا وجود دائمی ہے جسکی آخر نہیں، ایسا ابدی جس کی انتہا نہیں، ایسا قائم ہے جسے ڈالا جس کا خاتمہ نہیں، ایسا دائمی جسکو اختتام نہیں، اوصاف جلالیہ کے ساتھ ہمیشہ موصوف رہا اور رہے گا، زمانوں اور مدتوں کے گزر جانے کی بنا پر اس کے گزر جانے

اور ختم ہو جانے کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا بلکہ وہی اوّل و آخر ہے اور وہی سب کچھ
چلنے والا ہے

پاکی | اور وہ کوئی جسم نہیں جس کا تصور کیا جاسکے اور نہ کوئی جوہر جس کی حد
و مقدار بتائی جاسکے اور وہ اجسام کی طرح نہیں جس کی مقدار بتائی
جاسکے یا تقسیم قبول کرے، وہ نہ جوہر ہے اور نہ کوئی جو اس میں حلول کر سکے، نہ
عرض ہے اور نہ اس میں کوئی عرض حلول کر سکے بلکہ نہ وہ کسی موجود کی مثل اور نہ کوئی موجود
اس کی مثل، نہ اس کی طرح کوئی نہ وہ کسی کی طرح، نہ کوئی مقدار اس کی تحدید کر سکے اور
نہ زمین و آسمان کے کنارے اس کا احاطہ کر سکیں، نہ جہتیں اسے گھیر سکیں نہ زمین
و آسمان اور وہ عرش پر اسی طرح متمکن ہے جس طرح اس کا فرمان ہے اور جس کا
اس نے ارادہ فرمایا، وہ کسی کو چھوئے اور کسی جگہ ٹھہرنے، حلول کرنے اور منتقل
ہونے سے پاک ہے، عرش اسکو نہیں اٹھا رہا بلکہ عرش اور اس کے اٹھانے
والے (فرشتے) اسکی لطیف قدرت سے خود سار لٹے ہوئے ہیں اور اس کے
قبضہ قدرت میں بے بس ہیں، وہی عرش، آسمان اور ہر چیز کے اوپر اور تحت الثریٰ
تک ہے یہ بلندی ایسی ہے جو اسے عرش اور آسمان کے قریب نہیں کرتی جس
طرح اس کی ذات کو زمین اور تحت الثریٰ سے دور نہیں کرتی بلکہ وہ عرش اور آسمان
سے بدرجہا بلند ہے جیسے زمین اور تحت الثریٰ سے اس کے باوجود ہر موجود
سے قریب تر اور بندوں کی شے رک سے نزدیک تر ہے، وہ ہر شے پر گواہ ہے
کیونکہ اس کا قرب اجسام کے قرب کی طرح نہیں، ٹھیک اسی طرح جس طرح اس
کی ذات، اجسام کی ذات کی طرح نہیں، وہ کسی شے میں حلول نہیں کرتا اور نہ ہی
اس میں کوئی شے حلول کرے، وہ اس سے بلند تر ہے کہ مکان اسکو گھیر سکے ایسے
ہی جیسے زمان اس کا احاطہ نہیں کر سکتا، بلکہ وہ تو زمان و مکان کی پیدائش سے

بھی پہلے ہے وہ اب بھی ایسا ہی ہے جیسا تھا بے شک وہ اپنی صفات کے لحاظ سے مخلوق سے ممتاز ہے اسکی ذات میں کوئی اور نہیں اور کسی اور میں اس کی ذات نہیں، وہ تغیر و تبدل سے پاک ہے، نہ وہ حوادث کا محل بنے اور نہ اس پر عوارضات طاری ہوں بلکہ وہ ہمیشہ اپنی صفاتِ جلالیہ میں زوال سے منزہ اور صفاتِ کمالیہ میں مزید تکمیل سے مستغنی ہے، وہ اپنی ذات میں بذریعہ عقل معلوم الوجود اور آنکھوں سے اسکی ذات مشہود ہے جنت میں اس کی نعمت و لطف نیکوکاروں کے لئے ہوگا اور اپنی ذات والا صفات کے شایانِ شان تکمیلِ نعمت ہوگی۔

بے شک باری تعالیٰ زندہ اور قدرتِ حیات و قدرتِ باری تعالیٰ والا ہے، زبردست اور قابو میں رکھنے والا ہے، نہ اس میں کمی کا شائبہ پایا جائے نہ عجز کا، نہ اسے نیند آئے نہ اونگھ، نہ اسے فنا نہ موت بے شک وہ حکومت اور بڑے ملک کا مالک ہے عزت اور شوکت کا مالک، اسی کی حکومت اور قابو، اسی کی مخلوق اور اسی کا حکم، آسمان سمٹ کر اس کے دائیں ہاتھ میں ہیں (جیسا اس کے شایانِ شان ہے) ساری مخلوق اس کے قبضہ قدرت میں بے بس ہے، پیدا کرنے اور نئی نئی چیزیں بنانے میں متغیر ہے، تخلیق و ایجاد میں یکتا ہے، اسی نے مخلوق اور اس کے اعمال کو پیدا کیا، ان کے رزق اور اوقات کو مقرر فرمایا، کوئی مقدر اس کے قبضہ سے نکل نہیں سکتا اور نہ احوال کی تبدیلی اس سے پوشیدہ رہ سکتی ہے۔ اسکی قدریں بے شمار اور اس کی معلومات بے انتہا ہیں وہ تمام معلومات کا عالم ہے، تحت اثری سے لے کر آسمانوں

صفتِ علم کے اولین اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے، وہ ایسا عالم ہے جس کے علم سے ذرہ بھر کوئی چیز نہ زمین پر پوشیدہ رہے نہ آسمانوں پر، وہ سیا چھوٹی کوتار یک رات میں سیاہ پتھر پر چلتے ہوئے جانتا ہے اور فضا میں ذرے کی حرکت

باخیر ہے، پوشیدہ بھیدوں سے واقف اور دلی خطرات سے آگاہ ہے، اللہ تعالیٰ کا یہ علم ازلی و قدیمی ہے، ازل سے وہ اس کا موصوف ہے اس کے علم میں تجد نہیں کہ کبھی حاصل ہوا اور کبھی نہ ہو۔

بے شک حق تعالیٰ کائنات کا ارادہ فرمانے والا ہے،

صفت ارادہ | حادثات کی تدبیر فرمانے والا ہے، اس کی قضاء و قدر اور حکمت و مشیت کے بغیر اس کی حکومت میں کوئی مبرا، چھوٹا، قلیل و کثیر، خیر و شر، نفع و نقصان، کفر و ایمان، ناواقفی و ہچان، ناکامی و کامیابی، کمی و بیشی، اطاعت و نافرمانی کچھ بھی نہیں ہو سکتا، جو اس نے چاہا ہو گیا جو نہ چاہا نہ ہوا جیسے کذب و جملہ قبائح (مترجم) نہ اس کی مشیت سے نظر کا بہکنا خارج ہے نہ دل کا خطرہ وہی ابتدا پیدا کرنے والا ہے اور وہی دوبارہ اٹھانے والا ہے، جو چاہے کرے نہ کوئی اس کے حکم کو ٹالنے والا ہے نہ اس کے فیصلہ پر نظر ثانی کرنے والا، کوئی بندہ اس کی توفیق و رحمت کے بغیر گناہ سے بچ نہیں سکتا اور اس کی مشیت و ارادہ کے بغیر کسی کو اطاعت کی توفیق نہیں مل سکتی اگر تمام جنات اور انسان جمع ہو کر بھی اس کے ارادہ و مشیت کے بغیر کسی ذرے کو حرکت یا سکون میں لانا چاہیں تو نہیں لا سکتے، اس کا ارادہ اسکی ذات کے ساتھ قائم ہے تمام صفات ہمیشہ پوئہ پوئہ موصوف سے تمام اشیاء کے اپنے اپنے مقررہ اوقات میں موجود ہونے کا ازل سے ارادہ فرمانے والا ہے۔

پس تمام اشار بلا کسی تقدیم، تاخیر کے اس کے ارادہ ازلی کے مطابق وجود میں آئیں، امور کی تدبیر فرمانا ہے مگر لوگوں کے سوچ و بچار اور زمانے کے انتظار کے مطابق نہیں اسی لئے کوئی ایک حال اسکو دوسرے حال سے بے خیر نہیں کر سکتا۔

سننا، دیکھنا | بے شک وہ دیکھنے اور سننے والا ہے، کتنا در سننا ہے کوئی سننے کی چیز اس کے سننے سے باہر نہیں چاہے کتنی ہی پوشیدہ ہو اور کوئی دیکھنے کی چیز اس کے دیکھنے سے باہر نہیں چاہے کتنی ہی باریک ہو، وہی اس کے سننے اور تارکیماں اس کے دیکھنے میں حائل نہیں ہو سکتیں، بغیر آنکھ اور پلک کے دیکھتا ہے اور بغیر سوراخ اور کان کے سنتا ہے اسی طرح جس طرح بغیر دل کے جانتا اور بغیر آلہ کے پکڑتا اور پیدا کرتا ہے کیونکہ اسکی صفات مخلوق کی صفات کی طرح نہیں، ٹھیک اسی طرح اس کی ذات مخلوق کی ذات کی طرح نہیں۔

کلام باری تعالیٰ | بے شک اللہ تعالیٰ کلام فرمانے والا ہے، حکم دینے والا اور منع فرمانے والا ہے، نیکیوں پر نجات اور براہوں پر عذاب کا وعدہ فرمانے والا ہے، ایسے کلام کے ساتھ جوازی اور قدیم ہے اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے، اس کا کلام مخلوق کے کلام کی طرح نہیں پس وہ ایسی آواز نہیں جو لہو یا اعضاء سے نکل کر پیدا ہو نہ آہیں ایسے حروف ہیں جو ہونٹوں کے ملتے یا زبان کی حرکت سے بند ہو جائیں اور بیشک قرآن مجید، توراۃ مقدسہ، زبور شریف اور انجیل مبارک انبیائے کرام علیہم السلام پر اس کی نازل کردہ کتابیں ہیں اور بے شک قرآن مجید زبانوں سے پڑھا جاتا ہے، صحیفوں میں لکھا جاتا ہے اور دلوں میں محفوظ ہے اس کے باوجود قدیم اور ذات باری تعالیٰ کے ساتھ قائم ہے، دلوں اور اوراق پر منتقل ہوتے وقت تقسیم ہونے یا جدائی کو قبول نہیں کرتا اور بے شک موسیٰ علیہ السلام نے اس کا کلام بلا حروف و آواز سنا ٹھیک اسی طرح جس طرح نیکی کا رقیامت کے دن بلا جوہر و عرض اس کا دیدار کریں گے، جب یہ تمام صفات اس کی ذات میں پائی جاتی ہیں تو لامحالہ وہ زندہ،

عالم، قدرت والا، ارادہ فرمانے والا، سننے، دیکھنے اور کلام فرمانے والا ہے
زندگی، علم، قدرت، ارادہ، سننے، دیکھنے اور کلام کے ساتھ، نہ کہ محض ذات کی
وجہ سے۔

اور بے شک اللہ سبحانہ کے بغیر جو بھی موجود ہے سب
افعالِ باری تعالیٰ اس کے پیدا کرنے سے ہے اور یہ اس کے عدل
کا بہترین اور کامل ترین فیضان ہے بے شک وہ اپنے کاموں میں حکیم اور اپنے
فیصلوں میں عادل ہے، اس کے عدل کو بندوں کے عدل پر قیاس نہیں کیا جا
سکتا کیونکہ بندے سے ظلم کا تصور ہو سکتا ہے مثلاً وہ کسی غم کی ملک میں تصور
کرے لیکن اللہ تعالیٰ سے ظلم کا تصور نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس کے بغیر کوئی مالک
نہیں کہ اسکی ملک میں تصور کرنا ظلم ہو، پس جو بھی اس کے سوا ہے انسان ہو، جن ہو
شیطان ہو، فرشتہ، آسمان ہو، زمین ہو، حیوان و نباتات ہوں، جو ہر و عرض ہو
یا معلوم و محسوس سب مخلوق و حادث ہے جس کو اس نے اپنی قدرت سے معلوم
سے موجود کیا جب کہ ان میں سے کوئی چیز نہ تھی کیونکہ ازل میں وہ تنہا تھا اور
کچھ نہ تھا، پھر اس نے اپنے ارادہ کو عملی جامہ پہنانے اور اپنی قدرت کے اظہار
کے لئے مخلوق پیدا کی، وہ ازل میں بھی بلا کسی احتیاج کے اپنے کلام میں سچا تھا
اور بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے پیدا کیا، ایجاد کیا اور مکلف فرمایا،
اس پر کوئی چیز واجب نہیں، اس پر لازم نہ تھا مگر پھر بھی اس نے انعام و اکرام
کی بارش کی، فضل و احسان اور انعام و امتنان کا ملک وہی ہے کیونکہ وہ اس پر
بھی قادر تھا کہ بندوں پر طرح طرح کا عذاب نازل کرتا اور طرح طرح کے رنج و آلام
سے ان کا امتحان لیتا اگر وہ ایسا کیے تو یہ اسکی طرف سے ظلم و قبیح نہیں، عین
عدل ہوگا اور وہ اپنے بندوں کو استحقاق و لزوم کی بنا پر نہیں محض کرم و عے

کی بنا پر عبادات پر ثواب عطا فرماتا ہے کیونکہ اس پر کوئی فعل واجب نہیں اور اس سے ظلم کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، کسی کا اس پر کوئی حق نہیں اور بیشک مخلوق پر اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ وہ اس کی عبادت کرے اور یہ حق ان پر محض عقل کی بنا پر نہیں بلکہ اس لئے کہ اس نے اپنے نبیوں کے ذریعے انکو حکم دیا ہے اس لئے رسول بھیجے اور انکی سچائی واضح معجزات سے ظاہر فرمائی، پس ان حضرات نے مخلوق تک اس کا امر بھی پہنچا دیا اور نہی بھی، وعد بھی اور وعید بھی، لہذا لوگوں پر لازم ہے کہ جو کچھ لے کر وہ حضرات تشریف لائے اس سب کی تصدیق کریں اور بے شک حق سبحانہ نے نبی اُمّی قرشی محمد صلی اللہ

رسالت کا مفہوم [علیہ وسلم کو اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا

تمام مخلوق کی طرف عرب ہو یا عجم اجن ہوں یا انسان!

کہا، جب میں اس مقام پر پہنچا تو میں نے سرکار کے چہرہ اقدس پر مسرت و شامانی کے آثار دیکھے، جب میں حضور کی مدح و ثناء پر پہنچا تو آنحضور نے میری طرف دیکھا اور فرمایا، عزالی کہاں ہیں؟ اچانک میں نے دیکھا، امام عزالی مجمع کے اندر سرکار کے سامنے کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں آگے بڑھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کیا، سرکار نے سلام کا جواب دیا اور اپنا دست اقدس آگے کر دیا، امام عزالی دست اقدس کو بوسے دیئے جاتے ہیں اور اپنا رخسار اس پر رکھ رہے ہیں تاکہ حضور اور آپ کے دست اقدس سے برکت حاصل ہو۔

پھر بیٹھ گئے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی بات پر اتنا

مسرور نہیں دیکھا جتنا آپ میرے فخر پر کبروہ قواعد عقائد سن کر مسرور ہوئے، پھر میں بیدار ہو گیا تو میری آنکھوں پر اس خوشی کے آنسوؤں کے نشانات باقی تھے جو مجھے یہ مشاہدات احوال اور عزت افزائی دیکھ کر حاصل ہوئی، بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم الشان نعمت

تھی، بالخصوص اس آخری زمانہ میں جب کہ خواہشاتِ نفسانیہ کی بھرمار ہے ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں اہل حق کے عقیدہ پر ثابت قدم رکھے، اسی پر زندہ رکھے اور اسی پر موت دے اور اسی پر ہم کو ہر ذرہ حشرِ انبیاء و مرسلین، صدیقین و شہداء اور نیکو کاروں کے ہمراہ اٹھائے، یہی لوگ بہترین ساتھی ہیں، فضل و کرم کرنا اسی کے شایانِ شان ہے اور وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔

امام ابوالقاسم الاسفرائینی کا بیان | شیخ ابوالقاسم الاسفرائینی نے فرمایا، اسی

الساوی نے میرے سامنے بیان کی انہوں نے مجھے اپنا خواب فارسی میں سنایا تھا جس کا میں نے عربی میں ترجمہ کر دیا، انہوں نے رسالت کے موضوع پر جو کچھ بیان کیا وہ اس مضمون کا متمم سمجھ لینا چاہئے، یہاں اتنا فرق پیش نظر ہے کہ توحید کے متعلق، مذکورہ بالا عقائد تو وہ ہیں جن کو بحالتِ خواب بارگاہِ نبوی میں پیش کیا تھا مگر رسالت کے متعلق جو کچھ لکھا جاتا ہے اسے خدمتِ نبوی میں پیش کرنے کا اتفاق نہیں ہوا، بہتر یہی ہے کہ اس مضمون کو یہاں لکھ دیا جائے تاکہ عقیدہ پختہ ہو جائے خام نہ رہے، یہ اس شخص کے لئے جو اسے سیکھنا اور یاد کرنا چاہے۔

اس عبارت کے بعد کہ ”بے شک حق سبحانہ نے نبی، امی، قریشی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا تمام مخلوق کی طرف، عرب ہو یا عجم، جن ہو یا لسان! پس آپ نے اپنی شریعت کے ذریعہ تمام شرائع کو مٹا دیا اور ان احکام کے جن کو آپ نے ثابت و مقرر فرمایا۔“

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام انبیاء پر فضیلت بخشی اور آپ کو نفعِ انسان کا سردار بنایا اور محض توحید کی شہادت (لا الہ الا اللہ) ایمان کی تکمیل اس وقت تک فرمائی جب تک رسالت کی شہادت (محمد رسول اللہ) اس کے ساتھ ملا نہ دی، مخلوق پر

لازم فرمادیا کہ جس بات کی خبر حضور دیں اس کی تصدیق کرے چاہے دنیا کی بات ہو یا آخرت کی اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کسی کا ایمان قبول نہیں فرماتا جب تک وہ موت کے بعد کی ان باتوں پر یقین نہ کرے جن کی خبر آپ نے دی، جن میں پہلی بات منکر نکیر کا سوال کرتا ہے وہ دو فرشتے ہیں ڈراؤنے اور ہیبت ناک، آدمی کو قبر میں مع جسم و روح کے بٹھاتے ہیں پھر اس سے توحید و رسالت کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور کہتے ہیں ”تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟“ یہ دونوں قبر کے ممتحن اور ان کا سوال موت کے بعد قبر کا پہلا امتحان ہے اور عذابِ قبر پر ایمان رکھے کہ وہ حق ہے، اور جسم و روح پر اس کا حکم برحق ہے جیسے چاہے کرے سب عدل ہے اور میزان پر یقین رکھئے کہ اس کے دو پلڑے اور زبان (؟) ہوگی اور زمین و آسمان جتنی بڑی ہوگی؟ جس پر قیامت کے دن اللہ کی قدرت سے اعمال نولے جائیں گے چاہے اعمال ذرہ بھر ہوں یا راکھی برابر تاکہ عدل و انصاف کے تقاضے مکمل طور پر پورے ہوں، نیکیوں کے اعمال نامے نورانی صحیفوں میں لائے جائیں گے جن سے نیکیوں کے پلڑے بفضلہ تعالیٰ اتنے جھک جائیں گے جتنے وہ اللہ کے ہاں مقبول ہوں گے، برائیوں کے صحیفے تاریک پلڑے میں رکھے جائیں گے جس سے برائیوں کا وزن اللہ تعالیٰ کے عدل و انصاف سے ہلکا نکلے گا اور یہ بھی ایمان رکھے کہ پھر اٹھتا ہے جسے جہنم پر رکھا جائے گا، تلوار سے تیز تر اور بال سے باریک تر، اللہ کے حکم سے کافروں کے قدم پھسلیں گے جس سے وہ جہنم میں گریں گے، اہل ایمان کے قدم اس پر مضبوطی سے جمیں رہیں گے جس سے وہ جنت میں جائیں گے اور اس پر بھی ایمان رکھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض پر جائیں گے، مومن پھر اٹھتے ہیں گزرنے کے بعد اور حقیقت میں داخل ہونے سے پہلے اس سے پانی پئیں گے جو اس کا پانی ایک مرتبہ پی لے گا، کبھی پیاسا نہ ہوگا، آسمان جتنی اس کی چڑھائی ہوگی اس میں حوض کوثر کے

دو پڑائے ہوں گے اور حساب کئے ن پر ایمان رکھے اور یہ کہ کسی حساب سرسری ہوگا اور کسی کے حساب میں کمرید ہوگی۔
 اور کچھ بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے اور وہی مقربین ہوں گے، وہ جن رسولوں سے چاہے گا تبلیغ و رسالت
 کی بابت سوال کرے گا، اور جن کفار سے چاہے گا، رسولوں کے بھٹلانے کے متعلق پوچھے گا۔ بدعتیوں سے سنت اور
 مسلمانوں سے اعمال کی باز پرس فرمائے گا۔ اہل توحید سے گناہوں کا بدلہ لیکر جہنم سے نکال کر امن بخشے گا۔ یہاں
 تک کہ جہنم میں اللہ کے فضل و کرم سے کوئی موجد نہ رہے گا، اور شفاعت انبیاء کی وجہ سے بچائے گا، پھر علماء اور
 شہد اکرام اور بعد ازین باقی اہل ایمان کی شفاعت سے جو ان کے مقام و مرتبہ کے مطابق ہوگی گناہوں کی سخت
 سے نجات بخشے گا جو مسلمان پنج رہا اور اس کا سفارشی کوئی نہ ہوگا۔ تو سے بھی اللہ کے فضل سے نجات مل کر رہے گی۔
 کوئی مسلمان ہمیشہ جہنم میں رہے گا بلکہ جس کے دل میں قرۃ بجا ایمان ہو وہ بھی نکال لیا جائے گا، اور یہ کہ صحابہ کرام
 کی فضیلت و ترتیب کا عقیدہ رکھے اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب کے افضل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں،
 پھر عمر فاروق، پھر عثمان غنی اور پھر علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہم اور تمام صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان سے
 سے حسن ظن رکھے، اور ان صحابہ کرام کی اسی طرح مدح و ثنا کرے، جس طرح
 خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے، ان تمام باتوں پر سنت
 اور آثار گواہ ہیں، جو کوئی ان پر قطعی عقیدہ رکھے، وہ اہل حق اور اہل سنت میں
 سے ہے، گمراہ اور بدعتی فرقوں سے الگ تھلک ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے
 ہیں کہ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو کامل یقین اور دین پر ثابیت قدمی عطا فرمائے،
 بے شک وہ سب بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے، و صلی اللہ علی سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ اجمعین۔

پانچواں باب

کن مقامات پر درود و سلام پڑھنا جائز ہے اور درود و سلام ان خاص

اوقات، خاص مقامات اور خاص حالات میں بھیجنا جائز ہے، اے جن میں سے

اے درود و سلام کیلئے شرفا کوئی وقت یا جگہ مقرر نہیں جب چاہیں اور جہاں چاہیں بھیج سکتے ہیں، البتہ بعض

اوقات و مقامات پر بالخصوص درود و سلام پڑھنا زیادہ افضل ہے بشرط پیش نظر ہے کہ اوقات و مقامات میں ادب و احترام کے
 تقاضے مجروح نہ ہوں۔ مترجم عفی عنہ،

اکثر کا ذکر علامہ ابن قیم الجوزی نے جلال الافہام، شیخ الاسلام قطب الدین الخفیری الشافعی نے اپنی کتاب "اللوامع لمعلم بواطن الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حافظ سخاوی نے القول البدیع، اور امام قسطلانی نے "مسائل الخفقار" میں کیا ہے، چونکہ ان سب میں متاخر امام قسطلانی ہیں اس لئے میں نے ان کی کتاب کا خلاصہ کر دیا ہے، لیکن وہ بہت سی احادیث جن کو امام قسطلانی نے اس سلسلہ میں ذکر فرمایا ہے، میں نے ان کو یہاں پیش نہیں کیا، کیونکہ وہ سب ضروری اضافے کیساتھ اس کتاب کے دوسرے باب میں جمع کر دی گئی ہیں۔ اس بحث کو شروع کرنے سے پہلے میں حافظ ابن حجر کی وہ عبارت نقل کرتا ہوں، جسے الجمل نے المنادی کے حوالہ سے اس سلسلہ میں نقل کیا ہے جو یہ ہے: "نبی علیہ السلام پر درود و سلام پڑھنے کی تاکید ہے، ان مواقع پر جن کے بارے میں خصوصی احادیث وارد ہیں جن میں سے اکثر عمدہ سند والی ہیں، ۱، مؤذن کا جواب دینے کے بعد، ۲، دعا کے اول درمیان اور آخر میں، ان میں سے اول کی زیادہ تاکید ہے، ۳، دعائے قنوت و ترک کے بعد کے آخر میں، ۴، بکیر عید کے درمیان میں (جو نماز کے علاوہ کہی جاتی ہیں)، ۵، مسجد میں داخل ہوتے اور نکلنے کے وقت، ۶، اجتماع اور جدا ہوتے وقت، ۷، سفر پر نکلنے اور سفر سے واپسی کے وقت، ۸، رات کی نماز تہجد کے وقت، ۹، ختم قرآن کے وقت، ۱۰، دکھ تکلیف اور سزا کے وقت، ۱۱، حدیث پڑھنے کے وقت، ۱۲، تبلیغ علم کے وقت، ۱۳، ذکر اور ۱۴، کسی شے کے بھولنے کے وقت، یوں ہی ضعیف حدیثوں میں یہ بھی مذکور ہے ۱۵، حج اسود کو بوسہ دیتے وقت، ۱۶، حیب کان بچنے لگیں، ۱۷، تبلیہ (لبیک اللہم) کہتے وقت، ۱۸، وضو کرنے کے بعد، ۱۹، اذبح کرتے وقت، ۲۰، چھینکتے وقت، ویسے ان آخری دو مقامات پر درود شریف پڑھنے سے منع بھی کیا گیا ہے،

درود و سلام کے خاص اوقات ۱، جمعہ کے دن، کیونکہ اس کے متعلق متعدد احادیث وارد ہیں مثلاً سرکار کا یہ فرمان "کہ مجھ پر جمہرات اور جمہہ کو کثرت سے درود بھیجا کرو، کیونکہ تمہارا درود و سلام مجھ

پیش کیا جاتا ہے، اس کو طبرانی نے "الاوسط" میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، اس سلسلہ میں اور بھی احادیث ہیں جن کو دوسرے باب میں ذکر کر دیا گیا ہے، حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے متعلق مروی ہے کہ آپ نے اپنے عاملوں کو، لکھا کہ جمعہ کے دن علم کی نشر و اشاعت کرو! کیونکہ بھول جانا، علم کے لئے آفت ہے، اور جمعہ کے دن نبی علیہ السلام پر کثرت سے درود و سلام بھیجو! اس کو ابن وضاح وغیرہ نے نقل کیا ہے، اور ہمارے امام شافعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنا ہر حال میں محبوب تر ہے، ہاں جمعرات اور جمعہ کو بہت زیادہ پسند کرتا ہوں، کیونکہ یہ بزرگ اور ہفتہ بھر میں افضل دن ہے۔ الخطیب نے شرح المنہاج وغیرہ میں فرمایا، جمعہ کی رات اور دن کو سورہ کہف کی تلاوت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود و سلام بھیجنا سنت ہے، اور کثرت کی ادنیٰ مقدار پہلی مرتبہ میں مرتبہ پڑھنا ہے، اور دوسری مرتبہ میں سو مرتبہ الحمد، اس پر الشمس الرملی نے کہا، کہ درود و سلام کو سورہ کہف سے زیادہ مرتبہ پڑھنا بہتر ہے، جیسا کہ امام شافعی سے منقول ہے، کیونکہ صحیح روایت میں آیا ہے، کہ جو شخص جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھے اس کے لئے ایک جمعہ سے دو سو گز جمعہ تک روشنی رہتی ہے، اور یہ بھی آیا ہے کہ جو شخص جمعرات کو پڑھے اس کیلئے اس کی ذات اور مکہ معظمہ کے درمیانی فاصلہ جتنی روشنی ہو جاتی ہے، اور دن میں پڑھنے کی زیادہ تاکید ہے، اور بہتر یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے صبح کے بعد پڑھے، تاکہ بھلائی حاصل ہو، اس میں حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورہ میں قیامت کی ہولناکی بیان فرمائی ہے، اور جمعہ کا دن قیامت سے مشابہ ہے، کیونکہ اس میں لوگ جمع ہوتے ہیں، اور جیسا کہ صحیح مسلم میں قیامت جمعہ کے دن قائم ہوگی، پھر الرملی نے کہا، جمعہ کی رات اور دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت درود و سلام بھیجئے، کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ تمہارے تمام دنوں میں جمعہ افضل ہے، تو اس میں مجھ پر زیادہ درود بھیجا کرو!

بیشک تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔
 دوسری حدیث ہے، مجھ پر جمعہ کی رات اور دن کو زیادہ درود بھیجا کرو، کیونکہ جو شخص
 مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے۔ دارقطنی نے
 فرمایا امام نووی کا اس حدیث کو درود شریف کے متعلق ہونے کی تصریح کرنا کوئی
 قید و احترازی نہیں، بلکہ یہ حدیث کثرت ذکر اور کثرت تلاوت کو بھی شامل ہے،
 ہاں،

اس حدیث سے یہ نتیجہ حاصل
جمعہ کے دن کثرت درود و سلام افضل ہے ہوتا ہے کہ درود و سلام کی
 کثرت اس دن میں ذکر اور تلاوت قرآن کی کثرت سے افضل ہے۔ الشبراہلی
 نے اس کے حاشیہ میں کہا ہے کہ کم از کم مقدار ہے تین سورات کو اور اتنا ہی دن
 کو، اور جس صیغہ سے پڑھا جائے یہ مقصد حاصل ہو جائے گا، فرمایا کہ جمعہ کی
 رات اور دن کو درود و سلام میں مصروف رہنا ان وظائف سے بہتر ہے جن کے
 متعلق کوئی خاص نص وارد نہیں ہوئی، ہاں جن اوراد و وظائف کے متعلق خاص
 نص وارد ہوئی ہے مثلاً نماز کے بعد سورہ کہف اور تسبیح پڑھنا، تو ان میں مصروف
 ہونا افضل ہے، الخ۔ ابن قاسم نے تحفہ کے حاشیہ میں کہا، جمعرات و جمعہ کو
 سورہ کہف وغیرہ کی تلاوت میں مصروف ہونے کی فضیلت کا یہ مطلب نہیں کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام میں بالکل مشغول ہی نہ ہو، بلکہ اس کا
 مطلب یہ ہے کہ جب دونوں میں ٹکراؤ پیدا ہو اور یہ صورت بن جائے کہ
 ایک میں مصروف ہونے کی وجہ سے دوسرا ہاتھ سے جاتا ہے، اور دونوں
 پر عمل پیرا ہونے سے معذور ہے تو اب افضل پر عمل کرنا بہتر ہے۔ لیکن
 اگر دونوں میں مشغول ہونا ممکن ہے، تو افضل و اکمل یہی ہے کہ دونوں میں
 کثرت کرے، کیونکہ شرع میں دونوں کی کثرت مطلوب ہے، جیسا کہ آسیر پر
 حاشیہ دلالت کرتی ہیں۔ اور علماء نے اس کی تصریح کی ہے، الخ شبراہلی

کہتے ہیں المناوی نے شرح جامع صغیر جز ثالث کے شروع میں سرکار کے اس فرمان کو نقل کرنے کے بعد کہ ”اعمال پیر اور جمعات کو اٹھائے جاتے ہیں، پس میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال اس حال میں اٹھائے جائیں کہ میں روزے دار ہوں“ یہ عبارت نکھی ہے۔ امام قسطلانی نے اپنے شیخ برہان بن ابی شریف کی پیروی میں اس حدیث سے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ

پیر اور جمعات کو درود و سلام کیلئے جمع ہونا اور بلند آواز سے پڑھنا پیر و درود و

سلام بھیجنے کے لئے جمعات اور پیر کو جمع ہونا، اور جیسا کہ مصر کی جامعہ الازہر (الازہر یونیورسٹی) میں ہوتا ہے، باواز بلند درود و سلام پڑھنا جائز ہے، کیونکہ رات دن کے ساتھ ملی ہوتی ہے، اور الاعمال میں لام غنسی ہے، لہذا ذکر نبی علیہ السلام پر درود و سلام اور دعاسب کو شامل ہے بالخصوص پیر کی رات کو، کہ اس کی تاکید ہے، ابن مرزوق نے تو یہاں تک کہا ہے کہ ”یہ رات لیلة القدر سے بھی افضل ہے الخ۔ اور الجمل نے حاشیۃ المنہج میں اس پر بحث کرتے ہوئے کہا جب جمعات کو عید ہو جائے تو کیا درود و سلام اور سورہ کہف کی تلاوت کو چھوڑ کر عید کی علامت، تکبیر و تلبیہ، میں مصروف ہو جائے؟ یا ۱۲ درود و سلام اور سورہ کہف کی تلاوت کی رعایت کرے؟ یا ۱۲ عید الفطر میں تو تکیرات کی رعایت کرے اور عید قربان میں درود و سلام کی؟ اس لئے کہ عید الفطر کی تکیرات نص قرآنی سے ثابت ہیں، اور درود و سلام کی فضیلت جمعات کو، حدیث نبوی سے، رہ گئی عید قربان! تو اس کی تکیرات آن سے نہیں، قیاس سے ثابت ہیں۔ یہ تین احتمال ہیں، میرے خیال میں تیسری صورت زیادہ بہتر ہے، اگرچہ دوسری بھی حق سے دور نہیں، وجہ یہ ہے کہ درود و سلام، اس رات کی اصلی اور ذاتی علامت ہے، رہ گئی تکبیر تو وہ عارضی اور اتفاقی، ہے، لہذا عارضی ذاتی کی رعایت کرنا بہتر ہے، ثابتاً یہ کہ جمعہ کی رات، عید کی رات سے افضل ہے، لہذا اس

کی علامت کی رعایت کرنا افضل ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جمعہ کی رات لیلۃ القدر سے بھی افضل ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نبی علیہ السلام پر درود بھیجنا کبھی نہ کبھی تو واجب ہے ہی، لہذا ان مواقع کی رعایت کرنا بہتر ہے،

علامہ الجمل کا تبصرہ | تمہیں معلوم ہو گا کہ شجرات عیدین کو درود و سلام پر مطلقاً ترجیح دینے کی کوئی معقول وجہ نہیں، البتہ مذکورہ بالا اقوال کی توجیہ بہتر ہو سکتی ہے کہ چونکہ دونوں کے خصوصی فضائل ثابت ہیں لہذا کسی کو دوسرے پر ترجیح نہ دی جائے پس ایک میں مصروف ہو جائے، یہاں تک کہ جب ایک میں کثرت حاصل ہو جائے تو دوسرے میں مشغول ہو جائے۔ اب یہ بات کہ پہلے کس کی ابتدا کرے، اور پیچھے کسے رکھے؟ اس میں اُسے اختیار ہے، جسے چاہے پہلے ادا کرے اور جسے چاہے بعد میں، الخ پھر جمل نے کہا یہ بھی سنت ہے کہ جمعہ کے دن سورۃ آل عمران پڑھے کہ حدیث میں ہے جو شخص جمعہ کے دن آل عمران پڑھے، تو سورج اس کے گناہ لیکر غروب ہو گا، کتاب الایعاب، میں کہا بظاہر اس میں یہ حکمت نظر آتی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے پیدائش آدم کا ذکر کیا ہے۔
 کَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَ مِنْ تُرَابٍ جَعَلَ آدَمَ كَوْمِثٍ مِنْ يَدِ الْخَلْقِ، اور آدم کو جمعہ کے دن پیدا کیا گیا ہے، یونہی سورۃ ہود، کہ حدیث میں ہے، جمعہ کے دن سورۃ ہود پڑھا کرو، یونہی سورۃ دخان کہ حدیث میں ہے، جو کوئی جمعہ کی رات حسم دخان پڑھے، اس کی مغفرت ہو جاتی ہے، ہمارے شیخ الباہلی نے فرمایا، جب مذکورہ سورتوں میں سے کوئی ایک پڑھنا چاہے تو سورۃ کہف کو اولیت دے، کیونکہ اس کے بارے میں سب سے زیادہ حدیثیں وارد ہوئی ہیں الخ یہ بھی آیا ہے کہ جو کوئی اس کی پہلی دس آیتیں ہمیشہ پڑھے، وہ دجال سے

محفوظ رہے گا۔ الخ۔ الجمل کی عبارت ختم ہوئی، اور کتاب بغیۃ المسترشدین میں لکھا ہے کہ جو شخص سورۃ الفاتحہ، اخلاص، اور معوذتین سات سات مرتبہ پڑھے، نماز جمعہ کا سلام پھیرنے کے بعد پاؤں بچانے سے پہلے اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، اور جتنے لوگ خدا اور رسول پر ایمان لائے ان کی تعداد کے برابر اس کو اجر ملے گا، اور آئندہ جمعہ تک اس کو برائی سے دور رکھا جائے گا۔ ایک روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ منہ سے نکالنے سے پہلے اس کا دین و دنیا اور اہل اولاد سب محفوظ ہو جائیں گے، اس کے بعد چار مرتبہ یہ پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ يَا غَنِيَّ يَا حَسِيْدُ يَا مُبْدِيَّ يَا مُعِيْدُ يَا سَاجِدُ يَا وَدُوْدُ اَغْنِنِيْ بِحَدِّكَ عَنْ حَرَامِكَ وَبِطَاعَتِكَ مِنْ مَعْصِيَّتِكَ وَبِفَضْلِكَ عَنْ سِوَاكَ اے غنی اے قابل ستائش اے ابتداء و انتہا کے مالک، اے رحم فرمانے والے، اے مدد فرمانے والے مجھے اپنے حلال کے ذریعے اپنے اور اپنی فرمانبرداری کے ذریعے اپنی نافرمانی سے اور اپنے فضل کے ذریعے اپنے ماسوی سے مستغنی کر دے ابو الصیف سے منقول ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن ستر مرتبہ یہ دعا مانگے، دو جمعے گزرنے سے پہلے مستغنی ہو جائے گا، ابو طالب مکی سے منقول ہے کہ جو شخص اس دعا کو بغیر شمار کئے ہمیشہ مانگتا رہے اللہ تعالیٰ ایسے مخلوق سے مستغنی کر دے گا، اور اس کو اس طور پر رزق دے گا کہ اس کے سان گمان میں بھی نہ ہو الخ۔ اگر کوئی شخص نماز جمعہ کے بعد باتیں کرنے لگے یا کسی اور کام میں لگ جائے اور بعد میں مذکورہ بالا وظائف سات سات مرتبہ پڑھے اور دیگر وظائف بجالائے تو اس تاخیر سے یہ وظائف فوت نہ ہوں گے، ہاں وہ خاص ثواب فوت ہو جائے گا، جیسا کہ الکروی نے ابن حجر سے نقل کیا ہے بعض

نے کہا ثواب تو نہیں، کمال فوت ہو جائے گا، الخ۔

قائدہ | شیخ المشائخ ابراہیم باجوری نے ابن قاسم پر اپنے حاشیہ میں سینہ عبد الوہاب شعرائی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جو شخص یہ دو شعر بلا ناغہ ہر جمعہ کو پانچ مرتبہ پڑھے بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کا خاتمہ اسلام پر کرے گا۔
 اَللّٰهُمَّ لَسْتُ لِلْفِرْدَوْسِ اَهْلًا وَلَا اَقْوٰی عَلٰی نَارِ الْجَحِيْمِ
 اہیٰ نہ میں فردوس کے قابل ہوں، اور نہ جہنم کی آگ پر قادر کہ نہج سکوں،
 فَهَبْ لِيْ تَوْبَةً وَّاغْفِرْ ذُنُوْبِيْ فَإِنَّكَ غَافِرُ الذَّنْبِ الْعَظِيْمِ
 پس مجھے توبہ کی توفیق، عنایت فرما! اور میرے گناہ بخش دے، بیشک تو بڑے
 بڑے گناہ بخشنے والا ہے،

انہی مواقع میں پیر کی رات کو حضور علیہ السلام پر درود و سلام پڑھنا ہے جسے ابو موسیٰ المدنی نے کتاب ”وظائف الیالی والایام“ اور امام غزالی نے ”احیاء العلوم“ میں ذکر کیا ہے،

علامہ النیہانی کا تبصرہ | شیخ نور الدین الشونی اور شیخ امام شعرائی کی وہ مجلس جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کے سلسلہ میں مسر کی جامع الازہر میں منعقد ہوتی ہے، اور وہاں سے اکثر شہروں میں پھیل چکی ہے، اور ان کی وفات کے بعد بھی طویل مدت سے جاری ہے، یہ مجلس جمعات اور پیر کی رات مغرب سے لیکر نماز فجر تک اور جمعہ کے دن نماز جمعہ تک رہتی ہے پیر کی رات کو اس سلسلے خاص کیا گیا، کہ یہ سرکار کی ولادت باسعادت کی رات ہے اسی قبیل سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کی محفل جو منگل کی رات کو منعقد ہوتی تھی، ابو موسیٰ المدنی نے اس سلسلہ حضرت جابر کی روایت سے ایک مرفوع حدیث بیان کی ہے، لیکن اس کی سند میں ایسے راوی ہیں جن پر چھوٹ بولنے کا الزام لگایا گیا ہے، کہ جو شخص منگل کے دن

نماز عشاء کے بعد وتر پڑھنے سے پہلے چار رکعت نماز نقل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد ایک مرتبہ، قل ہو اللہ احد تین مرتبہ، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس، ایک ایک مرتبہ، جب فارغ ہو تو پچاس مرتبہ استغفار اور اتنی ہی مرتبہ نبی علیہ السلام پر درود و سلام بھیجے، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اس حال میں اٹھائے گا کہ اس کا چہرہ نور سے جگمگاتا ہوگا، اور بہت ثواب کا ذکر فرمایا، انہی درود پڑھنے کے اوقات میں سے یہ بھی ہے کہ دن کے دونوں کناروں صبح و شام پر درود و سلام پڑھے، کیونکہ حدیث میں ہے ”جو کوئی مجھ پر شام کو درود بھیجے، صبح سے پہلے اس کی مغفرت ہو جائے گی اور جو کوئی مجھ پر صبح کے وقت درود بھیجے، شام سے پہلے اس کی مغفرت ہو جائے گی اسی لئے مشائخ و صوفیاء رضی اللہ عنہم اپنے اوراد و وظائف صبح و شام مقرر کرتے ہیں ان مواقع میں سے ایک یہ ہے کہ شعبان کے مہینہ میں سرکار پر درود و سلام بھیجا جائے۔“ اس کو ابن ابی الصیف فقہی مثنیٰ نے فضائل شعبان پر لکھے گئے اپنے رسالہ میں ذکر کیا ہے، حضرت جعفر صادق سے روایت ہے کہ جو کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر شعبان میں ہر روز سات سو مرتبہ درود و سلام بھیجے، اللہ تعالیٰ اپنے فرشتے مقرر کر دیتا ہے جو اسے حضور کی خدمت میں پہنچاتے ہیں، اور اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح خوش ہوتی ہے۔ کیا یونہی طاؤس میانی کا قول بیان کیا جاتا ہے کہ میں نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے پوچھا، پندرہ شعبان کی رات رشب برات کو کیا کرنا چاہیے؟ انہوں نے فرمایا میں اس رات کے تین حصے کرتا ہوں، ایک حصہ تو اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پر صرف کرتا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيَّ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا عمل ہو جائے، اور ایک تہائی رات اللہ تعالیٰ سے

استغفار کے لئے خاص کر لیتا ہوں کیونکہ فرمان باری ہے۔
 وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝ اللہ ان کو عذاب نہیں کرے
 گاہیک تک وہ استغفار کرتے رہیں گے۔ اور ایک تہائی رات رکوع
 و سجود کے لئے اس فرمان خداوندی پر عمل کرتے ہوئے سجدہ و
 اقتریب (سجدہ کرو اور قرب حاصل کرو)۔

میں نے کہا جو ایسا کرے، اس کا کیا اجر ہے؟ فرمایا میں نے اپنے
 والد سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی شب براءت
 کو شب بیداری کرے وہ مقربین میں رکھ دیا جاتا ہے، جن کا بیان اس
 آیت میں ہے۔

فَأَمَّا إِن كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ فَرَوْحٌ وَرَاحَةٌ وَجَنَّةٌ نَّعِيمٌ
 اگر مقربین میں سے ہو تو اس کے لئے راحت و مسرت اور نعمت
 بھرے باغ ہیں۔

اور باب اول میں حافظ سخاوی کے حوالہ سے ابن ابی الصیف مذکور کا
 یہ قول گزر چکا ہے کہ شعبان کا مہینہ محمد المختار صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام
 کا مہینہ ہے، کیونکہ درود و سلام کی آیت اسی مہینہ میں نازل ہوئی ہے،
 اور ان مقامات میں سے ایک یہ ہے کہ سرکار پر حضور کرتے اور اس
 سے فارغ ہوتے وقت بھی درود و سلام بھیجے، کیونکہ ابن ابی عامر نے
 سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے حضور کا یہ ارشاد نقل کیا ہے، کہ جو
 شخص مجھ پر درود نہ بھیجے اس کا وضو نہیں ہوتا، اس سلسلہ میں کچھ اور بھی
 حدیثیں ہیں، جو باب ثانی میں گزر چکی ہیں،

ان میں سے ایک یہ کہ، تیمم، غسل جنابت و حیض، کے بعد درود و
 سلام پڑھے جیسا کہ اس کی طرف امام نووی نے کتاب الاذکار میں
 ابشار فرمایا ہے،

ان میں سے ایک یہ کہ ہر اذان کے بعد مؤذن اور سننے والا حضور پر درود و سلام بھیجیں۔ کیونکہ حضور کا فرمان ہے جب مؤذن کی آواز سنو، تو تم بھی اسی کی طرح کہو! اور میرے اوپر درود بھیجو کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے، اور اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ مانگو! بیشک وسیلہ جنت میں ایک مقام ہے، اور وہ صرف اللہ کے قسی خاص بندے کو ملے گا، اور مجھے امید ہے کہ وہ خاص بندہ میں ہی ہوں، پس جو کوئی میرے اللہ سے وسیلہ مانگے اس کے لئے میری شفاعت ثابت ہوگی۔ اس کو مسلم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا اس سلسلہ میں اور بھی حدیثیں ہیں جو باب ثانی میں ذکر کر دی گئی ہیں۔

علامہ ابن حجر نے الدر المنضود میں یہ حدیث لکھ کر فرمایا شفاعت واجب ہوگئی، جیسا کہ صحیح روایات میں آیا ہے، اور واجب ہونے کا معنی یہ ہے کہ شفاعت قطعی طور پر ثابت ہوگئی، یہ وعدہ سچا ہے ابن حجر نے فرمایا اس ارشاد میں بہت بڑی خوشخبری ہے، کیونکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ایسا شخص اسلام پر مرے گا۔ کیونکہ شفاعت اسی کے لئے ثابت ہو سکتی ہے۔

اور حضور کی شفاعت صرف گنہگاروں کے شفاعت کی اقسام کے لئے خاص نہیں بلکہ بلندی درجات وغیرہ کے لئے بھی ہوگی، جیسا کہ یہ بات آئے گی پس جو شخص وسیلہ کی دعا کرتا ہے۔

۱۔ اصل لفظ حدث لہ شفاعتی ہے، حدث یحدث باب ضرب سے اور حدث یحدث باب نصر سے پہلے کا معنی ہے جائز ہونا ثابت ہونا، اور دوسرے کا معنی ہے اترنا اور نازل ہونا، المنجد، بہر حال یہ لفظ وہ حدث نہیں جو حرم کے مقابلہ میں آتا ہے، کیونکہ یہاں شفاعت پہلے حرام نہ تھی، جواب حلال ہوگئی مصنف، مترجم کی حقیقت توضیح کے ساتھ۔

(اٰیۃ مُحَمَّدٍ الْوَسِيْلَةَ) اس کے لئے جو شفاعت واجب ہوتی ہے، یا بلند نئی درجات کے لئے ہوتی ہے، نیکیاں بڑھنے کے لئے یا عرش کے زیر سایہ ٹھکانہ ملنے کی یا جنت کی چراگاہوں کی، یا منبروں پر قائم ہونے کی، یا جلدی جلدی جنت میں داخل ہونے کی یا اس کے علاوہ دیگر خصوصی انعام و اکرام حاصل کرنے کی، جو کسی کو حاصل ہوں گی، کسی کو نہیں، امام قاضی عیاض رحمہ اللہ نے بعض مشائخ کے حوالہ سے اس میں اتنی قید اور لگائی ہے کہ یہ انعام و اکرام اس کے لئے ہے جو مخلص ہو اور حضور علیہ السلام کی جلالت شان کو پیش نظر رکھ کر پڑھے محض ثواب حاصل کرنے والے کے لئے نہیں اس کا اس طرح رد کیا گیا ہے، کہ اس طرح کا شدید حکم لگانا ٹھیک نہیں، ہاں اگر اس مقام پر غافل و لاپرواہ آدمی کو متشنگ کر دیا جائے تو ٹھیک ہے،

سرکار کے لئے وسیلہ مانگنے کا فائدہ رہنمایہ سوال کہ جب وسیلہ کی دعا مانگنے والے اور خود آنجناب

علیہ السلام کو یہ نچتہ امید ہے کہ یہ مقام وسیلہ آپ کو مل کر رہے گا، تو پھر اس دعا مانگنے کا فائدہ کیا ہوا؟ اگر محض اظہار کر رہا ہے، تو ہمارے اظہار کرنے سے تو اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں ہو جاتی، اس لئے کہ اس پر کسی مخلوق کی وجہ سے کوئی چیز واجب نہیں ہوتی، بیشک وہ جو چاہے کرے اس کا مرتبہ بہت بلند و بالا ہے۔

در اصل اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظیم الشان تواضع و انکساری، اور خوفِ الہی کا اظہار ہے، جو آپ کی مزید ترقی درجات اور بلند نئی شان کا مقتضی ہے پس اس کا فائدہ سرکار کو بھی ہوتا ہے اور ہم کو بھی، اب جس کسی نے میرے مذکورہ نکتہ پر باریک بینی سے غور نہیں کیا وہ اس

توجہ سے غافل رہا، تو اس نے یہ کہا کہ اس کا فائدہ صرف ہمارے لئے
اس لئے کہ ہم نے اس حکم کی تعمیل کر دی، جو سرکار کی خاطر ہم کو ہوا تھا،
امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے یہ روایت نقل فرمائی ہے، کہ جب
کوئی شخص یہ دعا مانگے۔

اللّٰهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ الثَّاقِتَةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ صَلِّ
عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ عَنِّي رَضًا لَّا سَخَطَ بَعْدَهُ۔

”اے اللہ! اس مکمل دعا اور قائم ہونے والی نماز کے مالک!
محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج! اور قیامت کے دن جو کچھ
آپ مانگیں، عطا فرماتا، اور مجھ سے اس طرح راضی ہو، کہ کوئی
ناراضگی نہ رہے۔“

اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتا ہے، ابن ابی عاصم نے حضرت ابوالدرداء
رضی اللہ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مؤذن کی
آواز سنتے یہ پڑھتے۔

اللّٰهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ الثَّاقِتَةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ صَلِّ
عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ سُبْحَانَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

”اے اللہ! اس مکمل دعا اور قائم ہونے والی نماز کے مالک!
محمد پر رحمت نازل فرما، اور قیامت کے دن اُن کو جو وہ
مانگیں عطا فرماتا،“

یہی کچھ حضور اپنے صحابہ سے بھی سنتے تھے، اور آپ چاہتے تھے کہ مسلمان

اس قول کو بیکر نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کیونکہ حقیقت یہی ہے کہ جس طرح اللہ کی عبادت سے اس
کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ فائدہ صرف عبادت کرنے والے کو ہوتا ہے، یونہی جن کی شان اللہ تعالیٰ نے بلند فرمادی اپنی
نعتیں جن پر تمام کدیں جن کا ذکر اس نے بلند کر دیا وہ اور کا محتاج نہیں ہوا کرتا پس صحیح یہی ہے کہ ان دعاؤں کا ثواب
ہماری ہی طرف لوٹتا ہے ہمارا محض اظہار عقیدہ ہے اور بس باقی کچھ نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی، بہتر ہم غفرلہ

مؤذن کی اذان سن کر یہ پڑھیں، اور جو کوئی مؤذن کی آواز سن کر یہ پڑھے
اس کے لئے قیامت کے دن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت واجب
ہوگی، اس روایت کو طبرانی نے بھی نقل کیا ہے لیکن اس نے صَلَّی عَلٰی
مُحَمَّدٍ کے بعد یہ الفاظ ذکر کئے ہیں: عِبْدُكَ وَسُؤْلُكَ وَاجْعَلْنَا
فِي شَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جو تیرے بندے اور رسول ہیں اور
قیامت کے دن ہیں ان کی شفاعت میں رکھنا۔

حضور نے فرمایا، اذان کے وقت جس نے یہ دعا مانگی اللہ تعالیٰ قیامت
کے دن اس کو میری شفاعت میں رکھے گا، اور آپ اپنی جس حاجت
براری کا سوال کریں گے وہ ہے، شفاعتِ عظمیٰ، حوضِ کوثر، نوارِ الخضر،
وسیلہ وغیرہ، جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے تیار کر رکھا ہے، صلی
اللہ علیہ وسلم۔

اور طبرانی نے یہ روایت نقل کی ہے کہ جو کوئی اذان سن کر یہ پڑھے۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ
لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَبَلِّغْهُ دَرَجَةَ الْوَسِيلَةِ عِنْدَكَ وَاجْعَلْنَا فِي شَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی مستحقِ عبادت نہیں،
وہ تنہا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں، اور کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اس کے بندہ و رسول ہیں، الہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نازل
فرما اور آپ کو اپنے پاس درجہٴ وسیلہ تک پہنچا اور ہم کو بروز
قیامت ان کی شفاعت میں رکھنا“

اس کے لئے شفاعت واجب ہوگئی آپ کو معلوم ہے... کہ وسیلہ
کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر گنڈر چکی ہے، کہ جنت میں
بلند ترین درجہ ہے، ویسے لغت میں وسیلہ کا مطلب ہے جس کے ذریعے

بڑی ہستی کا قرب حاصل کیا جائے، فرمان باری تعالیٰ ہے۔
 وَابْتَغُوا إِلَيَّ الْوَسِيلَةَ ۖ اللَّهُ كُنِيَ بِطَرَفِ وَسِيلَةٍ كَرِهَ ۚ اَيْكُنِيَ جَمَاعَتِ كُہا یہاں
 وسیلہ کا معنی قرب ہے، دوسروں نے کہا وسیلہ کا مطلب ہے بروہ
 چیز جس کے ذریعہ قرب حاصل کیا جائے، اور مقصود تک پہنچا جائے، مثلاً
 اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے نبی کا وسیلہ اختیار کرنا، صلی اللہ علیہ وسلم
 اور مقام محمود شفاعت عظمیٰ ہی ہے، جب
مقام محمود کا مطلب اعمال کے فیصلے شروع ہوں گے، اس موقع
 پر پہلے، پچھلے سارے سرکار کی حمد و ثناء کریں گے، اور اس کی تفسیر،
 احادیث شفاعت میں گزر چکی ہے، اور الواحدی کے قول کے مطابق
 اس پر اجماع ہے،

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مقام محمود، ماننے والوں کے حق میں اور مجرموں
 کے خلاف آپ کا گواہی دینا ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مقام محمود،
 آپ کو قیامت کے دن، لوہار الحمد کا دیا جانا ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ
 مقام محمود یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) حضور علیہ السلام کو
 عرش پر بٹھائے گا۔ صحیح ابن حبان میں ہے، اللہ تعالیٰ لوگوں کو اٹھائے
 گا، اور میرا رب مجھے سبز جبہ پہنائے گا، پھر میں حمد و ثناء سے متعلق، جو
 اللہ چاہے، کہوں گا، پس وہی مقام محمود ہوگا، اور یہ معنی پہلے کے خلاف
 نہیں کیونکہ احتمال ہے کہ یہ سبز جبہ پہنانا آپ کو شفاعت عظمیٰ ملنے کی
 علامت ہو۔

پھر میں نے دیکھا کہ بعض محققین نے اسی سے ملتا جلتا مفہوم لکھا ہے
 فرماتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ سرکار کا یہ حمد و ثناء کرنا وہی ہے، جو آپ
 شفاعت سے پہلے بجالائیں گے، اور مقام محمود سے مراد تحسینِ آفرین
 کی وہ تمام کیفیت ہے جو سرکار کو خدا و خلق کی طرف سے، حاصل ہوگی۔

شفاعتِ کبریٰ کے علاوہ

اور حضور علیہ السلام کے لئے شفاعتِ کبریٰ کے علاوہ، اور اقسام کی شفاعت بھی ثابت ہے، جیسے آپ کے وہ امتی جو آپ کی شفاعت سے بلا حساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے، اور یہ قسم بھی شفاعتِ عظمیٰ کی طرح آنحضور کی خصوصیات میں سے ہے،

اور معتزلہ کا اس قسم کی شفاعت کا انکار کرنا ان کی گمراہیوں میں سے ایک ہے۔ اور یہ گمراہی کیوں نہ ہو؟ جب کہ احادیثِ کثیرہ، بلا اختلاف اس کے ثبوت میں وارد ہیں، اور بعض ایسے لوگوں کے لئے بھی شفاعت ہوگی جنہیں دوزخ جانا ہوگا مگر نہ جائیں گے،

امام نووی نے کہا جائز ہے کہ اس شفاعت میں حضور کے ساتھ انبیائے کرام، علمائے عظام، اور اولیاء اللہ بھی شریک ہو جائیں، اسی طرح آپ کی شفاعت ان لوگوں کے لئے بھی ہوگی جن کے بوجھل گناہ جنت میں جانے سے مانع ہوں اور کچھ اہل جنت کے لئے، درجات کی بلندی کے لئے بھی ہوگی، پس ہر ایک کو اس کے مناسب شفاعت عطا ہوگی، فرمایا کہ شفاعت کی اس قسم میں مذکورہ بالا حضرات بھی شریک ہو سکتے ہیں، اسی طرح جو آدمی مدینہ طیبہ میں مرا، اور جس نے روضہ انور کی زیارت کر لی وہ بھی شامل ہے،

یونہی دروازہ جنت کھولنے کی شفاعت بھی ہوگی، جیسا کہ امام مسلم نے روایت کیا، اسی طرح اس شخص کے لئے بھی جس نے مؤذن کی اذان کا جواب دیا، اسی طرح بعض ایسے کفار کے حق میں بھی، جو سہ کبار کی خدمت میں آگے آگے تھے، تخفیفِ عذاب کی شفاعت ہوگی اسی طرح اہل مدینہ کے لئے جیسا کہ پیچھے گذرا،

شفاعت کا مفہوم، امام غزالی کی نظر میں اور اس کی عمد مثال

جانتا چاہیے کہ شفاعت اور اس کے سبب کے متعلق امام غزالی رحمہ اللہ نے نہایت عمدہ کلام فرمایا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ شفاعت، ایک ایسا نور ہے جو بارگاہ الہی سے، جو ہر نبوت پر جمکتا ہے، اور اس سے ہر ایسے جوہر کی طرف پھیلتا جاتا ہے، جس کو جوہر نبوت کے ساتھ پختہ نسبت ہو اور یہ نسبت حاصل ہوتی ہے تین وجوہ سے، اول سخت محبت، دوم سنن نبویہ پر کثرت سے ہمیشگی اور سوم درود و سلام کے ذریعہ مکرر کاکثرت سے ذکر کرنا اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے سورج کا نور، جب پانی پر پڑے تو اس کا عکس سامنے والی دیوار کے ایک خاص حصے پر پڑتا ہے ساری دیوار پر نہیں پڑتا،

اس خصوصیت کی وجہ وہ خاص مناسبت ہے جو اس خاص مقام کو پانی اور سورج کی ٹکیہ کے ساتھ حاصل ہے آپ دیوار کی اس منور جگہ سے پانی کے اس مقام مخصوص تک ایک سیدھا خط کھینچیں، دوسرا خط اسی نقطہ سے سورج کی ٹکیہ کی طرف کھینچیں، یہ دو خط ہوئے، ہر ایک زاویہ بنائے گا، بہر حال جتنے درجے کا ایک زاویہ ہوگا، اتنے ہی درجے کا دوسرا بھی بنے گا۔ (حادیہ، قائمہ، یا منفرجہ، نہ تنگ نہ کشادہ، اور یہ صرف اس صورت میں ہوگا، جب خط دیوار کے مقام مخصوص سے کھینچا جائے تو جس طرح نور کا عکس پڑنے کے لئے وضعی مناسبتوں کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح جوہر معنوی کے عکس کے لئے بھی مناسبات عقلیہ معنویہ کی ضرورت ہے،

اب جس پر نور توحید کا غلبہ ہو جاتا ہے جناب الہی میں اس کی نسبت پختہ ہو جاتی ہے، اور اس پر براہ راست نور کی ضیاء پاشی ہوتی

ہے، اور جس پر سنت اور رسول اللہ کی اقتدار و محبت، اور آپ کے صحابہ کی محبت غالب ہو جائے، اور وحدانیت میں قدم مضبوط نہ ہو تو اس کی نسبت بالواسطہ مستحکم ہو سکتی ہے، پس وہ اسی طرح روشنی حاصل کرنے میں کسی واسطہ کا محتاج ہوتا ہے،

جس طرح وہ دیوار جو سورج سے اوجھل ہو روشنی حاصل کرنے میں اس پانی کی محتاج ہوتی ہے، جس پر سورج کی روشنی پڑتی ہے، دنیا میں سفارش کی یہی مثال ہے،

پس وہ وزیر جو بادشاہ کے زیادہ قریب ہوتا ہے اپنے ساتھیوں کے جرائم معاف کرنے پر بادشاہ کو آمادہ کرتا ہے، کیونکہ بادشاہ اور مجرموں کے درمیان کوئی تعلق نہیں ہوتا، اب بادشاہ ان لوگوں پر ان کی خاطر نہیں بلکہ وزیر کے ذریعے مہربانی کرتا ہے، اگر یہ واسطہ نہ رہے، تو ان پر کسی قسم کی عنایت نہ ہو کیونکہ بادشاہ اگر ان کو اور وزیر سے ان کے تعلق کو جانتا ہے، تو وزیر ہی کے تعارف کرانے اور ان کی معافی میں دلچسپی لینے کی وجہ سے، اب وزیر کے تعارف کرانے اور ان کی بخشش میں دلچسپی لینے کو مجازی طور پر شفاعت کہا جاتا ہے، حالانکہ اصل میں شفیع وزیر کا مرتبہ و مقام ہے، جو بادشاہ کے حضور اس کو حاصل ہے، اور الفاظ تو محض اظہار غرض کیلئے ہیں،

اور اللہ تعالیٰ کو تعارف کی کوئی ضرورت نہیں، اور اگر بادشاہ کو معلوم ہو جائے کہ غلام کو درحقیقت وزیر کے ساتھ کیا نسبت ہے، تو پھر کسی نفی تعارف کی بھی ضرورت نہیں، اور اس کی بخشش ایسی شفاعت سے حاصل ہو جائے، جس میں زبان سے بولنے کی ضرورت نہ رہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود بخود اس تعلق کو جانتا ہے، اب جس چیز کو وہ جانتا ہے، اگر اس کی اجازت انبیاء کے کرام علیہم السلام کو دیتا ہے، تو

ان حضرات کے الفاظ بھی ایسے ہی ہوتے ہیں جو سفارش کرنے والوں کے ہوتے ہیں کہ ان کو سن کر حسن و خیال میں شفاعت کا مانوس مطلب حاصل ہو (مثال مذکور میں) سورج کے نور کا مقام مخصوص پر، مناسبت مخصوصہ کی بنا پر منعکس ہوتا، تمہاری رہنمائی اس بات کی طرف کرے گا کہ حضور شفاعت کے سلسلہ میں حقیقی حدیثیں وارد ہوئی ہیں وہ سب مشروط ہیں ان شرائط کے ساتھ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرمادی ہیں مثلاً سرکار پر درود و سلام بھیجنا، آپ کی قبر النور کی زیارت کرنا، مؤذن کی اذان کا جواب دینا اور اس کے بعد حضور کے لئے دعا کرنا اور دیگر نیک کاموں کا سر انجام دینا جن کی وجہ سے آپ کے ساتھ محبت و مناسبت کا تعلق مضبوط ہو رہتی ہے۔

امام رازی اور معنی شفاعت | کسی کے لئے کچھ مانگے اور اس کی حاجت براری کرے اور غوی لحاظ سے یہ شفع سے مشتق ہے جس کا مطلب ہے جنت، جوڑا، یہ مفرد، قدر اور طاق کی ضد ہے گویا حاجت مند انسان اکیلا ہوتا ہے، پھر سفارش کرنے والا اس کا جوڑا بن گیا اور اب وہ جوڑا ہو گئے الشَّفَاعَةُ اَنْ يَسْتَوْهَبَ أَحَدٌ رَاحِدٍ شَيْئًا وَيَطْلُبُ لَهُ حَاجَةً وَأَصْلُهَا مِنَ الشَّفْعِ ضِدُّ الْوُثَرِ كَانَ صَاحِبًا لِحَاجَةٍ كَانَ فَهَذَا أَفْصَا الشَّفِيعِ لَهُ شَفْعًا أَحَدٌ صَاحِبًا نَزْوَجًا۔

ابن حجر کا کلام ختم ہوا۔

فائدہ: اذان کے آگے چھ درود و سلام پڑھنا | القول البدیع میں فرمایا کہ اذان کے بعد مؤذن نے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھنا شروع کر دیا ہے، ہاں! صبح اور جمعہ کی اذان سے پہلے پڑھتے ہیں اور مغرب کی اذان میں وقت کی تنگی کی بنا پر عام طور پر نہیں پڑھتے اور اس کی ابتداء سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب کے دور حکومت میں اس

کے حکم پر پہنچی تھی، اسی اس سے پہلے کی بات تو وہ یہ ہے کہ جب حاکم بن عبدالعزیز کو قتل کیا گیا تو اس کی بہن نے حکم دیا کہ اس حاکم بن عبدالعزیز کے بیٹے الظاہر پر سلام بھیجا جائے تو اس پر ان الفاظ کے ساتھ سلام کہا جانے لگا اَلسَّلَامُ عَلٰی اَیْمَانِ الظَّاهِرِ، پھر اس کے بعد آنے والے خلفاء میں سلام کی رسم چل نکلی یہاں تک کہ سلطان صلاح الدین مذکور نے اسے ختم کیا اور اس کی جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کا طریقہ جاری کیا، خدا ان کو جزائے خیر عطا کرے۔

پھر میں نے بعض تواریخ میں دیکھا کہ اوائل شعبان ۷۹۱ھ میں قاہرہ مصر کے مؤذنوں کو یہ حکم دیا گیا کہ ہر اذان کے بعد اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَيِّدَ سُوْلِ اللّٰہِ چند مرتبہ پڑھا کریں کیونکہ ایک عقیدت مند فقیر نے جمعرات کو عشاء کی اذان کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کی آواز سنی، اسے یہ بات پسند آئی اور اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا، کیا تم جانتے ہو کہ ہر اذان میں لیا ہی کیا جائے؟ انہوں نے کہا ہاں اوہ رات کو سو گیا، صبح اٹھ کر اس نے یہ کہا کہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی ہے جنہوں نے اس سے فرمایا کہ النعم الطنبیٰ محتسب سے کہ مؤذن کو ہر اذان کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے کا حکم رہے، اس کی طرف چلا، اس نے خواب سن کر اظہار مسرت کیا اور اس کا حکم دے دیا، اس دن سے آج تک یہ سلسلہ یونہی چلا آرہا ہے۔

اگر یہ حکایت صحیح ہے تو شاید سرکار نے یہ ارشاد اس تاریخ تک چھوڑے رکھا یا یہ مطلب بھی لیا جاسکتا ہے کہ حکم تو پہلے بھی یہی تھا لیکن سلطان صلاح الدین نے اس کی جموعات کو تاکید کر دی، واللہ اعلم۔

(صاحب قول بدیع نے) فرمایا اس میں اختلاف ہے کہ یہ مستحب ہے، مکروہ ہے، یا بدعت، یا جائز۔ پہلے قول پر یہ دلیل پیش کی گئی ہے کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَفَعَلُوا الْخَيْرَ نیکی کرو! اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام عظیم الشان نیکی ہے خصوصاً جب کہ اس پر ترغیب کے سلسلہ میں احادیث بھی وارد ہیں، اس کے ساتھ ہی اذان کے بعد کی دعا اور رات کے آخری تہائی حصہ اور فجر کے قریب دعا کرنے کی جو فضیلت آئی ہے، صحیح یہ ہے کہ یہ بدعت حسنہ (اچھی بدعت) ہے، عمل کرنے والے کو حسن نیت کے مطابق اجر و ثواب ملے گا۔

اور ان مقامات میں سے (جہاں درود و

درود و سلام کے دیگر مقامات

سلام پڑھنا افضل ہے) ایک یہ ہے کہ

حضور علیہ السلام پر جس طرح اذان کے موقع پر درود و سلام پڑھا جاتا ہے، اقامت کے وقت بھی پڑھا جائے، اس سلسلہ میں جو احادیث وارد ہیں، باب ثانی میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، ان مقامات میں سے (جہاں درود و سلام پڑھنا افضل ہے) ایک یہ ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت اور نکلنے وقت حضور علیہ السلام پر درود و سلام پڑھے، ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:-

إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ
اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَإِذَا خَرَجَ
صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي
وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ -

ترجمہ ”تم میں سے کوئی جب مسجد میں آئے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر یہ کہے، الہی! میرے گناہ بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور جب نکلے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ پھر کہے، الہی! میرے گناہ بخش دے اور میرے لئے اپنے فضل

کے دروازے کھول دے۔“

اس کو امام احمد وغیرہ نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے روایت کیا، اس سلسلہ میں اور بھی احادیث ہیں جو باب ثانی میں گزر چکی ہیں۔

ان مقامات میں سے مساجد بھی ہیں، اس بارے میں ابن بشکوال نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور باب ثانی میں حدیث گزر چکی ہے کہ مساجد میں کچھ اقامت گاہیں ہیں جہاں فرشتے بیٹھتے ہیں احادیث، ان میں سے ایک مقام یہ ہے جب مسجد کے پاس سے گزرے یا ان پر نظر پڑے تو سر کا رپر درود پڑھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جب مساجد پر تمہارا گزر ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو! اس کو قاضی اسماعیل نے روایت کیا۔

ان میں سے ایک مقام یہ ہے کہ نماز میں جب قرآن پڑھتے وقت سر کا رکوع ذکر آجائے یا یہ آیت اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَی السَّيِّدِ الْمَخْجَاۓ؎ تو درود و سلام پڑھے، اس کی تصریح امام احمد اور حسن بصری رضی اللہ عنہما نے نقل نما کے ضمن میں کی ہے، اشعبی نے مطلقاً کہا ہے جس کا مطلب ہے کہ نماز فرض ہو یا نفل درود و سلام بھیجنا مستحب ہے اسی طرح اعجمی نے بھی مطلقاً کہا ہے جیسا کہ شافعیہ میں سے مصنف الانوار نے اس کو بیان کیا ہے۔ امام نووی کے فتاویٰ میں ہے کہ (یہاں) درود و سلام نہ پڑھا جائے اور پہلی بات حق کے قریب تر ہے جیسا کہ امام قسطلانی نے مسابک المختار میں فرمایا۔

ان میں سے ایک مقام یہ ہے کہ قنوت صبح کے آخر میں نبی علیہ السلام پر درود بھیجے، امام ابن حجر نے فرمایا، قنوت کے آخر میں درود و سلام سنت ہے، کیونکہ قنوت وتر میں اس کا حکم آیا ہے اور قنوت صبح کو اس پر قیاس کیا گیا ہے، ابن حجر کی عبارت یہ ہے وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَی السَّيِّدِ بِسْمِ اللّٰہِ کُلِّی زِلْجُوۡی نہیں

اور جس کسی نے اس پر لفظ مُحْتَمِدٌ وَمَسْلَمٌ کا اضافہ کیا اور اس کو سنن نسائی کی طرف منسوب کر دیا، اس کو وہم ہوا ہے کیونکہ اس کی روایت جمع کرنے کے بعد بھی یہ الفاظ موجود نہیں، نووی نے فرمایا، یہ حدیث صحیح یا حسن ہے اور بعض صحابہ سے یہ موقوف حدیث مروی ہے کہ وہ قنوت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے تھے اور امام ہری سے یہ صحیح حدیث مری ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رمضان المبارک میں قنوت وتر میں درود شریف پڑھتے تھے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اَبْرَآهِمَ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اَبْرَآهِمَ اِنَّكَ حَسِيْدٌ تَجِيْدُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَالسَّلَامُ عَلَیْهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ الخ

اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ سرکار پر پہلی تشہد میں درود بھیجے، اس بارے میں حدیثیں دوسرے باب میں گزر چکی ہیں اور ان میں سے ایک یہ کہ آخری تشہد میں حضور پر درود بھیجے، امام شافعی کے نزدیک یہ نماز کارکن ہے کہ اس کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں، اس سلسلہ میں چونکہ طویل بحث ہے اس لئے میں نے اس باب کے آخر میں اسے بیان کیا ہے اور ان میں سے ایک یہ کہ پانچوں نمازوں کے بعد درود و سلام پڑھا جائے، اس کی فضیلت میں شیخ شبلی رحمہ اللہ کی ایک حکایت باب لطائف میں ذکر کر دی گئی ہے اور ان میں سے ایک یہ کہ حضور علیہ السلام پر صبح اور مغرب کی نماز کے بعد درود و سلام بھیجا جائے، اور باب ثانی میں سرکار کا یہ فرمان ذکر کر دیا گیا ہے کہ جو شخص نماز فجر کے بعد کلام کرنے سے پہلے سجدہ پر سو مرتبہ درود بھیجے الخ اور ان میں سے ایک یہ کہ جب نماز تہجد کے لئے سیدار ہو تو درود و سلام پڑھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ روادیوں پر ہوتا ہے جیسے اس کی شان کے لائق ہے، ایک وہ جو گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے ہمراہی سواروں کے ساتھ دشمن کے مقابل آیا وہ سب شکست کھا کر

بھاگ نکلے اور وہ ثابت قدم رہا، پھر اگر قتل ہو گیا تو شہید ہوا اور اگر زچ گیا تو یہی وہ انداز ہے جس پر اللہ تعالیٰ ہنسنا ہے۔ جیسے اس کی شان کے لائق ہے (دوسرا وہ جو آدھی رات جب کسی کو معلوم تک نہیں ہوا اٹھا، اس نے اچھی طرح وضو کیا پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی (نماز پڑھی) اور نبی علیہ السلام پر درود و سلام بھیجا اور قرآن کھولا (پڑھا) یہ ہے سبب اللہ تعالیٰ کے ہنسنے کا۔ فرماتا ہے دیکھو! میرا بند کھڑا ہے، میرے سوال سے کوئی نہیں دیکھتا۔

اس کو نسائی نے سنن کبریٰ میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔
 عوارف المعارف کے باب تقسیم قیام لیل میں فرمایا، تہجد کی: از پڑھنے والا ہر دو رکعت کے بعد مختصر اسسا بلیغ کر تسبیح و استغفار پڑھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجے، اس سے آرام اور قیام کی ملاقات حاصل ہوگی۔
 حضرت علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اپنی رات کی: از پڑھنے والا فارغ ہوتے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کر سکتے اور نبی علیہ السلام پر اس طرح درود بھیجتے جس کی کیفیت اس کتاب کے باب کیفیات میں بدیں الفاظ آتی ہے الہی این تجھ سے اس وسیلہ کے ذریعہ سوال کرتا ہوں جو تیری بارگاہ میں سب سے افضل ہے اور اس نام سے جو تیرے نزدیک محبوب تر اور مغز تر ہے، الخ اور سعید بن ہشام عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ مسواک اور دمنوکا پانی تیار رکھا کرتے تھے، پس اللہ تعالیٰ رات کے جس حصے میں چاہتا، آپ کو پیدا کر دیتا، آپ مسواک کرتے اور دو رکعت نماز پڑھتے، ان میں آٹھویں رکعت پڑھتے، پھر آپ اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے اور ان کے درمیان دعا فرماتے اور سلام نہ پھیرتے پھر نویں رکعت پڑھ کر بیٹھتے۔ یہ یا اس سے ملتے جلتے الفاظ بیان کئے، پھر اللہ کی

حمد اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے اور دعا فرماتے پھر خوب خوب سلام پڑھتے کہ ہم لوگ بھی سنتے، پھر بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے اور ان مقامات میں سے جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا چاہتے ایک خطبہ ہے مثلاً خطبہ جمعہ خطبہ عیدین، چاند گرہن اور سورج گرہن کے خطبے اور نماز استسقاء وغیرہ کے خطبے۔ ہونہی خطبہ نکاح وغیرہ، ان کے متعلق صحابہ کرام، تابعین عظام اور بعد کے بزرگان دین رضی اللہ عنہم اجمعین کے آثار موجود ہیں اور اسی پر پہلے پچھلے تمام لوگوں کا عمل ہے، منجملہ ان میں سے ایک وہ روایت ہے جس کو امام احمد بن حنبل (رضی اللہ عنہ) نے عون بن ابی جحفہ سے نقل کیا ہے، کہا کہ میرا باپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپاہیوں میں سے تھے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق مجھے بتایا کہ آنجناب منبر پر تشریف فرما ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور نبی علیہ السلام پر درود و سلام کے بعد فرمایا خَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ وَالثَّانِي عُمَرُ اس امت میں نبی کے بعد ابو بکر اور دوسرے عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ جہاں چاہے خیر و برکت رکھ دے۔

ابن بشکوال نے محمد بن عبد اللہ بن الحکم سے روایت نقل کی ہے کہ امیر المؤمنین (علی المرتضیٰ) نے مدینہ طیبہ میں بروز جمعہ میں خطبہ دیا پس آپ نبی علیہ السلام پر درود و سلام بھیجنا بھول گئے، جب خطبہ ختم ہوا تو لوگوں نے ہر طرف سے چلانا شروع کر دیا، آپ نماز کے مصلے پر کھڑے ہو گئے۔

جب نماز سے فارغ ہوئے تو درود و سلام بھولنے پر لوگوں کا احتجاج | منبر پر دوبارہ رونق افروز ہوئے اور فرمانے لگے لوگو! شیطان کسی وقت بھی اولادِ آدم کو دھوکا دینے سے گریز نہیں کرتا، قریب تھا کہ آج ہم کو بھی اس کا شکار کر لیتا، اس نے ہمارے نبی علیہ السلام

پر درود بھیجنے سے ہم کو بھلا یا ستھا، اب سرکار پر درود و سلام بھیج کر اس کی ناک گمراہی دور
 کر دو! اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ كَثِيْرًا اَكْمَلًا تُحِبُّ اَنْ يُصَلِّيَ عَلَیْهِ۔
 ”الہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت بہت درود بھیج جیسے تو ان پر
 درود بھیجنا چاہتا ہے۔“

ہمارے امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک صحتِ خطبہ کے لئے یہ شرط ہے
 علامہ مجد الدین فیروز آبادی نے فرمایا، امام شافعی علیہ الرحمہ نے اس سلسلہ
 میں خلفائے راشدین اور ان کے بعد والے بزرگوں کے فعل پر عمل کیا ہے کیونکہ
 صحابہ کرام اور بعد کے بزرگوں سے خطبہ جمعہ تو بڑی بات ہے کسی بھی اہم موقع پر
 کوئی خطبہ ایسا منقول نہیں جس کی ابتداء حمد و ثناء اور نبی علیہ السلام پر درود و سلام
 سے نہ کی گئی ہو اور جس خطبہ میں درود و سلام نہ ہو سلفِ صالحین اس کو ابتداء خیر و
 برکت سے خالی قرار دیتے تھے۔

ان میں سے درود و سلام پڑھنے کا ایک موقع ہے تکبیراتِ عیدین کے درمیان
 میں اور ان میں سے ایک موقع یہ ہے کہ جب انسان صدقہ و خیرات دینے سے
 معذور ہو تو سرکار پر درود و سلام بھیجے۔

ابن وہب نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسولِ پاک
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس صدقہ کرنے کو کچھ نہ ہو تو وہ دعا میں اس
 طرح درود و سلام پڑھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ
 وَصَلِّ عَلٰی الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ
 الہی! اپنے بندے اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام نازل فرما اور ایمان
 والے مردوں اور عورتوں پر اور مسلمان مردوں اور عورتوں پر ایسی اس کا صدقہ
 و زکوٰۃ ہے۔“

ان میں سے ایک مقام یہ ہے کہ وصیت لکھواتے وقت درود شریف پڑھے
 حسن بصری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب صحابی رسول ابو بکر رضی اللہ عنہ کا آخری وقت
 آیا تو انہوں نے کہا میری وصیت لکھو پس کاتب نے لکھا یہ وصیت ہے جو ابو بکر
 رضی اللہ عنہ نے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کی، حضرت ابو بکر نے فرمایا، کیا موت
 کے وقت میں کنیت استعمال کروں؟ اس کو مساد و ادویوں لکھو یہ وہ وصیت ہے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کترین حدیثی لگانے کی، وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے
 سوا کوئی مستحق عبادت نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نبی ہیں، اسلام اس
 کا دین اور کعبہ اس کا قبلہ ہے اور اسے اللہ تعالیٰ سے وہی کچھ امید ہے جو اس
 کی توحید پر ایمان اور اس کی ربوبیت کا اقرار کرنے والوں کی ہے۔ اور آخر تک وصیت کی
 اور ان میں سے ایک مقام نماز جنازہ میں سرکار پر درود و سلام بھیجنا ہے ہمارے
 امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا اہم سے مطوف بن مازن عن معمر عن الزہری، کہا ہم
 کو ابو امامہ بن سہل بن حنیف نے بتایا کہ انہیں ایک صحابی (نام نامعلوم) نے بتایا کہ
 نماز جنازہ میں سنت یہ ہے کہ امام تکبیر اول کے بعد دل میں پوشیدہ فاتحہ پڑھے،
 پھر نبی علیہ السلام پر درود بھیجے اور تکبیرات میں خلوص دل سے میت کے حق میں دعا
 کرے، ان میں قرأت نہ کرے، پھر آہستہ سے سلام بھیجے اور ان میں سے ایک
 مقام یہ ہے کہ میت کو قبر میں اتارتے وقت درود و سلام بھیجے اور ہمارے امام شافعی
 رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے۔

اور ان میں سے ایک مقام یہ ہے کہ جب کسی جانور پر سوار ہو، نبی علیہ السلام پر درود
 و سلام بھیجے، امام طبرانی نے باب دعا میں حضرت ابو درود رضی اللہ عنہ سے روایت
 نقل کی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا، جو شخص جانور پر سوار ہوتے وقت کہے بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِی
 لَا یَمُوتُ مَعَ اسْمِ شَیْءٍ، سُبْحَانَہُ، لَیْسَ لَہُ سَمِیٌّ، سُبْحَانَ الَّذِی

سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لِنَفْعُرْ سِوَنَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اللہ کے نام سے جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز ضرر نہیں دے سکتی
وہ پاک ہے اس کی کوئی نشانی نہیں، پاک ہے وہ جس نے اس (عالم)
کو ہمارے تابع کیا حالانکہ ہم اس کو قابو میں نہیں لاسکتے تھے اور بے
شک ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں، سب تعریف اللہ تعالیٰ
کے لئے ہے جو سب جہان کو پالنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ محمد صلی
اللہ علیہ وسلم پر درود و رحمت نازل فرمائے۔“

اے مومن! اللہ تعالیٰ تجھ پر برکت نازل فرمائے، تو نے میری کمر سے بوجھ ہلکا
کر دیا اپنے رب کی اطاعت کی اور اپنے ساتھ احسان کیا، اللہ تعالیٰ تیرے سفر میں
برکت دے اور تیری حاجت پوری فرمائے۔

ان میں سے ایک مقام یہ ہے کہ جب ارادہ سفر کرے تو سرکار پر درود و سلام
بھیجے، امام نووی علیہ الرحمہ نے مسافر کے اذکار میں فرمایا، اپنی دعا کی ابتداء بھی حمد
الحی اور درود مصطفوی سے کرے اور اختتام بھی۔

ان میں سے ایک یہ کہ اعمال حج میں سرکار پر درود و سلام بھیجے، وہ چند مقامات
میں، ایک تلبیہ سے فراغت کے وقت، دوسرا صفار و مردہ کے درمیان دوڑنے
وقت، تیسرا حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت، چوتھا نویں ذالحجہ کو عرفات میں قیام کے
وقت، پانچواں مسجد خیف کے پاس، چھٹا جب طواف و داع سے فارغ ہو، ان
تمام مقامات کے متعلق صحابہ کرام اور بعد کے بزرگوں کے آثار مروی ہیں۔

ان میں سے ایک یہ کہ جب مدینہ طیبہ آئے
اور نگاہ حرم شریف پر اور طحجوں اور مکانات

بارگاہِ عرشِ پناہ میں حاضری

پر پڑے تو سرکار کی بارگاہ میں درود و سلام کا تذکرہ پیش کرے اور حضور علیہ السلام کی قبر اقدس کے قریب صلوٰۃ و سلام عرض کرے۔ کتاب المساکین میں فرمایا، جانتا چاہتے کہ چوں کہ مدینہ منورہ کے قریب اسے، صلوٰۃ و سلام میں اضافہ کرنا مستحب ہے اور وہاں کے میدانوں کی تعظیم و توقیر کو ملحوظ خاطر رکھے، وہاں کے مکانوں اور ان کے صحنوں کی تعظیم کرے، یہ بھی یقین کرے کہ یہ مقامات وحی اور نزولِ قرآن کی منزل ہیں اور یہ بھی کہ جبریل اور میکائیل علیہما السلام کثرت سے یہاں آتے جاتے رہے ہیں اور یہ کہ نبی علیہ السلام اس خطہ میں محو استراحت ہیں اور اسی مقدس سرزمین میں مدفون ہیں اور یقین کرے کہ یہ قطعہ زمین بزرگ ترین قطعہ ہے اور سرکار کے دربار گوہر بار میں حاضری کی نیت کرے اور اس بارگاہ کی عظمت کا شعوری طور پر اظہار کرے اور یہاں کی جلالت و شوکت اور کمالِ محبت کو پیش نظر رکھے اور جسکو وہ اپنی مراد جانتا ہے اس کی طرف جلد جلد سے اخلاص، توبہ اور صدقِ نیت کے ساتھ، پھر انتہائی سکون و وقار کے ساتھ ایک، ایک قدم اٹھاتا اور ہر قدم کو باعثِ ثواب سمجھتا نہایت ادب و احترام کے ساتھ بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہو جائے، مگر گنبدِ خضریٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا لحاظ کر کے ہوئے ہ

اَتَيْتُكَ سَائِرًا وَدَثُّتُ اَيَّيَّ جَعَلْتُ سَوَادَ عَيْنِي اَمْتَطِيَةً

میں آپ کی زیارت کے لئے حاضر خدمت ہوا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اپنی آنکھ کی سیاہی انورِ نظر فرشتہ راہ کر دوں۔

وَمَا لِي لَا اَسْبِرُ عَلَى الْاَمَاقِ اِلَى قَبْرِ رَسُولِ اللّٰهِ فِيهِ

میں ہلکوں کے بل چل کر کیوں نہ جاؤں؟ ایسی قبر کی طرف جس میں اللہ کے رسول ہیں۔

پھر نہایت و جلال کو پیش نظر رکھتے ہوئے نہایت عجز و انکسار کے ساتھ مسجد اقدس کے دروازے پر کھڑا ہو جائے، پھر کہتا ہوا اندر جائے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْعَلْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔

حرمت و وقار کے ساتھ، یوں سمجھے گویا نبی علیہ السلام کا مشاہدہ کر رہا ہے، دو رکعت نفل
نحبۃ المسجد ادا کرے، پھر قبلہ کی طرف سے قبر النور پر آئے اسی طرح کہ قبلہ کی طرف
پشت اور سرکار کے روضہ اقدس کے پاس سرخ شگ مرمڑ میں چاندی کی لگی ہوئی
کیلوں کی طرف رخ ہو، انتہائی ادب و احترام سے کھڑا ہو جائے اور غور کرے کہ کس
کے سامنے کھڑا ہے۔

ادب کا ہلیت زیرِ آسماں از عرشِ نازکے نفسِ گم کردہ می آید، جنید و بانرید اینجا
اور جن سے مخاطب ہے ان کی قدر و منزلت کو سمجھے اور یہ بھی یقین جانے کہ آنحضرت
اس کا سلام سننے بھی ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں۔ (نہ احب مساکن) رحمہ اللہ نے
فرمایا، عرض و معروض درمیانی آواز سے کرے، آواز بلند نہ کرے۔ یہ مسئلہ میں نے
کتاب مناسک وغیرہ میں دیکھا اور وہیں سے لیا ہے۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ، السَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَفْوَةَ اللَّهِ، السَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ، السَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّينَ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا إِمَامَ الْمُتَّقِينَ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا قَائِدَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِينَ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ
الرَّحْمَةِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا فَارِجَ بَرِّ الْغَمَةِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ بَهَرَتْ
لَوَائِعُ مَجْدِهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ هَمَّتْ هَوَائِعُ رَفِيقِهِ، السَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا مَنْ ظَهَرَتْ أَنْوَارُ عِلْمِهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ بَهَرَتْ
أَنْوَارُ سَنَائِهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَتِيجَةَ الشَّرَفِ الْبَارِخِ، السَّلَامُ
يَا نُهْدَةَ الْمَجْدِ الرَّاسِخِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا إِمَامَ الْأَنْبِيَاءِ، السَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا صَفْوَةَ الْأَصْفِيَاءِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا دُرَّةَ لَوْحِ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا غُرَّةَ قُصَيٍّ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنُوبَ الْمُسْكَارِمِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا سَلَاةَ الْكَارِمِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ بَهَرَتْ أَيْتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ
ظَهَرَتْ مُعْجَزَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔

ترجمہ: اے رسولِ خدا، آپ پر سلام، اے خدا کے نبی، آپ پر سلام، اے حبیبِ
خدا، آپ پر سلام، اے اللہ کے مخلص دوست، آپ پر سلام، اے اللہ
کی مخلوق میں سب سے بہتر، آپ پر سلام، اے رسولوں کے سردار،
آپ پر سلام، اے نبیوں کے ختم فرمانے والے، آپ پر سلام، اے پرہیز
گاروں کے پیشوا، آپ پر سلام، اے چمکتی پشانیوں اور چمکیے ہاتھ پاؤں
والوں کے قائد، آپ پر سلام، اے نبی رحمت، آپ پر سلام، اے علم
دور کرنے والے، آپ پر سلام، اے وہ ذات جس کی بزرگی کی شعابیں سب
پر غالب ہو گئیں، آپ پر سلام، اے وہ ہستی جس کی عطیہ کے بلوں پر سے
آپ پر سلام، اے وہ ذات جنکی بندی کے انوارِ ظاہر ہوئے آپ پر سلام
اے وہ ذات جن کی بندی کے نشان غالب ہو گئے، آپ پر سلام،
اے عظیم الشان بزرگوں کی اولاد، آپ پر سلام، اے محکم بزرگی کے خلاصہ
آپ پر سلام، اے نبیوں کے امام، آپ پر سلام، اے سب سے بڑھ
کر مخلص دوست، آپ پر سلام، اے لُوی کے چمکتے موتی، آپ پر
سلام، اے قصی کی پشانی کے نور، آپ پر سلام، اے خوبیوں کے منبع،

اے حضرت قصی جناب عبدمناف کے والد، عبدمناف جناب ہاشم کے، وہ جناب عبدالمطلب کے، وہ
جناب عبد اللہ کے والد تھے اے جناب قصی کے والد جناب کلاب، ان کے والد جناب مرہ ان کے والد
جناب کعب اور ان کے والد جناب لوی۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

آپ پر سلام، اے شرفیوں کی اولاد آپ پر سلام اے وہ ذات جن کی نشانیاں سب پر غالب رہیں آپ پر سلام، اے وہ ذات جن کے معجزات سب ظاہر ہوئے آپ پر سلام، اے غیب تبار نے لے نہی، آپ پر سلام اور اللہ کی رحمتیں و برکتیں ۵

سَلَامٌ تَضَوَّعَ عَنْ مَسْكِهِ يَجُوزُ بِدَارَيْنِ ذِي لَطَوِيلٍ
وَيَنْفَعُ عَنْ تَسْمَةٍ لَمْ تَزَلْ تُعْبِدُ عَلَيْكَ الثَّنَاءَ الْجَمِيلَ
وَتَتْلُو أَحَادِيثَ قُرْبٍ غَدَتْ قَبْلَ الْعَلِيلِ قُرْوَى لَعْلِيلٍ

- ۱۔ ایسا سلام جس کی خوشبودونوں جہان میں دراز تر ہوتی جائے۔
- ۲۔ اور اس پاک روح سے وہ دمک اٹھے جو آپ پر خوبصورت حمد و ثناء کا رخ موڑ دے۔

۳۔ اور آپ ماضی قریب کی بیماریوں کی باتیں بیان فرماتے ہیں اور بیمار کو شفا یاب فرماتے ہیں۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ عَلَى سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ، السَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَى
أَهْلِ بَيْتِكَ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ، السَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَى
أَنْوَاجِكَ الطَّاهِرَاتِ أَقْبَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، السَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَى
أَصْحَابِكَ أَجْمَعِينَ، السَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ
وَصَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُونَ وَكُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ
الْغَافِلُونَ وَصَلَّى عَلَيْكَ فِي الْأَوَّلِينَ وَصَلَّى عَلَيْكَ فِي الْآخِرِينَ أَطِيبَ
وَأَفْضَلَ مَا صَلَّى عَلَى أَحَدٍ مِنَ الْخَلْقِ جَمْعِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا
اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّكَ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنَّكَ قَدْ بَلَغْتَ الرِّسَالَهَ
وَأَدَيْتَ الْأَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ وَجَاهَدْتَ فِي اللَّهِ
حَقَّ جِهَادِهِ ۶۔

ترجمہ: آپ پر اور تمام انبیاء و مرسلین پر سلام! آپ پر اور آپ کے گھر والوں پر سلام جو تمام جسمانی و روحانی کمزوریوں سے پاک رہے، آپ پر اور آپ کی پاک و صاف بیویوں پر سلام جو اہل ایمان کی مائیں ہیں، آپ پر اور آپ کے تمام ساتھیوں پر سلام! آپ پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر سلام اور اللہ تعالیٰ آپ پر درود بھیجے جب بھی ذکر کرنیوالے آپ کا ذکر کریں اور جتنی مرتبہ غافل آپ کے ذکر سے غفلت برائیں، آپ پر پہلے پچھلے سب میں رحمت، مخلوق میں سے کسی پر بھی جو درود بھیجا گیا اس سب سے پاکیزہ تر و بزرگ تر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی قابل عبادت نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ اس کے بندے اور رسول ہیں، بے شک آپ نے پیغام حق پہنچا دیا، امانت ادا کر دی اور امت کی خیر خواہی فرمائی اور اللہ کی راہ میں ایسا جہاد فرمایا کہ حق ادا کر دیا،

پھر اپنے اور باقی مسلمان، مردوں، عورتوں کے لئے دعا کرے۔

پھر ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں

صدیق و فاروق کی خدمت میں سلام

ما تھے بھر دایں طرف مگر اس طرح سلام عرض کرے: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيفَةَ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ آتَاكَ اللَّهُ بِهَذَا يَوْمَ الرِّدَّةِ الْبَتِّ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ أَنْفَقَ فِي خَاتِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ مَالَهُ قَلِيلَةً وَجَلِيلَةً وَلَمْ يَتْرُكْ لِنَفْسِهِ وَلَا لِأَهْلِهِ إِلَّا اللَّهُ وَرَسُولَهُ۔

ترجمہ: سلام آپ پر اے خلیفہ سید المرسلین! سلام آپ پر جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ

نے روت کے دن دین کی مدد فرمائی اور اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے سوائے خدا و رسول کے کچھ نہ چھوڑا،

پھر ہاتھ بھر مزید داییں طرف منتقل ہو جائے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام عرض کرے، چاہے تو یوں کہے:

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ
 آتَى اللَّهُ بِالدِّينِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ لَمْ تَأْخُذْ فِي
 اللَّهِ لَوْ مَتَّ لَا نَحْمُ فَلَمْ يَدْعِ الْحَقُّ لَصِدِّيقًا السَّلَامُ عَلَيْكَ
 يَا مَنْ مَّا لَقِيَ الشَّيْطَانَ سَالِكًا طَرِيقًا إِلَّا تَخَذَ غَيْرَ طَرِيقِهِ
 طَرِيقًا السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَدِّثَ هَذِهِ الْأُمَّةِ السَّاطِقِ
 بِالصَّوَابِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ
 بْنَ الْخَطَّابِ -

ترجمہ: اے امیر المؤمنین! آپ پر سلام، آپ پر سلام! جن کے وسیلے سے اللہ نے دین کی مدد فرمائی، سلام آپ پر جن کو اللہ کے راستے میں کسی ملامت گر کی ملامت نے نہ پکڑا، سو حق نے ان کا کوئی سا بھتی نہ چھوڑا کہ کسی سے رعایت کرتے، آپ پر سلام! کہ جس راستے پر شیطان نے آپ کو چلتے دیکھا، اسے چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کیا، آپ پر سلام اے اس امت کے محدث! جو ہمیشہ صحیح بات کہنے والے ہیں، اے امیر المؤمنین! عمر بن الخطاب آپ پر سلام۔

عبداللہ بن دینار کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو رسول پر درود و سلام پڑھتے اور حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے لئے دعا کرتے دیکھا۔ اس کو اسمعیل القاضی وغیرہ نے امام مالک کی سند سے

بیان کیا، یہ بات مفصل طور پر باب کیفیات میں سیّدی ابو الحسن الشاذلی کے صیغوں کے بیان میں آرہی ہے جو زیارت نبوی کے موقع پر کہے جاتے ہیں، یونہی برہان الدین المواسی کے صیغے بھی ذکر ہو گئے اور میں نے کتاب افضل الصلوات میں امام نووی اور ابو المواسی الشاذلی کے صیغے بیان کئے ہیں اور بعض بزرگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام سے جب فارغ ہوتے تو یہ کہتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَقْرَعَ عَيْنَيَّ بِرُؤْيَيْكَ وَ اَحْلَى شَرِيْطَتَكَ وَ قَضَى اَنْ اَقُوْتَ بِرُؤْيَاكَ وَ اَجْرَزَ سَابِقَ السَّعَادَةِ بِحُلُوْلِكَ بَلَدِكَ ”شکر اللہ تعالیٰ کا جس نے آپ کے دیدار سے میری آنکھیں ٹھنڈی فرمائیں اور مجھے آپ کے روضہ پر حاضر فرمایا اور یہ فیصلہ کیا کہ میں آپ کی زیارت سے مستفید ہوں اور آپ کے شہر میں آنے کی اولین سعادت سے مشرف ہوں“

نعت شریف

حَيْثُ النُّبُوَّةُ جَرَتْ مِنْ ذَوَائِبِهَا
جہاں نبوت کی زلفوں سے فضل و کرم جاری ہوئے
حَيْثُ السَّنَامُ شَرِيقٌ وَالْعَرَاءُ مُنْبِقٌ
جہاں بجلی چمک رہی ہے اور غر شعلہ بھڑکتی ہے
حَيْثُ الصَّرِيحُ وَمَا ضَمَّتْ صَفَائِحُهَا
خواب گاہ نبوی اور اس کا آس پاس
أَنْوَارُهُ غُرَّةٌ فِي الْمَجْدِ وَ بَيْرُتُهُ
انوار الٰہی چمک رہے ہیں بزرگی میں روشن
فَضْلًا وَ أَجْرًا يَنَابِيعًا مِنَ الْحِكْمِ
اور علم و حکمت کے چشمے پھوٹے
وَالْجَوْ مُغْدُوْقٌ بِالْجُودِ وَ النِّعَمِ
اور نفع و جود سے بھری ہوئی ہے
مِنْ النَّبِيِّ الرَّضِيِّ الطَّاهِرِ التَّيِّمِ
ایسے نبی جو برگزیدہ پاکیزہ اور محبوب ہیں
وَقَفْرُهُ شَمَمٌ فِي مِغْطَسِ الْكَرَامِ
ان کا فقر بلند ہے، کرم کی سخاوت میں

وَلَا مَحَ فِي نُورِيهِ مَعْنَى أَفَادَ بِهِ مَقَامُ آدَمَ فَخْرًا أَقْوَمَ فِي الْعَدَمِ

اور ان کے نور میں ایک ایسا معنی چمکا جس سے انسان کے مقام نے عدم میں فخر حاصل کیا
انسان عین العلیٰ سوا الکمالِ سنا

بندیوں کی آنکھوں کی تپلی راہِ مالِ حیات
یا اِخْرَاعًا عِنْدَ خَتْمِ الْأَنْبِيَاءِ بِـ

اے مسلمان! پیار کے آخری (رسول) !
یا غُرَّةً أَوْضَحَتْ ظُهُرَ أَسْرَتِهَا

اے نورانی پیشانی! اے جس کے چہرے کو سورج نے واضح کیا۔ اویسہ موتی جیسے رخسار اور قلم میں نقش کیا
كَانَتْ حَيَاتُكَ مَا بَيْنَ الْأَنَامِ حَيَاتًا

آپ کی حیاتِ طیبہ لوگوں میں عمر بھر
وَكَانَ فَقْدُكَ خَطْبًا شَاكًا أَنْفَهُمْ

آپ کی ظاہری جدائی ایسا صدمہ تھی جس سے دُعا بہ کلامِ سرِ سیم ہو گئے، یہ ایسا زخم تھا جو جی میں کھیر سیل گیا
قَالَ لَيْسَ سِوَى قَبْرِ حَلَلْتُ بِهِ

سوا بھٹکے ہوئے کی جگہ پیدا اور بے سہارے کا ٹھکانا آپ کی قبرِ نور کے سوا کہیں نہیں
بقولِ اقبال مرحوم۔

نہ جہاں میں کہیں اماں ملی جو اماں ملی تو نہاں ملی

میسے جرمِ خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نوازیں

وَقَدْ خَطَطْنَا لَدَيْكَ التَّحِلَّ هَمَّتْنَا عَلَى لَصْدَا انْهَلَتْ مِنْ تَوْرِجِ الْكَرَمِ الْهَمُّ
ہم نے آپ کے پاس کیا ڈٹا رویہ (اٹھٹھے میں) ہمارے دھت: رنگ اودھو جانے کے باوجود مقامِ کرم پر اگرچہ

تَقَبَّلْ لَثُوبَ إِجْلَادٍ لَسْنَا كَيْفَ فَكُلُّ مَوْطِئٍ أَقْدَامٍ مَقَرٌّ فَجْه
مکین کی بزرگی پیشِ نظر مٹی کو چوم۔ کہ ان کے قدموں کے نیوالی ہر جگہ منہ (چہرہ) رکھنے کے لائق ہے

بقولِ فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ ۷

حرم کی زمین اور قدم رکھ کے چلنا

هَذَا عَطَاؤُكَ فَاعْبِرْنَا بِمُرْسَلِهِ

یہ آپ کی عطا ہے آپ اس کو بھیج کر بھگودھانے لے

وَإِنْ تَرَمْتَنَا الْخَطَايَا وَسُطَّ مَهْلِكَةٌ

اگرچہ گناہوں نے ہمیں ہلاکت میں پھینک دیا ہے (مگر مایوس نہیں) کہ آپ تو تمام مخلوق کی پناہ گاہ ہیں

حَسْبِيَ شَفَاعَتُكَ الْعُظْمَىٰ ذَا صَفَرَتْ

جب میرے ہاتھ خالی ہوں یا سفرِ روانہ ہوں تو پاؤں پھسلے وقت مجھے آپ کی شفاعت کافی ہے

إِذْ كَانَتْ الْمُؤَبَّقَاتُ السُّودِيْنَ شَيْخِي

جبکہ برسی برسی ہلاکتیں (گناہ) میری عادت تھیں

عَنْكَ الشَّاءُ الْمُرْسَلُ لَسُنُّ الْأُمَمِ

جب تمام امتوں کی زبانیں آپ کی طرح ٹوٹا میں ضرور پہنچی

هَذَا الصَّبْرُ نَحْمُ وَهَذَا الْبُسْتُ وَالْحَرَمُ

اس قبرِ نور پر اور اس مکان اور اس حرم پر

اور ہول کے نرم جھونکے خوشبو بکھیرتے ہیں

روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

قائدہ: حافظ سخاوی نے فرمایا، سرکار کی قبرِ نور کی زیارت کی ترغیب متعدد حدیثوں

میں آئی ہے اگر باقی نہ بھی ہوتیں تو رسولِ صادق و صدوق صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے زائر

کے لئے وجوبِ شفاعت وغیرہ کا وعدہ ہی بہت کافی تھا، حضورِ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کی وفات سے کئے گئے تمام ائمہ اہل بیت کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ زیارت

روضہ اقدس تمام عبادتوں سے افضل ہے، شیخ الاسلام ابو الحسن سبکی نے ”شفاء الاستقام“ میں فرمایا، ائمہ کی ایک جماعت نے اس حدیث پر اعتقاد کیا ہے: مَا مِنْ أَحَدٍ يُصَلِّي إِلَّا سَدَّ اللَّهُ مَخْلَقَ سَوْحٍ جَبَّ كَوْنِي مَجْهَدٍ بِسَلَامٍ بَهِيْنًا هِيَ، اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح کو لوٹا دیتا ہے۔ آگے تک حدیث، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کرنا مستحب ہے اور یہ اعتقاد صحیح ہے، کیونکہ جب سلام عرض کرتا ہے تو جلد ہی اسے جواب مل جاتا ہے اور یہی فضیلت مطلوب ہے الخ۔

الدر المنضود کی چوتھی فصل میں فرمایا، درود و سلام کا چوتھا فائدہ یہ ہے کہ ایک فرشتہ سرکار کے روضہ النور پر کھڑا ہوتا ہے جو آپ کی خدمت میں سلام پیش کرتا ہے اور جو شخص سلام بھیجے وہ اس کا جواب بھی دیتا ہے، اس کے ساتھ اور بھی متعدد حدیثیں ہیں جو اس کتاب کے باب ثانی میں گزر چکی ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے ”سرکار کا فرمان ہے کہ جب بھی کوئی مجھ پر سلام بھیجے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر لوٹا دیتا ہے۔“ روح سے مراد بولنے کی طاقت ہے، یہاں تک کہ میں جواب دیتا ہوں، ان میں سے ایک حضور کا یہ فرمان ہے کہ جو کوئی مجھ پر میری قبر کے پاس آکر درود بھیجے میں اس کو سناتا ہوں، اور جو کوئی دور سے مجھ پر درود بھیجے، اللہ تعالیٰ کا مقرر شدہ وقت اسے مجھ تک پہنچا دیتا ہے اور یہ اسکی دنیا و آخرت کے لئے کافی ہے اور میں دنیا کے دن اس کا گواہ اور شفاست کرنے والا ہوں گا۔“ اور ایک حدیث میں ہے ”تمنا سے دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے اس میں آدم کی پیدائش اور اسی میں وفات ہوئی، اسی میں صور بھونکا جائے گا اور اسی میں پہنچائی ہوگی پس اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجوا بیشک تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! جب آپ کی وفات ہو جائے گی، پھر آپ پر ہمارا درود کیسے پیش ہوگا؟ فرمایا، اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیائے کرام کے جسم حرام کر دیئے کہ وہ الہ

کو کھا سکے۔ ایک جگہ یہ ارشاد فرمایا ہے کہ گھروں کو قبریں نہ بنا لو اور میری قبر کو عید نہ بنا لینا اور مجھ پر درود بھیجا کرو کہ تم جہاں کہیں بھی ہو، مجھ تک تمہارا درود پہنچ جاتا ہے۔ امام نووی نے اس روایت کو اور اس سے پہلی کو کتاب الاذکار میں صحیح قرار دیا ہے۔

امام ابن حجر کا تبصرہ | تنبیہ: امام ابن حجر نے فرمایا، ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا تو درود

سلام بھیجا جائے، وہ آپ کی خدمت میں پہنچا جاتا ہے اور جب قبر شریف کے پاس پڑھا جائے تو آپ بلا واسطہ خود سنتے ہیں چاہے جمعہ کی رات ہو یا کوئی اور۔

امام نووی کا فتویٰ | امام نووی سے یہ فتویٰ پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص کہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اوپر پڑھا جائے، والا درود سلام

خود سنتے ہیں، اگر نہ سنتے ہوں تو میری بیوی کو تین طلاق! تو کیا اس کی قسم بوجہ نہ سنتے کے ٹوٹ جائے گی یا نہیں؟ فرمایا نہیں تو نے کی، یعنی طلاق نہ ہوگی کیونکہ سنتے نہ سنتے میں شک ہے احتیاط اور تقویٰ یہی ہے کہ حنث کو تسلیم کر لیا جائے کہ قسم ٹوٹ گئی اور طلاق ہو گئی اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ سلام کا جواب دینا خاص راہزین کے لیے ثوابت مردود ہے کیونکہ دلیل عام ہے لہذا تخصیص کا دعویٰ محال دلیل نیز اس تخصیص کو وہ صحیح حدیث بھی رو کرتی ہے جس میں ہے مَا مِنْ أَحَدٍ يَمُوتُ بِقَبْرِ أَخِيهِ الْمُؤْمِنِ كَانَ يَعْرِفُهُ فِي الدُّنْيَا فَيَسْلِمُ عَلَيْهِ إِلَّا عَرَفَ وَسَلَامٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ جو کوئی اپنے مومن بھائی کی قبر کے پاس سے گزرے

اے کیونکہ اس کا مدار مدار توجہ تمام پر ہے اور وہ مشروط ہے غلوں، محبت اقلیدی رنگی وغیرہ پر اور پڑھنے والے کو اس کا قطعی علم نہیں، نہ کوئی اس کا دعویٰ کر سکتا ہے پس سنتے نہ سنتے میں سماعت نبوی کا نہیں بلکہ پڑھنے والے کا تصور ہے کیونکہ جس عرض، معروض میں یہ صفات نہ ہوں، نہ وہ خالق کے ہاں لائق التفات ہیں، نہ مخلوق کے ہاں، فتدبر۔ مترجم غفرلہ

جس کو دنیا میں پہچانتا تھا، پھر اس کو سلام کہتے تو وہ (صاحبِ قبر) اسے پہچان لیتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے: "اب اگر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب سلام بھی زائرین کے لئے خاص ہو تو اس میں سرکار اور دوسرے مسلمان اہل قبور میں کوئی فرق نہ رہا جیسا کہ ابھی آپ کو معلوم ہو چکا کہ اس میں تو دوسرے بھی شریک ہیں (علامہ ابوالحسن ابن عساکر نے فرمایا، جب زائرین روضۂ اقدس کے سلام کا جواب جانتے ہو تو یہ بھی جانتے ہیں کہ دنیا میں جہاں کہیں سے کوئی درودِ سلام بھیجے، سرکارِ عظمیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جواب عنایت فرمائیں۔

حدیث میری قبر کو عیدِ بناؤ کا مطلب

اور یہ جو فرمایا کہ "میری قبر کو عید نہ بنانا" اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے ترغیب دینا مقصود ہے کہ کثرت سے زیارت کرنا اور مائتہ ستر کی قبر انور کو عید کی طرح نہ کر لیتا جو سال میں صرف دو مرتبہ ہوتی ہے اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ اس ارشاد سے اس منع کی علت اشارہ ہے جو دوسری حدیثوں میں وارد ہے کہ سرکار کی قبر کو سجدہ گاہ نہ بنایا جائے اور کھیل کود کا مرکز نہ بنایا جائے۔

یہود و نصاریٰ اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کی قبروں پر زیارت کے لئے جمع ہوتے ہیں، پھر وہاں کھیل کود اور عیش و نشاط اور گانے بجانے کی تحفیں سجالتے ہیں پس نبی علیہ السلام نے اپنی امت کو اس سے منع فرمایا اور اس سے بھی منع فرمایا کہ قبر انور کی تعظیم و تکریم میں حد سے بڑھیں اور روضۂ اقدس کی زیارت کی ترغیب میں متعدد حدیثیں آئی ہیں جن کو ہم نے حاشیہ ایضاح میں بیان کر دیا ہے اور منکر کا رد بھی کر دیا ہے، منکر سے مراد ابن تیمیہ ہے، اللہ تعالیٰ اس سے جیسے چاہے

اپنے عدل و انصاف کا بڑا ذکر ہے، جیسا کہ ایک سے زیادہ آئمہ نے نقل کیا ہے اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ روضہ اقدس کی زیارت سب سے افضل عبادت اور کامیاب تر کوشش ہے، فرمان نبوی لَا تَتَخِذُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ گے چند مفہوم بیان کئے گئے ہیں، ایک یہ کہ قبروں میں نماز مکروہ ہے یعنی جس طرح گھروں کو نماز کی جگہ بناتے ہو، مقابر کو مت بناؤ امام بخاری کا کلام بھی اسی پر دلالت کرتا ہے، دوم یہ کہ اپنے گھروں کو قبروں کی طرح نہ بناؤ کہ جو شخص قبرستان میں منتقل ہو جائے (مر جائے) نہ نماز پڑھے، نہ کوئی دوسرا کام کر سکے۔ دوسری روایت کو بھی اس کے ساتھ ملا جائے تو اس مفہوم کو ترجیح حاصل ہو جاتی ہے، سرکار کا ارشاد ہے ”اپنی کچھ نماز (نوافل) گھروں میں ادا کرو اور انہیں قبرستان نہ بناؤ!“ سوم یہ کہ مردوں کو گھروں میں مت دفن کرو! نفنہ کا ظاہری مطلب بھی یہی بنتا ہے، رہا حضور علیہ السلام کا اپنے گھر میں دفن ہونا سو بہانہ کی خصوصیت ہے۔ چہاں یہ کہ جو شخص اپنے گھر میں نماز نہ پڑھے اس نے اپنے آپ کو مردہ اور اپنے گھر کو قبر بنا لیا، اس کی تائید مسلم کی یہ حدیث بھی کرتی ہے مَثَلُ الْبَيْتِ الَّذِي يُذَكَّرُ فِيهِ وَالْبَيْتِ الَّذِي لَا يُذَكَّرُ فِيهِ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ جس گھر میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اس کی اوّل جس میں اللہ کا ذکر نہ کیا جائے اسکی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔“

حیاتِ نبیاری علیہم السلام

ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کسے زندہ ہیں کیونکہ رات دن کوئی نہ کوئی سرکار پر درود و سلام بھیجتا ہی رہتا ہے اور ہر ایک کا

جواب دیتے کہ لے انگ انگ زندہ ہونا محال عادی ہے پس ہم اس بات پر ایمان رکھتے اور تصدیق کرتے ہیں کہ سرکار ابد فرار علیہ السلام زندہ ہیں اور آپ کو رزق دیا جاتا ہے اور آپ کے جسم اقدس کو زمین نہیں کھا سکتی اور اس پر امت کا اجماع ہے، کہا گیا ہے کہ یونہی علماء، شہداء اور مؤذن بھی زندہ ہیں اور یہ بات بھی صحیح ہے کہ ماضی میں ایک سے زیادہ ہندوؤں کی قبر کھولی گئی (حوادث کی وجہ سے) تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ ان کے جسم بالکل نہیں بدلے۔

امام بیہقی نے قبروں میں ”حیۃ انبیاء“ کے موضوع پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے جس میں مذکورہ کئی احادیث سے استدلال کیا ہے اور اس صحیح حدیث سے بھی کما لَآئِنْبِیَاؤُ اَحْیَاؤُ فِی قُبُورٍ یُصَلُّوْنَ ”انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں“ اور اس کی تائید مسلم شریف کی یہ حدیث بھی کرتی ہے۔۔۔ ”میں معراج کی رات سرخ ٹیلے کے نزدیک موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا، وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔“

اود یہ دعویٰ کرنا کہ یہ انہی کی خصوصیت ہے، اسے بھی مسلم شریف ہی کی یہ حدیث رد کر رہی ہے ”میں نے دیکھا کہ مقام حجر (مقام ابراہیم) کے پاس کھڑا ہوں، قریشیہ سے معراج سے متعلق سوال کر رہے ہیں“ اقرار حدیث تک۔ آگے چل کر اسی حدیث میں ہے ”میں نے اپنے آپ کو جماعت انبیاء میں پایا، کیا دیکھتا ہوں کہ موسیٰ علیہ السلام نماز پڑھ رہے ہیں، سامنے ایک شخص تھا، دبلا پیلا، گھٹن پر بال والا الخ تو وہ مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام تھے جو کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، انکی شکل و شبہیت حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ملتی جلتی تھی، پھر جو نگاہ پڑی تو ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، سب لوگوں سے بڑھ کر ان کی شکل و صورت جس سے ملتی تھی وہ تمہارے ساکتی (مراد سرکار کی اپنی ذات) تھے، پھر غار کا وقت

ہو گیا، میں نے ان کی امامت کروائی۔“

دوسری حدیث: نائب ہے کہ سرکار نے انبیاء علیہم السلام سے بیت المقدس میں ملاقات فرمائی، ایک اور روایت میں کہ ان حضرات سے سرکار نے آسمانوں پر بھی ملاقات فرمائی تھی اور آپ کی ان سے گفتگو بھی ہوئی تھی۔ امام بیہقی نے فرمایا، یہ تمام روایات صحیحہ میں ملے شک موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں نماز پڑھتے بھی دکھائے گئے پھر موسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو اسی طرح بیت المقدس کی طرف لے جایا گیا جیسے ہمارے نبی علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو، پس آنحضور نے ان کو دیکھا، پھر ان کو بھی اسی طرح آسمانوں کے اوپر لے جایا گیا جیسے ہمارے نبی علیہ السلام کو، پس سرکار نے ان کو وہاں بھی دیکھا جیسا کہ آپ نے اس کی خبر دی اور ان حضرات سے مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر ملاقات کرتا جیسا کہ سچے نبی علیہ السلام نے بنایا عقلاً بھی جائز ہے اور یہ سب دلیل ہے اس بات کی کہ وہ حضرات زندہ ہیں الخ

اور کبھی شہداء کی زندگی قرآن سے ثابت کی جاتی ہے اور عبد اللہ ابن عباس و عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے تصریح فرمائی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوئے تھے اور جیسا کہ کوزاب سے روح سے مراد بولنا ہے، اس کی تصریح علماء کی ایک جماعت نے کی ہے، پس آنحضور علیہ السلام ہمیشہ زندہ ہیں لیکن ہمیشہ زندہ رہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ ہمیشہ بائیں بھی کریں، ہاں! جب کوئی مسلمان غلام عرض کرتا ہے، سرکار اس کا جواب دیتے ہیں اور روح سے مجازی طور پر بولنا مراد اس لئے لیتے ہیں کہ عام طور پر یہ ایک دوسرے کو لازم ہوتے ہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے یہ جواب دیا ہے کہ سرکار کی روح لوٹانے سے مراد یہ ہے

امام بیہقی کا جواب | سرخورد علیہ السلام کی روح اقدس دفن کے بعد لوٹا دی گئی ہے تاکہ آپ سلام عرض کرنے والوں کے سلام کا جواب دیں، اب وہ ہمیشہ کے لئے جسم اقدس میں

موجود ہے، صلی اللہ علیہ وسلم یہ مطلب نہیں کہ سلام کا جواب دینے کے لئے لوٹائی جاتی ہے، پھر قبض ہو جاتی ہے پھر سلام کا جواب دینے کے لئے لوٹائی جاتی اور یوں سلسلہ جاری رہتا ہے کیونکہ اس سے لازم آئے گا کہ سرکار بار بار زندہ ہوں اور بار بار وفات پائیں اور ایک ساعت میں کئی بار یہ عمل رونما ہوتا رہے، اس کا یہ جواب بھی دیا گیا ہے کہ اس میں کوئی خرابی نہیں اس لئے کہ اس رد و قبض میں خواہ کتنی ہی مرتبہ ہو کوئی تکلیف اور مشقت نہیں ہوتی۔

امام سبکی علیہ الرحمہ نے فرمایا، احتمال ہے کہ روح لوٹانے سے مراد معنوی لوٹنا ہو یعنی سرکار ابد قرار علیہ السلام کی روح اقدس عالم بالا اور بارگاہ خداوندی کے مشاہدے میں مشغول ہوتی ہے، جب سلام عرض کیا جاتا ہے تو روح اقدس سلام کا جواب دینے کے لئے اس جہان کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ اس پر یہ اعتراض نہیں کیا جاسکتا کہ چونکہ زمین کے کونے کونے سے سرکار علیہ السلام مسلسل درود و سلام بھیجا جاتا لہذا اس صورت میں سارا وقت تو اسی کام میں گزر جائے گا، اس لئے کہ آخرت کی باتیں عقل سے معلوم نہیں کی جاسکتیں اور احوال برزخ احوال قیامت سے ملتے جلتے ہیں لہذا اس کا بھی عقل میں آنا ضروری نہیں، کچھ لوگوں نے کہا کہ روح سے مراد وہ فرشتہ ہے جو اس کام پر مقرر ہے۔ ابن عساکر نے کہا سو سکتا ہے روح سے مراد اس جگہ مجازاً فرشتہ و مسرت ہو، کیونکہ کبھی روح سے خوشی مراد لی جاتی ہے، ابن حجر کا کلام ختم ہوا۔

علامہ ابن حجر نے رسول پاک علیہ السلام کی زیارت کی یقینیت، اس سے کہ رکوعائیں اور متعلقہ فوائد بڑی شرح و بسط کے ساتھ اپنی کتاب الجوہر المنظم فی زیارة القبر المعظم میں ذکر فرمائے ہیں، کسی نے کیا خوب فرمایا ہے

لَا آيُهَا الْغَاوِي إِلَى يَثْرَبَ مَهْلًا لِيَتَحَمَّلَ شَوْقًا مَا أُطِيقُ لَهُ حِمْلًا
اسے یثرب (مدینہ منورہ) جلتیوالے! بھٹہ جا تاکہ جتنا شوق میرے بس میں ہے تو اسے اٹھا لے

تَحْتَلَّ رَعَاكَ اللَّهُ مِثْلِي تَحْيَةً وَبَلَغَ سَلَامِي رَوْعَ مَنْ طَيَّبَتْ حَلَاةَ
 اللہ تیری عایت کسے میری طرف سے سلام لے جاؤ میری طرف سے مدینہ طیبہ کے پہنچنے والے کو سلام پہنچاؤ۔
 وَقِفْتُ عِنْدَ ذَلِكَ الْقَبْرِ فِي الرُّوضَةِ الَّتِي تَكُونُ بَيْنَنَا لِلْمُصَلِّي إِذَا صَلَّى
 اس قبر اقدس کے پاس اس حُبّ کے باغ میں کھڑا ہوجا جو نماز پڑھنے وقت نمازی کے درمیان طرف ہوتا ہے
 وَقَفْتُ خَاضِعًا فِي مَهَبِطِ الْوَحْيِ خَاشِعًا وَخَفِضْتُ هُنَاكَ الصَّدْرَ وَاسْتَمَعْتُ لِمَا يُتْلَى
 وہاں دل کو جھکا لے اور بوجھ پڑھا جگہ سے من اور جس جگہ وحی اتری تھی وہاں ادب سے کھڑا ہوجا
 وَنَادَيْتُ سَلَامًا اللَّهُ يَا قَبْرَ أَحْمَدَ عَلَى جَسَدٍ لَمْ يَبْلُ قَبْلُ وَلَا يَبْلَى
 اور اس طرح پکارتے اے احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر! تجھ پر اللہ کا سلام! جن جسم اقدس پر جو پہلے بوسیدہ ہوا نہ آئندہ ہوگا۔
 تَدَانِي فَإِنِّي عِنْدَ قَبْرِكَ وَاقِفًا يُنَادِيكَ عَبْدٌ مَالَهُ غَيْرُكُمْ مَوَالِي
 آپ مجھے اپنی قبر کے پاس کھڑا دیکھ رہے ہیں آپ کو وہ غلام پکار رہا ہے جس کا آپ کے سوا کوئی آقا نہیں
 وَتُسْمَعُ عَنْ قُرْبٍ صَلَاةٌ كَمِثْلِ مَا تَبْلَغُ عَنْ بَعْدِ صَلَاةِ الَّذِي صَلَّيْتُ
 آپ کو قریب سے بھی درود و سلام ایسے ہی پہنچایا جاتا ہے جیسے دوسرے پڑھنے والے کا پہنچایا جاتا ہے۔
 أَنَا دَيْتُ يَا خَيْرَ الْخَلَائِقِ وَالَّذِي بِهِ خَتَمَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ وَالرُّسُلَ
 میں آپ کو پکار رہا ہوں اے ساری مخلوق کے بہتر اور وہی جس کے وسیعہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں اور رسولوں کی سلسلہ ختم فرمایا۔
 نَبِيُّ الْهُدَى لَوْلَاكَ لَمْ يُعْرِضْ الْهُدَى وَلَوْلَاكَ لَمْ نَعْرِفْ حَرَامًا وَلَا حَلَالًا
 اے ہدایت کرنے والے نبی! اگر آپ نہ ہوتے تو ہدایت کا پتہ ہی نہ چلتا اور اگر آپ نہ ہوتے تو ہمیں حرام، حلال کی پہچان ہی نہ ہوتی۔

لَوْلَاكَ لَا وَاللَّهِ مَا كَانَ كَأَنَّكَ وَلَمْ يَخْلُقِ الرَّحْمَنُ جُنَّاءَ وَلَا كَلَاءَ
 بخدا! اگر آپ نہ ہوتے تو کوئی چیز نہ ہوتی اور نہ ہی رحمن کسی جزو کل کو پیدا ہی نہ کرتا

روضہ اقدس کی قدیس

فائدہ جلیلہ: میں نے امام تقی الدین سبکی کے قلم سے میں، جن کو ان کے فرزند امام

تاج الدین عبدالوہاب نے مدون کیا ہے، ایک رسالہ دیکھا جس کا نام ہے تَنْزِیْلُ
السَّيِّئَةِ عَلَى قَنَا دِیْلٍ لِمَدِیْنَةِ اس میں بِسْمِ اللّٰهِ الْحَمْدُ اور درود و سلام پر
سید الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ کے بعد کہا، اَمَّا بَعْدُ اللّٰهُ تَعَالٰی جانتا ہے کہ میں
جس خیر و برکت میں ہوں اور جو مہربانی اس نے مجھ پر فرمائی یہ سب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے وسیلہ اور پشت پناہی کی بدولت ہے اور اس لئے کہ میں مہربان ہیں انجانب
پر بھروسہ و اعتماد رکھتا ہوں، پس سرکاری بارگاہِ خداوندی میں میرا دنیا و آخرت کا
وسیلہ ہیں اور سرکار کے مجھ پر ظاہری، باطنی بے شمار احسانات ہیں، مجھے تک یہ بات پہنچی
ہے کہ جو سنہری قندیل جس حجرہ اقدس میں ہیں وہ حجرہ مقدسہ جس کی تعمیر نیکی و تقویٰ پر
کی گئی ہے، ان کو بیچ کر حجرہ اقدس اور مسجد حرام کی تعمیر و مرمت پر خرچ کرنے کی
بات چیت ہو رہی ہے، مجھ پر اس اطلاع سے سخت صدمہ ہوا ہے، پس میں نے
ارادہ کیا کہ مجھ سے جہاں تک ہو سکے اس سلسلہ میں لکھوں، سب سے پہلے میں صحیح
حدیث ذکر کروں گا جو تحقیق و استدلال میں واضح تر مسک کی رہنمائی کرے۔
امام بخاری نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو داؤد کی زبانی یہ حدیث نقل کی ہے
کہ میں شیبہ کے ہمراہ خانہ کعبہ میں کرسی پر بیٹھا، انہوں نے کہا اس جبکہ حضرت عمر رضی اللہ
بیٹھتے تھے، انہوں نے فرمایا، میرا ارادہ ہے کہ خانہ کعبہ میں جو سونا چاندی سے
سب تقسیم کروں، میں نے کہا، آپ کے دونوں ساتھیوں (آنحضرت اور ابو بکر صدیق)
نے یہ کام نہیں کیا، آپ نے فرمایا، میں بھی ان دوستیوں کی پیروی کرتا ہوں۔ انہی کی
ایک اور روایت میں ہے، انہی دو سرکاروں کی اقدام کی جائے گی۔
پھر امام سبکی نے اس حدیث کی مختلف سندیں اور علماء کے اقوال پیش کئے
کہ اموال کعبہ اور اس کے زیورات کو صرف کرنا جائز نہیں اور اس موضوع پر کئی صفحات
کا طویل مضمون لکھا، پھر فرمایا، اب مدینہ منورہ کی طرف منتقل ہو جا، یہاں کے رہنے

والے آقا پر افضل و اعلیٰ درود و سلام ہو، ہم کہتے ہیں اس (مدینہ منورہ) میں مسجد نبوی، حجر معظمہ ہے، مسجد نبوی کا تو ہم بیان کر آئے ہیں اور مساجد میں سونے چاندی کی قندیلیں روشن کرنے کا حکم بھی بیان کر چکے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ باقی مساجد جن کی طرف کچائے نہیں باندھے جاتے (یعنی خاص اہتمام سے جن کی طرف سفر نہیں کیا جاتا) اور مسجد قضی جن کی طرف کچائے باندھے جاتے ہیں ان سب کی نسبت مسجد نبوی قندیلوں کی روشنی کی زیادہ حقدار ہے اور امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک مسجد نبوی بلا تردید مسجد مکہ و مسجد حرام سے بھی بڑھ کر اہتمام و احترام کی مستحق ہے اور ہم کہتے ہیں کہ یوں بھی کہا جا سکتا ہے جو علیٰ رکنہ معظمہ کو مدینہ منورہ پر فضیلت دیتے ہیں، ان کے نزدیک بھی مسجد نبوی کو باقی مقامات مقدسہ پر علیٰ العموم فضیلت حاصل ہے کیونکہ اس مسجد شریف کو ایک ایسی سعادت حاصل ہے جو کسی دوسری کے حصے میں نہیں آئی اور وہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی، اسی لئے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اس میں آواز بلند کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے اور یہ بات مسجد مکہ شریف کو حاصل نہیں تھی (جو پی کے پاس ہے وہ سہاگن کنور کی ہے) اور اس کی وجہ ادب و احترام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے؟ اور یہ ادب و احترام جیسے پہلے تھا ویسے ہی اب بھی ہے لہذا ہمیں اپنے سامنے بھی اس پر عمل کرنا واجب ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس پر ورس کے مکانوں میں جب کیل یا میخ ٹھونکنے کی آواز سنیں تو فرمایا کرتیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہ دو، بتا بریں یہ مقام عال مرتبت سب سے بڑھ کر تعظیم و توقیر کا مستحق ہے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری اس مسجد میں ایک نماز ادا کرنا مسجد حرام کے ماسوا و دوسری مساجد میں ہزار نماز ادا کرنے سے بہتر ہے۔

ہم شافعیہ، حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک مسجد حرام میں نماز پڑھنا مسجد نبوی

میں اڑا کرنے سے افضل ہے، اس بات میں ہمارا اختلاف ہے کہ مسجد نبوی میں جب توسیع کر دی گئی (یا آئندہ کی گئی) تو یہ فضیلت صرف اتنے حصہ زمین کے ساتھ خاص ہوگی جو نبی علیہ السلام کے زمانہ میں مسجد شامل تھا یا توسیع کے بعد جو مکہ زمین داخل ہوا ہے اس کا بھی یہی حکم ہے، امام نووی وغیرہ اختصاص کے قائل ہیں ان کی دلیل یہ الفاظ مبارکہ ہیں مَسْجِدِي هَذَا میری مسجد! اور اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ تخصیص صحیح نہیں، توسیع کے بعد جو قطعہ زمین جب بھی مسجد نبوی میں شامل ہو گیا وہ اس فضیلت میں داخل ہے جیسے مسجد مکہ (مسجد حرام) میں توسیع کی جائے تو جدید شامل کردہ حصہ بھی اس فضیلت کا مستحق ہوگا جو قدیم مسجد حرام کو حاصل ہے کہا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں مسجد نبوی ستر گز لمبی اور ساٹھ گز چوڑی تھی، حضرت ابوبکر صدیق نے اس میں کوئی اضافہ نہیں کیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس میں کچھ اضافہ کیا مگر نقشہ اور راز تعمیر میں کوئی فرق نہ تھا، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس میں اچھا خاصا اضافہ کیا، انہوں نے خوبصورت منقوش پتھروں اور چولے کی دیواریں اور منقوش پتھر کے ستون اور ساکوان کی چھت بنائی، پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مدینہ منورہ کے گورنر ولید نے اس میں اضافہ کیا، اس نے چھت پر ساکوان اور سونے کے پانی کا کام کیا، ولید نے شاہ روم کو لکھا تھا کہ میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد بنانا چاہتا ہوں، اس پر شاہ روم نے اس کی طرف چالیس ہزار دینار، چار روپیہ مرد اور چالیس قسطنطنیہ کارکن بھیجے، تعمیر کے لئے کچھ آلات بھی بھیجے، حضرت عمر بن عبدالعزیز پہلے شخص ہیں جنہوں نے مسجد کا محراب اور برج تعمیر کئے۔

یہ بات ہے، پھر اس کو خلیفہ ہدی نے وسیع کیا، آج کل اس کی مقدار وہی ہے۔ اگرچہ تعمیر و مرمت میں تعمیر ہوتا رہا۔ رہا حجرہ اقدس (روضہ اللہ)

سو اس میں سونے کی تندیلیں لگانا زمانہ قدیم سے چلا آ رہا ہے اور بلاشبہ دوسرے مقامات کے نسبت یہ ان کا زیادہ حقدار ہے اور جن لوگوں نے مساجد میں تندیلیں لگانے سے احتیاط کیا ہے روضہ اقدس کے متعلق کوئی بات نہیں کی اور اس سے تعرض نہیں کیا، بالکل اسی طرح جس طرح مسجد نبوی کے بارے میں کوئی تعرض نہیں کیا اور کتنے ہی علماء و صلحاء زمین کے کونے کونے سے روضہ اقدس کی زیارت کو آئے ہیں اور کسی نے ان سنہری تندیلوں پر اعتراض نہیں کیا۔

یہ سب باتیں جواز کے حق میں فیصلہ کرنے والی ہیں، ان کے ساتھ وہ دلائل بھی ملا دیئے جو ہم نے پہلے بیان کئے ہیں پھر شرعی دلائل کی چھان پھٹک کے باوجود ایک بھی تو دلیل مانعت نہیں پائی جاتی، لہذا ہم اس کو قطعی جائز سمجھتے ہیں جو منع کرے یا اس کے خلاف کچھ ثابت کرنا چاہے وہ اپنے دلائل بیان کرے، پس مسجد نبوی میں اگرچہ نماز پڑھنے میں فضیلت ہے مگر حجرہ مقدسہ کی شان ہی او ہے اس کی فضیلت منفرج ہے جس سے اس کا شرف بڑھ جاتا ہے پس دونوں کا حکم جدا جدا ہے پس حجرہ تشریفہ یعنی مسکن عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی سرکار کا دفن ہے اور مسجد نبوی وسیع ہے اس میں ارزواج مطہرات کے ٹو حجرے بھی شامل ہیں اور ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ اس مقام پر تھا جہاں لوگ کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پیش کرتے ہیں ان کا حجرہ مبارکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے پاس تھا جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفن ہے، اب سوائے حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا باقی تمام حجرے مسجد نبوی میں شامل ہو چکے ہیں پس سرکار کے دفن مبارک کو مسجد کا حکم شامل نہیں بلکہ وہ مسجد نبوی، مسجد مکہ بلکہ زمین کے تمام حصوں سے افضل و اعلیٰ ہے جیسا کہ قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے اس بات پر اجماع امت نقل کیا ہے کہ قبر اطہر کا وہ حصہ جو حضور علیہ السلام کے

جسم اقدس سے چھو گیا اس کے سب سے افضل ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں اور
شائعیہ حنفیہ، حنابلہ کے اس قول سے کہ مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ سے افضل ہے روضہ
انور کی قدر و منزلت مستثنیٰ ہے، کسی نے اس سلسلہ میں خوب کہا ہے ۱۔

جَزَمَ الْجَمِيعُ بَانَ خَيْرًا لِّأَمْرِهِ مَا قَدْ حَاطَ ذَاتَ الْمُصْطَفَى وَحَوَّاهَا
اس بات پر سب کا یقین و اتفاق ہے کہ سب سے بہتر زمین وہ جس نے ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا احاطہ کر رکھا۔
وَلَعَمْرُكَ لَقَدْ صَدَقُوا إِسَّا كَيْنَهَا عَلَتْ كَالنَّفْسِ حِينَ تَرَكْتُ شَرَّكَامًا وَاهَا
”ہاں! انہوں نے سچ کہا ہے وہ اپنے ساکن کی وجہ سے بلند مرتبہ ہو گئی جیسے ذاتِ جب
پاک ہو جاتی ہے تو اس کا ٹھکانہ جسم بھی پاک ہو جاتا۔“

شیخ عزالدین بن عبد السلام نے مقامات کی ایک دوسرے پر فضیلت کے بارے
میں فرمایا کہ مقامات اور اوقات سب مساوی ہوتے ہیں بالذات ان میں کوئی فضیلت
نہیں ہوتی، ان میں فضیلت ان واقعات سے آتی ہے جو ان میں وقوع پذیر ہوتے
ہیں لہذا ان کی فضیلت کا تعلق اللہ تعالیٰ کے اس احسان و انعام سے ہے جو اس
نے ان اوقات و اماکن میں اسے بندوں پر فرمایا، اس فضیلت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے اپنے عامل بندوں پر ان ایام و مقامات میں انعام و اکرام فرمایا۔

امام سبکی نے فرمایا، میں کہتا ہوں کبھی تو فضیلت مذکورہ وجوہ کی بنا پر ہوتی ہے
اور کبھی اس لئے کہ اس مقام کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہے، ملائکہ کا وہاں نزول
وہاں ہونا ہے اور اس وجہ سے بھی کہ اس مقام اور اس کے مکین سے اللہ کو ایسی
محبت ہے جس کو سمجھنے سے عقل و خرد قاصر ہیں اور یہ محبت دوسرے مقامات کو
حاصل نہیں ہوتی اور روضہ اقدس سب سے افضل کیوں نہ ہو؟ وہ ہمارے عمل کی
جگہ تو ہے نہیں کیونکہ نہ وہ مسجد ہے نہ مسجد کے حکم میں بلکہ وہ نبی علیہ السلام کی آرام گاہ
ہے اور آنحضرتؐ زندہ ہیں اور اس میں آپ کے اعمال چند و چند اور ہر ایک سے

زیادہ ہیں، پس وہاں دگنا چوگنا ہونا صرف ہمارے اعمال کے ساتھ خاص نہیں، سوال حقیقت کو سمجھو، تمہارا سینہ کھل جائے گا۔

قاضی عیاض کا ارشاد | علیہ السلام کے جسم اطہر سے ملا ہوا ہے اس کی فضیلت دو وجہ سے ہے ایک وہ جو کہا جاتا ہے کہ ہر شخص اسی جگہ دفن ہوتا ہے جہاں کی مٹی سے بنایا جاتا ہے اس بنا پر وہ زمین سرکار کے جسم کا جزو ہوئی (دوسری اس لئے کہ اس پر رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خصوصی توجہ کا مرکز ہے۔ ہم یہ بیان بھی نہیں کہ کسی جگہ کو بحیثیت قطعہ زمین فضیلت نہیں لیکن ملکین کی وجہ سے تو فضیلت مسلم ہے، جب یہ بات آپ سمجھ گئے تو یہ بھی سمجھو کہ اس جگہ (روضہ انور) کو تمام مسجدوں اور خواتین کعبہ پر فضیلت حاصل ہے لہذا اگر (بالفرض) مساجد اور کعبہ مغلطہ میں سونے کی قندیلیں معلق کرنا منع بھی ہو تو اس سے روضہ اقدس پر معلق کرنے کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی، اور ہم نے تو کسی کو روضہ اقدس پر قندیلیں لگانے سے منع کرتے نہیں دیکھا جس طرح عالم بالا میں سب سے افضل عرش معلیٰ ہے اور اس کے گرد اگر قندیلیں معلق ہیں، اسی طرح یہ جگہ (روضہ اقدس) روئے زمین کے تمام مقامات سے افضل ہے لہذا یہاں بھی قندیلیں لٹکانی چاہئیں اور جس طرح یہ جگہ سب سے افضل ہے اسی طرح اس میں جواہرات بھی سب سے عمدہ ہونے چاہئیں، پس اس کے حق میں سونا اور باقوت کی کوئی حیثیت نہیں اور یہاں حرمت کا کوئی سبب نہیں لہذا ممانعت کا شبہ زائل ہو گیا، اور سونے کی قندیل جس کی ہے اس کی ملک ہے اور مالک اپنی ملک میں جس طرح چاہے تصرف کیے، پس اگر وہ اس مقام کی تعظیم و تکریم کے پیش نظر اس کو یہاں وقف کرتا ہے تو اس کا یہ وقف صحیح ہے اور اس میں کوئی زکوٰۃ نہیں، اور اگر وہ وقف نہیں کرنا اور صرف ہدیہ پیش کرتا ہے، یہ بھی صحیح ہے اور وہ چیز اس کی ملک

سے اس وقت نکل جائے گی جب مستحق شخص (جو منتظم ہے) اس کو اپنے قبضہ میں کر لے، اور جب حجرہ اقدس (روضہ مبارک) میں ایک مرتبہ یہ فدیہ پس لٹکا دی گئیں اور اسی کے لئے نام رکھ دیا ہو گئیں خواہ بطور وقف یا تملیک یا ہدیہ یا نذرانہ یا بطور مہبہ، اب وہاں سے انکو ہٹانا جائز نہیں، کیونکہ ابتداءً ان کو وہاں لٹکانا واجب نہ تھا لیکن اب یہ وہاں کی علامت بن گئی ہیں اب اگر وہاں سے ہٹائی جائیں تو اس مقام کی تنقیص ہوگی، پس انکو اب ہمیشہ وہاں رہنے دینا لازم ہے۔

جیسے ہم غلاف کعبہ کے بائے میں پہلے تصریح کر آئے ہیں کہ اب غلاف دائمی طور پر پہنانا واجب ہے جب کہ ابتداً پہنانا واجب نہ تھا پس کعبہ شریف اور حجرہ شریف کا حال پہلے تو اس حدیث سے واضح ہو گیا جس کو ہم پہلے بیان کر آئے ہیں او دہم اس سے کہ ہم نے اسے احترام و عظمت میں کعبہ شریف کے مساوی قرار دیا ہے اور ان ہر دو کی عظمت قطعی ہے

حرمین کے علاوہ دوسرے مقامات کو ہدایہ بخشنا

ان دونوں مقامات مقدسہ کے علاوہ بہت سے ایسے مقامات ہیں جن کی زیارت کی جاتی ہے اور وہاں ہدیہ بھیجے جاتے ہیں اور کبھی کبھار ان کے متعلق بھی سوال کیا جاتا ہے اور سوچنا پڑتا ہے کہ اگرچہ حرمین شریفین کے مرتبہ کو کوئی تیسرا مقام نہیں پاسکتا تاہم کیا یہ ممکن ہے کہ مرتبہ و مقام کی فضیلت میں کسی اور مقام کو ان سے ملحق کیا جائے؟ یا نہیں! امام رافعی نے صاحب التہذیب وغیرہ کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ اگر کسی نے نذرمانی کہ فلاں شہر کے باشندوں پر اتنا صدقہ کر دیا، اب اس نذر کو لوہا کرنا اس پر واجب ہے، فرمایا کہ جہان میں ایک مزار کے نام پر جو مخالف و ہدایہ بھیجے جلتے وہ بھی اسی قبیل سے ہے کیونکہ وہاں جو کچھ جمع ہوتا ہے (فقراء کی ایک مخصوص غلت

تقسیم کر دیا جاتا ہے جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے یہ سب عرف عام کے مطابق نذر و ہدایہ میں تصرف کیا جاتا ہے البتہ اگر عرف عام کسی بات میں نہ پایا جائے تو اس میں دو طرح سے اختلاف کیا جاسکتا ہے، ایک تو یہ کہ تدریج نہیں کیونکہ اس پر کوئی شرعی شہادت موجود نہیں، بخلاف کعبہ معظمہ اور حجرہ شریفہ (روضہ النور) کے (کہ ان دونوں کی تدریج صحیح ہے) دوسرے یہ کہ جب شرعی شہادت موجود ہے تو تدریج بھی صحیح ہے، بنا بریں مناسب یہی ہے کہ (ہدایہ و نذر کو) صرف ان مقامات کی بہتری میں خرچ کیا جائے اور اس میں زیادتی نہ کی جائے، واللہ اعلم (اللہ بہتر جانے)

میرے نزدیک حق کے زیادہ قریب صورت یہ ہے خانہ کعبہ، روضہ النور اور تین مسجدوں کے (مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد انصاری) کے علاوہ کسی کی نذر ماننا باطل ہے کیونکہ اس پر کوئی شرعی ثبوت نہیں اور یہ بھی کہ جس کسی نے اپنے مال میں سے کوئی حصہ کسی خاص مقصد کے لئے مختص کیا اور عرف عام خرچ کرنے کا مقتضی ہے تو اسے میں خرچ کیا جائے گا، واللہ اعلم۔

مختصر خلاصہ: مصنف نے اس رسالہ کے آخر میں سترہ اشعار کی ایک نظم بھی لکھی ہے اور کہا کہ انہوں نے ۱۳۷۷ھ میں فرمان باری تعالیٰ مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنْ رَسُولٍ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنْفُسِهِمْ عَنْ نَفْسِهِ (اہل مدینہ و گرد و لاج کے

لے شرعی ثبوت ہوتا تو تندر واجب، فرض یا کم از کم سنت ہوتی، پس عدم ثبوت کی بنا پر آپ تینوں حیثیتوں کا انکار کر سکتے ہیں، رہا اصل جواز، سو اس کے لئے کسی خاص دلیل کی ضرورت نہیں کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے جب تک دلیل شرعی سے ممانعت نہ ہو، منوع قرار دینا جائز نہیں، ویسے دلیل شرعی بھی ہے وَلْيُؤْذُوا نَفْسَهُمْ وَنَفْسَهُمْ بِأَفْسَادِهِمْ (مترجم)

دیہاتی لوگوں کو یہ جان نہیں کہ (جہاد میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہیں اور نہ ان کی ذات سے اپنی جانوں کو عزیز سمجھیں (کی تفسیر کے سلسلہ میں پہلے کیا اشتعا لکھے تھے اور یہ رسالہ لکھتے وقت چھ آخری اشعار کا ان میں اور اضافہ کر دیا۔ اشتعا یہ ہیں۔

نَفْسُ النَّبِيِّ لَدَىٰ أَعْلَىٰ لَا نَفْسٍ فَاتَّبَعُهُ فِي كُلِّ النَّوَائِبِ وَ النَّسِ
ذاتِ نبوی میرے نزدیک تمام ذاتوں سے اعلیٰ ہے سو میں اسی کی پیروی کرتا ہوں مصائبِ خوشی میں۔
وَأَتْرُكُ حُطُوطَ النَّفْسِ عَنْكَ وَقُلْ لَهَا لَا تَرْغَبِي عَنْ نَفْسٍ هَذَا إِلَّا نَفْسٍ
اپنی نفسی خواہش کو ترک کر دو اور ان سے کہہ دو کہ اس پیاسے کی جان اپنے آپ کو عزیز نہ جانیں۔
فَرَقَى التَّوْبَىٰ وَأَحْمِيهِ كُلَّ مُلِمَةٍ فَلَقَدْ سَعِدَتْ إِذَا خَصَصْتَ بِأَبْنَوْسٍ
فصولِ ملتیں رو کر دے اور مصیبت زد کی مدد کر جب تم نے محبت مند کو اپنا بنالیا تو یقیناً نیک نعت ہو گیا۔
إِنْ تُقْتَلِ بِصَعْدِ رُوحِكَ فِي الْعُلَا بَيْدَ الْكِرَامِ عَلَى ثِيَابِ السُّنْدُسِ
اگر تو قتل بھی ہو جائے (تو پورا نہیں) تیری روح کو مغزِ فرشتوں کے ہاتھوں بستی میں اور پر سیاہی اچھا لگے گا۔
وَتَرَيْنَ مَا تَرْضَيْنَ فِي كُلِّ الْمَنَىٰ فِي مَقْعَدِ عِنْدَ الْمَلِكِ مُقَدَّسِ
اور ہر آرزو کے بارے میں جو تو چاہے گا دیکھ لے گا، شہنشاہِ کائنات کے حضور پاک مجلس میں۔
أَوْ تَرْجِعِي بِعَيْنِي تَحْطِي بِهِمَا وَيَذْخِرُ أَجْرَ تَرْجِيهِ وَ تَنْدُ أَسَىٰ
یا غنیمت کا حصہ لے کر لو گے گا۔ اور حیرانِ حیرتِ ثواب کا امیدوار ہے اس کا ذخیرہ بیکرا اور سرد بنے گا۔
مَا أَنْتِ حَتَّى لَا تَكُونِي فِدِيَّةً لِمُحْتَدٍ فِي كُلِّ هَوًى مَلْبَسِ
جب تک تو ہر خطرناک مقام پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان نہ ہو جائے تیری کوئی قدر و قیمت نہیں۔
مَا فِي حَيَاتِكَ بَعْدَ خَيْرٍ وَلَا إِنْ مَاتَ تُخْلِفُهُ جَمِيعُ الْأَنْفُسِ
اگر میرا کی وفات کے بعد تو تمام عمر بھی زندہ ہے تو تیری زندگی میں کوئی بھلائی نہیں۔
فَمُحَمَّدٌ بِحَيَاتِهِ هَذَا الْأَسَامُ وَ تَحْمِي سَدُّ الظَّلَامِ الْحَنْدَسِ

پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کائنات زندہ ہے اور سخت اندھیری ظلمتیں ان سے ملتی ہیں۔
وَيَقُومُ دِينُ اللَّهِ أَبْيَنَ ظَاهِرًا فِي غَيْظِ ابْلِيسَ اللَّعِينِ الْأَنْحَسِ
ابلیس لعین، منحوس کی خصوصیت و مداخلت کے باوجود اللہ کا دین روشن و غالب رہے گا۔
أَعْظَمُ بَيْنَ مُحْتَدِي أَنْ يُفْتَدَى أَهْوَى بِنَفْسِكَ يَا أُخْتِي وَأَخِيْسَ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی عظمت مان کہ اس پر قربان ہوا جائے اے بھائی اپنے آپ کے سامنے حقیر
وَلَقَبْرُهُ أَغْلَى لُبْقَاعٍ وَخَيْرِهَا قَبْرٌ عَلَى لَتَقْوَى أَجَلٌ مُؤَسَّسٌ
سرکار کی قبر انور دین کے تمام ٹکڑوں سے بلند و بہتر ہے وہ جلیل القدر قبر انور جو اس مسجد میں واقع ہے جسکی بنیاد تقویٰ
فِي طَيْبَةِ طَابِ الثَّرَى وَتَزِيلُهَا أَشْكَى قُرَى فِي كُلِّ وَادٍ مُقَدَّسٍ
سوہیل کی مٹی خوشبو اپنے ملکین کی برکت سے بھری ہوئی۔ وادی مقدس کی تمام بنیوں پاکیزگی میں ٹھہرے
أَفْدَى عَمَاءَ تَهَا وَمَسْجِدَهَا بِمَا أَخْوَى فِي كُلِّ الْبَرِّيَّةِ تَأْتِي
روضہ انور کی عمارت مسجد نبوی، اور انور کے تمام قطعہ زمین پر میں اور تمام کائنات قدران
أَنِّي يَهُونُ عَلَى بَيْعِ حَشَاشَتِي فِي ذَاكَ بِالشَّمَنِ الْأَقْلَى بِالْفَحْشِ
اس شہر حبیب میں مجھ پر زندگی کا آخری سانس کم تر گھٹیا قیمت سے بیچ دینا پسینا کلبان ہو سکتا ہے
لَوْ جَانَا بَيْعُ النَّفْسِ بَعْتُ وَكَانَ لِي فَخْرٌ بِذَلِكَ الرِّقِ أَشْرَفَ مَلَبَسٍ
اگر جان کو بیچنا جائز ہوتا تو میں سچ دینا اور یہ غلامی میرے لئے لباس فخر و مباہات ہوتا۔
صَلَّى عَلَيْهِ اللَّهُ كُلَّ دَقِيقَةٍ عَدَدَ الْخَلَائِقِ نَاطِقٍ أَوْ آخِرٍ
آپ پر اللہ تعالیٰ ہر لمحہ و درجے تمام مخلوق کی گنتی کے برابر خواہ باتیں کرنے والی ہو یا گونگی
درود و سلام کے دیگر مواقع
جن مواقع درود و سلام پڑھنا چاہئے ان میں ایک یہ کہ جب سرکار کے تبرکات

اے حشاشۃ بیمار یا زخمی کا آخری سانس۔ المنجد

شریفہ، آپ کا وطن پاک اور آپ کے ٹھہرنے کے مقامات جیسے مقام بدر وغیرہ پر نظر پڑے، حضرت اسماعیل رضی اللہ عنہما کے علام عبد اللہ کا بیان ہے کہ میں نے اسماعیل رضی اللہ عنہما کو جب کبھی مقام حجون سے گزرتا تھا، یہ فرماتے سنا صلی اللہ علیہ وسلم ہم سرکار کے ہمراہ یہاں یہاں ٹھہرے تھے، اس وقت ہمارے پیچھے (زاورہ) سے خالی اور ہلکے پھلکے تھے "الحديث۔
اس کو امام بخاری نے روایت کیا۔

ان مقامات میں سے جہاں درود و سلام پڑھنا چاہئے
درود شریف بوقت دعا ایک دعا کرنے کا وقت ہے، اس سلسلہ میں بہت سی احادیث وارد ہیں جو اس کتاب کے دوسرے باب میں ذکر کر دی گئی ہیں اور کچھ آثار تھے جو تیسرے باب میں مذکور ہوئے۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میرے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ دعا زمین آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے، ذرا بھی اوپر نہیں جاسکتی تا وقتیکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھا جائے، اس کو اسحق بن راہویہ نے روایت کیا نیز اس کو ترمذی ابوالاحدی، دلمی اور قاضی عیاض نے شفا میں بھی ان سے ملتے جلتے الفاظ سے روایت کیا۔ حافظ سخاوی نے فرمایا، ظاہر یہی ہے کہ یہ حدیث مرفوعہ ہے کیونکہ اس قسم کی باتیں راستے سے نہیں کہی جاسکتیں جیسا کہ آئمہ حدیث و اصول کی ایک بڑی جماعت نے اس کی تصریح کی ہے اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے "جب اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو تو اپنی دعا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شامل کر لو کیونکہ آپ پر درود بھیجا مقبول ہے اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ کچھ حصہ قبول فرمائے اور کچھ رد کر دے۔ اس کو بساجی نے روایت کیا اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "جب تم میں سے کوئی اللہ تعالیٰ سے

کچھ مانگنا چاہیے تو شروع میں اللہ تعالیٰ کی شایانِ شان حمد و ثناء کرے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجے، پھر مانگے کہ یہ کامیابی و قبولیت کے قریب تر ہے۔ اس کو طبرانی وغیرہ نے روایت کیا، اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں اور حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جس دعائیں نبی علیہ السلام پر درود نہ بھیجا جائے وہ زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے۔ اس کو اسماعیل قاضی نے روایت کیا۔ اور علامہ سخاوی نے ابن عطا سے روایت نقل کی ہے کہ دعا کے کچھ ارکان ہیں کچھ پُر ہیں اور کچھ اسباب اور اوقات ہیں، اگر ارکان موافق ہوں تو دعا قوی ہو جاتی ہے اگر پُر قوی ہوں تو آسمان میں اُرجاتی ہے اور اگر اس کے اوقات موافق ہوں تو کامیاب ہوتی ہے، اگر اسباب موافق ہوں تو مقبول ہوتی ہے۔ دعا کے ارکان حضور قلب، رِقَّت، توجہ، خشوع اور اللہ تعالیٰ سے قلبی لگاؤ ہیں، اس کا پُر سچ ہے اور وقت دعا ہے سحری کا وقت اور اس کا سبب قبولیت نبی علیہ السلام پر درود و سلام بھیجنا ہے، یعنی اول و آخر درود و ثناء پڑھنا۔ اور ابو سلیمان دارانی نے کہا، جو کوئی اللہ تعالیٰ سے حاجت براری چاہے تو پہلے نبی علیہ السلام پر درود و سلام بھیجے، پھر اپنی حاجت مانگے اور درود و سلام پر ہی دعا ختم کرے کہ اللہ تعالیٰ دونوں درود و سلام قبول فرماتا ہے اور اس کریم سے بعید ہے کہ درمیان دعا کو رد فرمادے۔ اس روایت کو المنیری نے بیان کیا اور اقلیشی نے کہا، بھبھی اپنے معبود سے دعا کرو پہلے اس کی حمد و ثناء اور پھر اپنے برگزیدہ نبی پر درود و سلام بھیجو! اپنی دعا کے شروع میں درمیان میں اور آخر میں سرکار پر درود و سلام پڑھو اور نبی علیہ السلام کے نفیس ترین فضائل و مناقب کا بیان کرتے چلو، اسی سے تمہاری دعا مقبول ہوگی اور تمہارے اور حضور کے درمیان جو حجاب ہے اٹھے گا۔ صلی اللہ علیہ وسلم:

قاضی بیضاوی نے فرمایا، سائل کے لئے یہ شرط ہے کہ
قاضی بیضاوی کا ارشاد جس سے مانگ رہا ہے پہلے کسی ایسے فعل سے جو
 اس کی نگاہ میں محبوب ہو، تقرب حاصل کرے اور اس کے حضور کسی سفارشی کا
 وسیلہ اختیار کرے تاکہ حصول مقصد میں کامیابی اور قبولیت کا استحقاق حاصل ہو، سو
 جس شخص نے وسیلہ سے پہلے ہی سوال پیش کر دیا اس نے یقیناً جلد بازی سے کام
 لیا ایک اور صاحب نے کہا، دعا سے پہلے نبی علیہ السلام پر درود اس لئے بھیجا جاتا ہے
 کہ جو کوئی بادشاہ کے دروازہ پر آئے اسے لازمی طور پر بادشاہ کے خاص منقرین کے
 لئے کوئی تحفہ ساتھ لانا پڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے انھیں ان خواص بندے حضور علیہ السلام
 ہیں اور سرکار کا تحفہ درود و سلام ہے اور اس لئے بھی کہ دعا سے پہلے درود شریف
 پڑھنا قبولیت سے قریب تر ہے۔ وجہ یہ ہے کہ درود شریف اللہ تعالیٰ کے ہاں
 مقبول ہے اور مقبول فتنے کے بعد جو دعا مانگی جائے امید کامل ہے کہ مستجاب ہوگی
 کیونکہ کریم جب پہلا سوال پورا کر دے تو باقی رد نہیں کیا جاتا۔

شیخ ابوبکر الکنامی نے اپنی کتاب المنہج المحنیف
شیخ ابوبکر الکنامی کا بیان میں کہا "اللہ تعالیٰ توفیق دے تو تمہیں جان لینا
 چاہئے کہ عالم گننے والے کے لئے چند آداب ہیں، اول یہ کہ لوگوں سے الگ ہو کر،
 یکسوئی کے ساتھ بیٹھ جائے تاکہ جو اس جمع ہوں اور مکمل طور پر دعا کی طرف متوجہ ہوں
 قبلہ کی طرف رخ کرے، اپنے اور زمین کے درمیان کسی شے کو حائل نہ ہونے دے
 سر جھکائے کہ اس میں انکساری اور مسکینی کا اظہار ہے، نگاہ کو پست رکھے کہ سرکار
 علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے لَیْسَتْ هِیْنَ اَقْوَامٌ عَن تَرْفَعِ بَصَرِهِمْ اِلَى السَّمَاءِ
 عِنْدَ الدُّعَاءِ اَوْ لَمْ تَخْطَفَتْ اَبْصَارُهُمْ یَا تُوَلُّوْا اَسْمَانِی طَرَفِ
 بوقت دعا نگاہیں اٹھانے سے باز آئیں گے یا انکی نگاہیں اچکلی جائیں گی" اور

ابتداء میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور نبی کریم علیہ السلام پر درود و سلام بھیجے، یونہی دعا کا خاتمہ بھی انہی دو پر کرے، جب حقیقت یہ ہے تو جو افضل صورت ہے اسی پر عمل کرنا چاہئے کہ اس سے قبولیت جلد حاصل ہوتی ہے۔

امام نووی کا ارشاد | امام نووی نے فرمایا، علماء کا اس پر اجماع ہے کہ دعا کی ابتداء اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم پر درود و سلام سے کرنا مستحب ہے۔ یونہی دعا کا خاتمہ بھی انہی دو پر کرنا چاہئے۔ جب یہ بات حق ہے تو افضل صورت پر عمل کرے کہ قبولیت کا اطمینان ہو۔ امام نووی نے یہ بھی کہا کہ ہمارے پچھلے خراسانی اصحاب نے کہا، اگر کوئی آدمی یہ قسم اٹھائے کہ ضرور اللہ تعالیٰ کی ایسی تعریف کریگا جو سب سے جامع ہو یا سب سے خوبصورت تو اس کی قسم اس طرح پوری ہو سکتی ہے کہ کہے، سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے ایسی تعریف جو اس کی نعمتوں کے برابر ہو اور اس کے فضل و کرم کے مساوی ہو **الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا تَوَافِي نِعَمَهُ وَ يَكْفِي مَزِيدَهُ** جس کا مطلب ہے ایسا شکر جو نعمت و احسان سے بڑھ کر ہو۔ اور اگر یہ قسم اٹھائی کہ ضرور اللہ تعالیٰ کی بہترین حمد و ثناء کرے گا تو اس قسم کو پورا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کہے **لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ** ”میں تیری ایسی تعریف نہیں کر سکتا جیسی تو نے خود اپنی کی ہے“ بعض لوگوں نے اس پر اتنا اضافہ کیا ہے **فَلَكَ الْحَمْدُ حَتَّى تَرْضَى** ”تعریف تیری ہی ذات کے لئے یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے“ اور ابو سعید متولی نے صورت مسئلہ یوں بیان کی ہے جس نے یہ قسم اٹھائی کہ ضرور بالضرور اللہ تعالیٰ کی جلیل المرتبت عظیم الشان تعریف کرے گا تو مذکورہ بالا الفاظ کے ساتھ شروع میں یہ اضافہ بھی کہے **سُبْحَانَكَ** ابو نصر تمار نے محمد بن نصر سے روایت کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا، میرے رب! تو نے مجھے دستکاری میں مشغول کر دیا سو اب مجھے کوئی ایسے جامع کلمات

سبکھا دے جن میں تمام تعریف و تسبیح آجائے، اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے آدم! صبح و شام تین تین مرتبہ یہ پڑھا کرو۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ حَمْدًا اَبْوًا فِی نِعْمَہٗ وَ بِکَافِی مَسْزِیْدَہٗ "سب تعریف اللہ تعالیٰ پروردگارِ عالمین کے لئے، ایسی تعریف جس کی نعمتوں کے برابر اور فضل کے مساوی ہو، یہ تمام تسبیحات کا مجموعہ ہے۔ اس کے بعد التمامی نے کہا، ربانی علیہ السلام پر درود پڑھنا، تو کچھ علمائے دین کے شروع، درمیان اور آخر پر درود و سلام پڑھنا واجب بتایا ہے، اور طبرانی کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ سرکارِ فرماتے ہیں لَا تَجْعَلُوْنِیْ کَقَدْحِ التَّرَاکِبِ اِجْعَلُوْنِیْ فِیْ اَوَّلِ الدُّعَاۃِ وَ وَسْطِہٖ وَ اٰخِرِہٖ "مجھے ایسے مت بناؤ جیسے سوار کی غراش (معمولی) مجھے دعا کے شروع میں بھی رکھو، درمیان میں بھی اور آخر میں بھی۔"

ختم قرآن پر درود و سلام

درود و سلام کے مواقع میں سے ایک یہ کہ ختم قرآن کے وقت درود و سلام پڑھا جائے۔ بہت سے حضرات ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے قرآن پڑھا، رب تعالیٰ کی حمد کی نیج سب اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجا، اپنے رب سے بخشش مانگی، یقیناً اس نے بھلائی مانگی۔"

ابن ابی دواؤ نے فضائل القرآن میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو کوئی قرآن مجید پڑھ کر نہ کرے، اس کی دعا قبول ہوتی ہے، اس بارے میں متعدد آثار ملتے ہیں کہ یہ دعا کا موقع ہے اور یہ کہ ختم قرآن کے وقت نزول رحمت ہوتا ہے اور دعا قبول ہوتی ہے، جب یہ معلوم ہو گیا کہ ختم قرآن کا موقع زیادہ قبولیت کا موقع ہے تو یہ بہ علیہ السلام پر درود و سلام کا بھی اہم موقع ہوا۔

ان مقامات میں سے ایک یہ کہ حدیث
حدیث پڑھتے وقت درود و سلام پڑھتے وقت درود و سلام پڑھا جائے

ابن حبان نے اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد کہ ان اَوَّلَى النَّاسِ بِیْ یَوْمِ الْقِيَمَةِ اَکْثَرُهُمْ عَلٰی صَلَوةٍ "قیامت کے دن میرے سب سے قریب وہ ہو گا جو سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجے" فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تر محدثین ہونگے کیونکہ امت میں کوئی بھی ان سے بڑھ کر حضور علیہ السلام پر درود و سلام پڑھنے والا نہیں۔

خطیب بغدادی کہتے ہیں، ہم سے ابو نعیم (محدث کبیر) نے فرمایا، یہ وہ عظیم شرف ہے جو صرف حدیث کے راویوں کو حاصل ہے کیونکہ حدیث لکھتے اور ذکر کرتے وقت جتنا درود و سلام اس گروہ کو پڑھنے کا موقع ملتا ہے کسی دوسرے کو نہیں ملتا، سفیان ثوری نے فرمایا، محدث کو درود و سلام کے بغیر بالقرض کوئی اور فائدہ بھی ہو تو یہ سی اسکو کافی ہے کیونکہ وہ کتاب میں جب بھی اسم اقدس کا ذکر کرتا ہے ساتھ درود و سلام لکھتا ہے۔ ایک اور صاحب نے کہا، اس حدیث میں محدثین کے لئے عظیم بشارت ہے کیونکہ وہ سرکار پر قولاً، فعلاً، رات دن پڑھتے اور لکھتے وقت نبی کریم علیہ السلام پر درود و سلام بھیجتے ہیں پس یہ حضرات سب لوگوں سے بڑھ کر درود و سلام بھیجنے والے ہونے اسی لئے تمام علماء میں سے صرف ان حضرات کو

اس مدح و منقبت کا مستحق ٹھہرایا گیا ہے، پس اس احسان پر اللہ کا شکر ہے۔
 ابوالہیمن ابن عساکر نے فرمایا، محدثین، اللہ ان کو زیادہ کرے، اس بشارت پر
 لائق تہنیت و تبریک ہیں، بے شک اللہ تعالیٰ نے ان پر عظیم احسان فرمایا اپنی نعمت
 تمام فرمادی کہ یہی لوگ بروز قیامت انشاء اللہ رسول پاک علیہ السلام کے قریب تر اور
 سرکار کی شفاعت و وسیلہ کے مستحق تر ہونگے کیونکہ یہی لوگ ہمیشہ سرکار کا ذکر رکھتے ہیں
 اور اہم اوقات میں اپنی مجالس میں سرکار کا ذکر خیر کرتے رہتے ہیں اور یہی لوگ ہیں
 جو اپنی درس و تدریس کی محفلوں میں درود و سلام کا غلغلہ بلند رکھتے ہیں، پس سرکار
 کی مدح و ثناء ان لوگوں کا شعار و آئین ہے اور آپ کے با عظمت آثارِ حسنہ کو جو بصوت
 پیرائے میں شائع کرنا ہی ان کا طرۃ امتیاز ہے۔ مزید برآں احادیث، نصوص و آثار
 جو عقل و خرد کی شب تاریک میں سورج بن کر چمکتے ہیں، کے حقیقی واقف کار بھی
 یہی لوگ ہوتے ہیں اور انشاء اللہ یہ لوگ فرقہ مناجیہ میں سے ہوں گے، اللہ ہم کو ان میں
 سے اور ان کے ساتھ کر دے، اور جو شخص ہماری اس دعا پر آمین کہے، اللہ اس
 پر رحم فرمائے۔

ابو عروہ الحمزلی کے سامنے جب کوئی احادیث پڑھتا، وہ
 ابو عروہ کا ارشاد | درود و سلام پڑھے بغیر نہ رہتے اور خوب غلام کر کے ٹہپتے
 اور کہا کرتے کہ حدیث شریف پڑھنے کی ایک برکت یہ ہے کہ دنیا میں کثرت سے درود
 و سلام پڑھنے کی سعادت اور آخرت میں انشاء اللہ جنت کی نعمتیں ملیں گی۔

دکیع بن جراح نے فرمایا اگر نبی علیہ السلام پر درود و سلام
 دکیع بن جراح کا فرمان | بھیجا مفسود نہ ہوتا تو میں حدیث کبھی بیان نہ کرتا۔
 ابوالحسن نہادندی الزاہدی سے منقول ہے کہ ایک شخص کی رسول خدا حضرت
 خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، اس نے خضر علیہ السلام سے کہا سب سے افضل

عمل اطاعت رسول ہے، حضرت علیہ السلام نے فرمایا ٹھیک ہے! اور افضل درود
 و سلام وہ ہے جو حدیث رسول پڑھتے، لکھتے اور لکھاتے وقت پڑھا جائے،
 زبان پر ذکر ہو، کتاب میں لکھا جا رہا ہو، اعلیٰ درجہ کی رغبت اور فزوں تر فرحت
 ہو۔ اور ابو احمد زاهد نے فرمایا، تمام علوم میں بابرکت، افضل اور دین و دنیا میں کتاب اللہ
 کے بعد سب سے زیادہ نفع بخش علم، علم حدیث رسول اللہ علیہ وسلم ہے کیونکہ اس
 میں درود و سلام کی کثرت ہے، یہ علم باغات کی طرح ہے جس میں نہیں نہریکی و
 فضیلت مل سکتی ہے۔ اس کو الیقینی نے بیان کیا۔

تحریریں درود و سلام | ایک مقام یہ ہے کہ جب حضور کا اہم گرامی لکھے تو درود
 و سلام بھیجے، ابنِ حبان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
 روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے تحریریں مجھ پر
 درود بھیجا، اس تحریر میں جسے ہم میرا نام باقی رہے گا، فرشتے لکھنے والے کے لئے
 استغفار کرتے رہیں گے۔ یہ اور اس کے ہمراہ دوسری روایات باب ثانی میں گزر چکی ہیں
 حضرت جعفر بن محمد صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو شخص کسی تحریر
 میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجے لکھے، جب تک اس کتاب
 میں اہم گرامی موجود رہے گا، فرشتے صبح و شام اس شخص کے لئے استغفار کرتے
 رہیں گے۔

علامہ ابن الصلاح کا ارشاد | ابن الصلاح نے کہا، جب بھی اہم گرامی لکھے
 درود و سلام لازماً لکھے، اگر سرکار کا نام نامی
 بار بار آتا ہو تو بھی درود و سلام لکھنے میں کوتاہی نہ کرے کہ یہی عظیم الشان فائدہ ہے۔
 جو علم حدیث کے علماء اور لکھنے والوں کو فوری حاصل ہوتا ہے جس نے اس سے
 غفلت برتی وہ یقیناً ایک بڑے اجر و ثواب سے محروم رہا، اب جو جتنا تحریر کرے گا وہ

کو کوئی ایسا کلام تو ہے نہیں جسے روایت کیا جا رہا ہے بلکہ وہ ایک دوسرا ہے جسے کتاب میں لکھا جا رہا ہے، پس یہاں کسی روایت سے اصل کی کوئی قید نہیں، یہی حال اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی کے ساتھ حمد و ثناء کا ہے مثلاً:

حَبْلَ جَلَالِهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى

پھر علامہ ابن الصلاح نے فرمایا، درود و شریف لکھنے میں دو کوتاہیوں سے بچنا چاہئے، پہلی یہ کہ درود و شریف سے الفاظ کو کم کر کے لکھنا جیسا کہ بعض سست جاہل خواص کرتے ہیں کہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ ”سلم“ وغیرہ لکھ دیتے ہیں، دوسری یہ کہ معنی میں کمی کر دینا مثلاً ”سلم“ کا لفظ نہ لکھنا الخ۔ جس سے سلام کا معنی کم ہو گیا۔

پھر میں نے قطب دینی کی کتاب اللوامقلم میں یہ عبارت دیکھی تہذیبہ جب تمہیں معلوم ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی، آپ کے کلام اور آپ کے افعال شریفینہ سے لکھتے اور نقل کرتے وقت آپ پر درود و سلام لکھنا مستحب ہے تو تمہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ اگر درود و سلام کے الفاظ اصل روایت میں ہیں یا شیخ سے سننے پر تو ان کا تلفظ واضح کرو اور اگر اصل روایت میں یہ الفاظ لکھے نہ تھے تو یہ کوئی قید نہیں کہ ہم صرف نہ کر سکیں بلکہ ان کا تلفظ بھی کرے اور تحریر بھی کرے کیونکہ یہ ایک ثناء و ثناء ہے جس کو لکھ رہا ہے کوئی کلام نہیں جسے روایت کر رہا ہو۔

یہ سب کچھ ابن الصلاح وغیرہ نے بیان کیا ہے۔

امام احمد بن حنبل پر اعتراض اور اس کا جواب

میں جو کوتاہی پائی جاتی ہے اس کے متعلق خطیب بغدادی نے کہا کہ اس سلسلہ میں آئمہ متقدمین نے اسکی مخالفت کی ہے، علامہ ابن الصلاح نے فرمایا، شاید اسکی وجہ یہ ہو کہ امام درود و سلام لکھنے میں کسی روایت سے ثبوت ضروری سمجھتے ہوں جو

ان کو نہ ملی ہو، خطیب نے کہا، مجھے پتہ چلا ہے کہ امام اگرچہ لکھتے نہ تھے مگر اسم گرامی کے ساتھ درود و سلام زبانی بھیجتے تھے اور ابنِ دُقیق العید بھی امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے ہم نوا ہیں، انہوں نے کتاب الاقترارح میں کہا، ہم اس خیال کے حامی ہیں کہ اصول و روایات کی چھان پھٹک کی جائے، فرمایا کہ اگر کسی مقام پر اصل روایت میں درود و سلام لکھا ہوا نہیں حالانکہ موقع اس کا مقتضی ہے تو وہاں درود شریف اس طرح پڑھے کہ دوسروں کو بھی پتہ چلے کہ کسی کی حکایت نہیں کر رہا بلکہ اپنی طرف سے قصداً درود شریف پڑھ رہا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ درود و سلام پڑھتے وقت کتاب سے اپنی نظر اوپر کو اٹھائے اور دل میں اپنی طرف سے درود شریف پڑھنے کی نیت کرے، یہ نہ سمجھے کہ میں کسی کی حکایت کر رہا ہوں۔ اللہ اعلم کی عبارت ختم ہوئی۔ صاحب اللوامع نے اس کے بعد فرمایا، میں نے درود و سلام لکھنے والے کا ثبوت کے بارے میں ایک بہترین خواب بھی دیکھا ہے۔

حافظ سخاوی نے فرمایا، رہا حضور علیہ السلام کا اسم گرامی
حافظ سخاوی کا ارشاد | لکھتے وقت درود و سلام پڑھنا اور اس کا ثواب اور غفلت برتنے والے کی مذمت۔
 تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جیسے زبان سے درود و سلام پڑھتے ہو، یونہی سرکار پر اپنے ہاتھوں سے بھی درود شریف لکھا کرو کیونکہ جتنی مرتبہ سرکار کا نام لکھو گے، ثواب پاؤ گے اور یہ فضیلت آثار کے پرکار، حدیثوں کے راوی اور سنت کو اپنانے والے حاصل کرتے ہیں، سو یہ اللہ تعالیٰ کا کس قدر احسان ہے، اہل علم نے اس بات کو مستحب قرار دیا ہے کہ جب بھی کاتب حضور علیہ السلام کا نام نامی لکھے ساتھ ہی درود و سلام بھی لکھے۔

النمیری نے عبد اللہ بن سنان سے روایت کیا کہ میں نے عباس بن عمری اور علی مدینی کو فرماتے سنا کہ ہم نے جو بھی حدیث سنی، رسول اکرم علیہ السلام پر درود و سلام پڑھنا ترک نہیں

کیا، ایسا اوقات جلد بازی کی وجہ سے کہیں درود و سلام لکھنے میں کوتاہی ہو گئی تو ہم نے نظر ثانی کے وقت اس کا ازالہ کر دیا اور باب اللطائف میں درود و سلام لکھنے کی فضیلت متعدد بار ذکر کر دی گئی ہے۔

ان میں سے ایک مقام یہ ہے کہ فتویٰ
فتویٰ لکھتے وقت درود و سلام | لکھتے وقت درود و سلام لکھایا پڑھا جائے

امام نووی نے ”زوائد الروضہ میں فرمایا، فتوے دیتے وقت مستحب ہے کہ اخوذ باللہ بسم اللہ حمد و ثنا اور درود و سلام سے ابتداء کرے اور کہے:

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، سَبِّحْ اشْرَحْ لِي صَدْرِي
 وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَاخْلُكْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي۔

”بدی سے پھر نادری کی طاقت صرف اللہ کی طرف سے ہے، اے میرے رب! میرا سینہ کھول دے اور میرا کام آسان کر دے اور میری زبان کی گروہ کھول دے کہ لوگ میری بات سمجھیں۔“

پھر امام نووی نے فرمایا، اگر مسائل سوال کے آخر میں دعا، حمد و ثنا یا درود و سلام لکھنے میں غفلت برتے تو مفتی اپنے ہاتھ سے لکھ دے کیونکہ عادت اسی طرح جاری ہے۔ یہ بات المسالک میں فرمائی۔

ایک موقع یہ ہے کہ ہر مفسد صحیح کام کی ابتداء میں درود و سلام کا ذکر کرے ابو موسیٰ مدینی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَحْلَ كَلَامٍ لَا يُذَكِّرُ اللّٰهَ تَعَالٰی فِیْہِ فَيُبْدِ اُیُّہِ وَبِالصَّلٰوۃِ عَلٰی فَمُؤَ افْطَعُم مِّنْ حَوْفٍ مِّنْ كُلِّ سَبَدَ كَہِ ”جس کلام میں اللہ کا ذکر نہ کیا جائے (جس کی صورت یہ ہے کہ) مجھ پر دشمن نہ بھیجا جائے تو وہ ہر خیر و برکت سے منقطع ہے۔“

ان میں سے درود و سلام کا ایک یہ موقع ہے کہ جب کسی جگہ اللہ کے ذکر کے لئے اجتماع ہو، اَلْقِیَمٰی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ سیر و سیاحت کرنے والے فرشتے ہیں جب کسی حلقہٴ تذکرہ پر ان کا زور ہوتا ہے تو ایک دوسرے سے کہتے ہیں بیٹھ جاؤ! جب حاضرین دعا کرتے ہیں تو وہ آمین کہتے ہیں، جب وہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں تو یہ بھی ان کے ہمراہ درود و سلام بھیجتے ہیں یہاں تک کہ فارغ ہو جاتے ہیں، پھر ایک دوسرے سے کہتے ہیں، یہ لوگ مبارک ہیں کہ جب گھروں کو لوٹیں گے تو گناہ بشتوا چکے ہوں گے، یہ اور اس موضوع پر دیگر احادیث دوسرے باب میں گزر چکی ہیں۔

ایک موقع یہ ہے کہ جلسہ کے بعد جب لوگ اٹھ کر جانا

اختتامِ جلسہ پر صلوة و سلام | چاہیں تو درود و سلام پڑھیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جہاں لوگ بیٹھیں، نہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں نہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجیں قیامت کے دن چاہے جنت میں داخل ہو جائیں، اس نہ بڑھنے کی حسرت ان پر برقرار رہے گی۔ اس کو امام احمد نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا۔ یہ اور اس کے ساتھ دوسری روایات باب ثانی میں گزر چکی ہیں۔

ان میں سے ایک مقام یہ ہے کہ جب دو بھائی (خواہ نسبی خواہ ایمانی) آپس میں ملاقات کریں اور مصافحہ کریں تو سرکار علیہ السلام پر درود بھیجیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو دو خدا کے بندے اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں محبت کریں، بوقت ملاقات مصافحہ کریں، نبی علیہ السلام پر درود و سلام بھیجیں، جدا ہونے سے پہلے ان کی مغفرت ہو جاتی ہے اور ان کے پہلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اس کو حسن بن سفیان نے ابو یعلیٰ موصی نے اپنی اپنی سند

میں روایت کیا، یہ روایت اس کتاب کے باب ثانی و رابع میں گزر چکی ہے۔
 ان میں سے ایک مقام یہ ہے کہ رنج و غم اور سخت تکلیف کے موقع پر درود
 و سلام پڑھا جائے، اس کے متعلق میں نے درود و سلام کے فوائد کے باب میں بہت
 سے فوائد اور اہم احادیث و روایات ذکر کر دی ہیں۔

ان میں سے ایک مقام یہ ہے کہ جب انسان فقر و فاقہ میں مبتلا ہو جائے یا
 مبتلا ہونے کا خطرہ ہو تو دوسرے کار پر درود و سلام پڑھے، اس کے متعلق حضرت جابر
 بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث دوسرے باب میں گزر چکی ہے جسے ابو نعیم نے
 روایت کیا ہے۔

ان میں سے ایک یہ کہ جب طاعون پھوٹ
طاعون کے وقت درود و سلام
 پڑے تو درود و سلام پڑھا جائے۔
 ابن ابی حجلہ نے ابن خطیب سے روایت کی کہ ایک مرد صالح
 نے ان سے فرمایا کہ نبی علیہ السلام پر کثرت سے درود و سلام پڑھنے سے طاعون
 کی بیماری ختم ہو جاتی ہے۔ ابن ابی حجلہ نے کہا، میں نے یہ بات دل سے مان لی
 اور میں ہر وقت یہ پڑھتا ہوں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اٰخِرَتِکَ، یہ درود
 شریف باب کیفیات میں ذکر کر دیا گیا ہے، اس مرد صالح کی دلیل وہ حدیث تھی
 جو پہلے مذکور ہو چکی ہے اور جس کے آخر میں یہ الفاظ تھے اِذَا تَکْفٰی هَمَّکَ۔
 سبب تو یہ تیرے غم کو دور کرنے کے لئے کافی ہے۔ ایک اور نیک آدمی نے
 خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کثرت طاعون کی شکایت کی، سرکار
 نے اسے یہ دعا پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنَ الطَّعْنِ وَالطَّاعُوْنِ وَعَظِيْمِ الْبَلَاءِ فِيْ
 النَّفْسِ وَالْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَلَدِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

عَدَدُ نُوْبِنَا حَتَّى تَغْفِرَ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ كَمَا شَفَعْتَ نَبِيَّكَ
فَأَمَّهَلْنَا وَعَمَّرْتَ بِنَا مَنَّا لَنَا فَلَا تُهْلِكُنَا بِذُنُوبِنَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔

”الہی میں تیری پناہ چاہتا ہوں طعن سے، طاغون سے، جان و مال
اہل اور اولاد کے بارے میں بڑے امتحان سے، اللہ اکبر الخ اللہ
سب سے بڑا ہے اپنے گناہوں کی تعداد کے برابر یہاں تک کہ تو بخش
دے اللہ اکبر الخ۔۔۔۔۔ الہی! جیسے تو نے اپنے نبی علیہ السلام کو شفیع بنا
ہم کو دلت عطا فرما، تو نے ہمارے گھر آباد فرمائے تو اے ارحم الراحمین!
ہم اے گناہوں کے عوض ہم کو ہلاک نہ فرماتا۔“

اس کے بعد امام قسطلانی نے فرمایا اور دفع طاعون کے
امام قسطلانی کا ارشاد ہے جو کچھ ہر ذر پڑھنا چاہئے وہ ہے بعض علماء
نے نقل کیا ہے، تحریر تو ٹھیک طور سے پڑھی نہیں جاتی بہر حال الفاظ کچھ یوں ہیں:
سُبْحَنَ مَنْ عَلَى وَهُوَ فِي عُلُومِ دَانٍ سُبْحَنَ مَنْ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُلْطَانٌ
وَقَهَرَ كُلَّ شَيْءٍ جَبْرُوتُهُ سُبْحَنَ الَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ وَلَا عِزَّ لِأَحَدٍ سِوَاهُ،
سُبْحَانَ عَدَدِ مَا خَلَقَ اللَّهُ وَمَا هُوَ خَالِقٌ إِلَهُ أُمَّ ضِنَّا وَسَمَانَا إِذْ فَعَمْ
عَنَّا شَرَّ أَعْدَاءِنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ الْعَلِيمُ الْعَظِيمُ
يَا لَطِيفًا لَمْ يَزَلْ الْطُفَّ بِنَا فِيمَا نَزَلَ إِنَّكَ لَطِيفٌ
لَمْ تَزَلْ حَتَّى صَمَدٌ بَاقٍ لَكَ كَنَفٌ وَاقٍ
اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنَ الظَّغْنِ وَالطَّاعُونِ وَعَظِيمِ الْبَلَاءِ
فِي النَّفْسِ وَالْمَالِ وَالْأَهْلِ وَالْوَلَدِ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ
وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ۔

نیز باب کیفیات میں استاذ بزرگ شیخ خالد نقشبندی رحمہ اللہ کے بہترین الفاظ

مذکور ہوں گے۔

ایک موقع یہ ہے کہ جب کسی بے گناہ پر نہمت لگے تو وہ درود
بے گناہ بری ہو گیا | و سلام پڑھے، الدرہ المستظم کے مؤلف نے بلا اسناد ایک
روایت نقل کی ہے کہ لوگوں کی ایک جماعت نے نبی علیہ السلام کے پاس آکر ایک شخص
کے خلاف چوری کی گواہی دی، اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم ہوا، چوری اونٹ کی ہوئی
تھی اتنے میں اونٹ نے چلا کر کہا اس کے ہاتھ مت کاٹو! اچانچہ وہ شخص چھوٹ گیا،
اس سے پوچھا گیا کہ تیری نجات کس سبب سے ہوئی؟ اس نے کہا، میں ہر روز
سومرتیہ نبی علیہ السلام پر درود بھیجتا ہوں اسی کے طفیل میری نجات ہوئی، سو نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا، تم دنیا و آخرت کے عذاب سے بچ گئے
اسی طرح اس کو ابنِ شکیوال نے بخیر سند بیان کیا

ان میں سے ایک مقام یہ ہے کہ خطوط میں نبی علیہ
خطوط میں درود و سلام | السلام پر درود لکھا جائے، قاضی عیاض رحمہ اللہ نے
فرمایا، امت کے طریق متواتر کے مطابق، جس کا کسی نے انکار نہیں کیا، یہ بھی ہے
کہ خطوط میں حضور علیہ السلام پر درود و شریف تحریر کیا جائے اور یہ تحریر بسم اللہ کے بعد
ہونی چاہئے، صدر اول میں اسپر عمل نہ تھا اس کی ابتداء بنی ہاشم کے دور حکومت
سے ہوئی تھی، پھر زمین کے کونے کونے میں لوگوں کا اس پر عمل شروع ہو گیا اور
کچھ لوگ تو خط کا اختتام بھی اسی پر کرتے ہیں اور حضور علیہ السلام نے فرمایا، جس نے
خط میں مجھ پر درود بھیجا، جب تک میرا نام خط میں ہوگا، فرشتے اس شخص کے لئے
استغفار کرتے رہیں گے الخ

حافظ ابو الریبع السکلاعی کی کتاب الاکتفار میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی
اللہ عنہ نے بنی سلیم پر مقرر شدہ اپنے عامل خلیفہ بن حاجر کی طرف یوں لکھا تھا:-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنْ اَبِی بَكْرٍ خَلِیْفَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَى خَلِیْفَةِ بْنِ حَاجِرٍ : سَلَامٌ عَلَیْكَ فَانْحِثْ
اَحْمَدُ اِلَيْكَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَدَالَهُ غَیْبُكَ وَاسْتَلَّهُ اَنْ تُصَلِّیَ
عَلٰی مُحَمَّدٍ رَسُوْلِهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْمًا بَعْدُ الْحَمْدُ

ان میں سے ایک یہ کہ جب کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو نبی علیہ السلام پر درود
وسلام بھیجے، اس سلسلہ میں باب الثانی میں کئی حدیثیں گزر چکی ہیں جن میں سے
ایک یہ بھی ہے کہ ابن ابی عاصم کے ہاں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا صَلُّوْا
عَلٰی فَاِنَّ الصَّلٰوةَ عَلٰی كَفَّارَةٍ لِّكُفْرٍ مجھ پر درود بھیجا کرو کہ درود تمہارا کفارہ
ہے۔ اور ابوالشیخ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے صَلُّوْا
عَلٰی فَاِنَّ صَلٰتَ كُفْرٍ شَاكُوَةٌ لِّكُفْرٍ مجھ پر درود بھیجا کرو کہ تمہارا
درود بھیجا تمہاری پاکی کا سبب ہے۔

حافظ ابن القیم نے فرمایا، اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ درود شریف پڑھنے
والے کے لئے پاکی ہے، زکوٰۃ کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی ہیں طہنا، برکت
پاکی اس سے پہلی روایت میں تھا کہ درود شریف کفارہ ہے جس کا منہوم ہے
گناہوں کا مٹا دینا، فرمایا کہ دونوں حدیثوں کے ملائے سے یہ مفہوم حاصل ہوگا
کہ حضور علیہ السلام پر درود شریف بھیجنے سے نفس کو رذائل سے پاکی حاصل ہوتی
ہے اس سے نفس کے کمالات و فضائل کی ترقی و نشوونما ہوتی ہے، فرمایا کہ انہی
دو چیزوں پر کمال انسا بیت کا وار و مدار ہے پس معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام پر
درود و سلام کے بغیر کمال حاصل نہیں ہو سکتا اور درود و سلام سرکار کی محبت، پیروی
اور ساری مخلوق پر آپ کو فضل و اعلیٰ تسلیم کرنے کے لوازمات میں سے ہے۔
ان میں سے ایک موقع یہ ہے کہ خرید و فروخت کے وقت درود و سلام پڑھا

جائے، جو اس بات کا قائل ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ
 تجس بامقصد کام لی ابتداء اللہ کے ذکر اور محبہ پر درود و سلام سے نہ کی جائے وہ
 بے برکت ہے۔

ان میں سے ایک یہ کہ زراعت کے وقت درود و سلام پڑھا جائے، امام
 القزطبی نے اپنی تفسیر میں فرمایا، جو زمین میں بیج ڈالے اس کے لئے مستحب ہے کہ
 آیہ کریمہ اَفْثَاۤ اَمِیْتُم مَّا تَحْرُثُوْنَ الخ کے بعد یوں کہے کہ کھیتی اگانے والا
 فصل پیدا کرنے اور اسے پروان چڑھانے والا اللہ ہی ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ
 عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاٰمِنًا شَرَّكَ وَجَدْنَا حَضَرَ رَاۤى
 وَاجْعَلْنَا لَا نَعْمٰیكَ مِنَ الشَّاكِرِیْنَ ترجمہ: الہی! محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم اور آپ کی آل پر درود بھیج اور ہمیں اس کھیتی کا بھیل نصیب فرما اور اس
 کے نقصان سے ہمیں بچا اور ہمیں ان لوگوں میں سے کرنا جو تیری نعمتوں کا شکر کرنے
 والے ہیں۔ فرمایا کہ میں نے قابل و ثوق لوگوں سے سنا ہے کہ یہ کھیتی کے لئے
 ہر طرح کی آفات مثلاً کیڑے مکوڑے، ہڈی دل وغیرہ سے امان ہے، اس کا تجربہ
 کیا گیا تو یونہی پایا گیا۔

یہ بات امام قسطلانی نے فرمائی اس کی مزید تشریح و تفسیر فوائد درود کے
 باب میں امام قزطبی کی تفسیر سے نقل کی جائے گی۔

درود و سلام کے مواقع میں سے ایک یہ ہے کہ فہرچ کرتے وقت درود
 شریف پڑھا جائے، امام قسطلانی نے فرمایا، میں نے امام بیہقی رحمہ اللہ کی کتاب
 معرفۃ السنن والآثار میں امام شافعی علیہ الرحمہ کا یہ قول پڑھا ہے کہ نہ سجدہ پر بسم اللہ
 یوں پڑھے، بسم اللہ اگر اس کے بعد ذکر الہی وغیرہ کا کسی قدر اضافہ کرے تو بہتر
 ہے تاہم جبر نہیں، تسمیہ کے ساتھ یہ بھی کہہ سکتا ہے صَلِّی اللہُ عَلٰی رَسُوْلِہِ

بلکہ میں اسکو بہت پسند کرتا ہوں اور میں تو چاہتا ہوں کہ مکرار پر کثرت سے درود پڑھے اللہ پر ایمان اور اس کی عبادت سمجھ کر، جو ایسا کہ انشاء اللہ اسے اس پر اجر و ثواب ملے گا۔ اور امام بیہقی نے اس کے بعد حضرت عبدالرحمن بن عوف کی زبانی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ذکر فرمائی کہ جبریل امین علیہ السلام نے مجھ سے ملاقات کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ پیغام پہنچایا کہ مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ صَلَاتٌ عَلَيْهِ بُحْتُمْ بِرُودٍ بَحِيحَةٍ میں اس پر رحمت نازل کروں گا، البتہ امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کے اصحاب نے اس کا انکار کیا ہے۔ امام قسطلانی کا کلام ختم ہوا۔

القطب الخفیری کی کتاب اللوار المعلم میں بھی ایسا ہی لکھا ہے البتہ انہوں نے امام شافعی علیہ الرحمہ کا کلام مذکور ان کی کتاب الام سے نقل کیا ہے اور انہوں نے اس مسئلہ میں ائمہ اربعہ کا جو اختلاف ہے اس کو تفصیل سے بیان کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اصحاب ابو حنیفہ، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کے نزدیک مکروہ ہے، البتہ امام احمد کے ساتھیوں میں سے ابو اسحاق بن قلا اس کے استحب کے قائل ہیں۔

ان میں سے ایک مقام یہ ہے کہ چھینکے وقت درود شریف پڑھے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام کا یہ فرمان نقل فرمایا ہے کہ جس نے چھینک آنے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ مَا كَانَ مِنْ حَالٍ کہا اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت پر درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اس کے بائیں نطفے سے ایک پرندہ نکالے گا جو کہے گا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَائِهَا اَلٰہی اس کے قاتل کو بخش دے۔ اس کو وہابی نے مسند الفردوس میں بیان کیا، ابو موسیٰ مدینی اور ایک جماعت نے اس کو مستحب کہا ہے مگر کچھ دوسرے اصحاب نے ان سے اختلاف کیا ہے

ان کا کہنا ہے کہ چھینکے وقت درود و سلام پڑھنا مستحب نہیں کیونکہ یہ مقام صرف الحمد للہ کا ہے، یہی کچھ مساک الخفائیں کہلے اور اللہ اور المعلم کی عبارت یہ ہے "تدبیر معلوم ہونا چاہیے چھینکے اور الحمد للہ کہنے کے بعد درود و سلام بھیجنے میں علماء کا اختلاف ہے کچھ اس طرف گئے ہیں کہ الحمد للہ کے بعد درود و سلام پڑھنا مستحب ہے ان میں امام بیہقی اور ابو موسیٰ المدینی اور دیگر حضرات شامل ہیں، ان کی دلیل و روایت ہے کہ بیہقی نے نقل کیا ہے نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص کو چھینکے آئی تو آپ نے فرمایا، تو نے نخل کیا ہے جب الحمد للہ کہا تھا تو نبی کریم علیہ السلام پر درود کیوں نہ پڑھا؟ دوسرے علماء نے کہا اس مقام پر درود ثمرہ ثقیب مستحب نہیں، یہ صرف الحمد للہ کہنے کا مقام ہے لہذا چھینک آنے پر حضور علیہ السلام کا ذکر مناسب نہیں ہوگا۔

فی نفسہ درود شریف تمام اعمال سے افضل اور رگ و رب العزت میں سب سے زیادہ محبوب ہے پس ہر مقام کا خاص ذکر ہوتا ہے دوسرا ذکر اس کی جگہ نہیں لے سکتا بالکل اسی طرح جس طرح رکوع، سجود وغیرہ میں درود و سلام جائز نہیں، ان قائلین نے عبدالحکیم بن زید کی مرفوع حدیث سے استدلال کیا ہے کہ تین مواقع پر میل ذکر نہ کرو واجب کھانا کھانے کے لئے بسم اللہ پڑھو، جانور کو ذبح کرتے وقت اور چھینکے وقت، اس روایت کے ضعیف ہونے کی وجہ پیچھے ذکر کر دی گئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک اور روایت بھی بیان کی جاتی ہے جو ائمہ متقدمین کی بیان کی گئی روایت کے خلاف ہے چنانچہ امام ترمذی اور طبرانی وغیرہ نے حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل فرمائی کہ کسی شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس چھینک ماری تو آپ نے فرمایا **الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ** تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس طرح نہیں سکھایا، ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے کہ چھینک سن کر کہیں

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ، امام ترمذی نے فرمایا، یہ حدیث غریب ہے ہم اس کو زیار بن صبیح کے علاوہ کسی اور طریق سے نہیں جانتے الخ۔ البتہ طرالی نے اس کے علاوہ ولید بن مسلم، عن سعید بن عبد الغزیز، عن سلیمان بن موسیٰ عن نافع بھی اس کو روایت کیا ہے واللہ اعلم! اللوار المعلم کی عبارت ختم ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ

جب کان بکنے لگے تو درد و شرف پڑے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کسی کا کان بکنے لگے تو چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درد نہ دام بھیجے اور کہے جس نے میرا ذکر کیا، اللہ اس کا بہتر ذکر فرمائے۔ اس کو ابو عاصم نے روایت کیا۔

ان میں سے ایک مقام یہ ہے کہ جب کسی کا پاؤں سو جائے تو درد جب پاؤں سو جائے

وسلام بھیجے، ابن السنی نے ہیثم بن حنفش سے روایت کیا کہ ہم لوں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھے پس ان کا پاؤں سو گیا، کسی نے کہا جو تم کو سب لوگوں سے بڑھ کر محبوب ہو اس کا ذکر کرو! انہوں نے کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یوں لگا جیسے رسی کی گرہ کھول دی گئی ہو۔ اسی محدث نے حضرت مجاہد سے نقل کیا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس کے پاس کسی شخص کا پاؤں سو گیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تمام لوگوں میں جو تمہارے نزدیک محبوب تر ہے اس کا ذکر کرو اس نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، چنانچہ اس کا پاؤں ٹھیک ہو گیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب کسی بھولی ہوئی شے کو یاد کرنا چاہیے

نے فرمایا، جب تم کوئی چیز بھول جاؤ تو مجھ پر درد و سلام بھیجو، انشاء اللہ یاد آجائے گی! اس کو ابو موسیٰ المہذب نے روایت کیا اور باب ثانی میں بحوالہ ولید بن عثمان بن حرب روایت

گزر چکی ہے۔

ایک مقام یہ کہ جب کوئی اپنے گھر میں داخل ہو تو درود و سلام بھیجے اس کے متعلق دوسرے باب میں ابو موسیٰ مدینی کی روایت سہل بن سعد کے حوالہ سے نقل چکی ہے۔ ان میں سے ایک مقام یہ ہے کہ سونے وقت درود شریف پڑھے، اس کے متعلق باب ثانی میں ابو قریصافہ کی روایت گزر چکی ہے اگرچہ ایضاً آئے اس کو المختارہ میں ذکر کیا ہے مگر ابن القیم نے کہا، یہ ابو جعفر کا قول ہے اور یہی بات زیادہ صحیح ہے۔ ایک مقام یہ کہ جس شخص کو کمینہ آئے وہ درود و سلام پڑھے، ابن شکیال نے عبد القدوس رازی کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے ایک ایسے شخص کو جسے کمینہ آتی تھی فرمایا، جب سونا چاہو تو آیہ کریمہ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا پڑھ لو اور یہ فائدہ درود و سلام کے فوائد کے باب میں آئے۔

ان میں سے ایک مقام یہ ہے کہ جب بازار اور دعوت کی طرف جاتے وقت | بازار جاتے اور دعوت سے واپس ہو، وغیرہ تو درود و سلام پڑھے، حضرت ابواوائل فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو کبھی ایسا نہیں دیکھا کہ کسی مجلس یا دعوت میں بیٹھے ہوں اور کھڑے ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام اور بہت سی دعائیں نہ کرتے ہوں اور اگر بازار جاتے تو کسی بلند جگہ پر آکر بیٹھ جاتے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتے، نبی علیہ السلام پر درود و سلام پڑھتے اور مختلف دعائیں مانگتے اس کو ابن ابی حاتم وغیرہ نے روایت کیا۔

ایک مقام یہ ہے کہ جب کوئی شے باری لگے اور تعجب خوشی اور تعجب کے وقت | ہو تو درود و سلام پڑھے بعض لوگوں نے یہ مسئلہ

امام شافعی رحمہ اللہ کی اس عبارت سے نکالا ہے، فرماتے ہیں، سر حال میں درود و سلام کثرت سے کرنا واجب ہے خصوصاً جب اللہ کا ذکر کرے اور اس کی کوئی حد نہیں۔
 البتہ نچو مقامات ایسے ہیں جہاں اللہ کا ذکر تو جائز ہے مگر درود و تشریف جائز نہیں، بظاہر عبارت سے یہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ بعض مقامات میں درود و تشریف نسبتاً محبوب تر ہوتا ہے، یہ بات نہیں کہ درود و تشریف خاص اوقات میں ہی بھیجنا جائز ہے کیونکہ کثرت علیہ السلام پر درود و سلام ہر حال اور ہر وقت مطلقاً کم از کم مستحب ہے اور جہاں جہاں جائز ہے وہیں اس کے پڑھنے کی تاکید آئی ہے بجز چند خاص احوال و اقوال کے۔
 یہ بات مساکک الحنفیہ میں فرمائی، اور علامہ قطب الدین الخیضری نے اللواریں لکھا ہے، جس شخص کو کسی شے سے تعجب لاحق ہو، اس کے لئے مستحب ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و تشریف بھیجے، فرمایا کہ یہ بات ہمارے شیخ علاؤ الدین الصیرفی نے ذکر فرمائی ہے اور فرمایا کہ میں نے یہ مسئلہ امام شافعی علیہ الرحمہ کی اس عبارت سے لیا ہے "میں چاہتا ہوں کہ حضور علیہ السلام پر ہر حال میں بکثرت درود و سلام بھیجا جائے" لہذا اس عموم میں حالت تعجب بھی داخل ہے اور سحون سے تعجب کے وقت درود و سلام پڑھنے کی کراہت نقل کی گئی ہے، انہوں نے کہا کہ سرکار پر درود و سلام صرف اجود ثواب کی نیت سے پڑھا جائے، کہا کہ سحون کے ساتھ اس مسئلہ میں ہمارے شیخ نے مباحثہ کیا اور کہا کہ تعجب کے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر مستحب ہے اور امام بخاری نے تو اس پر باب باندھا ہے باب التکبیر والتسبیح عند التعجب اور اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی، کہا کہ میں نے نبی علیہ السلام سے عرض کیا

لہ مثلاً نمازیں قرات، رکوع و سجود وغیرہ میں درود و سلام نہیں پڑھا جائے گا کیونکہ نماز کی تمام تربیت کدائیہ توقیفی ہے، اس میں رد و بدل جائز نہیں۔ (مترجم غفرلہ)

حضور آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی؟ فرمایا نہیں، میں نے کہا اللہ اکبر۔
 اسی طرح امام بخاری سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بیان کی کہ وہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے آئیں، جب آپ مسجد میں اعتکاف بیٹھے
 بیٹھے، جب رخصت ہونے کے لئے اٹھیں تو نبی کریم علیہ السلام بھی ان کے ہمراہ کھڑے
 ہو گئے، یہاں تک کہ جب مسجد کے دروازہ پر پہنچیں تو دو انصاری ان کے پاس سے
 گزرے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا اور جلد، جلد
 چلنے لگے، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ٹھہر جاؤ! یہ صفیہ بنت حبیبہ یعنی میری بیوی
 ہے، وہ بولے سُبْحَانَ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ اور یہ بات ان پر بہت ناگوار گزری
 سو ہمارے شیخ کے طرز عمل اور امام شافعی کے قول کے مطابق درود شریف کا ہر وقت او
 ہر حال میں پڑھنا خصوصاً اس وقت جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے قطعاً جائز نہ ہونا چاہیے
 حالانکہ یہ بات درست نہیں، پہلے یہ بات گزر چکی ہے کہ بہت سے مقامات پر اللہ تعالیٰ
 کا ذکر تو مشروع ہے مگر وہاں نبی علیہ السلام پر درود و سلام بھیجنا جائز نہیں، درود تو
 الگ رہا، وہاں سرکار کا ذکر ہی جائز نہیں اور ظاہر نص کا تقاضا یہ ہے کہ نبی علیہ السلام
 پر درود و سلام بھیجنا ہر حال اور ہر وقت پسندیدہ ہو، پس جب بھی اس پر عمل کیا جائے
 محبوب ہوگا، یہ مطلب نہیں کہ مستثنیٰ اوقات و مقامات میں بھی جائز ہے، بلکہ شک
 آنحضور پر درود و سلام مطلقاً مستحسن ہے کوئی بھی حال اور کوئی بھی وقت ہو، اور
 مخصوص و مستثنیٰ مقامات و حالات کے علاوہ باقی ہر جگہ اور ہر وقت پڑھنے کی تاکید
 ہے واللہ اعلم، اللہ اعلم کی عبارت ختم ہوئی۔

الدر المنثور میں ہے، کتاب الشفاعة بعض شراحین نے سمعون کے تعجب کے
 وقت درود و سلام پڑھنے کو مکروہ بنانے اور بصورتِ وظیفہ ثواب پڑھنے کی تلقین
 کرتے پرتبصرہ کیا ہے کہ میرے نزدیک جس چیز سے تعجب لاحق ہوا ہے اس کے شر سے

نیچنے کے لئے درود و سلام پڑھنا اسی طرح بہتر ہے جیسے نظریہ سے بچنے کے لئے
اعوذ باللہ پڑھا جاتا ہے الخ۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ درود و سلام پڑھنے وقت اگر نیت دعا کی ہو تو وہ
عین عبادت ہے لیکن اگر عادتاً ہو جیسے سودا بیچتے وقت تاجر پڑھتے ہیں تو اس پر
کوئی ثواب نہیں ملتا، کیونکہ وہ اپنے مال کی حمد کی تعجب کرتے ہوئے پڑھتے ہیں۔
تاکہ اس طرح سودا کے اچلیبی نے کہا جب کسی شے پر تعجب کرے اور نبی علیہ السلام
پر درود و سلام پڑھے جیسے پڑھتے ہیں سُبْحَانَ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تُوَسَّوْا
میں کوئی کراہت نہیں لیکن اگر قابل نفرت بات پر یا ہنسی محول کی بات پر درود و سلام پڑھتا
ہے تو ایسے شخص کے متعلق اندیشہ کفر ہے۔

عارف بالشیخ محمد الخلیل الشافعی کا عجیب فتوے

سے سوال کیا گیا کہ یہ جو عوام اپنے محاورات میں کہتے ہیں صَلُّوا عَلَى النَّبِيِّ (نبی
پر درود بھیجو) اسی طرح نانبائی جب کسی کو آٹے کی روٹی پکا کر دیتا ہے تو کہتا ہے
صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ (نبی پر درود بھیج!) جس سے آٹے والا سمجھ جاتا ہے کہ میرا
آٹا ختم ہو گیا ہے، اسی طرح جب بچنے کے لئے سودا پیش کیا جائے اور یونہی جب
کوئی حمام سے نہا کر نکلتا ہے تو حمام کا مالک کہتا ہے صَلُّوا عَلَى النَّبِيِّ یونہی
شعر را اپنے اشعار کی ابتداء، در بیان اور آخر میں کہتے ہیں صَلُّوا عَلَى النَّبِيِّ
اسی طرح جب کسی کو غصہ آجائے تو اس کا ساتھی اس سے کہتا ہے صَلِّ عَلَى
النَّبِيِّ، یونہی جب کسی کو بصوت آدمی، اونٹ، گھوڑے یا دوسرے حیوانات کو دیکھ
کر متعجب ہوتا ہے تو کہتا ہے صَلُّوا عَلَى النَّبِيِّ بلکہ لوگوں کا یہ عقیدہ ہوتا ہے
کہ درود شریف نظریہ سے محفوظ رکھتا ہے، یونہی سائل نے یہ بھی پوچھا کہ گندے

تعلیظ مقامات پر درود و سلام پڑھنا، کیا ایسا جائز ہے؟

آپ نے جواب دیا کہ اللہ توفیق دے، تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ نبی علیہ السلام پر درود و سلام پڑھنے کے وجوب و استحباب پر کتاب و سنت کی روش سے تمام مسلمانوں کا اتفاق و اجماع ہے، تمہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ جو شخص سرکار علیہ السلام پر درود و سلام پڑھتا ہے جب کہ اس کی نیت تعظیم، برکت حاصل کرنا یا کسی کا غصہ اتارنا یا منافق و کافر کو جلانا یا کسی کو نظر بد کی تکلیف سے بچانا وغیرہ ہو، یہ سب مستحب ہے، ہم کو معلوم نہیں کہ کسی نے اس میں اختلاف کیا ہو، رہا کسی شے پر تعجب کے وقت مثلاً گھوڑا، اونٹ یا ساز و سامان، تو یہاں بھی عمل کرنے پر کوئی نقصان نہیں جیسے ہمارے امہ میں سے اچھمی نے ذکر کیا بلکہ اگر اس کو سبحان اللہ پر جو مقامات تعجب ہیں، احادیث میں بکثرت آیا ہے، قیاس کرنے سے ہوئے مستحب کہہ لیا جائے تو بھی سچا ہے جیسا کہ امام نووی نے کتاب الاذکار میں بیان کیا، یونہی لَدَالَةِ اِلَّا اللّٰهُ وغیرہ، کبھی کبھی تعجب کے لئے بولاجاتا ہے اور تعجب کے وقت درود و سلام کے مستحب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو کتاب و سنت میں اشیاء کی حقیقت بتائی ہے مثلاً فرمان باری تعالیٰ ہے اَفَلَا يَنْظُرُونَ اِلَى الْاِسْبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ (اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کس طرح پیدا کیا گیا ہے؟) سو جب انسان کسی شے پر تعجب کرتے ہوئے یہ کلمات بولتا ہے تو گویا وہ یہ کہتا ہے، صَلَّى اللّٰهُ عَلَی الَّذِیْ عَرَفْنَا حَقَّائِقَ هٰذِهِ الْاَشْیَاءِ (اللہ رحمتیں نازل فرمائے اس ذاتِ اقدس پر جس نے ہم کو ان اشیاء کی حقیقتیں بتائیں) اچھمی نے کہا، کسی قابلِ نفرت اور نفی کی بات پر نبی علیہ السلام پر درود و سلام بھیجنے والے پر مجھے کفر کا ڈر ہے اگر سمجھتا ہے اور پھر بھی اعتنا نہیں کرتا تو کافر ہے۔ تو نوی نے اس پر اعتراض کیا ہے، ہمارے بعض متاخرین ائمہ نے فرمایا کہ کفر قرار

دینے کے لئے ایک اور قید کا اضافہ ضروری ہے کہ اس شخص کے کلام میں کوئی واضح اشارہ
 ہونا چاہئے جس سے معلوم ہو کہ وہ اس سے نفرت و مذاق والا مفہوم مراد لے رہا ہے
 فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ اہل اسلام میں سے کوئی ایسا شخص جو حضور کی تدریس و منزلت
 سے آگاہ ہو اس نیت سے یہ الفاظ زبان پر لاسکے لیکن احناف میں سے علامہ بدر الدین
 عینی رحمہ اللہ نے اس کو قطعی حرام قرار دیا ہے بالکل اسی طرح جس طرح کسی حرام کام کے
 ازسکاب کے وقت یا سودا پیش کرتے وقت یا کھولتے وقت سبحان اللہ یا اللہ اکبر کہتا ہو
 کسی حرام کام پر مثلاً زنا، چوری، توہم بھی ہی کہتے ہیں، رہا سودا پیش کرتے یا کھولتے وقت
 تو ان کلمات کے کہنے میں یہاں کوئی مانع نہیں کیونکہ تمہیں معلوم ہے یا تو یہ کلمات سبحان اللہ،
 اللہ اکبر تعجب سے کہتا ہے، سو اس کی کوئی ممانعت نہیں، بابرکت حاصل کرنے کے لئے
 کہتا ہے پھر بھی یہی حکم ہے اور یہی صورت۔

نانبائی، حمام والے اور شاعراپنے کلام کے شروع اور آخر میں درود و سلام کا استعما
 کرتے ہیں، اسی طرح جب کوئی اپنے ساتھی سے کہتا ہے صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اور ابا
 ہی جو محاورات میں آتا ہے (یہ سب جائز ہے) اسی طرح نظربد سے بچاؤ اور جب کسی
 کو غصہ آجائے کیونکہ یہ سب ایسے مقامات ہیں جہاں نیک مقاصد کے لئے درود و سلام
 پڑھا جاتا ہے، مثلاً تبرک، نظربد کے ضرر سے محفوظ ہونا، غصہ تارنا، صلح حاصل کرنا، نرم
 دلی، مخاطب سے رحم طلب کرنا، ان تمام مقامات پر درود و سلام پڑھتے ہیں کوئی حرج
 نہیں، ہاں البتہ ایسے مواقع سے بچنا چاہئے جو ناپاک ہوں کیونکہ درود شریف قرآن مجید
 کی طرح ہے۔ امام نووی نے فرمایا، غصے کے وقت کسی کو درود و سلام کا حکم نہ دیا جائے
 کیونکہ ڈر ہے اس موقع پر کوئی کفری بات نہ کہ دے الخ۔

یہ بھی مناسب ہے کہ یہاں جاہل اور احمق آدمی کی قید لگا دی جائے جو رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ و مقام سے نابلدس ہے، رہا عارف و کامل، سودہ غصے کی حالت

میں بھی درود شریف پڑھے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ درود شریف اس کے غصہ کو ٹھنڈا کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ علامہ خلیلی کے فتاویٰ کی عبادت ختم ہوئی۔ اور یہ جو فرمایا کہ درود شریف قرآن کی طرح ہے سو یہ تشبیہ صرف اس بات میں ہے کہ تلاوت قرآن اور درود پڑھنا دونوں عبادت ہیں۔

مناسب ہو گا کہ ہم اس باب کا خاتمہ آخری تشہد کے بعد جو درود شریف پڑھا جاتا ہے اس کی بحث پر کریں اگرچہ یہ طویل بحث ہے تاہم میرے لئے اس کو یہاں ذکر کرنے کا سبب یہ بات تھی کہ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الشفا میں ہمارے امام شافعی رحمہ اللہ کے متعلق جو نامناسب اور غیر محتاط عبارت لکھ دی ہے کہ امام کے نزدیک آخری تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا واجب ہے اس عبارت سے بعض کوتاہ اندیش اور نا سمجھ لوگوں کو طرح طرح کی بدگمانی کرنے کا جو امکان پیدا ہو گیا ہے اس کو رائل کر دیا جائے اور کتاب الشفا سبک سبکیوں اور خوبیوں سے پرے مگر یہ غلط بات اس میں اس طرح آئی کہ کوئی انسان غلطی سے خالی نہیں ہوتا اور یہ غلطی ان نیکیوں کے سبب قابل مغفرت ہے، اگرچہ وہ اس مقام پر اپنی ثنوت فضیلت اور معروف طرز ادب سے ہٹ گئے ہیں اور ایسا کر کے انہوں نے اپنی کتاب کے انداز کی مخالفت کی ہے۔

وَإِذَا الْحَبِيبُ مَا تِي بِذَنْبٍ أَحَدٍ جَاءَتْ شَحَاسَةً بِأَلْفِ شَفِيعٍ

عجب دوست ایک غلطی کرنا ہے تو اس کی خوبیاں ہزار سفارشی لیکر آجائی ہیں۔
قاضی عیاض رحمہ اللہ کا ائمہ، علماء اور بڑے بڑے محدثین و فقہائے اس بات پر رد کیا ہے مثلاً حافظ سخاوی نے القول البدیع میں امام قسطلانی نے مسالک الخنفار میں اور علامہ الخبیزی نے اللوار المعلم وغیرہ میں، یہ تینوں حضرات شافعی المذہب ہیں۔
خلیل ائمہ میں سے امام ابن القیم نے اپنی کتاب جلال الافہام میں اس پر طویل کام کیا ہے، اللہ انکو جزائے خیر عطا فرمائے، ہم عنقریب ان کا کلام یہاں نقل کریں گے تاکہ صحیح بات

ثابت ہو جائے اور بعض کو نادانڈیٹوں کو جو شک کر رہے وہ رائل ہو جائے خصوصاً جب کہ کتاب الشفاء لوگوں کے ہاتھوں میں اکثر موجود رہتی ہے اور نزدیک کرنے والی یہ کتابیں اتنی مقبول نہیں سو جو شخص اس کی عبارت دیکھے گا اس کے دل میں اس کی صحت و ثقاہت نقش ہو جائے گی کیونکہ یہ عظیم المرتبت مصنف کی جلیل القدر کتاب ہے پس اس کی تردید شائع کرنا اور کمزوری کی وضاحت کرنا لازم ہے اگرچہ یہ ایک بڑی بات ہے لیکن حق اس سے بڑا ہے، حق سر بلند رہتا ہے اس پر کسی کو برتری حاصل نہیں۔

میں نے ان تینوں بزرگوں کی عبارات نقل کرنے پر علامہ ابن قیم کی عبارت نقل کرنے کو اس لئے ترجیح دی ہے کہ جس مسک کی تردید جاری ہے یہ (ابن قیم) اس سے لا تعلق اور اجنبی ہیں حالانکہ ضرورت اس کی تھی کہ ان حضرات کی عبارات کو نقل کیا جاتا، پس ابن قیم کا قول بہ نسبت دوسروں کے زیادہ قیح ہے، علاوہ ازیں یہ وجہ بھی ہے کہ کسی کلام کی وقعت اس کے مضبوط دلائل سے ہوتی ہے اور یہ دلائل اتنے قوی ہیں کہ اگر قاضی عیاض علیہ الرحمہ اور ان کے ہم مشرب علماء بھی انکو دیکھ لیتے تو تسلیم و انقیاد کے بغیر چارو نہ پاتے۔

علامہ الخبیزی نے کتاب مذکور (اللواری لمعلم) میں درود و سلام پڑھنے کا ساتواں مقام لکھا ہے۔ آخری تشہد کے بعد اس میں لکھتے ہیں: معلوم ہوتا چلے ہے کہ اس مسئلہ میں علماء کے دو قول ہیں اول یہ کہ آخری تشہد کے بعد سلام پھیرنے سے پہلے نبی علیہ السلام پر درود ثریف پڑھنا واجب ہے اور ہمسے امام شافعی رضی اللہ عنہ بھی اسی طرف گئے ہیں اور امام احمد رضی اللہ عنہ کا بھی ایک قول یہی ہے اور یہ ان کا آخری قول ہے۔

اسحق بن راہویہ، ابو عبد اللہ محمد بن الموازی مالکی کا مسک بھی یہی ہے جیسا کہ ابن القضا اور قاضی عیاض نے ان کے حوالہ سے نقل کیا ہے اور قاضی عیاض نے بھی اس

کا ذکر کیا ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ آخری تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا مستحب ہے اور جب نہیں، امام ابو حنیفہ، امام مالک اور ایک قول کے مطابق امام احمد بن حنبل اور اسحق کا یہی مسلک ہے اور امام شافعی نے جو واجب مانا ہے اس پر دوسرے بہت سے علماء نے ان کی شدید مخالفت کی ہے اور قاضی عیاض کا خیال ہے کہ لوگوں نے امام شافعی کے اس مسلک پر نکتہ چینی کی ہے، میں نے خاص اس موضوع پر ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہے: نہر الریاض فی شئعة القاضی عیاض بسبب ایجاب الصلوة علی البشیر النذیر فی التشہد الخیر۔

امام شافعی کے دلائل وجوب | وجوب پر انکی پہلی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان
 اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ
 یَاٰیہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اللہ تعالیٰ اور
 اس کے فرشتے اس غیب کی خبریں دینے والے (نبی) پر درود بھیجتے ہیں، اے
 ایمان والو! تم بھی ان پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو!

وجہ استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کا حکم دیا ہے اور مطلق حکم وجوب کے لئے ہوتا ہے جب تک اس کے خلاف پر دلیل قائم نہ کی جائے اور یہ بات ثابت ہے کہ حضور کے صحابہ کرام نے آپ سے اس درود و سلام کی کیفیت پوچھی تھی جس کا حکم دیا گیا ہے تو سرکار نے فرمایا تمہارا یوں کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اور یہ بھی ثابت ہے کہ جس سلام کے متعلق انہوں نے سرکار کو بتایا تھا وہ وہی سلام ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّہَا النَّبِیُّ الخ یعنی تشہد و السلام، پس دونوں کا موقع و محل ایک ہی ہے۔

توضیح بطرز دیگر اس کی وضاحت دوسرے الفاظ میں یوں کی جائے گی کہ حضور
 ﷺ نے صحابہ کرام کو تشہد کی تعلیم دی اور آپ نے اس میں
 سلام کا ذکر کیا، اس کے بعد تمام صحابہ کرام نے سرکار سے پوچھا کہ اس کے بعد درود
 کس طرح پڑھا کریں؟ کہ ان دونوں کا یکجا حکم ایسا ہے تو آپ نے ان کو اس کی تعلیم دی
 اور آپ نے ان لوگوں پر یہ بات بھی واضح فرمادی کہ وہ سلام جس کا حکم دیا گیا ہے
 وہ وہی ہے جسے تم اس سے پہلے معلوم کر چکے ہو۔

اس سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ حضور علیہ السلام پر درود و سلام پڑھنے
 سے مراد اگر نماز سے باہر پڑھنا ہوتا، نماز میں پڑھنا مراد نہ ہوتا تو جب کوئی مسلمان
 درود و سلام پڑھتا، اسی طرح پڑھتا اَللّٰهُمَّ عَلَیْكَ اَتٰیہَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہَا
 حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ صحابہ کرام سلام عرض کرتے وقت اس طرزِ ادا کی پابندی
 نہیں کرتے تھے بلکہ جو بھی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتا اسی طرح سلام عرض کرتا
 اَللّٰهُمَّ عَلَیْكَ یَا سَیِّدُ الْمَلَائِکَہِ وَغَیْرہ اور صحابہ کرام مشرف بہ اسلام ہونے
 کے بعد ہمیشہ اسی طرح اسلامی تعلیم کے مطابق سلام عرض کرتے تھے اور جس سلام کا انہوں
 نے ذکر کیا تھا۔ وہ اس روزمرہ کے عام سلام کے علاوہ تھا اور وہ عطا نماز
 میں حضور پر سلام بھیجنا اور اس مفہوم کو وہ حدیث شریف بھی واضح کر رہی ہے جو
 ابوسعود بدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص خدمتِ اقدس میں حاضر
 ہوا، سرکار کے سامنے بیٹھ گیا، ہم بھی موجود تھے، اس نے عرض کیا یا رسول اللہ
 آپ پر سلام بھیجنا تو ہمیں معلوم ہے، بجاالت نماز آپ پر صلاۃ کیسے بھیجا کریں؟ یہ اضافہ
 مسند امام احمد میں بھی موجود ہے، یونہی ابنِ عمرؓ نے اپنی صحیح میں اس کو روایت
 کیا، حاکم نے مستدرک میں، امام مسلم کی شرط پر اسے صحیح قرار دیا ہے، اسی طرح اب
 حبان، دارقطنی اور بیہقی نے بھی اس اضافہ کو صحیح قرار دیا ہے، دارقطنی نے اسے

سنن میں یہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرمایا، اس کی سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔
 جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ جس درود شریف کی کیفیت پوچھی گئی وہ وہی ہے
 جو نمازیں پڑھا جاتا ہے اور اس سے یہ بتلانا مقصود تھا کہ وہ درود شریف جس کا قرآن
 میں حکم دیا گیا ہے تو یہ بات بھی آپ سے آپ ثابت ہو گئی کہ درود و سلام واجب ہے اس
 کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھی ملا دیا جائے جو کرنا درود شریف کے
 بارے میں دیا ہے۔

بعد ازاں علامہ الخنیزی نے جیسا کہ آئندہ آ رہا ہے علامہ ابن قیم کے کلام سے
 استدلال کرتے ہوئے فرمایا اور اس مسئلہ میں امام شافعی تنہا نہیں، اس کی دلیل یہ ہے کہ
 حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عمر و ابو سعید انصاری وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وجوب
 کے قائل ہیں اور ابو جعفر محمد بن علی، الشعمی، مقاتل اور ابن حبان سے بھی یہی منقول ہے
 اور عدم وجوب کا قول کسی صحابی سے منقول نہیں اور قول صحابی جبکہ اس کے خلاف
 کسی اور صحابی کا قول نہ ہو، کسی قول پر حجت و دلیل ہونا ہے، اسی طرح نبی علیہ السلام
 کے زمانہ اقدس سے آج تک تشہد میں درود شریف پڑھا جاتا رہا ہے اگر درود و
 سلام واجب نہ ہوتا تو ہر زمانہ اور ہر جگہ تشہد میں درود و سلام پڑھنے پر امت کا اتفاق
 نہ ہوتا، کچھ نہ کچھ اختلاف ضرور ہوتا، ہمارے اس مختصر تبصرہ سے ہمارے امام شافعی
 کے قول وجوب کی دلیل واضح ہو گئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس مسئلہ میں وہ تنہا نہیں جو
 اس سے زیادہ تفصیل چاہے، کتاب ”زہد الریاض“ کا مطالعہ کر لے حقیقت واضح
 ہو جائے گی، اور توفیق فیہ واللہ ہی ہے الخ۔

امام قسطلانی نے ”مسائل الخلفاء“ میں امام ابن عبد البر
 علامہ ابن عبد البر کا ارشاد | کا یہ قول نقل فرمایا ہے: علماء کا اس بات پر اتفاق
 ہے کہ نبی علیہ السلام پر درود و سلام فرض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

کو نماز میں تشہد کا طریقہ سکھاتے تھے اور یہ بات بھی ثابت ہے کہ حضور ان کو نماز میں درود پڑھنے کا طریقہ بھی بتایا کرتے تھے تو یہ جائز نہیں کہ ہم کہیں نماز میں تشہد تو واجب ہے اور درود ثلث واجب نہیں الخ۔

حدیث کعب میں یہ صراحت موجود ہے کہ نبی علیہ السلام یہ کچھ تشہد میں فرمایا کرتے تھے اور ہم کو حکم ہے کہ نماز اس طرح پڑھیں جس طرح حضور پڑھتے تھے اور یہ دلیل ہے کہ جو آپ نے نماز میں کیا وہ کرنا واجب ہے ہاں! جو کسی دلیل سے خاص ہو اس کی بات دوسری ہے، اس کے بعد قاضی عیاض کے رد میں بہت سے دلائل ذکر کرنے کے بعد علامہ سطلانی (فرماتے ہیں، (قاضی عیاض علیہ الرحمہ) کا یہ کہنا کہ لوگوں نے اس بناء پر امام شافعی کے خلاف بہت کچھ کہا ہے تو سوال یہ ہے کہ اس میں قاضی صاحب کی مذمت کس تیار پر؟ تو یہ ان کے مذہب کی خوبیوں میں سے ایک خوبی ہے، کس کتاب نے اس کی مخالفت کی ہے یا کونسا اجماع ان کے خلاف قائم ہوا؟ نہ تو ان کے خلاف کوئی اجماع ہوا نہ کوئی نص ان کے خلاف ہے پھر ان کی برائی کس وجہ سے؟ جو برا کہے اسی میں برائی ہے وہی اس کا زیادہ مستحق اور حقدار ہے۔

یہ کہنا کہ اس مسک میں امام شافعی تنہا ہیں، سو یہ بھی غلط ہے کیونکہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور علماء کی ایک جماعت ان سے اس مسئلہ میں متفق ہے جیسا کہ گزشتہ چکے میں معلوم ہوا کہ قاضی صاحب کا یہ کہنا کہ امام شافعی اس مسک میں منفرد ہیں صحیح نہیں اور بیشک کسی مجتہد کا حکم اجتہادی میں منفرد ہونا معیوب نہیں اور یہ کہنا بھی غلط ہے کہ اس مسئلہ میں ان سے پہلے کسی نے ایسی رائے نہیں دی اس لئے کہ جب یہ بات واضح ہو گئی کہ یہ مسئلہ اجتہادی ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ محل اجتہاد میں قول صحابی کا اعتبار نہیں تو کسی اور کا قول کیسے مان لیا جائے؟ لہذا قول سلف کی کوئی ضرورت نہیں اور یہ کہنا کہ لوگوں نے اس مسئلہ میں امام شافعی کا سخت انکار کیا ہے

اس پر یہ کہا جائے گا کہ ان کا انکار غلط ہے اور سرکار علیہ السلام پر درود و سلام کو واجب ماننا کیونکر غلط ہو سکتا ہے؟ جبکہ قرآن نے جن عبادات کا حکم دیا ہے یہ ان میں سب سے بڑی عبادت ہے اور ایمان کے ارکان میں سے ایک رکن ہے کیونکہ سرکار پر ایمان لانے اور آپ کی رسالت کی گواہی لازم اور درود و سلام ملزوم ہے اور کہنا کہ اس سلسلہ میں کوئی قابل تقلید نمونہ موجود نہیں، اس پر یہ کہا جائے گا کہ قابل تقلید نمونہ یہی ہے، یہ مقام اجتہاد جو ٹھہرا، کسی اور نمونے کی کیا ضرورت؟ اور اگر مراد یہ ہے کہ اس اجتہاد میں انکی موافقت کئے نہیں کی تو جواب یہ ہے کہ جن ائمہ نے ان سے موافقت کی ہے ہم ان کا حوالہ دے چکے ہیں۔ قسطلانی کا کلام ختم ہوا۔

حافظ سخاوی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے اور مجاہد شیخ المشائخ حافظ ابوالفضل عراقی نے فرمایا، میں نے ایک سے زائد مشائخ کو قاضی عیاض پر اس وجہ سے مقرر فرمایا کہ انہوں نے امام شافعی پر اعتراض کیا ہے اور اپنی اس کتاب میں جو مصطفیٰ علیہ السلام کے فضل و شرف کے موضوع پر لکھی، امام کی طرف شذوذ کی نسبت کی حالانکہ وہ کتاب الشفار میں حضور علیہ السلام کے بول و خون کے پاک ہونے اور اس موضوع پر جو اختلاف ہے اسے بیان کرتے اور ان کی اس روش کو بغیر استحسان و یحکا گیا ہے کیونکہ اس میں حضور علیہ السلام کے فعل و ثمرت کا زیادہ اظہار ہوتا ہے الخ۔

پس جب کہ حضور علیہ السلام پر درود پڑھنے کو واجب ماننے سے سرکار کا فضل و ثمرت زیادہ ہوتا ہے، قاضی صاحب اس کا انکار کیونکر کر سکتے ہیں؟ الخ۔

علاوہ ازیں علماء کی ایک جماعت نے امام شافعی علیہ الرحمہ کی اس موضوع پر مدد کی ہے پس انہوں نے عقلی و نقلی دلائل ذکر کئے اور شاذ ہونے کے دعویٰ کی تردید اور وجوب کا قول نقل کیا ہے اور یہ واضح کیا ہے کہ صحابہ کرام، تابعین عظام اور مختلف علاقوں کے فقہائے کرام رضی اللہ عنہم بھی وجوب کے قائل رہے ہیں پھر اس موضوع پر

صحابہ کرام، تابعین اور فقہائے ملت کے اقوال نقل کئے ہیں جیسا کہ یہ سب عنقریب آ رہا ہے۔

علامہ ابن القیم کی تصریح | علامہ شمس الدین ابن القیم نے اپنی کتاب جلاء الانفس کے چوتھے باب میں فرمایا، اور درود و سلام کا پہلا مقام جو بہت اہم اور تاکید ہے وہ ہے نماز کی آخری تشہد میں درود و سلام پڑھنا، اس کے جائز و مشروع ہونے پر تمام مسلمانوں کا اتفاق و اجماع ہے البتہ وجوب میں اختلاف ہے ایک جماعت کا قول ہے کہ تشہد میں درود شریف واجب نہیں اور جن لوگوں نے واجب مانا ہے ان کو اس جماعت نے شاذ اور مخالف اجماع قرار دیا ہے، ان قائلین میں طحاوی، قاضی عیاض اور خطابی شامل ہیں۔ قاضی عیاض نے کہا کہ نماز میں درود واجب نہیں اور فقہار کی ایک جماعت کا یہی قول ہے سوائے امام شافعی کے کہ وہ وجوب کے قائل ہیں اور ہمیں معلوم نہیں کہ کسی نے ان کی اس مسئلہ میں پیروی کی ہو، یہی حال ابن المنذر کا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس مسئلہ میں امام شافعی تنہا ہیں، ان قائلین نے عدم وجوب کا مسلک اختیار کیا ہے، ان قائلین کی دلیل قاضی عیاض کے الفاظ میں یہ ہے، اس بات کی دلیل کہ نماز میں درود شریف فرض نہیں امام شافعی سے پہلے کے سلف صالحین کا عمل اور اجماع ہے اور اس بارے میں امام شافعی پر لوگوں نے طرح طرح کی باتیں بھی کہیں اور یہ ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تشہد جسے امام شافعی نے اختیار کیا ہے اور جو انکو خود نبی علیہ السلام نے سکھائی تھی، اس میں نبی علیہ السلام پر درود کا ذکر نہیں، اسی طرح جن بزرگوں نے نبی علیہ السلام سے تشہد کے الفاظ نقل کئے مثلاً حضرت ابومرہ، ابن عباس، جابر، ابن عمر، ابوسید خدی، ابوموسیٰ اشعری، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم جمعین ان میں سے کسی نے بھی تشہد کے الفاظ میں درود شریف کا ذکر نہیں کیا، حضرت ابن عباس و جابر رضی اللہ عنہم نے تو یہ بھی فرمایا

کہ نبی علیہ السلام ہم کو تشہد اس طرح سکھاتے تھے جیسے قرآن مجید کی کوئی سورت سکھاتے ہوں، ایسے ہی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم کو منبر پر تشہد سکھاتے تھے جیسے مکتب میں بچوں کو تعلیم دیتے ہیں، اسی طرح حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی برسر منبر اس کی تعلیم دیتے تھے لیکن ان میں سے کسی نے بھی تشہد میں درود نہ پڑھا کا حکم شامل نہیں کیا۔

علامہ ابن عبدالبر نے کما تشہد کے بارے میں جن لوگوں کا یہ قول ہے کہ نماز میں نبی علیہ السلام پر درود پڑھنا فرض نہیں انکی ایک دلیل حسن بن حراء عن القاسم بن جحیرہ سے مروی یہ حدیث ہے کہ علقمہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا جس طرح میں نے تمہارا ہاتھ پکڑا ہے اسی طرح عبداللہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے تشہد کی تعلیم دی، آگے ساری حدیث نقل کی اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَ رَسُوْلُكَ تک، فرمایا، جب تم نے یہ کہہ لیا تو نماز مکمل کر لی، اب کھڑا ہونا چاہو تو کھڑے ہو جاؤ اور بیٹھنا چاہو تو بیٹھ جاؤ!

علماء نے کہا، اس حدیث میں ان لوگوں کی دلیل ہے جو نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا نہ واجب مانتے ہیں نہ سنت مؤکدہ اور یہ کہ جس نے تشہد پڑھ لی اسکی نماز مکمل ہو گئی چاہے تو کھڑا ہو جائے چاہے تو بیٹھا رہے۔ کہا کہ اگر درود شریف تشہد میں واجب یا سنت ہوتا تو نبی علیہ السلام ضرور اس کو بیان فرمادیتے ان کی یہ دلیل بھی ہے کہ ابوداؤد، ترمذی اور طحاوی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب نماز آخری مسجد سے سر اٹھائے اور وضو پڑھے تو اس کی نماز پوری ہو گئی، یہ الفاظ حدیث طحاوی کے ہیں، اور تمہارے نزدیک جب تک نبی علیہ السلام پر درود نہ بھیجے، تا آنکہ

مکمل نہیں ہوتی، علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ عاصم بن ضمرہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب نمازی بقدر تشدد بیٹھ چکے، پھر وضو توڑ دالے تو اس کی نماز مکمل ہو گئی، ان لوگوں کی دلیل وہ حدیث بھی ہے جو عائشہ نے ابو داؤد سے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کی، فرمایا پھر جو کلام کرنا چاہے اسے اختیار ہے، مطلب یہ کہ یہاں نبی علیہ السلام پر درود شریف بھیجنے کا ذکر نہیں ہوا، ان کی دلیل حضرت فضالہ بن عبید سے مزی یہ حدیث بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز میں دعا کرتے سنا اس نے نہ تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور نہ نبی علیہ السلام پر درود بھیجا تو نبی علیہ السلام نے فرمایا، اُس نے جلدی کی، پھر آپ نے اور دوسروں کو فرمایا، جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنے رب کی حمد و ثناء اور نبی علیہ السلام پر درود سے ابتداء کرے پھر جو چاہے دعا مانگے۔

علمائے فرمایا کہ اس حدیث فضالہ میں اس نمازی کو جس نے نبی علیہ السلام پر درود نہیں بھیجا، نماز ٹوٹنے کا حکم نہیں دیا، اگر درود شریف فرض ہوتا تو آپ ضرور اسے نماز ٹوٹانے کا حکم دیتے جیسا کہ رکوع و سجود مکمل نہ کرنے والے کے متعلق گزر رہا ہے کہ سر کاٹنے سے دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ ان لوگوں کی دلیل یہ بھی ہے کہ حضور علیہ السلام نے اس شخص کو بُری نماز پڑھنے والا نہیں بتایا پس اگر درود شریف نماز کے ان فرائض میں سے ہوتا جن کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی تو آپ نے جس طرح اس شخص کو قرأت، رکوع، سجود اور اطمینان سے نماز پڑھنے کی تعلیم دی، اسی طرح آپ درود شریف کی تعلیم بھی دیتے۔

ان (قائلین عدم وجوب) کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ فرائض ایسی صحیح اور قطعی دلیل سے ثابت ہوتے ہیں جس کے مقابلہ میں اسی قوت کی صحیح دلیل نہ پائی جائے یا پھر ان لوگوں کا اجماع ہو جن کا اجماع محبت مانا جاتا ہے یہ ہے وہ سچے اور عظیم

قاعدہ جس سے بڑے بڑے قابل و ثوق لوگوں نے استدلال کیا ہے۔

قابلین وجوب کے دلائل | ان لوگوں سے نقل اور استدلال دونوں میں اختلاف
کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ امام شافعی اور ان کے پیروکاروں کے مسلک کو شاذ اور مختار
ایجماع کہنا غلط ہے کیونکہ صحابہ کرام اور بعد کے بزرگوں کی ایک جماعت اس کی قائل
ہے جن میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں کیونکہ درود شریف کو
نمازیں واجب مانتے ہیں اور ان کا قول تھا کہ جو کوئی نماز میں نبی علیہ السلام پر درود نہ بھیجے
اس کی نماز ہی نہیں ہوتی ان کا یہ قول علامہ ابن عبدالبر نے تنبیہ میں ذکر کیا ہے اور دوسرے
لوگوں نے بھی اسے ذکر کیا ہے ان میں سے ایک حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ
عنہ ہیں، عثمان بن ابی شیبہ وغیرہ نے شریک، عن جابر الجعفی، عن ابی جعفر محمد بن علی،
انہوں نے ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ میں جب تک نماز میں محمد صلی اللہ
اور انکی آل پر درود نہ بھیجوں اپنی نماز کو مکمل نہیں سمجھتا اور ان میں سے ایک حضرت
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں، حسن بن شیبہ العمری نے علی بن مسیون انہوں نے
خالد بن حسان انہوں نے جعفر بن برقان، انہوں نے حقیق بن تافع اور انہوں نے
ابن عمر رضی اللہ عنہم سے یہ روایت نقل کی کہ نماز، قرأت، تشهد اور نبی علیہ السلام
پر درود بھیجے بغیر نہیں ہوتی اگر ان میں سے کسی کو بھول جاؤ تو سلام کے بعد دو
سجدے (سجدہ سہو) کرو۔

تابعین میں سے (مسک وجوب کے قائل) ابو جعفر محمد بن علی، الشعمی، مقاتل بن
حبان وغیرہ ہیں اور مذاہب مروجہ کے ائمہ میں سے اسحاق بن راہویہ ہیں، وہ فرماتے
ہیں اگر کوئی شخص جان بوجھ کر درود شریف نہ پڑھے تو اس کی نماز صحیح نہیں اور اگر
بھول کر نہیں پڑھا تو امید ہے کہ اس کی معافی ہو جائے گی۔

میں کہتا ہوں، امام اسحق کی اس سلسلہ میں دو روایتیں ہیں جن کو حرب نے اپنے مسائل میں ذکر کیا ہے: باب الصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد التشہد کہا، میں نے امام اسحق سے پوچھا کہ جب کوئی شخص تشہد پڑھے اور نبی علیہ السلام پر درود نہ بھیجے، انہوں نے کہا میں تو کہتا ہوں کہ اس کی نماز جائز اور صحیح ہے لیکن امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک صحیح نہیں، اس کے بعد انہوں نے کہا، میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت پر عمل کرتا ہوں، حرب نے کہا میں نے ابو یعقوب یعنی اسحق کو فرماتے سنا، جب کوئی تشہد سے فارغ ہو جائے، امام ہو یا مقتدی نبی علیہ السلام پر درود بھیجے اس کے بغیر اسے کسی چیز کی اجازت نہیں کہو نہ صحابہ کرام نے عرض کیا تھا کہ ہم نے سلام کو توجان لیا یعنی تشہد اور اس میں سلام، درود کیسے پڑھیں؟ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلَائِکَتَهُ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ حضور علیہ السلام نے اس کی کیفیت بتا کر تفسیر کر دی، پس کم از کم درود شریف کی جو صورت تم کو نماز میں کافی ہو وہ تشہد کے بعد کہہ لو، آخری قعدہ میں تشہد اور سرکار پر درود شریف پڑھنا دو انگ اور مساوی مرتبہ کے حکم ہیں ان میں سے کسی ایک کو عمداً چھوڑ دینا کسی کے لئے جائز نہیں اگر بھول کر رہ جائے تو ہم کو امید ہے کہ نماز جائز ہو جائے گی، حالانکہ بعض علمائے حجاز نے فرمایا، نبی علیہ السلام پر درود چھوڑ دینا جائز نہیں اگر کسی نے چھوڑ دیا تو نماز اس پر پڑھے۔ (کلام ختم)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی اس مسئلہ میں مختلف مسائل امام احمد بن حنبل | روایتیں ہیں، مروزی کی روایت یہ ہے کہ ابو عبد اللہ (امام احمد) سے کہا گیا کہ ابن راہویہ کہتے ہیں، اگر کوئی شخص نماز میں نبی علیہ السلام پر درود نہ بھیجے اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے تو آپ نے کہا، میں تو اس کی جرأت نہیں کر سکتا اور کبھی فرمایا، یہ قول شاذ ہے، اور مسائل ابی زرعہ دمشقی میں امام احمد کا

یہ قول لکھا ہے کہ پہلے تو میں اس مسئلہ میں ڈال ڈال تھا، پھر مجھے یقین ہو گیا کہ نبی علیہ السلام پر درود بھیجنا واجب ہے، اس سے ظاہر ہو گیا کہ امام نے عدم وجوب کے اپنے پہلے قول سے رجوع فرمایا تھا، رہا تمہارا یہ کہنا کہ امام شافعی سے پہلے بزرگوں کا عمل اور عدم وجوب پر اجماع عدم وجوب کی دلیل ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یا تو تم نمازیں لوگوں کا جو عمل رہا ہے اس سے استدلال کرو گے یا یہ کہو گے کہ عدم وجوب پر اجماع ہو چکا ہے، اگر لوگوں کے عمل سے دلیل پکڑو تو یہ تمہارے خلاف ہماری سب سے مضبوط دلیل ہے کیونکہ لوگوں کا عمل تو ایک کے بعد دوسرے اور اس کے بعد تیسرے چوتھے، ہر زمانے میں تشہد میں نبی علیہ السلام پر درود پڑھنے پر ہے خواہ امام ہو خواہ مقتدی، خواہ اکیلا، معزز بھی اور متفق بھی، یہاں تک کہ اگر ایک ایک نمازی سے پوچھا جائے کہ تو نے نمازیں نبی کریم علیہ السلام پر درود بھیجا ہے؟ تو وہ اثبات میں ہی جواب دے گا اور یہاں تک کہ اگر کوئی امام نبی علیہ السلام پر درود بھیجے بغیر سلام پھر دے اور مقتدیوں کو بہتہ چل جائے تو وہ اس کی سخت مخالفت کریں گے (بلکہ مرمت کریں گے) اور اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جاسکتا پس تمام امت کا عمل تمہارے خلاف ہماری مضبوط ترین حجت ہے پس اب تمہارے لئے یہ کہنے کی گنجائش کیسے رہ گئی کہ امام شافعی سے پہلے سلف صالحین کا عمل وجوب کی نفی کرتا ہے؟ اور یہ کہ سلف صالحین نے جھوٹ بولا ہے، ان میں سے کوئی بھی نمازیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھتا تھا حالانکہ ایسا کہنا سب سے بڑا جھوٹ ہے اور اگر تمہاری دلیل یہ ہے کہ اہل اجماع نے عدم وجوب کا قول کیا ہے تو پہلی بات تو یہ ہے کہ اسکو عمل نہیں کہا جاتا دوسری یہ کہ یہ قول اہل اجماع کا نہیں یہ صرف امام حنیفہ، امام مالک اور ان کے سابقین کا مذہب ہے۔ انتہائی بات جو کہی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ بہت سے اہل علم کا

کا مذہب ہے اور اس میں بہت سے صحابہ کرام، تابعین عظام اور ارباب مذاہب کا اختلاف ہے جیسا کہ گزر چکا ہے پس یہ ہیں ابن مسعود، ابن عمر اور ابو مسعود، الشیبی، مقاتل بن حیان، جعفر بن محمد، اسحق بن راہویہ اور امام احمد اپنے آخری قول کی رو سے، یہ سب حضرات تشہد میں نبی علیہ السلام پر درود پڑھنے کو واجب مانتے ہیں، جب ان جیسے ائمہ کا اختلاف ہو گیا تو مسلمانوں کا اجماع کہاں رہا؟ او سلف صالحین کا عمل کہاں رہا؟ جب کہ یہ حضرات سلف صالحین کے فاضل ترین افراد میں سے ہیں، رضی اللہ عنہم، یہ حال ہے ان لوگوں کا جنہوں نے نہ علما کے مذاہب کی چٹان پھٹک کی اور نہ مقام اجماع و نزاع کو سمجھا۔

اب یہ کہنا کہ اس مسئلہ میں بہت سے لوگوں نے امام شافعی کو برا بھلا کہا تو سبحان اللہ! اس مسئلہ میں انہوں نے کیا برا کیا؟ یہ تو ان کے مذہب کی خوبیوں میں سے ایک خوبی ہے، پس کونسی کتاب، کونسی سنت اور کون سے اجماع کی امام شافعی علیہ الرحمہ نے مخالفت کر دی؟ آپ نے تو وہ کچھ فرمایا جو دلائل شرعیہ کا تقاضا ہے اور جس کی صحت پر دلائل قائم ہو چکے ہیں اور جو بلا اختلاف نماز کی تکمیل ہے چاہے واجب کہہ لیجئے چاہے مستحب، پس امام کی رائے میں یہ واجبات ہیں سے اور دلائل وہ ہیں جن کو ہم انشا اللہ عنقریب ذکر کریں گے تو نہ تو کسی اجماع کی آپ نے مخالفت کی اور نہ کسی نص کی پھر آخر کس وجہ سے ان کو برا بھلا کہا جاتا ہے، قابلِ مذمت تو وہی ہے جو انکی برائی کرتا ہے اور یہ کہنا کہ یہ ہے تشہد عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی جس کو امام شافعی نے اختیار کیا ہے اور یہی تشہد ہے جس کی تعلیم ان کو نبی علیہ السلام نے دی تھی الخ تو امام شافعی نے جس نسخے کو اختیار کیا ہے میں نے بھی اس میں یونہی پایا ہے البتہ امام شافعی نے حضرت عبد اللہ بن عباس سے مروی تشہد کو اختیار کیا ہے، ہاں! حضرت عبد اللہ بن مسعود

رضی اللہ عنہ کی تشہد کو امام ابوحنیفہ اور امام احمد نے اختیار کیا ہے اور امام مالک نے حضرت عمر سے مروی تشہد کو اختیار کیا ہے، خلاصہ یہ کہ ہم اس کا جواب کسی طرح سے دے سکتے ہیں:-

اول یہ کہ اس دلیل کی رو سے ہم بھی وجوب تشہد کا قول کرتے ہیں، لیکن ایک چیز جو واجب ماننے سے دوسری کے وجوب کی نفی تو نہیں ہو جاتی اور یہ تو کسی نے نہیں کہا کہ تعدہ میں جو لچھ واجب ہے وہ سب کا سب صرف تشہد ہے پس اگر تشہد کی تعلیم والی حدیثوں میں درود شریف کا حکم موجود نہیں تو کسی اور دلیل سے بھی درود شریف کا وجوب ثابت ہو سکتا ہے۔

دوم یہ کہ نہ لوگ سلام کو واجب مانتے ہو حالانکہ احادیث تشہد میں حضور علیہ السلام نے صحابہ کو سلام کی تعلیم نہیں دی اب اگر تم یہ کہو کہ ہم سلام کو اس حدیث کی بنا پر واجب مانتے ہیں جس میں ارشاد ہے تَحْرِيمُهَا الشُّكْبُورُ وَتَحْلِيلُهَا السَّلَامُ نماز کی تحریم نجس ہے اور تحلیل سلام، تو ہم سے کہا جائے گا کہ ہم بھی نبی علیہ السلام پر درود واجب مانتے ہیں ان دلائل کی بنا پر جو وجوب کا تقاضا کرتے ہیں، اب اگر صرف تشہد کی تعلیم وجوب درود کے خلاف ہے تو یہی دلیل سرکار پر سلام کے وجوب کے بھی خلاف ہوگی اور اگر یہ وجوب سلام کے خلاف نہیں تو وجوب درود کے خلاف بھی نہیں۔

سوم یہ کہ نبی اکرم علیہ السلام نے جس طرح صحابہ کرام کو تشہد کی تعلیم دی اسی طرح اپنے اوپر درود بھیجنے کی بھی تعلیم دی، اب یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ آپ کی تعلیم تشہد تو واجب ہونے کی دلیل بن جائے اور تعلیم درود واجب ہونے کی دلیل نہ بنے، پھر اگر تم یہ کہو کہ جو تشہد سرکار نے صحابہ کرام کو سکھائی تھی وہ نماز والی تشہد تھی اسی لئے اس میں آپ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی بیٹھے تو

یہ کہے التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ الخ رہا سرکار پر درود پڑھنے کا طریقہ، تو وہ مطلق ہے
(خواہ نمازیں ہو، خواہ باہر) تو جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ پھر تو وہ درود شریف جو
حضور نے صحابہ کرام کو بتایا تھا، وہ بھی نماز ہی میں تھا۔

اس کی دو وجہیں ہیں، ایک تو وہ حدیث جو محمد بن ابراہیم النبی سے مروی
ہے اور صحابہ کرام کا یہ کہنا کہ جب ہم نمازیں پڑھیں تو آپ پر کس طرح درود بھیجیں؟
یہ حدیث گزری چکی ہے، دوسری یہ کہ جس درود شریف کے بارے میں صحابہ کرام
نے نبی علیہ السلام سے بتانے کی عرض کی تھی وہ اس سلام کی طرح تھا جس کا
اظہار انہوں نے حضور کی خدمت میں کیا تھا کیونکہ انہوں نے یہ عرض کیا تھا
هَذَا السَّلَامُ عَلَيْكَ قَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ "آپ پر
سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہم سمجھ گئے، صلوٰۃ کیسے بھیجا کریں؟" اور یہ تو معلوم ہی ہے
کہ جس سلام کو وہ سلام سمجھ چکے تھے وہ یہی سلام تھا جو نمازیں پڑھا جاتا ہے
السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ پس لازم ٹھہرا کہ جس
درود کو اس سلام کے ساتھ ملا یا گیا ہے وہ بھی نماز ہی میں ہوا اور انشاء اللہ اس
کی پوری تقریر آگے آئے گی۔

چہ سارم: اگر یہ بات مان بھی لی جائے کہ تشدد والی حدیثیں حضور علیہ السلام پر
درود کو واجب ماننے کی نفی کر رہی ہیں پھر بھی اس کے وجوب کے دلائل ان
پر مقدم ہیں اس لئے کہ عدم وجوب کا دار و مدار باحتِ احلیہ پر ہے اور وجوب
دلائل سے ثابت ہے اور ثبوت منطقی پر مقدم ہوتا ہے اور ایسا کیونکر نہ ہو جبکہ
دلائل میں کوئی متعارض ہی نہیں کیونکہ تعلیم تشدد کی جو روایات اور دلیلیں تم نے
پیش کی ہیں ان سے زیادہ سے زیادہ یہی ثابت ہوتا ہے کہ تشدد واجب ہے
اور درود شریف کے وجوب سے یہ روایات خاموش ہیں اور بعض روایات کے

دو جوب سے خاموش ہونے اور بعض دوسرے دلائل کا وجوب کو ثابت کرنے میں کوئی
تعارض نہیں کجا کہ عدم وجوب کو وجوب پر مقدم مان لیا جائے۔

پنجم: صحابہ کرام کو تشدد کی تعلیم پہلے دی گئی ہے بلکہ یہ اس وقت دی گئی ہے
جب نماز فرض ہوئی تھی لیکن حضور علیہ السلام پر درود شریف پڑھنے کی تعلیم اس کے
بعد اس وقت دی گئی جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّؐ
اور یہ بات سب جانتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ سورہ احزاب کی ہے اور سورہ احزاب حضور
علیہ السلام کے حضرت زینب بن جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح اور ازواج مطہرات
کے واقعہ تنخییر کے بعد نازل ہوئی ہے لہذا یہ (حکم درود شریف) فرض تشدد کے بعد کا واقعہ
ہے، اب اگر یہ بات مان بھی لی جائے کہ تشدد کا فرض ہونا سرکار پروردگار کے واجب
ہونے کے منافی ہے تو وجوب درود تو بہر حال بعد کی بات ہے، لہذا یہ اس منافیات
کے لئے ناسخ ہوگا۔

اس صورت میں اور اس سے پہلی صورت میں فرق یہ ہے کہ اس صورت میں وجوب
کے دلائل پہلے ماننے لازم ہیں تاکہ وجوب ان پر مرتب ہو اور پہلی صورت میں دلائل وجوب
اباحتِ اسلحہ کو ختم کرنے کے لئے تھے (یعنی اباحتِ اسلحہ سے وجوب کی طرف
منتقل کرنے کے لئے) تقدم و ماخر سے قطع نظر کرتے ہوئے۔ رہی یہ بات کہ درود
شریف کا حکم تشدد کے بعد دیا گیا ہے سو اس کی دلیل صحابہ کرام کا یہ قول ہے کہ سرکارِ آپ
پر سلام کا طریق تو ہم پہچان چکے، اب آپ پر درود کس طرح پڑھیں؟ اور یہ تو معلوم ہی
ہے کہ وہ سلام جس کا ذکر تشدد کے ساتھ کیا گیا ہے اس کو نماز میں تشدد کے بغیر پڑھنا
تو جائز نہیں۔ واللہ اعلم!

اور یہ کہنا کہ جو لوگ درود کو نماز میں فرض نہیں ملتے ان کی دلیل حضرت
ارالہ وہم | عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وہ روایت ہے جس میں سرکار نے فرمایا

”جب تم نے یہ کہہ لیا، تو نماز مکمل کر لی اب اگر کھڑا ہوتا چاہو تو کھڑے ہو جاؤ اور بیٹھنا چاہو تو بیٹھ جاؤ، یہاں حضور علیہ السلام نے درود کا ذکر نہیں فرمایا تو اس کے کئی جواب ہیں، اول یہ کہ یہ جملہ سرکار نے نہیں فرمایا بلکہ راوی نے اپنا کلام روایت میں درج کر دیا ہے، اس بات کو آئمہ حفاظ نے بیان فرمایا ہے۔

امام دارقطنی نے اپنی کتاب العلل میں فرمایا، اس روایت کو حسن بن الحر نے ناسم بن مجمرہ سے، انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبد اللہ سے انہوں نے محمد بن عجلان اور حسین الجعفی اور زہیر بن معاویہ اور عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان عباؤں سے نقل کیا ہے اب ابن عجلان اور حسین الجعفی تو اس کے الفاظ متن پر متفق ہیں لیکن زہیر نے ان دونوں کے کلام کے آخر میں کچھ اضافہ کر کے وہ الفاظ بھی درج کر دیئے جو زہیر سے بعض راویوں سے سن کر حدیث نبوی میں درج کر دیئے تھے اور وہ زائد الفاظ یہ تھے اِذَا قَضَيْتَ هَذَا اَوْ فَعَلْتَ هَذَا فَقَدْ قَضَيْتَ صَلَاتَكَ ”جب تم نے یہ مکمل کر لیا تو اپنی نماز مکمل کر لی، اب کھڑا ہونا چاہو تو کھڑے ہو جاؤ الخ یہی حدیث زہیر سے شبابہ بن سوار نے نقل کی ہے لیکن انہوں نے نبی علیہ السلام کے الفاظ کو الگ ظاہر کیا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ یہ کلام عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے اسی طرح ابن ثوبان نے حسن بن الحر سے یہ روایت نقل کرتے وقت حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے کلام کو نبی علیہ السلام کے قول سے الگ ظاہر کیا ہے اور یہی صحیح ہے اور (امام دارقطنی نے) کتاب السنن میں فرمایا کبھی حدیث زہیر بن الحر سے روایت کیا جاتا ہے، پھر زائد الفاظ ذکر کر کے فرمایا، بعض راویوں نے زہیر سے نقل کرتے وقت یہ الفاظ بڑھا دیئے اور ان کو کلام نبوی کے ساتھ ملا دیئے اور شبابہ نے عبد اللہ بن مسعود کے کلام کو نبی علیہ السلام کے الفاظ سے الگ تفصیل کر دیا ہے اور یہ کہا کہ یہی صحیح تر ہے کہ یہ سرکار کے الفاظ نہیں بلکہ اس راوی

کے اپنے الفاظ ہیں جس نے ادراج کیا ہے اس لئے کہ ابنِ ثوبان نے اس روایت کو حسن بن الحر سے اسی طرح روایت کیا ہے اور اخیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود کا قول ذکر کیا ہے اور اس لئے بھی کہ حسن بن الحر سے تین حضرات یعنی حسین ابی جعفر، ابنِ عجلان اور محمد بن ابان جو روایت نقل کی ہے اس میں یہ الفاظ بالاتفاق چھوڑ دیئے گئے کہ صرف زہبیر نے ان کا ذکر کیا ہے حالانکہ حضرت عبداللہ سے جن لوگوں نے علتہ یا کسی دوسرے راوی کے طریق سے تشہد نقل کی ہے یہ الفاظ بالاتفاق اس میں موجود ہیں (جو کہ ابنِ مسعود کے ہیں) پھر (دارقطنی) نے شہابہ کی روایت ذکر فرمائی اور حضرت ابنِ مسعود کے قول کو قولِ نبوی سے الگ کیا، پھر فرمایا، شہابہ ثقہ راوی ہے۔ حدیث کے آخری حصے کو مکمل نقل کیا اور اسے قولِ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ قرار دیا ہے، قولِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرار نہیں دیا۔

اور اسی حدیث کو ابو جبر خطیب نے "الفصل بوصول"

خطیب بغدادی کا تیسرا حصہ میں ذکر کیا اور ان لوگوں کی تائید کی جو حضرت عبداللہ

بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ اقدس سے الگ قرار دیتے ہیں اور واضح طور پر کہا کہ یہ زیادتی حضور علیہ السلام کے قولِ اقدس پر اضافہ ہے۔

سوال اگر یہ سوال کیا جائے کہ تم نے خود حضرت عبداللہ بن مسعود کا مسلک نقل کیا کہ نماز میں نبی علیہ السلام پر درود پڑھنا واجب ملتے ہیں اور یہاں

ہم آپ سے اتفاق کر لیتے ہیں کہ یہ الفاظ (اِذَا قُضِيَتْ هَذَا) اَوْفَعَلْتَ هَذَا فَقَدْ قُضِيَتْ صَلَاتُكَ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہیں، تو

اس صحت میں ان کا یہ قول خود ان کے مسلک کو باطل کر رہا ہے اب اگر یہ الفاظ حدیثِ کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو پھر نماز میں درود شریف کے واجب نہ ہونے پر

نص ہوگی اور اگر یہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کلام کا جزو ہے تو یہ ان کے اس مسک کو باطل کر دے گا جو تم نے خود نقل کیا ہے، یہ اعتراض بہت مضبوط ہے۔

جواب : اس کے کئی جواب دیئے گئے ہیں، پہلا جواب قاضی ابوالطیب نے دیا ہے کہ اِذَا قُلْتُمْ هَذَا کا مطلب یہ ہے کہ جب یہ الفاظ تم نے کہہ لئے تو نماز مکمل ہونے کے قریب ہوگئی اس کی دلیل یہ ہے کہ ہم سب کا اس پر اتفاق ہے کہ نماز صرف تشدد سے مکمل نہیں ہوتی۔ ویسے یہ جواب کمزور ہے کیونکہ آپ نے فرمایا یہ ہے کہ اب اگر کھڑا ہونا چاہو تو کھڑے ہو جاؤ اور بیٹھنا چاہو تو بیٹھ جاؤ اور جو شخص نبی علیہ السلام پر درود کو واجب مانتا ہے اس کے نزدیک بیٹھنے اور کھڑا ہونے میں نمازی کو اختیار نہیں رہتا جب تک کہ وہ درود شریف نہ پڑھ لے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث تشدد کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہے کیونکہ صحابہ کرام نماز میں کہا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ عَلٰی لَدُنَّیْ "اللہ پر سلام" تو حضور علیہ السلام نے فرمایا، اللہ خود سلام ہے، لہذا یوں کہا کرو! آگے اسکو تشدد کی تعظیم دی، اب آپ کے فرمان اِذَا قُلْتُمْ ذٰلِكَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُکَ کا مطلب یہ ہوگا کہ جب تشدد کے ساتھ دوسرے ارکان مثلاً رکوع، سجود، قرائت، سلام مل گئے تو تمہاری نماز مکمل ہو گئی، دیکھتے نہیں کہ اس موقع پر سرکار نے سلام کا ذکر نہیں فرمایا حالانکہ یہ بھی نماز کے قرائن میں سے ہے (احناف کے نزدیک نہیں) کیونکہ نبی علیہ السلام نے صحابہ کرام کو یہی سکھایا ہے پس بار بار اس کو دہرانے کی ضرورت نہ تھی، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی مثال ایسے ہی ہے جیسے سرکار علیہ السلام نے زکوٰۃ کے متعلق فرمایا تَوَخَّذْ مِنْ اَغْنِیَا تِہُمْ فَتَرَدُّ عَلٰی فَقْرَآئِہُمْ "میروں سے لی جائے اور فقیروں پر لوٹا دی جائے" حالانکہ زکوٰۃ صرف فقیروں کا حق نہیں بلکہ قرآن نے مصارف زکوٰۃ کی تعداد آٹھ بیان فرمائی ہے فقراران میں سے

ایک قسم ہیں تو مراد یہی ہو گا کہ فقہاء پر اور ان کے ساتھ دوسرے مستحقین پر جن کا ذکر قرآن میں کر دیا گیا ہے زکوٰۃ خرچ کی جائے، علماء نے فرمایا، اس کی مثال وہ حدیث پاک بھی ہے جس میں سرکار نے جلد جلد اور بے احتیاطی سے نماز پڑھنے والے کو فرمایا تھا کہ واپس پہا کر نماز پڑھو، تم نے نماز نہیں پڑھی، پھر حضور نے اس صحابی کو وہ کہہ بجالانے کو فرمایا جو اس سے ترک ہو گیا تھا یا نامکمل ادا ہوا تھا چنانچہ آپ نے فرمایا جب نماز پڑھنے کے طرے ہو تو..... الخ اب اس حدیث میں حضور علیہ السلام نے تشدید اسلام کا ذکر نہیں فرمایا حالانکہ اس حدیث کے علاوہ دوسری روایات میں تشدید اور آپ پر سلام بھیجنے کے دلائل موجود ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کو تشدید کی تعلیم اسی طرح دی تھی جس طرح آپ ان کو قرآن کی کسی سوت کی تعلیم دیتے تھے اور آپ نے ان کو یہ بھی بتا دیا کہ یہ انکی نماز کے اندر ہے اور اس پر بھی اگر دلیل موجود ہے کہ نماز سے نکلنے کے لئے لفظ اسلام مقرر ہے، کوئی اور لفظ نہیں، یونہی نبی علیہ السلام پر درود شریف کی دلیل بھی اس حدیث کے علاوہ موجود ہے علماء نے فرمایا، جس طرح حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے تشدید کو فرض ماننے والوں کا استدلال اور مخالفین کا رد جائز ہے جن کا کہنا ہے کہ جب مقدار تشدید بیچھے گیا تو نماز مکمل ہو جاتی ہے چاہے تشدید پڑھے اور یہ ان لوگوں کا بھی رد ہے جو کہتے ہیں کہ جب کوئی آخری سجدہ سے سر اٹھائے تو اس کی نماز مکمل ہو گئی، ان لوگوں کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی روایت میں تکمیل نماز کو تشدید کے ساتھ مشروط کیا ہے لیکن جو لوگ درود شریف کو واجب مانتے ہیں، جائز ہے کہ وہ درود شریف کو واجب کرنے والے دلائل سے استدلال کریں اور جو حدیثیں واجب کر رہی ہیں انکو منکرینِ دُوب کے خلاف حجت بنا کر پیش کر دیا جائے۔

حدیث ابن مسعود سے نفی وجوب پر استدلال کرنیوالوں کا رد | پس حدیث ابن مسعود سے وجوب فخرہ

اور نفی وجوب درود کے استدلال کا جواب یہ ہے کہ ہمارا استدلال تمہارے استدلال سے قوی ہے کیونکہ (وجوب درود پر) ہمارا استدلال کتاب اللہ (قرآن) سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہر زمانے کے مسلمانوں کا عمل ہے اب اگر وجوب درود پر یہ استدلال وجوب تشہد کے استدلال سے قوی تر نہ ہوا تو کم بھی نہیں، اب اگر فقہائے کرام اس مسئلہ (وجوب درود) میں ہم سے اختلاف کریں تو یہ ایسا ہی ہے جیسے فقہاء تم سے وجوب تشہد میں اختلاف کرتے ہیں، اب دلیل حجت کہاں ہے اور کس کے ساتھ اختلاف رہا؟

ثالثاً، ہمارا کوئی مخالف اس اثر (ابن مسعود) سے ہمارے خلاف دلیل نہیں لاسکتا خواہ یہ اثر مرفوع ہو یا موقوف، کیونکہ دلیل لانے والے سے کہا جائے گا کہ یہ زمان جب تم نے یہ کہہ لیا تو تمہاری نماز مکمل ہو گئی، اسی (تشہد) سے خاص ہو گا یا باقی واجبات و ذرائع کو بھی ملحوظ رکھا جائے گا، پہلی صورت تو شرعاً محال و باطل ہے (کیونکہ صرف تشہد سے نماز مکمل نہیں ہو جاتی) دوسری صورت صحیح ہے لیکن یہ دوسرے واجبات نماز جن میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے کے خلاف تو نہیں چڑھائی کہ نبی علیہ السلام پر درود شریف کے واجب ہونے کے خلاف ہو، اسی لئے امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک سلام سے نماز مکمل ہوتی ہے اور نطق سلام ان کے نزدیک واجب ہے، یونہی اگر تشہد کے لئے بیٹھنا بھول جائے تو نماز نہیں ہوتی، اسی طرح اگر نمازی پر سجدہ سہواً آجائے تو اس کے بغیر نماز مکمل نہ ہوگی حالانکہ ان صورتوں کا اس حدیث میں ذکر نہیں۔

چوتھا جواب: | رابعاً امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک تشہد فرض نہیں بلکہ

اگر نماز ہی بقدر تشدد بیٹھ گیا تو نماز مکمل ہو گئی تشدد پڑھے یا نہ پڑھے حالانکہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ تشدد کے بغیر نماز مکمل ہوتی ہی نہیں اب اگر تمہارا استدلال صحیح ہو کہ نماز تو تشدد سے مکمل ہو جاتی ہے لہذا اس کے بعد درود شریف واجب نہیں تو یہ خود تمہارے خلاف دلیل قائم ہو گئی کیونکہ تم تشدد کو واجب نہیں مانتے جبکہ اس روایت میں نماز کی تکمیل کو تشدد کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے، اب تو تمہارا یہ کہنا کہ تشدد فرض نہیں باطل ہو گیا اور اگر یہ استدلال غلط ہے تو وجوب کے دلائل سے اس کا معارضہ نہ رہا اور تمہارا یہ کہنا کہ نماز میں نبی علیہ السلام پر درود بھیجنا واجب نہیں باطل ٹھہرا لہذا تمہاری بات دونوں صورتوں میں غلط ہوئی۔

پھر اگر تم یہ کہو کہ ہم اس اعتراض کا اس طرح جواب دے سکتے ہیں کہ فرمانِ رسول

ایک اور اعتراض اور اس کا رد

صلی اللہ علیہ وسلم جب تم نے یہ کہہ لیا تو تمہاری نماز مکمل ہو گئی، اس سے مراد یہ ہے کہ وہ واجبات اور مستحبات جو بیٹھنے سے پہلے تھے وہ سب مکمل ہو گئے تو تم سے جواباً یہ کہا جائے گا یہ بات تو جو لوگ وجوبِ درود کے منکر ہیں ان کے قول کے مطابق بھی غلط ہے اور جو درود شریف کو واجب مانتے ہیں ان کے قول کے مطابق بھی غلط ہے کیونکہ جو لوگ وجوبِ درود کی نفی کرتے ہیں وہ اس بات میں تو اختلاف نہیں کرتے کہ نماز کو درود شریف پڑھ کر مکمل کیا جانا مستحب ہے اور بہتر تکمیل وہی ہے جو درود شریف کے ساتھ کی جائے اور جو لوگ درود شریف کو واجب مانتے ہیں وہ یہ کہتے کہ نماز کا وجوب اس وقت تک مکمل نہ ہو گا جب تک درود شریف نہ پڑھا جائے پس ان دونوں صورتوں میں تمہارا استدلال قطعاً ناممکن ہوا۔

اور یہ جو کہا ترمذی و ابو داؤد نے عبد اللہ بن عمر

حدیث عبد اللہ بن عمر استدلال کا جواب

رضی اللہ عنہما کی جو روایت نقل کی ہے اس

میں ہے جب سجدہ سے سر اٹھالیا تو نماز مکمل ہو گئی۔ اس کا جواب کئی طرح سے دیا جاسکتا ہے۔

اول یہ روایت ضعیف ہے چند وجہ سے، پہلی یہ کہ ترمذی نے فرمایا، اس کی استاد قوی نہیں، اس کے راویوں میں اضطراب ہے، دوسری یہ کہ اس کے راویوں میں عبد الرحمن بن زیاد بن اعمق فرقہ ہے جس کو ایک سے زائد ائمہ نے ضعیف قرار دیا ہے، تیسری یہ کہ بکر بن سواد نے اس کو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے حالانکہ ان سے اس کی ملاقات نہیں ہوئی، پس روایت منقطع ہوئی، چوتھی وجہ ضعف یہ ہے کہ اس کی سند میں اضطراب ہے جیسا کہ ترمذی نے فرمایا۔ یہ بات شق اول میں آچکی ہے، پانچویں یہ کہ اس کے متن میں اضطراب ہے، کبھی تو راوی کہتا ہے ”جب نمازی نے سجدہ سے سر اٹھالیا تو اس کی نماز پوری ہو گئی“ حالانکہ ترمذی اور ابوداؤد کے الفاظ اور ہیں اور وہ یہ ہیں کہ ”جب نمازی آخری قعدہ میں بیٹھا اور سلام پھیرنے سے پہلے دانستہ بے وضو ہو گیا تو اس کی نماز پوری ہو گئی“ امام طحاوی نے اس روایت کو اور الفاظ سے نقل کیا ہے کہ ”جب امام نے نماز پوری کر لی اور آخری قعدہ بیٹھ گیا، پھر امام یا کسی مقتدی نے سلام سے پہلے وضو توڑ دیا تو اس کی نماز پوری ہو گئی اب ٹوٹنے کی ضرورت نہیں“ یہ معنی پہلے معنی سے مختلف ہے، طحاوی نے فرمایا، کبھی اس روایت کو اور الفاظ میں نقل کیا جاتا ہے، ”جب نمازی نماز کے آخر میں سجدہ سے سر اٹھائے اور تشہد پڑھ لے پھر وضو توڑے تو اسکی نماز مکمل ہو گئی“ ان تمام روایات کا دار و مدار افریقی پر ہے اور ممکن ہے کہ یہ لفظی اختلاف اس کے حافظے کی کمزوری کی وجہ سے ہو۔ واللہ اعلم۔

حضرت علی کی روایت کا تجزیہ | اور حضرت علی کا فرمان کہ جب نمازی مقدر تشہد بیٹھ چکا تو اس کی نماز مکمل ہو گئی، سو اس

کا جواب یہ ہے کہ علی بن سعید کہتے ہیں۔ نے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے متعلق پوچھا جس نے تشدد کو چھوڑ دیا تو انہوں نے فرمایا، دوبارہ نماز پڑھے، میں نے کہا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت میں آیا ہے کہ جو کوئی مقدار تشدد بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ تو انہوں نے جواب دیا، یہ روایت صحیح نہیں اور نبی علیہ السلام سے ایسی روایات بھی مری ہیں جو حضرت علی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کی روایت کے خلاف ہیں۔

یہ کہنا کہ عجمی نے ابو دائل، انہوں نے عبداللہ سے تشدد کا بیان کیا اور کہا، پھر نمازی جو کلام پسند کرے کرے۔ یہاں بھی درود شریف کا ذکر نہیں کیا، سو اس کا جواب یہ ہے کہ اس روایت سے زائد سے زائد جو چیز ثابت ہو رہی ہے وہ یہ کہ اس میں درود شریف کے وجوب کا ذکر نہیں لیکن اس سے ان حدیثوں کا معارضہ تو نہیں ہو سکتا جن سے وجوب درود ثابت ہوتا ہے جیسا کہ اس کی تقریر گزر چکی ہے۔

سوال: حدیث فضالہ بن عبیدہ وجوب کی نفی پر دلالت کرتی ہے؟

جواب: حدیث فضالہ تو اس مسئلہ میں ہماری دلیل ہے کیونکہ نبی علیہ السلام نے ان کو تشدد میں درود شریف پڑھنے کا حکم دیا ہے اور آپ کا حکم وجوب کے لئے ہے، آپ کا یہ حکم تو ایسا ہی ہوا جیسے آپ نے تشدد کا حکم دیا، جب آپ کا حکم تشدد اور درود دونوں کو شامل ہے تو پھر دونوں کے درمیان فرقی کرنا سبب زری۔

سوال: اگر تم کہو کہ ہمارے نزدیک تو تشدد واجب ہی نہیں (لہذا معافہ ختم)

جواب: ہم جواباً کہیں گے کہ یہ حدیث دونوں مسئلوں میں تمہارے خلاف ہماری دلیل ہے اور دلیل کی پیروی لازم ہے۔

سوال : نبی علیہ السلام نے اس نمازی کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا جس نے درود شریف چھوڑ دیا، اگر درود شریف فرض ہوتا تو آپ اس کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیتے، ٹھیک اسی طرح جیسے آپ نے اس شخص کو نماز ٹوٹنے کا حکم دیا تھا جس نے ارکان نماز صحیح طور پر پڑھ کر ادا نہیں کئے تھے؟

جواب : اس کا جواب چند طرح سے دیا جاسکتا ہے۔ اول اس نمازی کو درود شریف واجب ہونے کا علم نہ تھا لہذا اس نے غیر ضروری سمجھ کر درود شریف چھوڑ دیا تھا، اب حضور علیہ السلام نے اس کو نماز ٹوٹنے کا حکم تو نہ دیا لیکن آئندہ نماز میں درود شریف پڑھنے کا حکم دے دیا، اب سرکار کا اس شخص کو آئندہ نماز میں درود شریف پڑھنے کا حکم دینا اس کے واجب ہونے کی دلیل ہے اور پڑھی ہوئی نماز کو ٹوٹنے کا حکم نہ دینا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ نے وجوب کا علم نہ رکھنے والے آدمی کو معذور رکھا، آپ کا یہ طرز عمل ٹھیک اسی طرح تھا جیسے آپ نے جلدی جلدی نماز پڑھنے والے شخص کو نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم تو دیا لیکن اس کو پہلے پڑھی گئی نمازوں کے ٹوٹنے کا حکم نہ دیا حالانکہ آپ نے اس کو یہ بتا دیا تھا کہ صحیح نماز صرف اسی طرح پڑھی جاسکتی ہے، یہاں بھی اس کو جہالت کی وجہ سے معذور قرار دیا۔

سوال : ابھی تو تم کہتے تھے کہ نبی علیہ السلام نے اس شخص کو بنا بر جہالت کے معذور قرار نہیں دیا بلکہ آپ نے اس کو نماز ٹوٹنے کا حکم فرمایا اور ابھی کہہ رہے ہو کہ سرکار نے اس کو معذور قرار دیا؟

جواب : وقت باقی تھا اور اس شخص کو نماز کے ارکان بھی معلوم ہو گئے لہذا اس پر عمل کرنا واجب ہو گیا۔

سوال : اگر درود شریف فرض تھا تو جیسے حضور علیہ السلام نے نامکمل ادا

کرنے والے کو نماز تو ٹاٹے کا حکم دیا تھا، درود شریف چھوڑنے والے کو نماز دوبارہ ادا کرنے کا حکم کیوں نہ دیا؟

جواب : نبی علیہ السلام کا اس شخص کو درود شریف پڑھنے کا حکم دینا واجب ہونے کی محکم و مضبوط دلیل ہے، ہو سکتا ہے کہ اس شخص نے جب نبی علیہ السلام سے درود شریف پڑھنے کا حکم سنا تو اس نے بغیر مزید حکم دینے نماز تو ٹاٹالی ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ نفل نماز ہو جس کا ٹاٹانا کچھ ضروری نہ تھا، علاوہ بریں اور بھی احتمالات ہیں، لہذا ہم اسے شبہات و احتمالات رقیقہ کی بنا پر ظاہری امر کی دلیل محکم کو نہیں چھوڑ سکتے۔ واللہ اعلم!

پس فضالہ کی روایت کردہ حدیث یا تو ہر دو اقوال (وجوب و عدم وجوب) پر برابر برابر دلالت کرے گی، اس صورت میں دلیل نہ رہی یا ہمارے قول کی تائید و تزییح کرے گی جیسا کہ ہم نے ذکر کیا، بہر حال اس صورت میں بھی تمہاری دلیل نہ رہی پس دونوں صورتوں میں اس روایت سے تمہارا استدلال ختم ہوا۔

سوال : جس شخص کی نماز میں خرابی رہ گئی تھی اور سرکار نے اسے یار بار ٹاٹانے کا حکم دیا تھا آپ نے اس کو درود شریف پڑھنے کی تعلیم و تلقین نہیں فرمائی تھی، اگر درود شریف نمازیں فرض ہوتا تو حضور اس کی تعلیم بھی دیتے؟

جواب : اس کے چند جواب ہیں۔ اول یہ کہ اس حدیث کو متاخرین نے ہر اس چیز کی دلیل بنایا ہے جس کو وہ نمازیں واجب نہیں مانتے اور اس کو گنجائش سے زیادہ ہی وسعت دیدی ہے اور جن جن چیزوں کے واجب ہونے میں اختلاف کیا گیا ہے اس کے وجوب کے خلاف طبری مبالغہ آمیزی سے کام لیا ہے پس جس نے فاتحہ کے وجوب کا انکار کیا اس نے بھی اسی حدیث کو دلیل بنایا اور جس نے تشدد کے وجوب کا انکار کیا اس نے بھی اسی کو دلیل بنایا اور

جس نے وجوبِ سلام کی نفی کی اس نے بھی اسی سے استدلال کیا اور جس نے نبی علیہ السلام پر درود کے واجب ہونے کا انکار کیا اس نے بھی اسی کو دلیل ٹھہرایا اور جس نے رکوع و سجود کی تسبیح و ذکر و تعدیل ارکان کے وجوب کی نفی کی اس نے بھی اسی کو حجت بنایا اور جس نے تکبیرات انتقال کے وجوب کی نفی کی اس نے بھی اسی کو دلیل بنایا حالانکہ یہ تمام استدلال کمزور، اور ٹھیلے ڈھلے ہیں ورنہ تحقیق و تدقیق سے دیکھا جائے تو یہ روایت ان میں سے کسی کے وجوب کی نفی نہیں کرتی، انتہائی بات جو کہی جاسکتی ہے وہ یہ کہ حدیث وجوب اور عدم وجوب دونوں سے خاموش ہے پس درود شریف کا دیگر دلائل سے واجب ہونا اس کے خلاف نہیں۔

سوال : نبی علیہ السلام کا کسی بات کا حکم دینے سے خاموش رہنا اس کے عدم وجوب کی دلیل ہے کیونکہ یہ بیان کا موقع تھا اور بوقتِ ضرورت بیان میں تاخیر بالاتفاق جائز نہیں۔

جواب : اس قسم کا استدلال تو کسی کے لئے ممکن نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ یوں کہے نہ نشد واجب ہے، نہ قعدہ، نہ سلام، نہ بیعت، نہ فاتحہ پڑھنا اور نہ کوئی اور شے جس کا اس حدیث میں ذکر نہیں آیا، مزید اضافہ کیجئے کہ نہ تہذیب رخ کھڑا ضروری ہے نہ وقت پر نماز پڑھنا، کیونکہ اس حدیث میں ان کا حکم بھی موجود نہیں، حالانکہ ایسی بات کوئی نہ کہے گا۔

سوال : نبی علیہ السلام نے صحابی کو صرف وہ بات بتائی جس نے اس نے غلطی کی تھی، باقی کسی چیز میں اس نے غلطی نہ کی، لہذا آپ بھی خاموش رہے۔

جواب : اولاً تمام اختلافی امور میں اور اس حدیث کی بنا پر چہن چہروں کے وجوب کی تم نے نفی کی ہماری طرف سے بھی اسی جواب کو کافی سمجھو۔ ثانیاً نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے جن جن اجزاء کا حکم دیا ہے بظاہر ہی ان کے واجب ہونے کی دلیل ہے اور جس صحابی نے جلد جلد نماز ادا کی تھی اس کو درود شریف کا حکم نہ دینے میں کئی وجوہات کا احتمال ہے، ایسا یہ کہ اس شخص نے درود شریف میں غلطی نہ کی بلکہ تعدیل ارکان میں غلطی کا ارتکاب کیا، دوم یہ کہ اس وقت تک درود شریف واجب نہ ہوا تھا، بعد کو ہوا، سوم یہ کہ نبی علیہ السلام نے خاص خاص اہمیت کی باتیں فرمائی ہیں اور صرف وہ امور بتائے جن کو آپ نے اس کی نماز میں ناقص دیکھا، چہارم یہ کہ اس ایک کو لو کہنے سے مراد تمام صحابہ کو تعلیم دینا مقصود تھا کہ ہر کار اکثر اوقات روئے سخن کسی طرف کرتے اور مقصود دوسروں کو سمجھانا ہوتا تھا اور یہ تو صحابہ کرام کے نزدیک طے تھا کہ حضور نے انکو اس بات کی اجازت دے رکھی ہے کہ جاہل کو تعلیم دیں، گمراہ کو ہدایت کریں اور اس میں کیا خرابی ہے کہ کچھ باتیں اس کو آپ نے خود بتائیں اور بعض باتیں آپ کے صحابہ نے بتا دیں، جب یہ تمام احتمالات ہو سکتے ہیں تو ایسی مجمل، مشتبہ روایت نہ دلائل وجوب کا معارضہ کر سکتی ہے اور نہ دوسرے واجبات نماز کا کجا کہ اس کو ان دلائل پر فوقیت دی جائے، صریح اور محکم دلیل کو مشتبہ و مجمل پر فوقیت دینا واجب ہے۔ واللہ اعلم!

اعتراف : فرائض ایسی صحیح دلیل سے ثابت ہوتے ہیں جن کے مقابلہ میں اسی قوت کی کوئی دوسری دلیل نہ ہو اور یا پھر جماع امت سے۔

جواب : اب نماز میں درود شریف کے واجب ہونے کے دلائل سینے۔

وجوبِ درود کے دلائل

اس دعوے پر ہمارے پاس کئی دلائل ہیں:-

پہلی دلیل | اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ

يُصَلُّونَ عَلَى السَّبْحِ يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا
 عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ” بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے
 اس غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) پر درود بھیجتے ہیں، اسے ایمان والو! تم
 بھی ان پر درود بھیجو اور خوب خوب سلام: وجہ استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
 مسلمانوں کو نبی علیہ السلام پر درود و سلام کا حکم دیا ہے اور اس کا مطلق امر و جواب
 پر دلالت کرتا ہے جب تک خلافت و جواب پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور یہ بات طے
 شدہ ہے کہ صحابہ کرام نے حضور اکرم سے اسی درود شریف کے بارے میں
 پوچھا تھا جس کا حکم دیا گیا ہے جس کے جواب میں سرکار نے فرمایا قُولُوا اَللّٰهُمَّ
 صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى اِبْرٰهٖمَ اُوْرِيْهِ يٰ بَیُّرُ طے شدہ بات ہے کہ جس سلام
 کا انہوں نے کہا تھا کہ ہم کو معلوم ہے وہ وہی سلام ہے جو تشدیدیں پڑھا جاتا ہے
 لہذا دونوں باتوں کا موقع و محل ایک ہی ہے جو اس حقیقت کو واضح کرتا ہے
 کہ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کو تشدید کی تعلیم بھی دی اور حکم بھی اور اسی میں سرکار
 پر سلام کی تعلیم بھی تھی، اب صحابہ کرام نے سرکار سے درود شریف کے بارے
 میں پوچھا تو آپ نے درود کو سلام سے تشبیہ دی۔ اس سے واضح ہوا کہ اس حد
 میں جس درود و سلام کا ذکر کیا گیا ہے وہ وہی ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے
 اس کی مزید توضیح اس سے بھی ہو جاتی ہے کہ اگر اس درود و سلام سے مراد
 وہ درود و سلام ہوتا جو نماز سے باہر آپ پڑھیا جاتا ہے، نہ وہ جو نماز میں پڑھا
 جاتا ہے تو پھر جو مسلمان آپ کو سلام کرتا وہ اس طرح کرتا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَتَيْهَا
 النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ صحابہ کرام حضور کی خدمت
 میں جو سلام عرض کرتے تھے اس میں انہی الفاظ کی قید نہ تھی بلکہ کوئی اتنے والوں
 کَمَا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اور کوئی کَمَا اَلسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ اور بسا اوقات

یوں کہتے السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وغیرہ۔ اور صحابہ کرام ابتداء سے حضور کی خدمت میں اسلامی سلام عرض کرتے آئے تھے اور اب جو سلام انہوں نے سکرار سے سیکھا تھا، یہ کوئی اس کے علاوہ ہی ہو سکتا ہے، پس یہ سلام وہ ہے جو نمازیں پڑھا جاتا ہے اس کی مزید وضاحت ابنِ عثیم کی حدیث سے ہو جاتی ہے کَيْفَ نَصَلِّي إِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا فِي صَلَاتِنَا مُجِبِّمِ نمازیں آپ پر درود بھیجیں تو کس طرح بھیجیں؟ اس حدیث کو ائمہ حفاظ کی ایک جماعت نے صحیح قرار دیا ہے جن میں ابنِ خزمہ، ابنِ حبان، حاکم، دارقطنی اور بیہقی شامل ہیں، اس روایت پر حرج اور اس کا جواب گذشتہ صفحات میں گزر چکا ہے۔ جب یہ بات طے ہو گئی کہ جس درود کی کیفیت پوچھی گئی تھی وہ وہی تھا جو نمازیں پڑھا جاتا ہے اور یہ سوال جواب اس درود و سلام کے بارے میں تھا جس کا حکم قرآن کریم میں دیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ درود و سلام واجب ہے اس کے ساتھ نبی علیہ السلام کا حکم بھی ملایا جائے، شاید اس صورت کی طرف امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے یہ فرما کر اشارہ کیا ہے: كُنْتُ أَتَمَيِّتُ ذَلِكَ ثُمَّ تَبَيَّنْتُ فَلَا إِحْسَـ وَاجِبٌ: ”میں اس مسئلہ میں متردد تھا، پھر میں نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ درود و تشریف واجب ہے۔“ امام کا یہ کلام گزر چکا ہے۔ اس استدلال پر کئی سوالات ہیں:-

اس استدلال پر سوالات | پہلا سوال: علامہ حافظ ابنِ عبد البر نے کہا ہے کہ حضور نے جو یہ فرمایا کہ سلام تو وہی ہے جو تمہیں معلوم ہے، اس کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ اس سے مراد وہ سلام ہو جو نمازیں پڑھا جاتا ہے۔ دوسرا یہ کہ اس سے مراد درود ہو۔

دوسرا سوال: یہ ہے کہ تمہارا استدلال یہ ہے کہ نمازیں چونکہ سلام اور

درود تقریباً ملا دیے گئے ہیں اور سلام تو واجب ہے، لہذا جو اس سے ملا ہوا ہے
درود، وہ بھی واجب ہونا چاہئے حالانکہ یہ دلیل بہت کمزور ہے۔
تیسرا سوال یہ کہ ہم سلام کو واجب مانیں، نہ درود کو جب کہ تمہارا استدلال
یہ تھا کہ اگر سلام واجب ہے تو درود بھی واجب ہونا چاہئے۔

پہلا سوال تو بالکل بے تکا ہے، اس کا
رد تو خود حدیث کے الفاظ کر رہے ہیں

ان سوالوں کے جوابات

اول یہ کہ صحابہ کرام نے عرض کیا، یا رسول اللہ! یہ آپ پر سلام بھیجنا تو ہم کو معلوم ہو چکا،
اب آپ پر درود کس طرح بھیجا کریں؟ یہ الفاظ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ
کی روایت میں امام بخاری نے نقل کئے ہیں۔ دوم: نیز صحابہ کرام نے نبی علیہ السلام
سے جس درود و سلام کی کیفیت پوچھی تھی وہی درود و سلام تھا جس کا آیت کریمہ
میں حکم دیا گیا ہے نہ کہ اس سلام کی کیفیت جو نماز میں آتا ہے۔

دوسرا سوال بھی وہی شخص کر سکتا ہے جس نے تقریباً استدلال کو نہ سمجھا ہو، ہم
نے یہ استدلال نہیں کیا کہ درود و سلام چونکہ باہم ملے ہوئے ہیں لہذا اگر ایک واجب
ہو سکتا ہے تو پورے کی وجہ سے دوسرا بھی واجب ہونا چاہئے، ہمارا استدلال تو
یہ ہے کہ ان دونوں باتوں درود و سلام کا حکم قرآن میں آیا ہے لہذا دونوں واجب
ہیں اور ہم نے یہ بیان کیا ہے کہ جس درود کی تعلیم کا صحابہ کرام نے نبی اکرم علیہ السلام
سے سوال کیا تھا وہ نماز میں پڑھا جانے والا درود تھا۔

رہا تیسرا سوال، سو انتہائی لچر ہے کیونکہ اس میں کتاب و سنت کو پیش نظر نہیں
رکھا گیا، بخلاف اس کے تمہارے مخالف کتاب و سنت سے استدلال کر رہے ہیں
اب صحیح اور پختہ دلیل کا معارضہ ایسی کمزور باتوں سے تو نہیں ہو سکتا، اہل علم کا یہ دطیرہ
نہیں کہ چونکہ اقوال مخالفانہ کا رد صرف دلائل سے ممکن ہے، اب اس سلسلہ میں اعتراضات

وجو بات گزر چکے ہیں، یہ تو نہیں ہو سکتا کہ مجتہدین کے اقوال سے دلائل قطعیہ پر معارضہ قائم کیا جائے، دلائل کو باطل کر دیا جائے اور اقوال مجتہدین کو مقدم رکھا رکھا جائے، پھر حدیث رسول و دونوں مسائل میں تمہارے خلاف ہماری حجت ہے کیونکہ یہ نبی علیہ السلام پر درود و سلام دونوں کو واجب قرار دیتی ہے لہذا اسی طرط رجوع کرنا لازم ہے۔

یہ ہے کہ نبی علیہ السلام تشہد میں درود و سلام پڑھا
وجوب کی دوسری دلیل کرتے تھے اور آنحضرت نے ہم کو حکم دیا کہ ہم آپ کی طرح نماز پڑھیں اور یہ دلیل ہے کہ نمازیں بجز ان امور کے جن کے عدم وجوب پر دلیل موجود ہے جو کچھ آپ نے کیا واجب ہے۔ پس یہ دو مقدمے ہیں۔

پہلے مقدمے کا بیان یہ ہے کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند میں یہ روایت نقل کی ہے: عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ اسْحَقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ اَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عَجْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي الصَّلَاةِ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلَى آلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلَى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ۔

نبی علیہ السلام درود میں یوں کہا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ اِس رِوَاۃ میں اگرچہ ابراہیم بن ابی یحییٰ موجود ہے جس کو کچھ ائمہ نے مجروح قرار دیا ہے تاہم ایک جماعت نے اس کو ثقہ بھی کہا ہے جن میں امام شافعی، ابن الاصبہانی، ابن عدی اور ابن عقیل شامل ہیں، کچھ حضرات نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔

دوسرے مقدمے کا بیان یہ ہے کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے، اَنْتَيْنَا الشَّيْخُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ

صِبْيَةٍ مُتَقَاتِرُونَ فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عَشْرِينَ لَيْلَةً فَظَنَّا أَنَّا اشْتَقْنَا إِلَى
 أَهْلِنَا وَسَأَلْنَا عَنْ تَرْكِنَا فِي أَهْلِنَا فَلَخَبَرَنَا هُوَ وَكَانَ سَرِيقًا سَحَابًا
 فَقَالَ امْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ فَعَلِمُوهُمْ وَمُرُّوهُمْ وَصَلُّوا اكْتَسَارًا أَيُّتُ مَوْنِي
 أَصَلِّي وَإِذَا احْضَرْتِ الصَّلَاةَ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيَتَوَقَّكُمْ
 أَكْبَرُكُمْ۔

”ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم سب
 ہم عمر بڑے تھے، ہم آپ کے پاس بیس دن رہے پھر آپ کو خیال ہوا کہ
 ہم کو گھر والے یاد آئے ہوں گے، آپ نے ہم سے ان لوگوں کے بلے
 میں پوچھا جن کو ہم چھوڑ آئے تھے، ہم نے آپ کی خدمت میں سب کچھ
 بیان کر دیا، سرکار نرم دل اور مہربان تھے، فرمایا، اپنے گھر والوں کی طرف
 جاؤ پس انکو تعلیم دو اور انکو عمل پیرا ہونے کا حکم دو اور جس طرح
 مجھے نماز پڑھتے دیکھ رہے ہو اسی طرح نماز پڑھنا، جب نماز کا وقت
 ہو جائے تو تم میں سے کوئی ایک اذان دے اور جو بڑا ہو، وہ تمہاری
 امامت کر دے۔“

اس استدلال پر جو سوالات اعتراضات کئے گئے ہیں وہ اس کے علاوہ اپنے
 موقع پر ذکر ہوں گے۔

وجوب درود پر تفسیری دلیل فضالہ بن عبید

وجوب درود کی تفسیری دلیل | سے مروی یہ حدیث ہے کہ نبی اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم نے اس سے یا کسی دوسرے صاحب سے فرمایا:-

”جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے لگے تو اللہ تعالیٰ کی حمد شمار بھیجے

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سے ابتداء کرے، پھر جو چاہے دعا مانگے۔“

یہ حدیث گزرجکی ہے اس کو امام احمد اور سیرت نگاروں نے روایت کیا اور اس کو ابن خزمیہ ابن حبان اور حاکم نے صحیح قرار دیا ہے۔

اس حدیث پر اعتراضات | اس حدیث پر کئی طرح سے اعتراض کیا گیا ہے ایک یہ کہ نبی علیہ السلام نے اس نمازی کو درود ترک کرنے پر نماز لوٹانے کا حکم نہیں دیا اس کا جواب پہلے اسچکا ہے۔ دوم یہ کہ یہ دعا پڑھنے کے بعد کی دعا ہے نہ کہ نماز کے اندر کی، اس پر دلیل رشیدین کی وہ روایت ہے جسے امام ترمذی نے جامع ترمذی میں ان الفاظ سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، ایک شخص نے نماز پڑھی اور کہا الٰہی! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے نمازی! جب تو نماز پڑھ کر بیٹھ جائے تو اللہ کی ایسی حمد بیان کر جس کا وہ مستحق ہے اور مجھ پر درود بھیج، پھر اللہ سے دعا مانگ! |

اول یہ کہ رشیدین کو امام ابو زرعه وغیرہ نے ضعیف اس کے کئی جوابات ہیں | قرار دیا ہے لہذا اتنا اس کی روایت دلیل نہیں بن سکتی کجا اس جگہ کہ اپنے سے ثقہ راویوں کی روایات کی مخالفت کر رہا ہے کیونکہ باقی جتنے راویوں نے اس حدیث کو نقل کیا ہے ان الفاظ میں نقل کیا ہے سَمِعَ الشَّيْخَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَدَّيْذَعُو فِي صَلَاتِهِ ”نبی علیہ السلام نے ایک شخص کو نماز میں یہ دعا مانگتے سنا“

دوم یہ کہ رشیدین نے اپنی روایت میں یہ نہیں کہا کہ اس دعا مانگنے والے نے اپنی نماز پڑھنے کے بعد یہ دعا مانگی نہ اس مفہوم کا کوئی لفظ ہے بلکہ الفاظ یہ ہیں فَصَلِّ فَقَالَ أَلْتُمْتَ اغْفِرْ لِي اور یہ اس بات پر دلالت نہیں کرتے کہ اس نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد یہ کہا اور خود حدیث پاک اس پر دلیل ہے کیونکہ

سہ کھانے فرمایا، جب تم میں کوئی نماز پڑھے فَلْيَبْدَأْ بِتَحْنِيدِ اللّٰهِ اور معلوم ہے کہ اس سے مراد یہ نہیں کہ نماز پڑھنے کے بعد اللہ کی تشریف کرے بلکہ مراد یہی ہے کہ اس سے نماز کی ابتداء کی جائے خصوصاً جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر دعائیں نماز کے بعد نہیں، نماز کے اندر ہوتی ہیں جیسے حضرت ابو ہریرہ، حضرت علی، ابو موسیٰ حضرت عائشہ صدیقہ، ابن عباس، حذیفہ اور عمار رضی اللہ عنہم کی مروی حدیثوں میں آیا ہے، ان میں سے کسی نے بھی نہیں فرمایا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نماز دعا میں نماز کے بعد مانگا کرتے تھے اور جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سرکار سے نماز کے اندر مانگی جانے والی دعا پوچھی تو حضور نے یہ نہیں فرمایا کہ میں نماز سے یا ہر یہ دعا مانگا کرتا ہوں اور آپ نے اس دعا مانگنے والے سے بھی یہ نہیں فرمایا کہ نماز سے سلام پھیر کر یہ دعا مانگنا، خصوصاً جب کہ اس وقت نمازی یکسوئی کے ساتھ اپنے رب سے عرض معروض کرتا ہے تو اس کی اپنے رب سے اس حال میں دعا مانگنا اس صورت سے بہتر ہے جب وہ سلام پھیر کر اور مناجات سے فارغ ہو کر دعا کرے۔

سوم، سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد و ثناء کرے جو اس کے شایان شان ہو اس سے مراد بیچ کر تشہد پڑھنا ہے، اس لئے فرمایا، جب نماز پڑھو اور بیچو یعنی تشہد میں اس کو اللہ کی حمد و ثناء اور اس کے رسول پر درود بھیجنے کا حکم دیا۔

جس شخص کو حضور نے درود پڑھنے اور اللہ کی حمد و ثناء کے بعد تیسرا اعتراض | دعا مانگنے کا حکم دیا تھا اس میں کوئی تعین نہ تھا کہ تشہد میں تم نے اس کو تشہد کے بعد کیسے کہا دیا؟

جواب : اس کا جواب یہ ہے کہ نماز میں آخری تشہد کے علاوہ کوئی ایسا موقع

و محل نہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی ثنار، پھر اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور پھر دعا مانگی جائے، یا لا اتفاق نہ تو یہ سب چیزیں قیام میں جائز ہیں، نہ رکوع و سجود میں پس معلوم ہوا کہ اس سے مراد نماز کے آخر میں تشہد میں بیٹھ کر پڑھنا ہے اس حدیث میں سرکار نے درود کے بعد دعا مانگنے کا حکم دیا ہے اور دعا مانگنا تو واجب نہیں، لہذا درود بھی واجب نہیں۔

جواب : اس کے کئی جوابات ہیں، اول یہ محال نہیں کہ آپ دو چیزوں کا حکم دیں، ایک کے عدم وجوب پر کوئی دلیل قائم ہو جائے اور دوسری بدستور واجب رہے۔ دوم یہ کہ جن چیزوں کا فکر کیا گیا ہے مثلاً حمد و ثنار، یہ دعا سے پہلے واجب ہے اسی کو تشہد کہتے ہیں، اسی کا نبی علیہ السلام نے حکم دیا ہے اور اسی کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خبر دی کہ سرکار نے ان پر فرض فرمایا اور اس کے ہمراہ دعا کا حکم کرنا اس کے وجوب کو سا فط نہیں کرتا یہی حال ہے نبی علیہ السلام پر درود شریف پڑھنے کا۔ سوم تمہارا یہ کہنا کہ دعا واجب نہیں، بالکل باطل ہے، کیونکہ کچھ دعائیں واجب ہیں مثلاً گناہوں سے توبہ و استغفار کی دعا، ہدایت کی دعا، عفو و عافیت کی دعا وغیرہ۔ اور نبی علیہ السلام سے یہ حدیث مروی ہے کہ آپ نے فرمایا، جو شخص اللہ سے سوال نہ کرے اللہ اس پر ناراض ہوتا ہے، اور معلوم ہے کہ غضب یا تو ترک واجب پر ہوتا ہے یا حرام کرنے پر۔

اگر نبی علیہ السلام پر نماز میں درود فرض ہوتا تو اس کا بیان یہاں پانچواں اعتراض [ایک مؤخر نہ ہوتا کہ حضور نے ایک شخص کو جب دیکھا کہ وہ درود نہیں پڑھ رہا تو آپ نے اس کو پڑھنے کا حکم دے دیا بلکہ اس کے فرض ہونے کا علم اس حدیث سے پہلے ہونا۔

جواب: ہم نے یہ تو نہیں کہا کہ امت پر درود بھیجنا صرف اس حدیث سے واجب ہوا ہے، ہم یہ کہتے ہیں کہ اس نمازی نے درود نہ پڑھا تو سر کاٹنے اس کو اس فریضہ کی ادائیگی کا حکم دیا جس کا وجوب آپ کی شریعت میں پہلے سے معلوم و ثابت تھا، اس کی مثال نماز میں سستی کرنے والے کی سی ہے کہ رکوع سجدہ اور طمانیت کا اُمت پر واجب ہونا اس حدیث سے حاصل نہیں اور نبی علیہ السلام کا اس مسئلہ کو بیان کرنا اس اعرابی کی نماز تک مؤخر نہ تھا بلکہ حضور علیہ السلام نے اس کو وہی نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا جس کا طریقہ اس سے پہلے آپ امت کے لئے مقرر کر چکے تھے۔

ابوداؤد اور ترمذی نے اس حدیث فضالہ میں فرمایا کہ نبی **چھٹا اعتراض** کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فضالہ یا کسی اور سے فرمایا، یا کسی اور سے، اگر درود شریف ہر مکلف پر واجب ہوتا تو یا کسی اور سے فرمایا، کا کیا مطلب؟ (پھر تو یہ حکم عام ہوتا)

جواب: یہ اعتراض کئی وجوہات سے غلط ہے، اولاً اس لئے کہ صحیح روایت جس کو ابن خزمہ اور ابن حبان نے نقل کیا ہے اس میں یہ الفاظ ہیں **فَقَالَ لَهُ وَغَيْرُهُ** کہ حضور نے اس سے اور دوسروں سے فرمایا، لہذا "یا کسی اور سے" لفظ نہیں بلکہ اس سے اور کسی دوسرے سے "فرمایا" کا لفظ ہے انہی الفاظ میں اس کو امام احمد و دارقطنی اور بیہقی وغیرہ نے روایت کیا ہے، ثانیاً اس لئے کہ لفظ **أَوْ** یا۔ یہاں اختیار کے لئے نہیں کہ یا اس سے یا کسی دوسرے سے فرمایا بلکہ لفظ **أَوْ** یہاں تقسیم کے لئے ہے، مطلب یہ کہ جو کوئی نماز پڑھے، اس کو یہ کہنا چاہئے خواہ یہ شخص پڑھے خواہ کوئی اور جیسے قرآن مجید میں **أَنْتُمْ أَوْ تَطْعَمُ مِنْهُمْ أَوْ يَشْمَأُؤْ كَفُورًا** یہاں **أَوْ** کا لفظ اختیار کرنے کے

لئے نہیں آیا کہ ایک کی اطاعت کر لیجئے اور دوسرے کی نہ کیجئے بلکہ مطلب یہ ہے کہ گناہگار ہو خواہ ناشکرا، ایک کی بھی نہ مانئے۔ اس طرح حدیث کا مطلب یہ ہو گا کہ سرکار نے خواہ و نمازی ہو، خواہ کوئی اور ہر ایک سے یہی فرمایا۔ ثالثاً حدیث صریحاً عام ہے کیونکہ سرکار فرماتے ہیں ”جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اللہ کی حمد و ثناء سے ابتداء کرے، اس کو یاد کر لیجئے۔ رابعاً، نسائی اور ابن خزيمة کی روایت میں ہے عَلَّمَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو یہ سکھا یا تھا“ اور یہ عام ہے۔

وجوب درود کی چوتھی دلیل وجوب درود کی چوتھی دلیل تین حدیثیں ہیں تینوں ضعیف ہیں کہ ایک ایک کر کے ان کو تحت کے طور پر پیش نہیں کیا جاسکتا لیکن تینوں جمع ہو کر ایک دوسری کو قوی کر دیتی ہیں پہلی حدیث کو دارقطنی نے اس سند کے ساتھ بیان کیا ہے عمر بن سمر عن جابر بن عبد اللہ عن ابن بربیدہ عن ابیہ قال قال رسول اللہ ﷺ يَا بُرَيْدَةُ إِذَا صَلَّيْتَ فَلَا تُدْرِكَنَّ فِي صَلَاتِكَ الشَّهَادَةَ وَالصَّلَاةَ عَلَىٰ فَإِنَّهَا رَكْعَةُ الصَّلَاةِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ أَنْبِيَائِ اللَّهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ۔

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بربیدہ! جب نماز پڑھے تو اپنی نماز میں تشهد پڑھنا اور مجھ پر درود بھیجنا کبھی نہ چھوڑنا کہ یہ نماز کی صفائی ستھرائی (زکات) ہے اور اللہ تعالیٰ کے نبیوں، رسولوں اور نیکو کار بندوں پر سلام بھیجنا“

دوسری حدیث بھی دارقطنی نے ہی اس سند کے ساتھ نقل کی ہے عمر بن سمر عن جابر قال قال الشعبي سمعت مسروق بن الأحمد عن عائشة رضي الله عنها سمعت رسول الله ﷺ يقول لا يقبل الله صلاة ولا يطهره ولا يطهره ولا يطهره ولا يطهره۔

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے نبی علیہ السلام کو فرماتے سنا، اللہ تعالیٰ وضو اور حجہ پر درود بھیجے بغیر نماز قبول نہیں فرماتا۔“

لیکن عمر بن سمر اور جابر کی حدیث سے استدلال نہیں کیا جاتا، ویسے جابر عمرو سے نسبتاً بہتر ہے، تیسری حدیث کو بھی دقطنی نے ہی اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے، عبدالمہمیں، ابن عباس بن سہل بن سعد عن ابیہ عن جدہ اَنّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَمْ یُصَلِّ عَلٰی نَبِیِّہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص اپنے نبی پر درود نہ بھیجے اس کی کوئی نماز نہیں۔“

اس طبرانی نے ابی بن عباس عن ابیہ عن جدہ کی سند سے روایت کیا ہے عبدالمہمیں قابل اعتبار راوی نہیں اور اس کا سببائی اتنی اگرچہ ثقہ ہے امام بخاری نے اس سے روایت و استدلال کیا ہے لیکن اس سلسلہ میں (ابی سے نہیں) عبدالمہمیں سے حدیث مروی ہے۔ طبرانی نے اس حدیث کو دونوں طرق سے روایت کیا ہے لیکن اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

ذمہ دار میں درود کا وجوب ابن مسعود،
وجوب درود کی پانچویں دلیل | ابن عمر، البوسہ و انصاری رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا لیکن کسی صحابی سے منقول نہیں کہ اس نے کہا ہو، درود شریف واجب نہیں اور قول صحابی کی جب تک مخالفت نہ کی جائے حجت ہوتا ہے خصوصاً اہل مدینہ (مالکیہ) اور اہل عراق (حنفیہ) کے اصول پر۔

حضور علیہ السلام کے زمانہ اقدس سے لے کر آج تک لوگوں کا اسی پر عمل ہے، اگر

دربار پر درود واجب نہ ہوتا تو تمام دنیا میں اور ہر زمانے میں لوگوں کا نماز میں درود پڑھنے پر اتفاق نہ ہوتا اور وہ نماز میں ترک درود سے کوئی خرابی نہ مانتے، مقاتل بن حیان نے اپنی تفسیر میں فرمان باری تعالیٰ **الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ** (وہ جو نماز قائم کریں) کے تحت نماز قائم کرنے کا مطلب یہ لکھا ہے کہ نماز کی محافظت کریں اوقات کی پابندی کریں، نماز میں قیام، رکوع، سجود، تشہد ادا کریں اور آخری تشہد میں نبی علیہ السلام پر درود بھیجیں۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا، لوگ علم تفسیر میں مقاتل کے عیال ہیں، علماء رستے فرمایا، نماز میں نبی علیہ السلام پر درود بھیجنا نماز کی تکمیل ہے جس کا قرآن میں حکم دیا گیا ہے، لہذا واجب ہوا۔ ان حضرات (درود کو واجب ماننے والوں) نے کچھ عقلی اور قیاسی دلائل بھی اپنے مدعا پر پیش کئے ہیں جن کو یہاں ذکر کرنے کی ضرورت نہیں، فرمایا پھر ہم اپنے مخالفین سے کہتے ہیں کہ تم میں سے ہر ایک نماز میں ان دلائل کے بغیر کچھ واجبات مانے بیٹھے ہیں، یہ ہیں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ جو وتر واجب مانتے ہیں حالانکہ وجوب وتر کے دلائل نبی علیہ السلام پر وجوب درود کے دلائل کا کب مقابلہ کر سکتے ہیں؟ اور یہی امام صاحب ایک حدیث مرسل کو لے کر جو مسئلہ وجوب درود میں ہمارے دلائل کے مقابلہ میں بالکل ہیچ ہے، نماز میں قنقہ لگانے والوں پر وضو دوبارہ کرنا واجب قرار دیتے ہیں اسی طرح قنقہ، نکسیر اور سنگھی لگوانے وغیرہ پر وضو کرنا واجب مانتے ہیں جب کہ ان مسائل پر ان کے دلائل درود کے وجوب پر قائم کئے گئے ہمارے دلائل کا مقابلہ نہیں کر سکتے، اسی طرح امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نماز میں کچھ امور ایسے ہیں جو فرض اور مستحب کے درمیان ہیں فرض نہیں لیکن فضیلت کے

محافظ سے فرض و مستحب، سے بڑھ کر ہیں، اصحابِ مالک ان امور کو سنن کہتے ہیں جیسے فاتحہ کے ساتھ کوئی اور سورۃ ملانا، تکبیرات انتقال، پہلا جلسہ، نماز میں بلند یا پست آواز میں قرائت کرنا اور ان امور کے ترک پر سجدہ سہو واجب مانتے ہیں اس تفصیل کے مطابق جو انکی کتابوں میں مذکور ہے اور امام احمد رحمہ اللہ ان امور کو واجب کہتے ہیں اور بھولے سے رہ جائیں تو سجدہ سہو واجب قرار دیتے ہیں اب نبی کریم ﷺ پر درود واجب ماننے کے دلائل ان میں اکثر سے اگر قوی تر نہیں تو کم بھی نہیں، بہر حال یہ تھے اس مسئلہ (وجوب و عدم وجوب) پر فریقین کے دلائل، اس تفصیل کو پیش کرنے سے ہمارا مقصد یہ تھا کہ اس مسئلہ میں بدگوئیوں کا امام شافعی رحمہ اللہ پر طعن و تشنیع کرنا غلط ہے کیونکہ جس مسئلہ پر ایسے دلائل و آثار موجود ہوں اس کے قائل پر طعن و تشنیع کب جائز ہے واللہ اعلم۔
ابن القیم رحمہ اللہ کا کلام ختم ہوا۔

نبی علیہ السلام پر درود بھیجنے کا سب سے اہم مقام یہ ہے کہ جب آپ کا ذکر کیا جائے، اگرچہ امام قسطلانی نے یہ بات اس سلسلہ میں ذکر نہیں کی لیکن حافظ سخاوی نے اس کو ذکر کیا ہے اور اس کتاب کے مقدمہ کے شروع میں یہ بات ذکر کر دی گئی ہے کہ بعض علماء کے نزدیک جب بھی نبی علیہ السلام کا ذکر کیا جائے درود و سلام آپ پر واجب ہو جاتا ہے، باب ثانی میں اس سے متعلق بہت سی حدیثیں گزر چکی ہیں اور آٹھویں باب میں ان لوگوں کو تنبیہ کی گئی ہے جو سرکار کا ذکر سن کر درود نہ بھیجیں اور درود نہ پڑھنے کو کبیر گناہوں میں شمار کیا گیا ہے، اس موضوع سے متعلق اور بھی فوائد ہیں۔ (وہاں ہی دیکھ لیں)

فصل: جن مقامات میں درود شریف پڑھنا منع ہے

علمائے شافعیہ میں سے شیخ سلیمان حمل نے اپنی شرح ”دلائل الخیرات“ میں فرمایا، علمائے کرام نے نبی علیہ السلام پر سات مقامات پر درود و سلام بھیجنا مکروہ بتایا ہے، وہ سات مقامات یہ ہیں :-

۱۔ جماع کرتے وقت ۲۔ قضاے حاجت کے وقت ۳۔ خرید و فروخت کے وقت ۴۔ پھسلنے وقت ۵۔ تعجب کے وقت ۶۔ جانور کو ذبح کرتے وقت ۷۔ اور چھینکتے وقت ۔

بچھلی تین صورتوں میں اختلاف ہے اور شیخ پونس بن عمران نے اس پر اتنا اور اضافہ کیا ہے : ۱۔ کوڑا کرکٹ کی جگہ ۲۔ نجاست کی جگہ ۔ واللہ اعلم الخ۔
احناف میں سے سید ابن عابدین (شامی) نے اپنے حاشیہ و درمختار میں شرح دلائل الخیرات سے پہلے چار مقامات نقل کر کے فرمایا، ہمارے نزدیک شرعی حکم یہی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کا ذکر تین مقامات پر نہ کیا جائے، چھینکتے وقت، ذبح کرتے وقت، اور تعجب کے وقت الخ۔

مالکیہ میں سے الشہاب احمد المقرئ، صاحب ”نفع الطیب“ نے اس سلسلہ میں چند آیات لکھے ہیں جن کو صاحب ”خلاصۃ الاثر“ نے ان کے حالات میں ذکر کیا ہے، آیات یہ ہیں :-

عَلَيْكَ يَا كَثَارِ الصَّلَاةِ عَلَى الذِّنَى يَا آتِ الشَّيْءَ لِلْخَلْقِ بَادٍ شَمُوءُ لَهَا
تجھ پر لازم ہے کہ کثرت سے درود بھیجے ان پر جنکی رسالت واضح طور پر ساری مخلوق کو مثال
وَدَعَهَا بِعَشْرِ قُلْتُ فِي سَمْعِ عَدِيهَا كَلَامًا عِيُونِي نَادِيهَا مِنْهُ مَعْمُوءُ لَهَا
اور چھوڑ دے اس (درود و سلام) کو دس مقام پر جن کی تعداد کو میں نے اشارتاً بیان کر دیا

ہے، ایسی گفتگو سے جس سے میری آنکھیں مزید آنسو بہانے لگیں۔
 عَلٰی عَاتِقِيْ حَمَلْتُ ذَنْبًا جَوَارِحَ تَعَبْتُ بِهَا قَدْ اَثْقَلْتَنِيْ حُمُولُهَا
 میں اپنے اعضائے بدن کے گناہ اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے ہوں، میں ان گناہوں کے
 اٹھانے سے تھک گیا ہوں، ان کا اٹھانا مجھ پر بھاری ہو گیا ہے۔

یہ رمز اور اشارہ تفسیرے شعر کے ہر کلمہ کا پہلا حرف ہے جس سے مقامات
 منوعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اب اس رمز و اشارہ کو ترتیب وار سمجھ لیجئے۔
 عَلٰی کے عین سے عَطَاسٌ (چھینک) عَاتِقِيْ کے عین سے عَثَرَةٌ
 پھسلنا، حَمَلْتُ کی حَام سے حَامٌ، ذَنْبٌ کی ذَال سے ذَبْح کُتْمَا، جَوَارِحُ
 کی جِیم سے جَمَاع، تَعَبْتُ کی تَا سے تَعَجِب، بِهَا کی بَا سے بَيْع، قَدْ
 کے قَا سے قَذْر (گندگی) اَثْقَلْتَنِيْ کے سَمَرہ سے اَکَل (کھانا)، حُمُولُهَا کی
 حَام سے حَاجَتِ الْاِنْسَانِي (فصلائے حاجت) الخ۔

نوٹ: بعض نسخوں میں عَثَرَةٌ پھسلنا کی جگہ عبرۃ حَام کا لفظ ہے معنی حَام
 سے ہو کر آنا، غسل کُتْمَا۔ (مترجم)۔

نوٹ: اسی باب میں یہ بات گزر چکی ہے کہ تعجب کے وقت، ذبح کے وقت اور
 چھینکنے کے وقت درود شریف پڑھنا مستحب ہے (جبکہ یہاں مکروہ لکھا ہے) بہر حال
 اس اختلاف کو گذشتہ اوراق میں بیان کر دیا گیا ہے اس لئے یہاں اس کے
 اعادہ کی ضرورت نہیں۔ صاحب الدر المنصور (علامہ ابن حجر مکی) نے فرمایا،
 ایک جماعت کا یہ کہنا ہے کہ جن مقامات میں محض اللہ تعالیٰ کا ذکر ہونا ہے
 وہ یہ ہیں، کھانا، پینا، چھینکنا اور بیوی سے قربت وغیرہ جن کے متعلق کوئی
 حدیث وارد نہیں کہ ان مقامات میں نبی علیہ السلام پر درود و سلام بھیجا جائے
 ان میں سے چھینکنے کے متعلق جو کہا گیا ہے اس کی تردید تو معلوم ہو چکی ہے

اور باقی مقامات کی جو نفی کی گئی ہے اس کی تردید اس حدیث سے کی جاسکتی ہے
 كُلُّ أَمْرِ ذِي بَالٍ الْخ کہ جو بامقصد کلام اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کی حمد
 ثنا اور اس کے نبی پر درود پڑھ کر شروع نہ کیا جائے وہ برکت سے خالی ہوتا ہے
 اور سخنوں مالکی نے تعجب کے وقت نبی علیہ السلام پر درود بھیجنے کو مکروہ بتایا ہے
 اور ہمارے ائمہ شافعیہ میں سے حلیبی نے کہا، اس موقع پر درود پڑھنا ایسا ہی ہوگا
 جیسے سبحان اللہ لا الہ الا اللہ کہنا کہ عجیب و غریب بات تھی اللہ تعالیٰ ہی لا تا
 ہے پس اگر نامناسب مقام پر کسی نے نبی علیہ السلام پر درود پڑھا یا کسی منہسی کے
 موقع پر تو مجھے درود پڑھنے والے کے گنہگار ہونے کا ڈر ہے، اگر اس سے
 والستہ مقام تعجب سمجھ کر درود پڑھا اور اس سے باز نہیں آیا تو یہ کافرانہ حرکت ہے
 اس پر قولوی نے اعتراض کیا ہے اور اسکی توجیہ یوں کی جاسکتی ہے کہ کفر
 ہونے کے لئے ایک زائد قید لگانا ضروری ہے اور قولوی کے کلام سے یہ
 توجیہ سمجھ میں آتی ہے کہ کفر اس وقت ہے جب درود پڑھنے والا اس موقع
 و مقام کو خلاف ادب سمجھتا ہو یا منہسی مذاق کے طور پر درود پڑھے ایسی صورت
 میں اسکو کفر کہا جائے گا، جیسا کہ ظاہر ہے۔ اور احناف میں سے علامہ بدایین
 عینی نے ہر حرام کام یا بات کے موقع پر درود و سلام پڑھنے کو اسی طرح قطعی
 حرام قرار دیا ہے جیسے ایسے موقع پر تسبیح و تکبیر کو یا سود کرتے وقت یا سامان
 کھولتے وقت، یونہی اگر کسی کو غصہ آیا ہو تو اس کو درود و سلام پڑھنے کا حکم
 نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس بات کا خوف ہے کہ غصہ کی وجہ سے کوئی شخص
 کلمہ کفر بک دے۔ اس بات کو امام نووی نے کتاب الاذکار میں ذکر کیا ہے اور
 اس پر جزم کیا ہے۔

چھٹا باب

درود و سلام نہ پڑھنے پر تنبیہ و وعید

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، منبر لاؤ! ہم نے منبر حاضر کیا، جب آپ پہلی سیڑھی پر چڑھے فرمایا آمین، پھر دوسری سیڑھی پر چڑھے فرمایا آمین، پھر تیسری سیڑھی پر چڑھے فرمایا آمین! جب ہر کار منبر سے اترے، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے آج آپ سے ایسی بات سنی جو پہلے نہیں سنی، فرمایا، میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے انہوں نے کہا جو شخص رمضان کو پائے اور مغفرت حاصل نہ کرے وہ رحمت سے دور ہو، میں نے کہا آمین! جب میں دوسری سیڑھی پر چڑھا تو جبریل علیہ السلام نے کہا، جس می آدمی کے سامنے آپ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ پڑھے وہ رحمت خداوند سے دور ہو، میں نے کہا آمین! جب میں منبر کی تیسری سیڑھی پر چڑھا تو جبریل علیہ السلام نے کہا، جس شخص نے بڑھاپے میں ماں، باپ دونوں کو یا ان میں سے ایک کو پایا اور پھر وہ ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہوا، وہ اللہ کی رحمت سے دور ہو، میں نے کہا آمین!

اس روایت کو حاکم نے مستدرک میں منقل کیا اور کہا اس کی اسناد صحیح ہے اور ابن حبان نے اپنے ثقاة صحیح میں، طبرانی نے کبیر میں، امام بخاری نے اپنی بڑا الوالدین میں اور اسماعیل القاضی اور بیہقی نے شعب الایمان میں، سمویہ نے اپنے فوائد میں اور ضیاء المقدسی نے، اس کے تمام رجال ثقہ ہیں۔

اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں مالک بن الحویرث سے روایت کیا اور طبرانی نے کتب کی روایت سے بَعْدَ کی بجائے لَفْظَ فَا بَعْدَهُ اللّٰهُ نقل کیا ہے اللّٰہ اس کو رحمت سے دور کرے، اسی حدیث کو ابن ابی شیبہ اور ہزار نے اپنی اپنی مسند میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زبانی اس لفظی تبدیلی کے ساتھ نقل کیا ہے ”اس شخص کی ناک گرد آلود ہو جس نے اپنے ماں باپ کو پایا الخ“ امام بخاری نے ادب المفرد میں اور طبری اور دارقطنی نے ان الفاظ میں یہ روایت نقل کی ہے شَقِيَ عَبْدٌ وَهُوَ شَخْصٌ بِدَخْتٍ ہے الخ۔ ایسے الفاظ ایک دوسرے طریق سے مروی ہیں جن کو طبرانی، ابن السنی اور بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے دَخَلَ النَّارَ آگ میں داخل ہو وہ شخص الخ۔ ہزار اور طبرانی نے اسی حدیث کو، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے سَرَّيْغِمَ أَنْفٌ سَرَّجُلٍ الخ اس آدمی کی ناک گرد آلود ہو جائے ”ہزار ہی نے یہ روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کی ہے، ہزار ہی نے یہ روایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے ان الفاظ سے نقل کی ہے فَا بَعْدَهُ اللّٰهُ وَآسَفٌ“ اللّٰہ اس کو اپنی رحمت سے دور کرے۔ یہی الفاظ طبرانی، عبدالوہاب اور ابوطالب المخلص نے نقل کئے ہیں اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صرف اَبَعْدَهُ اللّٰهُ کے الفاظ بھی نقل کئے ہیں، طبرانی نے یہی روایت حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کی ہے، اسی حدیث کو اسحاق بن راہویہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، یہی حدیث ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں، امام بخاری نے الادب المفرد میں، ابویسلی نے اپنی مسند اور بیہقی نے الدعوات میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں نقل کی ہے: فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ فَدَخَلَ النَّارَ فَا بَعْدَهُ اللّٰهُ

”اس کی مغفرت نہ ہو، وہ آگ میں داخل ہو، اللہ اس کو اپنی رحمت سے دور کرے۔“
اور اسی روایت کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ترمذی اور امام احمد رضی اللہ
عنہما نے ان الفاظ سے ذکر کیا ہے سَخِمَ أَنْفٌ سَجَلٍ انہی سے یہ روایت
ابن ابی عاصم نے دو طریق سے نقل کی ہے ایک میں یہ الفاظ ہیں سَخِمَ اللَّهُ
أَنْفٌ سَجَلٍ ”اللہ اس شخص کی ناگ گردا کو دکرے“ دوسرے میں یہ الفاظ
ہیں شَقِيًّا امْرُؤًا أَوْ تَعِسًا امْرُؤًا ذِكْرْتُ عِنْدَهُ
فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ ”وہ شخص بد بخت ہے یا وہ شخص ہلاک ہو جائے جس
کے سامنے آپ کا ذکر ہوا اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے“ تمیمی نے بھی یہ حدیث انہی
الفاظ سے اپنی ترغیب میں نقل کی ہے اور یہی حدیث دارقطنی، بزار اور دققی
نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں نقل کی ہے سَخِمَ اللَّهُ
أَنْفٌ امْرُؤًا سَخِمَ اللَّهُ امْرُؤًا سَخِمَ اللَّهُ امْرُؤًا سَخِمَ اللَّهُ امْرُؤًا
بن الحارث رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں نقل کی ہے فَأَبْعَدَهُ اللَّهُ ثُمَّ أَبْعَدَهُ
”اللہ اس کو اپنی رحمت سے دور کرے، پھر اور دور کرے“ اسی طرح یہ روایت
فریابی نے عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کی نقل کی ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ
مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس کے سامنے میرا ذکر ہو
اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے وہ بد بخت ہے۔ اس کو ابن کسری نے نقل کیا ہے،
اسی کو طبری نے ان الفاظ سے نقل کیا ہے شَقِيًّا عَبْدًا ذِكْرْتُ عِنْدَهُ
فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ ”جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے، بد بخت
ہے، حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا، جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا اور وہ مجھ پر درود بھیجنا بھول گیا، تو وہ
جنت کا راستہ بھول گیا، حسن و حسین اور طبری نے نقل کیا۔ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر درود بھیجنا بھول گیا، وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔ اس کو ابن ماجہ اور طبرانی وغیرہ نے روایت کیا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر درود بھیجنا بھول گیا راہ جنت بھول گیا۔ اس کو بیہقی، التیمی، ابن الجراح اور الرشید العطار نے نقل کیا ہے اور کہا اسکی سند اچھی ہے اور حافظ ابو موسیٰ مدنی نے نقل کرتے کے بعد فرمایا، یہ حدیث بہت سے بزرگوں سے روایت کی گئی ہے جن میں حضرت علی ابن ابی طالب، ابن عباس، ابوامامہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں، اور ایسی ہی حدیث حضرت محمد بن علی المعروف ابن الحنفیہ رضی اللہ عنہ سے عبد الرزاق نے اپنی جامع میں مرسلۃ نقل کی ہے، ابوالہیمن نے کہا اس میں ارسال صحیح ہے اور یہ مختلف طرق ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں وباللہ التوفیق۔

علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے "الدر المنقوذ" میں فرمایا، ان احادیث کا مطلب سمجھنا چاہئے کہ جب کوئی شخص نبی علیہ السلام کا ذکر سے تو درود و سلام بھیجنے سے لاپرواہی برتے یہاں تک کہ بھول جائے، اس پر یہ تاویل نہ کی جائے کہ بھولنے والا تو مکلف ہی نہیں رہتا کیونکہ معاف وہ بھول ہوئی ہے جس میں اپنی طرف سے کوتاہی نہ ہو، اسی لئے اگر کوئی شخص شطرنج یا ناش وغیرہ کھیلتے ہوئے نماز بھول جائے یہاں تک کہ اس کا وقت نکل جائے تو گنہگار ہوگا کیونکہ اس قسم کی کھیل کو میں مشغول ہو جانا جس سے نماز یا دوسرے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی ہونا جائز ہے الخ۔

حضرت عبد اللہ بن جریر رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل کیا ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا، جہنم رسید ہوا۔ اس کو دیلمی نے مسند الفردوس میں بیان کیا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جس کے سامنے میرا ذکر کیا

گیا اور اس نے مجھ پر مکمل درود نہ بھیجا، نہ وہ مجھ سے، نہ میں اس سے، پھر سرکار نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ مَنْ وَصَلَنِيْ وَاقْطَعْ مَنْ لَمْ يُصَلِّنِيْ اَللّٰہی! جو مجھ سے مل جائے اسے ملائے اور جو مجھ سے نہ ملے اسے جدا کر دے: حافظ سخاوی نے فرمایا، مجھے اس کی سند نہیں ملی۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مرسل مرفی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اَذْکُرَ عِنْدَ سَجَلٍ فَلَا يُصَلِّيْ عَلَیْہِ یَظْلَمُ ہُوَ کہ کسی کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے: اس کو نمیری نے بیان کیا اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بیان کیا ہے: آدمی کے نجیل ہونے کو یہی کافی ہے کہ اس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے: اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ ”نجیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے: اس کو حاکم وغیرہ نے روایت کیا ہے اور صحیح الاسناد کہا ہے، اسی جیسی روایت نسائی وغیرہ نے ان کے والد ماجد علی رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث مرفی ہے: گویا میں تمہیں سب سے بڑا نجیل نہ بتاؤں؟ کہا میں تمہیں عاجز نہ بتاؤں؟ جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے اور جس کے متعلق اس کے رب نے اپنی کتاب میں فرمایا اَذْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ مجھ سے دعا مانگو، میں قبول کروں گا لیکن اس نے پھر بھی اس سے دعا نہ کی: حافظ سخاوی نے فرمایا، مجھے اس کی سند نہیں ملی اور ابوسعید الخدری کی کتاب ”شرف المصطفیٰ“ میں ہے

کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سحری کے وقت کچھ سی رہی تھیں، سوئی گم ہو گئی اور چراغ بجھ گیا، پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے تو آپ کی نورانیت سے مکان جگمگا اٹھا، پس انکو سوئی مل گئی، سچ ہے یہ
 سون گمشدہ ملتی ہے تبسم سے تیرے مات کو صبح بتاتا ہے اجالا تیرا
 (فاضل بریلوی علیہ الرحمہ)

سو وہ بولیں یا رسول اللہ! آپ کا چہرہ انور کتنا روشن ہے! فرمایا بربادی ہے اس کے لئے جو قیامت کے دن مجھے نہ دیکھے، انہوں نے پوچھا آپ کو کون نہ دیکھے گا؟ فرمایا نجیل پوچھا نجیل کون ہے؟ فرمایا جو میرا نام سن کر مجھ پر درود نہ بھیجے۔
 ابو نعیم کی کتاب حلیۃ الاولیاء میں ہے کہ ایک شخص نبی علیہ السلام کے پاس سے گزرا، اس کے ہمراہ ایک ہرنی تھی جسے اس نے شکار کیا تھا پس اللہ سبحانہ جس نے ہر شے کو بولنا سکھایا، اس کو زبان دی اور وہ بولی یا رسول اللہ! میرے بچے ہیں جن کو میں دودھ پلاتی ہوں اس وقت وہ بھوکے ہونگے، اس شخص کو حکم دیں کہ مجھے چھوڑ دے تاکہ میں ان کو دودھ پلاؤں، سرکار نے فرمایا اگر تو واپس نہ آئے تو؟ وہ بولی اگر میں واپس نہ آؤں تو مجھ پر اللہ اسی طرح لعنت کرے جس طرح اس شخص پر جس کے سامنے آپ کا ذکر ہوا اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے، یا میں اس طرح کی ہوجاؤں جو نماز پڑھ کر دعا نہ کرے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا اس کو چھوڑ دے، میں ضامن ہوں پس ہرئی گئی اور پھر واپس آگئی، پس جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا، یا محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم حقیقی اس ہرنی کو اپنے بچوں سے محبت ہے مجھے اس سے بڑھ کر آپ کی امت سے پیار ہے جس طرح میں نے ہرنی کو آپ کے پاس واپس کیا، ان کو بھی آپ کے پاس لاؤں گا۔

کتاب شرف المصطفیٰ میں یہ روایت ہے کہ آپ نے فرمایا، کیا میں تم میں سب سے بہتر، اور سب سے یدتر اور سب سے سست تر اور سب سے بڑا چور نہ بتاؤں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا، سرکار! ضرور بتائیں! فرمایا سب سے بہتر وہ جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں اور بدتر وہ جو مسلمان بھائی کی غیبت کرے اور سست تر وہ جو رات بھر سویا رہا، نہ زبان سے اللہ کا ذکر کیا نہ باقی اعضا سے اور سب سے بڑا کمینہ وہ جس کے آگے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے اور سب سے بڑا بخیل وہ جو لوگوں کو سلام نہ کرے اور سب سے بڑا چور وہ جو نماز میں چوری کرے، عرض کیا کیا یا رسول اللہ! نماز میں چوری کس طرح ہوتی ہے؟ فرمایا، رکوع و سجود مکمل نہ کرے اور حضرت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آدمی کے بخیل ہونے کو یہی کافی ہے کہ جب اس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ اس کو دیلمی نے نقل کیا، اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مرسل مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مسلمان کے بخیل ہونے کو یہی کافی ہے کہ اس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے اور بعض روایات میں یہ ایک ہے کہ آدمی کے بخیل کو یہی کافی ہے کہ اس کے آگے میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ اس کو سعید بن منصور اور اسمعیل قاضی نے نقل کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن گھر سے نکلا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو سر کاسنے فرمایا تمہیں سب سے بڑا بخیل نہ بتاؤں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا، ضرور سرکار! فرمایا جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے، وہ مستب سے بڑا بخیل ہے۔ اس کو ابن ابی عاصم نے روایت کیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام سے یہ روایت نقل کی ہے

جب لوگوں کی مجلس میں بیٹھیں، نہ تو اللہ کا ذکر کریں، نہ اس کے نبی پر درود بھیجیں، وہ اگرچہ جنت میں چلے جائیں، جب درود شریف کا ثواب دیکھیں گے یہ حسرت باقی رہے گی۔ اس کو بہیقی وغیرہ نے بیان کیا، حافظ سخاوی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ ”جہاں بھی لوگ جمع ہوں، پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور نبی علیہ السلام پر درود بھیجے بغیر متفرق ہو جائیں وہ (قیامت) کو مردار سے زیادہ بدبو دار ہو کر اٹھیں گے۔“ اس کو طیبی وغیرہ نے روایت کیا، حافظ سخاوی نے کہا اس کے رجال مسلم کی شرط پر صحیح کے رجال ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو مجھ پر درود نہ بھیجے اس کا کوئی دین نہیں۔“ اس کو محمد بن سعدان مروزی نے نقل کیا ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک مرفوع حدیث مروی ہے ”تین آدمی قیامت کے دن میرا چہرہ نہیں دیکھ سکیں گے، مان پ کا نافرمان، میری سنت کا تارک، جس کے آگے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔“

علامہ ابن حجر مہتمی اپنی کتاب الزواجر میں تمام مذکورہ احادیث بیان کرنے اور نبی علیہ السلام کا نام نامی سن کر درود نہ بھیجنے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنے کے بعد فرماتے ہیں یہ تمام احادیث اپنے مقصد پر صراحتہ دلالت کرتی ہیں کہ درود شریف واجب ہے، کیونکہ ان احادیث میں نبی علیہ السلام نے ترک درود پر شدید وعید فرمائی ہے مثلاً جہنم جانا اور جبریل علیہ السلام اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا بار بار بددعا کرنا کہ وہ رحمت خداوندی سے دور ہو، رو سیاہ ہو اور سر کا یہ فرمان کہ ذلیل

حقیر ہو، تاکر دالو دہو، اس کو نجیل قرار دینا بلکہ تمام لوگوں سے بڑھ کر نجیل بتانا یہ تمام سخت ترین وعیدیں ہیں جن کا اقتضایہ ہے کہ ترک درود گناہ کبیرہ ہے لیکن یہ سب اس وقت ہے جب تمام شافعیہ، مالکیہ، حنفیہ اور حنابلہ کا مسلک لیا جائے کہ جب بھی نبی علیہ السلام کا نام سنے آپ پر درود بھیجنا واجب ہے، ان احادیث کا صریح مفہوم ہی یہ ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ قول ان بزرگوں سے پہلے کے سلف صاحبین کے اجماعی مسلک کے خلاف ہے کیونکہ وہ نماز کے علاوہ درود شریف کو مطلقاً واجب نہ مانتے تھے اب جو لوگ وجوب کے قائل ہیں ان کے مسلک کے مطابق تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ نبی علیہ السلام کا اسم گرامی سن کر درود نہ بھیجنا گناہ کبیرہ ہے لیکن اکثریت کے مسلک عدم وجوب کو لیا جائے تو ان احادیث صحیحہ کے ہوتے ہوئے اس سوال کا جواب مشکل ہو جاتا ہے کہ جب درود شریف واجب نہیں تو نہ پڑھنے پر یہ سخت وعید کیسی؟ یا اللہ! کیا جواب دیں؟ ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ جب ترک درود ایسی وجہ سے ہو جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کا تشائبہ پایا جائے مثلاً حضور کا اسم گرامی سن کر اس لئے درود نہیں پڑھنا کہ حرام کھیل کود میں مصروف ہے اس بابت اجتماعیہ کو دیکھ کر یہ کہنا حقیقت سے کچھ بعید نہیں کہ اب نبی علیہ السلام کے حق کے ساتھ فحش اور سویر ادبی مل گئی ہے اور اس صورت میں ترک درود گناہ اور فسق ہے اب یہ بات واضح ہو گئی کہ ان احادیث میں اور قول ائمہ میں کوئی تعارض نہیں، اس بات پر غور کریں کیونکہ یہ معمولی بات نہیں اور مجھ کو معلوم نہیں کہ اس سے پہلے کسی نے اس سے خبردار کیا ہو بلکہ ادنیٰ اشارہ بھی کیا ہو الخ اور شروع کتاب میں ان ائمہ کا ذکر ہو چکا ہے جن کے نزدیک جب بھی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے درود و سلام بھیجنا واجب ہے اور دوسرے باب میں اس مضمون کی بہت سی احادیث ذکر ہوئیں اور چوتھے باب میں ترک درود سے متعلق بہت سی حکایا

ولطائف بیان ہوئے اور پانچویں باب میں یہ گزر چکا کہ درود و سلام کا خاص موقع وہ ہے جب نبی علیہ السلام کا ذکر کیا جائے۔

ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب

ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب کے بارے میں قاضی عیاض رحمہ اللہ نے ابو ابراہیم ایتیسی کا یہ قول نقل فرمایا ہے جو مسلمان رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرے یا جس کے پاس سرکار کا ذکر کیا جائے اس پر واجب ہے کہ خشوع و خضوع سے سننے آپ کا وقار پیش نظر رکھے، بغیر حرکت کے سکون سے رہے اور سرکار کی ہیبت و جلالت کو اسی طرح ملحوظ رکھے جس طرح آپ کی بارگاہ میں حاضری کے وقت ملحوظ رکھتا ہے اور اسی طرح آپ کا ادب کرے جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہم کو آپ کا ادب سکھایا ہے فرمایا کہ ہمارے سلف صاحبین اور گزشتے ائمہ کا یہی دستور تھا۔

ہمارے اسلاف اور آپ رسول صلی اللہ علیہ وسلم | امام مالک کے سامنے جب

کیا جاتا تو آپ کا رنگ بدل جاتا، تاکہ کناں ہو جاتے یہاں تک کہ ہم نشینوں پر سخت گراں گزرتا۔ ایک دن اسی سلسلہ میں ان سے گفتگو کی گئی، فرمانے لگے جو میں دیکھتا ہوں اگر تم دیکھ لو تو تمہارا تخت ختم ہو جائے، میں نے سید القدر محمد بن منکدر کو دیکھا ہے ان سے ہم جب کبھی کوئی حدیث پوچھتے، روپڑتے یہاں تک کہ ہمیں ترس آ جاتا۔ میں محمد بن جعفر کو دیکھا کرتا، بڑے نرلیف الطبع اور منہس مکھ بزرگ تھے جب ان کے سامنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جاتا چہرہ زرد پڑ جاتا، اور میں نے بلا و منو کبھی انکو حدیث رسول بیان کرنے نہیں دیکھا اور عبدالرحمن بن قاسم جب نبی علیہ السلام کا ذکر کرتے تو ہم ان کے چہرے کی رنگت دیکھتے جیسے خون چپک رہا ہو اور رسول اللہ صلی

علیہ وسلم کی ہدایت سے ان کے منہ میں زبان خشک ہو جاتی تھی اور میں عامر بن عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا کرتا تھا جب ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا تو اتنا رشتے کہ آنکھوں سے آنسو خشک ہو جاتے اور میں نے امام زہری کو دیکھا جو لوگوں سے ہمیشہ گھلے ملے رہتے تھے جب ان کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر کیا جاتا تو اس طرح ہو جاتے جیسے نہ وہ تمہیں پہچانتیں نہ تم ان کو۔ اور میں صفوان بن سلیم کے پاس آنا جو بڑے عابد اور جہد پیشہ بزرگ تھے، جب ان کے پاس لوگ حضور علیہ السلام کا ذکر کرتے تو مسلسل رشتے رہتے یہاں تک کہ لوگ اٹھ کر چلے جاتے اور انہیں تنہا چھوڑ دیتے، اور ہم لوگ ایوب سختیانی کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے جب ان کے آگے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا تو اتنے روتے کہ ہمیں ترس آنے لگتا تھا۔

حافظ سخاوی نے درج بالا عبارت نقل کرنے کے بعد فرمایا، جب تم نے اس پر غور کیا تو معلوم ہو گا کہ ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت یا نام رسول صلی اللہ علیہ وسلم سن کر تم پر کتنا خشوع و خضوع، وقار و ادب اور درود و سلام کی پابندی واجب ہے الخ اور میں نے امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ کے فتاویٰ میں یہ عبارت دیکھی ہے۔

سوال : حاضرین اور مؤذنین جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا خلفائے راشدین میں سے کسی کا اسم گرامی سنیں تو کیا یہ جائز ہے کہ باوازیبند و درود و سلام پڑھیں اور رضائے خداوندی کی دعا مانگیں (رضی اللہ عنہ کہیں) اور جب دونوں خطبوں سے (خطیب) فارغ ہو کر دعا مانگے تو بلند آواز سے آمین کہیں یا نہیں؟ یا اس زمانہ میں رافضیوں کی کثرت اور انتشار کی وجہ سے رضی اللہ عنہ کہنا مستحب ہو گا؟ تو آپ نے جواب دیا۔

جواب : نبی علیہ السلام کا ذکر سن کر یا آواز بلند درود و سلام پڑھنا بشرطیکہ حد اعتدال کے اندر ہو، بلا کراہت جائز بلکہ سنت ہے، قنائے کی اصل عبارت میری تشریح کے ساتھ پیش خدمت ہے :-

”امام نووی وغیرہ نے فرمایا جب خطیب کہے کہ **اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الْاَیُّہِیْہِ** پڑھے تو نبی علیہ السلام پر یا آواز بلند درود و سلام مکروہ نہیں (جائز ہے) بشرطیکہ حد اعتدال پر ہے اور ایسا کیوں نہ ہو؟ جبکہ چاروں مذاہب کے ائمہ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اقدس سن کر ہر مرتبہ درود شریف پڑھنا واجب بتایا ہے، اسی پر قیاس کیا جائے گا جو مؤذن آج کل خطیب کے سامنے اذان دیتے وقت یا آواز بلند درود و سلام پڑھتے ہیں یہ اس وقت ہوتا ہے جب وہ مذکورہ بالا آیت کریمہ کی تلاوت کرتا ہے اس کی تائید الجواہر فی الحجج کی اس عبارت سے بھی ہوتی ہے کہ جو شخص درود و سلام پڑھے اس کے لئے آواز کو بلند کرنا سنت ہے لیکن اس میں حد سے بڑھ کر مبالغہ نہ کرے رہا خطبہ میں صحابہ کرام کا نام سن کر **رضی اللہ عنہ** کہنا، سو اس میں کوئی حرج نہیں چاہے خاص جلیل القدر صحابہ کرام کا نام لے کر ذکر کیا جائے جیسا کہ آج کل مشہور ہے، چاہے اجمالاً ان کا ذکر کیا جائے رہا دعا کے جواب میں بلند آواز سے آمین کہنا، سو بہتر یہی ہے کہ اسے ترک کر دیا جائے کیونکہ یہ توجہ کے ساتھ سننے سے مانع ہے اور بلا ضرورت حاضرین کو تکلیف دیتا اور پریشان کرنا ہے، اب جو بلند آواز سے آمین کہنے پر لوگوں کا طریقہ چل نکلا ہے خصوصاً مبالغہ کے ساتھ سو یہ مذموم اور قبیح بدعتوں میں سے ہے لہذا اس کو ترک کر دینا چاہئے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم الخ مختصراً۔

کتاب الدر المنفود میں ہے کہ نماز پڑھتے جب کسی ایسی آیت پر گزر ہو جس میں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو تو پڑھنے، سننے والے کے لئے

درود و سلام پڑھنا سنت سے جیسا کہ صاحب الانوار نے اجماعی سے نقل کیا ہے اور اس کو تنزیہ جمع دی ہے لیکن امام نووی کا فتوہ ہے کہ نہ پڑھنا مستحب ہے پہلے قول کے مطابق ضمیر لا کر درود شریف پڑھ لے مثلاً صلی اللہ علیہ وسلم تاکہ جن لوگوں کے نزدیک نام کے کر درود پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے ان کے قول سے بھی موافقت ہو جائے۔ اس موضوع پر فریڈنگٹون میں نے ”شرح العباب“ میں کی ہے۔ امام احمد حنبل نے نقل نماز میں اٹھنا کو مستحب مانا ہے اور امام حسن بصری علیہ الرحمہ نے مطلقاً مستحب بتایا ہے۔ یہ تفصیل آخری تشدید میں درود شریف کی بحث میں گزر چکی ہے، اور ہمارے نزدیک پہلی تشدید میں درود شریف پڑھنا سنت ہے اس پر دلیل وہ احادیث ہیں جن میں ایسے لوگوں کی مذمت کی گئی ہے جن کے پاس حضور علیہ السلام کا ذکر ہو اور وہ درود و سلام نہ بھیجیں اور کبھی نمازی کو آخر میں درود شریف یاد آتا ہے تو اس صورت میں اسی جگہ درود شریف اس کے لئے سنت ہے تاکہ اس مذمت سے بچ سکے جو درود نہ بھیجنے والوں کے لئے آئی ہے عام اس سے کہ نماز میں ہوں یا نماز سے باہر، اور اوپر کتاب الانوار کے حوالہ سے جو بات گزر چکی اس سے اس کی بھی تائید ہوتی ہے، علاوہ ازیں اجماعی نے تو اس عمومی قاعدہ کی رو سے کہ جب بھی حضور کا اسم گرامی مذکور ہو، درود شریف بھیجتا واجب ہو جاتا ہے، پہلی تشدید میں بھی درود شریف کو واجب بتایا ہے۔ الخ

سائل و اشباب

مسئلہ اسلام کی فضیلت کے بیان میں

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل فرماتے ہیں کہ فرمایا ”اللہ تعالیٰ کے چلنے پھرنے والے فرشتے ہیں جو میری امت کا سلام بھیجتے ہیں۔“

اس کو حاکم وغیرہ نے روایت کیا اور کہا اس کی سند صحیح ہے۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے جب بھی کوئی شخص ان پر درود یا سلام بھیجے انہیں پہنچ جاتا ہے کہ فلاں آپ پر درود شریف بھیج رہا ہے۔“

اس کو اسحق بن راہویہ نے اپنی مسند میں اسی طرح موقوفاً روایت کیا ہے۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسلمانوں نے فرمایا ”جب بھی کوئی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ میری روح کو میری طرف لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں سلام کا جواب دیتا ہوں۔“

اس کو امام احمد وغیرہ نے بیان کیا اور امام نووی نے کتاب الاذکار وغیرہ میں اس کو صحیح بنایا اور موفق بن قدامر نے المغنی میں اس حدیث کو ذکر کیا اور اس میں اتنا اضافہ کیا کہ جب بھی کوئی شخص مجھ پر میری قبر کے پاس آکر سلام بھیجتا ہے ”حافظ سخاوی نے دونوں روایتوں کے متعلق کہا کہ جہاں تک میں نے چھان پھٹک کی مجھے یہ اضافہ

(میری قبر کے پاس) کسی طریقہ سے نہیں ملا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے یہ حدیث مروی ہے کہ جو بندہ مسلم میری قبر کے پاس مجھ پر سلام بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر ایک فرشتے کو مقرر فرما دیتا ہے جو مجھ کو وہ سلام پہنچا دیتا ہے۔ اس کو بھیقی نے شعب الایمان میں بیان کیا۔

ابن حجر نے الدر المنضود میں فرمایا، نبی علیہ السلام پر سلام بھیجنے کی فضیلت میں جو روایات اردہین میں سے ایک حدیث یہ ہے جس بات مجھے معجوت کیا گیا ہے جس تحت در پتھر کے پاس سے گزرا اس نے یہ کہا: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اور ایک حدیث میں ہے کہ مکہ میں ایک پتھر ہے جو میری بعثت کی راتوں کو مجھے سلام کرنا تھا، میرا جب بھی اس پر گزر ہوتا ہے اس کو پہچان لیتا ہوں۔

ابن حجر نے فرمایا اس روایت میں اشارہ ہے اس حقیقت کی طرف کہ سلف سے لے کر خلف تک ہر زمانے میں یہ جو لوگوں کی زبان پر مشہور حلا آتا ہے کہ یہ وہی پتھر ہے جو آب تنگ کلی میں ظاہر نظر آتا ہے کیونکہ وہ پتھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گزرگاہ پر واقع تھا۔

ایک حدیث وہ ہے جس میں آتا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے نبی علیہ السلام کو وضو کرنے کا طریقہ بتایا، آپ نے وضو کیا، پھر دو رکعت اتحیۃ الوضو نماز پڑھی، پھر کھڑے ہوئے تو جس پتھر یا ڈھیلے کے پاس سے گزرتے، وہی سلام عرض کرنا۔ سَلَامٌ عَلَيْكَ آپ اس کے معنی میں اختلاف کیا گیا ہے، ایک معنی یہ کیا گیا ہے، وہ سلام جو اللہ تعالیٰ کا نام اقدس ہے وہ آپ پر یعنی آپ کو بھی خیر و برکت سے خالی نہ ہوں اور ہر نالیندیدہ بات سے آپ محفوظ رہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی بھی اہم کرامی جسے ایک معنی سے نقل کیا جائے، جب اس کو کسی چیز پر پڑھا جائے تو اصل لغوی معنی ادا کرے گا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سلام کا مطلب ہے تقاضا اور قابلِ مذمت باتوں سے سلامتی

اب اللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْهِ (الہی! حضور پر سلام بھیج) کا معنی ہوگا، الہی! حضور کی دعوت، امت اور ذکر میں ہر کمزوری سے سلامتی رکھ دے تاکہ سرکار کی دعوت زلزلے کے گزرنے کے ساتھ ساتھ برپا رہتی چلی جائے اور آپ کی امت کی دنیا میں کثرت ہو اور آپ کا ذکر بلند ہو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سلام کا مطلب سر تسلیم خم کرنا، تابع ہو جانا۔ آخری دو معنوں میں علی کے لفظ سے اس کو متعدی کرنے میں یہ حکمت ہے کہ اب مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے حق میں اس کا فیصلہ کر دے اور اللہ کے فیصلے بندوں پر اس لئے نافذ ہوتے ہیں کہ وہ بندوں کا مالک و بادشاہ ہے اور یہ مفہوم علی سے ادا سوتا ہے لہذا لفظ علی لفظ ملک سے بلیغ تر ہے۔

تشدید میں سلام، خطاب کی حکمت

اور نماز میں سلام عرض کرتے وقت سرکار کو خطاب کیا گیا حالانکہ سیاق کلام غیب کا مقتضی تھا (یعنی تشہد کے شروع میں تمام صیغے غائب کے استعمال ہوئے مگر حضور کو سلام عرض کیا گیا تو خطاب کیا گیا) اس میں یہ حکمت ہے کہ جب نمازی نے بحالت نماز التخیات پڑھ کر بارگاہِ خداوندی کے دروازے پر دستک دی تو اس کو بارگاہِ ربّ العزت میں حاضری کی اجازت مل گئی، وہ اللہ جو زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا اس سے مناجات و سرکوشی کر کے اس نے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیں، اب اس کو خبردار کیا گیا کہ یہ قرب خداوندی اور اعزاز اس کو نبی رحمت کے واسطے اور انسکی فرمانبرداری کی برکت سے حاصل ہوا ہے سو نمازی نے غور سے جو دیکھا تو حبیب کو سامنے پایا، اب نمازی نے اَللّٰهُمَّ عَلَیْكَ اَیُّهَا الشَّيْخُ الخ عرض کرتے ہوئے اپنا رخ سرکار کی طرف کر لیا۔

پھر علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ نماز میں سلام کو درود پر مقدم رکھا گیا، حالانکہ آیت کریمہ میں پہلے درود شریف اور بعد میں سلام کا حکم آیا ہے اس سے کہ آیت میں اصل مقصود حکم پر عمل کرنا ہے اور تعمیل میں ابتداء اس سے کی جاتی ہے جسکی اہمیت زیادہ

ہو، جس کی معرفت اور عملدرآمد لازمی ہو اور وہ ہے درود شریف کیونکہ ایک تویہ اس
 اہمیت میں اپنی عظمت کی بنا پر اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ کے ساتھ مخصوص کیا گیا
 ہے (إِذَا أَلَّ اللَّهُ مَلَكًا لِّمَكَّةَ بِصَلَاتٍ)۔ دوم اس لئے کہ درود کو سلام لازم ہے
 بخلاف سلام کے کہ اس کے کچھ معانی اللہ اور فرشتوں کے لئے ثابت نہیں کئے جا
 سکتے اور وہ پیر ہر تسبیح حم کر اور یقین کرنا جیسا کہ گزر چکا ہے لہذا یہ درود کو مستلزم
 نہیں اس لئے اس کا درجہ درود سے کم ہے اور نماز کی بنا پر اس بات پر ہے کہ اس میں
 بندہ مقام ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ترقی کرتا ہے اور نماز کا آخری مرتبہ آخری تشہد
 ہے لہذا اس میں پہلے تو اللہ تعالیٰ کی کامل تر اور جامع صفات کے ساتھ حمد
 و ثناء بیان کی گئی اور وہ ہے التحیات اور اس کے ما بعد الصلوات، الطیبات ()
 کو کامل تر اور بلیغ تر انداز میں اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کرنا اور نماز میں اللہ رب العزت
 کی تعظیم اور اس کے لئے خشوع و خضوع کے لحاظ سے انتہائی مقصود و مطلوب
 یہی ہے، پھر جب یہ مرحلہ طے ہو گیا تو اب ہم اس مستحق مقدس کی طرف متوجہ ہوئے
 جن کے ہاتھوں ہم کو یہ روشن ہدایت ملی، ہم نے اس کی ابتداء ہر سرکار رسالت مآب
 صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے سلام عرض کرنے سے اس کی جن سے اشارہ بھی مقصود
 تھا کہ معنوی طور پر سرکار مجاہد۔ سارے مینے سب سے ہیں، پھر ہم نے صالحین معین نیک بندوں
 کو سلام کیا جو ہدایت و تبلیغ میں سرکار کے نائب ہیں، پھر ہم نے مقام توحید کے بیان
 پر نماز ختم کی جس کی بدولت یہ دونوں مرتبہ ثابت ہیں، ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ کی حمد
 و ثناء کا اور دوسرا اس کے رسول اور رسول اللہ کے نائبین کی سنت و ثناء کا مرتبہ۔
 پھر جب یہ مرحلہ بھی طے ہوا تو ہم اس سے بالاتر و حسب و ثناء کی طرف منتقل ہو گئے
 جس کے حضور ہماری طرف سے مستحق ہیں اور وہ ہے آپ پر درود بھیجنا جس میں ہم
 نے اسی پر نماز ختم کی اور اس کو ہم نے اپنی دعا کے ساتھ جا ملایا، وہ دعا جس کا ہم کو

حکم ہے کہ درود شریف کے بعد انگلیاں کریں الخ۔

اور میں الدر المنصور کے دونوں نسخوں میں جو کہ محشی ہیں، ایک ابن حجر کے شاگرد
عمیر بن محمود البیلونی کا لکھا ہوا اور دوسرا اس کے بیٹے کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے یہ عبارت
لکھ، وکھبی ہے، ہمارے شیخ (ابن حجر) نے اپنی تشریح العیاب میں فرمایا، نبی علیہ السلام
کو (نماز میں) خطاب کیا گیا ہے (السَّلَامُ عَلَيْكَ اَخَا) گویا یہ اشارہ ہے اس بات
کی طرف کہ اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کی نمازی الینوں سے پردہ اٹھا لیتا ہے، یہاں
تک کہ حضور علیہ السلام ان کے لئے میں اس طرح نظر آنے لگتے ہیں گویا وہاں حاضر
ہیں اور یہ مقام افضل ترین عمل کے زریعہ حاصل ہوتا ہے اب یہ مشاہدہ مزید شروع و
خضوع اور حضور قلب کا سبب بنا چاہئے، پھر میں نے دیکھا کہ امام غزالی نے
ایہ العلوم میں لکھا ہے: السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ الْكَافِيَّةُ سے
پہلے نبی علیہ السلام کی شکل و صورت کو اپنا دیا، حاضر کر لے اور سچ جان کہ تیرا سلام
آپ کو پہنچا ہے اور آپ مجھے مکمل جواب دیتے ہیں۔

سوال۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ہم نبی علیہ السلام کی زندگی
میں بپور رہتے تھے: السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ الخ لیکن جب آپ کی وفات
ہو گئی، ہم نے لہنا شروع کر دیا السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ (خطاب نہ کر کے غائب
کا صیغہ استعمال کرنا شروع کر دیا)۔

جواب۔ یہ سناظ ابو خوانہ کے ہیں اس سے صحیح نثر الفاظ وہ ہیں جن کو امام بخاری
نے روایت کیا ہے اور اس روایت سے معلوم ہو گا کہ یہ قول حضرت عبداللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ کا نہیں بلکہ راوی نے یوں سمجھ لیا ہے، امام بخاری کے الفاظ یوں ہیں
فَلَمَّا فُتِحَ قُلْنَا سَلَامٌ يَعْنِي هَلْ لِنَبِيِّ ۖ (جب سر کا کی وفات ہو گئی تو ہم نے کہا سلام
یعنی نبی پڑا اب اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جس طرح ہم آپ کی زندگی میں سلام

پڑھنے سے اسی طرح آپ کی وفات کے بعد بھی عمل پیرا ہے اور یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ ہم نے خطاب چھوڑ دیا پس جب لفظ میں دونوں احتیاج ہیں تو ایک معنی متعین نہ رہا، اس لئے معارضہ صحیح نہیں کہ وجوب خطاب معروف مشہور اور ہمیشہ سے اُمت کا معمول رہا ہے کیونکہ اس کا مقابلہ و معارضہ بخاری کی روایت نہیں کر سکتی جو عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے اور جس کی رو سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ صحابہ کرام نے سرکار کی وفات کے بعد خطاب کو ترک کر دیا تھا اور غیب کا صیغہ استعمال کرنا شروع کر دیا تھا، ہے ابو حوانہ کے الفاظ، سو وہ لائق النفات نہیں۔ کیونکہ بخاری کی روایت اس سے صحیح تر ہے اور میں واضح کر چکا ہوں کہ برہم خوار اللہ عنہ کا یہ لفظ نہیں عَلَى الشَّيْءِ ان کا لفظ صرف یہ ہے قُلْنَا سَلَامٌ ہم نے سلام پڑھا۔ راوی اس کا مفہوم یہ سمجھا کہ ہم نے سَلَامٌ عَلَى الشَّيْءِ کا لفظ اختیار کر لیا الخ۔

حضرت زین العابدین بن امام حسین بن علی رضی اللہ عنہم نے ایک شمس کو نبی علیہ السلام کے روضہ انور کے پاس ایک گڑھے میں آتے جلنے دیکھا، وہ اس میں دعا کرتا تھا، امام نے فرمایا، میں تجھے ایک بات نہ بتاؤں جو میں نے اپنے باپ، انہوں نے میرے دادا علی کرم اللہ وجہہ اور انہوں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی، فرمایا، تمیری تیر کو عید اور اپنے گھر کو قبرستان نہ بنالینا اور مجھ پر سلام بھیجا کرو بیشک تمہارا سلام تم جہاں کہیں بھی ہو مجھے پہنچ جاتا ہے۔ اس کو ابو بکر بن ابوشیبہ نے اور ان سے ابو یعلیٰ نے روایت کیا۔ حافظ سخاوی نے فرمایا، یہ حدیث حسن ہے۔ اور اسمعیل القاضی نے کہا، ہم سے ابراہیم بن حمزہ، ان سے عبد العزیز بن محمد، ان سے سہیل نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت پر سلام عرض کر رہا تھا، نیت سے آیا، اس وقت امام حسین علیہ السلام کے صاحبزادے بن علی رضی اللہ عنہ، بن

صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کے قریب ایک مکان میں شام کا کھانا کھا رہے تھے، انہوں نے مجھے بلایا، میں حاضر خدمت ہوا، فرمایا، قریب آؤ، کھانا کھاؤ! میں نے عرض کیا کھانا کی حاجت نہیں، فرمایا، کیوں کھڑے ہو؟ میں نے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے لئے کھڑا ہوں، فرمایا جب مسجد میں داخل ہو تو سرکار پر سلام عرض کر لیا کرو! کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو! افضل و سنت، اور انکو قبرستان نہ بناؤ! اللہ تعالیٰ یہود پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد گاہ بنالیا اور مجھ پر درود بھیجا کرو کہ تم جہاں کہیں ہو، تمہارا درود مجھے پہنچ جاتا ہے۔

انہی کے متعلق یہ روایت بھی ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو قبر انور سے لپٹا دیکھا تو فرمایا اے شخص! تو اور اندلس (سپین) کا کوئی شخص بغیر کسی فرق و امتیاز کے براہ راست مسلب یہ کہ ہر ایک کا درود و سلام اللہ تعالیٰ قیامت تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچاتا رہے گا اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ”تین چیزوں کو خاص سننے کی طاقت عطا کی گئی ہے، جنت جنیوں کی باتیں سننی ہے، جہنم جہنمیوں کی اور میرے سرہانے مقرر شدہ فرشتہ پس میری امت کا کوئی شخص جب یہ کہتا ہے کہ الہی! میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں تو جنت کہتی ہے الہی! اس کو میرے اندر سکونت عطا فرما، اور جب میری امت کا کوئی شخص یہ کہتا ہے الہی! مجھے آگ سے بچانا تو دوزخ کی آگ بھی کہتی ہے الہی! اس کو مجھ سے بچانا اور جب میرا کوئی امتی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو میرے سرہانے پر موجود فرشتہ کہتا ہے، یا محمد! یہ فلاں شخص ہے جو سلام عرض کرتا ہے، پس آپ بھی اس کو جواب سے نوازیں!“

اس کو ابن بشکوال نے بیان کیا۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی علیہ السلام تشریف

لائے تو خوشی آپ کے چہرہ اندس پر نمایاں تھی، فرمایا، ”ابھی ابھی میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے تھے، انہوں نے کہا، اے محمد! کیا آپ اس پر راضی نہیں کہ آپ کا جو بھی امتی آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے، میں اس پر دس مرتبہ درود بھیجوں گا اور جو بھی آپ کا امتی آپ پر ایک مرتبہ سلام بھیجے گا، میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں گا۔“ اس کو نساہی وغیرہ نے روایت کیا۔

تیسرے باب میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ قول گزر چکا ہے کہ نبی علیہ السلام پر ایک مرتبہ سلام بھیجنا گروہ میں آزاد کرنے سے افضل ہے اور علامہ ابن حجر نے الدر المنصود میں کلام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نقل کرنے کے بعد فرمایا ایک مرتبہ سرکار پر سلام بھیجنا اللہ تعالیٰ ہماری پر دس مرتبہ سلام بھیجتا اور اللہ تعالیٰ کا ایک سلام کر دو جنتوں سے افضل ہے، ”سو تمہیں اس احسان عظیم پر مبارک ہو، کیسا کرم ہے الخ۔“ ابو محمد جبر نے اپنے شیخ ابو القاسم بن بشکوال کی کتاب القربانی میں ضحاک بن قیس کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص کو چھینک آئی وہ آدمی الحمد للہ رب العالمین کہہ کر چپ ہو گیا، اس پر حضرت ابن عمر نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیج کر تکمیل کیوں نہ کر دی؟

ابو محمد جبر ہی نے محمد بن رباح کا یہ قول نقل کیا ہے کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جو کوئی جمعرات کے دن عصر کے بعد یہ پڑھے: اَللّٰهُمَّ تَبَّ السَّوْءُ الْحَرَامِ وَالْمَرْكُ وَالْمَقَامُ وَتَبَّ الْحِلِّ وَالْحَرَامِ اِقْرَأْ مُحَمَّدًا اَمِيْنِ السَّلَامَ،

”اے اللہ! حرمت والے مہینے، مشعر حرام، رکن یمانی اور مقام ابراہیم، حل اور عرم کے مالک میری طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیج۔“ اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اس سلام کو سر کا تک پہنچاتا ہے اور کہتا ہے حضور! فلاں کا بیٹا فلاں آپ کو سلام عرض کرتا ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس شخص کی بہت بڑی فضیلت منقول ہے،

جو یوں کہے: ”اے نبی! سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوحِ اقدس پر میری طرف سے ہدیہ سلام پہنچا ہے۔“ اور یہ بھی نہا گیا ہے کہ یہ الفاظ اس وقت کہنے چاہیں جب خواب میں سر کا کا ویدار ہو اور یہ رد و ثمر نہ پڑھے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِيْ لَآزِوَاحِ جِدِّكَ اَلَمْ جِئْتُ اَبًا فِيْ يَسْبَ اَرْهَابَ، چھٹا باب سونے جاکتے ہیں سرکاری زیارت کے متعلق ہے۔

امام ابو محمد جبر نے اپنی کتاب الملاد والاعتصام میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور ان الفاظ سے سلام کیا: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَقْل، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَخِيْرُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَاطِنُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ظَاهِرُ فرمایا: تجھے اس پر ریت ہوئی اور میں نے کہا، اے جبریل! میرے جیسی مخلوق کی یہ صفت کیسے ہو سکتی ہے؟ یہ تو اللہ رب العزت کی صفت ہی ہو سکتی ہے۔ کہا یا محمد! آپ کو معلوم ہوا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں اس طرح آپ کو سلام عرض کروں یہ خاص آپ کے لئے ہے، ان مخلوق کے لئے نہیں، اس نے آپ کا نام اول رکھا کیونکہ آپ نامِ نبیائے کرام میں اول ہیں، آپ کا نور آپ کے والد آدم علیہ السلام کی پشت میں رکھا دیا، پھر آپ کو ایک پشت سے دوسری پشت کی طرف منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ آپ کا ظہور آخرتِ زمانہ میں کیا اور آپ کا نام آخر رکھا اس لئے کہ آپ آخری نبی ہیں اور تمام انبیاء کو ختم فرمانے والے ہیں، آپ کا نام باطن رکھا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام اپنے نام کے ساتھ پیدائش آدم سے دو ہزار سال پہلے ساقی عرش پر لکھا، پھر مجھے آپ پر درود و سلام کا حکم دیا، پس میں نے اسے محمد! آپ پر یکے بعد دیگرے دو ہزار سال تک درود و سلام پڑھا یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو بھیجا بشیر و نذیر، داعی الی اللہ باذنہ اور سراج منیر بنا کر آپ کا نام ظاہر رکھا کیونکہ اس نے آپ کو

تمام ادبیاں پر غالب کیا، آپ کی نبوت اور فضل و ثروت کا آسمان و اموں کو علم دیا، اسی نے آپ کا نام اپنے نام سے مشتق فرمایا اور آپ کی صفات کو اپنی صفات کا منظر بنایا، پس آپ کا رب تو محمود ہے اور آپ محمد۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

اس پر نبی علیہ السلام نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کا شکریہ جس نے مجھے اپنی تمام مخلوق پر فضیلت بخشی یہاں تک کہ میرے نام اور صفت کو۔
شاعر کہتا ہے ۷

وَصَفَّ إِلَٰهٌ نَبِيَّهٖ بِالْأَوَّلِ شَرَفًا وَقَدْ سَمَّاهُ بِأَسْمِ الْفَخْرِ
وَأَشْتَقَّهَا مِنْ وَصْفِهِ لِيُجِلَّ وَكَذَا آتَى عَنْهُ يَوْحًى ظَاهِرًا
۱۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تعریف انکی بزرگی کے پیش نظر اول سے کی اور
اسی سے آپ کا نام آخر رکھا۔

۲۔ اور بزرگی دیتے ہوئے انکی اولیت کو اپنی صفت (اولیت سے مشتق
فرمایا اور یونہی واضح و محی کے فدیے آپ سے ثابت ہے
اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

فَشَقَّ لَهُ مِنْ أَسْمِهِ لِيُجِلَّ فَذُو الْعَرْشِ تَحْمُودٌ وَهَذَا مُحَمَّدٌ
۳۔ (اللہ نے) آپ کا نام اپنے نام سے مشتق کیا تاکہ اس کو بزرگی دے، پس
عرش والا محمود ہے اور یہ محمد ہیں، صلی اللہ علیہ وسلم۔

پس محمد محمود سے مشتق ہوئے اور وہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام
ہے اور وہ خود حمد سے مشتق ہے، پس اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں آسمانوں اور
زمین والوں کا محمود (جس کی تعریف کی جائے) ہے، اب اس نے اپنے نبی پر فضل و
کرم فرمایا اور ان کا نام اپنے نام کے ساتھ لکھ کر ان کو تمام نبیوں پر فضیلت بخشی الخ

باب لطائف میں سلام کی فضیلت کے متعلق چند حکایات گزر چکی ہیں کہ درود

کا ایک موقع وہ ہے جب مدینہ شریف میں داخل ہوا، ان روایات کی اس موضوع سلام سے خاص مناسبت ہے۔

تنبیہ: ”الدر المنصور“ میں امام بیہقی سے یہ بات نقل کی گئی ہے کہ انہوں نے فرمایا، ”جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ حضور علیہ السلام زندہ ہیں تو (روضہ النور) پر نہ اس طرح کہا جائے عَلَیْہِ السَّلَامُ اور نہ عَلَیْکَ السَّلَامُ، کیونکہ یہ مردوں کا سلام ہے، بہت سے مصنفین کی کتابیں اس سے بھری پڑی ہیں، اس سے بچنا چاہئے“

ابن ابی شیبہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا عَلَیْکَ السَّلَامُ یا رسول اللہ فرمایا عَلَیْکَ السَّلَامُ نہ کہو کہ عَلَیْکَ السَّلَامُ مردوں کا سلام ہے۔ اور امام ترمذی نے سند حسن کے ساتھ یہ روایت بیان فرمائی ہے کہ ایک صاحب نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے تین مرتبہ کہا عَلَیْکَ السَّلَامُ یا رسول اللہ فرمایا عَلَیْکَ السَّلَامُ مردے کا سلام ہے، پھر فرمایا، جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی سے ملے تو یوں کہے السَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَةُ اللہِ، پھر آپ نے اس کو سلام کا اس طرح تین بار جواب دیا وَ عَلَیْکَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللہِ الخ۔

ابن حجر نے کہا، اس سے عدم جواز پر استدلال صحیح نہیں اس لئے کہ سرکار کا جواب دینا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ سلام صحیح ہے اور سی صحیح غرض و مقصد کے تحت مختصر الفاظ سے سلام کرنا یا اس کا جواب دینا درست ہے، جیسا کہ میں نے شرح ارشاد میں بیان کیا ہے۔ نیز حدیث میں آتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے قبرستان سے گزرتے وقت پورا سلام کیا تھا ”السَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَاۓِمًا قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ“ اس سے معلوم ہوا کہ عَلَیْکَ السَّلَامُ کو مردوں کا سلام فرمانے سے مراد دل کے مردے ہیں کیونکہ زمانہ جاہلیت میں لوگ اس طرح سلام کرتے تھے، بہر حال السَّلَامُ عَلَیْکُمْ کے الفاظ سے سلام کہنا مردہ و زندہ دونوں کے حق میں افضل ہے۔ ”الدر المنصور“ ہی میں علامہ مجد الدین فیروز آبادی مصنف ”لغات“

کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کے پاس درود سے بہتر سلام ہے بوجہ اس حدیث کے جس میں آتا ہے سچو مسلمان میری قبر کے پاس مجھ پر سلام بھیجے۔
الح (حدیث گزر چکی ہے)

سلام کے فوائد میں سے ایک تو یہ ہے کہ اس سے محتاجی سلام کے فوائد اور تنگدستی ختم ہوتی ہے، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور غربت اور فقر و فاقہ کی شکایت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا، جب اپنے گھر جا کر تو کوئی اندر ہو یا نہ ہو، سلام کہہ لیا کرو! پھر تم پر سلام بھیجا کرو اور ایک مرتبہ قل ھو اللہ اُخذ (سورۃ اخلاص مکمل) پڑھ لیا کرو۔ ان صاحب نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر رزق کی بارش کر دی یہاں تک کہ انہوں نے اپنے پڑوسیوں اور رشتہ داروں کو بھی بہت کچھ دیا۔ اس کو ابو مسلم مدینی نے روایت کیا

حضرت عمر بن دینار نے آیت کریمہ فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ ”جب گھروں میں داخل ہو تو اپنیوں کو سلام کہو“ کے متعلق فرمایا اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو یوں کہو السَّلَامُ عَلَى الشَّيْءِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔

ابراہیم نخعی فرماتے ہیں، جب مسجد میں کوئی نہ ہو تو یوں کہو، السَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ اور جب گھر میں کوئی نہ ہو تو یوں کہو السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ اور عارف باللہ سیّدی شیخ عبدالرحمن العیدروس نے احمد مدنی رضی اللہ عنہ کی کتاب ”مَعْلُومَاتُ“ کے اس جملہ بِرَبِّكَ اُنْفُسُكَ النَّبِيُّونَ تَحْتَ يَوَاسِمِ

لے قیاس کی بنا پر اندسجہ آنا چاہئے تھا، اب یہ ہو گا تب ہے یا النبیین بتاویل جماعۃ ہے ۱۲

فَهَذِهِتُ "وہ جن کے پرچم کے نیچے تمام انبیاء علیہم السلام شامل ہیں، پس وہ انہی سے ہیں،" شعر کے، اسی مضمون کی طرف امام ابو صیری قدس سرہ کا کلام اشارہ کرتا ہے۔

وَكُلُّ اَيِّ اَتَى الرَّسُلُ الْكَرَامُ بِهَا فَإِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُورِهِ بِحَسْبِ
اور جو معجزات انبیاء کرام کے کرائے وہ آپ ہی کے نور کے سبب ان تک پہنچے۔
فَاءَ شَمْسُ فَضْلٍ هَدَى كَوَاكِبُهَا يُظْهِرُنَ اَنْوَارَ هَالِ النَّاسِ فِي الظُّلُمِ
بے شک حضور فضل و کرم کے سورج ہیں جو اندھیر میں اپنا نواں لوگوں کے سامنے ظاہر کرتے ہیں۔
علامہ ابن مرقوق رحمہ اللہ نے ان اشعار کی تشریح میں فرمایا، جو معجزہ جو نبی لے کر آیا، وہ معجزہ اس نبی تک نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے پہنچا، کشتی پیاری بات فرما
فَإِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُورِهِ بِحَسْبِ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور کا نور ہمیشہ ضیاء
پاشیاں کرتا رہا ہے اور اس میں کوئی کمی نہیں ہوتی، اگر اس کے بجایہ فرماتے فَإِنَّمَا هِيَ
مِنْ نُورِهِ تو وہم پیدا ہوتا کہ ان پر نور کی ایک جھلک پڑی اور پھر باقی نہیں رہی حلالہ کہ
ان سب کے معجزات بھی نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل پہنچے کیونکہ حضور فضل و کرم
کے سورج ہیں اور باقی انبیاء کے کرام اس کے ستارے اور ستارے لوگوں کے لئے اندھیر
میں سورج ہی کی روشنی پھیلاتے ہیں، پس ستارے خود بخود ضیاء بار نہیں ہوتے بلکہ
سورج سے روشنی حاصل کرتے ہیں اور سورج جب پس پردہ ہو تو یہ اسی کی روشنی
بکھیرتے ہیں یونہی انبیاء کے کرام صلی اللہ علیہ وسلم سرکار کے ظہور سے پہلے آپ ہی کی
فضیلت کا مظہر تھے۔

فَإِنْ جَاءَ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ مُؤَخَّرًا
لَقَدْ كَانَ قَبْلَ الْأَنْبِيَاءِ مُقَدَّمًا
وَكَانُوا لَهُ الْحِجَابَ فِي مَوَاقِبِ الْهُدَى

وَلَا غَرْوًا وَلَا حَبَابٍ أَنْ تَنْقَدَمَا

أَتَامَ فَتَاةَ الدِّينِ بَعْدَ اعْوِجَاجِهَا

فَمَنْ بَعْدَهُ مَا اعْوَجَحَ مَا كَانَ قَوْمًا

۱۔ اگرچہ حضور تمام انبیاء کے بعد تشریف لائے مگر اصل وجہ کے لحاظ سے یقیناً سب سے پہلے تھے

۲۔ اور وہ انبیاء کرام (قافلہ ہدایت میں، سرکار کے سامنے پروردہ بن گئے۔ اور انکو پرستہ کی بنا پر ذرہ بھی دھوکا نہیں ہوا کہ آپ سب سے اوّل ہیں۔

۳۔ دین خداوندی کے پورے کو ٹیڑھا ہونے کے بعد حضور نے سید صاحب فرمایا۔ پس حضور کے بعد کون ہے جو آپ کے سیدھے کئے کو ٹیڑھا کر سکے۔

اور حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جو عرض کیا تھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے آپ پر اس طرح درود بھیجنے کا حکم دیا ہے :-

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَوَّلَ السَّلَامِ عَلَيْكَ يَا آخِرَ

السَّلَامِ عَلَيْكَ يَا بَاطِنَ السَّلَامِ عَلَيْكَ يَا ظَاهِرَ

”اے اول! آپ پر سلام، اے آخر! آپ پر سلام، اے باطن! آپ پر سلام، اے

ظاہر! آپ پر سلام۔“

اس کا اشارہ بھی اسی مضمون کی طرف ہے، سیدی القطب الصفی القشاشی

اور ان کے شیخ الشاذلی قدس سرہا مدینہ منورہ میں مواجدہ تشریف کے سامنے انہی

الفاظ سے سلام عرض کرتے تھے الخ

آٹھواں باب

درود شریف کن الفاظ سے پڑھنا چاہئے؟

اس باب میں درود شریف کے بارے میں وہ مباحث ذکر کئے جائیں گے جو میری کتاب ”افضل الصلوات“ میں یا تو ذکر ہی نہیں کئے گئے یا اگر بعض کا ذکر ہوا بھی تو دوسرے اسلوب و کیفیت سے۔ حافظ سخاوی نے ابنِ صدی کی جو وضاحت نقل کی ہے، اس کی عبارت یہ ہے: ”نبی علیہ السلام پر درود شریف پڑھنے کی کیفیات میں بہت سی احادیث مروی ہیں، صحابہ کرام اور بعد کے سلف صالحین کا مسلک اس بارے میں یہ ہے کہ درود و سلام کے الفاظ کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ مخصوص ہی ہوں یعنی قرآن و سنت میں مذکور ہوں، بلکہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق بخشی ہے کہ ایسے فصیح و بلیغ الفاظ استعمال کرے جو سرکار کے ادب و احترام اور عظمت و کمال کے مظاہر ہوں، کر سکتا ہے۔“

انکی دلیل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد ہے:-

أَحْسِنُوا الصَّلَاةَ عَلَى نَبِيِّكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ لَعَلَّ ذَلِكَ يُعْرَضُ عَلَيْكُمْ

”اپنے نبی پر خوبصورت انداز سے درود بھیجا کرو تمہیں کیا معلوم کہ وہ آپ

پر پیش کئے جاتے ہیں۔“

پھر سخاوی نے بعض کیفیات ذکر کرنے کے بعد فرمایا، اس طریق سے یہ کیفیت دلیل ہے اس بات کی کہ یہ کیفیت توقیفی ہے، بعض راویوں کا اختلاف نہیں کیونکہ طرق متواترہ سے مختلف انواع و کیفیات کا ثبوت ملتا ہے اور اس

میں کوئی شک نہیں کہ جو شخص ان میں سے کسی بھی صحیح ثابت شدہ کیفیت و طریق سے درود شریف پڑھے، وہ اس فرض کی ادائیگی سے عمدہ برآ ہو جائے گا اور یہ اجماع و اتفاق اس بات کی واضح دلیل و شہادت ہے کہ ٹپھنے والے کو کسی بھی طریق کا انتخاب کرنے کا اختیار ہے اور اہل نظر کے نزدیک ایسے الفاظ کو اختیار کرنا واجب ہے جن کی سند صحیح تر اور معنی مکمل تر ہو اور بلا خلاف جو شخص سرکار پر مکمل و ود بھیجنا چاہے اور سلسلہ میں سعی بلیغ کرے، وہی بہتر طور پر ادائے وجوب بھی کر سکے گا، یہی بات کہ محل وجوب کہاں کہاں ہے؟ اور تکرار وجوب ہے یا نہیں؟ سو اس جگہ اسکی تفصیل ممکن نہیں۔

مصنف کو خواب میں تنبیہ | جوانی کے زمانہ میں جب میں نبی علیہ السلام پر درود بھیجتا تو یوں کہتا :-

اللَّهُمَّ صَلِّ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ
 اَلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَسَلَّمْتَ عَلَى اِبْرَاهِيمَ
 وَعَلَى اَلِ اِبْرَاهِيمَ اِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ۔

تو مجھے خواب میں کہا گیا کہ تو نبی علیہ السلام سے بڑھ کر قصیح ہے؟ یا کلمات کے معانی اور مفصل جامع کلمات کو جاننے والا ہے؟ اگر مفصل کلام میں کوئی رائے معنی نہ ہو تو سرکار اس تفصل میں نہ پڑتے، اس پر میں نے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی اور وجوب و استحباب ہر دو مقامات پر نص تفصیل کی طرف رجوع کیا، اب اگر طوالت کی گنجائش ہو تو جہاں تک اللہ چاہے

تعظیم و تکریم کا اضافہ کر لیتا ہوں یہ سب اس کی مہربانی ہے الخ۔
 شیخ حبل نے شرح دلائل الخیرات میں مصنف کے قول اللہمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ عَلَى جَمِيعِ اصْحَابِ مُحَمَّدٍ کے ہمراہ اتنا اضافہ کیا :-

مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَغَيْرِهِمْ وَمَنْ أَسْلَمَ
قَبْلَ الْفَتْحِ أَوْ بَعْدَهُ وَمَنْ طَالَتْ صُحْبَتُهُ لَهُ وَغَيْرُهُ
وَمَنْ كَانَ مِنْ ذِي قَرَابَةٍ وَغَيْرِهِ وَمَنْ صَحْبَهُ صُحْبَةً
خَاصَّةً أَوْ عَامَّةً وَمِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ
وَمِنَ الْأَحْرَارِ وَالْعَبِيدِ وَمِنَ الْبَالِغِينَ وَ
الصِّبْيَانِ وَالرِّفَاقِ وَالْحِجَةِ -

ترجمہ : الہی! درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمد بن اللہ علیہ وسلم کی
آل پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ پر یعنی مہاجرین، انصار اور
دوسروں پر اور جو فتح مکہ سے پہلے یا اس کے بعد اسلام لائے اور جو
سرکار کی طویل صحبت میں رہے ان پر اور دوسروں پر اور جو سرکار کے
رشتہ دار تھے ان پر اور دوسروں پر اور ان پر جن کو سرکار کی خصوصی یا
عمومی صحبت میں رہنے کی خواہ مرد ہوں یا عورتیں، آزاد ہوں یا غلام
یا موالی، بالغ ہوں یا بچے انسان ہوں یا جن۔

تمام صحابہ کرام کا بھی شمار کیا (اجمالی) اور اسی طرح تمام مخضرمون کا بھی
درجو سرکار کی حیات ظاہری میں مسلمان ہوئے لیکن ملاقات نہ کر سکے، مثلاً نجاشی اور
ادیس قرنی رضی اللہ عنہم، حالانکہ صحابہ کرام پر درود کسی نص میں دار نہیں ہوا
لہٰذا اس لئے کہ آل کا لفظ خود انا جامع ہے جو ساری امت مرحومہ کو شامل ہے
کیونکہ قرآن کی رو سے آل نبی وہ تمام لوگ ہیں جو نبی کی غلامی میں آگئے خواہ نسبی تھے آپ سے رکھتے
ہوں یا نہ، البتہ بعد میں جب روافض نے صحابہ کرام کو اس سے خارج ماننا شروع کیا تو اہل
سنت نے ان کی تردید کے لئے صحابہ کا ذکر بھی ضروری سمجھا لہٰذا لفظ صحابہ کا اضافہ
فرمایا گیا ہے۔ لیغیظہم الکفار (مترجم)

آپ سے صرف آل پروردگار ثابت ہے، پھر ائمہ کرام نے آل پر قیاس کرتے ہوئے صحابہ پروردگار بھیجنے کو مستحب قرار دیا، عارف صاوی نے تفسیر جلالین کے حاشیہ میں آیہ کریمہ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ کی تفسیر میں شارح کے قول قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ کی تشریح میں فرمایا، نبی علیہ السلام پروردگار پڑھنے کے صیغے اتنے ہیں کہ شمار سے باہر ہیں اور ان میں سب سے افضل وہ الفاظ ہیں جن میں آل اور صحابہ کرام کا ذکر ہو پس جو شخص ان میں سے کسی صیغہ کو اختیار کر لے اسے خیر عظیم حاصل ہو جائے گی۔

پہلا درود

یہ وہ درود ہے جس میں اس کتاب کے جامع نے وہ تمام کیفیات جو احادیث میں وارد ہوئی ہیں بلفظ جمع کر دی ہیں۔

۱۔ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ۔

۲۔ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ۔

۳۔ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ

مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ
وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
حَمِيدٌ مُجِيدٌ۔

۴۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى
آلِ إِبْرَاهِيمَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ۔

۵۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ، اَللّٰهُمَّ
بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ۔

۶۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ۔

۷۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِهِ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ
كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
حَمِيدٌ مُجِيدٌ۔

۸۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَى مُحَمَّدٍ
كَمَا جَعَلْتَهَا عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ۔

۹۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَعَلَى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلَى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلَى
اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ۔

۱۰۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَاَهْلِ
بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ
حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ۔

۱۱۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا
صَلَّيْتَ عَلَى اِبْرٰهِيْمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى اِبْرٰهِيْمَ وَآلِ اِبْرٰهِيْمَ۔
۱۲۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى اٰسَرٰوَا حِجَمٍ وَذُرِّيَّتِهِ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى اِبْرٰهِيْمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَآسَرٰوَا حِجَمٍ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى اِبْرٰهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ۔

۱۳۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى اٰسَرٰوَا حِجَمٍ وَذُرِّيَّتِهِ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَآسَرٰوَا حِجَمٍ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ۔

۱۴۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى اٰسَرٰوَا حِجَمٍ وَذُرِّيَّتِهِ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَآسَرٰوَا حِجَمٍ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ
فِي الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ۔

۱۵۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ
عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا وَعَلٰی
مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحَّمْتَ عَلٰی
اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ۔

۱۶۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ بَيْتِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اٰلِ
اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْنَا
مَعَهُمُ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
وَعَلٰی اَهْلِ بَيْتِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَيْنَا مَعَهُمُ
صَلٰوةُ اللّٰهِ وَصَلٰوةُ السُّوْمِيَّةِ عَلٰی مُحَمَّدٍ

النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ۔

۱۷۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلٰوةَ اَيْتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَبَرَكَاتِكَ
عَلٰی سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ
النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ اِمَامِ الْخَيْرِ
وَرَسُولِ الرَّحْمَةِ اَللّٰهُمَّ اَبْعَثْ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
يَغِيْطُ بِرِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی
مُحَمَّدٍ وَآبِلِغُهُ الْوَسِيْلَةَ وَالْاَسْرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ
مِنْ الْجَنَّةِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي الْمُصْطَفِيْنَ مَحَبَّةً
وَفِي الْمُقَرَّبِيْنَ مَوَدَّةً وَفِي الْاَعْلٰیْنَ ذِكْرًا
وَدَارًا وَالسَّلَامُ عَلَيْهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ

عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ
 اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
 بَارَكْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
 حَمِيدٌ مُّجِيدٌ۔

۱۸۔ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ
 عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ
 عَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ۔

۱۹۔ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
 عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ
 وَأَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ اللَّهُمَّ كَمَا رَحِمْتَ عَلَىٰ
 إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ وَبَارِكْ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ
 وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
 حَمِيدٌ مُّجِيدٌ۔

۲۰۔ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
 صَلَّيْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
 حَمِيدٌ مُّجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ
 مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَآلِ
 إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ، اللَّهُمَّ وَتَرَحَّمْ
 عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلَىٰ
 إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ اللَّهُمَّ
 وَتَحَنَّنْ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ

عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَعَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ
 اللَّهُمَّ وَسَلِّمْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
 سَلَّمْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَعَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
 حَمِيدٌ مَّجِيدٌ۔

۲۱۔ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
 عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ
 كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَسَلِّمْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ
 آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَتَحَنَّنْ
 عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلَىٰ
 إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ۔

۲۲۔ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ
 إِبْرَاهِيمَ وَعَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ
 وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا رَحِمْتَ إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ
 وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
 عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ۔

۲۳۔ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
 صَلَّيْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ
 مَّجِيدٌ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
 بَارَكْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
 حَمِيدٌ مَّجِيدٌ۔

۲۴۔ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ

الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّتِهِمْ وَأَهْلِي بَيْتِهِمْ -
 ۲۵- اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
 إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
 آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
 حَمِيدٌ مُجِيدٌ -

۲۶- اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ
 بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
 عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ -

۲۷- اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
 عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ
 كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ -

۲۸- اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
 آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
 وَآلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ -

۲۹- اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
 عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ
 وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
 وَآلِ إِبْرَاهِيمَ وَتَرَحَّمْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ
 مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ -

۳۰- اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
 عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا

وَالْحَمْدُ كَمَا رَحِمْتَ إِبْرَاهِيمَ وَالْإِبْرَاهِيمَ -

۳۱- اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ

عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلَى

إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ -

۳۲- اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ

عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَإِمَامِ الْمُتَّقِينَ وَخَاتَمِ

النَّبِيِّينَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ إِمَامِ الْخَيْرِ

وَقَائِدِ الْخَيْرِ اَللّٰهُمَّ اَبْعَثْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَقَامًا

مُحَمَّدًا اَيُّغِيظُ الْاَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ وَصَلِّ عَلَى

مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ

وَالْإِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ -

۳۳- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَعَلَى

أَنزَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ

وَالْإِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ وَبَارِكْ

عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَعَلَى أَرْوَاحِهِ

وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَالْإِبْرَاهِيمَ

إِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ -

۳۴- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَنزَاجِهِمْ وَأَهْلِ بَيْتِهِمْ

وَالْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّتِهِمْ وَأَهْلِي بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ

عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ -

۳۵- اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَى مُحَمَّدٍ

السَّيِّئِ وَأَنَا وَاجِبٌ أَقْبَابِ الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّتِهِمْ
وَأَهْلِي بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ
حَمِيدٌ مُجِيدٌ۔

۳۶۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا أَمَرْتَنَا اَنْ يُصَلِّيَ
عَلَيْهِ وَصَلِّ كَمَا يَنْبَغِي اَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ۔

۳۷۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ صَلَوةً
تَكُوْنُ لَكَ رِضًى وَ لِحَقِيقَةٍ اَدَاءً وَ اَعْطِ النُّوْسِیْلَةَ
وَالْمَقَامَ الْكَذِبِ وَعَدَّتَهُ وَ اَجْزِهِ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهُ
وَ اَجْزِهِ عَنَّا مِنْ اَفْضَلِ مَا جَزَيْتَ نَبِیًّا عَنْ اُمَّتِهِ وَصَلِّ
عَلَى جَمِیْعِ اِخْوَانِنَا مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصَّالِحِیْنَ
یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

۳۸۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ
عِنْدَكَ یَوْمَ الْقِیَمَةِ۔

۳۹۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى رُوحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَسْرَ وَ اِحْرِ وَ عَلَى
جَسَدِهِ فِی الْاَجْسَادِ وَ عَلَى قَبْرِهِ فِی الْقُبُورِ۔

۴۰۔ جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمَا هُوَ
اَهْلُهُ۔

یہ وہ درود شریف ہیں جو حدیثوں میں آئے ہیں، میں نے انکو حافظ سخاوی کی
کتاب انقول البیہ سے نقل کیا ہے، میں نے اپنی طرف سے کوئی اضافہ نہیں
کیا، اب جو کوئی اس نیت سے کہ جو درود شریف حضور علیہ السلام سے منقول ہے
اس میں فضیلت و ثواب زیادہ ہے، منقول و منقول پر کاربند ہونا چاہیے، وہ ان

پر کار بند ہو جائے، میں نے ہر دو روایتوں یا درودوں کے درمیان تمیز نہ کر کے
دیئے ہیں اب میں نے اسی ترتیب سے نمبر وار ان احادیث کے حوالہ جات
بیان کر دیئے ہیں، ملاحظہ ہوں :-

- ۱۔ اس کو مسلم نے ابو مسعود انصاری بدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
- ۲۔ اس کو امام مالک نے موطا میں اور ابو داؤد، ترمذی، نسائی، بیہقی نے دعوات
میں ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کیا۔
- ۳۔ اس کو بھی امام احمد، ابن حبان، دارقطنی اور بیہقی نے ابو مسعود رضی اللہ
عنہ سے ہی روایت کیا۔
- ۴۔ اس حدیث کو اسماعیل قاضی نے مختلف طرق سے عبدالرحمن بن بشیر بن
مسعود سے مسلسل روایت کیا۔
- ۵۔ اس کو امام بخاری اور مسلم نے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا۔
- ۶۔ اس کو بھی امام بخاری نے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کیا۔
- ۷۔ اس کو امام شافعی نے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
- ۸۔ اس کو اسماعیل قاضی نے حسن سے مسلسل روایت کیا۔
- ۹۔ اس حدیث کو ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے حسن سے مسلسل روایت کیا۔
- ۱۰۔ اس حدیث کو اسماعیل قاضی نے ابراہیم حنفی سے مسلسل روایت کیا۔
- ۱۱۔ اس کو امام بخاری نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
- ۱۲۔ اس کو بخاری و مسلم وغیرہ نے ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
- ۱۳۔ اس کو بھی امام احمد اور ابو داؤد نے ابو حمید سے روایت کیا۔
- ۱۴۔ اس کو بھی ابن ماجہ نے ابو حمید ہی سے روایت کیا۔

- ۱۵۔ اس کو حاکم نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
 ۱۶۔ اس کو بھی دارقطنی اور ابن شامہ نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کیا۔
 ۱۷۔ اس کو بھی ابن ابی عاصم نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کیا۔
 ۱۸۔ اس کو النعمیری نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔
 ۱۹۔ اس کو بھی ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔
 ۲۰۔ اس کو ابن الجوال اور ابن مسددی نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

- ۲۱۔ اس کو ابن مسددی نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔
 ۲۲۔ اس کو ابن مسددی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔
 ۲۳۔ اس کو نسائی اور خطیب وغیرہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
 ۲۴۔ اس کو ابو داؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
 ۲۵۔ اس کو امام احمد اور طبری نے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
 ۲۶۔ اس کو امام احمد وغیرہ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
 ۲۷۔ اس کو امام شافعی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
 ۲۸۔ اس کو بھی طبری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
 ۲۹۔ اس کو امام بخاری نے الادب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کا میں قیامت کے دن اس کے حق میں گواہی دے گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔
 ۳۰۔ اس کو بھی ابن ابی عاصم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کیا۔
 ۳۱۔ اس کو امام احمد وغیرہ نے بریدہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۳۲۔ اس کو احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔
 ۳۳۔ اس کو عبد الرزاق نے ایک صحابی سے روایت کیا، ابن طاووس نے کہا، میرے والد بھی یونہی فرمایا کرتے تھے۔

۳۴۔ اس کو ابو داؤد وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو پورا پورا ناپ لینا چاہے ہم اہلبیت پر اس طرح درود بھیجے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍؐ۔

۳۵۔ اس کو ابن عدی وغیرہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس کو یہ بات پسند ہو کہ اسے پورا پورا ناپ ملے تو ہم اہل بیت اس طرح درود بھیجے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَواتِكَؑ

۳۶۔ اس کو ابوسعید نے اپنی کتاب شرف المصطفیٰ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۳۷۔ اس حدیث کو ابن ابی عاصم نے اپنی بعض تصانیف میں مرفوعاً روایت کیا۔
 ۳۸۔ اس کو امام احمد وغیرہ نے روایع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص کہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍؐ اکیسے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

۳۹۔ اس کو ابوالقاسم القتیمی نے الدر المنظم فی المولدا المعظم میں ذکر کیا ہے کہ کہ حضور علیہ السلام سے روایت نقل کی جاتی ہے کہ آپ نے فرمایا، جو ارواح میں رُح محمد پر درود بھیجے انہ خواب میں مجھے دیکھے گا۔ اور جس نے مجھے خواب میں دیکھا، قیامت کے دن مجھے دیکھیں گا اور جس نے مجھے قیامت کو دیکھ لیا، میں اسکی شفاعت کروں گا اور جس کی میں نے شفاعت کر دی وہ میرے حوض (کوثر) سے پئے گا اور اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو آگ پر

علم کر دے گا۔

۴۰۔ اس کو ابو نعیم وغیرہ نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ سرکار نے فرمایا، جو کوئی یہ الفاظ کہے جزَّ اللہُ اس نے ستر فرشتوں کو ایک ہزار صبح تک تھکا دیا۔ (سرکار کی خدمت میں رحمتیں اور پڑھنے والے کو اجر و ثواب پہنچا پہنچا کر)۔

تنبیہ علامہ ابن حجر نے الدر المنثور میں کہا، گذشتہ بہت سی روایات ہیں نبی علیہ السلام نے صرف اپنا اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ذکر فرمایا ہے حالانکہ مقام تعظیم میں بجائے اسم علم کے دیگر مناسب اسمائے وصفی (مثلاً معلّم وغیرہ) کا ذکر مناسب تر نظر آتا ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ سرکار نے اپنے رب کے حضور عاجزی کو ترجیح دی ہے یا اپنے والدِ محترم ابراہیم علیہ السلام سے موافقت فرمائی ہے کہ سرکار نے (درود شریف میں) ان کا اسم علم ذکر فرمایا ہے اور اسم ذاتی کے ساتھ کسی وصف کا ذکر نہیں فرمایا، اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ آپ کے عظیم الشان اوصاف ذکر کے محتاج نہیں (عیاں راجحہ بیان ؟) رہا بعض روایات مذکورہ میں اسم گرامی کے بعد ان اسمائے توصیفی کا ذکر مثلاً عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَرَسُولُكَ وغیرہ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں مقام نبوت کا بیان تھا جس کا اتفاق ہے کہ آپ کے ادب و احترام کے پیش نظر آپ کے اوصاف عظیم کا ذکر کیا جائے، حاصل کلام یہ کہ نبی علیہ السلام کی تشدّات مختلف ہیں، اکثر مقامات پر مقام تواضع کو آپ نے ترجیح دی اور یہ اکثر روایات میں آتا ہے اور کبھی آپ نے امر واقعہ کا بیان فرمایا تاکہ اس سے امت کو ہدایت ہو اور اکمل واسطے صورت کو اختیار کر کے وہ اپنے لئے بھلائی حاصل کر سکیں اور کبھی تو البسا کرنا ضروری ہوتا ہے مثلاً الْحَيَاتِ مِمَّنِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ الْخَرَابُ يَهَا انہی الفاظ پر اتفاق کیا

جائے گا جو احادیث میں وارد ہوئے ہیں تاکہ روایات تشدید میں موافقت و مطابقت پیدا ہو، بخلاف ان روایات کے جن میں درود شریف کی تحلیم دی گئی ہے جیسا کہ گزر چکا ہے، ان میں اختلاف ہے۔

کیا وجہ ہے کہ تشدید میں سلام (السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا الْمَسِيحُ الْمُنْتَقِلُ) سے متعلق الفاظ کی روایات میں کوئی اختلاف نہیں لیکن درود شریف کے الفاظ میں اختلاف ہے؟

سوال اس میں حکمت یہ ہے کہ درود شریف میں مقام تواضع ہے کہ یہاں سرکار کا نام اقدس آپ کے والدین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام مبارک کے مقابلہ میں رہا ہے پس آپ نے تواضع و تہجد کی ہے اور جاتے آتے ہوئے ہر روایت میں اپنا اسم ذاتی ذکر فرمایا ہے اب کا یہی تقاضا تھا، جیسا کہ اکثر روایات میں گزر چکا ہے تشدید میں یہ تعابلی صوت نہ تھی نہ تپا نے وہ الفاظ منتخب فرمائے جن میں امت کے زیادہ فائدہ ہو، یعنی آپ کا ذکر گرامی اس انداز سے کیا جائے جو آپ کے شایان شان ہو (السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ) اور اہل اسلام نے آپ کا نام نامی لے کر اس طرح نہیں کہا (السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدٌ) (صلی اللہ علیہ وسلم)

سوال حدیث ترمذی میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے ایک بابینا کو یہ دعا سکھائی یا مُحَمَّدُ اِنِّي مُنَوِّجُكَ اِلَى رَتَبِي یہاں تو سرکار کو نام لے کر پکارا گیا ہے؟

جواب یہ دعا اور حضور کا وسیلہ حاصل کرنے کا مقام ہے لہذا انکساری و تواضع کے مناسب تر یہی صوت ہو سکتی ہے، علاوہ ازیں سرکار نے یا مُحَمَّد سے پہلے اپنے حقیقی مقام و مرتبہ کو بدیں الفاظ بیان فرمایا یا بِنَبِيِّكَ وَنَبِيِّ الرَّحْمَةِ پس اس پر غور کیجئے اور ادھر ادھر وہ بیان نہ کیجئے۔

سوال حدیث شفاحت میں آتا ہے کہ جب تمام لوگ عیسیٰ علیہ السلام کو خدمت میں پہنچیں گے تو آپ فرمائیں گے اِذَا هَبُوا اِلَى مُحَمَّدٍ مُحَمَّدٌ صَلَّى اِلَیَّ

علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤ! یہاں بھی سرکار کا نام لیا گیا ہے۔

جواب | یہ تو اس بات کا اعلان ہوگا کہ جس مقام محمود کا وعدہ سرکار سے کیا گیا ہے آج وہ صرف آپ کو حاصل ہے اسی لئے جب آپ اپنے رب کے حضور سجدے میں گریں گے تو ارشاد ہوگا **يَا مُحَمَّدُ اِسْتَجِبْ لِي مَا اَسْأَلُكَ اَسْ** محمد! اپنا سراٹھاؤ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ اسی کا اظہار ہوگا اور یہ اعلان ہوگا کہ آپ کی شفاعت قبول ہے، اسی لئے اس کے بعد ارشاد خداوندی ہوگا **قُلْ يَسْمَعُ لَكَ** تم بات کرو تمہاری سنی جائے گی۔ حضور کی زندگی ظاہری یا وفات کے بعد جب بھی ہمارا سرکار کو یا محمد کے الفاظ سے پکارنا، تعظیم و تکریم سے خالی ہوگا، حرام ہوگا۔ یہ اس وقت ہوگا جب تعظیم و تکریم کی کوئی دلیل اس کے ساتھ نہ ہو جیسا کہ فتاویٰ شہاب الرضوی میں لکھا ہے۔

دوسرا درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ

لے قرآن کریم میں ہے **لَا تَجْعَلُوْا دُعَاۃَ الرَّسُوْلِ كَدُعَاۃِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا** رسول پاک کو آپس میں ایسے مت پکارو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو! یہاں گمان گزرتا ہے کہ یا محمد کہہ کر پکارنا ممنوع ہو گیا لیکن خوب سمجھ لیجئے کیا محمد کہہ کر پکارنا اگر عامیانہ پن اور گستاخانہ لہجے سے ہے تو حرام ہے لیکن یہی لفظ جب دار فکری کے عالم میں والہانہ انداز میں زبان پر آجائیں تو مغز قرآن، روح ایمان، رموز بن جاتے ہیں جیسے ہجرت کے موقع پر مدینہ منورہ میں داخلے کے وقت تمام عجاہب کو رام چھوٹے بڑے مرد، عورتیں و بچے سب گئے یا محمد! یا رسول اللہ! مسلم ج ۲ باب ہجرت۔ (مترجم)

السَّيِّدِ الْأُرْقِيِّ وَعَلَى الْإِبْرَاهِيمِ وَأَسْرَاجِهِ أَقْمَاتِ
 الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّتِهِمْ وَأَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ
 عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى الْإِبْرَاهِيمِ فِي الْعَلَمِينَ
 إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ
 عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ السَّيِّدِ الْأُرْقِيِّ وَعَلَى الْإِبْرَاهِيمِ
 مُحَمَّدٍ وَأَسْرَاجِهِ أَقْمَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّتِهِمْ
 وَأَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى
 الْإِبْرَاهِيمِ فِي الْعَلَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ۔

ترجمہ :- الہی! رحمت بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تیرے اور رسول نبی امتی
 ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر اور آپ کی بیویوں پر اور اہل ایمان کی
 مائیں میں اور آپ کی اولاد پر اور آپ کے گھر والوں پر جیسے تو نے
 رحمت بھیجی ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر جہانوں میں
 بیشک تو تعریف کیا کیا بزرگ ہے۔ الہی! برکت بھیج محمد صلی اللہ علیہ
 وسلم پر جو تیرے بندے اور رسول نبی امتی ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 کی آل اور آپ کی بیویوں پر جو اہل ایمان کی مائیں میں اور آپ کی اولاد
 اور اہل بیت پر جیسا تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم
 علیہ السلام کی آل پر جہانوں میں، بے شک تو تعریف کیا کیا بزرگ ہے۔
 اس درود کو حافظ عراقی نے احادیث صحیحہ سے نقل کر کے جمع کیا ہے
 اور یہ مقدار اس سے زائد ہے جس کو امام نووی نے چند الفاظ میں نقل فرمایا ہے
 اور امام نووی کا یہ خلاصہ میری کتاب ”افضل الصلوات“ میں دوسرے نمبر پر لکھا گیا
 اور اس کیفیت پر علامہ ابن حجر مکی نے کچھ اضافہ فرمایا ہے جسے ”افضل الصلوات“

میں تیسرے نمبر پر لکھا گیا ہے۔

تیسرا درود شریف

جسما قضا پنجاوی نے احادیث سے جمع کیا ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَبَارِكْ وَتَرَحَّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ
وَسَيِّدِكَ وَرَسُوْلِكَ السَّيِّدِ الْاَرْقَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
وَ اِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَ خَاتَمِ السَّيِّدِيْنَ اِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ
الْخَيْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ وَ عَلٰی اَنْرَ وَاجِهِ وَ اَمَّتِهَاتِ
الْمُؤْمِنِيْنَ وَ ذُرِّيَّتِهِ وَ اَهْلِ بَيْتِهِ وَ اٰلِهِ وَ اَصْحَابِهِ
وَ اَنْصَارِهِ وَ اَتْبَاعِهِ وَ مُحِبِّيْهِ كَمَا صَلَّيْتَ وَ
بَارَكْتَ وَ تَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰی اٰلِ
اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ وَ صَلِّ
وَ بَارِكْ وَ تَرَحَّمْ عَلَيْنَا مَعَهُمْ اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ
وَ اَنْزَلِ بِرَكَاتِكَ كُلَّمَا ذَكَرْتَ الذَّاكِرُوْنَ وَ
غَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ الْغَافِلُوْنَ عَدَدَ الشُّجْعَمِ وَ النُّوْشِ
وَ عَدَدَ كَلِمَاتِكَ الثَّمَاتِ الْمُبَارَكَاتِ وَ عَدَدِ
خَلْقِكَ وَ رِضَا نَفْسِكَ وَ رِزْقِكَ عَنْ شَيْءٍ وَ مِدَادِ
كَلِمَاتِكَ صَلَآةً دَائِمَةً بِدَوَامِكَ اَللّٰهُمَّ
اَبْعَثْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا يَغِيْطُهُ بِرِ
الْاَوَّلُوْنَ وَ الْاٰخِرُوْنَ وَ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ
عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ تَقَبَّلْ شَفَاعَتَهُ الْكُبْرَى

وَأَرْفَعُ دَرَجَتَهُ الْعُلُيَا وَ أَعْطِيَهُ سُؤْلَهُ فِي الْآخِرَةِ
وَالْأُولَى كَمَا أَتَيْتَ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى اللَّهُمَّ
اجْعَلْ فِي الْمُصْطَفَيْنِ مَحَبَّتَهُ وَ فِي الْمُقَرَّبَيْنِ
مَوَدَّتَهُ وَ فِي الْأَعْلَى ذِكْرَهُ وَ أَجْزِهِ عَنَّا مَا هُوَ
أَهْلُهُ خَيْرٌ مَا جَزَيْتَ سَبِيًّا عَنْ أُمَّتِهِ وَ أَجْزِ الْأَنْبِيَاءِ
كُلَّهُمْ خَيْرًا صَلَوَاتُ اللَّهِ وَ صَلَوَاتُ الْمُؤْمِنِينَ
عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ
وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَ بَرَكَاتُهُ وَ مَغْفِرَاتُهُ وَ سِرُّهُنَّ اللَّهُمَّ
أَبْلِغْهُ مِنَّا السَّلَامَ وَ ارْزُدْ عَلَيْنَا مِنْهُ السَّلَامَ وَ أَتْبِعْهُ مِنْ أُمَّتِهِ
وَذُرِّيَّتِهِ مَا تُقَرِّبُ بِهِ عَيْنُهُ يَا رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

ترجمہ:۔ الہی درود برکت اور رحمت بھیج محمد پر جو تیرے بندے، نبی اور امی رسول

میں، رسولوں کے سردار، پرہیزگاروں کے پیشوا، نبیوں میں آخری،

نبی کے پیشوا، نبی کے رہنما، رحمت والے نبی، ان کی بیویوں پر

جو اہل ایمان کی مائیں ہیں اور انکی اولاد اور گھروالوں پر اور ان کے

آل و اصحاب پر اور ان کے مددگاروں پر اور ان کے پیروکاروں پر

اور ان سے محبت کرنے والوں پر جیسے تو نے درود، برکت اور

رحم فرمایا ابراہیم اور اسمعیل کی آل پر جہانوں میں بیشک تو ستودہ صفا

بزرگ ہے اور درود، برکت اور رحم فرمان کے ہمراہ ہم پر اپنا فضل

ترین درود اور اپنی پاکیزہ ترین برکتیں، جب تک ذکر کرنے والے

تیرا ذکر کریں اور غافل تیرے ذکر سے غفلت کریں، جنت و طاق

کی گنتی کے برابر اور تیرے کمال بابرکت کلمات کے برابر اور تیری

مخلوق کی تعداد کے برابر اور تیری رضا کے برابر اور تیرے عرش کی نسبت
 کے برابر اور تیرے کلمات کی سیما ہی کے برابر البیاد و رد و جو تیرے
 دوام کے ساتھ ساتھ دائمی ہوا، الہی! قیامت کے دن انکو مقام
 محمود پر فائز فرمانا جس سے پہلے کھیلے ان پر رشک کریں اور بروز
 قیامت ان کو اپنے قرب میں جگہ بخشا اور انکی شفاعت کبریٰ قبول
 فرمانا اور ان کا درجہ اور بلند فرمانا اور وہ دنیا و آخرت میں جو مانگیں
 عطا فرمانا جیسے تو نے ابراہیم و موسیٰ کو عطا فرمایا، الہی! اپنی برگزیدہ
 ہستیوں میں انکی محبت پیدا فرما اور مقربین کے دلوں میں ان کی نفیست
 پیدا فرما اور بلند مرتبہ بتوں میں ان کا ذکر بلند فرما اور ہماری طرف سے
 آنکھ وہ بہترین جزا عطا فرما جو تو نے کسی نبی کو اس کی امت کی طرف
 سے عطا فرمائی ہو اور تمام نبیوں کو جزائے خیر عطا فرما، اللہ اور اہل ایمان
 کی درودیں محمد پر نازل ہوں جو نبی امی میں اے غیب کی خبریں پہنچنے
 والے نبی، آپ پر سلام اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں اور بخشش و رضا
 الہی! ہماری طرف سے ان تک سلام پہنچا دیجیو! اور انکی طرف سے
 سلام کا جواب ہم تک لا دیجیو! اور انکی امت و اولاد کی طرف سے
 ان کے پیچھے وہ کچھ بھیجیو جس سے ان کی آنکھ ٹھنڈی ہو، اے
 پروردگارِ عالم!

اسی کیفیت کو حافظ سحافی نے "القول البدیع" میں لکھا ہے
 اور ابن حجر نے اپنی کتاب "الدر المنثور" میں لکھا ہے کہ اس صوت میں وہ الفاظ
 جمع ہیں جو نقل سے ثابت ہیں۔

چوتھا درود شریف

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا درود

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَمَعْدِنِ الْأَنْبِيَاءِ وَمَنْتَبِعِ الْأَنْبِيَاءِ وَجَمَالِ الْكَوْنَيْنِ وَشَرَفِ السَّامَوَيْنِ وَهَيْدِ الثَّقَلَيْنِ الْمَخْصُومَيْنِ بِقَابِ قَوْسَيْنِ۔

ترجمہ :- الٰہی! ہمارے آقا محمد پر درود بھیج جو سب نبیوں میں آخری ہیں، اسرار کی کان اور انوار کا منبع ہیں، دو جہاں کا حسن اور دونوں جہاں کی بزرگی ہیں، جنوں اور انسانوں کے سردار اور قاب قوسین (مقدس دو کمانوں کی) کے مقامِ قرب کے مترادف۔

شیخ عبداللہ ہاروشی نے اپنی کتاب ”کتوز الاسرار“ میں ان الفاظ کی تفصیل کی شرح کرتے ہوئے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے جب وہ فضل و کرم دیکھا جو اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے تیار کر رکھا ہے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے بھی ان میں شامل فرمادے، اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں، ہوا انہوں نے بایں الفاظ مذکورہ درود شریف بھیجا، پس بلاشبہ یہ کامل درودوں میں سے ہے۔

پانچواں درود شریف

اس میں وہ تمام صیغے جمع ہیں جن میں سے کسی ایک کے پڑھنے سے افضل

تین درود پڑھنے کی قسم پوری ہو جاتی ہے :-

۱۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي
الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ۔

۲۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَاٰسِرَ وَاٰحِبِّ
اُمَمَاتِ الْمَوْسُوْنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهِ وَاَهْلِ بَيْتِهِ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ
مُّجِيْدٌ۔

۳۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُونَ
وَعَفَلَ عَنْ ذِكْرِ الْغَافِلُونَ۔

۴۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ اَبَدًا اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ عَلٰی
عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُولِكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَآلِهِ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا وَزِيْدَةً شَرَفًا وَتَكْرِيْمًا
وَاَنْزِلْهُ الْمَنْزِلَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ
الْقِيَمَةِ۔

۵۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا اَنْتَ اَهْلُهُ فَصَلِّ
عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا اَنْتَ اَهْلُهُ وَاَفْعَلْ بِنَا مَا
اَنْتَ اَهْلُهُ فَاِنَّكَ اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ۔

۶۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

أَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ عَدَدَ مَعْلُومَاتِكَ -

۷- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا هُوَ اَهْلُهُ وَمُسْتَحِقُّهُ

۸- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اِلٰلِہِیْ اَوْھِیْ

وَعَلٰی كُلِّ نَبِیٍّ وَرَسُوْلٍ وَوَلِیٍّ عَدَدَ الشَّفَعِ وَالْوَتْرِ

وَعَدَدَ کَلِمَاتِ رَبِّنَا السَّامَاتِ الْمُبَارَكَاتِ -

۹- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِیِّكَ وَرَسُوْلِكَ

اِلٰہِیْ اَوْھِیْ وَعَلٰی اٰلِہِ وَاَنْرُوْا حِجَبِہٖ وَذُوْیْرِیَّتِہِ

وَسَلِّمْ عَدَدَ خَلْقِكَ وَرِضَا نَفْسِكَ وَرِثَةِ عَرْشِكَ

وَمِیْدَادَ کَلِمَاتِكَ -

۱۰- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَسَلِّمْ

عَدَدَ خَلْقِكَ وَرِضَا نَفْسِكَ وَرِثَةِ عَرْشِكَ

وَمِیْدَادَ کَلِمَاتِكَ -

۱۱- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

صَلُوۃً دَآثِمَةً بَیْدًا وَّامِلًا -

۱۲- اَللّٰهُمَّ یَا رَبِّ مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ صَلِّ

عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ وَاجْزِ مُحَمَّدًا صَلِّ

اِلٰہِ عَلَیْہِ وَسَلِّمْ مَا هُوَ اَهْلُهُ -

۱۳- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ وَاٰلِ اِبْرٰہِیْمَ وَ

بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ

عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ وَاٰلِ اِبْرٰہِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ

تَحِيَّةً أَفْضَلَ صَلَّوْا تِلْكَ عَدَدَ مَعْلُومَاتِكَ
 كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُونَ وَخَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ
 الْغَافِلُونَ وَسَلِّمْ تَسْلِيمًا .

میں نے یہ چند درودیں سہولت کی خاطر ایک ہی عنوان کے تحت جمع کر دی ہیں تاکہ جسے رغبت ہو اسے تلاش کرنے کی تکلیف نہ کرنی پڑے، ان الفاظ سے درود بھیجنے کا ثواب بہت ہے، اس کا اندازہ اس بات سے کیجئے کہ ان میں سے ہر ایک کے بارے میں لکھا جاتا ہے کہ یہ درود سب سے افضل ہے اور یہ کہ جس نے قسم اٹھائی کہ نبی علیہ السلام پر افضل ترین درود بھیجے گا، ان میں سے کوئی سا ایک پڑھ لے، قسم پوری ہو جائے گی، میں نے اسکو ”القول البدری“، ”الدراکتمنی“ اور ”تسلیک الخفا“ سے نقل کیا ہے، ان میں پہلا درود ابراہیمی ہے، اس کے متعلق امام نووی وغیرہ نے زوردار انداز میں فرمایا ہے کہ نبی علیہ السلام پر درود بھیجنے کی یہ کیفیت سب سے افضل ہے اور یہ کہ اگر کسی نے قسم اٹھائی کہ نبی علیہ السلام پر افضل ترین درود بھیجے گا تو اب قسم پوری کرنے کی یہی صولت ہے کہ یہ درود شریف پڑھے۔ تاج الدین سبکی نے ”الطبقات“ میں اپنے والد ماجد امام تقی الدین سبکی کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ جس شخص نے یہ درود شریف پڑھ لیا تو اس نے یقیناً نبی علیہ السلام پر درود بھیج دیا اور درود شریف پر جو ثواب احادیث میں آیا ہے وہ یقیناً اس کا حق دار ہو گیا اور جو شخص اس کے علاوہ کسی دوسرے الفاظ پر درود شریف پڑھتا ہے، وہ درود مطلوب کی تکمیل میں شک میں ہے گا اس لئے کہ صیبرا کرام نے پوچھا تھا، سرکار! ہم آپ پر کس طرح درود بھیجا کریں؟ (نماز میں) تو جواب میں آپ نے یہی درود شریف بتایا تھا۔ پس سرکار نے صیبرا کرام کا اپنے اوپر درود بھیجنا اسی کو قرار دیا تھا، پھر تاج الدین سبکی نے فرمایا، والد صاحب

(امام تقی الدین مسیحی) اس درود شریف کو زبان سے کبھی جدا نہیں کرتے تھے، دوسرے درود شریف کے متعلق القول البدیع میں حافظ ابن حجر کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ ”جو بات دلیل سے ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ قسم اس درود شریف کے پڑھنے سے پوری ہو جاتی ہے جو حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو اس بات پر خوش ہو کہ اسے پورا پورا ناپ ملے، یوں کہے: اللہم صل علی محمدؐ“ تیسرا درود شریف وہ ہے جسے ہمارے امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے رسالہ کے خطبہ میں اختیار فرمایا ہے، ائمہ شافعیہ میں سے ابراہیم المروری نے فرمایا کہ اس درود شریف سے قسم پوری ہو جاتی ہے، ویسے میں نے اس درود شریف کے بعض فضائل اپنی تالیف ”افضل الصلوات“ میں بھی ذکر کئے ہیں۔

چوتھے درود شریف کے متعلق ائمہ حنفیہ میں سے علامہ کمال ابن الہمام نے فرمایا کہ اس درود شریف سے قسم پوری ہو جاتی ہے کیونکہ جتنی کیفیات کا ذکر کیا گیا ہے وہ اس میں موجود ہیں۔

پانچویں درود شریف کے متعلق النعمیری نے ابو محمد عبد اللہ الموصلی المعروف ابن البشتکرا کو ایک فاضل سنے، یہ قول نقل کیا ہے، ”جو چاہے اللہ تعالیٰ کی ایسی تعریف کرنے جو ہر اس حمد و ثناء سے افضل ہو جو اس کی مخلوق نے کی ہے خواہ وہ پہلے ہوں یا پچھلے یا ملائکہ مقربین، اہل زمین ہوں یا اہل آسمان اور نبی پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر الیاد و ود بھیجے جو افراد مذکورہ میں سے ہر ایک کے درود شریف سے افضل ہو اور اللہ تعالیٰ سے جو کسی نے مانگا ہے اس سے افضل ترین سوال کرے تو یوں کہے: اللہم ملک الحمد الخ۔“

امام قسطلانی نے فرمایا، یہ بھی ان درودوں میں سے ہے جن کے پڑھنے سے اس آدمی کی قسم پوری ہو جاتی ہے جس نے نبی علیہ السلام پر افضل ترین درود

بھیجنے کی قسم کھائی ہو۔

چھٹے درود شریف کے بارے میں ائمہ مالکیہ میں سے البارزی نے فرمایا
اس سے قسم پوری ہو جائے گی۔

ساتویں درود شریف کے متعلق بھی ائمہ شافعیہ میں سے قاضی حسین کا یہی
قول ہے۔

آٹھویں درود شریف کے متعلق علامہ مجددین فیروز آبادی کا یہی قول ہے۔
نویں درود کے بارے میں بعض نے فرمایا، قسم پوری ہو جائے گی، سخاوی نے
فرمایا، جہاں تک مجھے پتہ چلا ہے میرے شیخ کا میلان بھی اسی طرف ہے کیونکہ انہوں نے
اس درود شریف کو یلیخ ترقی پایا ہے، سخاوی کے شیخ علامہ ابن حجر عسقلانی ہیں۔
دسویں درود شریف کے متعلق بعض نے کہا ہے کہ قسم پوری ہو جائے گی جیسا کہ
”اللہ المستودع“ میں ہے۔

گیارہویں درود شریف کے بارے میں علامہ مجدد الدین فیروز آبادی نے فرمایا بعض
لوگوں نے ان کیفیات کو پسند کیا ہے، اللہم صل علی محمد الخ۔
بارہویں درود شریف کے متعلق بھی علامہ مجدد الدین فیروز آبادی نے فرمایا کہ بعض
لوگوں نے اس کو پسند فرمایا ہے۔

تیرہویں درود شریف کے بارے میں امام عقیف الدین الباقعی نے فرمایا، تینوں
کیفیات کو جمع کر لینا چاہئے، یوں کہ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَے وَغَفَلَ عَنْ
ذِكْرِهِ الْغَفِلُونَ تک، اور بعض نے سَلِّمْ تَسْلِيْمًا کا اضافہ کیا ہے۔

چھٹا درود شریف

۱۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الْاَوْفِي

وَعَلَىٰ آلِهِ وَوَحْيِهِ وَسَلَّمَ -

۲- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ
صَلَوَةً اَهْلِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَيْنِ عَلَيْهِ
وَاجْرِيَا رَبِّ لُطْفِكَ الْخَفِيِّ فِيْ اَمْرِيْ -

۳- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِكَ الْاَمِيْنِ
وَعَلَىٰ آلِهِ كَمَا لَا نِهَآيَةَ لِّكَمَالِكَ وَعَدَدَ كَمَالِهِ
وَسَلِّمْ وَبَارِكْ -

۴- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِخِرَانِ نَوَارِكَ
وَمَعْدِنِ اسْرَارِكَ وَلِسَانِ حُجَّتِكَ وَعُرْوَةِ
سَمَكَّتِكَ وَامَامِ حَضْرَتِكَ وَخَزَائِنِ رَحْمَتِكَ
وَطَرِيقِ شَرِيْعَتِكَ الْمُسْتَلَذَةِ بِتَوْجِيْدِكَ وَشَآهَدَتِكَ
اَنْسَانِ عَيْنِ الْوُجُوْدِ وَالسَّبَبِ فِيْ كُلِّ مَوْجُوْدٍ عَيْنِ
اَعْيَانِ خَلْقِكَ الْمُتَقَدِّمِ مِنْ تَوْضِيْآتِكَ صَلَوَةً
تَدُوْمُ بِدَوَامِكَ وَتَبْقَىٰ بِقَائِلِكَ لَا مُنْتَهٰى لَهَا
دُوْنَ عِلْمِكَ صَلَوَةً تُرَضِيْكَ وَتُرَضِّيْهِ وَتَرْضٰى
بِهَلَعَنَّا يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ -

۵- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى لَكَ اَللّٰهُمَّ يَا رَبَّ مُحَمَّدٍ
وَآلِ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ
وَاعْظِ مُحَمَّدًا الدَّرَجَةَ الرَّفِيعَةَ وَالْوَسِيْلَةَ
فِي الْجَنَّةِ، اَللّٰهُمَّ يَا رَبَّ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَاعْطِ مُحَمَّدًا
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هُوَ أَهْلُهُ، اللَّهُمَّ
 صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَعَلَى
 أَهْلِ بَيْتِهِ -

۶- اللَّهُمَّ صَلِّ صَلَوةً كَامِلَةً وَسَلِّمْ سَلَامًا تَامًا
 عَلَى نَبِيِّ تَحَلَّى بِهِ الْعُقَدُ وَتَنَفَّرَ بِهِ
 الْكَرْبُ وَتُقْضَى بِهِ الْخَوَائِجُ وَتُنَالُ بِهِ
 الرِّغَائِبُ وَحُسْنُ الْخَوَاصِّ وَيُسْتَسْقَى الْغَمَامُ
 بِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلِّمْ
 ۷- اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ كَمَا لَازِمُهَا
 لِكَمَالِكَ وَعَدَدِ كَمَالِهِ -

۸- اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَاعْطِ
 الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَالذَّرَجَةَ الرَّفِيعَةَ وَابْعَثْ
 الْمَقَامَ الْمُخْمُودَ الَّذِي وَعَدْتَ مَعَ إِخْوَانِهِ
 مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّالِحِينَ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى
 نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَسَيِّدِ الْأُمَمَةِ وَعَلَى أَبِينَا آدَمَ
 وَأُمِّنَا حَوَاءَ وَمَنْ وَلَدَا مِنْ النَّبِيِّينَ وَالصَّادِقِينَ
 وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَصَلِّ عَلَى مَلَائِكَتِكَ
 أَجْمَعِينَ مِنْ أَهْلِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ حُجُبِ
 وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ -

۹- اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ حَاشَا الرَّاحِمَةَ

وَمِنْهُمُ الْمُلْكِ وَذَالِ السُّدُورِ السَّيِّدِ الْكَامِلِ
الْفَاتِحِ الْغَنَاتِمْ، عَدَدَ مَا فِي عِلْمِكَ كَأَنَّ
قَدْ كَانَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ ^{وَذَكَرَهُ} اِكْرُوتَ وَغَفَلَ عَنْ
ذِكْرِكَ وَذَكَرِهِ الْغَافِلُونَ صَلَوةً دَائِمَةً
بِعَدَايِكَ، بَاقِيَةً بِبَقَائِكَ لَا مُنْتَهَى لَهَا
دُونَ عِلْمِكَ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

۱۰۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ الْفَاتِحِ لِمَا أُغْلِقَ
وَالْغَاطِثِ لِمَا سَبَقَ النَّاصِرِ الْحَقِّ بِالْحَقِّ
الْهَادِي إِلَى صِرَاطِكَ الْمُسْتَقِيمِ، صَلِّ اَللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَامٌ وَعَلَى اٰلِهِ وَاصْحَابِهِ حَقٌّ قَدْرُهُ
وَمَقْدَارُهُ الْعَظِيمُ۔

۱۱۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الْقُطْبِ الْكَامِلِ
وَعَلَى أَخِيهِ جِبْرِيلَ الْمُطَوَّقِ بِالنُّوْرِ۔
۱۲۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَوةً
تَزِيْنُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا فِي عِلْمِكَ
عَدَدَ أَفْرَادِ جَوَاهِرِ كُرَّةِ الْعَالَمِ وَأَضْعَافِ ذَلِكَ
إِنَّكَ حَسْبُكَ فَجِيْدٌ۔

۱۳۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
النُّوْرِ الذَّاقِ وَالسَّيْرِ الشَّارِي فِي جَمِيعِ الْأَسْمَاءِ
وَالصِّفَاتِ۔

۱۴۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى اٰلِهِ

وَسَلِّمْ-

۱۵- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی
اَهْلِ بَيْتِهِ-

۱۶- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ نَبِيِّكَ
وَ رَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الرَّحْمٰنِ-

۱۷- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ فِي الْاَوَّلِيْنَ وَ صَلِّ
عَلٰی مُحَمَّدٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ وَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
فِي النَّبِيِّيْنَ وَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ فِي الْمُرْسَلِيْنَ
وَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ فِي الْمَلَائِكَةِ اَعْلٰى اِلَى
يَوْمِ الدِّيْنِ-

۱۸- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنْ
الصَّلٰوةِ شَيْءٌ وَّ اَرْحَمْ مُحَمَّدًا حَتّٰى لَا يَبْقٰى
مِنْ الرَّحْمَةِ شَيْءٌ وَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰى
لَا يَبْقٰى مِنَ الْبَرَكَاتِ شَيْءٌ وَّ سَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ
حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنَ السَّلَامِ شَيْءٌ-

۱۹- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُونَ
وَ غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغٰفِلُونَ-

۲۰- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً
تُجَنِّبُنَا بِهَا مِنْ جَمِيعِ الْاَهْوَالِ وَالْاَفَاتِ وَ تَقْضِي
لَنَا بِهَا جَمِيعَ الْحَاجَاتِ وَ تُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ
جَمِيعِ الشَّيْثَاتِ وَ تَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَعْلٰى

الذَّارِجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا أَقْصَى الْغَايَاتِ
 مِنْ جَمِيعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيَاةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ -
 ۲۱- اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ صَلَوةً
 تَكُونُ لَكَ رِضًى وَ لَكَ جَزَاءٌ وَ لِحَقِيقَةٌ أَدَاءٌ وَ
 أَعْطَاءٌ الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَالْمَقَامَ الْمُحْتَمَدَ
 الَّذِي وَعَدْتَهُ وَاجْزِهِ عَنَّا مَا هُوَ أَهْلُهُ
 وَاجْزِهِ عَنَّا أَفْضَلَ مَا جَاءَتْ نَبِيًّا عَنْ قَوْمِهِ
 وَرَسُولٍ لَاهِنِ أُمَمِهِ وَصَلِّ عَلَى جَمِيعِ
 إِخْوَانِهِ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ يَا أَرْحَمَ
 الرَّاحِمِينَ -

۲۲- اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الْمَنْزُولِ
 الْمُتَقَرَّبِ مِنْكَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ -

۲۳- اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى رُوحِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْأَرْوَاحِ
 وَصَلِّ عَلَى جَسَدِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْأَجْسَادِ
 وَصَلِّ عَلَى قَبْرِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْقُبُورِ اللَّهُمَّ
 أَبْلِغْ رُوحَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَبِيٍّ نَحِيَّةً وَسَلَامًا -
 ۲۴- اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
 صَلَوةً تَكُونُ لَكَ رِضًى وَ لِحَقِيقَةٌ أَدَاءٌ -

۲۵- اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ السَّابِقِ لِلْخَلْقِ
 نُورُهُ وَالرَّحْمَةِ لِلْعَالَمِينَ ظُهُورُهُ عَدَدَ مَنْ
 مَخْلُوقٍ مِنْ خَلْقِكَ وَمَنْ بَقِيَ وَمَنْ سَعِدَ مِنْهُمْ

وَمَنْ شَقِيَ صَلَاتَهُ سَتَعْرِقُ الْعَدَّةُ وَتُحِيطُ بِالْخُدْرِ
 صَلَوةً لَا غَايَةَ لَهَا وَلَا انْتِهَاءً وَلَا أَمَدَ لَهَا
 وَلَا انْقِضَاءَ صَلَوةً دَائِمَةً بِيَدِ وَامِلِكَ بَاقِيَةً
 يَبْقَاكَ لَا مُنْتَهَى لَهَا دُونَ عِلْمِكَ وَعَلَى
 إِلَهِ وَصَلِّهِ وَسَلِّمْ تَسْلِيمًا مِثْلَ ذَلِكَ -

۲۶- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ
 وَصَلِّ عَلٰی الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ
 وَالْمُسْلِمَاتِ -

۲۷- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَوةً
 تُحِلُّ بِهَا عُقْدَتِيْ وَتُفَرِّجُ بِهَا كُرْبَتِيْ وَتُنْقِذُنِيْ
 بِهَا مِنْ وَحْلَتِيْ وَتُقِيلَ بِهَا عَثْرَتِيْ وَتَقْضِيْ
 بِهَا حَاجَتِيْ وَعَلَى اِلٰهِ وَصَلِّهِ وَسَلِّمْ -
 ترجمہ ترتیب وار :-

۱- اَللّٰہی! درود بھیج ہمارے آقا محمد نبی امّی پر اور ان کی آل اور اصحاب پر اور سلام
 بھیج۔

۲- اَللّٰہی! درود بھیج ہمارے آقا محمد اور ان کی آل پر جتنا درود زمین و آسمان
 والے ان پر بھیجتے ہیں اور اَللّٰہی! اپنی عیبی مہربانی میرے شامل حال فرمادے
 ۳- اَللّٰہی! درود بھیج ہمارے آقا محمد پر جو تیرے رسول امین ہیں اور ان کی آل پر
 جیسے تیرے کمال کی کوئی حد نہیں اور ان کے کمال کے برابر اور سلام و برکت
 نازل فرما۔

۴- اَللّٰہی! درود بھیج ہمارے آقا محمد پر جو تیرے انوار کے سمندر اور تیرے اسرار

کی کان اور تیرے حجت کی دلیل اور تیری مملکت کے دولہا اور تیری باگنا
 کے امام، تیری رحمت کا خزانہ اور تیری شریعت کا راستہ ہیں جو تیری توحید
 و مشاہدہ سے لذت حاصل کر رہے ہیں، چشم وجود کی پتلی اور ہر موجود
 کا سبب ہیں، تیری مخلوق کے خاص الخاص ہیں، تیری روشنی کے عکس کا
 پر تو اول ہیں ایسا درود جو تیرے دوام سے دائمی اور تیری بقا سے
 باقی ہو، تیرے علم میں غیر محدود ہو، ایسا درود جو تجھے راضی کرے اور
 جس کو تو پسند کرے اور جس کو ہماری طرف سے بھی تو پسند کرے، اے
 پروردگارِ عالم!

۵۔ الٰہی درود بھیج محمد اور آل محمد پر جیسے تو ان کے لئے چاہے اور پسند
 کرے، الٰہی! اے محمد و آل محمد کے پروردگار! محمد و آل محمد پر درود بھیج
 اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بلند درجہ اور جنت میں مقام وسیلہ عطا فرما، الٰہی!
 اے محمد و آل محمد کے پروردگار! محمد و آل محمد پر درود بھیج اور محمد صلی اللہ علیہ
 وسلم کو اتنا کچھ عطا فرما جس کے وہ مستحق ہیں، الٰہی! درود بھیج محمد و آل محمد
 اور ان کے اہل بیت پر۔

۶۔ الٰہی درودِ کامل اور سلامِ تمام بھیج اس نبی پر جس سے گروہیں کھلتی ہیں،
 تکلیفیں دور ہوتی اور حاجتیں پوری ہوتی ہیں جس کے ذیلے مرغوب
 چیزیں اور حسنِ خاتمہ حاصل ہوتا ہے اور جس کے چہرہ اقدس کے صفے
 * باتش مانگی جاتی ہے اور ان کے آل و اصحاب پر۔

۷۔ الٰہی! اے آقا محمد اور ان کی آل پر حجابِ درود بھیج جیسے تیرے
 کمال کی کوئی حد نہیں اور ان کے کمال کے برابر۔

۸۔ الٰہی! محمد و آل محمد پر درود بھیج اور ان کو وسیلہ و فضیلت اور بلند درجہ عطا

فرما اور سرکار کو آپ کے برادرانِ گرامی قدر حضرات انبیائے کرام، علیہ وسلم
 السلام اور صاحبین کے ہمراہ مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو نے ان سے
 وعدہ فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ درود بھیجے نبی رحمت و آفاتِ امت
 پر اور ہمارے والدِ بزرگوار آدم اور والدہ ماجدہ حوا اور ان کی اولاد میں
 سے جتنے نبی، صدیق، شہداء اور نیکو کار ہوئے، صلی اللہ علیہم وسلم
 اور درود بھیج اپنے تمام فرشتوں پر آسمان والے ہوں یا زمین والے اور
 ان کے ہمراہ ہم پر (بھی) اسے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے۔
 الٰہی درود بھیج ہمارے آقا محمد پر جو رحمت کی حار، ملک کی میم اور
 دوام کی دال ہیں، سیدِ کامل، فلحِ خاتم ہیں، اس مخلوق کی تعداد کے برابر
 بخیرے علم میں ہونے والی ہے یا ہو چکی ہے جب بھی ذکر کرنے والے
 تیرا اور ان کا ذکر کریں اور عفتی مرتبہ تیرے اور ان کے ذکر سے غافل غفلت
 برتیں، ایسا درود بخیرے دوام سے دائمی اور تیری بقا سے باقی ہو
 تیرے علم میں جس کی کوئی عدد نہ ہو یا (تیرے علم کے بخیر جس کی کوئی حد نہ ہو)
 بیشک تو بہترین پر قادر ہے۔

الٰہی درود بھیج ہمارے آقا محمد پر جو (علم و عمل کے) بند دروازوں
 کو کھولنے والے ہیں اور پہلی شرائع کے ختم کرنے والے ہیں، حق کی حق کے
 ساتھ مدد کرنے والے اور تیری سیدھی راہ کی ہدایت کرنے والے
 ہیں اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے آل و اصحاب پر ان کے قدر و ریح
 اور شانِ عظیم کے شایان درود و سلام بھیجے۔

الٰہی اسمائے آقا محمد پر درود بھیج جو قطبِ کامل ہیں اور ان کے بھائی
 جبریل پر جن کی گردن میں نور کا پڑ ہے۔

۱۲۔ الہی! ہمارے آقا و مولا محمد پر درود بھیج، ایسا درود جس کا وزن زمین

و آسمان اور تیری معلومات کے برابر ہو، کمرۂ عالم کے جواہر کے برابر اور اس سے کئی گنا زیادہ، بے شک تو ہی لائق تعریف بزرگ ذات ہے۔

۱۳۔ الہی درودِ سلام اور برکت نازل فرما ہمکے آقا محمد پر جو نور ذاتی اور تمام اسماء و صفات میں روح رواں ہیں۔

۱۴۔ الہی! ہمارے آقا محمد اور ان کی آل پر درود و سلام بھیج۔

۱۵۔ الہی! ہمارے آقا محمد اور آپ کے اہل بیت پر درود و سلام بھیج۔

۱۶۔ الہی! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج جو ترے بندے، نبی و رسول اور نبی امی ہیں۔

۱۷۔ الہی! محمد پر پہلوں میں درود بھیج اور محمد پر پھلوں میں درود بھیج اور محمد پر نبیوں میں درود بھیج اور محمد پر رسولوں میں درود بھیج اور محمد پر اعلیٰ علیت میں تاقیامت درود بھیج! (صلی اللہ علیہ وسلم)

۱۸۔ الہی! محمد پر درود بھیج یہاں تک کہ کوئی درود نہ رہے اور محمد پر رحم فرما یہاں تک کہ کوئی رحمت نہ رہ جائے اور محمد پر برکت نازل فرما یہاں تک کہ کوئی برکت نہ رہ جائے اور محمد پر سلام نازل فرما یہاں تک کہ کوئی سلام نہ رہ جائے۔

۱۹۔ الہی! محمد پر درود بھیج اتنی تعداد میں جتنا ذکر کرنے والے ان کا ذکر کریں اور جتنا غافل ان کے ذکر سے غفلت نہیں۔

۲۰۔ الہی! ہمارے آقا محمد پر ایسا درود بھیج جس کے ذریعے تو ہمیں ہر قسم کے خوف اور آفات سے بچائے اور جن کے ذریعے تو ہماری تمام حاجتیں پوری فرمائے اور جس کے ذریعے تو ہم کو تمام برائیوں سے پاک فرمائے

اور جس کے ذریعے تو ہمیں اپنے حضور اعلیٰ درجات پر فائز فرمائے اور جس کے ذریعے تو ہم کو زندگی میں اور موت کے بعد تمام بھلائیوں کی آخر حد و تک پہنچا دے

۲۱۔ الہی! محمد اور آل محمد پر ایسا درود بھیج جو تیری رضا کا سبب اور ان کے لئے جزا ہو جس سے ان کا حق ادا ہو اور ان کو مقام وسیلہ، فضیلت اور وہ مقام محمود عطا فرما جس کا ان سے تو نے وعدہ فرما رکھا ہے۔ اور ہماری طرف سے ان کو وہ جزا عطا فرما جس کے وہ حقدار ہیں اور ہماری طرف سے آپ کو اس سے افضل جزا عطا فرما جو کسی قوم کی طرف سے تو نے اس کے نبی کو اور کسی امت کی طرف سے اس کے رسول کو عطا فرمائی، اور سرکار کے تمام بھائی بنائے تبتوں اور صدیقیوں پر درود بھیج! اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے۔

۲۲۔ الہی! محمد پر درود بھیج اور قیامت کو انہیں اپنے مقام قرب پر فائز فرما

۲۳۔ الہی! ارواح میں ہمارے آقا محمد کی روح پر درود بھیج اور اجسام میں ہمارے آقا محمد کے جسم اطہر پر درود بھیج اور قبروں میں ہمارے آقا محمد کی قبر نور پر درود بھیج! الہی! میری طرف سے ہماری سرکار محمد مصطفیٰ کی روح پر مدیہ سلام پہنچا دے!

۲۴۔ الہی! ہمارے آقا محمد پر ایسا درود و سلام اور برکت نازل فرما جو تیری رضا اور ان کے اولیٰ حق کا ذریعہ ہو۔

۲۵۔ الہی! ہمارے محمد پر درود و سلام بھیج! ایسے محمد جن کا نور مخلوق سے پہلے اور جن کا ظہور کائنات کے لئے رحمت ہے جو تیری مخلوق گزر چکی ہے اس کے اور جو باقی ہے اس کے برابر، جو نیک ہوتے لنگے

اور جو بد بخت ہوئے ان کے برابر، ایسا درود جو اعداد و شمار پر حاوی
 اور حد و انتہا کا احاطہ کرے، ایسا درود جس کی نہ غایت ہو نہ انتہا،
 جس کی نہ کوئی مدت ہو نہ خاتمہ، ایسا درود جو تیرے دوام سے دائمی
 اور تیری بقا سے باقی ہو جس کی تیرے علم میں کوئی حد نہ ہو یا تیرے علم کے
 بغیر کوئی حد نہ ہو اور ان کے آل و اصحاب پر بھی ایسا ہی درود و سلام۔

۲۶۔ الہی! محمد پر درود و سلام بھیج جو تیرے بندے اور رسول ہیں اور
 تمام اہل ایمان و اہل اسلام مرد و زن پر۔

۲۷۔ الہی! ہمارے آقا و مولے محمد اور ان کے آل و اصحاب پر ایسا درود
 و سلام جس سے میری گمراہی (مشکل) کھل جائے اور میری مصیبت دور
 ہو جائے اور جس سے تو مجھے خوف سے بچالے اور جس سے تو میری
 لغزش کو معاف فرما دے اور جس سے تو میری حاجت پوری فرمائے

یہ میں درود و سلام والے وہ فضیلت والے جیسے جن کو شیخ احمد ملوی نے
 ذکر کیا ہے اور انہوں نے ان میں سے ہر ایک کا فائدہ سا منہ سا منہ حاشیہ میں ذکر
 کیا ہے، ان میں سے اکثر فوائد اور ان پر مختصر تبصرہ میری کتاب "افضل الصلوات"
 میں ذکر ہو چکا ہے، کچھ تو شیخ ملوی کے علاوہ ان علماء کے حوالہ سے جنہوں نے
 شیخ ملوی سے نقل کیا ہے اور کچھ ان علماء کے حوالہ سے جن سے شیخ ملوی نے
 نقل کیا ہے، تاہم وہاں مجھ سے بعض فوائد رکھے گئے ہیں جن کو ملوی رحمہ اللہ نے
 ذکر فرمایا ہے، میرا خیال ہے کہ ان کو بھی یہاں ترتیب وار لکھ دوں تاکہ جو کوئی ان
 سب سے واقفیت حاصل کر کے اپنا درود بنا چاہے اس کے لئے آسانی ہو
 جائے، اب میں یہاں ان تمام فوائد کو بغیر کسی تعریف و تہنیت کے ترتیب وار ذکر کر دیتا
 ہوں تاکہ نمبر دیکھ کر جو چاہے آسانی ہر ایک کے فوائد معلوم کر سکے۔

مذکورہ بلاد و دشریف کے نمبر وار فوائد

۱۔ شیخ امام، عارف باللہ، سیدی عبد اللہ بن محمد المغربي، القصیری، کنکسی نے یہ درود شریف اپنے شیخ قطب کامل، صاحب مقامات رفیعہ، عجیب و غریب اعلیٰ تجلیات کے مالک جو تقریباً تیس سال تک قطیبت کے مقام پر فائز ہے مولانا سیدی عبد اللہ الشریف اعلیٰ سے حاصل کیا، یہی درود شریف ان کی طریقت کا سہارا ہے اسی کے ذریعے وہ خود بھی مقام ولایت تک پہنچے اور اسی کے ذریعے انہوں نے اپنے شاگردوں کو مقام ولایت تک پہنچایا، وہ نبی علیہ السلام پر روزانہ پچیس ہزار مرتبہ یہ درود شریف پڑھا کرتے تھے۔

۲۔ اس کی سند بھی وہی ہے جو اوپر ذکر ہوئی، یہ درود شریف قطب کامل کو نبی علیہ السلام نے بتایا تھا۔

۳۔ ستر ہزار مرتبہ پڑھیں۔

۴۔ بعض بزرگوں سے مروی ہے کہ یہ درود شریف چودہ ہزار مرتبہ پڑھے اس کے پڑھنے والے کو قیامت کے دن بکثرت انوار حاصل ہونگے اسی لئے اس کو قیامت کے نور والادروڈ کہا جاتا ہے، کہا گیا ہے کہ یہ درود شریف قدرتی خط سے ایک پتھر پر لکھا ہوا پایا گیا ہے، شیخ نے اس کی ایک اور روایت ذکر کی ہے جو یہ ہے :-

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِخَيْرِ
أَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ اسْرَارِكَ وَلِسَانِ حُجَّتِكَ
وَإِمَامِ حَضْرَتِكَ وَطَرِيقِ شَرِيعَتِكَ الْمُلَذِّذِ
يَتَوَحَّحُ بِكَ أَنْسَانِ عَيْنِ الْوُجُودِ وَالسَّبَبِ فِي

كُلِّ مَوْجُودٍ، عَيْنِ اَعْيَانِ خَلْقِكَ السُّتَقْدِمِ مِنْ
تَوْضِيَاكَ، صَلَوةٌ تُحِلُّ بِهَا عُقْدَتِي
وَتُقْرِجُ بِهَا كُرْبَتِي، صَلَوةٌ تَسُدُّ مَوْبِدَّ اَمَلِكِ
وَتَبْقِي بِبَقَاكَ لَامُنْتَهَى لِهَادُوتِ
عَلَمِكَ صَلَوةٌ تُرَضِّيكَ وَ تُرَضِّي وَ تُرَضِّي
بِهَاعَنَّا يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ۔

تو جبرگزر چکا ہے۔

۵۔ حضرت جابر بنی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، جو پیرامتی صبح و شام
یہ درود شریف پڑھے اس نے شتر لکھنے والوں کو ہزار دن تک ٹھکا دیا اس
نے نبی علیہ السلام کا حق ادا کر دیا، اس کی اور اس کے والدین کی مغفرت ہو گئی۔
۶۔ ہزار مرتبہ پڑھے یہ قید سے رہائی کے لئے نافع ہے اسی طرح دشمنوں سے
خوف کی وجہ سے گھر سے باہر نہیں نکل سکتا تو اس کو چار ہزار مرتبہ پڑھے خواہ
دن میں یا رات میں لیکن پڑھے ایک ہی مجلس میں۔ اور درمیان میں بات نہ کرے
میں نے بیات ایک کتاب میں لکھی دیکھی ہے جو ہمارے شیخ کے پاس جن
کا ذکر گزر چکا ہے رکھی تھی، پھر میں نے یہی بات مولانا شریف رضی اور محمد رضی
ان کے بھائی مولانا شریف سیدی محمد تہامی سے سنی، یہ سب مولانا سیدی
عبداللہ شریف جن کا اوپر ذکر ہوا ہے کے پوتے ہیں۔

۷۔ اپنے زمانہ کے حافظ الحدیث، امام المحدثین، شیخنا سیدی عبدالقادر
ابن علی الفاسی رضی اللہ عنہ اللہ ان سے ہم کو نفع دے سے منقول
ہے کہ یہ درود شریف ایک ہزار بار پڑھے۔

۸۔ اس کے متعلق بھی امام سنوسی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک ہزار

مرتبہ پڑھے۔

۹۔ امام سنوسی رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق بھی ایک ہزار مرتبہ پڑھنا مری ہے۔
۱۰۔ استاد البکری سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا، جو آدمی عمر بھر میں صرف ایک مرتبہ یہ درود پڑھے اور پھر جہنم میں چلا جائے تو مجھے اللہ تعالیٰ کے سامنے پکڑ لے۔

۱۱۔ امام ابن حجر عسقلانی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اس درود شریف کا ایک بار پڑھ لینا فدیہ بن جائیگا۔

۱۲۔ اس کا بھی ایک مرتبہ پڑھ لینا فدیہ ہوگا۔
۱۳۔ امام شاذلی سے منقول ہے کہ ایک لاکھ مرتبہ پڑھے، ہر تکلیف سے چھٹکا ملے گا۔

۱۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، جس نے کھڑے ہونے کی حالت میں یہ درود شریف پڑھا تو لیٹھنے سے پہلے اور بیٹھ کر پڑھا تو کھڑا ہونے سے پہلے اس کی مغفرت کر دی جائے گی شیخ نے اس کی ایک اور روایت نقل کی ہے جو یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِٖ وَسَلِّمْ یعنی آل کی جگہ اہل۔

۱۵۔ جو شخص سو مرتبہ یہ درود شریف پڑھے، اللہ اسکی سو حاجتیں پوری فرمائے گا، تیس دنیا کی اور باقی آخرت کی۔

۱۶۔ جو شخص ہر جمعہ نماز عصر کے بعد اسٹی مرتبہ یہ درود شریف پڑھے، اس کے اسٹی سال کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ پر کس طرح درود بھیجا کریں، فرمایا یوں کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الرَّحْمٰنِ تک پڑھ کر ایک گروہ دے لے۔ احادیث

اور الرصاص میں ہے کہ جمعہ کے دن اس طرح درود شریف پڑھنا،
 نماز عصر پڑھنا گناہ فضیلت رکھتا ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
 النَّبِيِّ الْاَوْفَى وَعَلَىٰ اٰلِهِ وَسَلَّمَ اور السَّاحِلِی کے کلام سے یہ مفہوم متر
 ہوتا ہے کہ ثواب مذکور کے حصول کے لئے مطلق درود شریف پڑھنا شرط
 ہے، خاص الفاظ کی قید نہیں ہے، السَّاحِلِی کی نظم میں لکھا ہے
 وَ بَعْدَ صَلَوةِ الْعَصْرِ مِنْ یَقُومِ جُمُعَةً
 یُصَلِّی ثَمَانُوْنَ عَلٰی عِلْمِ الْهُدٰی

لِیُغْفَرَ مِنْ اَوْثَابِ ذَاکِرِ اَحْمَدَ
 ثَمَانُوْنَ عَامًا هٰکَذَا جَاءَ مُسْنَدًا

اور برزجمہ نماز عصر کے بعد اتنی مرتبہ درود بھیجے ان پر جو ہدایت کا
 نشان ہیں تاکہ احمد علی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنے والے کے اتنی سال کے
 گناہ بخشے جائیں۔

مستند روایات میں یونہی آیا ہے بلکہ صاحب "القوت" نے تو اس مفہوم کی تصریح
 کی ہے۔

۱۷۔ سعید بن عطار دسے منقول ہے، جو شخص صبح و شام تین تین مرتبہ یہ درود شریف
 پڑھے، اس کے گناہ ترائل کر دیے جاتے ہیں اور خطائیں مٹا دی جاتی ہیں، ہمیشہ
 خوش و خرم رہتا ہے، اس کی دعا قبول ہوتی ہے، اس کی آرزو حاصل ہوتی ہے
 اور دشمنوں کے خلاف اس کی مدد کی جاتی ہے۔

۱۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے طریق سے اس کے متعلق ایک حکایت بیان
 کی جاتی ہے جو حضور علیہ السلام کی بارگاہ اقدس میں ایک اعرابی سے متعلق ہے
 اور نبی علیہ السلام نے اس کا مرتبہ باوازیں فرمایا۔

۱۹۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ بات تو اتر سے منقول ہے کہ ان کو خواب میں دیکھا گیا اور پوچھا گیا کہ آپ سے اللہ تعالیٰ نے کیا برتاؤ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا، اللہ نے میری مغفرت فرمائی مجھے انعام فرمایا اور مجھے جنت میں دُلہا بنا کر لے جایا گیا اور مجھ پر اس طرح پھول کچھاور کئے گئے جس طرح دو لہا پر کچھاور کئے جاتے ہیں، دیکھنے والا کتاب ہے کہ میں نے کہا، آپ نے یہ مقام کیسے حاصل کیا تو فرمایا کہ خط میں یوں درود لکھنے کی وجہ سے: صَلَّی اللہُ عَلَی مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرْتُمُ الذِّکْرَ وَغَفَلَ عَن ذِکْرِہِ الْعَافِلُونَ۔

۲۰۔ جو کوئی اس درود شریف کو پانچ سو مرتبہ پڑھے، جتنا چاہے دودھ دودھ لے اور وہ دل کا غنی ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ! السہودی نے اپنی کتاب جواہر العقیدین فی فضل الشرفین میں فرمایا، جو کوئی طاعون سے بچنا چاہے، اس کو کثرت سے پڑھے۔ اس کو ابن ابی حیلہ نے ابن خطیب بیروند سے نقل کیا ہے اور اس کا تجربہ کیا گیا ہے، یہ بات بالکل درست ہے، اور جو کوئی کسی تکلیف و مصیبت میں مبتلا ہو اس کو پڑھے، اس کی مشکل حل ہو جائے گی اور حصول مقصد میں کامیابی ہوگی اور الفا کمانی نے اپنی کتاب الفجر المنیر میں کہا، مجھے شیخ صالح موسیٰ نابینا نے فرمایا تھا کہ وہ سمندر کے سفر پر روانہ ہوئے، کہا کہ ہم پر اندھی آسمان سہاگنی جسے اٹھنے پلٹنے والی اندھی کہا جاتا ہے، جو کوئی اس سے دوچار ہو، کم ہی بچتا ہے، پس مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا، خواب میں نبی علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا، مگر کاراہل کشتی سے فرماتے ہیں، ایک ہزار مرتبہ یہ درود پڑھو اللہم صل علی محمد وآلہ الخیر، فرمایا کہ میں نے بیدار ہو کر کشتی والوں کو خواب بتایا، پھر ہم نے تقریباً تین سو مرتبہ درود شریف پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے اس طوفان سے ہم کو نجات بخش دی۔

۲۱۔ اُجیار العلوم میں مذکور ہے کہ جو کوئی ہر روز جمعہ سات مرتبہ یہ درود شریف پڑھے اور سات جموں تک یہ عمل کرے، اس کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔

۲۲۔ اس روایت کو طبرانی نے کبیر میں اور احمد، نزار اور ابن ابی عامر نے ربيع بن ثابت الصدري رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو کوئی کہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاَنْزِلْهُ الْمَنْزِلَ الْمُقَرَّبَ مِنْكَ اور ایک روایت میں یہ لفظ ہے اَلْمُقَرَّبَ مِنْكَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔

۲۳۔ اس سلسلہ میں نبی علیہ السلام کا یہ ارشاد وارد ہوا ہے کہ جو شخص کہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِيْ لَيْلَةِ رَاحِ الْعَصِيغَةِ وہ مجھے خواب میں دیکھے گا، اس کو حافظ و میاطی نے عمل الیوم واللیلہ میں ذکر کیا ہے۔

۲۴۔ جو کوئی دن میں تینتیس مرتبہ یہ درود شریف پڑھے، اللہ تعالیٰ اسکی قبر اور قبر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان سے حجاب دور فرما دیگا۔

۲۵۔ یہ الفاظ سیدی عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے ہیں جو آدمی صبح و شام دس دس مرتبہ ان کا ورد کرے اس کے لئے اللہ کی بڑی رضا مندی اور اس کی تاراجی سے امان واجب ہو گئی۔ اور اس پر مسلسل و متواتر اللہ کی رحمت اور ہر برائی سے حفاظت ہے گی اور اس کے کام آسان ہوں گے۔ اور سخاوی نے اپنے شیوخ سے یہ بات نقل کی ہے کہ یہ ایک بار پڑھنا دس ہزار کے برابر ہے۔

۲۶۔ اس کے متعلق حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان کے پاس صدقہ کرنے کو کچھ نہ ہو، وہ اپنی دعا میں یوں کہے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الْعَصِيغَةِ

یہ امام ملوی رضی اللہ عنہ اللہ ان سے ہمیں متفیع فرمائے سے مروی ہے اور اسے ہم نے اپنے شیخ مذکور سے حاصل کیا ہے کہ جس کی اللہ تعالیٰ کی جناب میں کوئی حاجت ہو اور کسی تکلیف و رنج میں ہو یا اس پر کوئی بپا پڑی ہو، وہ آدھی رات کو اٹھ کر اچھی طرح وضو کرے اور آرام سے دو رکعت نفل پڑھے، جب سلام پھیرے تو اسی طرح قبلہ رخ ہو کر ایک ہزار مرتبہ یہ درود شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی مشکل حل فرمائیگا، پس اس ذخیرہ کو حاصل کیجئے کہ اس کے بہت فوائد ہیں۔
 الملوی کا کلام ختم ہوا۔ اور میں نے یہ درود شریف تین نسخوں میں ستائیس صنفوں میں لکھا دیکھا ہے اور مرتضیٰ نے شرح احیاء میں لکھا ہے کہ اس کے شیخ الملوی کے درود کے چالیس صنفے ہیں شاید وہ کوئی اور درود شریف ہو یا کاتب کی غلطی ہو، واللہ اعلم۔

سألوہ درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ
 وَرَسُوْلِكَ الْمُبِيِّ الْاُمِّيِّ عَلٰی اٰلِهِ وَصَحْبِهِ
 وَسَلِّمْ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُونَ وَغَفَلَ سَمْعُنْ
 ذِكْرُهُ اُغْفِلُوْنَ عَدَدَ مَا اَحَاطَ بِهِ عِلْمُ اللّٰهِ
 وَجَرَىٰ بِهِ قَلَمُ اللّٰهِ وَنَقَدَ بِهِ حَكْمُ اللّٰهِ
 وَوَسَّعَ عِلْمُ اللّٰهِ عَدَدَ كُلِّ شَيْءٍ وَمِلَادُ كُلِّ
 شَيْءٍ، عَدَدَ خَلْقِ اللّٰهِ وَنِسْأَةِ عَرْشِ اللّٰهِ

وَرِضَانُ نَفْسِ اللَّهِ وَمِدادُ كَلِمَاتِ اللَّهِ عَدَدَ
مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ وَمَا هُوَ كَأَنَّ فِي عِلْمِ اللَّهِ
صَلَاةٌ تَسْتَغْرِقُ الْعَدَدَ وَتُحِيطُ بِالْحَدِّ صَلَوةٌ
دَائِمَةٌ سِدِّدٌ وَامٍ مُلْكٍ اللَّهُ بِأَقْبَى بِمَقْلُوبِ اللَّهِ۔

ترجمہ :- الہی! درود بھیج ہمارے سردار محمد پر جو تیرے بندے اور رسول نبی امی
ہیں اور ان کے آل و اصحاب پر، جب بھی ذکر کرنے والے تیرا ذکر کریں
اور غفلت بستے والے ان کے ذکر سے غفلت برہیں اللہ کی معلومات
کی تعداد کے برابر اور اللہ کے قلم چلنے کی تعداد کے برابر اور حکم الہی کے
نفاذ کے برابر اور علم الہی کی وسعت کے برابر، سرشے کی تعداد اور ہر شے
کے برابر، مخلوق خدا کی تعداد کے برابر اور عرش الہی کی زینت کے برابر
اور ذات الہی کی رضا کے برابر اور کلمات الہی کی سیاهی کے برابر، جو ہوا
اور جو ہوگا اور جو ہونے والا ہے اسکی تعداد کے برابر، البسادرود جو
اعداد و شمار اور حدود و حاسے سے راند ہوا، البسادرود جو تیری حکومت
کے دوام کے ساتھ دائمی ہوا اور بقائے الہی کے ساتھ باقی ہو۔

اس کو شیخ الدیرلی نے اپنے مجربت میں ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ نبی علیہ
السلام پر درود و سلام کے عظیم الشان صیغوں میں سے یہ بھی ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الخ پھر فرمایا کہ بعض بزرگوں کا کہنا ہے جو شخص اپنی خواب گاہ میں
اکرتے وقت دس مرتبہ یہ درود شریف پڑھے اور پھر قبلہ رخ واپس کھڑے ہو کر
یا وضو ہو کر سو جائے، وہ نبی علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوگا۔ الدیرلی کی عبارت
ختم ہوئی۔

اکھوال درود شریف

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ
وَحَبْلِهِ وَسَلِّمْ بِحَدِّ كُلِّ حَرْفٍ جَرَى بِهِنَّ الْقَلَمُ
ترجمہ: ”الہی! اسبابے آقا محمد اور ان کے آل و اصحاب پر درود و سلام بھیج!
ان حروف کی تعداد کے برابر جو قلم سے لکھے گئے ہیں“

اس درود شریف کو کتاب بغیۃ المسترشدين فی تلخیص فتاویٰ بعض الائمۃ
من العلماء المتأخرین میں علامہ حضرت میر کے مفتی سید شریف عبدالرحمن
بن محمد با علوی نے ان اذکار اور دعاؤں میں ذکر کیا ہے جو نمازوں کے بعد شرعاً
مطلوب ہیں، حالانکہ روایات مطلق ہیں، انہوں نے یہ روایت باسودان کی کتاب
حدائق الارواح سے نقل کی ہے، اس کے ساتھ ہی انہوں نے ایک اہم فائدہ
بھی ان سے نقل کیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں :-
فائدہ: القطب الحداد سے منقول ہے کہ جن باتوں سے مرتے وقت
حسن خاتمہ کی دولت ہاتھ آتی ہے ان میں یہ بھی ہے کہ مغرب کے بعد چار مرتبہ یہ
کلمات پڑھے :-

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ
الَّذِي لَا يَمُوتُ وَآتُوبُ إِلَيْهِ رَبِّ اغْفِرْ لِي
ترجمہ: ”میں بخشش چاہتا ہوں اس اللہ تعالیٰ سے جس کے بغیر کوئی معبود
برحق نہیں، ہمیشہ زندہ و قائم، جو کبھی نہ مرے اور میں اسی کی طرف پوچھ
کرتا ہوں، میرے پروردگار! مجھے بخش دے“
بعض عارفین سے منقول ہے کہ جو شخص نماز مغرب کے بعد بات چیت

کرنے سے پہلے دس مرتبہ یہ درود شریف پڑھے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ
وَصَحْبِهِ بِعَلَّةٍ كُلِّ حَرْفٍ جَزَى بِهِ الْقَلَمُ
اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا الخ حدائق الاسرار لیا سودان کی عبارت ختم ہوئی۔
میں نے ان الفاظ میں وسلم کا لفظ اپنی طرف سے پڑھا دیا ہے تاکہ صرف صلوٰۃ
کے ذکر سے جو کراہت پیدا ہوتی ہے اس سے بچا جائے اور میرے خیال میں
غالباً اصل کتاب میں یہ لفظ موجود ہوگا۔

نوال درود شریف

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ
وَنَبِيِّكَ وَرَسُولِكَ الشَّيْنِ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ
مُحَمَّدٍ صَلَوَةٌ تَكُونُ لَكَ رِضَاءً وَلِحَقِيقَةً
أَدَاءً وَاعْظِي الْوَسِيْلَةَ وَالْمَقَامَ الْمُخْصُوَّةَ
الَّذِي وَعَدْتَهُ وَاجْزِهِ عَنَّا مَا هُوَ أَهْلُهُ وَاجْزِهِ
أَفْضَلَ مَا جَلَّيْتَ نَبِيًّا عَنْ أُمَّتِهِ وَصَلِّ عَلَى
جَمِيعِ إِخْوَانِهِ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ
وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ، اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
فِي الْأَوَّلِينَ وَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ فِي الْآخِرِينَ
وَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ، اللَّهُمَّ
صَلِّ عَلَى رُوحِ مُحَمَّدٍ فِي الْآخِرِ وَاصِحِ وَصَلِّ

عَلَى جَسَدِهِ فِي الْأَجْسَادِ وَعَلَى قَبْرِهِ فِي
الْقُبُورِ وَاجْعَلْ شَرَّ أَثْمَتِ صَلَوَاتِكَ وَتَوَافِي
بَرَكَاتِكَ وَرَأْفَةِ تَحَنُّنِكَ وَرِضْوَانِكَ
عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَأْسِ سُلُوكِ
وَسَلَمٍ تَسْلِيمًا كَثِيرًا۔

ترجمہ :- الہی! درود و سلام بھیج سہارے آقا محمد پر جو تیرے بندے، نبی اور
رسول، نبی امی ہیں اور آل محمد پر، ایسا درود جو تیری رضا اور ان کے
حق کی ادائیگی کا سبب ہو اور حضور کو وسیلہ، وہ مقام محمود عطا فرما جس
کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اور ہماری طرف سے ان کو وہ جزا عطا
فرما جس کے وہ مستحق ہیں اور ان کو ہر اس جزا سے بہتر جزا عطا فرما جو تو نے
کسی نبی کو اس کی امت کی طرف سے عطا فرمائی اور درود بھیج ہر کار کے
تمام برادران، انبیاء کے کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین پر، الہی!
درود بھیج محمد پر پہلوں اور درود بھیج محمد پر پچھلوں میں اور محمد صلی اللہ علیہ
وسلم پر قیامت تک درود بھیجو! الہی! ارواح میں روح محمد صلی اللہ علیہ
وسلم پر درود بھیج اور اجسام میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم النور پر اور قبروں
میں سے قبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو! اور اپنی بزرگ تر درود
و بکثرت سلام اور مسلسل برکتیں اور اپنی شفقت بھری رحمت و رأفت
و رضا مندی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر فرمانا جو تیرے بندے، نبی
اور رسول ہیں۔

مسائل مختلفہ میں فرمایا کہ اس درود شریف کو امام، عارف شہاب الدین
احمد سرودی نے اپنی کتاب "معارف المعارف" میں ذکر فرمایا ہے، میں کہتا ہوں

یہ درود شریف تین صیغوں سے مرکب ہے جن کا کتاب "فضل الصلوات" میں مع فوائد معمولی اختلاف کے ساتھ ذکر کر دیا گیا ہے اور یہ الفاظ اللہ صلی علی سیدنا محمد صلوٰۃ تیکون لک رضاۃً ولحقہ اداءً، شہاب ثرحی زبیدی مؤلف مختصر البخاری نے اپنی کتاب المصلوۃ والعمائد میں مستقل صیغوں کے ساتھ ذکر کئے ہیں اور کہا کہ فقیہ صالح عمر بن سعید بن صاحب ذی عقیب سے روایت بیان کی جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو کوئی ان الفاظ کو روزانہ تینتیس مرتبہ کہے، اللہ تعالیٰ اس کی قبر اور قبر مصطفیٰ کے درمیان سے پردہ اٹھا دیگا الخ۔

دسوال درود شریف

صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَىٰ سَائِرِ الْمُرْسَلِينَ
وَعَلَىٰ خَلْقِهِ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ
وَعَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ
اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ۔

ترجمہ :- مع اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور اس کے نبیوں اور اس کے رسولوں اور اس کی ساری مخلوق کے درود محمد اور آل محمد پر ہوں، آپ پر اور ان پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔
یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا درود کہلاتا ہے، اسکو ابو موسیٰ مدینی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔

گیارہواں درود شریف

درودِ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مَنْ رُوحُهُ فِي حُرَابِ الْأَسْرَافِ
وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّكُونِ، اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مَنْ هُوَ
إِمَامُ الْأَشْيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ، اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى
مَنْ هُوَ إِمَامُ أَهْلِ الْجَنَّةِ عِبَادِ اللَّهِ الْمُؤْمِنِينَ۔

ترجمہ:- ”الہی! ان پر درود بھیج جن کی روح حُرَاب کی، ملائکہ کی اور کائنات کی

محراب ہے، الہی! ان پر درود بھیج جو نبیوں اور رسولوں کے امام ہیں

الہی! ان پر درود بھیج جو اہل جنت، اللہ کے مومن بندوں کے امام ہیں

یہ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا درود شریف ہے، اسے صاحبِ اہل بیت

نے اپنے بابِ چہارم میں ذکر فرمایا ہے، فرمایا کہ میرے شیخ، غوثِ زمان، سیدی عبدالعزیز

الدراغ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جب سیدہ الزہراء صلی اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کے دربار میں تشریف

لائے تو سرکار کے ہمراہ ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان ذوالنورین، علی المرتضیٰ، حسن

وحسین اور ان کی والدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہم بھی تھے، فرمایا کہ سیدہ فاطمہ الزہراء

رضی اللہ عنہا دیگر خواتین کے ساتھ جیسا کہ گزر چکا ہے دربارِ اقدس میں بائیں طرف تشریف فرمائیں سیدہ

فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا ان خواتین رضی اللہ عنہن کی فائدہ بخشیں، سیدی عبدالعزیز

نے فرمایا، میں نے سیدہ کو ایک رات اپنے والدِ بزرگوار علیہ السلام پر یہ درود پڑھتے

سنا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مَنْ رُوحُهُ فِي حُرَابِ الْأَسْرَافِ وَاحِ اسْتَحْرَمَ، شیخ نے فرمایا، سیدہ رضی

اللہ عنہا درود شریف پڑھتی تھیں البتہ الفاظ یہ نہ تھے میں نے اس مفہوم کو اپنے الفاظ میں

بیان کیا ہے، واللہ اعلم۔ شیخ کی عبارت ختم ہوئی۔

بارہواں درود شریف

سیدنا زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما کا درود

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ وَصَلِّ
 عَلٰی مُحَمَّدٍ اِلٰی يَوْمِ الدِّيْنِ اَللّٰهُمَّ
 صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ شَابًا فَتِيًّا وَصَلِّ عَلٰی
 مُحَمَّدٍ كَهْدًا مَرَضِيًّا وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
 رَسُوْلًا نَبِيًّا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰى
 تَرْضٰى وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بَعْدَ الرِّضَا وَصَلِّ
 عَلٰی مُحَمَّدٍ اَبَدًا اَبَدًا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی
 مُحَمَّدٍ كَمَا اَمَرْتَ بِالصَّلٰوَةِ عَلَيْهِ وَصَلِّ
 عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ اَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ
 وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا اَرَدْتَ اَنْ يُصَلِّيَ
 عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ خَلْقِكَ
 وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِرِضٰى نَفْسِكَ وَصَلِّ عَلٰی
 مُحَمَّدٍ بِرِئَاةِ عَرْشِكَ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
 بِدَادِ كَلِمَاتِكَ الَّتِي لَا تُنْفَدُ اَللّٰهُمَّ
 وَاعْظِ مُحَمَّدًا نَوَسِيْلَةً وَالفَضْلَ وَالفَضِيْلَةَ
 وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ اَللّٰهُمَّ عَظِّمْ بُرْهَانَ
 وَافْلِحْ حُجَّتَهُ وَابْلِغْ مَمْلُوْلَهُ فِيْ اَهْلِهِ

بَيِّنَةٍ وَأُمِّتِهِ اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَواتِكَ
وَبَرَكَاتِكَ وَسِرِّاتِكَ وَسِرِّاتِكَ عَلَى
مُحَمَّدٍ حَبِيبِكَ وَصَفِيِّكَ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ
الطَّيِّبِينَ الظَّاهِرِينَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
يَا أَفْضَلَ مَا صَلَّيْتَ عَلَى أَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ
وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ مِثْلَ ذَلِكَ وَارْحَمْ
مُحَمَّدًا مِثْلَ ذَلِكَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى
مُحَمَّدٍ فِي اللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
فِي النَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى وَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ فِي
الْأُخْرَى وَالْأُولَى اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
الصلوة الثَّامَةَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ الْبَرَكَاتِ
الثَّامَةَ وَسَلِّمْ عَلَى مُحَمَّدٍ السَّلَامَ الثَّامَ
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ إِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ
الْخَيْرِ وَسَوْوِلِ الرَّحْمَةِ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى
مُحَمَّدٍ أَبَدَ الْأَبَدِينَ وَدَهْرَ الدَّاهِرِينَ
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ
الْعَرَبِيِّ الْقُرَشِيِّ الْهَاشِمِيِّ الْأَبْطَحِيِّ الْتَهَامِيِّ
السَّكِينِ صَاحِبِ الشَّجَرِ وَالْهَرَاوَةِ وَالْجِهَادِ
وَالْمَغْنَمِ صَاحِبِ الْخَيْرِ وَالْمَيْرِ صَاحِبِ
السَّرَايَا وَالْعَطَايَا وَالْأَيِّتِ الْمُعْجَزَاتِ وَ
الْعَلَامَاتِ الْبَاهِرَاتِ وَالْمَقَامِ الْمَحْمُودِ

وَالْحَوْضِ السَّوْمُودِ وَالشَّفَاعَةِ وَالشُّجُودِ
لِلرَّبِّ السَّعْبُودِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ اَبَدًا
مِّنْ صَلٰى عَلَیْهِ وَعَدَدَ مَرَّةٍ تَعْرِضُ
عَلَیْهِ -

ترجمہ :- الہی! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج پھلوں میں اور محمد پر درود بھیج
تاقیامت، الہی! محمد پر درود بھیج جو شاہزادہ جو ان سقے اور محمد پر درود
بھیج جو پستیدہ عمر سقے اور محمد پر درود بھیج جو رسول نبی میں، الہی! محمد
پر درود بھیج یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے اور محمد پر درود بھیج راضی ہو
کے بعد اور محمد پر ہمیشہ ہمیشہ درود بھیجتے رہو، الہی! محمد پر اس طرح
درود بھیج جس طرح تو نے ان پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے اور محمد پر
اس طرح درود بھیج جس طرح تو ان پر بھیجنا چاہے اور محمد پر اس
طرح درود بھیج جیسے تو ان پر درود بھیجنے کا ارادہ فرمائے، الہی! محمد
پر اپنی مخلوق کی تعداد کے برابر درود بھیج اور محمد پر درود بھیج اپنی رفا
کے برابر اور محمد پر درود بھیج عرش کی زینت کے برابر اور محمد پر درود
بھیج اپنے ان کلمات کی سیاسی کے برابر جو ختم نہ ہوں، الہی! محمد کو
وسیلہ، فضل، فضیلت اور بلند درجہ عطا فرما، الہی! ان کی دلیل کو
عظمت بخش اور ان کی حجت کو مضبوط فرما اور جس چیز کی سرکار کو
اپنے اہل بیت اور امت کے متعلق امید ہے اس تک آپ کو پہنچا
دے، الہی! اپنی دروس، برکتیں، اپنی رحمت و رافت محمد پر نازل
فرما جو تیرے محبوب اور صفی ہیں اور ان کے صاف سقے اہل
بیت پر، الہی! محمد پر وہ درود بھیج جو ان تمام درودوں میں افضل

ہو، جو تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی ایک پر بھیجے ہوں، اور محمد پر ایسی ہی برکت نازل فرما اور محمد پر ایسی ہی رحمت فرما، الہی! محمد پر درود بھیج رات میں جب وہ چھا جائے اور محمد پر درود بھیج دن میں جب وہ روشن ہو جائے اور محمد پر آخرت و دنیا میں درود بھیج الہی محمد پر مکمل درود بھیج اور محمد پر مکمل برکت نازل فرما اور محمد پر کامل سلام بھیج، الہی! محمد پر درود بھیج جو خیر کے امام، بھلائی کے قائد اور رحمت کے رسول ہیں، الہی! محمد پر ہمیشہ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں درود بھیجنا، الہی! محمد پر درود بھیجنا جو نبی امی، عربی، قرشی، ہاشمی، اطہی، تہامی، مکی ہیں تاج، اقتدار، جہاد اور غنیمت والے ہیں بھلائی کے مالک اور خدائی کے سرپرست ہیں، فوجی دستوں کے سالار، عطا بلے کرنے والے ہیں، نشانات حق، معجزات اور روشن علامات کے حامل ہیں، مقام محمود، حوض کوثر جس پر پیاس بجھانے قیامت کے دن تمام مخلوق پہنچے گی، شفاعت کرنے والے اور رب مجہود کے آگے سجدہ کرنیوالے ہیں، الہی! محمد پر درود بھیجنے اور نہ بھیجنے والوں کی تعداد کے برابر درود بھیج!

یہ درود شریف امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما کا ہے، ان کا فرمانا ہے کہ جب میں یہ درود شریف اپنے جد امجد صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھتا تو لوگ ہمہ تن گوش ہو کر سنتے تھے۔ اس روایت کو امام قسطلانی نے ”مسائل الحنفیہ“ وغیرہ میں ذکر فرمایا ہے۔

تیسرا وال درود شریف

درود عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

اللَّهُمَّ يَا ذَا أَشَدِّ الْفَضْلِ عَلَى الْبَرِيَّةِ
يَا بَاسِطَ الْيَدَيْنِ بِالْعَطِيَّةِ يَا صَاحِبَ
السَّمَوَاتِ السَّنِيَّةِ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ خَيْرِ
النُّبِيَّةِ وَأَعِزَّنَا يَا ذَا الْعُلَى فِي هَذِهِ
الْعَشِيَّةِ۔

ترجمہ: اے اللہ! مخلوق پر ہمیشہ فضل و کرم فرمانے والے! اے کھلے ہاتھوں
عطا فرمانے والے! اے بیش بہا بخشوں والے! درود بھیج محمد پر
جو تمام مخلوق میں بہترین عادات والے ہیں، اسے بلند یوں کے مالک
اس شام کو ہماری مغفرت فرما دے۔

یہ درود شریف حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے جسے ابو موسیٰ
مدینی رحمہ اللہ نے ان سے روایت کیا ہے۔

چودہواں درود شریف

علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا درود

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَفْضَلِ مَسْئَلَتِكَ
وَبِأَحَبِّ أَسْمَائِكَ إِلَيْكَ وَأَكْرَمِهَا عَلَيْكَ
وَبِمَا مَنَنْتَ بِمُحَمَّدٍ عَلَيْنَا بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّنَا صَلِّ اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلِّمْ وَاسْتَنْقِذْنَا بِمِنْ الصَّلَاةِ وَأَمْرَتِنَا

يَا صَلَوَةَ وَ جَعَلْتَ صَلَوَاتَنَا عَلَيْهِ دَرَجَةً
 وَ كَفَّارَةً وَ لُطْفًا وَ مَنَامًا مِنْ إِعْطَاكَ فَادْعُوكَ
 تَعْظِيمًا لِأَمْرِكَ وَ اتِّبَاعًا لِوَصِيَّتِكَ وَ تَنْجِيزًا
 لِوَعْدِكَ بِمَا يَجِبُ لِنَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَ سَلَّمَ عَلَيْكَ فِي آدَاءِ حَقِّهِ قَبْلَنَا وَ أَمْرَتِ الْعِبَادِ
 بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ فَرِيضَةً إِنْ تَرْضَاهَا فَتَسْأَلُكَ
 بِجَلَالِ وَ جُودِكَ وَ نُورِ عِظَمَتِكَ أَنْ تُصَلِّيَ
 أَنْتَ وَ مَلَائِكَتُكَ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُولِكَ
 وَ نَبِيِّكَ وَ صَفِيَّتِكَ أَفْضَلَ مَا صَلَّيْتَ عَلَى
 أَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ إِنَّكَ حَسِيدٌ فَحَسِيدٌ اللَّهُمَّ
 ارْفَعْ دَرَجَتَهُ وَ أَكْرِمْ مَقَامَهُ وَ ثَقِّلْ مِيزَانَهُ
 وَ أَجْزِلْ ثَوَابَهُ وَ أَفْلَحْ حُجَّتَهُ وَ أَظْهِرْ مِلَّتَهُ
 وَ أَحْيِ نُورَهُ وَ أَدِمْ كَرَامَتَهُ وَ أَلْحِقْ بِهِ مِنْ
 ذُنُوبِهِ وَ أَهْلِي بَيْتِهِ مَا تُفَرِّجُ بِهِ عَيْنَهُ
 وَ عَظَمَتُهُ فِي الشَّيْبَيْنِ الْكَذِبَيْنِ خَلَوْا قَبْلَهُ
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ مُحَمَّدًا أَكْثَرَ النَّبِيِّينَ تَبَعًا
 وَ أَكْثَرَهُمْ رَأَاءً وَ أَفْضَلَهُمْ كَرَامَةً وَ نُورًا
 وَ أَعْلَاهُمْ دَرَجَةً وَ أَفْسَحَهُمْ فِي الْجَنَّةِ
 مَسْرًا وَ أَفْضَلَهُمْ لَدَيْكَ نَصِيبًا وَ أَعْظَمَهُمْ
 فِي مَا عِنْدَكَ رَغْبَةً وَ أَسْزَلَهُ فِي غُرُوبِ
 الْفِتَنِ دَوَسٍ مِنَ الدَّرَجَاتِ الْعُلَى الَّتِي لَا دَرَجَةَ

فَوَقَّهَا اللَّهُمَّ اجْعَلْ مُحَمَّدًا اَصْدَقَ فَائِلٍ
وَاَنْجَعَ سَائِلٍ وَاَوَّلَ شَافِعٍ وَاَقْبَلَ مُشْفِعٍ
وَشَفِيعٍ فِي اُمَّتِهِ شَفَاعَةً يَغْنِطُ بِهَا الْاَوَّلُونَ
وَالْاٰخِرُونَ وَاِذَا مَيَّرْتَ بَيْنَ عِبَادِكَ
بِفَضْلِ الْقَضَاءِ فَاجْعَلْ مُحَمَّدًا فِي الْاَصْدَقِيْنَ
قِيْلًا وَاَلْحَسَنِیْنَ عَمَلًا وَاِلِی السَّهْدِيْنَ
سَيِّدًا اللَّهُمَّ اجْعَلْ نَبِيًّا لَنَا فَرَطًا
وَحَوْضَةً لَنَا مَوْرِدًا اللَّهُمَّ احْشُرْنَا فِي
ثَرْمَرَتِهِ وَاسْتَعْمِلْنَا بِسُنَّتِهِ وَتَوَقَّنَا
عَلٰی مِلَّتِهِ وَاجْعَلْنَا فِي حِزْبِهِ وَثَرْمَرَتِهِ
اللَّهُمَّ وَاجْمَعْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ كَمَا اَمَّنَّا بِهِ
وَلَمْ نَرَهُ وَلَا تَفَرِّقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ حَتّٰی
تُدْخِلَنَا مَدْخَلَهُ وَتَجْعَلَنَا مِنْ ثَرَفَتِهِ
مَعَ الْمُتَعَبِّ عَلَيْهِمُ مِنَ النَّبِيِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِيْنَ
وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَحَسَنَ اَوْلَیِّكَ
رَفِیقًا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ نُوْرٍ اِلٰهْدِیْ
وَالْقَاسِدِ اِلٰی الْخَیْرِ وَالدَّاعِی اِلٰی التَّرْشِدِ
سَيِّدِ الرَّحْمَةِ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَرَسُولِ رَبِّ
الْعَالَمِيْنَ كَمَا بَلَغَ رِسَالَتَكَ وَتَلَا اٰیَتِكَ
وَنَصَحَ لِعِبَادِكَ وَاقَامَ حُدُودَكَ وَوَفَّى
بِعَهْدِكَ وَانْفَذَ حُكْمَكَ وَامَرَ بِطَاعَتِكَ

وَنَهَى عَنْ مَعْصِيَتِكَ وَوَالَى وَلِيَّتَكَ الَّذِي
تُحِبُّ أَنْ تُوَالِيَهُ وَعَادَى عَدُوَّكَ الَّذِي
تُحِبُّ أَنْ تُعَادِيَ وَصَلَّى اللَّهَ عَلَى مُحَمَّدٍ
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى جَسَدِهِ فِي الْأَجْسَادِ وَعَلَى
رُوحِهِ فِي الْأَرْوَاحِ وَعَلَى مَوْقِفِهِ فِي
الْمَوَاقِفِ وَعَلَى مَشْهَدِهِ فِي الْمَشَاهِدِ
وَعَلَى ذِكْرِهِ إِذَا ذُكِرَ صَلَاةً مِمَّا عَلَى نَبِيِّنَا
اللَّهُمَّ أَبْلِغْهُ عَنَّا السَّلَامَ كُلَّمَا ذُكِرَ السَّلَامُ
وَالسَّلَامُ عَلَى لِسَانِي وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مَلَائِكَتِكَ الْمُقَرَّبِينَ وَعَلَى
أَشْيَاءِكَ الْمُطَهَّرِينَ وَعَلَى رُسُلِكَ الْمُرْسَلِينَ
وَعَلَى حَمَلَةِ عَرْشِكَ أَجْمَعِينَ وَعَلَى جِبْرِيلَ
وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ وَمَلَائِكَةِ الْمَوْتِ وَ
رِضْوَانَ وَمَالِكٍ وَصَلِّ عَلَى الْكِرَامِ الْكَاتِبِينَ
وَعَلَى أَهْلِ طَاعَتِكَ أَجْمَعِينَ مِنْ أَهْلِ
السَّمَوَاتِ وَأَهْلِ الْأَرْضِينَ، اللَّهُمَّ صَلِّ
أَهْلَ بَيْتِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَفْضَلَ مَا أَتَيْتَ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِ
الْمُرْسَلِينَ وَاجْزِ أَصْحَابَ بَيْتِكَ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلَ مَا جَزَيْتَ أَحَدًا مِنْ
أَصْحَابِ الْمُرْسَلِينَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُسْلِمِينَ

وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
 الْآخِيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ وَالْأَحْيَاءِ
 لَا تُخَوِّنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ
 وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا
 رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ۔

ترجمہ: ”الہی! میں تجھ سے افضل ترین سوال کرتا ہوں اور اس نام کے طفیل
 سوال کرتا ہوں جو تجھے سب سے بڑھ کر محبوب اور مغزز ہے اور اس حال
 کے طفیل جو تو نے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہم پر کیا ہے
 اور جن کے ذریعے تو نے ہم کو گمراہی سے بچایا اور جن پر درود بھیجنے کا
 تو نے ہمیں حکم دیا اور تو نے ان پر ہمارے درود کو باعثِ درجہ اور کفّارہ
 اور اپنی مہربانی سے لطف کیا۔ الہی! میں تیرے حکم کی عزت و حرمت
 کے پیش نظر تیری تاکید کی پیروی کرنے اور تیرے وعدہ کو ایفا کرنے کی خاطر
 تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ ہمارے نبی کے حقوق کی ادائیگی جو ہم پر واجب
 ہے اور جو تو نے بندوں کو فریقہ درود ادا کرنے کا حکم دیا ہے جسے
 تو نے فرض فرمایا، ہم تجھ سے تیری پاک ذات و بزرگ اور تیرے
 نورِ عظمت کا واسطہ دیکر یہ درخواست گزار ہیں کہ تو اور تیرے فرشتے
 محمد پر درود بھیجیں جو تیرے بندے، رسول، نبی اور صفی ہیں اس سے
 افضل ترین درود جو تو نے اپنی کسی مخلوق پر بھیجا ہو، بیشک تو قابلِ ستائش
 بزرگ ہے۔ الہی! سرکار کا درجہ بلند فرما ان کو مقامِ تکویم پر فائز فرما،
 ان کا ترازو بھاری فرما، ان کا اجر و صلہ زیادہ فرما، انکی حجت مکمل طور
 پر کامیاب فرما، انکی ملت کو غالب فرما، ان کا نور ضیا مبار فرما، ان کی

عزت دائمی فرما، سرکار کو آپ کی اولاد اور اہل بیت کی طرف سے وہ نیک
اعمال پہنچا جو آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کریں اور حضور کو پہلے ابیہار پر عظمت
عطا فرما، الہی! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیر کاروں کو تمام انبیائے کرام کے
پیر کاروں سے زیادہ کر دے، الہی! آپ کے (دین) حامی زیادہ فرما،
اور کرامت و نورانیت میں آپ کو سب سے افضل فرما اور آپ کا درجہ سب
سے بلند فرما اور حبیب میں آپ کو سب سے وسیع منزل عطا فرما اور اپنے
پاس سے آپ کو افضل تر حصہ عطا فرما اور جو نعمتیں تیری بارگاہ میں ہیں
انکی سب سے زیادہ رغبت حضور کو عطا فرما اور آپ کو جنت الفردوس
میں وہ بلند مقام عطا فرما جس سے اوپر کوئی مقام نہ ہو، الہی! محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کو سب سے بڑھ کر سچی بات فرمانے والا بنادے اور آپ کو کامیاب
ترین مانگنے والا بنادے اور سب سے پہلے شفاعت فرمانے والے اور
افضل تر کر دے ان تمام لوگوں میں جن کی شفاعت مقبول ہوگی اور امت کے
متعلق آپ کی شفاعت اس طرح قبول فرما کہ پہلے پچھلے شک کریں اور
جب تو اپنے بندوں میں دو لوگ فیصلہ فرما کر سچے جھوٹے میں امتیاز
فرمائے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے بڑھ کر سچی بات فرمانے والا
اور سب سے اچھا عمل کرنے والا اور سب سے بڑھ کر سیدھی راہ چلنے
والا قرار دیجیو، الہی! ہمارے نبی کو ہمارے لئے آگے جانے والا بنانا
اور آپ کے حوض کو ہمارا گھاٹ بنانا، الہی! ہمیں آپ کے گروہ میں
اٹھانا، حضور کی سنت پر عمل پیر ہونا، آپ کے دین پر مارنا اور ہم کو آپ ہی
کے گروہ و ٹبری میں رکھنا، الہی! جیسے ہم حضور پر بے دیکھے ایمان
لائے ویسے ہی تو ہمیں اور سرکار کو یکجا فرمانا اور جب تک ہیں ان کی جلوہ گاہ

میں داخل نہ فرمائے، ان سے جدا نہ فرمانا اور ہم کو سرکار کے ان رفقاء کی معیت عطا فرمانا جن پر انعام و اکرام کی بارش ہوگی یعنی انبیائے کرام صدیقین، شہداء اور صالحین کی، انہی لوگوں کا بہترین سامعہ ہے، الہی محمد پرورد بھیج جو نور ہدایت، بھلائی کے رہنما اور نیکی کے داعی ہیں جو نبی رحمت، پرہیزگاروں کے امام اور پروردگار عالم کے رسول ہیں جیسے آپ نے تیرا پیغام پہنچایا، تیری آیتوں کی تلاوت کی، تیرے بندوں کی خیر خواہی فرمائی، تیری حدیں قائم فرمائیں، تیرا وعدہ پورا فرمایا، تیرا حکم نافذ فرمایا اور تیری اطاعت کا حکم دیا اور تیری نافرمانی سے منع فرمایا اور تیرے اس دوست سے محبت کی جس سے تو محبت چاہتا ہے اور تیرے اس دشمن سے دشمنی کی جس سے تو دشمنی چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ درود بھیجے محمد پر الہی جسموں میں سرکار کے جسم پر، اور وحوں میں جناب کی روح پر اور مقامات سے اس مقام پر جہاں آپ بٹھ رہے اور مقامات شہادت میں اس مقام پر جہاں آپ نے دین کی گواہی دی اور جہاں آپ کا ذکر ہو، ہماری طرف سے ہمارے نبی پر درود بھیج، الہی! جب بھی سلام کا ذکر ہو، ہماری طرف سے سرکار پر سلام بھیج، سلام ہو نبی کریم پر اور اللہ کی رحمت اور برکتیں، الہی! درود بھیج اپنے مقرب فرشتوں پر اور اپنے پاک نبیوں اور رسولوں پر اور ان پر جو تیرے عرش کو اٹھانے والے ہیں، سب پر اور جبریل، میکائیل، اسرافیل، ملک الموت رضوان اور مالک پر، اور درود بھیج کراما کاتبین پر اور اپنے تمام فرمانبرداروں پر آسمان والے ہوں یا زمین والے، الہی! اپنے نبی کے گھر والوں کو اس سے بہتر عطا فرما، الہی! مسلمان مردوں اور عورتوں، مومن مومن

اور عورتوں کو بخش دے، زندوں کو بھی اور مرنے والوں کو بھی اور ہم کو بھی بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ چلے گئے اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے متعلق میل ملال نہ ڈالنا، اے ہمارے پروردگار! بے شک تو شفقت فرمانے والا مہربان ہے۔“

یہ درود شریف حضرت علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کا ہے، حافظ سخاوی رضی اللہ عنہ جب رات کی نماز (تہجد) سے فارغ ہوتے تو تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتے، پھر نبی علیہ السلام پر درود بھیجتے، پھر یوں پڑھتے اَللّٰهُمَّ اَسْأَلُكَ بِأَفْضَلِ مَسْأَلِكَ آخر تک۔ اور یہ درود شریف معمولی لفظی فرق کے ساتھ دلائل الخیر میں موجود ہے۔

پندرہواں درود شریف

امام شافعی رضی اللہ عنہ کا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُونَ
وَعَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَفِلُونَ وَصَلَّى عَلَيْهِ فِي
الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ أَفْضَلَ وَأَكْثَرَ وَأَشْرَكَ
مَا صَلَّى عَلَى أَحَدٍ مِنْ خَلْقِهِ وَرَأَيْنَا بِالصَّلَاةِ
أَفْضَلَ مَا شَرَكِي أَحَدًا مِنْ أُمَّتِي بِصَلَوَاتِهِ عَلَيْهِ
وَالسَّلَامُ عَلَيْهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ وَجَزَاهُ
اللّٰهُ عَنَّا أَفْضَلَ مَا جَزَى مُرْسِلًا عَمَّنْ أُرْسِلَ
إِلَيْهِ فَإِنَّ أَنْفَ ذَنَابِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَجَعَلْنَا

فِي خَيْرِ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ دَأْيِنِيَتْ
 بِيَدِ يُنَبِّئِ الَّذِي اِشْرَ تَصْنَى وَاصْطَفَى فِي بِهٖ مَلَكُوتُ
 وَمَنْ اَنْعَمَ عَلَیْهِ مِنْ خَلْقِهٖ فَلَمْ تَمُتْ بِنَا
 بِنَا نِعْمَةً ظَهَرَتْ وَلَا بَطْنَتْ بِنَا بِهَا حَظًّا
 فِي دِیْنِ وَ دُنْیَا وَ رُفِعَ عَنَّا بِهَا مَكْرُوهٌ فِیْهِمَا
 وَفِیْ وَاحِدٍ مِنْهُمَا اِلَّا وَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ
 وَسَلَّمَ سَبَبُهَا الْقَائِدُ اِلَى خَيْرِهَا الْهَادِی
 اِلَى اَشَدِّهَا الرَّائِدُ عَنِ الْهَلَكَةِ وَمَوَارِدِ
 السُّوْرِ فِي خِلَافِ الرَّشِدِ الْمُنْتَبِیْ لِلْاَسْبَابِ
 الَّتِی تُؤْرِدُ الْهَلَكَةَ الْقَائِدُ اِلَى الْخَيْرِ بِالنَّصِيحَةِ
 فِي الْاَمْرِ شَادٍ وَالْاِمْنِ اِسْرَ مِنْهَا وَصَلَّى اللهُ عَلٰی
 سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کَمَا صَلَّی
 عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ وَ اٰلِہٖ اِسْرَ اٰہِیْمَ اِنَّکَ حَمِیدٌ
 مُّجِیدٌ۔

ترجمہ: اللہ درود بھیجے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جب بھی ذکر کرنے والے ان
 کا ذکر کریں اور غافل ان کے ذکر سے غفلت برتیں، اور اللہ تعالیٰ ان
 پر پہلوں پھلوں میں درود بھیجے اس سے افضل، اکثر اور پاکیزہ تر، جو
 اس نے اپنی مخلوق میں سے کسی پر بھیجا ہوا اور سرکار پر درود بھیجنے کے
 صدقے ہیں ہر اس امتی سے بڑھ کر پاک فرمائیے جسے سرکار پر درود
 بھیجنے کے صدقے اس نے پاک فرمایا، سرکار پر سلام ہوا اور اللہ کی رحمت
 اور برکتیں اور اللہ تعالیٰ سرکار کو ہماری طرف سے ہر اس جزائے خیر

عطا فرماتے جو کسی امت کی طرف سے اس کے رسول کو عطا فرمائی
 کیونکہ اس نے حضور ہی کے وسیلے سے ہم کو ہلاکت سے بچایا اور ہم کو
 لوگوں کی رہنمائی کے لئے بہترین امت کی صورت میں پیدا فرمایا اپنے
 پسندیدہ دین کے ساتھ اور حضور ہی کے واسطے سے اللہ تعالیٰ
 نے اپنے فرشتوں اور انعام یافتہ مخلوق کو منتخب فرمایا، پس ہم جو بھی
 ظاہری، باطنی، دینی اور دنیوی نعمت حاصل کرتے ہیں یا دنیا و دین
 دونوں یا ایک کی جو بھی مشکل ہم سے ٹلتی ہے اس میں سبب حقیقی محمد
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات پاک ہوتی ہے، وہ پیارے رسول
 جو خیر و بھلائی کی طرف قیادت فرماتے والے، نیکی کی طرف رہنمائی
 فرماتے والے اور سیدھی رام کے ماسوا جو بھی برائی کے مقام اور
 ہلاکت کے گڑھے میں ان سے بچانے والے ہیں، وہ جو ہلاکت کے
 اسباب سے متنبہ فرمانے والے اور نیکی کی ہدایت اور برائی سے خبردار
 فرمانے والے ہیں، اللہ درود بھیجے ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 پر جیسے اس نے درود بھیجا ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی آل پر،
 بلاشبہ وہ ستودہ صفات بزرگ ہیں۔

یہ درود شریف امام شافعی رضی اللہ عنہ کا ہے اس کے ساتھ ایک ضمیمہ بھی
 ہے جو ان کے رسالہ میں موجود ہے، میں نے ضمیمہ کو اس لئے حذف کر دیا ہے
 کہ کہیں اس کو بھی درود شریف سمجھ کر نہ پڑھنا شروع کر دیا جائے۔

ضروری تنبیہ | خبردار! کہیں ان الفاظ کو بھی درود شریف کا جزو نہ مان لینا
 وَنَاكَانَا قَدَايَا كُذِّبْنَا بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ كَيْونکہ یہ الفاظ امام شافعی
 رضی اللہ عنہ کے اپنے دعائیہ کلمات ہیں جو انہوں نے اپنے ساتھیوں اور کتاب

مذکور کے تالیف سے مخاطب ہو کر فرمائے ہیں، یہ مشہور درود شریف ہے جو کہ بطور درود شریف ان الفاظ کو پڑھنا مناسب نہ تھا اسی لئے میں نے ان کو اپنی کتاب "افضل الصلوات" میں ذکر نہیں کیا، وہاں صرف درود شریف کے ابتدائی کلمات ذکر کئے ہیں، میں نے وہاں اس کے فضائل بھی بیان کئے ہیں اور میں نے شیخ شرف الدین ابوسعید شعبان بن محمد القرشی کی کتاب "شفار الاسقام فی نود الصلوة والسلام علی سیدنا محمد خیر الانام" میں لکھا دیکھا ہے کہ ہمارے امام شافعی رضی اللہ عنہ اپنی دعا ان الفاظ سے شروع فرمایا کرتے ہیں اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِخَيْرِ اَنْوَارِكَ وَمَخْدِنِ اَسْرَارِكَ وَلِسَانِ حُجَّتِكَ وَعُرْوَةِ مَمْلُوكَتِكَ وَ اِمَامِ حَضْرَتِكَ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَسَلِّمْ اور یہ درود شریف "درود نور القیامۃ" کا جز ہے جو کتاب "افضل الصلوة" میں ساتیسواں درود ہے اور میں نے وہاں (افضل الصلوات میں) عارف صاوی کا یہ قول نقل کر دیا ہے کہ یہ درود پاک ایک پتھر پر قدرتی خط سے لکھا پایا گیا ہے اور دلائل التجرات کے شامعین کا خیال ہے کہ یہ چودہ ہزار یہ درود ہے اور یہ بات گزر چکی ہے، شہاب ملوی کی کتاب میں یہ درود شریف چوتھے اور اس کتاب کے چھٹے نمبر پر درج ہے اور کتاب افضل الصلوات میں اس کی شرح میں امام صاوی کے قول سے ملتا جلتا بیان بھی گزر چکا ہے۔

سوال ۱۶ درود شریف

اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ بَعْدَ مَنْ حَيْدَكَ وَلَكَ
الْحَمْدُ بَعْدَ مَنْ كَذَبَ خَمْدَكَ وَلَكَ الْحَمْدُ
كَمَا تُحِبُّ اَنْ تُحْمَدَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

يَعْدَدِمَنْ صَلَّى عَلَيْهِ وَصَلَّ عَلَى مُحَمَّدٍ يَعْدَدِمَنْ
لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ وَصَلَّ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا تَحِبُّ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ۔

ترجمہ: الہی! تیرے لئے اس مخلوق کے برابر حمد و ثناء جس نے تیری حمد و ثناء
کی اور تیرے لئے حمد و ثناء اس مخلوق کے برابر جس نے تیری حمد و ثناء
نہ کی اور تیرے لئے ایسی حمد و ثناء جیسی تو چاہے، الہی! محمد پر درود بھیج
اس مخلوق کے برابر جس نے آپ پر درود بھیجا اور محمد پر درود بھیج اس
مخلوق کے برابر جس نے آپ پر درود شریف نہیں بھیجا اور محمد پر اپنا درود
پسندیدہ بھیج۔

حافظ سخاوی نے فرمایا، ہم سے امام طبرانی کی ایک دعا کے متعلق روایت
بیان کی گئی کہ انہوں نے خواب میں نبی علیہ السلام کو اس شکل نورانی میں دیکھا جو صحیح
روایات کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہے تو امام طبرانی نے عرض کیا :-

السلام عليك آيتها النبي ورحمة الله
امام طبرانی اور دیدار مصطفیٰ
وَبَرَكَاتُهُ۔ یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ نے مجھے
چند کلمات التفار کے میں جن کو میں پڑھا کرتا ہوں، فرمایا وہ کون سے ہیں؟ عرض
کیا یہ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ انْخِرَتْ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا کر ان کے بیان تک
کہ آپ کے سامنے کے دانت مبارک ظاہر ہو گئے اور دانتوں کے درمیانی خلا سے
نور نکلتا نظر آیا۔

سترہ وال درود شریف

سید احمد رفاعی رضی اللہ عنہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ

الْقَرَشِيِّ بِحَرِّ أَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ اسْرَارِكَ
وَعَيْنِ عِنَايَتِكَ وَلِسَانِ حُجَّتِكَ وَخَيْرِ خَلْقِكَ
وَأَحَبِّ الْخَلْقِ إِلَيْكَ عَبْدِكَ وَنَسِيبِكَ
الَّذِي خَتَمْتَ بِهِ الْأَنْبِيَاءَ وَالْمُرْسَلِينَ
وَعَلَى الْإِلَهِ وَصَلِّ سُبْحَانَ سَائِكَ سَائِبِ
الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ سَائِبِ الْعَالَمِينَ۔

ترجمہ: الہی! ہمارے آقا محمد پر درود بھیج جو نبی امی، قرشی ہیں جو تیرے انوار کا
سمندر، تیرے اسرار کی کان، تیری بخشش کا منبع، تیری دلیل کی زبان اور
یہ ترن مخلوق ہیں اور تمام مخلوق سے بڑھ کر تجھے محبوب ہیں، تیرے بندے
اور وہ نبی ہیں جن کے ذریعے تو نے نبیوں اور رسولوں کا سلسلہ ختم فرمایا
اور ان کی اہل اور ان کے صحابہ پر، تمہارا رب عزت کا مالک پاک ہے،
اس سے جو یہ منکر سائن کرتے ہیں اور سلام پر رسولوں پر اور سب تعریف
اللہ کے لئے جو جہانوں کا پروردگار ہے۔

اٹھارہواں درود شریف (انہی کا)

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى النُّورِ الدَّامِعِ وَالْقَمَرِ
الشَّاطِعِ وَالْبَدْرِ الظَّالِعِ وَالْفَيْضِ الْهَامِعِ
وَالْمَدَدِ الْوَاسِعِ وَالْحَبِيبِ الشَّافِعِ وَالْمَتِّي
الشَّامِعِ وَالرَّسُولِ الْمُصَادِعِ وَالْمَأْمُورِ الظَّالِعِ
وَالْمُخَاطَبِ الشَّامِعِ وَالسَّيِّفِ الْقَاطِعِ وَ

الْقَلْبِ الْجَامِعِ وَالظُّرُوفِ الدَّامِعِ سَيِّدِنَا
 مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَأَوْلَادِهِ الْكَرَامِ وَأَصْحَابِ
 الْعِظَامِ وَآتِبَاعِهِمْ مَنْ أَهْلُ الشُّنَّةِ وَالْإِسْلَامِ۔
 ترجمہ: الہی! درود بھیج! چمکتے نور پر، دھکتے چاند پر، چودھویں کے نمکٹے چاند
 پر، فیض عام پر، وسیع امداد پر، شفاعت فرمانے والے محبوب پر،
 شریعت والے نبی پر، رسول بلیغ پر، اطاعت کرنے والے مامور پر،
 سننے والے مخاطب پر، کلمے والی تلوار پر، مطمئن دل پر، رونے والی
 آنکھ پر، ہمارے آقا محمد اور ان کی آل اور معزز اولاد پر ان کے بعظمت
 صحابہ اور ان کے پیروکاران اہل سنت و اہل اسلام پر۔

ایسوال درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَوةً تُكْتَبُ بِهَا
 الشُّطُوْرُ وَتُشْرَحُ بِهَا الصُّدُوْرُ وَتَهْوٰى بِهَا جَمِيعُ
 الْاُمُوْر بِرَحْمَةٍ مِّنْكَ يَا عَزِيْزُ يَا غَفُوْرٌ وَعَلٰی اٰلِ
 وَصْحَبِهِ وَسَلِّمْ۔

ترجمہ: الہی! ہمارے آقا محمد پر الہی درود و سلام بھیج جس سے سطر
 لکھی جائیں اور جس سے سینے کھل جائیں اور جس سے تمام کام
 آسان ہو جائیں تیری رحمت سے، اے غالب! بختے والے!
 اور ان کے آل و اصحاب پر۔

بیشوال درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی الذَّاتِ

الْمُكْتَلَةِ وَالرَّحْمَةِ الْمُنْزَلَةِ عَبْدُكَ
وَسَأْئُوكَ وَحَبِيبِكَ وَصَفِيكَ سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ قِيَّ عَلَى إِلِهِ وَأَسْرَاجِهِ وَأَوْلَادِهِ وَجِئْرَانِهِ
عَدَدَ مَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُونَ وَعَفَلَ عَنْ
ذِكْرِكَ الْغَفْلُونَ۔

ترجمہ: الہی درود و سلام اور برکت بھیج ذاتِ مکمل اور تازی گئی رحمت، اپنے
بندۂ خاص، اپنے رسول، اپنے حبیب اور اپنے برگزیدہ نبی،
ہمارے آقا محمد پر اور ان کی آل پر اور ازواج و اولاد اور ان کے
پر وسیوں پر اتنی مرتبہ جتنا ذکر کرنے والے تیرا ذکر کریں اور غافل
تیرے ذکر سے غافل رہیں۔

۲۱ ایسوال درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ مَنْ
وَالَا عَدَدَ مَا تَعْلَمُ مِنْ بَدَنِ الْاَمْرِ اِلٰى
مُنْتَهَاهُ وَعَلٰى اِلٰهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ الہی! ہمارے آقا محمد پر درود و سلام بھیج اور اس پر جو ان سے محبت
کرسے اس قدر جتنا ابتداءً آفرینش سے لے کر دنیا کے آخر تک
تیرے علم میں ہے۔

۲۲ ایسوال درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ

وَسَأْئِلِكَ وَخَلِيلِكَ وَحَبِيبِكَ صَلَوةً اسْتَأْتِي
بِهَامَرَاتِي الْإِخْلَاصِ وَأَنَالُ بِهَا غَايَةَ الْإِخْتِصَاصِ
وَسَلِمْتُ تَسْلِيمًا عَدَدَ مَا أَحَاطَ بِهِ عِلْمُكَ
وَإِحْصَاةُ كِتَابِكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُونَ
وَعَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُونَ۔

ترجمہ: ”الہی! درود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر جو تیرے بندے، رسول
خلیل اور حبیب ہیں، ایسا درود جس سے اخلاص کے درجوں پر پہنچ
سکوں اور جس سے میں انتہائی اختصا حاصل کو پاسکوں ان معلومات
کے برابر جن کا احاطہ تیرے علم نے کر رکھا ہے اور جن کو تیری کتاب
نے شمار کر رکھا ہے جب بھی ذکر کرنے والے تیرا ذکر کریں اور غافل
ان کے ذکر سے غفلت برتیں۔“

نوٹ: یہ آخری چھ درود شریف قطب کبیر، شہیر، سیدنا ابوالعباس احمد
رفاعی رضی اللہ عنہ کے ہیں، اللہ ان کی برکتوں سے ہم کو نفع مند فرمائے، ان میں
سے پہلے درود شریف کو جو کوئی بلا ناغہ صبح سویرے نماز فجر کے بعد پڑھے، جو نیت
و مراد ہو، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حاصل ہوتی ہے اور جو کوئی اس کو بارہ ہزار
مرتبہ پڑھے، وہ نبی علیہ السلام کو خواب میں دیکھے گا اور جب چالیس دن تک اس پر
بلا ناغہ عمل کرے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر مشکل حل اور ہر مقصد حاصل ہوا دیکھنا
جامع درود و سلام کا مختصر و مختص نسخہ

تیسواں درود شریف
سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

اللَّهُمَّ اجْعَلْ أَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ أَبَدًا

اَسْمَى بِرِكَائِكَ سَرْمَدًا قَا اَشْرَافِي تَحِيَّاتِكَ
 فَضْلًا وَعَدَدًا عَلَيَّ اَشْرَافِ الْحَقَائِقِ الْاَوْسَانِيَّةِ
 وَمَعْدِنِ السِّدْقَاتِ الْاِيْمَانِيَّةِ وَطُورِ
 التَّجَلِّيَّاتِ الْاَوْحْسَانِيَّةِ وَهَبْطِ الْاَسْرَارِ
 الرَّحْمَانِيَّةِ وَعُرُوسِ السُّمْلَكَةِ الرَّبَّانِيَّةِ
 وَاسِطَةِ عَقْدِ الثَّيِّبِيْنَ وَمُقَدِّمِ جَيْشِ
 الْمُرْسَلِيْنَ وَافْضَلِ الْخَلَائِقِ اَجْمَعِيْنَ
 حَامِلِ لِعَوَاءِ الْحِزْرِ الْاَعْلَى وَمَالِكِ اَسْرَمَةِ
 الشَّرَافِ الْاَسْنَى شَاهِدِ اَسْرَارِ الْاَنْزَلِ وَ
 مُشَاهِدِ اَنْوَارِ السَّوَابِقِ الْاَوَّلِ وَتَرْجُمَانِ
 لِسَانِ الْقِدَمِ وَمَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحُكْمِ
 مَظْهَرِ سِرِّ الْجُودِ الْجَزِيِّ وَالْكُلِّيِّ وَالْاَنْسَانِ
 عَيْنِ الْجُودِ الْعَلَوِيِّ وَالسَّفَلِيِّ رُوحِ جَمَدِ
 الْكَوْنِيْنَ وَعَيْنِ حَيَاةِ الدَّارَيْنِ الْمُتَخَلِّقِ
 بِاَعْلَى رُتَبِ الْعُبُودِيَّةِ الْمُسْتَحَقِّ بِاَسْرَارِ
 الْمَقَامَاتِ الْاَوْصِيَّةِ سَيِّدِ الْاَشْرَافِ
 وَجَامِعِ الْاَوْصِيَّاتِ الْاَخْلِيَّةِ لِعَظَمِ الْحَبِيبِ
 الْاَكْرَمِ الْمَخْصُوصِ بِاَعْلَى الْمَرَاتِبِ
 وَالْمَقَامَاتِ الْمُؤَيَّدِ بِاَوْصِيَّاتِ الْبَرَاهِيْنِ
 وَالْاَدْلَةِ لَا تَنْصُورِ بِالرَّحْمَةِ الْمُعْجَزَاتِ
 الْجَوْهَرِ الشَّرِيفِ الْاَبَدِيِّ وَالنُّورِ الْقَدِيمِ

السَّيِّدِ مَدِي سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ الْمَعْمُودِ
 فِي الْوَيْجَادِ وَالْوُجُودِ الْفَاتِحِ لِكُلِّ شَاهِدٍ وَ
 مَشْهُودٍ حَضْرَةِ الْمُشَاهِدَةِ وَالشُّهُودِ نُورِ
 كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى سِرِّ كُلِّ سِرٍّ وَسَنَاءُ
 الَّذِي انْشَقَّتْ مِنْهُ الْأَسْرَارُ وَانْفَلَقَتْ مِنْهُ
 الْأَنْوَارُ السِّرِّ الْبَاطِنِ وَالتَّوَرِّ الْظَّاهِرِ
 السَّيِّدِ الْكَامِلِ الْفَاتِحِ الْخَاتِمِ الْأَوَّلِ الْآخِرِ
 الْبَاطِنِ الظَّاهِرِ الْعَاقِبِ الْعَاشِرِ الشَّاهِي
 الْأَمِيرِ النَّاصِحِ النَّاصِرِ الصَّابِرِ الشَّاكِرِ
 الْقَانِتِ الذَّاكِرِ الْمَاجِي الْمَاجِدِ الْعَزِيزِ
 الْحَامِدِ الْمُؤْمِنِ الْعَابِدِ الْمُتَوَكِّلِ الرَّاهِدِ
 الْقَاضِمِ الْقَاطِعِ الشَّهِيدِ الْوَلِيِّ الْحَمِيدِ
 الْبُرْهَانِ الْحَقِّقِ الْمُسْطَاعِ الْمُخْتَارِ الْخَاضِعِ
 الْخَاشِعِ الْبَرِّ الْمُسْتَنْصِرِ الْحَقِّ الْمُبِينِ
 طه و ليس الْمَرْقِلِ الْمَذْثَرِ سَيِّدِ
 الْمُرْسَلِينَ وَإِمَامِ الْمُتَّقِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ
 وَحَبِيبِ رَبِّ الْعَالَمِينَ النَّبِيِّ الْمُصْطَفَى
 وَ الرَّسُولِ الْمُجْتَبَى الْحَكِيمِ الْعَدْلِ الْحَكِيمِ
 الْعَلِيمِ الْعَزِيزِ الرَّؤُوفِ الرَّحِيمِ نُورِكَ
 الْقَدِيمِ وَصِرَاطِكَ الْمُسْتَقِيمِ عَبْدِكَ
 وَرَسُولِكَ وَصَفِيكَ وَخَلِيلِكَ وَدَلِيلِكَ

وَنَجِيَّتِكَ وَنُخْبَتِكَ وَذَخِيرَتِكَ وَ
خَيْرَتِكَ إِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَرَسُولِ الرَّحْمَةِ
السَّيِّدِ الْأُمِّيِّ الْعَرَبِيِّ الْقُرَشِيِّ الْهَاشِمِيِّ الْأَبْطَحِيِّ
الْمَكِّيِّ الْمَدَنِيِّ الْيَهَاكِيِّ الشَّاهِدِ الْمَشْهُودِ
النُّوَلِيِّ الْمُقَرَّبِ السَّعِيدِ الْمَسْعُودِ الْحَبِيبِ
الشَّفِيعِ الْحَبِيبِ الرَّفِيعِ الْمَلِيعِ الْبَدِيعِ
النَّوَاعِظِ الْبَشِيرِ السَّذِيرِ الْمُطَوِّفِ الْحَلِيمِ
الْجَوَادِ الْكَرِيمِ الطَّيِّبِ الْمُبَارَكِ الْمَكِينِ
الصَّادِقِ الْمُصَدِّقِ الْأَمِينِ الدَّاعِي إِلَيْكَ
بِإِذْنِكَ السِّرَاجِ السُّنِيرِ الَّذِي أَذْرَكَ
الْحَقَّ أَثَقَ بِحُجَّتَيْهَا وَفَاقَ الْخَلَائِقَ بِرُؤْمَتِهَا
وَجَعَلَتْ حَبِيبًا وَنَاجِيَّةً قَرِيبًا وَأَذْنِيَّةً
رَاقِيًا وَخَتَمَتْ بِرِيسَالَةٍ وَالِدَالَةِ
وَالْبَشَائِرَةِ وَالنَّذِيرَةِ وَالشُّبُوحَةِ وَنَصْرَتَهُ
بِالرُّعْبِ وَظَلَمْتَ بِالشُّحْبِ وَرَدَدْتَ لَهُ
الشَّمْسَ وَشَقَقْتَ لَهُ الْقَمَرَ وَأَنْطَلَقْتَ لَهُ
الصَّبَّ وَالذُّبَّ وَالطَّبِيَّ وَالْجَذَعَ وَالذِّرَاعَ
وَالْجُسَلَ وَالْجَبَلَ وَالْمَدَرَ وَالشَّجَرَ
وَأَنْبَعَتَ مِنْ أَصَابِعِ الْمَاءِ الرُّيَالُ وَأَنْزَلْتَ
مِنَ الْمَزْنِ بِيَدِ غَوِيَّتِهِ فِي عَامِ الْجَدْبِ
وَالْمَخْلِ وَاسِلَ الْغَيْثِ وَالْمَطَرِ فَأَغْشَوْشَبَ

مِنْهُ الْقَفَرُ وَالصَّخْرُ وَالْوَعْرُ وَالشَّهْلُ وَ
 التَّرْمَلُ وَالْحَجَرُ وَاسْتَرْيَتْ بِهِ لَيْلًا مِثْرَ
 الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى
 إِلَى السَّلَوَاتِ الْعُلَى إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى
 إِلَى قَابِ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى وَأَرِيتَ الْأَيْتَ
 الْكُبْرَى وَأَنْلَيْتَ الْغَايَةَ الْقُصْوَى وَكَرَّمْتَ
 بِالْمُخَاطَبَةِ وَالْمُرَاقَبَةِ وَالْمُسْتَاغْنَاءَةِ وَلَمَّا هَدَّاهُ
 وَالْمُعَايَنَةَ بِالْبَصَرِ وَخَصَّصْتَ بِالْوَسِيلَةِ الْعَذْرَاءَ
 وَالشَّفَاعَةَ الْكُبْرَى يَوْمَ الْفَرَجِ الْأَكْبَرِ فِي
 الْمَخْشَرِ وَجَمَعْتَ لَهُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَجَوَاهِرَ
 الْحِكْمِ وَجَعَلْتَ أُمَّتَهُ خَيْرَ الْأُمَمِ وَخَفَرْتَ
 لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ الَّذِي
 بَلَغَ الرِّسَالَةَ وَأَدَّى الْأَمَانَةَ وَنَصَحَ الْأُمَّةَ
 وَكَشَفَ الْغُمَّةَ وَجَلَّاهُ الظُّلُمَةَ وَجَاهَدَ فِي
 سَبِيلِ اللَّهِ وَعَبَدَ رَبَّهُ حَتَّى آتَاهُ الْيَقِينُ
 اللَّهُمَّ ارْزُقْهُ مَقَامًا قُدُّوسًا لَا يَغِيْبُهُ فِيهِ
 الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ اللَّهُمَّ عَظِّمْ فِي
 الدُّنْيَا بِأَعْلَى ذِكْرِهِ وَإِظْهِارِ دِينِهِ وَ
 إِبْقَاءِ شَرِيعَتِهِ وَفِي الْآخِرَةِ بِشَفَاعَتِهِ فِي
 أُمَّتِهِ وَأَجْزِلِ أَجْرَهُ وَمَشُوبَتَهُ وَأَبْدِ فَضْلَهُ
 عَلَى الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَتَقَدَّرْ بِمَنِّهِ عَلَى

كَافَّةَ الْمُقَرَّبِينَ الشُّهُودِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ
 شَفَاعَتَهُ الْكُبْرَى وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ الْعُلْيَا
 وَاعْظِمْ سُوْلَهُ فِي الْاٰخِرَةِ وَالْاَوَّلَى كَمَا اَعْظَمْتَ
 اِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسَى اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْ اَكْرَمِ
 عِبَادِكَ عَلَيْكَ شَرَفًا وَمِنْ اَرْفَعِهِمْ عُنْدَكَ
 دَرَجَةً وَاعْظِمْ لَهُمْ خَطَرًا وَامْكِنْ لَهُمْ شَفَاعَةً
 اَللّٰهُمَّ عَظِّمْ بُرْهَانَهُ وَابْلِغْ حُجَّتَهُ وَابْلِغْهُ
 مَا مَوَّلَهُ فِيْ اَهْلِ بَيْتِهِ وَذُرِّيَّتِهِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ
 مِنْ ذُرِّيَّتِهِ وَامَّتِهِ مَا تُقَرُّ بِهِ عَيْنُهُ وَاجْزِيْهِ
 عَنَّا خَيْرَ مَا جَزَيْتَ بِهِ سَيِّدًا عَنْ اُمَّتِهِ وَاجْزِ
 الْاَنْبِيَاءَ كُلَّهُمْ خَيْرًا اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى
 سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا شَاهَدَتْ الْاَبْصَارُ
 وَاسْمَعَتْ الْاُذُنُ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ عَدَدَ
 مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ بِعَدَدِ
 مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ
 كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى اَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَصَلِّ
 وَسَلِّمْ عَلَيْهِ كَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَصَلِّ
 وَسَلِّمْ عَلَيْهِ كَمَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ
 صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهِ عَدَدَ نَعَمَاتِ اللّٰهِ
 وَاقْضَايِهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَعَلَى
 اٰلِهِ وَاصْحَابِهِ وَاَوْلَادِهِ وَآسَرِهِ وَاجِبِهِ وَذُرِّيَّتِهِ

وَأَهْلَ بَيْتِهِ وَعَشِيرَتِهِ وَأَصْهَارِهِ
 وَأَخْبَائِهِ وَأَتْبَاعِهِ وَأَشْيَاعِهِ وَأَنْصَارِهِ خَزَائِنَ
 أَسْرَارِهِ وَمَعَادِنِ أَنْوَارِهِ وَكُنُوزِ الْحَقَائِقِ
 وَهُدَاةِ الْخَلَائِقِ تَجُومِ الْهُدَى لِمَنِ اقْتَدَى
 وَسَلِّمْ تَسْلِيمًا كَثِيرًا إِذَا أَتَمَّا أَبَدًا وَارْضَ
 عَنْ كُلِّ الصِّحَابَةِ رِضَى سَرْمَدًا عَدَدَ خَلْقِكَ
 وَنِزَاتِ عَرْشِكَ وَرِضَى نَفْسِكَ مِدَادَ كَلِمَاتِكَ
 كُلَّمَا ذَكَرَكَ ذَاكِرٌ وَسَهَى عَنْ ذِكْرِكَ غَافِلٌ
 صَلَوةٌ تَكُونُ لَكَ رِضًا وَلِحَقِيقَةِ آدَاءٍ وَلَنَا
 صَلَاحًا وَآيَةً الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَالذَّرَجَةَ
 الْعَالِيَةَ الرَّفِيعَةَ وَابْعَثْ الْمَقَامَ السَّخْمُودَ
 وَأَعْظِمْ اللِّوَاءَ الْمُخْفُودَ وَالْحَوْضَ الْمَوْرُودَ
 وَصَلِّ يَا رَبِّ عَلَى جَمِيعِ إِخْوَانِهِ مِنَ النَّبِيِّينَ
 وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى جَمِيعِ الْأَوْلِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ
 صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ جَمْعًا جَمْعِينَ اللَّهُمَّ صَلِّ
 وَسَلِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ السَّابِقِ لِلْحَقِّ
 نُورُهُ الرَّحْمَتُ لِلْعَالَمِينَ ظُهُورُهُ عَدَدُ مَنْ
 مَضَى مِنْ خَلْقِكَ وَمَنْ بَقِيَ وَمَنْ سَعِدَ
 مِنْهُمْ وَمَنْ شَقِيَ صَلَوةٌ تَسْتَغْرِقُ الْعَدَدَ وَتُحِيطُ
 بِالْحَدِّ صَلَوةٌ لَا غَايَةَ لَهَا وَلَا انْتِهَاءَ وَلَا أَمَدَ
 لَهَا وَلَا انْقِضَاءَ صَلَوَاتُكَ الَّتِي صَلَّيْتَ عَلَيْه

صَلَوَةٌ مَعْرُوضَةٌ عَلَيْهِ وَمَقْبُولَةٌ لَدَيْهِ صَلَوَةٌ
 دَائِمَةٌ بِيَدِ وَامِلِكَ بَاقِيَةٌ بِمَقَائِلِكَ لَا مُنْتَهَى لَهَا
 دُونَ عِلْسِكَ صَلَوَةٌ تُرَضِيكَ وَتُرَضِيهِ وَ
 تُرَضِي بِهَا عَنَّا صَلَوَةٌ تَسُدُّ الْأَرْضَ وَالسَّمَاءَ
 صَلَوَةٌ تَحُلُّ بِهَا الْعُقَدُ وَتُفْرِجُ بِهَا الْكُرُوبُ
 وَتَجْرِئُ بِهَا لَطْفُكَ فِي أَمْرِي وَأُمُورِ الْمُسْلِمِينَ
 وَبَارِكْ عَلَى الدَّوَامِ وَعَافِنَا وَاهْدِنَا وَاجْعَلْنَا
 أَمِينِينَ وَيَسِّرْ أُمُورَنَا مَعَ التَّوَّابِينَ حَتَّى يَقْلُوبَنَا
 وَأَبْدَانَنَا وَالسَّلَامَةَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِينِنَا وَدُنْيَانَا
 وَآخِرَتِنَا وَتَوَفَّنَا عَلَى الْكِتَابِ وَالنُّسْرَةِ وَاجْمَعْنَا
 مَعَهُ فِي الْجَنَّةِ مِنْ غَيْرِ عَذَابٍ يُسْبِقُ وَأَنْ
 تُرَضِي عَنَّا وَلَا تَمُكِّرْ بِنَا وَاخْتِمْ لَنَا بِخَيْرِ مَنِّكَ
 وَعَافِيَةٍ بِلَا مُحَنٍّ أَجْمَعِينَ سُبْحَانَ سَرِّكَ
 سَرِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ
 وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ -

ترجمہ: ”اللہ! اپنی دائمی افضل ترین رحمت اور اپنی ہمیشہ کے لیے سب سے زیادہ بڑھتی دالی برکت اور اپنا فضل و کرم اور تعداد میں پاکیزہ ترین و ان پنازل فرما جو خالق الہی میں سب سے بزرگ تر، ایمانی پاکیزگی کی احسانی تجلیات کا طور اور رحمانی اسرار کی آماجگاہ ہیں، مملکت ربانی کے دولہا، سلسلہ انبیاء کا واسطہ اور فوجِ رسل کے پیشوا ہیں، جو تمام مخلوق میں افضل ترین ہیں، عزت کے بلند ترین پرچم کے علمبردار اور روشن

ترین نبرد کیوں کے مالک ہیں، اذلی بھیدوں کے گواہ اور پہلے انوار کا
 مشاہدہ فرمانے والے ہیں، زبانِ قلم کے ترجمان اور علم، تحمل اور حکمتوں
 کا منبع ہیں، عطائے جزئی و کلی کے منظر اور بلندی وستی میں رہنے والی
 مخلوق کی آنکھ کی تپلی ہیں، دو جہاں کے جسم کی روح اور حیاتِ دایین کا
 سرچشمہ ہیں، بندگی کے سلسلے ترین مراتب پر فنا اور مقاماتِ برگزیدگی کے
 راز دان، بزرگوں کے آقا، اوصافِ حمیدہ کے جامع، جلیل، عظیم اور حبیب
 اکرم ہیں، جو اعلیٰ مقامات و مراتب کے ساتھ مخصوص ہیں، روشن ترین
 دلائل عقاید و تقلید سے جن کی تائید کی گئی ہے، رعب اور معجزات سے
 جن کی مدد کی گئی ہے، ابد سے شرافت کا جو ہر اور قدیم سرمدی نور ہیں ہمارے
 آقا اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو ایجاد و موجود میں ستودہ صفات ہیں، ہر
 موجود و مشہود کو ظاہر کرتے والے اور مشاہدہ و خفیہ کی بارگاہ ہیں، ہر چیز
 کا نور اور ہدایت اور ہر راز کا ناز اور اصل ہیں، وہ جن سے اے ارکھلے اور
 انوار کھیلے، جو راز پوشیدہ اور نور ظاہر ہیں، جو سرورِ ازل، اور سلسلہ انبیاء
 کا افتخار و انتقام فرمانے والے ہیں، جو اذل و آخر اور اطہر و ظاہر ہیں،
 سب سے پیچھے تشریف لانے والے اور حشر والے ہیں، منع فرمانے
 والے اور حکم دینے والے ہیں، خیر خواہ، مددگار، ثابت قدم، شکر گزار،
 فرماں بردار اور ذکر کرتے والے ہیں، کفر کو مٹانے والے، بزرگ، عزت
 والے اور حمد و سبج لانے والے ہیں، مومن، عابد، متوکل، زاہد، قیام فرمانے
 والے، اطاعت شعار اور گواہ و نگہبان ہیں، دوست و مددگار، قابل
 تعریف، یقینی دلیل، مسکت حجت جن کی اطاعت کر جانی ہے، جو مختار
 زیر اور حق کے سامنے جھکنے والے اور عاجزی کرنے والے ہیں، نیچو کا

حق صریح، طہ، یسین، منزل (کمل پوش)، مدثر (گوڈری پوش) ہیں،
 رسولوں کے آقا، پرہیزگاروں کے امام، رسولوں کے خاتم، پروردگار
 عالم کے محبوب، برگزیدہ نبی، منتخب رسول، حکم کرنے والے، انصاف
 فرمانے والے، حکمت و علم والے، غلبہ والے، شفقت فرمانے والے
 مہربان جو تیرے نور قدیم اور سیدھی راہ ہیں، جو تیرے بندے، رسول،
 برگزیدہ، تحلیل تیری ذات و صفات کی دلیل، تیرے محفوظ فرمائے ہوئے
 تیرے منتخب، تیرا ذخیرہ، تیرے مختار، بھلائی کے قائد اور نیکی کے امام
 ہیں، رحمت والے نبی، امی، عربی، قرشی، ہاشمی، الطہی، مکی، مدنی،
 تنہا، حاضر و ناظر اور مشہود نبی ہیں، جو ولی مقرب، باسعادت، نیک
 حبیب، شفاعت فرمانے والے، بلند مرتبہ، ہمکین حسن و اے، عجیب و
 غریب عادات حسن و اے، خیر خواہ، خطرات سے آگاہ فرمانے والے
 اچھے کاموں پر اچھے نتائج کی خوشخبری سنانے والے، نرم دل اور بردبا
 ہیں، جو دفرمانے والے کریم ہیں، صاف ستھرے، برکت والے اور
 شان والے ہیں، سچ بولنے والے وہ جن سے سچ بولا گیا اور جو امین
 ہیں، تیرے حکم سے تیری طرف بلانے والے اور ایسا روشن چراغ
 ہیں جس نے حقائق کو دیس سے معلوم کیا اور جو مخلوق پر اپنی خوبیوں سے
 بڑھ گئے اور جس کو تو نے حبیب بنایا اور جس سے تو نے قریب سے
 کلام فرمایا اور جن کی قدر و منزلت کو تو نے اپنے قریب فرمایا اور جن سے
 تو نے رسالت، ولایت، بشارت، جرائم پر تنبیہ اور نبوت کا سلسلہ ختم
 فرمایا، جن کی تو نے رعب سے مدد فرمائی اور جن پر تو نے بادل کو سائبان
 کیا، جن کی خاطر تو نے سورج کو ٹوٹایا، چاند کے ٹکڑے کئے اور جن کی خاطر

تو نے بچو، بھڑیے، ہرنی، خشک لکڑی، بازو، اوتٹ، پہاڑ، ڈھیلے
 اور درختوں کو زبان بخشی، جن کی انگلیوں سے تو نے آبِ شیریں کے چٹھے
 جاری فرمائے اور جن کی دعا سے فحط سالی کے دوران یا دل سے موسلا دھکا
 بارش برسائی جس سے ویرانے، چٹانیں، سخت اور نرم زمین، ریت اور
 پتھر سب جل تھل ہو گئے اور ایک رات میں تو ان کو مسجد حرام سے مسجد
 اقصیٰ تک لے گیا، بلند آسمانوں اور سدرۃ المنتہیٰ تک، قافِ قوسین اور
 ادنیٰ تک، اور ان کو تو نے بڑی بڑی نشانیاں دکھائیں اور آخری حد تک
 تک ان کو پہنچایا اور ان کو تو نے شرفِ ہمکلامی، شرفِ مراقبہ، مشافہہ،
 مشاہدہ اور آنکھوں سے دیکھنا نصیب فرمایا اور ان کو میدانِ حشر کے
 ہوناک دن میں وسیلہٴ عظمیٰ اور شفاعتِ کبریٰ سے سرفراز فرمایا، تو نے
 ان کو جامع کلمات اور حکمت کے موتی عطا فرمائے، تو نے ان کی امت کو
 سب سے بہتر امت قرار دیا اور ان کے وسیلہ سے ان کی امت کے پہلے
 پچھلے گناہ معاف فرمائے، جنہوں نے خدا کا پیغام پہنچایا اور امانت ادا
 کر دی، امت کی خیر خواہی فرمائی اور غم دور فرمائے، اندھیر ختم فرمائے
 اور اللہ کی راہ میں جہاد فرمایا اور اپنے رب کی عبادت کی یہاں تک کہ
 حقِ ابیقین کی دولت سے مالا مال ہو گئے، الٰہی ان کو مقامِ محمود پر فائز فرمایا
 جہاں پہلے پچھلے سب ان پر نیک کریں۔ یا اللہ! دنیا میں ان کو عظمت
 بخش ان کا ذکر بلند فرما کر، ان کے دین کو غالب فرما کر اور ان کی شریعت
 کو بقا بخش کر اور آخرت میں ان کو عظمت عطا فرما، امت کے حق میں ان
 کی شفاعت قبول فرما کر اور آپ کو اجر و ثواب جبریل عطا فرما کر، اور
 پہلے پچھلوں پر آپ کی فضیلت کو واضح فرما دے اور سب کے سامنے

آپ کا تمام مقربین پر مقدم ہونا ظاہر فرمادے، اسے اللہ اسمہ کار کی شفا عت
کبریٰ قبول فرمانا اور آپ کا تہ بند، نزدیک بندہ فرمانا اور حضور دنیا و آخرت
میں جو کچھ مانگیں، عطا فرمانا، اسی طرح جیسا کہ تو نے ابراہیم و موسیٰ علیہما
السلام کو عطا فرمایا، الہی! حضور کو اپنی بارگاہ میں مختار ترین بندوں میں
سے کرنا اور آپ کا درجہ سب سے بلند فرمانا اور آپ کی شان کو سب سے
بڑھ کر عظمت بخشنا اور آپ کی شفاعت سب سے زیادہ منظور فرمانا
الہی! حضور کی دلیل عظیم کر دے، آپ کی حجت بالغہ فرمادے اور آپ کی
اپنے گھر والوں اور اولاد کے متعلق جو تمنا ہے اسے پوری فرمادے،
الہی! آپ کی امت اور اولاد کی طرف سے آپ کے پیچھے وہ اعمال بھیج
جن سے آپ کی آنکھ ٹھنڈی ہو، اور ہماری طرف سے آپ کو ہر اس
جزا سے بہتر جزا عطا فرما جو کسی نبی کو اس کی امت کی طرف سے ملنے
عطا فرما، اور نبی انبیائے کرام کو جزائے خیر عطا فرما، الہی! درود و سلام
بھیج ہمارے آقا محمد پر اتنی تعداد میں جتنی آنکھوں نے آپ کو دیکھا اور
کانوں نے سنا اور ان پر درود و سلام بھیج، درود و سلام بھیجنے والوں
کی تعداد کے برابر اور حضور پر درود و سلام بھیج ان سب کی تعداد کے
برابر جتنوں نے آپ پر درود و سلام نہیں بھیجا اور ان پر اس طرح درود و
سلام بھیج جیسے تو بھیجنا چاہتا ہے اور ان پر اس طرح درود و سلام
بھیج جیسے بھیجنا چاہیے۔ الہی! ان پر امان کی آل پر اپنے فضل اور اپنی نعمتوں کے برابر درود
و سلام بھیج، الہی! حضور پر درود و سلام بھیج اور ان کی آل پر اور صحابہ کرام پر
اور ان کے بیٹوں پر اور ان کی بیویوں پر اور ان کی اولاد پر اور ان کے گھر
والوں پر، ان کی عزت پر، ان کے خاندان پر، ان کے سسرال پر اور ان
کے دوستوں پر اور ان کے بزرگواروں پر اور ان کے ہم عمروں پر اور ان

کے مددگاروں پر جو ان کے رازوں کے خزانے اور ان کے انوار کی کانیں
 ہیں، حقائق کے خزانے اور مخلوق کے ہادی ہیں، جو ان کی پیروی کئے
 اس کے لئے ہدایت کے ستارے ہیں، اور سلام بھیج خوب کثرت سے
 ہمیشہ ہمیشہ، اور تمام صحابہ سے دائی طور پر راضی ہو جائے اتنی مرتبہ
 جتنی تیری مخلوق کی تعداد ہے اور جتنی تیرے عرش کی زینت ہے اور
 جتنی تیری ذات کی رضا ہے اور جتنی تیرے کلمات کی سیما ہی ہے جب
 بھی ذکر کرنے والے تیرا ذکر کریں اور جب بھی غافل تیرے ذکر سے
 غفلت نہیں ایسا درود جس میں تیری رضا ہو اور جس سے حضور کا حق
 ادا ہو، اور جس سے ہمارا بھلا ہو اور انکو مقام و سید عطا فرما اور فضیلت
 عطا فرما اور انکو درجہ بلند عطا فرما اور انکو مقام محمود پر فائز فرما اور انکو
 وہ جہنم عطا فرما جس کا ان سے وعدہ فرمایا گیا ہے اور وہ حوض جس
 پر سب لوگ اپنی پس بچھانے آئیں گے اور اسے پروردگار! حضور کے
 تمام برادرانِ گرامی، انبیائے کرام و رسولانِ عظام پر اور تمام اولیائے
 کرام اور سچے کاروں پر درود و سلام بھیج، ان سب پر اللہ تعالیٰ کا درود و سلام
 ہو، الہی! محمد پر درود و سلام بھیج جن کا تو تمام مخلوق سے پہلے ہے جن
 کا ظہور جہانوں کے لئے رحمت ہے، تیری گذشتہ اور آئندہ نیک نیت
 اور بد نیت مخلوق کی تعداد کے برابر، ایسا درود جو کتنی کو جنم کر دے
 اور حد کو گھیر لے، ایسا درود جس کی کوئی حد و انتہا نہ ہو، جس کی نہ کوئی
 مدت ہو، نہ خاتمہ، تیرا وہ درود جو تو نے ان پر بھیجا ہے وہ درود جو
 ان پر پیش کیا جاتا ہے اور جو ان کی بارگاہ میں مقبول ہے، ایسا درود جو
 تیرے دوام کے ساتھ دائمی اور تیری بقا کے ساتھ باقی ہو، تیرے علم

کے بغیر جس کی کوئی انتہا نہ ہو، ایسا درود جو تجھے بھی ہم سے راضی کرے
 اور انکو بھی، ایسا درود جو زمین و آسمان کو بھر دے، ایسا درود جس سے
 گمراہیں کھل جائیں اور جس سے مصیبتیں ٹل جائیں، جس سے تیرا لطف
 و کرم ہم پر اور تمام مسلمانوں کے معاملات میں جاری و ساری ہو جائے
 اور دائمی برکتیں ان پر نازل فرما اور ہم کو عافیت عنایت فرما اور ہماری
 رہنمائی فرما، ہم کو امن و امان سے رکھو، ہمارے کام آسان کرنا، ہمارے
 دلوں اور بدنوں کو سکون اور دین و دنیا، آخرت میں سلامتی و عافیت
 عطا فرمانا اور کتاب و سنت پر ہمارا خاتمہ فرمانا اور ہم کو حضور کے ہمراہ
 جنت میں بغیر عذاب کے جمع فرمانا اور تو ہم سے راضی رہنا اور ہمارے
 خلاف کوئی خفیہ تدبیر نہ فرمانا اور ہم سب کا خاتمہ بلا تکلیف بخیر و عافیت
 فرمانا، تمہارا رب جو عزت و غلبہ کا مالک ہے، ان عجیب سے پاک ہے،
 جن کی نسبت منکرین اس کی طرف کرتے ہیں، سلام ہو سب لوگوں پر اور سب
 تشریف اللہ رب العالمین کے لئے۔“

چوبیسواں درود تشریف سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ شَرِّفْ وَ عَظِّمْ وَ بَارِكْ
 وَ كَرِّمْ وَ نِزِذْ وَ تَعِیْمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ الَّذِیْ
 افْتَتَحْتَ بِہِ اَغْلَاقَ کَثْرِ الْوُجُوْدِ وَ نَصَبْتَ وَاِیْطَہٗ
 لِاِیْصَالِ الْفَیْضِ وَ الْجُوْدِ وَ رَافَعْتَہٗ اِلٰی اَعْلٰی غُرُفِ
 الْمُعَايِنَةِ وَ الشُّہُوْدِ وَ بَوَّأْتَهُ مِنْ حَضْرَاتِ

فَدَسِيكَ حَيْثُ شَاءَ بِإِلَاحْدُودٍ الْكَذِبِيِّ أَقَمْتَ
بِعِزَمَتِهِ مُقَرَّبَ الْأَمْلَاقِ وَجَعَلْتَ قُطْبًا
شَدُورًا عَلَيْهِ الْأَفْلَاقُ وَاجْلَسْتَ عَلَى
كُرْسِيِّ الْمَكَانَةِ وَسَرِيرِ التَّمَكُّيْنِ وَ
خَاطَبْتَ لِلرُّشَادِ وَالتَّعْلِيمِ وَالتَّنْبِيْهِ
فَقُلْتَ بِطَرِيقِ التَّبَجُّيْلِ وَالتَّعْظِيمِ (وَلَقَدْ
اسْتَيْنَاكَ سَبْعَ أَمِنَ الْمَتَانِي وَالْقُرْآنِ الْعَظِيمِ)
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، يَا وَالْقَلَمِ
وَمَا يَسْطُرُونَ، مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ
وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَسْنُونٍ، وَإِنَّكَ لَعَلَى
خُلُقٍ عَظِيمٍ، سَيِّدِ الْأَوَّالِ وَالْآخِرِ وَصَفْوَةِ
الْأَوَّالِ وَالْآخِرِ وَلِسَانِ الْحَقِّ وَالْقَدْسِ
أَمِينِ الْأَسْرَارِ إِلَهِيَّةِ مَجْلَى الذَّاتِ وَمُظْهِرِ
الْأَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ حَاشِيَ الرَّحْمَةِ وَمِسْمِي
السُّلُوكِ وَالْمَلَكُوتِ دَالِ الدَّوَامِ سِرِّ حَيَاةِ الْعَالَمِ
حِلَّةِ الشُّجُودِ لِأَدَمَ رُوحِ الْأَرْوَاحِ أَسَارِي فِي
جَمِيعِ الْأَشْبَاحِ لَا يُشَاكَ أَحَدُكُمْ بِشَوْكَةٍ
إِلَّا وَاجِدُ السَّمَا جَمْعِهِ حَقَاقِ الْإِلَهِيَّةِ مُتَّبِعِ
دَقَاقِ النَّاسُوتِ رَأْيُهُ إِمَامِيَّةٍ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ
تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ خَلْعُهُ
خِلَافَتِهِ إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ

اللَّهُ شَاحِبُ حُبُوبِ بَيْتِهِ وَ لَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ
 فَتَرْضَى لَوْلَاكَ يَا مُحْتَمِدُ مَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاقَ
 بِسَاطِ خُلَّتِي لَعَسْرُكَ عَفَى اللَّهُ عَنْكَ مَا وَدَّعَكَ
 رَبُّكَ وَمَا قَلَى صَاحِبِ الشَّرَافِ وَالْمَجْدِ حَامِلِ
 لِيَا وَ الْحَمْدِ صَاحِبِ الْوَسِيلَةِ وَالْفَضِيلَةِ
 اَدَمُ وَمَنْ دُونَهُ تَحْتَ لِيَا آتَمِ صَاحِبِ الشَّفَاعَةِ
 الْعُظْمَى وَالْكَوْثَرِ مُسَلِّمُ الرِّضَا رَفِيفِ الرِّحْطِ طِفَاءِ
 سِدْرَةِ الرَّائِثَةِ شَمْسِ الْعَالَمِ بِدْرِ الْكَسَالِ
 نَجْمِ الْهُدَايَةِ جَوْهَرَةِ الْوُجُودِ خَلِيلِكَ الْاَقْدَمِ
 وَ حَبِيبِكَ الْاَكْرَمِ وَ صِرَاطِكَ الْاَقْوَمِ عَبْدِكَ
 الْقَائِمِ بِأَمْرِكَ وَعَلَى إِلَهِي الذِّمِّ وَأَصْحَابِهِ
 ذَوِي الْاُهِمِّ مَا تَعَاقَبَ النَّهَارُ الْاَبَدِي وَاللَّيْلُ
 الْاَبَدِي عَدَدَ مَا أَحَاطَ بِهِ عِلْمُكَ وَأَحْصَاهُ
 كِتَابُكَ وَ سَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا إِلَى يَوْمِ الدِّينِ -
 ترجمہ :- الہی! درود و سلام بھیج اور شرف، عظمت، برکت و کرم عطا فرما اور زیادہ
 فرما اور مکمل فرما، ہمارے آقا محمد پر جن کے ذریعہ تو نے خزانہ وجود کے بند
 دروازے کھولے اور جن کو تو نے فیض وجود عطا فرمانے کا وسیلہ
 بنایا اور جن کو تو نے دیدار و مشاہدہ کے اعلیٰ ترین مقام پر قیام فرمایا
 اور ان کو اپنی باگاہ اقدس میں بلا حدود و قیود ان کے حسبِ منشاء ٹھکانے
 بخشا وہ جن کی خدمت میں تو نے مقرب، فرشتوں کو مقرر فرمایا اور تو
 نے جن کو ایسا قطب بنایا جس کے گرد اگر دافلاک گھومتے ہیں،

اور جس کو تو نے کرسی مرتبتِ نجاتِ افتدار پر بٹھایا اور جن کو تو نے رہنمائی،
 تعلیم و تربیت اور احکامِ شرع کی توضیح و تفسیر کے لئے مخاطب کیا،
 چنانچہ ان کی تعظیم و تکریم کے متعلق تیرا ارشادِ کرامی ہے وَلَقَدْ اَتَيْنَاكَ
 سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِ وَالْقُرْآنِ الْعَظِيمِ اُسے محبوب ہم نے تم کو سبع
 مثنائی (فاتحہ کی سات آیتیں جو دو، دو مرتبہ پڑھی جاتی ہیں)، اور قرآنِ
 عظیم عطا فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَاہِ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ
 مَا اَنْتَ بِعِلْمِہٖ سَاۤیِلَکَ بِمَجْنُوْنٍہٗ وَاِنَّ لَکَ لَاجْرًا غَیْرَ مَسْنُوْنٍہٗ
 وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلِقَیْتَ عَظِیْمٌ شروع اللہ کے نام سے جو رحم فرمانے والا
 مہربان ہے، اس قسم ہے قلم کی اور جو لکھتے ہیں، تم اللہ کے فضل و
 کرم سے مجنون نہیں اور بے شک تمہارے لئے نہ ختم ہونے والا اجر و
 ثواب ہے اور بلاشبہ تم اعلیٰ اخلاق پر ہو، پہلوں اور پچھلوں کے آقا،
 بزرگوں اور مایہ ناز ہستیوں میں برگزیدہ، بارگاہِ قدوسیت کی زبان، اسرارِ
 الہیہ کے امین، ذاتِ باری کی تجلی گاہ اور اسماء و صفات کے مظہر، رحمت
 کی حار، ملک و ملکوت کی میم، دوام کی دال، زندگی کائنات کا وارز،
 سجودِ آدم کا سبب، روحوں کی روح، تمام شکلوں میں منعکس، اس زمان
 کے فائل کہ تم میں سے کسی کو بھی کانٹا چبھ جائے اس کا درد مجھے ہوتا
 ہے۔ حقائقِ لاہوت (خدائی حقیقتیں) کے مجمع و مرکز، عالمِ ماسوت
 کی بایکویں کے منبع، ان کی امامت کا جھنڈا ہے: قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ
 اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (تم فرماؤ! اگر تم لوگ
 اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا)
 جن کی خلعتِ خلافت ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَاۤیِعُوْنَکَ اِنَّمَا

يُبَايِعُونَ اللَّهَ (بے شک جو لوگ اسے محبوب تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو لیں اللہ کی بیعت کر رہے ہیں، جن کا تاج محبوبیت ہے وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (قرآن) عنقریب تمہارا رب تمہیں اسنادے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے) لَوْلَاكَ يَا مُحَمَّدُ مَا خَلَقْتُ الْاَفْلاَكَ (اے محمد اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو نہ پیدا کرتا، جن کی بساطِ طہلت ہے لَعَنَ رَبُّكَ تِیرِی عمر کی قسم عَفَىٰ اللَّهُ عَنْكَ اَللّٰهُمَّ تَمَیِّمُ مَعَاتِ فَرَمَے "فَاَوْدَعَكَ رَبُّكَ وَمَا قُلَىٰ" نہ تمہارے رب نے تمہیں چھوڑا اور نہ ناراضگی کی "صاحبِ غطت و بزرگی، لوار احمد کے پرچم بردار، وسیلہ و فضیلت کے مالک، آدم اور باقی سب ان کے پرچم تلے ہوں گے۔

جن کے زیرِ لوا، آدم و من سوا اس سترائے سیادت پہ لاکھوں سلام (فضلِ باری شفاعت کیری اور حوضِ کوثر کے مالک، رضائے خداوندی کی سیر بھی برگزیدگی کے رفعت، حد و انتہا کے سدرہ، آفتابِ عالمتاب، کمال کے چودہویں کے چاند، ہدایت کے ستارے، جو ہر وجودِ تیرے قدی دوست اور معزز محبوب اور سیدھی تر راہ، تیرے ایسے بندے جو تیرا حکم قائم کرنے والے ہیں، اور ان کی آلِ روحان کی سی عادات کی جاں تھی اور ان کے باہمت صحابہ کرام پر جب تک روشن اورتب تاریک کا سلسلہ آمد و رفت جاری ہے تیری معلومات کے برابر اور جو کچھ تیری کتاب میں بیان ہوا اس کے برابر اور تا قیامت بکثرت سلام نازل فرما۔

پیشوال درود شریف

یہ بھی سرکارِ غوثیت واجب کا بیان فرمودہ ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا

مُحَمَّدٍ بِخِرَانُوارِكَ وَمَعْدَنِ اسْرَارِكَ وَ
 لِسَانِ حُجَّتِكَ وَ عُرْوَةِ مَمْلُكَتِكَ وَ اِمَامِ
 حَضْرَتِكَ وَ طَرَانِ مُلْكِكَ وَ خَزَائِنِ رَحْمَتِكَ
 وَ طَرِيقِ شَرِيعَتِكَ الْمُسْتَلَذِ بِمُشَاهَدَتِكَ
 اَنْسَانَ عَيْنِ الْوَجُودِ وَ السَّبَبِ فِي كُلِّ مَوْجُودِ
 عَيْنِ اَعْيَانِ خَلْقِكَ الْمُسْتَقْدِمِ مِنْ تَوَرِثِ نَبِيِّكَ
 صَلَوةً تَحُلُّ بِهَا عُقْدَتِي وَ تُفَرِّجُ بِهَا كُرْبَتِي
 صَلَوةً تُرْضِيكَ وَ تُرْضِيَنِي وَ تُرْضِي بِهَا
 عَنَّا يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ عَدَدَ مَا احَاطَ بِهِ
 عِلْمُكَ وَ احْصَاهُ كِتَابُكَ وَ جَرَى بِهِ قَلَمُكَ
 وَ عَدَدَ الْأَمْطَارِ وَ الْأَنْجَارِ وَ الْأَشْجَارِ وَ مَلَا ثَلَاثَةَ
 الْبَحَارِ وَ جَمِيعَ مَا خَلَقَ مَوْلَانَا مِنْ أَوَّلِ الزَّمَانِ
 إِلَى آخِرِهِ وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَحْدَهُ۔

ترجمہ: ”الہی! درود و سلام بھیج ہمارے آقا و پیغمبر محمد پر جو تیرے انوار کا
 سمندر، تیرے رازوں کی کان، تیری حجت کی زبان، تیری مملکت کے
 دولہا، تیرے دربار کے امام اور تیرے ملک کی زینت ہیں، تیری حجت
 کا خزانہ اور تیری شریعت کا راستہ ہیں، تیرے مشاہدے سے لذت حاصل کرنے
 والے ہیں، چشم وجود کی تپلی اور ہر موجود کا سبب ہیں، تیری مخلوق میں خشنی
 کی نشان میں ان میں افضل ترین ہیں اور تیرے نور و یار سے مقدم ہیں،
 ایسا درود و سلام جس سے میری گمراہ کھل جائے اور میری مصیبت دور
 ہو جائے، ایسا درود جو مجھے بھی راضی کرے اور انکو بھی اور جس کے

صدقہ سے، اسے پروردگارِ عالمِ انوم سے راضی ہو جائے، جو تیری
معلومات کے برابر ہو اور جس کو تیرا نوشتہ شمار کرے اور جس پر تیرا قلم چلے
اور بارش، پتھروں، درختوں اور بحری ملائکہ اور جو کچھ ہمارے مالک نے
اول سے اختراک پیدا فرمایا سب کی تعداد کے برابر اور سب تعریف خدائے
یکتا کے لئے ہے۔“

چھ بیسواں درود شریف

یہ بھی حضورِ غوثِ پاک کی طرف منسوب ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ بِاَفْضَلِ مَا تُحِبُّ وَاَكْمَلِ
مَا تُرِيدُ عَلٰی اِمَامِ اَهْلِ التَّوْحِيدِ وَ لِسَانِ
اَهْلِ التَّفَرُّيدِ وَ الشَّمْحِيدِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا
وَ سَيِّدِنَا وَ اَوْلَانَا مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الشَّاهِدَاتِ
وَ الْعَبِيدِ وَ عَلٰی اِلٰہِ الْکِرَامِ الْبَرَّةِ وَ صَحْبِهِ
وَ وَاٰسِرَتِهِ وَ حِزْبِهِ وَ کُلِّ مَنْشُوْبٍ اِلٰی جَنَابِ
الْمَجِيْدِ مِنْ غَيْرِ نِهَایَةٍ وَ لَا تَحْدِيْدٍ وَ سَلِّمْ
تَسْلِيْمًا کَثِيْرًا اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ -

ترجمہ: ”اے اللہ! جو تجھے پسند ہے اور جس کا تو ارادہ فرماتا ہے وہ افضل ترین اور
اکمل ترین بکثرت درود و سلام بھیج ان پر جو اہل توحید کے امام اور دنیا کی
آلودگیوں سے الگ شخصیات ہیں۔ اے بزرگوں کی زبان ہیں یعنی ان پر
جو ہمارے سردار، ہمارے آقا، ہماری سنداز ہم سب سے قریب تر
ہیں یعنی محمد پر جو سرداروں اور غلاموں کے سردار ہیں اور ان کی قابلِ تحکیم

نیک آل پر اور ان کے صحابہ کرام پر اور ان کے ورثہ پر اور ان کے گروہ
پر اور ہر اس پر جو ان کی جناب بزرگوار کی طرف منسوب ہے، ایسا درود
جس کی کوئی ابتداء ہو، نہ انتہاء نہ حد و حساب، قیامت تک۔

تسالیسواں درود شریف

یہ بھی آپ ہی کی طرف منسوب ہے

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى أَفْضَلِ عِبَادِكَ مِنْ
خَلْقِكَ وَصَفْوَتِكَ مِنْ أَنْبِيَائِكَ الذَّاتِ
الْمُكَمَّلَةِ وَ الرَّحْمَةِ الْمُرْسَلَةِ الْمُفَصَّلَةِ
سَيِّدِنَا وَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلَى آلِهِ وَ حَكْمَتِهِ
وَ وَاسِئْتِهِ وَ حَزْبِهِ أَجْمَعِينَ مِلْءَ السَّمَوَاتِ
وَ مِلْءَ الْأَرْضِينَ حَتَّى كَلَّمَكَ كَرَّتْ نَذَائِكِرُونَ
وَ كَلَّمَكَ غَفْلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَفْلُونَ۔

ترجمہ: ”اللہ! اپنی مخلوق میں اپنے افضل ترین بندے اور نبیوں کے برگزیدہ
ترین نبی جن کی ذات مکمل اور جن کی رحمت ہر وقت بگھٹی ہے یعنی ہمارے
آقا اور ہمارے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی آل اور اصحاب اور
ان کے دارثوں اور گروہ سب پر درود و سلام بھیج جو اپنی وسعت میں
زمین و آسمان کے برابر ہو، جب تک ذکر کرنے والے تیرا ذکر کریں اور
جب تک غافل ان کے ذکر سے غفلت پر ہیں۔“

یہ پانچ درود شریف سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ہیں، اللہ تعالیٰ
ان کی برکات سے ہم کو مستفید فرمائے، ان میں سے پہلے دو درود شریف کو میں
نے آپ کے مجموعہ اوراد بنام ”فیوضات الربانیہ فی العاشرا لفقہ دسویہ“

سے نقل کیا ہے، یہ مجموعہ آپ کے خاندان کے ایک فاضل سید اسماعیل بن سید محمد سعید قادری جیلانی رحمہ اللہ کا مرتب شدہ ہے، تبصرے درود شریف یعنی اللہم صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِحُرِّ اَنْوَارِكَ اَخْرَجَ کو شیخ ویربی نے اپنے مجربات میں بایں الفاظ ذکر کیا ہے۔

درود و سلام کے جلیل القدر صیغوں میں سے وہ بھی ہے جس کے متعلق سیدی عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اس کو اپنے زمانہ سیاحت میں ایک غار کے دروازے پر پتھر کے اوپر لکھا پایا اور یہ بھی فرمایا کہ ”یہ پچاس ہزار یہ“ درود شریف ہے اس کے بعد شیخ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اس درود شریف کے متعلق سوال کیا تو سرکار ابد قرار علیہ السلام نے فرمایا، یہ ستر ہزار یہ درود شریف ہے الخ۔

میں نے اپنی کتاب ”فضل الصلوٰۃ“ میں اس درود شریف کو ستائیس نمبر پر لکھا ہے البتہ اتنا فرق ہے کہ وہاں اس کے ساتھ بہت سی دیگر باتیں اور فضائل بھی مذکور ہیں جن کو یہاں ترک کر دیا گیا ہے، چونکہ درود شریف وہ ہے جس پر شیخ نے ”قرب الفتح“ ختم فرمائی ہے، پانچویں درود شریف کو شیخ علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ”الحرب السریانی“ اور ”الفتوح الربانی“ کے آخر میں ذکر فرمایا ہے۔

اکھائی سو اٹھ درود شریف

سیدی محی الدین بن العربی کا

اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ اَللّٰهُمَّ اَنْ تُصَلِّيَ وَتُسَلِّمَ
عَلٰی سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْ
خَلَقْتَهُ مِنْ جَلَالِكَ وَرَبِّبْتَهُ بِجَمَالِكَ وَ
تَوَجَّهْتَ بِكَمَالِكَ وَاَهْلَيْتَ لِرُؤُوسِهِ ذَاتِكَ

وَجَعَلْتَهُ مَحَلًّا لِأَسْمَائِكَ وَصِفَاتِكَ وَقَرَأْتَ
 اسْمَهُ بِاسْمِكَ وَطَاعَتَهُ بِطَاعَتِكَ مُحْتَمِدٍ
 بَيْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَالْإِلَهِ وَصَحْبِهِ الدَّاعِيَتِ
 إِلَى اللَّهِ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا نَائِبِ حَضْرَتِهِ
 ذَاتِكَ الْمُتَحَقِّقِ بِأَسْمَائِكَ وَصِفَاتِكَ
 الْجَامِعِ بَيْنَ الْوُجُودِ وَالْعَدَمِ وَالْبَيْنِ بَيْنَ
 الْفَاصِلِ بَيْنَ الْخُذُوثِ وَالْقِدَمِ عَيْنِ
 الْأَحَدِيَّةِ الَّتِي انْفَتَحَ بِهَا كُلُّ مَقْفُولٍ
 وَانْجَبَرَ بِهَا كُلُّ مَكْسُورٍ وَانْعَقَقَ بِهَا
 كُلُّ مَقْفُورٍ۔

ترجمہ: ”اے الہی! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ ورد و سلام بھیج ان پر جو رسولوں
 کے آقا اور پرہیزگاروں کے امام ہیں جن کو تو نے اپنے جلال سے پیدا فرمایا
 اور اپنے جمال سے زینت بخشی اور اپنے کمال سے مشرف فرمایا اور اپنی
 ذات کے مشاہدہ کے قابل بنایا اور اپنے اسمائے حسنہ اور صفات حمیدہ
 کا محل بنایا، ان کے نام کو اپنے نام اور ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت
 سے ملایا یعنی محمد پر جو عبد اللہ کے نور نظر ہیں اور ان کی آل و اصحاب پر
 جو اللہ کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔ الہی! درود بھیج ہمارے آقا
 پر جو تیری بارگاہ ذاتی کے نائب ہیں، جو تیرے اسمائے حسنہ و صفات
 حمیدہ کا مظہر ہیں وجود و عدم اور برزخ کے جامع ہیں، حدوث و قدم
 کے فاضل ہیں، (بقول فاضل بریلوی قدس سرہ)۔

مکن میں یہ قدرت کہاں اجنبی عبادت کہاں حیراں ہوں یہ بھی خطا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

انیسویں درود شریف

حضرت امام جزولی کا

أَفْضَلُ صَلَوَاتِ اللَّهِ وَأَحْسَنُ صَلَوَاتِ اللَّهِ وَأَجَلُّ صَلَوَاتِ
 اللَّهِ وَأَجْمَلُ صَلَوَاتِ اللَّهِ وَأَكْمَلُ صَلَوَاتِ اللَّهِ وَأَسْبَغُ
 صَلَوَاتِ اللَّهِ وَأَتَمُّ صَلَوَاتِ اللَّهِ وَأَظْهَرُ صَلَوَاتِ
 اللَّهِ وَأَعْظَمُ صَلَوَاتِ اللَّهِ وَأَذْكَى صَلَوَاتِ اللَّهِ وَأَطْيَبُ
 صَلَوَاتِ اللَّهِ وَأَبْرَكُ صَلَوَاتِ اللَّهِ وَأَوْفَى صَلَوَاتِ
 اللَّهِ وَأَسْنَى صَلَوَاتِ اللَّهِ وَأَعْلَى صَلَوَاتِ اللَّهِ وَأَكْثَرُ
 صَلَوَاتِ اللَّهِ وَأَجْمَعُ صَلَوَاتِ اللَّهِ وَأَعَمُّ صَلَوَاتِ
 اللَّهِ وَأَدْوَمُ صَلَوَاتِ اللَّهِ وَأَبْقَى صَلَوَاتِ اللَّهِ وَأَعَزُّ
 صَلَوَاتِ اللَّهِ وَأَرْفَعُ صَلَوَاتِ اللَّهِ وَأَعْظَمُ
 صَلَوَاتِ اللَّهِ عَلَى أَفْضَلِ خَلْقِ اللَّهِ وَأَحْسَنِ خَلْقِ
 اللَّهِ وَأَجَلِّ خَلْقِ اللَّهِ وَأَكْرَمِ خَلْقِ اللَّهِ وَأَجْمَلِ خَلْقِ
 اللَّهِ وَأَكْمَلِ خَلْقِ اللَّهِ وَأَتَمِّ خَلْقِ اللَّهِ وَأَعْظَمِ خَلْقِ اللَّهِ
 عِنْدَ اللَّهِ رَسُولِ اللَّهِ وَنَبِيِّ اللَّهِ وَحَبِيبِ اللَّهِ وَصَفِيِّ اللَّهِ
 وَنَجِيِّ اللَّهِ وَخَلِيلِ اللَّهِ وَوَلِيِّ اللَّهِ وَآمِينَ اللَّهِ وَخَيْرِ
 اللَّهِ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ وَنُحْبَةِ اللَّهِ مِنْ بَرِيَّةِ اللَّهِ وَصَفْوَةِ
 اللَّهِ مِنْ أَنْبِيَائِ اللَّهِ وَعُرْوَةِ اللَّهِ وَعِصْمَةِ اللَّهِ
 وَنِعْمَةِ اللَّهِ وَمِفْتَاحِ رَحْمَةِ اللَّهِ الْمُخْتَارِ مِنْ رُسُلِ

اللَّهُ الْمُتَّخَبِ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ الْفَاسِرِيَا الْمُطْلَبِ فِي
 الْمَرْهَبِ وَالْمَرْغَبِ الْمُحْلَمِ فِيمَا وَهَبَ أَكْرَمَ مَبْعُوثِ
 أَصْدَقِ قَائِلِ أَنْجَحِ شَافِعِ أَفْضَلِ مُشْفَعِ الْأَمِينِ فِيمَا
 أُسْتُرْدِعَ الصَّادِقِ فِيمَا بَلَغَ الصَّادِعِ بِأَمْرِ رَبِّهِ
 الْمَضْطَلَعِ بِمَا حِيلَ أَقْرَبِ رُسُلِ اللَّهِ إِلَى اللَّهِ وَسَيْلَةَ
 وَأَعْظَمِهِمْ غَدَا عِنْدَ اللَّهِ مَنْزِلَةً وَفَضِيلَةً وَ
 أَكْرَمَ أَنْبِيَاءِ اللَّهِ الْكَرَامِ الْمَقْفُوتَةِ عَلَى اللَّهِ
 وَاجِبِهِمْ إِلَى اللَّهِ وَأَقْرَبِهِمْ زُلْفَى لَدَى اللَّهِ وَأَكْرَمِ
 الْخَلْقِ عَلَى اللَّهِ وَأَحْفَظَهُمْ وَأَرْضَاهُمْ لَدَى
 اللَّهِ وَأَعْلَى النَّاسِ قَدْرًا وَأَعْظَمِهِمْ مَحَلًّا وَكَمَلِهِمْ
 مَحَاسِنًا وَفَضْلًا وَأَفْضَلِ الْأَنْبِيَاءِ دَرَجَةً وَ
 أَكْمَلِهِمْ شَرِيعَةً وَأَشْرَفِ الْأَنْبِيَاءِ نِيصَابًا وَأَبْنَيْهِمْ
 بَيَانًا وَخِطَابًا وَأَفْضَلِهِمْ مَوْلِدًا وَمُهَاجِرًا وَغَيْرَهُ
 وَأَصْعَابًا وَأَكْرَمِ النَّاسِ أَرْوَمَةً وَأَشْرَفِهِمْ جُرُومَةً
 وَخَيْرِهِمْ نَفْسًا وَأَطْهَرِهِمْ قَلْبًا وَأَصْدَقِهِمْ قَوْلًا
 وَأَنَّهُ كَانُوا فِعْلًا وَأَبْسَتْهُمْ أَصْلًا وَأَوْقَعَهُمْ
 عَهْدًا وَأَمَحَنَهُمْ مَجْدًا وَأَكْرَمَهُمْ طَبَعًا وَأَحْسَنَهُمْ
 صُنْعًا وَأَطْيَبَهُمْ فُرْعًا وَأَكْثَرَهُمْ طَاعَةً وَسَمْعًا
 وَأَعْلَاهُمْ مَقَامًا وَأَحْلَاهُمْ كَلَامًا وَأَزَكَّهُمْ
 سَلَامًا وَأَجْلَلَهُمْ قَدْرًا وَأَعْظَمَهُمْ نَعْرًا وَأَسْنَاهُمْ
 نَوْرًا وَأَنَّهُ فَعِيهِمْ فِي الْمَلَكِ الْأَعْلَى ذِكْرًا وَأَرْفَاهُمْ

عَهْدًا وَآصْدَقِيهِمْ وَعَدًا وَآكْثَرِيهِمْ شُكْرًا وَاعْزِزْهُمْ
 أَمْرًا وَاجْمَلِيهِمْ صَبْرًا وَاحْسَنِهِمْ خَيْرًا وَأَقْسِيهِمْ
 يُسْرًا وَآبْعِدْهُمْ مَكَانًا وَاعْظِيهِمْ شَانَا
 وَأَبْسِيهِمْ بُرْهَانًا وَارْجِعْهُمْ مِيزَانًا وَأُولِيهِمْ
 إِيْمَانًا وَأَوْضَحْهُمْ بَيَانًا وَأَفْصَحْهُمْ لِسَانًا وَأَطْهَرْهُمْ
 سُلْطَانًا -

ترجمہ: اللہ کا بزرگ ترین اور اللہ کا بہترین اور اللہ کا عظیم الشان اور
 اللہ کا خوبصورت ترین، کامل ترین، رنگین ترین، مکمل ترین اور پاکیزہ
 ترین اور عظیم ترین اور صاف ترین، بہت ستھرا، بہت بابرکت
 مکمل تر، برتر، اعلیٰ تر، کثیر تر، جامع تر، عام تر، دائم تر، باقی تر، معزز تر
 بلند تر، عظیم تر، درود شریف اُن پر جو اللہ کی مخلوق میں افضل تر حسین
 ترین، بزرگ تر، معزز تر، جمیل تر، کامل تر، مکمل تر، عظیم تر ہیں۔ اللہ کے
 بندے، اللہ کے رسول، اللہ کے نبی، اللہ کے حبیب، اللہ کے
 برگزیدہ، اللہ کے کُنجی، اللہ کے خلیل، اللہ کے ولی، اللہ کے امین
 اللہ کی مخلوق میں سے پسندیدہ، اللہ کا انتخاب اللہ کی مخلوق میں
 سے، نبیوں میں سے، اللہ کے صبرہ، اللہ کی رسی، اللہ کی
 عصمت، اللہ کی نعمت، اللہ کی رحمت کی کُنجی، اللہ کے رسولوں
 میں سے چُنے ہوئے۔ مخلوقِ خدا میں سے منتخب، ترغیب، تسبیح
 کی منزل مقصود، جو کچھ اللہ کی طرف سے ملا اس میں مخلص کریم تر
 بھیجے گئے، سب سے بڑھ کر مسیح بولنے والے۔ کامیاب تر
 شفاعت فرمانے والے۔ افضل تر مقبول شفاعت۔ امانت کے

امین، دین پہنچانے میں سچے، حکم پروردگار کو علی الاعلان پھیلانے والے
جو ذمہ ڈالا جائے اسے اٹھانے والے، اللہ کے رسولوں میں
سے اللہ کے قریب تر و سیدہ کل خدا کے ہاں سب سے بڑے
مرتبہ و فضیلت والے اللہ کے گرامی قدر رسولوں میں گرامی قدر
اللہ کے برگزیدہ، اللہ کے محبوب تر اور سب سے بڑھ کر اللہ
کے حضور مقام قرب پر فائز، اللہ کے ہاں معزز تر، عظیم تر، پسندیدہ
تر، سب لوگوں میں اُونچے مرتبہ والے۔ بلند تر مقام والے، کامل
تر خوبیوں اور فضیلت والے۔ تمام نبیوں میں افضل درجے والے۔
کامل تر شریعت والے۔ تمام نبیوں میں بزرگ تر نصاب والے۔
 واضح ترین و خطاب والے۔ سب سے افضل جائے پیدائش و
ہجرت کے لحاظ سے، عمرت و اصحاب کے لحاظ سے۔ لوگوں میں
معزز تر و بزرگ تر رُوح و اصل کے لحاظ سے، سب سے بہتر
ذات اور صاف تر دل کے لحاظ سے، سب سے سچی بات
والے، سب سے ستھرے عمل والے، اور مضبوط تر اصل والے
سب سے بڑھ کر وعدہ پورا فرمانے والے، مضبوط تر بزرگی والے
کریم تر طبیعت، حسین تر عمل اور صاف ترین اولاد والے، سب سے
بڑھ کر اطاعت گزار اور (اللہ کی بات) سننے والے، بلند
ترین مقام شیریں ترین کلام، صاف تر سلام، بلند تر درجہ، فخر و مباہات
میں عظیم تر، روشن تر نور والے، جن کا ذکر ملا اعلیٰ (عالم بالا) میں بلند
تر ہے۔ سب سے بڑھ کر وعدہ پورا کرنے والے۔ سچے وعدے
والے۔ سب سے زیادہ شکر گزار۔ بلند تر اجر و صلہ والے۔ سب سے

زیادہ صبر جمیل والے۔ سب سے اچھے خیر خواہ۔ نرمی میں قریب تر۔
 مرتبہ و مقام میں بعید تر۔ عظیم الشان مضبوط تر۔ دلیل والے نیکیوں
 کے پلڑے کو بہت بھاری کرنے والے۔ سب سے پہلے
 ایمان والے۔ واضح ترین بیان والے۔ فصیح تر زبان والے۔
 اور پاکیزہ دلیل والے۔“

یہ درود شریف امام جزولی صاحب دلائل الخیرات، رضی اللہ عنہ
 کا ہے۔ یہ افضل کامل تر درودوں میں سے ہے۔ دلائل الخیرات
 کے شارحین نے یہ بات ذکر کی ہے کہ مصنف کا سینہ اس درود
 شریف سے کھول دیا گیا تھا۔ اس میں کچھ شک نہیں، اس کی
 ترتیب خوب صورت، اسلوب نرالا۔ جیسے خود پاکیزہ ہے
 اسی طرح پاکیزہ ذات سے نکلا ہے۔

تیسواں درود شریف

سیدی ابوالحسن ثانی علیہ الرحمہ کا

یہ درود شریف سیدی محی الدین بن العزیز کی کتاب حزب التوحید میں ہے۔
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِكَ الْجَامِعِ الَّذِي
 عَلَيْكَ فَخْرُ الْمُصْطَفَى كَمَا هُوَ لَا يُقْبَلُ بِكَ
 مِنْكَ إِلَيْكَ وَسَلَامٌ عَنِ بِيَمَاهُ وَخَصِيصَتُ
 مِنَ السَّلَامِ لَدَيْكَ وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ
 صَلَوَاتِكَ صَلَةً وَعَاطِدًا شَيْئًا بِرَبِّهَا وَجُودَنَا
 وَتَعَيُّمًا بِهِيَ شُهُودَنَا وَتُخَصِّصُ بِهِمَا
 مَزِيدَنَا وَمِنْ سَلَامِهِ إِسْلَامًا وَسَلَامَةً
 لِبُزْهَانِ مَا ظَهَرَ مِنَّا وَمَا بَطَنَ مِنْ شَوْائِبِ
 الْأَسْرَادَاتِ وَالْإِخْتِيَاسَاتِ وَالْثَدْبِثَاتِ
 وَالْإِضْطِرَّاتِ لِنَأْتِيكَ بِالْقَوَالِبِ الْمُسْلِمَةِ
 وَالْقُلُوبِ السَّلِيمَةِ حَسْبَ مَا هُوَ لَدَيْكَ
 مِنَ الْكَمَالِ الْأَقْدَسِ وَالْجَمَالِ الْأَنْفَسِ۔
 ترجمہ: اے الہی! درود بھیج اپنے کامل ترراز پر جو تیری ذات و صفات کی رہنمائی
 فرمانے والے ہیں یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا درود جو تیری بارگاہ
 سے ان کے شایان شان ہو اور ان پر سلام بھیج جو تیری سرکار سے ان کیلئے

اے اصل کتاب میں اس کا تفسیر لکھا ہے جو کاتب کی غلطی ہے اور مصنف غلام نے طبع
 اہل کے شروع میں اس کی وضاحت اور عیدیم الفریقی کی بنا پر معذرت بھی کی ہے۔ مترجم۔

مخصوص ہے اور ہمارے لئے سرکار کے درود سے ایسا اجر و صلہ
مقرر فرما جس سے ہمارے وجود مکمل، ہمارے مشاہدات عام اور ان
ہر دوسے ہمیں ترقی حاصل ہو اور آپ کے سلام سے اسلام اور ہمارے
ظاہر و باطن کے مختلف ارباب اختیار، تدبیروں اور اپاریوں کی
دلیل کی سلامتی ہو، تاکہ ہم تیرے پاس کمال اور نفیس ترین جمال کے
تئیں شان صحیح احسام اور سالم دل سے کبریا حضروں۔
یہ اکتیسواں درود شریف بھی انہی کتاب ہے

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَفْضَلَ الصَّلَوَاتِ وَاَسْمٰى
الْبَرَكَاتِ وَاَنْزَلِ السَّحَابَاتِ فِيْ جَمِيعِ الْاَوْقَاتِ
عَلٰى اَشْرَفِ الْمَخْلُوْكَاتِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا
مُحَمَّدٍ اَكْمَلِ اَهْلِ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوَاتِ وَسَلِّمْ
عَلَيْهِ يَا رَبَّنَا اَنْزِلْ فِيْ جَمِيعِ الْخَضِرَاتِ
وَاللَّحْظَاتِ -

”الہی! افضل ترین درود اور اعلیٰ ترین برکت اور پاکیزہ تر ہدیہ، تمام
اوقات میں مخلوق کے بزرگ ترین، ہمارے آقا و مولے محمد پر نازل فرما
جو آسمان والوں میں کامل تر ہیں، اور اسے پروردگار! ان پر سلام بھیج جو
تمام بابرگاہوں اور لمحات میں پاکیزہ تر تحفہ ہے۔“

بتیسواں درود شریف بھی انہی کی طرف منسوب ہے
اِسْلَامٌ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

وَبَرَكَاتُهُ تین مرتبہ ، صَلَّی اللہُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلُ
 اللہِ اَفْضَلَ وَاَشْرَکَی وَاَنْشِیْ وَاَعْلَی صَلَوةً صَلَواتِہَا
 عَلَیْ اَحَدٍ مِّنْ اَنْبِیَآئِہُمْ وَاَصْطَفِیَآئِہُمْ اَشْہَدُ
 یَا رَسُوْلَ اللہِ اَنْتَ قَدْ بَلَغْتَ مَا اُرْسِلْتَ بِہِ
 وَ نَصَحْتَ اُمَّتَکَ وَ عِبَدْتَ رَبَّکَ حَتَّی
 اَتَاکَ الْیَقِیْنُ وَ کُنْتَ کَمَا نَعَتَکَ اللہُ فِی
 کِتَابِہِ (لَقَدْ جَاؤْکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ
 عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ
 رَؤُوفٌ رَّحِیْمٌ فَصَلُّوْا لِلّٰہِ وَ مَلَا تُشْکِیْہِ
 وَ اَنْبِیَآئِہُمْ وَ رُسُلِہِ وَ جَمِیْعَ خَلْقِہِ وَ سَمَواتِہِ
 وَ اَرْضِہِ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ السَّلَامُ عَلَیْکُمَا
 یَا صَاحِبِی رَسُوْلِ اللہِ یَا اَبَا بَکْرٍ وَ یَا عُمَرُ وَ
 سَاحِبَی اللہِ وَ بَرَکَاتُہُ فَجَزَاکُمُ اللہُ عَنِ
 الْاِسْلَامِ وَ اَهْلِہِ اَفْضَلَ مَا جَزٰی بِہِ وَ زِیْرِی نَبِیِّ
 فِی حَیَوٰتِہِ وَ عَلٰی حُسْنِ خَلَافَتِہِ فِیْ اُمَّتِہِ بَعْدَ
 وَفَاتِہِ فَجَزَاکُمُ اللہُ عَنْ ذٰلِکَ مُرَافَقَتِہِ
 فِی جَنَّتِہِ وَ اِیَّانَا مَعْکُمَا بِرَحْمَتِہِ اِنَّہُ اَرْحَمُ
 الرَّاحِمِیْنَ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُشْہِدُکَ وَ اُشْہِدُ
 رَسُوْلَکَ وَ اَبَا بَکْرٍ وَ عُمَرَ وَ اُشْہِدُ الْمَلَائِکَۃَ
 النَّاسِ لَیْسَ عَلٰی هٰذِہِ الرَّؤُوسَۃِ الْکَرِیْمَۃِ وَالْعَالَمِیْنَ
 اِنِّیْ اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہُ لَا شَرِیْکَ لَہُ

لَهُ وَاشْهَدْ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ وَاشْهَدْ
 أَنَّ كُلَّ مَا جَاءَ بِهِ مِنْ أَمْرِ وَنَهْيٍ وَخَبَرٍ
 حَتَّى كَانَ وَيَكُونُ فَهُوَ حَقٌّ لَا كِذْبَ فِيهِ
 وَلَا امْتِرَاءَ وَإِنِّي مُقَرَّرٌ لَكَ يَا إِلَهِي بِجَنَائِي
 وَمَعْصِيَتِي فِي الْخَطْرَةِ وَالْفِكْرَةِ وَالْإِسْرَادَةِ
 وَالْفُفْلَةِ وَمَا اسْتَأْثَرْتُ عَنْكَ مِتًّا إِذَا
 شِئْتَ أَخَذْتَ بِهِ وَإِذَا شِئْتَ عَفَوْتَ
 عَنْهُ وَمَتَاهُو مُتَضَيِّنٌ لِلْكَفْرِ وَالنِّفَاقِ وَ
 الْبِدْعَةِ أَوِ الصَّلَالِ أَوِ الْمَعْصِيَةِ أَوْ سُوءِ
 الْأَدَبِ مَعَكَ وَمَعَ رَسُولِكَ وَمَعَ أَنْبِيَآئِكَ
 وَأَوْلِيَآئِكَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَالنَّجِّاتِ وَالْإِنْسِ
 وَمَا خَلَقْتَ مِنْ شَيْءٍ فِي مُلْكِكَ فَقَدْ ظَلَمْتُ
 نَفْسِي بِجَمِيعِ ذَلِكَ فَأَعْفِرْ لِي وَأَمْنَنْ
 عَلَى بَالِذِي مَنَنْتَ بِهِ عَلَى أَوْلِيَآئِكَ فَإِنَّكَ
 الْبَرُّ الرَّحِيمُ

ترجمہ: ”اے غیب کی خبریں دینے والے نبی! آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت
 اور اسکی برکتیں نازل ہوں، اے رسول خدا! آپ پر اللہ درود بھیجے
 ہر اس درود سے افضل، پاکیزہ تر، پایدار تر اور بلند تر جو اس نے اپنے
 کسی نبی اور کسی پاکیزہ تر بندے پر بھیجا ہے۔ یا رسول اللہ میں گواہی دیتا
 ہوں کہ آپ جس پیغام کے ساتھ بھیجے گئے آپ نے اسے پہنچا دیا
 آپ نے اپنی امت کی خیر خواہی کی اور آپ نے اپنے رب کی عبادت

کی بیان تک کہ آپ کو حق الیقین کا مقام حاصل ہو گیا اور آپ ایسے ہی تھے جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں آپ کی توصیف فرمائی لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ سَاجِدٌ سَاجِدٌ لِّیَقْنِیَا تَشْرِیْعَ لَّا تَمَّاسَ پَس اِک رسولِ معظّم جو تہی میں سے ہیں تمہاری تہر تکلیف ان پر شاق گذرتی ہے اہل ایمان کے ساتھ شفقت فرماتے والے مہربان ہیں، پس رسول اللہ! آپ پر اللہ کا، اس کے تمام نبیوں اور رسولوں اور تمام مخلوق کا اور اس کے آسمانوں اور زمین سب کا درود ہو، اے رسول اللہ کے دونوں ساتھیو! تم پر سلام! اے ابوبکر صدیق اور اے عمر فاروق! اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں، پس اللہ تعالیٰ آپ حضرت کو اسلام اور اہل اسلام کی طرف سے ہزار ہا سے بہتر جزا عطا فرمائے جو اس نے کسی نبی کے وزیروں کو عطا فرمائی، آپ سرکار کی زندگی ظاہری میں بھی اور آپ کی وفات کے بعد بھی حق نیابت ادا کرتے رہے پس اللہ تعالیٰ اس کے عوض آپ حضرت کو بھی اور ہم کو بھی اپنی مہربانی سے جنت میں رسول پاک کی رفاقت نصیب فرمائے بلاشبہ وہ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔ الٰہی! میں سمجھے او تیرے رسول پاک اور ابوبکر و عمر کو گواہ ٹھہراتا ہوں اور اس بزرگ رؤفہ انور پر حاضری دینے اور اس کا احکاماتی کرنیوالے فرشتوں کو اپنی اس گواہی پر گواہ بنانا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی معبود بحق نہیں، وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضور نے جو

بھی امر نہی اور ماضی مستقبل کی خبریں دیں، سب برحق ہیں ان میں کوئی جھوٹ یا شک نہیں اور الہی! مجھ سے سوچ و پکار اور ارادہ یا غفلت سے جو بھی جرم و خطا سرزد ہوئے مجھے ان سب کا اقرار و اعتراف ہے اور میرے جو جو گناہ تیرے علم میں ہیں جب چاہے مجھ سے ان کے متعلق مواخذہ فرمائے اور جب چاہے معاف فرمائے خواہ وہ گناہ کفری پہلوئے ہوئے ہوں، نفاق پر مشتمل ہوں یا بدعت، گمراہی، نافرمانی یا بے ادبی کو متضمن ہوں، پھر خواہ ان کا تعلق تیری ذات اقدس سے ہو، تیرے رسول اکرم سے ہو یا دیگر انبیائے کرام ملائکہ، اولیائے عظام سے ہو، وہ جنات کے قبیلہ سے ہوں یا انسانوں میں سے اور جو کچھ تو نے اپنے ملک میں پیدا کیا (سب پر تیری عنایت عام ہے) کہ میں نے اپنے نفس پر ان سب کے معاملہ میں ظلم کیا ہے اور مجھ پر احسان فرما، اس احسان کے صدقے جو تو نے اپنے اولیاء پر فرمایا، بے شک تو بہتر کام کرنے والا مہربان ہے،

یہ تینوں درود شریف سیدی ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں، پہلا

درود شریف کتاب کنوز الاسرار میں ذکر کیا گیا ہے، دوسرے درود شریف سے شیخ شاذلی علیہ الرحمہ نے "حزب المطفی" کی ابتداء فرمائی ہے۔ شیخ کی یہ حزب ان کے باقی احزاب کے ہمراہ ابن عباد نے اپنی کتاب الفاخر العقبہ فی المآثر النالیہ میں ذکر کی ہے، تیسرے درود شریف کے بارے میں صاحب "مسک الخفایہ" نے فرمایا، ہم سے المطری جمال الدین کے واسطہ سے بیان کیا گیا ہے کہ شیخ ابو محمد بن عبداللہ بن السکری نے کہا کہ شیخ، امام، عارف ابوالحسن علی بن عبد الجبار ثمالی حسنی، اللہ ان کی ذات سے نفع مند فرمائے، نے جیسا کہ ان کے ہمراہیوں کا کہنا ہے،

حجرہ اقدس دروضہ رسول کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا تھا اَلسَّلَامُ
عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ الْخَيْرُ اور ظاہر ہے کہ جو شخص (بد اعمالیوں کی بنا پر) آپ کے درجہ
اقدس سے دور ہے (وہ بھی) جب سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ
کے دونوں ساتھیوں (ابوبکر و عمر) کی خدمت میں سلام عرض کریگا تو اپنے آپ کو حاضر
کر کے کرے گا۔

تینتیسواں درود شریف..... سیدی ابوالحسن البکری کا

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ الْكَرِيمُ تین مرتبہ،
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ
اللَّهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ رُسُلِ اللَّهِ، اَلسَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ
الْمُرْسَلِينَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّينَ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ الْخَلَائِقِ اَجْمَعِينَ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامَ الْمُتَّقِينَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا قَائِدَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِينَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَحْمَةً
لِلْعَالَمِينَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنَّةَ اللَّهِ عَلَى
الْمُؤْمِنِينَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَفِيعَ الْمُذْنِبِينَ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا هَادِيًا إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ،
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ وَصَفَهُ اللَّهُ بِقَوْلِهِ (وَإِنَّكَ
لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ) وَ يَا مُؤْمِنِينَ رُؤُوفًا رَحِيمًا
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَ عَلَى سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ وَ الْمُرْسَلِينَ

وَاللَّهِ وَأَهْلَ بَيْتِكَ وَأَسْرَ وَأَجَلِكَ وَأَصْحَابِكَ
أَجْمَعِينَ وَعِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ وَرَحْمَتُهُ وَ
بَرَكَاتُهُ جَزَى اللَّهُ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا كَمَا هُوَ
أَهْلُهُ، جَزَاكَ اللَّهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَنَّا أَفْضَلَ
مَا جَزَى نَبِيًّا عَنْ قَوْمِهِ وَرَسُولًا عَنْ أُمَّتِهِ
وَصَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُونَ
وَعَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ الْغَافِلُونَ أَفْضَلَ وَأَكْمَلَ
مَا صَلَّى عَلَى أَحَدٍ مِنْ خَلْقِهِ أَجْمَعِينَ وَاشْهَدُ
أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَاشْهَدُ
أَنَّكَ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَخَيْرُ شَيْءٍ مِنْ خَلْقِهِ
وَأَنَّكَ قَدْ بَلَغْتَ الرِّسَالَهَ وَأَدَيْتَ الْأَمَانَةَ
وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ وَجَاهَدْتَ فِي اللَّهِ حَقَّ
جِهَادِهِ وَكُنْتَ كَمَا نَصَّ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ اللَّهُمَّ
الَّتِي الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا
مَعْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَ، اللَّهُمَّ صَلِّ
عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُولِكَ
السَّيِّدِ الْأَوْفِيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَآسِرَ وَاجِبِ وَ
ذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ
إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْتَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ
وَآسِرَ وَاجِبِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ

مُحَمَّدٌ، رَبَّنَا اِمَّا بِمَا اَنْزَلْتَ وَ اَتَّبَعْنَا
الرَّسُولَ فَكَتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ
الَّذِيْ اَقْرَعَ عَيْنِيْ بِرُؤْيَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَ اَدْخَلْنِيْ بِرَوْضَتِكَ وَ حَضْرَتِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ۔
ترجمہ: ”اے نبی کریم! آپ پر سلام! زمین مرتبہ! یا رسول اللہ! آپ پر سلام!
یا نبی اللہ! آپ پر سلام! اے اللہ کے برگزیدہ! آپ پر سلام! یا حبیب
اللہ! آپ پر سلام! اے رسولوں کے آقا! آپ پر سلام! اے نبیوں
کو ختم فرمانے والے! آپ پر سلام! اے سب مخلوق میں بہترین! آپ
پر سلام! اے پرہیزگاروں کے پیشوا! آپ پر سلام! اے روشن پیشانی
اور نورانی ہاتھ پاؤں والے امتیوں کے قائد! اے رحمۃ المعلمین!
آپ پر سلام! اے اہل ایمان پر احسان الہی! آپ پر سلام! اے گنہگاروں
کی شفاعت فرمانے والے! آپ پر سلام! اے سیدھی راہ دکھانے
والے! آپ پر سلام! آپ پر سلام جن کی اللہ نے اپنے ان اقوال سے
توصیف فرمائی وَ اِنَّكَ لَعَلٰی خُلِقْتَ عَظِيْمًا۔ اور بیشک آپ اخلاق
کے بلند ترین مقام پر فائز ہیں: ”وَالْمُؤْمِنِينَ سَرُّوْا سَرَّحِيْمًا۔
اور وہ مومنین پر شفیق و مہربان ہیں۔“ آپ راہ تمام نبیوں و رسولوں پر
سلام! آپ کی آل، آپ کے اہل بیت اور آپ کی ازواج اور صحابہ کرام
سب پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر اور اللہ کی رحمت اور اس کی
برکتیں، اللہ تعالیٰ ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی جزا عطا فرما
جس کے آپ مستحق ہیں، یا رسول اللہ! آپ کو اللہ تعالیٰ ہماری طرف
سے اس سے افضل ترین جزا دے جو اس نے کسی نبی کو اس کی

قوم اور نبی کو اس کی امت کی طرف سے دی اور آپ پر اللہ تعالیٰ اتنی مرتبہ درود بھیجے جتنی مرتبہ ذکر کرنے والے آپ کا ذکر کریں اور غافل آپ کے ذکر سے غفلت برہیں، ہر اس درود سے افضل و اکمل جو اس نے اپنی پوری مخلوق میں سے کسی پر بھیجا ہو اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے بے خبر کوئی مستحق عبادت نہیں، وہ ایک ہے، کوئی اس کا شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اس کے بندہ و رسول ہیں اور اس کی تمام مخلوق میں سے برگزیدہ و ممتاز ہیں اور یہ کہ آپ نے اس کا پیغام پہنچا دیا، امانت ادا فرمادی اور امت کی خیر خواہی فرمائی اور آپ نے اللہ کی راہ میں جیسا حق تھا جہاد فرمایا اور آپ ایسے ہی تھے جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا، الہی! سرکار کو وسیلہ و فضیلت عطا فرما اور آپ کو اس مقام محمود پر فائز فرما جس کا ان سے وعدہ فرمایا ہے، الہی! محمد پر درود بھیج جو تیرے بندے، نبی اور رسول، نبی امتی ہیں اور محمد کی آل اور آپ کی ازواجِ مطہرات اور اولاد پر جیسے تو نے ابراہیم اور اسمعیل کی آل پر درود بھیجا ہے اور محمد کی آل پر اور محمد پر اور ان کی ازواجِ مطہرات پر اور ان کی اولاد پر برکت بھیج جیسے تو نے جہانوں میں ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکت بھیجی، بلاشبہ تو ہی ستودہ صفات بزرگ ہے، اسے پہلے پروردگار ہم اس پر ایمان لائے جو تو نے امارا اور ہم نے اس رسولِ معظم کی پیروی اختیار کی، سو ہم گواہوں کے ساتھ لکھ دے، شکر و تہنیت کا مستحق اللہ ہی ہے جس نے یا رسول اللہ! آپ کے دیدار سے میری آنکھیں کھل گئیں اور یا حبیب اللہ! مجھے آپ کے روضہ اور بارگاہ

میں داخل فرمایا۔“

درود و سلام کے یہ تمام صیغے تاج العارفین ابوالحسن البکری کے ہیں جن کو ان کے شاگرد شیخ عبد القادر الفاکھی نے ان کی کتاب حسن التوسل فی اداب زیارة افضل الرسل سے کچھ اضافوں کے ساتھ نقل کیا ہے اور درود و سلام کے یہی صیغے امام نووی کا معمول تھے جن کو کتاب افضل الصلوات میں کچھ اضافات کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ درود و سلام کے یہ الفاظ سرکارِ عالم کی زیارت کے وقت یا ہر ایسے موقع پر ادا کئے جلتے ہیں جہاں انسان یہ تصور کرے کہ میں سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کھڑا ہوں۔ اور آپ کو خطاب کر رہا ہوں۔

امام قسطلانی نے اس میں ان اضافات کے علاوہ جو ابوالحسن البکری نے کیے ہیں، مزید اضافے بھی کئے ہیں اور یہ گزر چکا ہے اس باب میں جہاں درود و سلام پڑھنے کے مقامات کا بیان ہوا ہے جہاں یہ کہا گیا تھا کہ ان میں سے ایک مقام یہ ہے کہ جب آدمی مدینہ منورہ آئے تو درود و سلام پڑھے جو یہ ہے وہاں دیکھ لے۔

پچونتیسواں درود شریف

سید شیخ برہان الدین ابراہیم الموبہبی الشافعی رحمہ اللہ کا

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله الصلوة والسلام عليك يا صفوة الله، الصلوة والسلام عليك يا حبيب الاله المعبود، الصلوة والسلام عليك يا من جاء بالاحكام والحدود

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا دَا لَا عَلَى الْحَرْبِ
 الْمُشْهُودِ، الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُفِيضَ
 الشُّهُودِ، الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَيْنَ
 الْوُجُودِ، الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سِرَّ
 كُلِّ مَوْجُودٍ، الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَى
 ضَجِيعَتِكَ وَإِلَيْكَ وَجَمِيعِ صَحْبِكَ مَا دَامَ النَّعْمُ
 وَاسْتَحَالَ التَّعْطَلُ وَالتَّوَقُّفُ، بِسْمِ اللَّهِ
 الْبَاعِثِ لَكَ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ بِالْصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ
 وَمُسْخِثًا لِلْمُسْتَغِيثِينَ وَرَأْفَةً لِلْمُسْتَزَفِينَ
 وَجَامِعًا لِشَمْلِ الْمُسْتَفْرِقِينَ وَوَصْلَةً لِلْمُنْقَطِعِينَ
 وَأَمَانًا لِلْخَائِفِينَ وَدَلِيلًا لِلْخَاسِرِينَ وَ
 عِصْمَةً لِلْمُسْتَغْصِمِينَ، أَتَوْسَّلُ إِلَيْكَ بِكَ وَ
 أَسْأَلُكَ يَا حَبِيبَ رَبِّ الْعَالَمِينَ بِوَجْهِكَ
 وَمُوَاجَهَتِكَ وَتَوَجُّهِكَ وَجَاهَتِكَ وَجَاهِكَ
 وَكَرَامَتِكَ وَتَخْصِيصِكَ وَخُصُوصِيَّتِكَ وَ
 بِمَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ رَبِّكَ وَبِمَا لَا يَعْلَمُ إِلَّا هُوَ
 وَبِمَا أَعْطَاكَ مِنْ عِلْمٍ وَشُهُودٍ وَمَقَامٍ وَعُقُودٍ
 وَكَمَالٍ وَعُقُودٍ وَمُضَلَّةٍ وَحَقٍّ وَحَقِيقَةٍ وَرَأْفَةٍ
 وَرَحْمَةٍ وَعِزَّةٍ وَشَفَقَةٍ عَلَى عَبْدٍ كَأَمْتِكَ
 اللَّذِينَ بِجَنَابِكَ الْوَاقِفِينَ بِأَسْرٍ وَاجْهِهِمْ
 وَأَشْبَاحِهِمْ عَلَى بَابِكَ الْمُتَوَسِّلِينَ بِرَأْفَتِكَ

أَلْمُتَوَسِّدِ مِنْ يَدِكَ مِنْ مَوْ لَدِكَ فَوْقَ مَا فِي رَسَدِ
 أَمَّا إِلَهُمُ فِي دُنْيَا هُمُ وَمَا إِلَهُمُ فَبِالْغَيْنِ يَدُكَ ذَلِكَ
 فَهَذَا عَبْدُكَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ أَقْبَلَهُمْ وَأَذَلَّهُمْ
 إِلَى اللَّهِ بَيْنَ يَدَيْهِ وَبِيدِكَ يَسْأَلُكَ الشَّفَاعَةَ
 وَالرَّحْمَةَ الشَّامِلَةَ وَالْعَفْوَ وَالرَّأْفَةَ الْعَامَّةَ
 الْكَامِلَةَ وَالتَّوْفِيقَ إِلَى طَاعَتِهِ وَاتِّبَاعِ سَبِيلِهِ
 بِكَ مُعَافَى مِنْ جَمِيعِ مَا لَا يُرْضِيهِ مُسْتَهْلِكًا
 جَمِيعَ حَرَكَاتِهِ وَسَكَنَاتِهِ الْبَاطِنَةَ وَالظَّاهِرَةَ
 مِنْ مَدَارِكِهِ أَبَدًا فِي مَرَاضِيهِ مُشَاهِدًا لَهْ
 بِهِ مَا دَامَ دَوَامُهُ لِيَبْلُغَ الْعَبْدُ بِذَلِكَ رِضَاهُ
 وَرِضَاكَ إِيَّاسًا بِأَعْبُودِيَّتِهِ وَقِيَامًا بِبَعْضِ
 وَقَائِدِ حُقُوقِ رَبُّوبِيَّتِهِ حَسَبَ مَا يُمَكِّنُهُ مِنْ
 طَاقَتِهِ مَعَ تَرْجِيحِ ذَلِكَ بِنَوْعِ قَابِلِيَّتِهِ بِوُفُودِ
 نَصِيبِهِ مِنَ الْحُبِّ الْعَامِّ وَلَوَاسِطِهِ وَالْخَاصِّ وَ
 مَعَالِيهِ لَكَ وَلِرَبِّكَ بِالْغَائِبِ ذَلِكَ مُثَبَّتَ الْفَنَاءِ
 بِشَهُودِهِ إِيَّاهُ بِهِ فِي حَضْرَةِ وَحْدَتِهِ بِالْبَقَاءِ مَعَهُ
 فِي جَمِيعِ مَعَالِيهِ وَمَشَاهِدِهِ شَيْئًا تِلْكَ يَا سَيِّدَ
 الْمُرْسَلِينَ شَيْئًا تِلْكَ يَا حَبِيبَ رَبِّ الْعَالَمِينَ
 وَيَا خَيْرَتَهُ مِنْ خَلْقِهِ وَيَا مُعَدِّتَ ظُهُورِ سِرِّ
 حَقِّهِ عَلَيْكَ أَصَلِّي وَأَسْلِمُ وَعَلَى صَاحِبَيْكَ
 وَعَلَى جَمِيعِ إِلَيْكَ وَصَحْبِكَ وَاتِّبَاعِكَ صَلَوةً وَ

سَلَامًا دَا اَنْتُمْ مِّنْ بِيْدٍ وَّ اَمِ قُرْبِكَ مِّنْ شَرِّكَ و
 قُرْبِكَ مِّنْكَ و بِيْدٍ وَّ اَمِ ظُهُوْرٍ مَّا ظَهَرَ و
 يَظْهَرُ مِنْ تَعْرِفِ اسْمَائِكَ و شُمُوسِ اَفْلَاكِ
 صِفَاتِكَ و جَوَامِعِ كَمَالِكَ بِجَلَالِكَ و جَمَالِكَ فِي
 غَيْبِ حَضْرَتِكَ ذَاتِكَ -

ترجمہ : یا رسول اللہ! آپ پر درود و سلام ہو! اے اللہ کے مخلص دوست! آپ پر درود و سلام ہو! اے مجبورِ برحق کے حبیب! آپ پر درود و سلام ہو! اے احکام و حدود لانے والے! آپ پر درود و سلام ہو! اے نظر آنے والے حق پر دلالت کرنے والے! آپ پر درود و سلام ہو! اے مشاہدہ حق کا فیضان کرنے والے! آپ پر درود و سلام ہو! اے ہر وجود کی اصل! آپ پر درود و سلام، اے ہر موجود کی حقیقت! آپ پر درود و سلام! آپ پر اور آپ کے دونوں ساتھیوں (صدیق و فاروق) پر، اور آپ کی آل اور تمام صحابہ کرام پر اس وقت تک درود و سلام ہو جب تک جان پہچان باقی اور معطل و موقوف ہونا محال ہے شروع اللہ کے نام سے جس نے آپ کو تمام جانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا، سیدھی راہ کے ساتھ بھیجا، فریادوں کا فریاد رس بنا کر اور شفقت و رحمت چاہنے والوں کے لئے سراپا شفقت بنا کر بھیجا بکھرے ہوؤں کے معاملات کو جمع کرنے والا اور باہم جدا ہونے والوں کو ملانے والا، ڈرنے والوں کے لئے امان، پریشانی والوں کے لئے دلیل اور دامن پکڑنے والوں کے لئے سہارا بنا کر بھیجا، میں آپ کی بارگاہ میں آپ ہی کا وسیلہ لے کر آتا ہوں اور اے پروردگار!

عالم کے محبوب! میں آپ سے سوال کرتا ہوں آپ کے وسیلہ،
 آپ کی توجہ، آپ کی حضوری، آپ کی وجاہت، آپ کے مرتبہ، آپ کی
 عزت، آپ کی تخصیص، آپ کی خصوصیت اور اس خصوصی تعلق کے واسطے
 سے جو آپ کے اور آپ کے رب کے درمیان ہے جس کو اس کے
 سوا کوئی نہیں جانتا اور آپ سے میرا سوال ہے اس علم و مشاہدہ کے
 صدقے جو اللہ نے آپ کو عطا فرمایا اور مقام و عہد کے صدقے اور
 کمال و پیمان کے طفیل اور اس وصال، حق، حقیقت، رافت، حمت
 عنایت اور شفقت کے وسیلہ سے جو حق تعالیٰ کی اپنے بندوں پر
 ہے وہ بندہ جو حضور کی امتی اور سرکار کے دامن کرم میں پناہ لینے
 والے ہیں جو اپنے ارواح و اجسام کے ساتھ آپ کے دروازے
 پر ہاتھ پھیلائے کھڑے ہیں، آپ کی دہلیز کی مٹی کا وسیلہ پکڑنے
 والے اور آپ کے صدقے اپنی توقعات سے بڑھ کر دنیا و آخرت میں
 مالک حقیقی کے رنگ میں رنگنے والے ہیں اور حضور کے طفیل منزل
 مقصود پر پہنچنے والے ہیں۔ ہاں! نوبہ ہے آپ کا غلام، فلاں کا بیٹا
 فلاں جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے کم تر اور اس کے حضور
 اور آپ کے حضور ذلیل تر ہے، آپ سے شفاعت اور ایسی رحمت مانگتا
 ہے جو سب کو شامل ہو ایسی معافی و شفقت چاہتا ہے جو کامل اور
 عام ہو اور آپ کے وسیلہ سے اطاعت خداوندی اور راہِ خدا میں
 چلنے کی توفیق مانگتا ہے ان تمام اعمال کی معافی کا خواستگار ہے جن
 سے اللہ ناراض ہو، اس کی رضا میں اپنی تمام ظاہری، باطنی حرکات
 و سکونات کو ہمیشہ کے لئے کلمۂ ختم کرنا چاہتا ہے اس طرح یہ

بندہ ذاتِ باری کا ہمیشہ مشاہدہ کرنا چاہتا ہے تاکہ اس طرح بندہ اللہ کی اور حضور آپ کی رضا حاصل کر سکے، عبودیتِ خداوندی کا نشان حاصل کر سکے اور حسبِ توفیق اس کی ربوبیت کے ترجیحی طور پر کچھ تو حقوق پورے کر سکے کہ اس طرح اس میں ایک طرح کی قابلیت پیدا ہو جائے کہ آپ کی اور آپ کے رب کی عمومی محبت اور اس کے لوازمات اور خصوصی محبت اور اس کی علامات سے متعلق اپنا حصہ حاصل کر لے، یوں مشاہدہ ذات سے رتبہٴ فنا پر فائز ہو کر اس کی بارگاہ میں تمام علامات و مشاہدات کے ساتھ مقامِ بقا سے ہمکنار ہو سکے اسے رسولوں کے آقا! اللہ واسطے مجھے کچھ عطا فرمائیے، اسے پروردگارِ عالم کے محبوب اور اسے مخلوقِ خدا میں سے چیدہ ہستی اور اسے سرِ خدا کے ظہور کی کان میں آپ پرورد و سلام بھیجتا ہوں اور آپ کے دونوں ساتھیوں پر اور آپ کے تمام آل و اصحاب اور پیروکاروں پر، ایسا درود و سلام جو اس وقت تک ہے جب تک آپ کو اپنے رب کا باہمی قرب حاصل ہے اور جب تک ظاہر ہو نیوالی مخلوق ظاہر ہوتی ہے اور ہوگی، یعنی اس کے اسمائے مبارکہ کی معرفت اور اس کے آسمانِ صفات کے سوج اور اس کے جلال و جمال کے جامع کمالات جبکہ اس کی ذاتِ احدیت پس پر وہ ہے۔“

یہ درود شریف شیخ برہان الدین سیّدی ابراہیم الموابی الشافلی رحمہ اللہ کا ہے جس کا نام انہوں نے رکھا ہے ”مناجات العجیب من البعید والقسیب“ میں نے اسے امام قسطلانی کی کتاب مسابک الخفاء سے نقل کیا ہے جہاں انہوں نے امام شافلی رحمہ اللہ سے منقول درود شریف جمع کئے ہیں اور کتاب فضل الصلوات

میں یہ چھپالیسیویں نمبر پر لکھا ہے ، یہ درود شریف بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے وقت پڑھتے ہیں اور اگر کوئی آدمی آگے پیچھے پڑھتا چلتا بھی تو یہ تصور باندھ کر پڑھے کہ سرکار کے سامنے پڑھ رہا ہوں ، بقول اقبال ے
 اوامام وادصلوة وادحرم او مداد وادکتاب وادعلم

پینتیسواں درود شریف

سَلَامُ اللّٰهِ تَعَالٰی وَرَحْمَتُهُ وَبَرَكَاتُهُ عَلٰی
 جَمِیْعِ عَوَالِمِکَ الْمُتَمَدِّدَةِ کُلِّهَا ثُمَّ السَّلَامُ عَلَیْکَ
 یَا خَلِیْلَہُ ثُمَّ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَہُ ثُمَّ السَّلَامُ
 عَلَیْکَ یَا سِرِّیْنَ ثُمَّ صَلِّی اللّٰہُ عَلَیْکَ کَصَلَوَۃِ
 اِبْرٰہِیْمَ مِنْ حَیْثُ شَرِیْعَتِکَ وَکَصَلَوَۃِ مَلٰئِکَتِکَ
 مِنْ حَیْثُ حَقِیْقَتِکَ وَکَصَلَوَۃِ سُبْحٰنَہُ وَتَعَالٰی
 مِنْ حَیْثُ حَقِیْمَہُ وَرَحْمٰتِیَّتِہُ ثُمَّ السَّلَامُ عَلَیْکَ
 یَا مَنْ جَاوَزَ فِی السَّمٰوٰتِ مَقَامَاتِ الرُّسُلِ
 وَ الْاَنْبِیَآءِ وَ نَزَّادَ رَفْعَۃً وَ اسْتَعْلَاۃً عَلٰی ذَوَاتِ
 الْمَلٰٓئِکَ الْاَعْلٰی وَ بَلَغَ الْغَایَةَ الْقُصْوٰی وَ الْمَقْصُوۃَ
 الَّذِیْ عَجَزَتْ عَنْہُ قُوۃُ اُولِی الْاَلْہٰی وَ نَبَہَہُ
 لِسَانُ مَفْہُوْمِ قَوْلِہِ وَ اِنَّ اِلٰی سَرِّیْکَ الْمُنْتَهٰی وَ کَانَ
 بِالْقُرْبِ مِنَ الْمَعْنٰی الْوُجُوْدِیِّ اقْرَبَ الْیُّرِ مِنَ
 الْمَلٰٓئِکَ وَ اسْتَوٰی بِذَاتِ کَمَالِہِ عَلٰی مَوْضُوْعِ

جُمْلَةِ الْفُلُكِ ثَمَّ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ ظَهَرَ
بِالنُّكْمَاتِ وَبُشِّرَ بِهِ فِي عَالَمِ الدَّرَجَاتِ وَالسَّمَوَاتِ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا سلام، اس کی رحمتیں اور برکتیں تمام وسیع و عریض

جہان پر، پھر اے اللہ کے دوست! آپ پر سلام، پھر اے حبیبِ خدا

آپ پر سلام، پھر اے رسولِ خدا! آپ پر سلام! پھر آپ پر اللہ تعالیٰ

آپ پر ایسے ہی درود بھیجے جیسے آپ کی تشریفیت کے ذریعہ ابراہیم علیہ

السلام پر درود بھیجتا ہے اور جیسے اس کے فرشتے آپ کی حقیقت پر

درود بھیجتے ہیں اور جیسے اللہ سبحانہ اپنے حق اور رحمت سے درود

بھیجتا ہے، پھر آسمانوں میں مبیوں اور رسولوں کے مقامات سے آگے

بڑھ جانے والے بزرگی و بلندی میں عالم بالا والوں سے بڑھ جانے والے

اپنے مدعا کی آخری حد تک پہنچ جانے والے اور اس منزلِ مقصود کو جس

کے ادراک سے عقلا کی طاقت عاجز رہی، پا جانے والے اور وہ جنکو

اس قولِ خداوندی اِلٰی سَابِقِ الْمُنْتَهٰی تمام کمالات کی انتہا

تیرے رب کی طرف ہے، کی زبانِ مفہوم نے یا خبر کیا اور وہ کہ معنی و جوہی

کے لحاظ سے فرشتوں سے بڑھ کر مقربِ خدا، اور وہ کہ اپنے کمالات

ذاتیہ کی بنا پر تمام افلاک پر قبضہ جانے والے، آپ پر سلام! پھر سلام

ہو آپ پر جو کمالات کے ساتھ ظاہر ہوئے اور جن کی مبارکباد دی گئی

زمین و آسمان والوں کو۔

یہ درود شریف کتابِ مسالک الخفایہ میں بعض بزرگوں کے حوالہ سے مذکور کیا

گیا ہے اور یہ نبی علیہ السلام کی زیارت کے وقت پڑھا جاتا ہے، پڑھنے والا جہاں

کہیں بھی ہو اپنے آپ کو نبی علیہ السلام کے حضور موجود سمجھے۔

چھٹی سوال درود شریف

سیدی بہار الدین نقشبندی کا

اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيَّ سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ سِتْرَاسِ الْأَنْبِيَاءِ وَنَيْرِ الْأَوْفِيَاءِ وَ
نَرْبِ بَرَقَانِ الْأَصْفِيَاءِ وَيُوحِ الثَّقَلَيْنِ وَصِيَّ
الْخَافِقَيْنِ۔

ترجمہ: ”اے الہی! ہم آپ سے سوال کرتے ہیں کہ آپ ہمارے آقا محمد پر درود
بھیجیں جو تمام نبیوں کے چراغ اور ولیوں کے سورج اور صوفیوں کے
سبز قیمتی موتی، دو جہاں کے سورج اور مشرق و مغرب کی روشنی ہیں۔“
یہ درود سیدی محمد بہار الدین نقشبندی رضی اللہ عنہ کا ہے، اللہ ہم کو ان کی
برکتوں سے نفع مند فرمائے، یہ ان کے ”اوراویہائیہ“ میں اس ورد میں مذکور ہے
جس کی ابتداء ان کلمات سے ہوتی ہے اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْقَيُّومُ
الْحَقُّ الْمُبِينُ۔

سینٹی سوال درود شریف

اللَّهُمَّ بِمَا أَخْفَيْتَ مِن سِرِّكَ وَأَخْطَيْتَ مِن
أَسْمَائِكَ وَصِفَاتِكَ وَجَعَلْتَ طُرُقَاتِ تَنْزِيلِكَ
وَمَظَاهِرِ تَجَلِّيَاتِكَ اهْدِنِي بِكَ إِلَيْكَ وَاجْمَعْنِي
بِكَ عَلَيْكَ وَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ عِلْمًا دُنْيَا

وَاجْعَلْنِي بِكَ هَادِيًا قَهْدِيًّا مُصْطَفًى وَوَلِيًّا
 بِالذَّاتِ الْمَكْتَمَلَةِ وَالرَّحْمَةِ الْوَاسِعَةِ الْمُرْسَلَةِ
 الْجَامِعِ لِجَمِيعِ أَسْرَارِ تَوْحِيدِ الْأَحْدِيثِ الْفَتَّارِ
 بِأَوْصَافِ الْعُبُودِيَّةِ الْمَخْصُوصِ بِالْوَحْدَانِيَّةِ
 الْمُطْلَقَةِ الْمُخْبِرِ عَنِ الْغُيُوبِ الْيَقِينِيَّةِ الْحَقَّقَةِ
 مُخْلَصَةِ عِبَادِكَ وَمُظْهِرِ مُرَادِكَ مُعْتَمِدِ الشُّوْحِيدِ
 السُّعَامِدِ بِجَمِيعِ الْمَعَامِدِ دَاعِي الْجَمِيعِ بِكَلِمَةِ
 التَّوْحِيدِ مِنَ الْكَثْرَةِ إِلَى الْوَاحِدِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَأَسْرَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ
 وَتَابِعِيهِ مَعَ أَلَمِ مَنَاسِكِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْيَمُّ شَرُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ
 تَسْلِيمًا كَثِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ -

ترجمہ: اے الہی اپنے اسرارِ ذاتیہ مخفیہ کے صدقے اور اپنے اسماء و صفات
 ظاہرہ کے طفیل جن کو تو نے اپنے نزولِ اجلالی کے ذرائع بنایا اور
 اپنی تجلیات کا مظہر بنایا اپنی مدد سے، اپنی طرف ہماری رہنمائی فرما،
 اور اپنی مدد سے میری توجہ اپنی ذات پر مرکوز فرما دے اور مجھے اپنے
 پاس سے علم عطا فرما اور مجھے اپنی مدد سے رہنمائی کرنیوالا، راست
 رو، اپنا برگزیدہ اور دوست بنا دے، ذاتِ کامل اور عام وسیع حوت
 سے صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام اسرارِ توحید کے جامع، اوصافِ بندگی پر
 کاربند، وحدتِ مطلقہ سے مخصوص، غیوبِ یقینیہ ثابتہ کی خبریں دینے
 والے جو تیرے مقبول بندوں کا خلاصہ اور تیری مراد کا مظہر ہیں، و عو
 توحید دینے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، تمام کلماتِ ثنائیہ کے ساتھ

تیری تعریف فرمانے والے، کلمہ توحید کے ذریعہ تمام لوگوں کو کثرت سے
 واحد کی طرف دعوت دینے والے، اللہ تعالیٰ حضور پیاور آپ کی آل پر،
 صحابہ پر، ازواجِ مطہرات پر، اولادِ امجاد پر، آپ کے گھر والوں پر، آپ
 کے پیروں پر جو آپ کی منازل کے نشانات اور مقامات کی علامات تھے
 درود اور بہت بہت سلام بھیجے! اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ پر درود کا
 عالم کے لئے۔“

یہ درود شریف ابنِ سبعین رحمہ اللہ کا ہے جس کو میں نے ان کے دُعا کے آخر
 سے نقل کیا ہے۔

ارتیسواں درود شریف^{۳۸} شیخ البولی کا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ
 عَلٰی اٰلِهِ وَ اصْحَابِهِ وَ اٰتِرِ وَاٰجِمٍ وَ ذُرِّيَّتِهِ وَ اَنْصَارِهِ
 وَ اَشْيَاعِهِ وَ اَتْبَاعِهِ وَ اَهْلِيْهِ صَلَٰةً تُحَقِّقُ بِهَا
 يَقِيْنِيْ فِيْهِ وَ تُوَصِّلُهَا اِلَيْكَ مِنْ اِلَيْهِ
 وَ اَعْظِمَ اَللّٰهُمَّ الْوَسِيْلَةَ وَ الْفَضِيْلَةَ وَ الدَّرَجَةَ
 الْعَالِيَةَ الرَّفِيْعَةَ وَ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ وَ الْخَوْضَ

السَّوْمُ رُودَ وَاللَّوْآءُ الْمَغْفُودَ وَالْمَكَانَ الْمَشْهُودَ
 الَّذِي وَعَدْتَهُ وَاجْزِيهِ عَنَّا أَفْضَلَ مَا جَزَيْتَهُ
 بِمِ سَبِيًّا عَنِ أُمَّتِهِ وَنِزْدَةً شَرَفًا وَكَرَمًا وَ
 تَعْظِيمًا وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ صَلَٰةً قَاسِلًا مَا
 دَاثَمَيْنِ مُلَا نِزَمَيْنِ بِيَدِ قَامِ مُلْكِكَ التَّزِينِ
 عَدَدَ مَا تَطْلَعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَعَدَدَ مَا لَا تَطْلَعُ
 عَلَيْهِ وَعَدَدَ مَا تَغْرُبُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَعَدَدَ
 مَا تَغْرُبُ عَلَيْهِ يَا إِلَهَ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ

”الہی! اور وہ بھیج ہمارے آقا و مولیٰ محمد پر اور حضور کی آل پر اور
 آپ کے صحابہ پر اور آپ کی بیویوں پر اور آپ کی اولاد پر اور آپ کے حمایت
 پر اور آپ کے ساتھیوں اور پیروکاروں پر اور آپ کی اہل پر ایسا اور وہ
 جس سے میرا یقین حضور کے بارے میں مستحکم ہو جائے اور جس کو میری
 طرف سے فرشتے آپ کی طرف پہنچائیں اور الہی! حضور کو مقام وسیلہ
 اور فضیلت اور بلند تر مرتبہ اور مقام محمود اور حوض جس پر پیاسے جمع ہوا
 گئے اور پرچم عطا فرما اور وہ مکان جو سب سے نمایاں ہو گا اور جس کا
 تونے ان سے وعدہ فرمایا ہے آپ کو عطا فرما اور وہ بہترین صلہ جو
 کسی امت کی طرف سے کسی نبی کو تو نے عطا فرمایا اس سے بھی افضل
 ترین صلہ ہماری طرف سے سرکار کو عطا فرما اور حضور کے شرف و کرم
 اور آپ کی عظمت میں اضافہ فرما اور آپ پر ہمیشہ رہنے والا اور وہ سلام
 بھیج! ایسا اور وہ جو تیری پاکیزہ حکومت کے دوام کے ساتھ دائمی ہے
 اس مخلوق کی تعداد کے برابر جس پر سورج طلوع ہوتا ہے اور اس کی

مخلوق کے برابر جس پر نہیں ہوتا اور اس مخلوق کے برابر جس پر سورج
غروب ہوتا ہے اور اس کے برابر جس پر غروب نہیں ہوتا، یا اللہ! یا
رب العالمین!

یہ درود شریف شیخ البونہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے جسے میں نے ان کے
حزب سے نقل کیا ہے۔

انتالیسواں درود شریف

سیدی ابوالسعود الجارحی قدس سرہ کا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِ السَّادَاتِ وَمَعْدِنِ السَّعَادَاتِ
وَمُرَادِ الْاَسَادَاتِ حَبِيبِكَ الْمُكْتَرَمِ وَعَلٰی اِلٰهِ
وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
الْعَزِيْزِ الْمُخْتَارِ النَّبِيِّ السُّلْطَانِ النُّوْرِ الْاَمِيْنِ وَعَلٰی اِلٰهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ
الْمَلِكِ السُّرُوْرِ كَسِرُوْرٍ سَعَادَاتٍ مُّندُوْرٍ كِيْكَانٍ اَوْدٍ مُّرَادٍ
كِيْ مُرَادٍ اٰپِنِيْ عَبِيْبٍ مُّحْتَرَمٍ اُوْرَانِ كِيْ اَلٍ اُوْرَا صَحَابٍ پَر درود و سلام
بھیجے۔

یہ درود شریف سیدی ابوالسعود الجارحی رحمہ اللہ کا ہے جو ان کے اُوراد
میں موجود ہے، میں نے اسے وہیں سے نقل کیا ہے۔

چالیسواں درود شریف

سیدی محمد الشناوی کا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ

عَلَىٰ إِلَهٍ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ صَلَوةً أَدْخَلَ بِهَارِيَانِ
الْمَطَالِبِ وَاجْتَنَى ثَمَرَ الْمَوَاهِبِ وَصَلَّى وَسَلَّمَ
عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ شَمْسِ افَاقِ أَهْلِ مُؤَدَّتِكَ
وَتَجَلَّى عَرَأْسِ مَشَاهِدِ أَحَدِيَّتِكَ وَمَشْهَدِ أَنْوَارِ
أَسْرَارِ تَجَلِّيَاتِكَ وَمَظْهَرِ اعْتِزَالِ عِزَّتِكَ -

ترجمہ: اے الہی! ہمارے آقا محمد اور ان کی آل اور صحابہ سب پر ایسا درود

سلام بھیج جس کے ذریعے میں مقاصد و مطالب کے بانگوں میں داخل

ہو جاؤں اور بخشائش کے پھل چنتا رہوں اور درود و سلام بھیج ہمارے

آقا محمد پر جو نیرے محبوبوں کے افق کے سورج اور تیری ذاتِ احدیت

کے عروسانِ مناظر کی تجلی گاہ ہیں اور تیرے اسرارِ تجلیات کے انوار کی

نظارہ گاہ اور تیری عزت و عظمت کے مظہر ہیں۔

یہ درود شریف سیدی محمد الثناوی شیخ قطب شرانی کلہے جو ان کے

اوراد میں مذکور ہے اور میں نے وہیں سے نقل کیا ہے۔

اکتالیسواں درود شریف سیدی محمد وف

اَللّٰهُمَّ بِكَ تَوَسَّلْتُ وَمِنْكَ سَأَلْتُ وَفِيكَ

لَا فِي شَيْءٍ سِوَاكَ سَرَعْتُ لَدَا سَأَلِ مِنْكَ سِوَاكَ

وَلَا أَطْلُبُ مِنْكَ إِلَّا بِآيَاتِكَ اَللّٰهُمَّ وَأَتَوَسَّلُ

إِلَيْكَ فِي قُبُولِ ذَلِكَ يَا تَوْسِيلَةَ الْعُظْمَى وَالْفَضِيلَةِ

الْكُبْرَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفَى وَالصَّفِيِّ الْمُرْتَضَى

وَالسَّيِّدِ الْمُجْتَبَى وَبِهِ اسْتَلْتُ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيَّ صَلَوةً

أَبَدِيَّةٌ دِينُومِيَّةٌ قِيُومِيَّةٌ إِلَهِيَّةٌ رَبَّانِيَّةٌ
يَحْيَتْ يَشْهَدُ لِي ذَلِكَ فِي عَيْنِ كَمَالٍ بِشَهَادَةِ
مَعَارِفِ ذَاتِهِ وَعَلَى إِلِهِ وَصَحْبِهِ كَذَلِكَ فَإِنَّكَ
وَلِيُّ ذَلِكَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ
ترجمہ: ”الہی! میں تیرا ہی وسیلہ مکرنا ہوں اور تجھی سے سوال کرتا ہوں
اور تیری ہی ذات میں رغبت کرتا ہوں، تیرے سوا کسی چیز میں نہیں،
میں تجھ سے تیرے بغیر کچھ نہیں مانگتا اور تجھ سے تجھے ہی طلب کرتا
ہوں، الہی! اس دعا کی قبولیت میں تیری بارگاہ میں وہ بڑا وسیلہ اور بڑی
فضیلت پیش کرتا ہوں جن کا اسم گرامی ہے ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی
مرفعی، نبی مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور ہی کے وسیلہ سے سوال
ہے کہ تو ان پر ایسا درود بھیج جو ابدی ہو، دائمی ہو، قائمی ہو، خدائی ہو، ربانی ہو
اس طور پر کہ وہ میری طرف سے حضور کے عین کمال اور ذاتِ مصطفیٰ
کے معارف کی گواہی دے۔ اور آپ کی آل اور صحابہ پر بھی اسی طرح
بے شک تو ہی اس کا مالک و مختار ہے، بدی سے بچنے اور نیکی
کے حصول کی طاقت اللہ بلند و بزرگ ہی کی طرف سے ہو سکتی ہے

بیالیسواں درود شریف

یہ درود شریف بھی انہی کا ہے

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى أَحْمَدٍ أَمْرِكَ وَحُكْمِكَ
خَلْقِكَ وَاسْعِدْ كَوْنِكَ أَسْأَلُكَ اللَّهُمَّ بِهِ وَبِهِ
أَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيَّ صَلَاةَ ذَاتِيَّةٍ خَلَصَتْ بِهِ

الْأَكْمَلِ عَيْنِ الرَّحْمَةِ الرَّبَّانِيَّةِ وَبَهْجَةِ الْإِفْرَاقِ
 الْأَكْوَانِيَّةِ صَاحِبِ الْمِلَّةِ الْإِسْلَامِيَّةِ وَالْحَقَائِقِ
 الْإِيمَانِيَّةِ نُورِ كُلِّ شَيْءٍ وَهْدَاهُ وَسِرِّ كُلِّ
 سِرٍّ وَسَنَاهُ مَنْ فَتَحَتْ بِهِ خَزَائِنَ الْحِكْمَةِ
 وَالرَّحْمُوتِ وَمَنْحَتْ بِظُهُورِهِ أَنْوَارَ الْمُلْكِ
 وَالْمَلَكُوتِ قُطْبِ دَاخِرَةِ الْكَمَالِ وَيَا قُوَّةَ
 تَاجِ مَحَاسِنِ الْخِلَالِ أَنْشَانِ عَيْنِ الْمَظَاهِرِ
 الْإِلَهِيَّةِ وَطَيْفَةِ تَرْوِجَاتِ الْخَضِرَةِ الْقُدْسِيَّةِ
 مَدَدِ الْأَمْدَادِ وَجُودِ الْجُودِ وَوَاحِدِ الْأَحَادِ
 وَسِرِّ الْوُجُودِ، وَاسِطَةِ عَقْدِ السُّلُوكِ وَشَرَفِ
 الْأَمْلَاقِ وَالْمُلُوكِ بِذَرِ الْمَعَارِفِ فِي سَمَاءِ
 الدَّقَائِقِ وَشَمْسِ النُّوَارِ فِي عُرُوسِ
 الْحَقَائِقِ بَابِكَ الْأَعْظَمِ وَصِرَاطِكَ الْمُسْتَقِيمِ
 الْأَقْوَمِ، بَزَقِكَ اللَّامِعِ وَنُورِكَ السَّاطِعِ وَضِيَاءُكَ
 الْبَدِيءِ هُوَ يَا فُتِي كُلِّ قَلْبٍ سَلِيمٍ طَالِعِ وَسِرِّكَ
 السُّمْنَةِ السَّارِي فِي جُزْئِيَّاتِ الْعَالَمِ وَكُلِّيَّاتِ
 عُلُويَّاتِهِ وَسُفْلِيَّاتِهِ مِنْ جَوْهَرٍ وَعَرَضٍ وَ
 مِنْ جَوْهَرٍ وَعَرَضٍ وَوَسَائِطٍ وَمُرَكَّبَاتٍ وَبَسَائِطٍ
 مَغْرِبِ أَسْرَارِ الذَّاتِ وَمَشْرِقِ أَنْوَارِ الصِّفَاتِ
 وَمَظْهَرِ أَنْوَارِ الشَّجَلِيَّاتِ بِأَنْوَارِ الشُّجُمَاتِ مِنْ
 سَنَا الشُّرَاقَاتِ بِأَنْوَارِ التَّرْوِجَاتِ، الْمُصَلِّي

فِي مِحْرَابِ جَامِعِ الْجَمْعِ بِأَحْمَدَ وَالْقَاسِمِ
 بِقُرْآنِ الْفَرَقِ بِمُحَمَّدٍ الْقَاسِمِ فِي الْمُلْكِ بِشُرْعِ
 وَجَلَالِهِ وَالرَّاحِمِ فِي الْمُلْكُوتِ بِرَحْمَتِهِ وَجَمَالِهِ
 عَيْنِ غَيْبِكَ الْكَامِلَةِ وَخَلِيفَتِكَ عَلَى الْإِطْلَاقِ
 فِي مَمْلَكَتِكَ الشَّامِلَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ صَلَاةُ تَعْرِفُنِي
 بِهَا إِيَّاهُ فِي مَرَاتِبِهِ وَعَوَالِيهِ وَمَوَاطِنِهِ وَمَعَالِمِهِ
 حَتَّى أَشْهَدَهُ بِعَيْنِ الْعَيَانِ لَا بِالذَّلِيلِ وَالْبُرْهَانِ
 وَأَعْرِفَكَ بِالتَّحْقِيقِ فِي كُلِّ مَوْطِنٍ وَطَرِيقٍ وَأَرْحَى
 سَرَائِنِ سِرِّهِ فِي الْأَكْوَانِ وَمَعْنَاهُ الْمَشْرِقِ فِي
 مَجَالِيهِ الْحَسَنِ وَاجْعَلِ اللَّهُ مَدَدِي مِنْ شَمْسِ
 حَقِيقَتِهِ وَمِنْ نُورِ شَرِيعَتِهِ حَتَّى أَسْتَفِي فِي لَيْلِ
 جَهْلِي بِأَنْوَارِ حَقَائِقِ مَعَارِفِهِ وَالنَّاسِ فِي غُرْبَتِهِ
 مَسْرَايَ يَأْتِيَنِي لَطَائِفُهُ وَأُخِيلَنِي إِلَى حَضْرَتِهِ
 الْقُدْسِيِّتِ الْأَعْزَمِ عَلَى كَاهِلِ شَرِيعَتِهِ الْمُحَمَّدِيَّةِ
 وَعَمِيرِ أَوْطَانِ نَقْصِي يَا وَطَّاسِ كَمَالِهِ وَالْبُسْبُيِ
 مِنْ خَلْعِ جَلَالِهِ وَجَمَالِهِ وَأَفْرِدْنِي فِي حُبِّهِ كَمَا أَفْرَدْتَهُ
 فِي حُسْنِهِ وَإِحْسَانِهِ وَخَصِّصْنِي بِخَصَائِصِ قُرْبِهِ
 وَامْتِنَانِهِ حَتَّى أَكُونَ وَاسِثًا لَدَيْهِ وَنَاطِرًا مِنْهُ
 إِلَيْهِ وَجَامِعًا لَهُ بِهِ عَلَيْهِ اللَّهُمَّ وَصَلِّ عَلَيْهِ صَلَاتَكَ
 الْأَنْزَلِيَّةَ الْأَحَدِيَّةَ فِي مَظَاهِيرِكَ الْأَبَدِيَّةِ الْوَاحِدِيَّةِ
 مَا تَوْحَّدَ تَجَلَّيْتَ وَتَكَثَّرَ الْفَرَادُ فِي الْعَدَدِ وَأَشْرَقَتْ

أَنْوَارِ الصِّفَاتِ بِتَوَالِي الْمَدَدِ وَالتَّسَعَّتْ رُبُوبِيَّةُ
 الْحَكِيمِ وَتَقَدَّ سِتُّ سُحُبَاتٍ الْعَلِيمِ بِتَسْبِيحِ الشَّجِيذِ
 وَالتَّكْرِيمِ بِلِسَانِ الْقِدَمِ فِي أَنْوَالِ الْأَزَالِ وَتَقَدَّ لَيْسَمُ فِي
 صِفَتِي الْجَلَالِ وَالْجَمَالِ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ سَلَامُ الْفَرْدَانِيَّةِ
 مَا تَعَدَّدَتْ مَرَاتِبُ الْعَدَدِيَّةِ فِي وَحْدَةِ مَرَاقِي
 دَرَجَاتِهِ الْعُلُويَّةِ فِي مَقَامَاتِ الْعُبُودِيَّةِ بِتَوَالِي
 شُهُودِ الرَّحْمَةِ الذَّائِتَةِ وَانْدَسَاجُ الْأَنْوَارِ الصِّفَاتِيَّةِ
 فِي السَّجَالَةِ الْأَطْوَاسِيَّةِ وَالْمَطَاسِرَاتِ الْمَلَكِيَّةِ
 وَسَجَدَتْ لَهُ الْأَرْوَاحُ الرُّوحَانِيَّةُ فِي الْمَحَرَّابِ
 الْأَدَمِيَّةِ فِي جَامِعِ حَيْطَتِ الْأَخْمَدِيَّةِ وَالْمُحِيطَةِ
 بِالْأَنْوَارِ السُّبُوحِيَّةِ الْكَائِنَةِ بِالْأَقْلَامِ الْمَعْنَوِيَّةِ
 فِي الْأَنْوَارِ الشُّهُودِيَّةِ بِالْأَسْرَارِ الْخَفِيَّةِ عَنِ
 الْأَذْرَاكَاتِ الْبَشَرِيَّةِ وَصَلَّى عَلَيْهِ صَلَوةً وَسَلَامًا
 يَتَقَدَّسُ بِهِمَا عَنْ عَوَارِضِ الْإِمْكَانِ الْوُجُوبِ
 اتِّصَافُهُ بِالْكَمَالِ وَغُسُومُ عَصَسَتِهِ فِي جَسَمِهِ
 الْخَطَرَاتِ مَا تَنْزَعُ شَامِخُ عِزِّهِ عَنِ النَّقْصِ وَالسُّلُوبِ
 وَثَبَّتْ رَأْسُهُ بِجِدَّةِ الْذَاتِ وَالْوُجُوبِ وَارْتَضَى عَنْ
 أَصْحَابِهِ أَكْثَرَ الْهُدَى وَنُجُومِ الْإِقْتِدَاءِ مَا تَعَاقَبَتْ
 أَذْوَانُ الْأَنْوَارِ وَأَشْرَقَتْ الْأَسْرَارُ بِالْأَسْرَارِ وَسَلِّمْ
 تَسْلِيمًا كَثِيرًا وَحَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ وَلَا حَوْلَ
 وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ -

ترجمہ: ۱۔ الٰہی درود و سلام بھیج نور اول اور راز برتر و مکمل تر پر جو رحمت خداوندی کے سرچشمہ اور مصنوعات بہت بود کی نورانیت میں صاحب ملت اسلامی و حقائق ایمانی ہیں، جو ہر چیز کو نورانیت و ہدایت بخشنے والے اور ہر راز کا راز و روشنی ہیں، وہ جن کے ذریعہ تو نے حکمت و رحمت شاملہ کے خزانے کھول دیئے اور جن کے ظہور سے تو نے عالم سیت و بلند کو نورانیت ارزاں فرمائی جو مرکز دارہ کمال اور ملک تاج محاسن کے موتی ہیں۔ جو مظاہر خداوندی کی آنکھ کی تپلی اور بارگاہ خداوندی کی خوشگوار باد نسیم ہیں جو سراپا بدد اور سراپا جود و عطا ہیں، یکتاؤں میں یکتا، اصل وجود، نصیب و سلوک کے ہمارے درمیانہ قیمتی موتی اور ملکوں اور بادشاہوں کے لئے باعث شرف ہیں، باریکیوں کے آسمان میں معارف کے چاند اور حقیقتوں کے عرشوں میں علوم کے سوچ ہیں، جو تیرا سب سے بڑا (رحمت کا) دروازہ اور تیری سیدھی مضبوط راہ ہیں، جو تیری چمکتی بجلی اور ضیاء نور ہیں اور تیری وہ روشنی ہیں جو ہر قلب سلیم کے افق پر چمکنے والی ہے اور تیری ذات اقدس کا وہ پاکیزہ راز ہیں جو کائنات کی جزئیات و کلیات میں جاری و ساری ہے خواہ فکائنات عالم بالا سے متعلق ہو یا عالم زیریں سے، جو ہر سے متعلق ہو یا عرض سے، وسائل ہوں یا مرکبات یا مفردات جو اسرار ذات کے مغرب اور انوار صفات کے مشرق ہیں، جو انوار تجلیات کا مظہر ہیں، جو سورِ قرآن (سجرات) کے ان انوار کو لانے والے ہیں جو معطر و معبر سواؤں کے ذریعہ، سراپدوں کی چمک سے جھل جھل کر رہے ہیں، وہ جو سب سے بڑی جامع مسجد (مسجدِ حرام یا مسجدِ نبوی) کے محراب میں

احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ نماز ادا فرمانے والے اور حق و باطل میں امتیاز کرنے والے قرآن کو اسم پاک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پڑھنے والے ہیں، جو ملک میں اپنا نظام شریعت اور اپنا جلال و وقار قائم فرمانے والے ہیں، اپنی رحمت و جمال کے ساتھ کائنات میں رحم و کرم فرمانے والے ہیں، تیرے غیبِ کامل کا سرچشمہ اور تیری پوری سلطنت میں تیرے خلیفہ مطلق ہیں، الہی! ان پر ایسا درود بھیج جو مجھ کو سرکار کی معرفت عطا فرمائے آپ کے مراتب میں، جہانوں میں، اوطان میں، علامات میں، یہاں تک کہ دلیل و برہان سے نہیں کھلی آنکھوں سے آپ کا دیدار کروں، ہر مقام و راہ میں تحقیقی طور پر سرکار کی پہچان حاصل کروں اور عالم کائنات کے ذرے ذرے میں آپ کی روح اقدس کو جاری و ساری دیکھوں اور آپ کے چمکنے نور کو آپ کی حسین جلوہ گاہوں میں دیکھوں اور الہی! ان کے شمسِ حقیقت اور نورِ شریعت سے میری مدد فرما! تاکہ میں اپنی شبِ جہالت میں حضور کے خالقِ معارف کے انوار سے روشنی کر سکوں، اور اپنے جنبی راستہ کو سرکار کے انسِ فراء لطاف سے مانوس کر سکوں اور مجھے آنحضور کی بارگاہِ مقدسہ احمدیہ تک آپ ہی کی شریعتِ محمدیہ کے وسیلہ سے پہنچا دے اور میرے نقص و کمزوری کی ذیبا کو آپ کے کمالِ مقاصد سے آباد کر دے اور سرکار کے جلال و جمال کی خلعتوں سے مجھے بھی عطا فرما اور مجھے سرکار کی محبت میں ایسے ہی بیکتا و منفرد فرما دے جیسے سرکار کو تو نے حسن و احسان میں بیکتا فرما دیا اور مجھے سرکار کی خصوصیت

قرب و احسان کے ساتھ مخصوص فرمانا کہ میں آپ کا وارث ٹھہروں
اور سرکار کی طرف سے سرکار کو ہی دیکھتا ہوں اور ساری توجہ حضور
کی خاطر، حضور کے ذریعہ، حضور کی ذات اقدس پر ہی مرکوز ہے اور
الہی حضور پر اپنا ایسا درود بھیج جو ازلی اور کتنا ہو، جو تیرے مظاہر
ابدی، انفرادی ہیں ہو، جب تک تیری تجلی بکثرت ہے اور افراد مخلوق
بڑھتے رہیں اور جب تک انوار صفات چمکتے رہیں اور جب تک خدائے
حکیم کی ربوبیت وسیع رہے اور برہان قدم ازل سے علم ولے خدا کی
تسبیح و تقدیس عزت و عظمت کے ساتھ ہوتی رہے اور صفت جلال
جمال میں اس کی تقدیس ہوتی رہے اور حضور پر بے مثل سلام بھیج جب
تک مقامات عبودیت کے ارتقائی مدارج کے اعداد و شمار کا سلسلہ
چلتا رہے، اس کے ساتھ ساتھ اپنی رحمت ذاتیہ اور انوار صفاتیہ
کو مسلسل ہماری عادات اور ملکی صفات کے شامل حال فرمانا، عالم
ارواح کی روحوں نے محراب آدمیت اور حیطہ احمدیت کی جامع مسجد
میں، جو انوارِ نبوت میں گھری ہوئی ہے، اس کو سجدہ کیا، وہ
انوار جو مشاہدہ کی تختیوں پر معنوی قلموں کے ساتھ وہ اسرار لکھنے
والے ہیں جو اور اکائیت بشریہ سے مخفی ہیں، اور الہی حضور پر وہ
درود و سلام بھیج جس کے ذریعہ آپ تمام امکانی عوارض سے
پاک رہیں جس سے لازمی طور پر آپ کمالات سے متصف ہو جائیں
اور عمومی طور پر آپ و سواس و خطرات سے محفوظ و مصون رہیں،
ایسا درود و سلام جس سے آپ کا کوہ عز و وقار نقص و سلب سے
پاک ہو جائے اور جس سے آپ کی وہ عزت و عظمت جو آپ کی

ذات کا لازمہ ہے، مزید قوی، مضبوط اور پائیدار ہو جائے اور الہی !
 حضور کے صحابہ کرام سے راضی رہنا جو ہدایت دینے والے امام
 اور قابل تقلید ستارے ہیں، جب تک انوار کی گردش جاری رہے
 اور جب تک اسرار سے اسرار چمکتے رہیں اور سرکار پر کثرت سے سلام
 بھیج! ہم کو اللہ کافی ہے اور بہترین کار ساز، ہماری بدی سے بچنے
 اور نیکی حاصل کرنے کی قوت خدا سے بلند و بزرگ کی توفیق سے ہے۔“
 یہ فضیلت والا جامع مانع درود شریف میں نے کتاب ”تحفۃ الاحیاء فی الصلوٰۃ“
 علی النبی المختار سے نقل کی ہے اس کے مرتب عارف باللہ ابو عبد اللہ بن
 ابی الفضل الرصاع رحمہ اللہ کا کہنا ہے میں نے ان اولیاء اللہ کے درود
 دیکھے جو اللہ کے مقرب تھے اور جن کی نگاہوں سے پردے اٹھتے ہوئے تھے
 اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث تھے، لیکن میں نے کوئی درود شیخ
 عارف باللہ محب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدی علی بن وفارسی اللہ عنہ
 کے درود سے بڑھ کر میٹھا، پاکیزہ تر اور جامع مانع نہیں دیکھا، شیخ الرصاع
 نے جو سیدی علی بن وفارسی اللہ عنہ کے بہت بڑے خادم تھے چونکہ مرشد
 کے انوار محبت چہرے پر تاباں اور آثار الفت نمایاں تھے اللہ تعالیٰ کی خصوصی
 عطاؤں کی بارش ہوتی تھی اور بارگاہِ خداوندی میں تکریم و تعظیم کے حامل تھے
 اپنے شیخ معظم کا مقام بیان فرمایا، ہم اس بیان کو بطور تبرک و توسل یہاں نقل کرتے
 ہیں، فرماتے ہیں:-

”اے غافل! سن! مجھ جیسے ناچیز پر اللہ تعالیٰ اسبغائے کایہ
 کرم ہے کہ میرے دل میں ایسے ولی کامل رضی اللہ عنہ کے انوار
 محبت کو روشن فرما دیا اور اللہ تعالیٰ نے انکو اور ان کی مجلس میں

حاضری دینے والوں کو اپنے حبیب کی درباری کا جبہ پہنا دیا، پھر انکو حکمت کے سر حتمیوں کا وارث بتایا یہاں تک کہ حکمت کی نہری ان کی زبانوں پر جاری ہو گئیں اور کامل خدمت کی وجہ سے ان پر فیضانِ حکمت ہونے لگا، پس (دیکھو کہ اس درود شریف میں حقیقت کی کتنی باریکیاں، شریعت کی کتنی گہرائیاں اور طریقت کے کتنے اسرار موجود ہیں جن کو صرف وہ لوگ پاسکتے ہیں جن کے دل سے پرے چاک ہو گئے اور جن کا انگ انگ خداوندِ عالم کی محبت سے پُرسے اللہ تعالیٰ ہماری بصیرت کو اپنی محبت سے منور فرمائے اور ہمارے باطن کو اپنی یاد سے آباد فرمائے آمین“

مصنف نے اپنی کتاب میں صرف یہ درود شریف اور زین العابدین کا درود شریف جو وہ نہج کی نماز سے فارغ ہو کر پڑھتے تھے جس کو انہوں نے سلیمان بن علی سے نقل کیا ہے اور جس کا ذکر گزر چکا ہے جس کو انہوں نے بخیر نام لئے کسی تابعی کی طرف منسوب کیا تھا، پس یہی وہ ایسے درود ہیں جو کسی حدیث پاک سے نہیں لئے ویسے میں نے یہ درود شریف ان سے خوبصورت الفاظ میں امام قسطلانی کی کتاب ”مسائب الخلفاء“ میں سیدی ابو موہب شاذلی کی ”تہذیب العرفان“ کے حوالہ سے لکھا دیکھا ہے جسے میں نے ان کے اس درود شریف سے نقل کیا ہے جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔ پھر میں نے جب اسکو سیدی علی وفا کی طرف منسوب دیکھا تو اس پر ان کا نشان لگا دیا کیونکہ وہ ابو موہب سے پہلے گئے ہیں، شاید ابو موہب نے ان سے ہی نقل کیا ہو بہر حال میں نے اس درود شریف کو ان (سیدی علی وفا) کے اور ادیں شامل کر دیا ہے حقیقت خدا جانتے، بہر صورت یہ ایک نایاب موٹی ہے جو بحرِ عرفان ہی سے

مل سکتا ہے خواہ پہلے بزرگ ہوں یا دوسرے، رضی اللہ عنہما، اللہ ان کی برکتوں سے
ہمیں نفع مند فرمائے!

پیشوالی سوال درود شریف ابوطاہر بن سیدی علی وفاقیہ سنی

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِ السَّادَاتِ وَ مُرَادِ الْاَسْرَادَاتِ
مُحَمَّدٍ حَبِيبِكَ الْمُكْرَمِ وَعَلٰی اٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: "اے الہی! آقاؤں کے آقا اور مرادوں کی مراد اپنے حبیبِ محترم محمد پر
اور آپ کے آل و اصحاب پر درود و سلام بھیج!"

یہ درود شریف مساکم ائخفا میں ذکر فرمایا اور فرمایا کہ یہ سیدی ابوطاہر بن سیدی
علی وفاقیہ کے وظائف میں موجود ہے۔

پیشوالی سوال درود شریف

جو سیدی ابوالمواہب کے دین درودوں کا مجموعہ ہے

۱۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ
الرَّقِيقِ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاصْحَابِهِ وَآخِرِ وَاجِبِهِ وَذُرِّيَّتِهِ صَلَوةً
تَشْرَحُ بِهَا صَدْرِي وَتُثَبِّتُ بِهَا اَمْرِي وَتَجْبُرُ بِهَا
كَسْرِي وَتَحُلُّ بِهَا عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِي۔

۲۔ صَلِّ اَللّٰهُ عَلَيَّ صَلَوةً اَلَا تَهْلِيْ وَالَا بَدِيْ اَلَا مِصْصِي
وَلَا تُحِيطُ بِهٖ دَاثِرَةٌ وَرَضِيَ اَللّٰهُ عَنْ اَصْحَابِهِ
اَهْلِ الْكَمَالِ وَالْاَكْمِيْلِ الَّذِيْنَ هَدٰى اَللّٰهُ

بِهِمْ كُلَّ حَائِرٍ وَحَائِرَةٍ -

۳- صَلِّ اللَّهُمَّ عَلَى هَذَا النَّبِيِّ الْمُسْتَوْجِبِ بِمَقَامِ
الْأَكْرَمِيَّةِ عَلَى سَائِرِ الْبَرِيَّةِ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ سَلَامُ
الْخُصُوصِيَّةِ فِي حَضْرَةِ الرَّبُّوبِيَّةِ صَلَوةً وَسَلَامًا
يَتِمُّ نُورُهُمَا وَيَدُومُ لَنَا أَبَدًا وَ يَتَجَدَّدُ
ثَوَابُهُمَا وَلَا يَنْقُطُ سِرُّهُمَا، اللَّهُمَّ وَصَلِّ عَلَى
هَذَا النَّبِيِّ الرَّسُولِ مِرَاتِ الدَّائِمِ وَمَظْهَرِ
الصِّفَاتِ وَحَضْرَةِ السُّبْحَاتِ ذِي الْحَنَانِ الْأَعْظَمِ
وَالْعَطَاءِ الْأَكْرَمِ وَالنُّورِ الْخَالِقِ وَالْعِلْمِ الْفَارِقِ
وَالْجَمَالِ الْيَتِيمِ وَالصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ وَالْخُلُقِ الْعَظِيمِ
وَالْهُدَى الْقَوِيمِ وَالتَّكْمَالِ الْمُطْلَقِ وَالْعِزِّ الْمُحَقَّقِ
وَالْمَقَامِ الْأَعْلَى وَالشَّرَفِ الْأَعْلَى وَالسِّرِّ الْأَجَلِ
وَالْمَوْرِدِ الْأَحْلَى وَالْبَاطِنِ الْأَنْفَى وَالْقَلْبِ الْأَثْقَى
وَاللِّسَانِ الْمُعْتَرِبِ وَالْحَنَانِ الْمُقَرَّبِ وَالْمَحَلِّ
الظَّاهِرِ وَالْعَنْصَرِ الظَّاهِرِ وَالتَّارِخَةِ الشَّامِلَةِ وَ
النِّعْمَةِ الْكَامِلَةِ مُبْتَدَأِ الْأَمْرِ وَالْخِتَامِ وَوَاسِطَةِ
عَقْدِ النِّظَامِ طَرَاثُرِ الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ وَمُسْتَوْدِعِ
خَزَائِنِ الرَّحْمَتِ قُطْبِ دَائِرَةِ الْوُجُودِ وَمَعْدِنِ
فَيْضَانِ الْجُودِ، أَنْسَانِ عَيْنِ التَّكْمَالِ وَفَخْرِ الْمَذَاهِبِ
وَالْإِخْتِلَالِ مُتَفَجِّرِ بَيْنَايِعِ الْحِكْمِ وَمُؤَيِّدِ آخِلَاقِ الْعَمَمِ
لَطِيفَةِ سِرِّ الْخِلَافَةِ الْأَدَمِيَّةِ الْمُشْتَمِلَةِ الْمُشْتَهَرِ

بِالْأَنْوَارِ الْمُحَمَّدِيَّةِ خَصَّهَا اللَّهُ تَعَالَى بِصَلَاةٍ
 تَرُصُّهَا إِلَيْكَ اللَّطِيفَةِ الْآخِمْدِيَّةِ وَسَلَامٍ عَاطِطٍ
 عَلَيْهَا مِنْ مَرْتَبَةٍ مَوْلَوِيَّةٍ أَبَدًا مِنْ تَرْتِيبِ الْبَرِيَّةِ
 شَرِّ مِنْ عَبْدٍ حَقِيرٍ مُعْتَرِفٍ بِالتَّقْصِيرِ بِرُجُوعِ الصَّلَاةِ
 بِهَذِهِ الصَّلَاةِ آمِينَ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ اللَّهُمَّ وَصَلْ
 عَلَى هَذَا الْحَبِيبِ الْمَظْهَرِ الثَّامِ، وَاسْطَرِّ عَقْدَ
 النِّظَامِ فَاتِحِ خَزَائِنِ الْمَعَارِفِ وَمُفَيْضِ الْأَسْرَارِ
 وَاللَّطَائِفِ، نُورِ الْأَنْوَارِ وَسِرِّ الْأَسْرَارِ مَعْدِنِ الْجُودِ
 وَمَدَدِ الْوُجُودِ وَسَيِّدِ كُلِّ وَالدِّقِّ مَوْلُودِ، مَقَرِّ
 التَّنَزُّلَاتِ وَمَجْلَى الشَّجَلِيَّاتِ بِالْمَعْنَى الرَّفِيعِ وَ
 السِّرِّ الشُّبُوحِ، سِرَاجِ الْعَالَمِ وَمَقْصُودِ الْعِلْمِ مِنَ
 الْمَعْلُومِ لِلْعَالِمِ سُورِ الْأَسْرَارِ وَالْطَّيْفَةِ الْإِسْرَافِيَّةِ
 أَنْسَانِ عَيْنِ الْأَعْيَانِ فِي جَمِيعِ دَوَرَاتِ الزَّمَانِ
 مُبَلِّغِ الْمَقَاصِدِ السَّنِيَّةِ لِأَرْبَابِ الْهِمَمِ الْعَلِيَّةِ
 فِي الْحَضَرَاتِ الْقُدْسِيَّةِ بِهَجَةِ الْأَنْوَارِ الْمُتَالِفَةِ
 فِي السَّطَاهِرِ الصَّبَاحِ وَأُسِّ خَضِرِ الْوُجُوهِ الْمُقْبُولَةِ
 الْمِلَاحِ، مُرْشِدِ الْعُقُولِ وَمُطَمِّنِ الْقُلُوبِ وَهَادِي
 النَّفُوسِ وَمُنُورِ الْأَسْرَارِ وَدَاعِيهَا إِلَى الْخُصُورِ فِي
 حَضْرَةِ الْقُدُّوسِ، خَطِيبِ خُطْبَةِ الْوِصَالِ لِخَطَابِ
 الْإِتِّصَالِ بِبَيْتِ الْجَمَالِ وَالْجَلَالِ مِنْ أَهْلِ الْكَمَالِ
 إِمَامِ أَهْلِ الْعِرْفَانِ فِي حَضْرَةِ الْإِحْسَانِ اللَّهُمَّ وَسَلِّمْ

عَلَيْهِ سَلَامًا تَعْرِفُنَا بِأَسْرَارِ مَعَارِفِ دَاثِرِ مَسِيرِ
 الْكَلِمَةِ كَمَا تَعْرِفُنَا فِي دَاثِرِنَا الْجُزْئِيَةِ اللَّهُمَّ
 حَقِّقْنَا بِحَقَائِقِ عُلُومِهِ وَبَيَانِهِ فِي حَضَرَاتِ عِيَانِهِ
 وَأَنْزِلْ عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِ تَنْزِيلَاتِهِ مَا نَفُوضُ بِهِ
 مِنْ لَحْظَاتِهِ فِي جَمِيعِ حَضَرَاتِهِ، اللَّهُمَّ بِحَقِّ
 خُصُوصِيَّتِهِ خُصَّنَا بِخَوَاصِّ مَعَارِفِهِ الَّتِي وَسَّطَهَا
 عِنْدَ أَهْلِ الْخُصُوصِيَّةِ حَتَّى صَارُوا فِي أَكْثَلِ خَلْقِهِ
 بَيْنَ الْبَرِيَّةِ، اللَّهُمَّ اجْعَلْ قُلُوبَنَا مَعْمُورَةً بِمَعَارِفِهِ
 الْعِلْمِيَّةِ وَأَرْوَاحَنَا مُنَوَّرَةً بِأَنْوَارِ السِّيَرَةِ وَعُقُولَنَا
 تَائِعَةً لِمَا مَوْرَاتِهِ وَنُفُوسَنَا مَحْجُورَةً بِمَنْهِيَّاتِهِ
 وَأَبْدَانَنَا مُنْقَادَةً لِعَظِيمِ ذَلِكَ الْهُدَى مَا أَحْيَيْنَا
 أَبَدًا، اللَّهُمَّ اجْعَلْ حَيَاتَنَا عَلَى سُنَّتِهِ وَمَوْتَنَا عَلَى
 مِلَّتِهِ وَاجْعَلْ السُّجُوبَ عَنَّا فِي لَبْرِ نَارٍ عِنْدَ السُّؤَالِ
 وَالشَّفِيعَ لَنَا عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مِنَ التَّكَالِ
 وَعَظِيمِ الْأَهْوَالِ، اللَّهُمَّ اجْعَلْ مُجِيرَتَيْنِ عَذَابِكَ
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ لَنَا حَبَاسًا فِي دَاثِرِ ثَوَابِكَ مِنْ غَيْرِ
 سَابِقِ عَذَابٍ وَامْتِحَانٍ يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ يَا أَرْحَمَ
 الرَّاحِمِينَ اللَّهُمَّ مَتِّعْنَا بِشُهُودِ طَلْعَتِهِ فِي لَدَائِرِ
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ لَنَا أَسْنِيًّا فِي التَّكُونِ اللَّهُمَّ
 اجْعَلْنَا عِنْدَ لَا مِنْ أَهْلِ لَعْنَايَةِ فِي الْبِدَايَةِ وَالنَّهَايَةِ
 آمِينَ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ، اللَّهُمَّ وَارِضْ عَنْ

أَصْحَابِهِ وَالْإِلَهِ وَمَنْ وَالْآلَةَ وَأَحَبَّهُ بِمَنْ سَلَفَ
مِنَ الْأُمَمِ وَخَلَقَهُمْ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ مِنْ هَذَا الطَّرِيقِ
الْأَمْسِ وَالسَّلَامُ مِنَ السَّلَامِ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ مُعَادٌ وَ
الرَّحْمَةُ الْبَرَكَةُ فِي كُلِّ سُكُونٍ وَحَرَكَةٍ أَمِينٍ وَسَلَامٌ
عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ -

۴- اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آدَمَ وَحَوَّاءَ وَعَلَى شِيثَ وَنُوحٍ وَ
عَلَى دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ وَعَلَى يَعْقُوبَ وَيُوسُفَ وَالْأَنْبِيَاءِ
وَعَلَى إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى وَعَلَى لُحْظِ وَالْبَاسِ
وَعَلَى سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى خَاسِمِ
الْبَيْتِ وَسِرَاجِ الْعَالَمِينَ وَعَلِمِ الْمُتَدِينِ
وَقَائِدِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِينَ وَسِرِّكَ الْمَكْنُونِ وَغَيْبِكَ
الْمَخْرُوفِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ وَ
ارْحَنَ عَنْ أَصْحَابِهِ الْكِرَامِ، اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى
جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ وَعِزْرَائِيلَ وَ
عَلَى حَمَلَةِ الْعَرْشِ وَالْكُرُوبِيِّينَ وَعَلَى نَوَازِلِ الْبَيْتِ
الْمَغْمُورِينَ الْمُقَرَّبِينَ وَعَلَى سَائِرِ السَّلَاسَةِ
أَجْمَعِينَ وَالسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ
وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ -

۵- سُبْحَنَكَ أَنْتَ الَّذِي خَصَّصْتَ أَهْلَ الْعِنَايَةِ
وَمَنْعْتَهُمْ خِلْعَ الْهِدَايَةِ فَمَا نَأْتُوا فَضْلَكَ إِلَّا
بِفَضْلِكَ وَلَا نَلْحُوا حَضْرَتَكَ إِلَّا بِنَظَرِكَ وَ

مَا أَحْبَبُّكَ حَتَّى أَحْبَبْتَهُمْ وَلَا أَقْبَلُوا عَلَيْكَ حَتَّى
تَلَذُّهُمْ، فَتَسْأَلُكَ بِهَذَا الْوِدَادِ السَّابِقِ أَنْ تَقْسِمَ
لَنَا مِنْهُ قِسْمَةً بَيْنَ هَذِهِ الْخَلَائِقِ بِسِرِّ الْأَسْمَاءِ
الْحُسْنَى، يَا عَظِيمُ مِنْهَا بِسِرِّ الْمَحَامِدِ مِنْ عَبْدِكَ
مُحَمَّدٍ الْمَحْمُودِ الْحَامِدِ بِلِوَاءِ الْحَمْدِ بِالْكَبَرِيَّاتِ
يَا مُعْجِدِ بِسُجُودِ حَبِيبِكَ تَحْتَ مَنَاقِ الْعَرْشِ
يَا كَرَامِ قَوْلِكَ لَكَ إِهْرَاقُ سَائِلِكَ بِعِنَايَةِ قَوْلِكَ سَلْ
تُعْطَ نَسْأَلُكَ الْإِجَابَةَ وَالْفَوْزَ بِالنَّصْرِ وَالْعَوْنِ وَ
الْعَطَاءِ اللَّائِقِ بِكَ لَا يَنَامُ مِنْ حَيْثُ كُنْتَ سِعَةً
جُودِكَ وَقُدْرَتِكَ وَمُلْكِكَ وَمَتَا لَا يَخْصُلُ
بِسُؤَالٍ وَلَا يَخْطُرُ عَلَى بَالٍ فِي الْحَالِ وَالْمَالِ
عَطَاءً مُتَّصِلًا بِالْمَدَدِ مَا دَامَ الْأَبَدُ وَتَسْأَلُكَ
سُبْحَنَكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى عَيْنِ الْوُجُودِ الْوَرْدِ الشُّهُودِ
صَاحِبِ الْخَوْضِ الْمَوْجِدِ وَاللِّوَاءِ الْمَعْقُودِ وَسِيلَةَ
أَدَمَ آجِلِ الْبَشَرِ وَالشَّفِيعِ الْمَشْفَعِ يَوْمَ الْمَحْشَرِ مُعِزِّ
الْأَرْوَاحِ وَمُنْعِشِ الْأَشْبَاحِ، دَالِ الْعَلَقِ عَلَيْكَ
وَمَوْجِهِهِمْ إِلَيْكَ، بِهَيْجَةِ الظُّرُوسِ وَمُهَذِّبِ
الشُّفُوسِ، مُفِيضِ الْمَعَارِفِ عَلَى الْقُلُوبِ مِنْ
حَضْرَاتِ الْعَلَكُوتِ وَالْفَيُوتِ فَكَلِمِ الْعَجَلِ الْأَوَّلِ
لَوْحِ الشَّجَلِ الثَّانِي، سِرِّ الْأَحْدِيثِ نُورِ الْوَاحِدِيَّةِ
حَضْرَةِ الدَّائِمِ مُشْرِقِ الصِّفَاتِ فَاتِحِ الْأَسْرَارِ

الْأَنْهَالِ نِظَامِ الْأَبَدِ صَلَوةٌ مُقَدَّسَةٌ مُطَهَّرَةٌ
 كَامِلَةٌ مُنَوَّرَةٌ تَحْصُّهُ مِنْ حَيْثُ هُوَ بِمَا هُوَ فِي
 عِزَّةٍ وَضَمِيرٍ الْفَرِيدِ الَّذِي لَمْ يُشَارِكْهُ فِيهِ
 أَحَدٌ مِنَ الْعَبِيدِ مَا دَامَ شَرَفُ السَّامِي يَعْلُو عَلَى
 الرُّسُلِ وَالْأَنْبِيَاءِ وَعَلَى الْمَلَائِكَةِ وَعَلَى كُلِّ الْأَوْلِيَاءِ
 وَسَلَامٌ عَلَيْهِ كَذَلِكَ سَلَامٌ مَا يَبْلُغُهُ هُنَالِكَ وَرَضِيَ اللَّهُ
 عَنْ لَوْلَى بَحْرَةِ الْعَشْرَةِ الْكَرَامِ وَعَنْ بَقِيَّةِ أَصْحَابِهِ
 الْعِظَامِ وَنَسَلِكَ سُبْحَانَكَ الْمَزِيدِ مِنْ
 فَضْلِكَ أَمِينَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ
 رَبِّ الْعَالَمِينَ -

۶- اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى جَامِعِ الْعُلَمَاءِ وَمُفِيدِيهَا
 وَإِمَامِ الرُّسُلِ وَخَطِيبِيهَا رُوحِ أَنْسِ كُلِّ حَضْرَةٍ وَ
 أَسْرَتِيَا حُلِّ بِهَجْتِ وَنَظَرَةٍ مِفْتَاحِ الْغَيْبِ الْأَنْهَالِ
 وَخِتَامِ السِّرِّ الْكَلِيِّ حَاضِرِ الصِّفَاتِ الْقُدْسِيَّةِ وَ
 جَلِيسِ الْحَضْرَةِ الْعِزْدِيَّةِ زَيْتَةِ الْحَقِيقَةِ وَ
 دَلَالَةِ الظَّرِيفَةِ، سَيِّدِ الشُّكُوبِ فِي سَائِقِ التَّعْيِينِ
 تَاجِ مَفْرَقِ الْوُجُودِ وَوَاسِطَةِ دُورِ الْعُقُودِ مُحَمَّدٍ
 الْجَلَالِ وَآخِمْدِ الْخِلَالِ رَسُولِ الرَّحْمَةِ وَالْحَيِّ
 الْبَقِيَّةِ صَلِّ اللَّهُمَّ عَلَيَّ يَا رَبَّنَا صَلَاةَ الْإِصْنَالِ
 بِمَرَاتِبِ كَمَالِكَ وَسَلَامٌ عَلَيْهِ سَلَامٌ عِنَايَتِكَ
 بِمَدَدِ كَرَامَتِكَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ

يَلَهُ رَبِّ الْعَالَمِينَ -

صَلِّ اللَّهُمَّ فِي الْأَذْوَارِ بِكَمَالِ الْأَنْوَارِ عَلَى خَيْرِ
الْأَنْبِيَاءِ وَأَبْرَارِ الْأَخْيَارِ مُحَمَّدٍ ذِي الْبُعْثَةِ أَجْ صَاحِبِ
الْوَأْدِ وَالنَّجَاحِ يَا رَبِّ بَلِّغْ إِلَيْنَا سَلَامَكَ عَلَى
الْمُصْطَفَى الْمُصْطَفَى النَّفِيِّ النَّفِيِّ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلِّ
اللَّهُ عَلَيْهِ السَّيِّدِ السَّنَدِ السَّمَدِ الْمَدَدِ سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ صَلِّ اللَّهُ عَلَيْهِ صَلِّ اللَّهُ عَلَيْهِ بِالْمَلَأَةِ فِي الْأَرْضِ
وَفِي الْعُلَا عَلَى رُوحِ ذِي الْوُجُودِ مُحَمَّدٍ الْمُحْمُودِ
صَلِّ اللَّهُ وَسَلِّمْ فِي الْمَسَاءِ وَفِي الصُّبْحِ عَلَى ذَاكَ
السُّرُوحِ يَا لَا فَرَّاحَ فِي الْأَرْضِ وَاحٍ صَلِّ اللَّهُ وَسَلِّمْ فِي الْوُبَادِ
عَلَى سَيِّدِ الْأَسْيَادِ، صَلِّ اللَّهُ وَسَلِّمْ بِالْإِكْمَالِ عَلَى
السُّفَرَةِ فِي الْكَمَالِ صَلِّ اللَّهُ وَسَلِّمْ بِالرَّحْمَةِ
عَلَى غَايَةِ النِّعَمَةِ صَلِّ اللَّهُ وَسَلِّمْ بِالْمَزِيدِ عَلَى
الْفَرْدِ الْفَرِيدِ، صَلِّ اللَّهُ وَسَلِّمْ بِالْإِكْرَامِ عَلَى
الْكَرَامِ صَلِّ اللَّهُ وَسَلِّمْ بِالْعَظِيمِ عَلَى التَّوْفِيقِ الرَّحِيمِ
صَلِّ وَسَلِّمْ يَا إِلَهِي يَا بَدِيعُ عَلَى حَبِيبِكَ الْمُجَلِيلِ
الرَّفِيعِ، صَلِّ وَسَلِّمْ يَا إِلَهِي يَا صَبُورُ عَلَى مَنِّبَتِكَ
الْحَامِدِ الشَّكُورِ، صَلِّ وَسَلِّمْ يَا إِلَهِي عَلَى الْمُعْظَمِ
الْبَاهِي، صَلِّ وَسَلِّمْ يَا حَمِيدُ عَلَى سَيِّدِ الْعَبِيدِ
صَلِّ وَسَلِّمْ يَا سَلَامُ عَلَى الْمُعَلِّمِ الْإِسْلَامِ صَلِّ
وَسَلِّمْ عَلَى الْبَشِيعِ فِي ذَنْبِي، صَلِّ وَسَلِّمْ

فِي الْعُلَا بِالرَّحْمَتِ عَلَى تَوْجِيهِ فِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ
 صَلَّى اللَّهُ بِالتَّعْظِيمِ فِي الْأَطْرَاسِ عَلَى مُعْظِرِ الْوُجُودِ
 بِأَلَا نَفَاسٍ، صَلِّ اللَّهُمَّ عَلَى خَيْرِ الْبَرِيَّةِ فِي الْحَضَرَاتِ
 الْقُدْسِيَّةِ وَبَلِّغْ إِلَيْنَا سَلَامًا عَلَيْنَا، عَلَى لَدَوَامِ
 بِأَلَا كُرَامٍ، صَلِّ عَلَيْنَا مَعَ السَّلَامِ بِالسَّفِيحِ فِي الْبَرَايَا
 لَا تُؤَاخِذْنَا بِالْخَطَايَا -

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مَقْبُولِ الشَّفَاعَةِ مَنْ جَعَلَهُ تِلْكَ
 طَاعَةً طَاعَتَهُ وَقَدَمْتَهُ فِي الْقِدَمِ فَكَانَ لَهُ الْقَدَمُ عَلَى
 كُلِّ ذِي قَدَمٍ، مَنْ عَيْشَتَهُ فِي الثَّعْتَيْنِ الْأَوَّلِ بِالنِّقَامِ
 الْأَكْمَلِ وَخَصَّصْتَهُ بِكَمَالِ النَّظَامِ وَجَعَلْتَهُ لِبَيْتِ
 الشَّعَامِ إِمَامًا جَامِعَ الْأَنْسِ وَخَطِيبَ حَضْرَةِ الْقُدْسِ
 مَظْهَرِ حَقِيقَةِ الْوُجُوبِ الْمُنَزَّهِ وَمَظْهَرِ إِمْكَانِ
 الْجَمَالِ الْأَنْزَهَةِ مُحَمَّدٍ الْخِزْلَالِ وَآحْمَدِ الْجَمْلَالِ
 وَسَلِّمْ عَلَيْهِ سَلَامَ الْخُصُوصِيَّةِ فِي حَضْرَةِ الدِّيْمُومِيَّةِ
 وَأَتَوَسَّلُ بِكَ إِلَيْكَ إِلَهِي فِي الْبُعْدِ عَنْ كُلِّ لَاهِي
 وَأَسْأَلُكَ الْقُرْبَ إِلَيْكَ وَالْإِعْتِمَادَ عَلَيْكَ، إِلَهِي
 بَسَطْتَ يَدَ الْفَاقَةِ وَالْإِفْتِقَارِ وَجِئْتُ بِحَالَتِ
 الدِّلَّةِ وَالْإِشْكِيَارِ وَقَدْ وَقَفْتُ بِالبَابِ وَتَوَسَّلْتُ
 بِأَلَا خَبَابٍ فَأَجِبْ سُؤَالِي وَلَا تُخَيِّبْ أَمَانِي -

۹- اللَّهُمَّ صَلِّ بِعَدَدِ ذَرَّاتِ الْوُجُودِ عَلَى سَيِّدِ كُلِّ
 قَائِدٍ وَمَوْلُودٍ أَفْضَلَ مِنْ صَلِّي وَتَلَا وَعَبَدَ سَائِبَةً

فِي الْخَلْوَةِ وَالسَّلَاةِ صَفْوَةِ أَهْلِ الْأَصْطِفَاءِ سَيِّدِنَا
 مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفَى وَسَلَّمَ أَبَدًا كَذَلِكَ مِنْ كُلِّ وَاسِئَةٍ
 وَمَوْزُونَةٍ وَسَالِكٍ وَمِنْ جَمِيعِ عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِينَ
 آمِينَ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
 الَّذِي خَصَّصْتَ فِي الْأَنْهَالِ بِمَرَاتِبِ الشَّكْمِيلِ بَعْدَ
 الْكَمَالِ حَاضِرَ الْفَضِيلَةِ وَصَاحِبَ الْوَسِيلَةِ فَاتِحِ خَزَائِنِ
 الْأَسْرَارِ وَخَاتِمِ دُورَاتِ الْأَنْوَارِ، وَنُقِ كُلِّ إِشَارَةٍ
 لَطِيفَةٍ تُشِيرُ إِلَى كَمَالِ الْمَعَالِي الْمَنِيفَةِ بِإِشَارَاتِ
 الْعُرْفَانِيَّةِ فِي الْحَضَرَاتِ الرَّبَّانِيَّةِ ذِي الْجَنَابِ
 الرَّفِيعِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ الشَّافِعِ، صَلِّ اللَّهُمَّ
 عَلَيْهِ صَلَاةَ أَنْسِ جَمَالِهِ فِي مَقَامَاتِ كَمَالِهِ وَسَلَّمَ
 عَلَيْهِ وَعَلَى الْأُولَى وَالْأَصْغَابِ سَلَامَ السُّحُبِ عَلَى
 الْأَحْبَابِ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
 الْعَالَمِينَ -

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى حَضْرَةِ الْأَسْرَارِ وَمَتَّبِعِ الْأَنْوَارِ
 مُطَهِّرِ النُّفُوسِ مِنَ الرَّذَائِلِ وَاجْعَلِ مَوْلُودِي فِي
 سَائِرِ الْقَبَائِلِ، عُرُوسِ الْمَمْلُوكَةِ الرَّبَّانِيَّةِ قَامَامِ
 الْحَضْرَةِ الْقُدْسِيَّةِ مُعَلِّمِ الْخَيْرِ وَاعْلَمِ الْخَلْقِ
 وَنَاصِحِ الْأُمَّةِ وَمُرْشِدِهَا إِلَى الْحَقِّ أَكْرَمِ الْأَنْبِيَاءِ
 وَالْمُرْسَلِينَ رَسُولِ رَبِّ الْعَالَمِينَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
 سَيِّدِ السَّادَاتِ وَقُطْبِ دَوَائِرِ السَّعَادَاتِ وَسَلَّمَ

عَلَيْهِ عَلَى قَدَرِ مَقَامِهِ وَإِجْلَالِهِ وَإِعْظَامِ الْحَمْدِ
لَهُ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى -

دس درودوں کا ترتیب وار ترجمہ

۱۔ ”الہی! درود بھیج ہمارے آقا و مولیٰ محمد پر جو نبی امی ہیں اور آپ کی آل
اور آپ کے صحابہ کرام اور حضور کی بیویوں اور سرکار کی اولاد پر ایسا
درود جس سے تو میرا سینہ کھول دے اور میرا کام آسان فرما دے اور
میری کمی پوری کر دے اور میری زبان کی گھرہ کھول دے۔“

۲۔ ”اللہ تعالیٰ حضور پر ازلی اور ابدی درود بھیجے جس کا شمار نہ ہو سکے
اور نہ کوئی حد جس کا احاطہ کر سکے اور اللہ تعالیٰ آپ کے صحابہ کرام
سے راضی ہو جو صاحبانِ کمال و تکمیل تھے جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ
نے ہر حیران مرد و عورت کو ہدایت بخشی۔“

۳۔ ”الہی! اس نبی پر درود بھیج جس کے سر پر تمام مخلوق سے کامل تر
ہونے کا ناج ہے اور اپنی بارگاہِ ربوبیت کا خصوصی سلام نازل فرما
ایسا درود و سلام جس کا نور مکمل ہو اور ہم کو ہمیشہ حاصل رہے ایسا
درود و سلام جس کا اجر و ثواب ثوابِ نوبہ نو جاری ہے اور کبھی ختم نہ ہو اور
الہی! اس نبی، رسول پر درود بھیج جو آمینہ ذات، منظر صفات اور تسبیحات
کی بارگاہ ہیں جو بڑی جود و عطا فرمانے والے ہیں جو واضح نور اور
ممتاز کرنے والا علم ہیں، جو حسنِ یگانہ اور راہِ راست دکھانے والے
ہیں، جو بلند اخلاق والے اور مضبوط ہدایت والے ہیں جو کمالِ مطلق
اور حقیقی عزت والے ہیں، جو بلند مقام اور اعلیٰ شرف کے مالک ہیں
جو راز و راز اور پیچھے گھاٹ والے ہیں، صاف باطن اور بہت پرہیزگار
دل والے ہیں، فصیح زبان اور مقامِ قرب پر فائز دل والے ہیں، جن کا

ظاہرِ خلل اور باطن پاکیزہ ہے، جن کی رحمت سب کو شامل اور نعمت کامل ہے، جو عالمِ امر کے مبدار و منتہا اور نظام کائنات کی لٹری کا مرکز ہیں، زمین و آسمان کی سلطنت کے امن کا نشان ہیں، فرائضِ حق کے امین، دائرہ وجود کی درمیانی بنیادی کیل اور فیضانِ جو و عطی کی کان ہیں، کمال کی آنکھ کی پتی، خوبی و خصلت کے لئے مایہ افتخار، علم و حکمت کے سرچشموں کا منبع اور اعلیٰ اخلاق کی تائید و تلقین فرمانے والے ہیں، جو خلافتِ آدم کے راز کا لطیفہ ہیں۔ جو انوارِ محمدیہ کی حامل اور ان کی وجہ سے شہرہ عام کے مقام پر فائز ہوئی، اللہ تعالیٰ ان کو ایسا خصوصی در و ذائل فرمائے جو لطیفہ احمدیہ کے لئے اس کی نگاہ میں پسندیدہ ہو اور اس (لطیفہ احمدیہ) پر رب کائنات کی طرف سے ہمیشہ خوشبودار سلام ہو، پھر بندہ حقیر اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کرتے والے کی طرف سے بھی سرکارِ پروردگارِ سلام ہو، اس در و ذلیل سے بندہ پر تقصیرِ انعام و اکرام کا امیدوار ہے، آمین! اسے پروردگارِ عالمیاں، الہی! اس محبوب پر در و بھیج جو تیرا منظرِ کامل، سلسلہ نبوت کو جوڑنے والا واسطہ، معرفت کے خزانوں کو کھولنے والا اور لطائف و اسرار کا فیضان فرمانے والا ہے، جو نوروں کا نور، رازوں کا راز، وجود و جوہر کی کان، ہر باپ اور بیٹے کا آقا، اوپر سے اتارنے والی برکتوں کا ٹھکانہ، روحانی و مقدس رازوں کی نجلیات کا مرکز، دنیا کو نور کر نیوالے چراغ، معلوم و عالم کے درمیان نسبتِ علم کا مقصود، روحوں کی روح حصولِ راحت کا لطیفہ، ہر زمانہ میں چشمِ موجودات کی پتی، بارگاہِ خدوندی کے بلند بہت جو اندروں کو بیش قیمت مقاصد تک پہنچانے

والا ہے، آثارِ صبح میں چمکنے والے انوار کی چمک، حسین، مقبول، شرمیلے
 چہروں کی رونق، عقلوں کا رہنما، دلوں کا اطمینان اور نفوس کا ہادی
 ہے، جو روحوں کو روشنی بخشنے والا اور ان کو بارگاہِ خداوندِ قدوس کی
 طرف بلانے والا ہے جو ایسا خطیب ہے جس کا خطبہ دلوں کو ملاسنے
 والا اور جس کی بات اہل کمال کو جلال و جمال والی مسنی سے ملائے تعالیٰ
 ہے جو بارگاہِ احسان میں اہل عرفان کے امام ہیں ان پر ایسا سلام بھیج
 جس سے ہم کو حضور کے دائرہ کلیہ کے محضی معارف کی خدمت
 عطا فرمادے، ایسے ہی جیسے تو ہم کو ہمارے دائرہ جزئیہ کی خدمت
 عطا فرماتا ہے، الہی! ہم کو حضور کی بارگاہ سے آپ کے علوم و بیان
 کا حصہ عطا فرما اور جو برکتیں آپ پر نازل ہوتی ہیں ان میں سے کچھ ہم
 پر بھی نازل فرما یعنی وہ نظرِ کرم جس سے ہم ہر مقام پر کامیاب کامران
 ہوں، الہی! ان کی خصوصیت کا صدقہ ہم کو بھی حضور کی ان خصوصی
 نوازشات و معارف سے مخصوص فرمادے جو تیرے خاص بندوں
 نے سرکار سے حاصل کی ہیں، جس سے وہ لوگ دنیا بھر میں کامل تر
 فضیلت کے مستحق ہو گئے، الہی! ہماری دلوں کو حضور کے معارف
 علمی سے معمور فرمادے اور ہماری ارواح کو سرکار کے انوارِ عالیہ
 سے متور فرمادے، ہمارے عقول کو حضور کے احکامات کا تابع،
 ہمارے نفوس کو آنحضور کے منع فرمانے ہوئے برے کاموں
 سے محفوظ اور جب تک ہم زندہ رہیں، ہمارے جسموں کو اس عظیم الشان
 ہدایت کے تابع رکھنا، الہی! ہم کو حضور کی سنت پر زندہ رکھنا، ان
 کی ملت پر مانا اور عالمِ برزخ (قبر میں سوال کے وقت حضور ہی
 کو ہماری طرف سے جواب دینے والا بنانا اور قیامت کے دن

عذاب و عظیم الشان ہولناکی سے اپنی بارگاہ میں سرکار کو ہمارا شفیع
 بنانا، الہی! ان کو اپنے عذاب سے بچاؤ گا ذریعہ بنانا، الہی! جنت
 میں ہم کو بغیر کسی عذاب و امتحان کے سرکار کا پڑوس نصیب فرما
 اے مہربان! اے احسان فرمانے والے! اے سب سے بڑھ
 کر رحم فرمائیو اے، الہی! ہم کو حضور کے جلووں سے دونوں
 جہانوں میں متمتع فرمانا، الہی! حضور کو دونوں جہانوں میں ہمارا دوست
 بنا دے، الہی! ہم کو ان کے حضور اول و آخر مستحقین عنایت میں سے
 کر دے آمین! الہی! ان کے صحابہ کرام، اہل بیت اور ان کے اعز
 و احباب خواہ گذشتہ امتوں میں سے ہو خواہ اس امت سے
 ان سب سے راضی رہو جو اس سیدھی راہ پر چلنے والے اور اللہ
 کی طرف سے ان پر سلام ہو اور ہر سکون و حرکت کی گھڑلوں میں ان
 پر برکتیں و رحمتیں نازل ہوں آمین! تمام رسولوں پر سلام اور پروردگار
 عالمین کے لئے سب تعریفیں۔

۴۔ ”الہی! درود بھیج! آدم پر، حوا پر، شعیث پر، نوح پر، داؤد
 پر، سلیمان پر، یعقوب و یوسف پر، ان کی اولاد پر، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ
 خضر، الیاس اور تمام نبیوں اور رسولوں پر اور ان پر جو خاتم النبیین
 سب جہانوں کے چرخ، ہدایت یافتہ لوگوں کی علامت، چمکتے ہاتھ
 پاؤں اور روشن پیشانی والوں کے قائد پر، تیرے پوشیدہ راز پر،
 تیرے چھپے خزانے پر، محمد پر، ان پر فضل ترین درود و سلام ہو اور
 ان کے صحابہ کرام سے راضی رہو! اور الہی! درود بھیج جبریل پر،
 میکائیل پر، اسرافیل پر، عزرائیل پر، عرش اٹھانے والوں اور دیگر

مغز فرشتوں پر اور ان مقربین پر جو بیت المعمور کی زیارت کرنے والے
 ہیں اور تمام فرشتوں پر ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو، تمام
 رسولوں پر سلام، سب تعریف اللہ پر و روکارِ عالمیاں کے لئے“
 ”لو پاک ہے، تو ہی ہے جس نے اہل عنایت کو مخصوص فرمایا اور
 ان کو خلعتِ ہدایت سے سرفراز فرمایا، پس انہوں نے فضیلت اگر پائی تو
 تیرے ہی فضل سے پائی اور تیری باگاہ میں رسائی اگر حاصل کی تو تیری
 ہی نظر کرم سے اور وہ اس وقت تک تیرے محب نہ ہو سکے جب تک
 تو نے ان سے رشتہ محبت استوار نہ کیا اور جب تک تو نے ان کو نہ بلایا
 وہ تیری طرف متوجہ نہ ہوئے، پس ہم اس سالیقہ محبت کے وسیلہ سے
 تجھ سے سوال کرنے ہیں کہ تمام مخلوق میں سے اس سعادت کا حصہ
 وافر ہمیں عطا فرما اپنے اسمائے حسنہ کے راز کا صدقہ، اپنے بندے
 محمد کی خوبیوں کا صدقہ جو ستودہ صفات اور تیری حمد بجالانے والے
 ہیں، تیری بزرگی و کبریا کی جھنڈا جن کے ہاتھ میں ہوگا، یا یہ عرض کے
 کے نیچے تیرے حبیب کے اس سجدے کا صدقہ جس کے اعزاز میں
 تو فرمائے گا: ارفع رأسک، اپنا سر اٹھاؤ! تیرے اس فرمان کے
 طویل سئل تحط، محبوب مانگو، تمہیں عطا ہوگا“ الہی! ہم تجھ سے قبولیت
 تیری مدد سے فتح و نصرت اور تیری ایسی عطا مانگتے ہیں جو ہماری
 نہیں تیری عظمت کے لائق ہو، جو تیری سخاوت، قدرت اور حکومت
 کے شایانِ شان وسیع ہو، جو بے مانگے ملے، وہم و خیال کے
 بغیر حاصل ہو، جس کا کھٹکا دل میں نہ اب، نہ جب، ایسی عطا جو مدد
 سے ملی ہوئی ہو، ہمیشہ ہمیشہ، اور اسے پاک ذات ہم تجھ سے سوال

کرتے ہیں کہ درود بھیج ان پر جو چشمہ وجود، نظر آنے والا نور اور اس
 حوض کے مالک ہیں جس پر (بروز قیامت) پیاسے آئیں گے اور جو
 لوائے حمد کے مالک اور آدم ابو البشر علیہ السلام کے وسیلہ ہیں جو
 روحوں کے مددگار اور انسانوں کا مقام بلند فرمانے والے ہیں،
 مخلوق کو تیری راہ چلانے اور دکھانے والے ہیں اور ان کو تیری طرف
 متوجہ فرمانے والے ہیں، جو صحیفوں کے نور اور نفسوں کو مہذب
 بنانے والے ہیں، دلوں پر زمین و آسمان اور غیوب کے معارف
 کا فیضان فرمانے والے ہیں، تخلیٰ اول کا قلم اور تخلیٰ ثانی کی لوح
 ہیں، احدیت (توحید) کا راز اور یگانگی کا نور ہیں، ذات کی تخلیٰ گاہ
 اور صفات کا مطلع ہیں۔ جو ازلی رازوں کو ظاہر فرمانے والے اور
 ان کا رشتہ ابد سے جوڑنے والے ہیں، ایسا درود جو پاک، صاف
 ہو، کامل اور مقدر ہو، جس کو سرکار کے وصف بیکھائی کی عزت و
 عظمت کے لحاظ سے شمار فرمانے والا تو ہی ہے، ایسا درود
 جس میں کوئی بندہ مشرک کا شریک نہ ہو جب تک کہ آپ کا شرف عظیم
 انبیاء و رسل، فرشتوں اور تمام اولیاء اللہ پر فائق ہے اور یونہی
 سرکار پر سلام بھی بھیج، ایسا سلام جو سرکار کو دلوں پہنچے اور اللہ تعالیٰ
 آپ کے سمندر کرم کے دس موتیوں (عشرۃ مبشرہ) اور باقی صحابہ
 کرام سے راضی ہوا و رالی! ہم آپ کے مزید فضل کا بھی سوال کرتے
 ہیں، آمین! تمام رسولوں پر سلام ہوا اور سب تعزین اللہ تعالیٰ
 پروردگار جہاں کے لئے“

۶۔ ”الہی! درود بھیج ان پر جو تمام علوم کے جامع اور ان کا افادہ

کرنے والے میں جو تمام رسل کے امام اور خطیب ہیں، ہر بارگاہ
 کی محبت کی روح، ہر منظر اور خوشی کی روح، ازلی غیب کی کنجی، راز
 کلی کی ہر، پاکیزہ صفات کے جامع، بارگاہِ قرب کے ہمیشہ حقیقت
 کی انتہا، راستے کی دلالت، ظہورِ اول میں مخلوق کے آقا، وجود
 کی مانگ کے تاج، موتیوں کے ہارہ درمیانہ موتی، جن کا جلال بھی
 قابلِ ستائش ہے اور خصائل بھی قابلِ تعریف، رسولِ رحمت اور
 آقائے نعمت، اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! ان پر درود
 بھیج! تیرا وہ درود جو تیرے مراتبِ کمال سے متصل ہو۔ اور ان پر
 اپنی مدد کی کرامت سے اپنی عنایت کا سلام نازل فرما اور سائے
 نبیوں پر سلام اور سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے،
 ”اللہ! ہر دور میں کامل انوار والادریج ان پر جو نیکو کاروں
 میں بہترین اور برگزیدہ ترین مسندیوں میں نیک ترین ہیں، یعنی محمد
 پر جو معراج والے، پرچم شفاعت اور تاج والے ہیں، اے
 پروردگار! امیرِ اسلام ان پر ہمیشہ پہنچا جو برگزیدہ، پاکیزہ، پرہیزگار
 اور صفاتِ ستمگرے ہیں، سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو قابلِ اتما
 آقا ہیں اور جن کی مدد سب کو شامل ہے، سیدنا محمد صلی اللہ علیہ
 وسلم، اللہ تعالیٰ اہل وجود کی روح یعنی پسندیدہ صفات والے
 محمد پر زمین و آسمان کی مخلوق میں درود نازل فرمائے، اللہ تعالیٰ
 صبح و شام روحوں میں اس روحِ محمدی، پر خوب درود بھیجے اللہ
 تعالیٰ ابد الابد تک آقاؤں کے آقا پر درود بھیجے، اللہ تعالیٰ
 کامل درود بھیجے اس ذات پر جو کمال میں یکتا ہے، اللہ تعالیٰ رحمت

کے ساتھ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس (محبوب) پر جو ہر نعمت کی غایت ہے، اللہ تعالیٰ مزید درود بھیجے یکتا و بے مثل پر، اللہ تعالیٰ با عزت درود بھیجے، کرمیوں کے فخر پر، اللہ با عظمت درود بھیجے، شفیق و رحیم پر، اے اللہ! اے بلا کسی نمونہ سابقہ کے پیدا کرنے والے! اپنے بزرگی و رفعت والے حبیب پر درود و سلام بھیج! اے اللہ! اے علم والے! اپنے حمد و ثنا کرنے والے شکر گزار نبی پر درود و سلام بھیج! اے خدا! عظمت والے، حسین پر درود و سلام بھیج، اے ستودہ صفات خدا! بندوں کے آقا پر درود و سلام بھیج! اے سلامتی بخشنے والے مالک! اسلام کی تعلیم دینے والے محبوب پر درود و سلام بھیج! اے میرے پروردگار میرے گناہوں کی معافی کی سفارش کرنے والے پرورد و سلام بھیج! بلند یوں میں بڑی رحمت کے ساتھ درود و سلام بھیج! ان پر جو زمین و آسمان میں عظمت و جاہت والے ہیں، اللہ تعالیٰ اس تعظیم کے ساتھ درود بھیجے جو صحیفوں (کتاب آسمانی) میں لکھی ہوئی ہے اس ذات پر جس کے دم سے موجوداتِ عالم مسطر ہیں، اے اللہ! ان پر درود بھیج جو مقدس یا رگا ہوں میں سب سے بہتر مخلوق ہیں اور ان تک ہمارا سلام ہمیشہ عزت کے ساتھ پہنچانا، دنیا کی شفاعت کرنیوالے پر درود اور اس کے ساتھ سلام بھیج، نازل فرما، اور خطاؤں پر ہمارا مواخذہ نہ فرمانا۔“

”اے اللہ! ان پر درود بھیج جن کی شفاعت مقبول ہے جن کی اطاعت کو تو نے اپنی اطاعت قرار دیا اور جن کو تو نے ازل

میں سب سے پہلا کیا لہذا ہر قدم واسلے پران کا قدم ہے جن کو تو نے کامل تر مقام کے ساتھ پہلے انہیں میں متعین فرمایا جن کو تو نے کامل نظام سے مختص فرمایا اور جن کو تو نے (عمارت نبوت کی تکمیل کی اینٹ قرار دیا، وہ جو تمام انسانوں کے امام اور بارگاہِ خداوندی کے خطیب ہیں، اس حقیقت و حوب کے مظہر ہیں جو عجیب و نقائص سے پاک ہے اور پاکیزہ تر ممکن حسن و جمال کا محل صفا، وہ جن کی زندگی کے پوشیدہ کوائف بھی قابلِ ستائش ہیں اور ظاہری خوبیاں بھی لائق تحسین اور ان پر وہ سلام بھیج جو تیری دائمی بارگاہ میں نصرت کا حامل ہو اور الہی! میں تیری طرف ان کا وسیلہ اس غرض سے لے کر آیا ہوں کہ مجھے ہر اس چیز سے دور رکھا جائے جو تیرے قرب میں رکاوٹ ڈالے، میں تجھ سے تیرا قرب اور تجھ پر بھروسہ مانگتا ہوں، الہی! میں دستِ فقر و خافہ پھیلانے انتہائی ذلت و انکسار سے تیرے دروازے پر حاضر ہوں اور (تیرے) پیاروں کا وسیلہ لانا ہوں سو میرا سوال عطا فرما یو اور مجھے نامراد نہ کھڑا ہوا۔“

۹۔ ”الہی! موجودات کے ذرّوں کے برابر درود بھیج ان پر جو ہر والد اور اولاد کے آقا ہیں، ہر غازی اور تلامذات کرنے والے سے افضل ہیں جنہوں نے خلوت و جلوت میں اپنے رب کی عبادت کی جو تمام برگزیدہ مہنتیوں میں برگزیدہ تہیں، سیدنا محمد مصطفیٰ اور یونہی ہمیشہ ان پر سلام نازل فرما! ہر وارث کی طرف سے ہر مروت (جس کی وراثت بیٹے) اور سالک کی طرف سے اور اپنے تمام مومن بندوں کی طرف سے، آمین! اسے سرورِ گاہِ جہاں، الہی!

ہمارے آقا محمد پرورد و بھیج جن کو تو نے ازل میں کمال کے بعد
مراتب تکمیل سے مخصوص فرمایا جو فضیلت کے جامع اور وسیلہ
کے مالک ہیں، چھپے رازوں کے خزانوں کو کھولنے والے ہیں
نوری ادوار (سلسلہ نبوت) کو ختم کرنے والے، ہر اشارہ لطیف
کی رونق جو بارگاہ ربانی میں معرفت کے اشارات سے کامل بندگی
کی طرف اشارہ فرمادیتے ہیں جن کی جناب بلند ہے، سیدنا و مولانا
محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو شفاعت فرمانے والے ہیں، الہی اجتناب
آنا درود بھیج جو مقامات کمال میں ان کے جمال سے مانوس ہو
اور حضور پر اور ان کے آل و اصحاب پر ایسا سلام بھیج جیسا کوئی
محبت اپنے دوستوں کو بھیجتا ہے اور رسولوں پر سلام ہو اور سب
تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے۔“

”الہی ادرود بھیج! ان پر جو اسرار کا مرکز اور انوار کا منبع ہیں،
جو نفوس کو صفاتِ زلیہ سے پاک فرمانے والے اور قبائل میں
پیدا ہونے والے خوبصورت ترین مولود ہیں، سلطنتِ ربانی کے دولہا
اور بارگاہِ اندلس کے امام ہیں، جو بھلائی کی تعلیم دیتے والے اور
مخلوق میں سب سے بڑھ کر عالم ہیں، امت کے خیر خواہ اور حق کی طرف
اس کی رہنمائی فرمانے والے ہیں، نبیوں اور رسولوں میں سب سے
بڑھ کر معزز اور پروردگارِ عالم کے رسول ہیں، سیدنا محمد جو سرداروں
کے سردار اور سعدائوں کے دائروں کے مرکز ہیں اور ان پر ان کے
مرتبہ و مقام اور جلالت و عظمت کے شایانِ شان سلام بھیج اور سب
تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے اور وہی کافی ہے اور اس کے تمام برگزیدہ بندوں
پر سلام!“

پہچیا لیسوال درود شریف

عربی ذرقاوی کا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ابوالمواہب کا ہے۔
 اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ بِجَمِيعِ الشُّوَدُنِ - فِي الظُّهُورِ وَالْبُطُونِ
 عَلَى مَنْ مِنْهُ انْشَقَّتِ الْأَسْرَارُ الْكَامِنَةُ فِي ذَاتِهِ
 الْعَلِيَّةِ ظُهُورًا - وَأَنْفَلَقَتِ الْأَنْوَارُ الْمَنطُويَّةُ فِي سَمَاءِ
 صَفَائِهِ السَّنِيَّةِ بُدُورًا - وَأَمَّ تَقَتِ الْحَقَائِقُ
 مِنْهُ إِلَيْهِ - وَتَنَزَّلَتْ عُلُومُ آدَمَ بِهِ فِيهِ عَلَيْهِ -
 فَأَعْجَزَ كُلَّ مَنْ أَخَذَ لَانِقَ فَهَمَّ مَا أُودِعَ مِنَ السِّرِّ
 فِيهِ - وَلَهُ تَضَاءَاتُ الْفُهُومِ وَكُلَّ عَجْزَةٍ يَكْفِيهِ -
 فَذَلِكَ السِّرُّ الْمَصُونُ لَمْ يَدْرِكْهُ مَنَّا سَابِقُ فِي
 وَجُودِهِ - وَلَا يَبْلُغُهُ لَاحِقُ عَلَى سَوَائِقِ شُهُودِهِ - فَاعْظُمِ
 بِهِ مِنْ نَبِيِّ رِيَاضِ الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ بِرَهْرِ جَمَالِهِ
 الْكَرْهِى مُوْنَقَّةً - وَحِيَاضِ مَعَالِمِ الْجَبَرُوتِ
 بِفَيْضِ أَنْوَارِ سِيرَةِ الْبَاهِرِ مَدْفِقَةً - وَلَا شَيْءَ
 إِلَّا وَهُوَ بِهِ مَنُوطٌ وَبِسِيرَةِ السَّارِى مَنُوطٌ - إِذْ
 كَوَّلَا الْوَاسِطَةَ فِي كُلِّ صَغُورٍ وَهَبُوطٍ - لَذَهَبَ كَمَا قِيلَ
 الْمَوْسُوطُ - صَلَاةٌ تَلِيْقُ بِكَ مِنْكَ إِلَيْهِ -
 وَتَنْوَارُ دِيْوَارِ الْخَلْقِ الْجَدِيدِ وَالْفَيْضِ الْمَدِيدِ
 عَلَيْهِ - وَسَلَامًا يُجَارِى هَذِهِ الصَّلَاةَ فَيْضُهُ

وَفَضْلُهُ - كَمَا هُوَ أَهْلُهُ - وَ عَلَى آلِهِ تُمُوسِ سَمَاءِ الْعُلَا.
وَأَصْحَابِهِ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ تَلَا - اللَّهُمَّ إِنَّهُ سِرُّكَ
الْجَامِعُ لِكُلِّ الْأَسْرَارِ - وَتَوَكَّلْ الْوَاسِعُ لِجَمِيعِ
الْأَنْوَابِ - وَدَلِيلُكَ الدَّالُّ بِكَ مِنْكَ عَلَيْكَ وَقَائِدُ
رُكْبِ عَوَالِمِكَ إِلَيْكَ - وَحِجَابُكَ الْأَعْظَمُ الْقَائِمُ
لَكَ بَيْنَ يَدَيْكَ - فَلَا يَصِلُ وَاصِلٌ إِلَّا إِلَى حَضْرَتِهِ
الْمَانِعَةِ - وَلَا يَهْتَدِي حَائِرٌ إِلَّا بِأَنْوَابِهِ الْمَاهِغَةِ
اللَّهُمَّ الْحَقُّنِي بِنَسَبِهِ الرُّوحِي - وَحَقِّقْنِي بِعَسَبِهِ
السُّبُوحِي وَعَرِّفْنِي آيَاتِهِ مَغْرِفَةً أَشْهَدُ بِمَا
مُحْيَاهُ - وَأَصْبِرْ بِهَا بَجْدَهُ كَمَا يُحْيِيهِ وَيَرْضَاهُ
وَأَسْلِمْ بِهَا مِنْ دُورِ مَوَابِدِ الْجَهْلِ بِعَوَالِمِهِ
وَأَكْرَعْ بِهَا مِنْ مَوَابِدِ الْفَضْلِ بِمَعَالِمِهِ
وَأَحْمِلْنِي عَلَى نَجَائِبِ لُطْفِكَ - وَكَأَيِّ حَنَانِكَ
وَعَطْفِكَ - وَسِرِّي فِي سَبِيلِهِ الْقَوِيمِ وَصِرَاطِهِ
الْمُسْتَقِيمِ - إِلَى حَضْرَتِهِ الْمُتَّصِلَةِ وَحَضْرَتِكَ الْقُدْسِيَّةِ
الْمُتَّجِلِيَّةِ بِتَجَلِيَّاتِ مُحَاسِنِهِ الْأُنْسِيَّةِ - حَتَّى تَحْقُوقًا
بِجَنُودِ نُصْرَتِكَ - مَصْحُوبًا بِعَوَالِمِ أَسْرَتِكَ
وَأَقْدِفْنِي عَلَى الْبَاطِلِ بِأَنْوَابِهِ - فِي جَمِيعِ
بَقَائِهِ - فَأَذْمُغَهُ بِالْحَقِّ - عَلَى الْوَجْهِ الْأَحَقِّ -
وَنُجَّجْ بِي فِي حَسَابِ الْأَحَدِيَّةِ الْهَيْطَةِ - بِكُلِّ مَرْكَبَةٍ
وَبَسْطَةٍ وَأُسْلُنِي مِنْ أَوْحَالِ التَّوْحِيدِ - إِلَى

فَصَاءُ الْفَرِيدِ - الْمُنْزَعِ عَنِ الْإِطْلَاقِ وَالْقَبْرِ
 أَغْرَقَنِي فِي عَيْنِ بَحْرِ الْوَحْدَةِ شُهُودًا حَتَّى
 لَا أَرَى وَلَا أَسْمَعُ وَلَا أَجِدُ وَلَا أَحِسُّ إِلَّا بِهَا
 نُزُولًا وَصُعُودًا - كَمَا هُوَ كَذَلِكَ لَنْ يَزَالَ وَجُودًا -
 وَأَجْعَلِ اللَّهُمَّ الْجَبَابِ الْأَعْظَمَ حَيَاةً وَحَيًى
 كُشْفًا وَعِبَانًا - إِذَا أُنْزِلَ كَذَلِكَ رَحْمَةً مِنْكَ وَحَنَانًا -
 وَأَجْعَلِ اللَّهُمَّ رُوحَهُ سِرَّ حَقِيقَتِي ذَوْقًا وَحَالًا -
 وَحَقِيقَتَهُ جَامِعَ عَوَالِي فِي مَجَامِعِ مَعَالِي حَالٍ وَمَالٍ -
 وَحَقِيقَتِي بِذَلِكَ - عَلَى مَا هُنَاكَ بِتَحْقِيقِي الْحَقِّ الْأَوَّلِ وَ
 الْآخِرِ وَالظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ يَا أَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ
 شَيْءٌ يَا آخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ يَا ظَاهِرُ
 فَلَيْسَ قَوْفَكَ شَيْءٌ - يَا بَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ
 اِسْمُكَ يَنْدَانِي - فِي تَقَاتِي وَفَتَاتِي - بِمَا سَمِعْتَ بِهِ نِدَاءَ
 عَبْدِكَ زَكْرِيَّا - وَأَجْعَلْنِي عَنْكَ مَرْضِيًّا وَعِنْدَكَ
 مَرْضِيًّا - وَأَنْصُرْنِي بِكَ لَكَ - عَلَى عَوَالِيمِ الْحُجَّتِ
 وَالْإِسْنِ وَالْمَلَكِ - وَأَسْدِنِي بِكَ لَكَ - بِمَا يَسِدُ مِنْ
 سَلَكِ قَمَلِكَ - وَمَنْ مَلَكِ فَسَلَكِ - وَأَجْمَعُ بَيْنِي
 وَبَيْنَكَ - وَأُزِلْ عَنِ الْعَيْنِ غَيْبَكَ - وَحُلْ بَيْنِي وَبَيْنَ
 غَيْرِكَ - وَأَجْعَلْنِي مِنْ أَيْمَةِ خَيْرِكَ وَمَسِيرِكَ -
 رَأَى اللَّهُ اللَّهَ مِنْهُ يَأْتِي الْأَمْرُ اللَّهُ الْأَمْرُ
 إِلَيْهِ يَعُودُ - اللَّهُ وَاجِبُ الْوُجُودِ وَمَا سِوَاهُ مَقْقُودُ

رَأَى الَّذِي فَزَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَأَاكَ إِلَى مَعَادِي - فِي كُلِّ اقْتِرَابٍ
وَأُتْبِعَادٍ - وَأُنْتِهَاضٍ وَاقْتِعَادٍ - رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً
وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا - وَاجْعَلْنَا مِنْ أُمَّتِكَ قَهْدِي -
حَتَّى لَا يَقَعَ مِنَّا نَظَرٌ إِلَّا عَلَيْكَ وَلَا يَسِيرَ مِنَّا وَطَرٌ إِلَّا إِلَيْكَ -
وَسِيرَ مِنَّا فِي مَعَارِجِ مَدَارِجِ رَأَى اللَّهُ وَمَلَأَ نِكَتَهُ يُصَلُّونَ
عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا اللَّهُمَّ
فَصِّلْ وَسَلِّمْ مِنَّا عَلَيْهِ أَفْضَلَ الصَّلَاةِ وَأَكْمَلَ السَّلَامِ - فَإِنَّا لَا
نَقْدِرُ قُدْرَةَ الْعَظِيمِ - وَلَا نُدْرِكُ مَا يَلِيقُ بِهِ مِنَ الْإِحْسَانِ
وَالشَّعْظِيمِ - صَلَوَاتُ اللَّهِ تَعَالَى وَسَلَامُهُ وَتَحِيَّاتُهُ وَخُجَّتُهُ وَبَرَكَاتُهُ
عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُولِكَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ
وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ عَدَدَ الشَّعْرِ وَالْوُثْرِ وَعَدَدَ كَلِمَاتِ رَبِّنَا
الْقَامَاتِ الْمُبَارَكَاتِ -

ترجمہ: انہی تمام شانوں کے ساتھ درود و سلام و بیج، ظاہر و باطن میں، اُن پر،
جن کی ذات بلند و برتر سے، پوشیدہ حقائق خوب خوب ظاہر ہوئے اور
جن کی صفات عالیہ کے آسمان سے چلے ہوئے انوار چودہویں کے چاند
بن کر پھوٹنے لگے اور جن کی ذات میں، انہی سے انہی کی طرف حقائق
ارتقا پذیر ہوئے انہی کے سبب، انہی میں، انہی پر علوم آدم نازل ہوئے۔
اور تمام مخلوق کو ان میں پوشیدہ رکھے گئے رازوں کے سمجھنے سے عاجز
کر دیا۔ قسم اس کے سامنے سرنگوں میں اور ہر ایک کو اس کی عاجزی کا
ہے۔ وہ ایسا محفوظ راز ہے کہ ہم میں سے جو پہلے سے موجود ہیں نہ
وہ اس کو پا سکے اور نہ پہلے شواہد کے باوجود بعد والا سے پہنچ سکے۔

سو وہ کیسے با عظمت نبی ہیں۔ کائنات پست و بالا کے گلشن ان کے نور
درخشاں سے جگمگاتے ہیں۔ عالم بالا کے نشانوں کے حوض ان کے روحانی
انوار کے فیض سے ابل رہے ہیں۔ ہر چیز کا انہی سے تعلق ہے اور انہی
کی روحانیت جاریہ میں گھری ہوئی ہے۔ اگر ہر بالا و پست میں ان کا
واسطہ نہ ہو تو جیسے کہا گیا ہے سب کچھ ختم ہو جائے۔ ایسا درود جو
تیرے لائق، تیری طرف سے ان کی طرف ہو۔ نئی مخلوق اور آپ پر جو
طویل فیض ہو رہا ہے اس کے تسلسل کے ساتھ مسلسل، اور ایسا سلام،
جس کا فیض و فضل اس درود کے برابر ہو، جیسے آپ اس کے حق دار
ہیں، اور آپ کی آل پر جو آسمان بلندی کے سورج ہیں اور آپ کے
صحابہ کرام تابعین اور ان کے پیروکاروں پر۔ الٰہی! وہ تیرے ایسے
راز ہیں جو تمام رازوں کے جامع ہیں اور تیرا ایسا نور ہیں جو تمام انوار
سے وسیع ہے اور تیری ایسی دلیل ہیں جو تیری مدد سے، تیری
طرف سے سمجھ پر دلالت کرنے والے ہیں۔ تیری کائنات کے قائلین
کی تیری طرف قیادت کرنے والے اور تیرا بڑا پردہ ہیں جو تیری خاطر
تیرے سامنے کھڑا ہے پس ہر پہنچنے والا انہی کی بارگاہ تک پہنچتا ہے
جو آگے بڑھنے سے) مانع ہے اور کوئی حیران و سرگردان راہ پا
سکتا ہے تو انہی کے انوار ضیاء سے۔ الٰہی مجھے ان کی نسبت روحی
سے ملا دے، اور ان کے پاکیزہ حسب کے حقیقت شناس کر دے
اور مجھے ان کی ایسی پہچان کرادے، جس کا نذرانہ میں ان کے حضور
پیش کر سکوں، اور میں ان کی تسبیح گاہ بن جاؤں۔ جیسے وہ ا سے چاہیں
اور پسند کریں۔ اور جس کے ذریعے میں ان کی معرفت کے سلسلے

میں جہالت انگیزیوں سے بچ سکوں اور ان کے معارف سے فضل و کرم کے گھاٹ سے سیراب ہوں اور مجھے اپنے لطف کے عمدہ گھوڑوں پر سوار کروں اور اپنی مہر و محبت کی سواریوں پر سوار فرماؤں اور مجھے حضور کے سیدھے راستے پر چلا ان کی بارگاہ کی طرف جو تیری پاک بارگاہ سے ملی ہوئی ہے جو آپ کی انسانی خوبیوں سے مزین ہے ایسی سواری جو تیری مدد کے لشکروں سے محفوظ کی گئی ہے تیری کائنات نصرت جن کے ہمراہ ہے میرے ہاتھوں باطل کی تمام قسموں کو نیست و نابود کروں۔ اس کے تمام علاقوں میں اسے مکمل طور پر حق کے ذریعے مٹا دے۔ اور مجھے توحید کی بحر محیط میں غرق کر دے۔ ہر مرکب و بسیط کے ہمراہ۔ اور مجھے مقامات توحید سے فضائے تفرید کی طرف نکال لا جو مطلق و مفید کے اطلاق سے پاک ہے۔ مجھے بحر شہود میں غرق کر دے یہاں تک کہ میں چڑھتے اترتے وقت صرف اسی کو دیکھوں اسی کو سنتوں اور اسی کو محسوس کروں جیسے ہے ہمیشہ ویسے ہی رہے گا۔ اور الہی! میری روحانی زندگی کا سب سے بڑا پردہ اٹھا دے کہ بات اتنی سی ہے۔ یہ تیری رحمت و شفقت ہے۔ اسی کی روح کو میرے راز حقیقت کا ذائقہ و حال بنا دے۔ اور اس کی حقیقت کو حال و کمال کے لحاظ سے میرے تمام احوال و آثار میں نشان بنا دے اور تیرے ہاں جو اس کی حقیقت ہے مجھے اسی کے ساتھ متصف فرما دے۔ اول و آخر، ظاہر و باطن کے وجود حقیقی کے صدقے۔ اے اول کہ تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں، اے آخر! کہ تیرے بعد کوئی چیز نہیں، اے ظاہر تیرے اوپر کوئی چیز نہیں۔ اے باطن! کہ تیرے سوا کچھ نہیں۔ میری فنا و بقاء میں میری فریاد سن لے۔ جیسے تو نے اپنے بندے

ذکر کیا علیہ السلام کی سنی اور اپنے حضور مجھے راضی و مرضی جس سے تو راضی
 ہوا بنا دے۔ اور اپنی مدد سے، اپنی رضا کے لیے میری مدد فرما۔ کائنات
 جتنے انسان و فرشتہ پر۔ اور اپنی تائید سے اپنے لیے میری تائید فرما۔
 ایسے آدمی کی سی تائید جو چلے اور مالک بنے۔ اور جو مالک بنا وہ چلا مجھے
 اپنی معیت عطا فرما اور آنکھ سے پردہ ہٹا دے۔ میرے اور اپنے غیر
 کے درمیان حائل ہو جا اور مجھے اپنی خبر و ٹھکانہ کے اماں میں شامل کر
 دے۔ اے اللہ! اے اللہ! اے اللہ! اللہ ہی سے ہر کام کی ابتداء ہے
 اور اسی کی طرف ہر کام لوٹتا ہے۔ اللہ کا وجود لازمی ہے اور جو اس کے
 ماسوا ہے کچھ نہیں؟ بے شک جس ذات نے (جیب!) تم پر قرآن نازل
 فرمایا اور اس کی تعلیم فرض کی وہ تمہیں اصل ٹھکانے کی طرف لوٹانے والا
 ہے۔ ہر قریب و بعید میں۔ ہر قیام و قعود میں۔ الہی اپنی طرف سے ہمیں
 رحمت عطا فرما۔ اور ہمارے لیے ہمارا اچھا کام آسان فرما دے۔ اور
 ہم کو ان میں سے کر دے جنہوں نے تجھ سے رہنمائی حاصل کر کے سیدھی
 راہ اختیار کر لی یہاں تک کہ ہماری نگاہ تجھی پر رہے اور ہمیں حاجت
 کوئی بھی ہو تیری ہی طرف چل کر آئے۔ اور ہم کو آیت کریمہ اِنَّ اللّٰهَ
 وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَیْكَ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا
 عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ کے بلند درجات پر فائز فرما دے۔ الہی
 پس ہماری طرف سے سرکار پر فاضل تردد و دور کا مل تر سلام نازل فرما۔
 کہ ہم ان کے بلند مرتبہ کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ اور حضور کے شایان شان
 عزت و احترام کا شعور نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں۔ سلام۔ تسکین
 اور برکتیں ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں۔ جو تیرے

بندے۔ نبی۔ رسول نبی اُمتی ہیں اور ان کی آل اور اصحاب پر، جنت و طاق
کی تعداد کے برابر۔ اور چارے پروردگار کے مکمل بابرکت کلمات کے برابر۔“

یہ درود شریف العربی الدرقاوی رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اس کے الفاظ افضل و
اکمل ہیں۔ میری کتاب افضل الصلوٰت میں اس میں سیدی عبدالسلام بن شیش کا درود بھی
ملا دیا گیا ہے جو فضل و برکت میں بہت مشہور ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ مرکب
سیدی ابوالمواہب الشاذلی رضی اللہ عنہ کا ہے۔

سینا لیسوال رو د شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الرَّحْمَةِ الشَّامِلَةِ - وَالْبَرَكَةِ الْكَامِلَةِ -
 جَامِعِ الْحَقَائِقِ وَافْضِلِ الْخَلَائِقِ - حَضْرَةَ حَظِيْرَةَ حَقَّاهِرِ
 قُدْسِكَ الْحَامِعِ - وَنُوْرِ اَنْوَارِكَ الْاَلَامِعِ . وَعَبْدِ عِبُوْدِيَّةِ
 مَوْضُوْعِكَ الْمَتَوَاضِعِ - الَّذِي اُخْتَرَتْهُ قَبْلَ سَوَالِقِ السَّوَابِقِ
 وَالْحَقُّهُ بَعْدَ لَوَاحِقِ اُلُوْحِ الْحَقِ - وَابْقِيَّتَهُ بِكَ وَتَحِفَّتِ
 عَنْهُ اَنَارُ الْبَقِيَّةِ - وَنَزَعَتْ مِنْ صُدْرِهِ غِلَا الْعُقُولِ النَّفْسِيَّةِ -
 وَبَشَّرَتْ مِنْهُ بِمُبَاشَرَةِ رُوْحِ الْجَبَرُوتِ رُغُوْنَاتِ الْبَشَرِيَّةِ
 وَرَفَعَتْهُ اِذْ رَفَعْتَ عَنْهُ بِتَخْلِيْقِ اَخْلَاقِهِ حِجَابِ الْاِخْلَاقِ
 الْخَلْقِيَّةِ - وَجَعَلْتَهُ مَوْضُوْعًا لِعِبَادِيَّتِكَ - وَكُوْحًا حَافِظًا
 يَكْمِيْنَاتِ مَقُوْلِكَ . وَكُرْسِيًّا وَاِسْعًا لِمُقَرَّرَاتِ تَجْمُوْعِكَ
 وَصَرَّفْتَ قُوَّةَ قُدْرَتِهِ فِي اَمْلَاكِ اَفْلَاكِ الدَّائِرَةِ -
 وَاطْلَعْتَ فِي مَطَالِيحِ آفَاقِهِ مَصَابِيحَ كَوَاكِبِ اَنْوَارِهِ
 اَلْزَهْرَةِ - وَبَسَطْتَ بِسَاطَ بَسْطَتِيهِ قَرَارًا لِقُرَّةِ
 الْاَعْيُنِ النَّاطِرَةِ - فَيَنْ جِلْدًا مِرَاقًا رَأْيِهِ الْجَلِيْلُ اُنْجَلَى
 تَجَلَّى جَمَالِهِ وَجَلَدَ لِيهِ - وَعَلَى اَعْلَى تَعَالَى هَمِيمِ اَهْتِمَامِهِ
 مَا طَارَ تَصَوُّرُ مَوْرَدِهِ كَمَالِهِ - الَّذِي جَاوَزَتْ بِهِ حُدُوْدَ
 الْحُزْنِ قُبَا شَرِّ الْبُشْرَى لِوَصَابَةِ اَلْصَّوَابِ . وَآمَنْتُ

إِيْمَانٍ تَمْتَنِيهِ مِنَ الْكُفْرِ عَلَى الْأَعْقَابِ فِي عِقَابِ الْعِقَابِ -
وَحَلَّصْتَ إِخْلَاصَهُ مِنْ أَثَارِ التَّلَفُتِ لِثَوَابِ الثَّوَابِ - فَلَسَّ
يَتَّقُ عَلَيْهِ بَقِيَّةَ رَيْبٍ - وَلَا عُرْوَةَ عَيْبٍ - لَا يَأْسُ بِالْخَلْقِ -
وَلَا يَسْتَوْحِشُ مِنَ الْحَقِّ - وَلَا تَلْهَظُ لَوَاحِظُ مُلَوِّحَتِهِ عَيْنُ
جَمْعِ الْجَمْعِ فِي عَيْنِ الْفَرْقِ - الْغَيْبِ الْكَرِيمِ - وَالْخَلِيلِ
الْأَعْظَمِ - وَالرُّوحِ الْمُنْعَمِ - سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَعَلَى آيَتِهِ إِبرَاهِيمَ الْخَلِيلِ وَأَخُوهِ مُوسَى الْكَلِمِ
وَعِيسَى الْأَمِينِ وَعَلَى دَاوُدَ وَسَلِيمَانَ وَعَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالرُّسُلِينَ - وَالْأَوْلِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ - وَالصَّعَابَةِ وَالْيَاعِينَ -
وَالْأَوَّامَةِ وَالْمُقَدِّدِينَ - وَالْوَقْتِ الْمُسْلِمِينَ - كُلَّمَا ذَكَرَكَ
الذَّاكِرُونَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ الْغَافِلُونَ وَتَاهَتْ الْعُقُولُ
فِي حَضْرَةِ الذَّاتِ - وَتَرَوَحَّتِ النَّفُوسُ النَّفْسِيَّةُ بِالْأَسْمَاءِ
وَالصِّفَاتِ - وَظَهَرَ شَاهِدُ الْحَقِّ يَلَوُذُ وَاحٍ - وَتَبَدَّلَتِ الذَّاكِرَةُ
بِالذِّكُورَةِ وَقَتَّ حُصُولِ الْفَلَاحِ - وَسَلِّمُ تَسْلِيمًا كَثِيرًا -

الہی اور دوسلام بھیج رحمت شاملہ اور برکت کا ملہ پر، جو حقیقتوں کے جامع
اور مخلوق میں افضل ہیں تیرے خلیفہ قدس کی جامع بارگاہ تیرے چمکتے
انوار کا نور، تیرے موضوع عبودیت کے کامل، متواضع بندے جن کو
تو نے پہلوں سے پہلے اختیار کیا۔ اور آخر سے آخر کے ساتھ ملایا، اپنی
قدرت سے ان کو بھاری اور ان کے ذریعے باقی آثار مٹائے۔ ان کے
سینہ سے نفسانی میل کچیل دور رکھے اور ان کے ذریعے اور ان کے
ساتھ رُوح جبروت کے متعلق کر کے بشری خامیوں کو دور کیا، اور تو

نے ان کے ذریعے فطری کمزوریوں کو دور فرما کر ان کو بلند تر مرتبہ عطا فرمایا۔ ان کو تو نے اپنے محمول کا موضوع بنایا، اپنے کلماتِ گہنہ کے لیے ان کو محفوظ تختی بنایا، اپنے بھرے مجوئے کے لیے وسیع کرسی بنایا۔ ان کی قوت و قدرت کو تو نے گردشِ کُناںِ افلاک کی عظیم سلطنت میں صرف کیا۔ آفاقِ کائنات کے مطالع پر ان کے انوارِ روشن کے ستارے طلوع کیے۔ جن کی بساطِ قدرت کو تو نے دیکھنے والی آنکھوں کی ٹھنڈک بنایا۔ سوان کی جلیل القدر رائے کی روشنی میں ان کے جلال و جمال کی تجلی چمکی۔ ان کی بلند مہمتی کے بلند تر مقام پر انہی کے تصورِ کمال کا پرندہ اُڑ سکتا ہے، وہ جن سے تو نے غمزہ کا غم دور فرمایا، اور وہ اپنے حصولِ مقصد کے ذریعے خوشی سے ہمکنار ہوا تو نے ان کے ایمان کو ادا کرنے اور اُلٹے پاؤں پھیرنے سے محفوظ کیا اور تو نے ان کے اخلاص کو اجرِ ثواب کی ملاحٹ سے الگ تھلگ رکھا۔ پس نہ تو ان پر کوئی شک کا شائبہ ہے نہ عیب کا امکان۔ نہ مخلوق سے اتنے مانوس کہ حق تعالیٰ سے نامانوس ہو جائیں، ان کو غور سے دیکھنے والا تمام مخلوق کو فرق سے نہیں یکساں دیکھتا ہے۔ حبیبِ مکرم بڑے دوست وہ رُوح جس پر انعام کیا گیا۔ ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے والد ماجد ابراہیم خلیل علیہ السلام پر، اور ان کے بھائیوں موسیٰ، عیسیٰ امین، داؤد و سلیمان اور تمام نبیوں رُسولوں پر، صلی اللہ علیہ وسلم اجمعین پر، اولیاء و صالحین پر، صحابہ و تابعین پر، ائمہ متقدمین پر، ائمہ مسلمین پر، جب بھی ذکر کرنے والے تیرا ذکر کریں۔ اور جب غافل تیرے ذکر سے غفلت برتیں، اور عقلمیں جب تک

تیری بارگاہ ذات میں حیرت زدہ ہیں۔ اور جب تک مبارک نفوس
اسما و صفات سے آرام حاصل کریں۔ حق کا گواہ ارواح کے لیے
ظاہر ہے۔ حصول کامیابی پر ذکر کرنے والوں کے ذکر میں تبدیلی آئے
اور بہت بہت سلام نازل فرما۔

یہ درود شریف مسالک الخفاء کے مولف کتاب فرماتے ہیں۔ میں نے اسے
اپنے دوست برہان نعمانی سے منسوب اوراد میں دیکھا ہے۔

اربابِ رسول و روضہ شریف

سیدی عبد اللہ بن اسعد الیافعی کا

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ
وَتَحِيَّاتُهُ وَبَرَكَاتُهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلَى
آلِهِ وَصَحْبِهِ عَدَدَ الشَّجَرِ وَالْوُثْرِ وَكَلِمَاتِ قَبِيْلَةِ النَّاِمَاتِ
الْمُبَارَكَاتِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَدَائِهِ اِلَّا اللّٰهُ
اَكْبَرُ وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهُ الْعَظِيْمَ وَتَبَارَكَ اللّٰهُ اُحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ
وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ
الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ
النَّبِيِّيْنَ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ اَجْمَعِيْنَ عَدَدَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ
وَعَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ وَزِيْنَةَ مَا خَلَقَ وَزِيْنَةَ مَا هُوَ خَالِقٌ
وَمِلَّ مَا خَلَقَ وَمِلَّ مَا هُوَ خَالِقٌ وَمِلَّ سَمَوَاتِهِ وَمِلَّ

أَرْضِهِ وَأَمْثَالَ ذَلِكَ وَأَضْعَافَ ذَلِكَ وَعَدَدَ خَلْقِهِ
وَزِينَةَ عَرْشِهِ وَمُنْتَهَى رَحْمَتِهِ وَمِدادَ كَلِمَاتِهِ
وَمَبْلَغَ رِضَاةِ حَتَّى يَرْضَى وَإِذَا رَضِيَ وَعَدَدَ
مَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُونَ فِيمَا مَضَى وَعَدَدَ مَا هُمْ
ذَاكِرُونَ فِيمَا بَقِيَ فِي كُلِّ سَنَةٍ وَشَهْرٍ وَجُمُعَةٍ وَ
يَوْمٍ وَكَلِيلَةٍ وَسَاعَةٍ مِنَ السَّاعَاتِ وَشَيْءٍ وَنَفْسٍ
وَلَمَحَةٍ وَطَرْفَةٍ مِنَ الدَّيْدِ إِلَى الدَّيْدِ أَبَدِ الدُّنْيَا
وَأَبَدِ الْآخِرَةِ وَآكُثَرَمِنْ ذَلِكَ لَا يَنْقُطِعُ آوَالُهُ
وَلَا يَنْفَدُ آخِرُهُ۔

ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے تمام فرشتے اس غیب کی خبریں دینے والے
نبی پر، درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! ان پر درود بھیجو اور خوب خوب
سلام۔ اللہ کی رحمتیں، اس کا سام اور ہدیے اور برکتیں ہمارے آقا محمد
پر، جو نبی امّی ہیں۔ اور آپ کی آل و اصحاب پر، جنت و طاق کے عدد کے
برابر، اور ہمارے کے مکمل بابرکت کلمات کے برابر، پاکی اللہ کو تمام
تعریفیں اللہ کے لیے۔ اور کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے، اور اللہ
سب سے بڑا ہے۔ میں خدائے بزرگ سے معافی مانگتا ہوں، اور اللہ
بہت بابرکت ہے۔ سب سے اچھا پیدا فرمانے والا، ہمیں اللہ کافی
ہے اور بہترین کارساز۔ بدی سے بچنے اور نیکی کرنے کی ہمیں کوئی طاقت
نہیں، مگر اللہ کے کرم سے، جو بلند تر، برتر ہے۔ اللہ رحمت نازل
فرمائے ہمارے آقا محمد پر جو سلسلہ نبوت کو ختم فرمانے والے ہیں۔ اور
آپ کی آل و اصحاب پر جو کچھ خدا نے پیدا کیا اس کی تعداد کے برابر

اور جو پیدا کرنے والا ہے اس کی تعداد کے برابر، جو پیدا کیا اس کے وزن کے برابر اور جو پیدا کرنے والا ہے اس کے وزن کے برابر جو پیدا کیا اس کے برابر اور جو پیدا فرمائے گا، اس کے برابر۔ اپنے آسمانوں اور زمین کے برابر، اس سب کے برابر، اس سب سے دوگنا چوگنا۔ اپنی مخلوق کی تعداد کے برابر، اپنے عرش کے وزن کے برابر، اپنی رحمت کی آخری حد کے برابر، اپنے کلمات کی سیما ہی کے برابر، اپنی رضا کی حد کے برابر یہاں تک کہ راضی ہو جائے۔ اور جب راضی ہو اور گزرے زمانے میں ذکر کرنے والوں کے ذکر کے برابر، اور آئندہ زمانے میں ذکر کرنے والوں کے برابر۔ ہر سال، ہر مہینے، ہر ہفتے، رات، دن اور لمحہ بلمحہ سونگھنے اور سانس لینے کے برابر۔ گھڑی، لمحہ اور آنکھ جھپکنے کے برابر، ابد سے ابد تک دنیا و آخرت کے ابد تک اور اس سے آتنا زیادہ جس کی ابتداء و انتہاء کہیں ختم نہ ہو؟

۴۹۰ اپنا سوال رُودِ شریف

یہ بھی انہی کا ہے

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَأَحْيِ قَلْبِي وَأَمِثْ
نَفْسِي حَتَّىٰ أَحْيَا بِكَ حَيَاةً طَيِّبَةً فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

ترجمہ: اے ہمیشہ زندہ و قائم۔ اے جاہ و عزت والے۔ رُودِ بیچ! ہمارے

آقا محمد اور ہمارے آقا محمد کی آل پر۔ میرا دل زندہ کر دے میرا نفس
مار دے یہاں تک کہ میں تیرے ساتھ دنیا و آخرت کی پاکیزہ زندگی
بسر کروں۔ بے شک تو ہر چاہے پر قادر ہے۔“

مسائلک الخفائیس یہ دونوں درود شریف حضرت عبداللہ بن اسعد الیافعی سے
نقل کئے ہیں۔ پہلے کے بارے میں فرماتے ہیں اس میں سبحان اللہ والحمد للہ سے
تمام عبارت تین بار پڑھو، فرمایا اس کی بڑی فضیلت ہے۔

پچاسواں درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الَّذِيْ اَشْرَقَتْ بِنُوْرِهِ
الظُّلُمُ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الْمُبْعُوْثِ رَحْمَةً
يُّكَلِّ الْاَوَمِيْم۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الْمُخْتَارِ
لِلنَّبِيَّيْنِ وَالرِّسَالَةِ قَبْلَ خَلْقِ الْاَلْوَحِ وَالْقَلَمِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الْمُؤَصُّوْفِ بِاَفْضَلِ الْاَخْلَاقِ وَالشِّمِّ۔
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الْخَصُوْصِ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ
وَنَوَاصِي الْحِكْمِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الَّذِيْ
كَانَ لَا تُشْتَهَكُ فِيْ مَجَالِيْدِ الْحَرَمِ۔ وَلَا يُغَضَى عَنْ ظَلَمِ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الَّذِيْ كَانَ اِذَا مَشَى
تُظِلُّهُ الْغَمَامَةُ حَيْثُمَا يَمْشِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
الَّذِيْ اُنْشِقَ لَهُ الْقَمَرُ وَكَلِمَةُ الْحَجَرِ وَاَقْرَبَ رِسَالَتِهِ
وَصَلَّتْ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الَّذِيْ

اَشْنٰى عَلَيْهِ رَبُّ الْعِزَّةِ فِي سَالِفِ الْقَدَمِ - اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الَّذِي صَلَّى عَلَيْهِ رَبُّنَا
فِي تَحْكِيمِ كِتَابِهِ وَآتَاَنَا اَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَيُسَلِّمَ -
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَآصْحَابِهِ وَآزْوَاجِهِ
مَا اَنْهَلْتَ الدِّمَ - وَمَا جُرَّتْ عَلَى الْمُذْنِبِينَ اَذْيَالُ الْكَرَمِ -
وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا وَشَرَفَ وَكَرَّمَ -

ترجمہ: اے الہی درود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر، جن کے نور سے اندھیرے
چمک اٹھے، الہی درود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر جو سیادت و رسالت
کے لیے چنے گئے۔ لوح و قلم کی پیدائش سے پہلے۔ الہی درود و سلام
بھیج ہمارے آقا محمد پر، جو اخلاق فاضلہ و عادات کریمہ کے ساتھ موصوف
میں۔ اے اللہ! درود و سلام نازل فرما ہمارے آقا محمد پر، جو جامع کلمات
اور خصوصی حکمتوں سے مخصوص ہیں۔ اے اللہ درود و سلام بھیج ہمارے
آقا محمد پر، جن کی مجلسوں میں حُرمتیں پامال نہیں ہوتی تھیں اور ظالم
رجو کسی پر ظلم کرے، کو چھوٹ نہیں ملتی تھی۔ اے اللہ درود و سلام نازل
فرما ہمارے آقا محمد پر، جو کہیں بھی چلنے کا ارادہ کرتے تو بادل ان پر
سایہ کرتے۔ اے اللہ! درود و سلام نازل فرما، ہمارے آقا محمد پر
جن کے لیے چاند ٹکڑے ہوا۔ جن سے پتھر ہکلام ہوئے اور حیوان جن کی
رسالت کا اقرار کرتے۔ اے اللہ درود و سلام بھیج ہمارے آقا محمد پر،
جن کی تعریف کی رب العزت نے، گزشتہ کتابوں میں۔ اے اللہ! درود و
سلام نازل فرما، ہمارے آقا محمد پر، جن پر پروردگار نے اپنی کتاب محکم
میں درود بھیجا اور درود و سلام بھیجنے کا حکم دیا۔ اللہ ان پر اور ان کی

آل و اصحاب پر اور ازواج پر درود و سلام نازل فرمائے جب تک
دریا بہتے رہیں اور گنگا روں پر رحمت کی بارش برستی رہے اور انہیں
شرف و کرم سے ہمکنار فرماتا رہے۔

الفا کہانی نے اپنی کتاب ”الفجر المنیر فی الصلۃ علی البشیر النذیر“ میں فرمایا،
جب ہم مدینہ منورہ کے قریب پہنچے اس شہر میں رہنے والے آقا پر افضل درود و سلام ہو۔
مجھے یہ درود شریف الہام ہوا۔ جسے پوری جماعت نے لکھا اور حفظ کر لیا۔ پھر مجھے بتایا
کہ بعض مالکی طلبہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ درود شریف
پڑھ رہے ہیں۔ یہ بات مسالک و غیر کتابوں میں مذکور ہے۔

اکاؤن وال درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَبِيِّكَ وَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيلِكَ
وَ عَلٰی جَمِيْعِ اَنْبِيَائِكَ وَ اَصْفِيَائِكَ مِنْ اَهْلِ اَسْمٰئِكَ وَ
سَمَائِكَ عَدَدَ خَلْقِكَ وَ رِضَا نَفْسِكَ وَ زِيْنَةَ عَرْشِكَ وَ مِدَّةَ
كِتَابِكَ وَ مُنْتَهٰى عِلْمِكَ وَ زِيْنَةَ جَمِيْعِ مَخْلُوْقَاتِكَ صَلَوةً
مُكَرَّرَةً اَبَدًا عَدَدَ مَا اَحْصٰى عِلْمُكَ وَ مِلَّ مَا اَحْصٰى
عِلْمُكَ وَ اَضْعَافَ مَا اَحْصٰى عِلْمُكَ صَلَوةً تَزِيْدُ وَ تَقُوُّ
وَ تَقْضِلُ صَلَوةً الْمُصَلِّينَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْخَلْقِ اَجْمَعِيْنَ
كَفَضْلِكَ عَلٰى جَمِيْعِ خَلْقِكَ -

ترجمہ: اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا محمد پر، جو تیرے نبی ہیں اور اپنے خلیل
ابراہیم پر اور اپنے تمام نبیوں اور پاکوں پر، خواہ زمین پر ہوں یا آسمان پر

اپنی مخلوق کے برابر، اپنی رضا کے برابر، اپنے عرش کے وزن کے برابر۔
 اپنے کلمات کی سیما ہی کے برابر۔ اپنے علم کی وسعت کے برابر۔ اپنی تمام
 مخلوق کے وزن کے برابر۔ ایسا درود جو ہمیشہ اور بار بار نازل ہو، تیری معلومات
 کے برابر، تیرے علم بجز تیری معلومات سے دونا چونا۔ ایسا درود جو
 تیری تمام مخلوق کے اس درود سے بڑھ کر ہو، جو حضور پر بھیجتی ہے۔
 جیسے تیری فضیلت تیری تمام مخلوق پر۔“

یہ درود شریف میں نے کمال بلاغت کی بنا پر ”دلائل الخیرات“ سے نقل کیا ہے۔
 مقصود یہ ہے کہ اس کی بلاغت کی طرح اس کی فضیلت بھی بہت زیادہ ہے۔ ورنہ
 اللہ کی اپنی مخلوق پر جو فضیلت ہے نہ اس کی حد ہے نہ اس کو کسی اور پر قیاس کیا جا
 سکتا ہے۔

باولن وال درود شریف

شیخ السنوسی کا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ سَيِّدِ
 الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ قَائِدِ الْغُرِّ الْمُحَلِّيْنَ السَّيِّدِ
 الْكَامِلِ الْفَاتِحِ الْخَاتِمِ الْعَجِيبِ الشَّفِيعِ الرَّؤُفِ الرَّحِيْمِ
 الصَّادِقِ الدِّمِينِ السَّابِقِ يَخْلُقِ نُورًا - وَرَحْمَةً لِلْعَالَمِيْنَ
 ظُهُورًا - عَدَدَ مَنْ مَضَى مِنْ خَلْقِكَ وَمَنْ بَقِيَ -
 وَمَنْ سَعِدَ مِنْهُمْ وَمَنْ شَقِيَ - صَلَاةً تَسْتَفْرِقُ
 الْعَدَاةَ وَتَحِيْطُ بِالْحَقِّ - صَلَاةً لَا غَايَةَ لَهَا وَلَا مُنْتَهٰى وَلَا

انْقِضَاءَ صَلَٰةٍ دَائِمَةٍ بِذَوَامِكَ بِبَقَائِكَ وَعَلَى
آلِهِ وَصَحْبِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّاتِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَنْصَارِهِ
وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا مِثْلَ ذَلِكِ وَأَجْرِيَا مَوْلَانَا خَفِیُّ لُطْفِكَ
فِي أُمُورِنَا كُلِّهَا وَأُمُورِ الْمُسْلِمِينَ -

ترجمہ: اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا و نبی و مولا محمد پر، جو پہلے پچھوں
کے سردار ہیں۔ رقیامت کے دن، چمکتی پیشانیوں اور چمکتے ہاتھ پاؤں
والوں (مسلمانوں) کے قائد ہیں۔ سردار کامل کائنات کا افتتاح کرنے
والے اور سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والے، حبیب خدا، شفاعت کرنے
والے، شفقت فرمانے والے مہربان، سچے، امانت دار، جن کا نور
مخلوق سے پہلے موجود تھا۔ تمام کائنات کے لیے رحمت بن کر ظہور
ہوا۔ تیری گزشتہ اور آئندہ مخلوق کی تعداد کے برابر، نیک بخت و
بد بخت کے برابر، ایسا درود جو عدد (گنتی) کو ختم کر دے، حد کا
احاطہ کرے۔ بے انتہا درود جو کبھی ختم نہ ہو، ایسا درود جو تیرے
دوام کے ساتھ دائمی اور تیری بقا کے ساتھ باقی ہو۔ آپ کی آل
آپ کے اصحاب، آپ کی بیویوں، آپ کی اولاد، آپ کے سسرال، داماد
اور آپ کے مددگاروں پر۔ اور خوب خوب سلام ویسے ہی۔ اے مولیٰ
ہمارے اور تمام مسلمانوں کے معاملات میں اپنا پوشیدہ لطف و کرم
جاری و ساری فرما دے۔“

یہ درود کتاب کنونر الاسرار میں ذکر فرمایا اور اس کی فضیلت کے سلسلہ میں
فرمایا، میں نے اپنے شیخ العیاشی کے ہاتھ کی یہ تحریر دیکھی ہے۔ فقہیہ ابو سامرہ الکالی
رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص جو فاقہ کش تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر شرت

سے درود و سلام بھیجا کرتا تھا۔ اس پر بہت قرض ہو گیا۔ خواب میں نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی، تو اس نے فقر و فاقہ کی شکایت کی، آپ نے اُسے شیخ
سیّدی محمد السنوسی کی خدمت میں بھیجا کہ وہ اس کا قرض اتاریں۔ یہ قرض ایک ہزار اوقیہ
تھا۔ اس بات کا ثبوت کہ واقعی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو بھیجا ہے مگر
نے فرمایا شیخ محمد سنوسی سے کہنا تم سونے سے پہلے روزانہ مجھ پر ایک لاکھ بار درود و سلام
بھیجتے ہو، بیدار ہو کر وہ شخص شیخ محمد سنوسی کے پاس گیا اور تمام بات بیان کی،
انہوں نے بغیر حیل و حجت اسے ایک ہزار اوقیہ دیا۔ اس شخص نے اللہ کا واسطہ دے
کر شیخ سے پوچھا کہ آپ اتنی تعداد میں ہر رات درود شریف کیسے پڑھ لیتے ہیں۔ اور
یہ کیونکر ممکن ہے؟ میں تو ہر رات ایک ہزار کے متعلق محو حیرت ہوں۔ شیخ نے آزمائے
ہوئے فرمایا، اگر یہ بات سمجھنا چاہتے ہو تو ایک ہزار اوقیہ واپس کرو۔ اس شخص نے
ہزار اوقیہ واپس کر دیا۔ شیخ نے کہا، اللہ تمہیں برکت دے، جو رقم حضور علیہ السلام نے
تمہیں دینے کا مجھے حکم دیا، میں اُسے کیسے واپس لے سکتا ہوں۔ میں تو محبت رسول
صلی اللہ علیہ وسلم میں تمہیں آزمانا چاہتا تھا۔ میں ہر رات یہ درود شریف سو بار
پڑھا کرتا تھا۔ الخ

میں کہتا ہوں ”افضل الصلوات“ میں یہ درود شریف اکتیسویں نمبر پر ہے۔
جس کے اول و آخر میں چند مفید اضافے بھی ہیں۔ اسی لیے میں نے اس کتاب میں
اسے الگ تملک ذکر کیا ہے۔ وہاں میں نے مذکورہ بالا فائدے کے علاوہ دیگر فوائد
بھی ذکر کئے ہیں۔

جلد اول ختم

